هٰذَا بَيَانٌ لِّلنَّاسِ وَهُدًى وَّمَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِينَ

آثارِ حیدری

اُردو ترجمہ عربی تفسیر پُر تنویر منسوب بہ

حضرت حُجّۃ اللہ فی الانام الامام الحسن عسکری علیہ السلام

مترجمہ

مولانا مولوی سید شریف حسین صاحب جرولوی

مترجم صحیفۂ رضویہ ومودۃ القربیٰ وغیرہ

پبلشرز

امامیہ کتب خانہ لاہور

متصل حویلی موچی دروازہ

انتباہ:- یہ کتاب خاص مذہب شیعہ کی ہے

هٰذَا بَيَانٌ لِّلنَّاسِ وَمَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ

آثار حیدری

اردو ترجمہ

عربی تفسیر پُر تنویر منسوب حضرت حجۃ اللہ فی الانام الامام الحسن العسکری علیہ السلام

مترجمہ

جناب مولوی سید شریف حسین صاحب بھرکوی

مترجم صحیفہ رضویہ و مودۃ القربیٰ

جسکو

مینیجر امامیہ کتب خانہ لاہور

مغل حویلی۔ موچی دروازہ نے چھپوا کر شایع کیا

تعداد ۱۰۰۰ قیمت سات روپے مجلد ولایتی ڈاٹیدار سنہری ہے

بار دوم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد بیحد اس خدائے علیم و حکیم کو زیبا ہے جس نے انسان ضعیف البنیان کو اپنی تمام مخلوقات پر شرف عطا فرمایا۔ اور زیور علم و حکمت سے اس کو زینت بخشی اور اپنے شرایع و احکام سے اپنے رسولوں کی زبانی اس کو آگاہ کیا اور ان پر عمل کرنے اور کاربند ہونے کو اپنی خوشنودی اور اس کی نجات کا باعث قرار دیا +

اور قابل درود وسلام وہ فخر انبیا و رسل ہے جو باعث ایجاد عالم و آدمؑ اور ذریعہ ہدایت و نجات بنی آدم ہے یعنی محمد مصطفےٰ خاتم انبیا شفیع روز جزا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم۔ پھر درود وسلام ہو آپ کے وصی برحق خلیفہ بلا فصل امیرالمومنین امام المتقین قائد غرالمحجلین نفس سید المرسلین قاتل کفار و مشرکین اسداللہ الغالب علی ابن ابی طالب علیہ السلام اور ان کی ذریت طیبین و طاہرین پر۔ جو حضرتؐ کے بعد ہادی و پیشوائے خلق خدا ہیں۔ ان کا فعل عین حضرتؐ کا فعل ہے اور ان کا قول حضرتؐ کا قول۔ جو کوئی ان کے اقوال و افعال کی متابعت کرے وہ مومن اور جنتی ہے اور جو ان کے اقوال و افعال کی مخالفت کرے وہ بے ایمان اور جہنمی ہے +

بعد از حمد و نعت بندۂ حقیر سراپا تقصیر ہیچمدان سید شریف حسین ابن سید امام علی اسمٰعیلی سبزواری ساکن بھریلی سادات ضلع انبالہ۔ حضرات مومنین پرتمکین کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ یہ زمانہ جو کہ روشنی کا زمانہ کہلاتا ہے حصول دین کے لحاظ سے بالکل تاریکی اور ضلالت کا زمانہ ہے حالانکہ بادشاہِ وقت کی طرف سے اس باب میں کسی قسم کی مزاحمت اور روک ٹوک

نہیں ہے اور پوری آزادی حاصل ہے مگر لوگوں کے دلوں پر دنیا ایسی غالب ہو گئی ہے کہ دینیات کی تحصیل اور احکام شریعت کا سیکھنا سکھانا قریباً موقوف ہی ہو گیا ہے اور زبان عربی چونکہ آجکل کی دُنیا کے مناسب حال نہیں ہے۔ اس لئے اس کی تعلیم و تعلّم بالکل تنزل کی حالت میں ہے امیر ہو یا غریب سب کی توجہ اس کی طرف سے ہٹ گئی اور روز بروز ہٹتی جاتی ہے۔ ایسے نازک وقت میں ضروری ہے کہ کتب دینی کو اُردو زبان میں لکھا جائے تاکہ دین کی اشاعت ہو اور اُردو خواں مومنین اس سے مستفید ہو سکیں۔ بنابریں جو کتابیں اِس زمانہ میں لکھی گئی ہیں اکثر اُردو زبان میں ہیں چونکہ حدیث۔ تفسیر۔ علم کلام و فقہ وغیرہ کی اکثر کتابیں عربی زبان میں ہیں اور اشاعت عام کے لئے ان کا اُردو زبان میں شائع ہونا ضروری ہے۔ اس لئے اس ناچیز کو بھی باوجود اپنی بے علمی اور کم استعدادی کے محض دینی ہمدردی کے سبب یہ خیال ہوا کہ کتاب مستطاب یعنی تفسیر قرآن منسوب بہ امام ہمام ابو محمد حسن عسکری علیہ السلام کو عربی سے اُردو میں ترجمہ کروں اور اس کے مطالب عالیہ سے جو علاوہ تفسیر قرآنی کے فضائل و محامد محمدؐ و آل محمدؐ و دیگر اخلاق و آداب و احکام شرعی کو شامل ہیں۔ عام مومنین کو نفع پہنچاؤں۔

چونکہ اِس کتاب میں اکثر فضائل محمدؐ و آل محمدؐ خصوصاً فضائل امیر المومنین علیہ السلام مذکور ہیں اور تمام روایات کا سلسلہ اس جناب تک پہنچتا ہے اِس ترجمے کو آثار حیدری کے نام سے نامزد کرتا ہوں۔ وَمَا تَوفِیقِی اِلّا بِاللہ وھو المستعان وعلیہ التکلان +

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلحَمدُ لِلّٰہِ رَبِّ العٰالَمِینَ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَسَلَّمَ تَسلِیمًا کَثِیرًا کَثِیرًا

امابعد۔ محمد ابن علی بن محمد بن جعفر زقاقؒ فرماتے ہیں کہ مجھ سے شیخ فقیہ ابوالحسن محمد بن احمد بن علی بن حسن بن شاذان۔ اور شیخ فقیہ ابو محمد جعفر بن احمد بن علی قمی علیہ الرحمہ نے بیان کیا کہ ہم سے شیخ فقیہ ابو جعفر محمد بن علی بن حسین بن موسےٰ ابن بابویہ قمی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ ہم کو ابوالحسن محمد بن قاسم مفسر و خطیب استرآبادی نے خبر دی ہے کہ مجھ سے ابویعقوب یوسف بن محمد بن زیاد اور ابوالحسن علی بن محمد بن سیار نے کہ وہ دونو امامیہ مذہب رکھتے تھے بیان کیا کہ ہم دونو کے باپ امامیہ مذہب تھے اور ان دنوں فرقہ زیدیہ استرآباد میں سب پر غالب اور نہایت زور و شور پر تھا۔ اور حسن بن زید علوی ملقب بہ داعی الی الحق امام الزیدیہ وہاں کا حاکم تھا۔ وہ اکثر اوقات زیدیوں کی باتیں سنتا اور لوگوں کو ان کے چغلی کھانے پر قتل کرواتا تھا ہم نے جب یہ حالت دیکھی تو ہم کو اپنی جانوں کے تلف ہونے کا خوف پیدا ہوا اور اپنے اہل و عیال سمیت امام ابو محمد حسن بن علیؑ بن محمدؑ یعنی والد ماجد قائم آل محمدؐ عجل فرجہ کی طرف روانہ ہوئے اور وہاں پہنچ کر اپنے بال بچوں کو ایک سرائے میں اتارا۔ اور خود امام حسن عسکری علیہ السلام کے دولت سرا پر حاضر ہو کر اندر جانے کی اجازت طلب کی الغرض جب حضرتؑ کی نظر ہم پر پڑی تو ارشاد فرمایا۔ مرحبا۔ اے ہماری طرف پناہ لینے والو اور ہماری جانب التجا کرنے والو۔ بعدازاں فرمایا کہ خدا نے تم دونو کی سعی و کوشش کو قبول فرمایا۔ اور تمہارے خوف کو مبدل بہ امن کیا اور تمہارے دشمنوں کو تمہارے سر سے ٹال دیا۔ پھر ہم دونوں کے باپوں سے

مخاطب ہوکر فرمایا کہ تم دونو اپنے وطن کو واپس چلے جاؤ تمہارے جان و مال بالکل محفوظ اور امن میں رہیں گے ہم حضرت کا یہ ارشاد سُن کر کمال متعجب ہوئے حالانکہ حضرتؑ کی راست گوئی میں ہم کو ذرا بھی شک نہ تھا اور عرض کی یا امام آپ یہ کیا فرماتے ہیں کہ ہم اسی راہ کو طے کرکے پھر اسی شہر میں چلے جائیں جہاں سے نکل کر آئے ہیں۔ اور یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ جہاں سے بھاگ کر آئے ہوں پھر وہیں جا رہیں۔ حالانکہ اس شہر کا حاکم بڑی کوشش سے ہماری تلاش میں ہے اور ہمارے واسطے سخت سخت سزائیں مقرر کر رکھی ہیں۔ امام عالی مقام علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ تم اپنے ان دونو بیٹوں کو ہمارے پاس چھوڑ جاؤ تاکہ میں ان کو ایسے علم سے مستفید کردوں۔ جس کے باعث سے خدا ان کو مشرف اور معزز فرمائے اور تم چغلخوروں کی چغلخوری اور بادشاہ شہر کی سزاؤں کی کچھ بھی پرواہ نہ کرو۔ خدائے بزرگ و برتر ان کو ایسا بدحال اور شکستہ بال کریگا وہ تم سے اپنے باب میں اس شخص کے پاس جس کے ڈر سے تم بھاگ کر آئے ہو اپنی سفارش کرانے کے ملتجی ہونگے۔

ابو یعقوب اور ابو الحسن راویان تفسیر بیان کرتے ہیں کہ ہمارے باپوں نے حضرتؑ کے فرمان کو تسلیم کیا اور ہم دونو کو حضرت کی خدمت میں چھوڑ خود اپنے وطن کو واپس چلے گئے ان کے جانے کے بعد ہم حضرت کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔ حضرتؑ ہم سے اس طرح نیکی سے پیش آتے تھے جیسے باپ دادا اور نہایت قریبی رشتہ داروں کا دستور ہوتا ہے۔ ایک دن ارشاد فرمایا کہ جب تم کو یہ خبر پہنچے گی کہ خدائے عزوجل نے تمہارے باپوں کو شر اعدا سے بچا لیا اور ان کے دشمنوں اور بدخواہوں کو ذلیل و خوار کیا اور میرا وعدہ سچا نکلا تو میں شکرانہ الٰہی میں تم کو تفسیر قرآن[1] سے مستفید کروں گا۔ جو بعض احادیث آل محمدؐ کو شامل ہو گی۔ اور خداوند کریم اس کے سبب سے تمہاری شان کو عظیم و بزرگ کرے گا۔

جب ہم نے حضرت سے یہ مژدہ سُنا تو کمال شاد و فرحناک ہوکر عرض کی کہ اے فرزند رسولؐ تب تو ہم کو قرآن شریف کے تمام علوم اور اس کے سب معانی حاصل ہو جائیں گے۔ حضرت نے فرمایا ہرگز نہیں سُنو جو کچھ کہ میں تم کو سکھانا چاہتا ہوں۔ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے اتنا ہی اپنے ایک

---

[1] قرآن کے معانی اور تفسیر حضرات معصومین علیہم السلام کو معلوم ہے اور نہ کتنے ہی زیادہ حاصل ہو جائیں مگر پھر بھی کم ہیں ۱۲

اصحاب کو تعلیم فرمایا تھا۔ وہ شخص نہایت خوش ہوا اور عرض کی کہ اے فرزند رسولؐ میں تو تمام علوم قرآنی کا جامع ہو گیا۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ ہاں اس میں شک نہیں کہ تو خیر کثیر کا جامع ہو گیا۔ اور فضل وسیع تجھ کو حاصل ہو گیا۔ لیکن اس پر بھی علوم قرآنی کا کمتر سے کمتر حصہ تجھ کو حاصل ہوا ہے کیونکہ حق تعالیٰ قرآن میں ارشاد فرماتا ہے کہ قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمَاتِ رَبِّي لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ أَن تَنفَدَ كَلِمَاتُ رَبِّي وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهِ مَدَدًا یعنی اے ہمارے پیغمبرؐ لوگوں سے کہدے کہ اگر سمندر میرے خدا کے کلمات کی تحریر کرنے کے لئے سیاہی بن جائے تو بھی کلمات الٰہی کی تحریر کے ختم ہونے سے پہلے سمندر کا پانی ختم ہو جائے اگرچہ ہم اس سمندر کی ویسے ہی اور سمندر سے مدد کریں۔

پارہ ۱۶ ع ۳

اور دوسرے مقام پر فرماتا ہے۔ وَلَوْ أَنَّ مَا فِي الْأَرْضِ مِن شَجَرَةٍ أَقْلَامٌ وَالْبَحْرُ يَمُدُّهُ مِن بَعْدِهِ سَبْعَةُ أَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمَاتُ اللَّهِ ۚ یعنی اگر تمام زمین کے درخت قلم بن جائیں اور سمندر سیاہی ہو جائے اور ساتوں سمندر اس کے مددگار ہوں تب بھی کلمات الٰہی ختم نہ ہونگے جب علوم قرآنی اور اس کے معانی اور عجائبات جو اس میں امانت رکھے گئے ہیں اس قدر ہیں تو اب تو دیکھ کہ اس تمام قرآن سے جس قدر تو نے حاصل کیا ہے اس کی مقدار کتنی ہے۔ ہاں یہ بات ہے کہ جتنا تو نے تحصیل کیا ہے اس کے سبب سے اللہ تعالیٰ نے تجھ کو اس شخص پر فضیلت دی ہے جو تیرے برابر علم اور سمجھ نہیں رکھتا۔

وہ (دونوں راوی) بیان کرتے ہیں کہ ہم ابھی حضرتؑ کی خدمت ہی میں تھے کہ ہمارے باپوں کی طرف سے ایک قاصد چٹھی لے کر آیا اس میں لکھا تھا کہ حسن بن زید حاکم استرآباد نے ان زیدیوں کے چغلی کھانے پر ایک شخص کو قتل کروا ڈالا اور اس کا تمام مال ضبط کر لیا اس واقعہ کے بعد تمام گرد و نواح کے شہروں سے اور زیدیوں کی تحریریں اس کے پاس پہنچیں جن میں حسن بن زید پر بیحد لعنت ملامت اور بے شمار زجر و توبیخ کے بعد یہ مضمون درج تھا کہ شخص مقتول روئے زمین کے تمام زیدیوں میں منتخب اور سب سے افضل اور اکمل تھا اور چغلخور لوگ محض اس کی فضیلت اور ثروت کے باعث اس کی بربادی اور بیخ کنی کے درپے ہوئے جب اس علوی کو یہ حال معلوم ہوا تو ان سب کا نہایت شکر گذار اور سب چغلخوروں کے

ناک اور کان کٹوانے کا حکم دیا بعض نے تو اس حکم کی تعمیل کے لئے سر تسلیم خم کیا اور بعض وہاں سے بھاگ کر دوسرے ملکوں میں جا رہے اور علوی نے اپنی اس حرکت ناشائستہ پر نادم و پشیمان ہو کر درگاہ الٰہی میں توبہ استغفار کی۔ اور بہت سا زر و مال راہ خدا میں تصدق کیا اور اس مقتول کا تمام مال و اسباب اس کے وارثوں کو واپس دے دیا اور چند در چند خونبہا ان کو عطا کیا اور اُن سے اس کے خون کی معافی کی درخواست کی۔ اس کے وارثوں نے کہا کہ ہم نے خونبہا تو تجھ کو معاف کیا مگر خون کا ہم کو اختیار نہیں ہے اس کا اختیار خود مقتول ہی کو ہے۔ اور اللہ حاکم ہے ؏

اس کے بعد اس علوی نے خدا سے عہد کیا کہ اب مَیں کسی شخص سے اس کے مذہب میں معترض نہ ہونگا اس کے سوا اس چٹھی میں یہ بھی لکھا تھا کہ **داعی الی الحق** نے اپنے کسی معتبر کے ہاتھ اپنی چٹھی مُہر کر کے ہمارے پاس بھیجی ہے کہ مَیں نے تم کو امان دی۔ اور تمہارا تمام مال تم کو واپس مل جائیگا اور تمہارے جملہ نقصانات کی تلافی کی جائے گی ؏

سو اب ہم اپنے شہر کو جا رہے ہیں کہ وہاں پہنچ کر اس سے وعدہ وفائی کی درخواست کریں۔ یہ سُن کر امام علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا کا وعدہ سچا ہے

جب اس چٹھی کو آئے ہوئے دسواں دن ہُوا تو پھر ہمارے باپوں کی طرف سے ایک اور چٹھی آئی اس میں لکھا تھا کہ **داعی الی الحق** نے اپنے سب وعدے پُورے کر دئے اور ہم کو امام عظیم البرکت کی صادق الوعد ملازمت کا حکم دیا ؏

جب امام علیہ السلام نے یہ بات سُنی تو ارشاد فرمایا کہ مَیں نے جو تفسیر قرآن کے تعلیم کرنے کا تم سے وعدہ کیا ہے اس کے پُورا کرنے کا یہی وقت ہے۔ بعد ازاں فرمایا کہ اب مَیں نے مقرر کر دیا کہ ہر روز تم کو کچھ تفسیر لکھوایا کروں۔ تم کو مناسب ہے کہ ہر وقت میرے پاس موجود رہو اس کی عوض میں حق تعالےٰ تم کو سعادت کثیرہ سے بہرہ ور فرمائیگا۔ الغرض اوّل ہی اوّل جو کچھ حضرتؑ نے ہم کو لکھوایا وہ چند حدیثیں ہیں جو قرآن اور اہل قرآن کی فضیلت میں وارد ہوئی ہیں اس کے بعد قرآن کی تفسیر لکھوائی۔ سات برس تک ہم حضرتؑ کی خدمت بابرکت میں رہے اور حضرتؑ ہر روز کچھ تفسیر لکھواتے رہتے اور ہم لکھتے جاتے تھے پہلے پہل جو حضرتؑ نے لکھوایا اور ہم نے

لکھا وہ یہ ہے ۔

حدیث :۔ امام علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھ سے میرے باپ علیؑ ابن محمدؑ نے بیان کیا کہ مجھ سے میرے باپ محمدؑ بن علیؑ نے اور ان سے ان کے والد ماجد علیؑ بن موسیٰؑ نے اور ان سے ان کے والد ماجد جعفر صادقؑ ابن محمدؑ نے اور اُن سے ان کے والد ماجد محمدؑ باقرؑ بن علیؑ نے اور اُن سے ان کے والد ماجد امام زین العابدینؑ علیؑ بن حسینؑ نے اور اُن سے ان کے والد گرامی سید الشہدا حسینؑ بن علیؑ نے اور اُن سے اِن کے والد ماجد امیر المومنین سید الوصیین خلیفہ رسول ربّ العالمین فاروق امت باب شہر حکمت وصیِّ رسولِ رحمت علیؑ ابن ابی طالب نے روایت کی ہے کہ رسول ربّ العالمین سیّد المرسلین قائد الغر المحجلین المخصوص باشرف الشفاعات فی یوم الدین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم نے ارشاد فرمایا ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت کرنے والے رحمت خدا کے ساتھ مخصوص ہیں اور اللہ کے نُور سے ملبس ہیں اور کلام اللہ کی تعلیم دینے والے اللہ کے مقرب ہیں جو اُن کو دوست رکھتا ہے وہ اللہ کو دوست رکھتا ہے جو اُن سے دُشمنی رکھتا ہے وہ اللہ سے دشمنی رکھتا ہے اور قرآن کے سُننے والے سے اللہ تعالیٰ دُنیا کے رنج و محنت کو دُور کرتا ہے اور اس کے پڑھنے والے سے آخرت کی تکالیف کو دفع کرتا ہے۔ مَیں اُس ذات اقدس کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے قبضۂ قُدرت میں محمدؐ کی جان ہے کہ کتاب خدا کی ایک آئیت کا سُننے والا اگر یہ اعتقاد رکھتا ہو کہ محمدؐ جس پر یہ قرآن خدا کی طرف سے نازل ہوا ہے اپنے سب اقوال میں سچا ہے اور اپنے سب افعال میں حکیم ہے اور خدا نے جو علوم قرآنی اس کے سپرد کئے ہیں وہ اس نے امیر المومنین علیؑ ابن ابی طالب کے سپرد کر دئے ہیں نیز یہ اعتقاد رکھتا ہو کہ وہ ہر امر میں اس کا پیرو اور مطیع ہے وہ اس شخص سے زیادہ اجر و ثواب پائیگا۔ کہ جو اشرفیوں کی تھیلی راہ خدا میں تصدق کرے اور امور مذکورہ کا معتقد نہ ہو۔ بلکہ ایسے شخص کا صدقہ خود اسی کیلئے باعث وبال و نکال ہے اور کتاب خدا کی ایک آیت کا پڑھنے والا اگر امور مذکورہ کا معتقد ہے وہ اس شخص سے جو عرش سے لے کر تحت الفرش تک کی سب چیزوں کا مالک ہو اور ان سب کو راہ خدا میں تصدق کر دے مگر امور مذکورہ کا معتقد نہ ہو۔ افضل اور اشرف ہے بلکہ یہ تمام صدقہ اس تصدق کرنے والے کے لئے باعث وبال ہوگا۔ بعد ازاں ارشاد فرمایا کہ اے لوگو کیا تم کو معلوم ہے کہ اس کے سُننے والے اور پڑھنے والے کو یہ ثواب ہائے عظیم کب پورے ملتے ہیں؟ اسوقت

جبکہ وہ قرآن میں اپنی طرف سے کچھ نہ ملائے اور نہ کچھ اس میں سے کم کرے اور نہ اس کو اپنا ذریعہ معاش بنائے۔ نہ ریاکاری کے طور پر پڑھے۔ نیز آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا ہے کہ قرآن کریم سے تمسک کرنا تم پر لازم اور واجب ہے۔ کیونکہ وہ شفائے نافع اور دوائے مبارک ہے۔ جو شخص اس سے تمسک کرتا ہے وہ اس کا محافظ و نگہبان ہے اور جو کوئی اس کی متابعت کرتا ہے وہ اس کے لئے باعث نجات ہے۔ اس میں کسی قسم کی کجی نہیں ہے جو سیدھا کرنے کی ضرورت ہو نہ راہ حق سے پھرا ہوا ہے کہ راہ پر لانے کی حاجت ہو اور اس کے عجائبات کبھی ختم نہیں ہو سکتے اور کثرت استعمال اور بار بار تلاوت کرنے سے وہ کہنہ اور خستہ نہیں ہوتا اور اس میں شک نہیں کہ خدائے تبارک تعالیٰ اس کی تلاوت کرنے کے صلے میں ہر حرف کے عوض دس دس نیکیوں کا ثواب عطا فرماتا ہے اور میرا مطلب یہ نہیں ہے کہ جو کوئی **الم** کو مثلاً پڑھے تو اس کو دس نیکیوں کا ثواب ملیگا بلکہ **الف** کے عوض میں دس نیکیوں کا اور **لام** کے پڑھنے پر دس نیکیوں کا اور **میم** کے پڑھنے پر دس نیکیوں کا ثواب عطا ہوگا۔

بعد ازاں فرمایا۔ آیا تم جانتے ہو کہ قرآن سے اس قسم کا تمسک کرنے والا کون شخص ہے جو اس کے ساتھ تمسک کرنے کے سبب اس شرف عظیم کو حاصل کرتا ہے۔ ایسا شخص وہ ہے جو قرآن اور اس کی تاویل کو ہم اہلبیت سے یا ہمارے وکیلوں سے جو ہمارے اور ہمارے شیعوں کے درمیان واسطہ ہیں اور ہمارے احکام ان کو پہنچاتے ہیں۔ اخذ کرے نہ کہ وہ شخص جو مجادلہ کرنے والوں کی راؤں اور قیاس کرنے والوں کے قیاسوں سے حاصل کرے۔ جو کوئی قرآن کے معنے اپنی رائے سے بیان کرے اور وہ اتفاق سے درست بھی ہوں۔ تو بھی اس نے غیر اہل سے اس کے اخذ کرنے میں جہالت اور نادانی کی گویا اسکی مثال ایسی ہے جیسے کوئی ایسی راہ کو جس میں درندے جانور پائے جاتے ہیں۔ بغیر محافظ کے طے کرے اگر اتفاقاً صحیح سلامت منزل پر پہنچ بھی جائے تو بھی صاحبان عقل و فضل کے نزدیک مذمت و ملامت اور زجر و توبیخ کا سزاوار ہے اور جو درندوں نے پھاڑ کھایا تو دانشمند فاضل اور بے عقل جاہل سب کے نزدیک اس کا مارا جانا اور معرض ہلاکت میں پڑنا مستحق علیہ تھا اور اگر اپنی رائے سے قرآن کے معنے بیان کرنے والا غلطی پر ہو تو اس نے اپنی جگہ جہنم میں بنالی اور اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص طوفانی سمندر میں بغیر ملاح اور ثابت کشتی کے سفر کرے۔

قرآن کی تاویل قرآن کے عالموں سے حاصل کرنا چاہیئے نہ کہ دوسروں سے

جو کوئی اس کے مرنے کی خبر سُنے گا یہی کہے گا کہ وہ اسی کا سزاوار اور مستحق تھا ÷

اور جناب رسولِ خدا نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بندے کو اللہ پر ایمان لانے کے بعد علم قرآن اور اس کی تاویل کے جاننے سے بہتر اور کوئی نعمت عطا نہیں فرمائی اور جس کو خدا نے اس نعمت سے کچھ حصہ عنایت کیا ہو اور وہ یہ گمان کرے کہ کسی اور شخص کو جس کو یہ نعمت مرحمت نہیں ہوئی۔ مجھ پر فضیلت دی ہے تو اس نے نعمت الہٰی کو حقیر اور ناچیز جانا اور آیہ

یَا اَیُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوْرِ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ o قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْیَفْرَحُوْا هُوَ خَیْرٌ مِّمَّا یَجْمَعُوْنَ o (یعنی اے لوگو تمہارے پروردگار کی طرف سے تمہارے پاس نصیحت اور دلوں کی بیماریوں کے لئے تندرستی اور مومنوں کے لئے ہدایت اور رحمت آئی ہے۔ اے محمدؐ ان لوگوں سے کہدے کہ اللہ کے فضل اور رحمت سے خوش ہوں کہ وہ فضل و رحمت تمہارے زر و مال سے جو تم جمع کرتے ہو بہتر ہے) کی تفسیر میں آنحضرتؐ نے فرمایا ہے کہ فضل اللہ سے قرآن اور اس کی تاویل کا علم مراد ہے اور رحمۃ سے محمدؐ اور اس کی آل اطہار کی محبت کرنے اور ان کے دشمنوں سے دشمنی رکھنے کی توفیق دینا مقصود ہے ÷

پھر امام حسن عسکری علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ یہ بات تمام ان اشیا سے جن کو لوگ جمع کرتے ہیں۔ بہتر اور افضل کیونکر نہ ہو حالانکہ وہ جنت اس کی نعمتوں کی قیمت ہے اور اسی سے خوشنودی خدا حاصل ہو سکتی ہے کہ جو جنت سے بھی بہتر ہے اور اسی کے سبب سے آدمی محمدؐ اور ان کی آل اطہار کی حضوری میں حاضر رہنے کے قابل ہو سکتا ہے جو ہر طرح جنت سے افضل ہے کیونکہ بہشت کی سب سے اعلےٰ زینت کا باعث محمدؐ اور اُنکی آل اطہار ہیں ÷

بعد ازاں امام علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اِس قرآن اور اسکی تاویلات کے علم اور ہم اہلبیتؑ کی محبت کرنے اور ہمارے دشمنوں سے بیزار ہونیکے سبب بہت سی قوموں کو ایسا معزز اور مشرف فرمائیگا کہ وہ خیر و نیکی میں پیشرو اور رہبر ہونگے۔ امر خیر میں لوگ ان کے آثار کے پیرو ہونگے اور انکے اعمال لوگوں کیلئے نمونہ بنیں گے اور لوگ انکے افعال کی پیروی کرینگے اور فرشتے انکی دوستی کے آرزومند ہونگے اور اپنے پروں سے ان کو مس کرینگے اور اپنی صلوات میں ان پر

برکتیں بھیجیں گے اور ہر تر و خشک یہانتک کہ سمندر کی مچھلیاں اور اسکے کیڑے مکوڑے اور خشکی کے درندے اور چوپائے اور آسمان اور اس کے ستارے ان کے لئے استغفار کرینگے ✦

اِس حدیث کے بیان کرنے کے بعد امام حسن عسکری علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا وہ قول جس کے پڑھنے کے لئے تجھ کو امر فرمایا ہے اور قرآن پڑھتے وقت اسکے تلاوت کرنے کا حکم دیا گیا ہے وہ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ہے یعنی میں شیطان سے جو ملعون اور راندۂ درگاہ ایزدی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں جو سب باتوں کا سُننے والا اور تمام امور کا جاننے والا ہے ✦

اور جناب امیر المومنین علیہ السلام نے اسکی تفسیر اس طرح ارشاد فرمائی ہے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ یعنے امتنع باللہ یعنی میں اللہ تعالیٰ کی حفظ و امان چاہتا ہوں کہ السمیع سب بدوں اور نیکوں کی باتیں اور ہر ظاہر اور پوشیدہ اقوال کو سُنتا ہے۔ اور العلیم سب نیکوں اور بدکاروں کے افعال کو جانتا ہے اور ہر ایک چیز جو پہلے ہو چکی اور آئندہ ہوگی اور کیونکر ہوگی اس کا حال اس کو معلوم ہے۔ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ شیطان رجیم سے اور شیطان وہ ہے جو ہر خیر و نیکی سے دُور ہو اور رجیم کے معنے یہ ہیں کہ وہ لعنت کے پتھروں سے سنگسار کیا گیا ہے اور ہر مقام خیر سے خارج کیا گیا ہے ✦

اور یہ استعاذہ وہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تلاوت قرآن کے وقت جسکے پڑھنے کا امر فرمایا ہے چنانچہ اللہ جلشانہ ارشاد فرماتا ہے۔ وَاِذَا قَرَءْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ اِنَّہٗ لَیْسَ لَہٗ سُلْطَانٌ عَلَی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰی رَبِّہِمْ یَتَوَکَّلُوْنَ ۝ اِنَّمَا سُلْطَانُہٗ عَلَی الَّذِیْنَ یَتَوَلَّوْنَہٗ وَالَّذِیْنَ ہُمْ بِہٖ مُشْرِکُوْنَ ۝ یعنی جب تو قرآن پڑھے تو شیطان رجیم سے اللہ کی پناہ طلب کر۔ کیونکہ وہ ان لوگوں پر غلبہ نہیں پاسکتا جو مومن ہیں وہ اپنے پروردگار پر توکل کرتے ہیں بلکہ وہ صرف انہی لوگوں پر غالب ہوا کرتا ہے جو اُس (ملعون) کو دوست رکھتے ہیں اور جو خدائے واحد کے ساتھ اوروں کو شریک کرتے ہیں ✦

ر ۱۴
نحل

اور جو شخص کہ آداب الٰہی اور خدائی طریقوں سے آراستہ ہو اللہ تعالیٰ اسکو فلاح دائمی تک پہنچا دیتا ہے اور جو کوئی وصیت الٰہی کو سُنے اور اسکو قبول کرے اسکو دونو جہان کی نیکی حاصل ہوتی ہے ✦

اس تقریر کے بعد امام عالیمقام علیہ السلام نے ہماری طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ کیا تم چاہتے ہو کہ میں تم کو چند حدیثیں سناؤں۔ ہم نے عرض کی کہ ہاں ارشاد فرمائیے۔ فرمایا کہ جب جناب رسول خدا نے مدینہ طیبہ میں اپنی مسجد تعمیر کرائی اور اپنے گھر کا دروازہ مسجد کی طرف رکھا اور مہاجرین و انصار نے بھی اپنے دروازے اسی طرف کو نکال لئے تو اللہ تعالیٰ نے محمدؐ اور ان کی آلؑ افضل کی فضیلت کا اظہار کرنا چاہا اور جبرئیل امین یہ حکم لے کر خدمت نبویؐ میں حاضر ہوئے کہ اے مہاجر و انصار تم سب مسجد رسولؐ کی طرف سے اپنے دروازے بند کر لو۔ پیشتر اس کے کہ عذاب الہٰی تم پر نازل ہو جب یہ حکم نازل ہوا تو پہلے پہل آنحضرتؐ نے معاذ ابن جبل کی زبانی اپنے چچا عباسؓ ابن عبدالمطلب کو کہلا بھیجا کہ تم اپنا دروازہ بند کر لو۔ انہوں نے کہا کہ مجھ کو فرمان خدا اور رسولؐ بسر و چشم منظور ہے اس کے بعد عباسؓ حضرت فاطمہؑ کی طرف سے گزرے کیا دیکھتے ہیں کہ وہ معصومہؑ حسنؑ و حسینؑ کو لئے اپنے دروازے پر بیٹھی ہیں یہ دیکھ کر بولے کہ اے فاطمہؑ تم کیسے بیٹھی ہو۔ جیسے شیرنی اپنے بچوں کو لئے بیٹھی ہوتی ہے کیا تم یہ گمان کرتی ہو؟ کہ رسولؐ خدا اپنے چچا کو تو مسجد سے نکال دیں اور اپنے چچا کے بیٹے (علیؑ) کو مسجد میں رہنے دیں اسی اثنا میں آنحضرتؐ وہاں تشریف لائے اور اپنی پارۂ جگر سے فرمایا کہ تم کس طرح بیٹھی ہو۔ فاطمہؑ نے عرض کی کہ اے والد بزرگوار میں اس انتظار میں ہوں کہ جناب کی طرف سے میرے دروازے کے بند کرنے کا حکم کب صادر ہوتا ہے۔ حضرتؐ نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے سب مہاجر و انصار کو دروازوں کے بند کرنے کا حکم دیا۔ اور اپنے رسولؐ کو اس حکم سے مستثنیٰ فرمایا۔ اور اس میں شک نہیں کہ تم بھی جان رسولؐ ہو اس کے بعد عمر بن خطاب نے حاضر خدمت ہو کر عرض کی کہ یا رسولؐ اللہ میں حضرتؐ کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھنا نہایت پسند کرتا ہوں اس لئے ایک سوراخ ادھر کی طرف رکھنے کی اجازت مرحمت فرمائیے۔ تاکہ اس میں سے حضرت کو دیکھا کروں۔ جناب سرور عالمؐ نے فرمایا کہ خدا کو یہ امر منظور نہیں عمر نے عرض کی کہ اگر یہ منظور نہیں تو اتنا ہی سہی کہ جس پر میں اپنا چہرہ رکھ سکوں۔ جواب ملا کہ یہ بھی منظور خدا نہیں۔ پھر اس نے ایک آنکھ کے برابر سوراخ رکھنے کی اجازت طلب کی۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ یہ بھی خداوند عالم کو منظور نہیں اور اگر تم سوئی کے برابر سوراخ رکھنے کی بھی اجازت مانگو تو ہرگز نہ ملے گی۔ اور میں اس ذات کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے قبضہ قدرت میں محمدؐ کی

جان ہے کہ نہ تو میں نے تم کو مسجد سے نکالا ہے اور نہ میں نے ان (محمدؐ و علیؑ کو) داخل کیا ہے بلکہ اللہ ہی نے ان کو داخل کیا ہے اور اسی نے تم کو خارج کیا ہے۔ بعدازاں ارشاد فرمایا کہ کسی ایسے شخص کو جو اللہ اور روزِ قیامت پر ایمان لایا ہو مناسب اور شایاں نہیں ہے کہ اس مسجد میں بحالت جنابت میں رات بسر کرے۔ مگر محمدؐ اور علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنؑ اور حسینؑ اور ان کی اولاد اطہار صلوات اللہ علیہم اجمعین کو اجازت ہے ⁘

امام علیہ السلام نے فرمایا کہ مومنین تو اس حکم کو سن کر رضامند اور خوشنود ہوئے اور منافقوں نے نہایت غیظ و غضب میں آکر ناک بھوں چڑھائی اور ایک دوسرے کے پاس جا کر کہنے لگے کہ تم دیکھتے ہو کہ محمدؐ ہمیشہ اپنے چچا کے بیٹے (علیؑ) کو فضائل سے مخصوص کرتا ہے تاکہ ہم کو ان فضائل سے خالی ہاتھ نکال دے۔ ہم کو خدا کی قسم ہے اگر ہم نے اس کی زندگی میں اطاعت کی تو اسکی وفات کے بعد ضرور منکر ہو جائینگے۔ اور عبداللہ ابن ابے ان کی باتیں سنتا تھا کبھی غضبناک ہوتا تھا اور کبھی اپنے غصے کو روکتا تھا اور ان سے کہتا تھا کہ محمدؐ مرد خدا پرست اور عبادت گذار ہے خبردار ہرگز اس سے دشمنی نہ کرو کیونکہ جو کوئی کسی خدا پرست سے دشمنی کرتا ہے وہ عاجز اور درماندہ ہوتا ہے اور اس کی زندگی تلخ اور مکدر ہو جاتی ہے اور عقلمند وہ شخص ہے جو اپنے غصے کو فرو کرے اور موقع کی تاک میں رہے اسی اثنا میں مومنوں میں سے زیدؓ ابن ارقم وہاں جا نکلے اور ان سے کہنے لگے کہ اے دشمنانِ خدا آیا تم خدا کو جھٹلاتے ہو۔ اور اسکے رسولؐ برحق پر طعن کرتے ہو اور اسکے دین پر بداندیشیاں عمل میں لاتے ہو۔ خدا کی قسم میں تمہارا حال رسولؐ خدا سے بیان کرونگا۔ عبداللہ ابن ابے اور اسکے ہمراہیوں نے جواب دیا کہ اے زید اگر تو ایسا کریگا تو ہم تجھ کو جھٹلائینگے اور حلف اٹھائینگے اور جب ہم ایسا کرینگے تو رسولؐ خدا ہماری تصدیق کرینگے بعدازاں تیرے برخلاف ایسی گواہی دلائیں گے جو تیرے قتل یا قطع اعضا یا حد شرع جاری کرنے کا باعث ہوگی ⁘

الغرض زید بن ارقم نے حاضر خدمت ہو کر آنحضرتؐ سے عبداللہ ابن ابے اور اسکے ہمراہیوں کا تمام ماجرا بیان کیا۔ اس وقت اللہ جل جلالہ نے یہ آیت نازل کی لَا تُطِعِ الْكَافِرِيْنَ یعنی کافروں کی اطاعت نہ کر جو اس امر میں جسکی طرف تو نے ان کو بلایا ہے کھلم کھلا تیرے منکر ہیں یعنی تو نے ان کو دعوت کی ہے کہ اللہ جل جلالہ پر ایمان لاؤ۔ اور مجھ سے اور میرے دوستوں سے دوستی رکھو۔

اور میرے دشمنوں سے دشمنی رکھو۔ وَالْمُنَافِقِيْنَ اور اے محمدؐ تو ان منافقوں کی بھی اطاعت نہ کر جو ظاہر میں تو تیری اطاعت کرتے ہیں اور باطن میں تیرے مخالف ہیں وَدَعْ اَذٰهُمْ اور انکی اذیت کو ترک کر یعنی جو تکلیف تجھ کو اور تیرے اہلبیتؑ کو انکے بُرا کہنے سے پہنچتی ہے اس کا خیال نہ کر۔ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ اور اللہ پر توکل کر۔ یعنی اپنے امر نبوت کے پُورا کرنے اور اپنی حُجت کے قائم کرنے میں اللہ پر توکل کر۔ کیونکہ مومن وہ ہے جو حُجت ایمانی کو ظاہر کرے اگرچہ دُنیا میں مغلوب رہے مگر آخرت اسی کے لئے خاص کی گئی ہے اور دُنیا میں رنج و محنت اُٹھانے سے مومن کی غرض صرف یہ ہوتی ہے کہ بہشت کی ابدی نعمتوں کو حاصل کرے اور یہ بات تجھ کو اور تیری آل اطہار اور اصحاب اخیار اور تیرے شیعوں کو حاصل ہے +

جب یہ آیت نازل ہوئی تو آنحضرتؐ نے اس امر کی طرف جو منافقوں کی طرف سے انکو پہنچا تھا۔ کچھ التفات نہ کی اور زیدؓ سے فرمایا کہ اگر تم چاہتے ہو کہ ان کے شر و مکر سے محفوظ رہو تو ہر روز صبح کے وقت اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ کی تلاوت کیا کرو۔ اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے تم کو ان کے شر سے محفوظ رکھیگا اور اس میں شک نہیں کہ وہ لوگ بمنزلہ شیطانوں کے ہیں کہ فریب دینے کی غرض سے باہمدگر چکنی چپڑی باتیں کرتے ہیں اور اگر تم چاہو کہ پانی میں ڈُوبنے اور آگ میں جلنے اور مال و منال کے چُرائے جانے سے محفوظ رہو تو ہر روز علی الصباح اِس دُعا کا ورد کیا کرو۔ اور وہ یہ ہے۔ بِسْمِ اللّٰهِ مَا شَاءَ اللّٰهُ لَا يَصْرِفُ السُّوْءَ اِلَّا اللّٰهُ ○ بِسْمِ اللّٰهِ مَا شَاءَ اللّٰهُ لَا يَسُوْقُ الْخَيْرَ اِلَّا اللّٰهُ بِسْمِ اللّٰهِ مَا شَاءَ اللّٰهُ مَا يَكُوْنُ مِنْ نِعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ بِسْمِ اللّٰهِ مَا شَاءَ اللّٰهُ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ مَا شَاءَ اللّٰهُ وَصَلَّى عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهِ الطَّيِّبِيْنَ ○

جو شخص اس دُعا کو صبح کے وقت تین بار پڑھے۔ شام تک ڈُوبنے جلنے اور چوری ہونے سے امن میں رہے اور جو کوئی شام کو تین دفعہ پڑھے وہ صبح تک ان بلاؤں سے بچا رہے۔ بعد ازاں جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت خضرؑ اور الیاسؑ ہر سال ایام حج میں باہم ملاقات کرتے ہیں اور جب ایک دوسرے سے جُدا ہوتے ہیں تو ان کلمات کو تلاوت کرتے ہیں اور یہی طریقہ میرے شیعوں کا ہے۔ اور قائم آلِ محمدؐ عجل اللہ فرجہ کے ظہور کے دن

یعنی غرق اور چوری سے بچنے کے لئے صبح و شام کو تلاوت کرنی چاہئے

میرے دوستوں اور دشمنوں میں انہی کلمات سے تمیز کی جائیگی +

امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جب آنحضرتؐ نے اپنے چچا عباسؓ اور دیگر صحابہ کو دروازے بند کرنے کا حکم دیا اور علیؑ کو اپنا دروازہ کھلا رکھنے کی اجازت عطا فرمائی۔ تو عباسؓ اور دیگر رشتہ داران آنحضرتؐ نے حاضر خدمت اقدس ہو کر عرض کی کہ علیؑ کس لئے مسجد میں سے آمد و رفت رکھتے ہیں حضرت نے جواب میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا منشا یہی ہے تم کو چاہیئے کہ اسکے حکم کو تسلیم کرو اور جبرئیل اس باب میں خدا کی طرف سے وحی لائے ہیں پھر حضرتؐ پر وہ حالت طاری ہوئی جو نزول وحی کے وقت ہُوا کرتی تھی۔ جب اس سے افاقہ ہُوا تو فرمایا کہ اے عباسؓ۔ اے عم رسولؐ اللہ جبرئیل خدائے جلیل کی جانب سے خبر دیتے ہیں کہ علیؑ حالت تنہائی میں تجھ سے جدا نہ ہوگا اور عالم غربت میں تیرا انیس اور جلیس ہوگا تو بھی اس کو اپنی مسجد سے الگ مت کر۔ اے چچا اگر تم علیؑ کو اُسوقت دیکھتے جبکہ وہ میرے بستر پر لیٹا ہوا میرے دشمنوں سے مقابلہ کر رہا تھا اور اپنی جان سے میری جان کی حفاظت کرتا تھا اور اس بات پر خوش تھا کہ وہ کافر بُری طرح اس کو قتل کر ڈالیں تب تم کو معلوم ہوتا کہ وہ میری طرف سے کرامت اور تفضل کا اور خدا کی طرف سے تعظیم اور بزرگی کا مستحق و سزاوار ہے چونکہ علیؑ شب ہجرت کو بستر رسولؐ اللہ پر لیٹنے اور اپنی جان کو رسولؐ خدا کی جان کی سپر بنانے میں تمام خلقت سے منفرد ہوا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے بھی مسجد رسولؐ میں آنے جانے میں اس کو تمام خلقت سے منفرد کیا۔ اے چچا اگر تم دیکھتے کہ خدا کے نزدیک اس کی قدر و منزلت کس قدر عظیم ہے اور ملائکہ مقربین کے نزدیک اس کا مرتبہ کس قدر بزرگ ہے۔ اور اعلےٰ علیین میں اس کی شان و شکوہ کس قدر جلیل ہے تو اس کی اس قدر و منزلت کو جو تم دُنیا میں دیکھ رہے ہو نہایت ہی کمتر خیال کرتے۔ اے چچا اس کی نسبت کسی بُرائی کو ہرگز ہرگز اپنے دل میں راہ نہ دینا۔ مبادا اپنے بھائی ابولہب کی طرح ہو جاؤ کیونکہ تم دونو حقیقی بھائی ہو۔ اے چچا اگر تمام آسمان اور زمین کے باشندے علیؑ سے بُغض رکھیں تو اللہ تعالےٰ ان سب کو اس سے بُغض رکھنے کے سبب ہلاک اور جہنم واصل کرے اور اگر تمام کفار علیؑ سے محبت کریں تو وہ اسکی محبت کے باعث ان سب کی عاقبت نیک کر کے پہلے تو ان کو ایمان کی توفیق عطا کرے۔ اور پھر اپنی رحمت سے بہشت عنبر سرشت میں داخل فرمائے۔ اے چچا علیؑ کی

شانِ عظیم ہے اور اس کا حال جلیل اور اسکا وزن ثقیل ہے اور علیؑ کی محبت کو جس کسی کے میزان اعمال میں رکھ کر وزن کیا جائے وہ اس شخص کے گناہوں سے زیادہ وزنی اور بھاری نکلے گی اور اس کے بُغض کو جس کسی کے میزانِ اعمال میں رکھ کر تولا جائے وہ اس شخص کی تمام نیکیوں سے وزن میں بڑھ جائیگا۔ حضرت عباسؓ نے جب اس مولائے مومنین کے یہ فضائل زبان رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنے تو عرض کی کہ یا رسولؐ اللہ میں نے قبول کیا اور خوشنود و رضا مند ہُوا تب حضرتؐ نے فرمایا کہ اے چچا آسمان کی طرف نگاہ کرو جب انہوں نے ادھر کو نظر کی تو حضرتؐ نے اُن سے دریافت فرمایا اے چچا تم کیا دیکھ رہے ہو انہوں نے عرض کی کہ میں ایک صاف اور پاکیزہ آفتاب دیکھ رہا ہوں جو ایک صاف اور جلیل الشان آسمان سے طلوع ہُوا ہے یہ سُن کر آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا اے عباسؓ۔ اے عم رسولؐ اللہ علیؑ کے فضائل کو جو اللہ تعالیٰ نے اِس کو عطا فرمائے ہیں تمہارے تسلیم کرنے کی خوبی اس آفتاب سے جو اس آسمان پر موجود ہے بہتر اور احسن ہے اور جو عظیم الشان برکتیں اس تسلیم فضائل کے باعث سے تم پر نازل ہونگی وہ ان جلیل برکتوں سے بہت بڑھ کر ہیں جو اس آفتاب سے نباتات اور دانوں اور پھلوں پر وقوع پذیر ہوتی ہیں اور ان کو پکاتی اور پرورش کرتی ہیں اور اے چچا تم کو اس ایک فضیلت علیؑ کے تسلیم کرنے کے باعث اس قدر ملائکہ مقربین نے اپنا دوست بنا لیا جن کی تعداد بارش کے قطروں اور درختوں کے پتوں اور ریگستان عالج کے ریت کے ذروں اور حیوانات کے بالوں اور نباتات کی قسموں اور بنی آدم کے قدم رکھنے اور ان کے سانسوں اور لفظوں اور نظروں کی شمار سے زیادہ ہے اور وہ (ملائکہ) سب دُعا کرتے ہیں کہ یا اللہ اپنے نبیؐ کے چچا عباسؓ پر رحمت نازل کر۔ کہ اس نے تیرے نبیؐ برحق کی بات کو اس کے بھائی علیؑ کی فضیلت کے بارے میں تسلیم کیا۔ اور اے چچا میں اللہ تعالیٰ کی حمد کرتا ہوں اور اس کا شکر بجا لاتا ہوں کہ اُس نے تمہاری قدر و منزلت بڑھائی۔ اور اس لئے کہ تمہارا مرتبہ آسمان میں عظیم اور بزرگ ہُوا۔

قولہ عزّ وجل۔ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝ یعنی میں اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں کہ جو رحمٰن اور رحیم ہے۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ وہ ذات ہے جسکی طرف حاجتوں اور سختیوں کے وقت اور اسوقت جبکہ غیر خدا تمام موجودات سے امید منقطع ہو جائے اور سب اسباب و وسائل سے قطعی یاس اور ناامیدی ظہور میں آئے۔ ہر شخص رجوع کرتا ہے اور کہتا ہے بِسۡمِ اللّٰہ یعنی میں اپنے سب کاموں میں اُس اللہ سے مدد چاہتا ہوں جس کے سوا اور کوئی قابل عبادت و پرستش نہیں ہے۔ اور جو داد خواہی کے وقت فریاد کو پہنچتا اور دعاؤں کو قبول کرتا ہے ۔

اور ایک شخص نے امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ اے فرزند رسولؐ خدا مجھے بتلائیے اللہ کیا چیز ہے کیونکہ مباحثہ اور مجادلہ کرنے والوں نے بار بار بحث کر کے مجھ کو اس باب میں حیران کر دیا ہے۔ حضرتؑ نے اس سے پوچھا اے بندۂ خدا تو کبھی کشتی میں بھی سوار ہوا ہے۔ اس نے عرض کی کہ ہاں۔ پھر فرمایا کبھی ایسا بھی ہوا ہے کہ تیری کشتی ٹوٹ گئی ہو اور اسوقت وہاں پر نہ تو کوئی دوسری کشتی ہو۔ جو تجھ کو ساحل نجات پر پہنچادے اور نہ تو تیر کر اس گرداب بلا سے رہائی پا سکتا ہو۔ اس نے عرض کی کہ ہاں ایسا بھی ہوا ہے۔ حضرتؑ نے فرمایا ایسے وقت میں تیرے دل میں یہ خیال بھی گزرا ہے کہ ایک چیز ایسی بھی ہے جو مجھ کو اس ورطۂ ہلاکت سے نجات دینے پر قادر ہے۔ اس شخص نے عرض کی کہ ہاں ایسا بھی وقوع میں آیا ہے۔ اس شخص کا یہ جواب سُن کر حضرتؑ نے ارشاد فرمایا کہ وہی چیز اللہ ہے جو نجات دینے پر قادر ہے۔ جبکہ کوئی صورت نجات کی نہ ہو اور فریاد رسی کی قدرت رکھتا ہے۔ جبکہ کوئی فریاد رس نہ ہو ۔

نیز جناب صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے۔ کہ ہمارا کوئی شیعہ کسی کام کے شروع کرتے وقت بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ کا کہنا ترک کر دیتا ہے اس وجہ سے خدا اس کو کسی تکلیف میں مبتلا کرتا ہے تاکہ وہ متنبہ ہو کر خدا کی شکر گزاری اور اس کی حمد و ثنا بجالائے اور اللہ اس کے صلے میں اسکے قصور کو جو ترک بسم اللہ میں اس سے سرزد ہوا تھا۔ معاف کر دے اور عبداللہ بن یحیٰی جناب امیرالمومنین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے حضرتؑ نے اپنے سامنے کرسی پر بیٹھنے کا حکم دیا۔ جب وہ بیٹھے تو کرسی ایک طرف کو جھکی اور وہ سر کے بل زمین پر گر پڑے اور اس صدمے سے سر کی ہڈی پر سے کھال اُتر گئی اور خون بہنے لگا۔

فضیلت بسم اللہ

حضرتؑ نے پانی منگا کر خون دھلوایا۔ پھر فرمایا میرے پاس آؤ۔ جب وہ نزدیک آئے تو امیرالمومنین علیہ السلام نے اپنا دست حق پرست اس زخم پر پھیرا۔ جس کے درد نے اُن کو بے قرار اور مضطرب الحال کر رکھا تھا۔ اور آب دہن اس پر لگایا۔ باعجاز مرتضوی وہ زخم فوراً بھر گیا اور اصلی حالت پر آگیا گویا کچھ صدمہ پہنچا ہی نہ تھا۔

بعد ازاں جناب امیرؑ نے ارشاد فرمایا۔ اے عبداللہ تمام تعریفیں اُس اللہ کے لئے زیبا اور سزاوار ہیں جس نے دُنیا کے رنج و بلا کو ہمارے شیعوں کے لئے انکے گناہوں کی معافی کا وسیلہ اور ذریعہ مقرر کیا ہے تاکہ ان کی اطاعت و عبادت ان کے پاس باقی رہے اور اسکے صلے میں وہ ثواب آخرت کے مستحق ہوں عبداللہ نے عرض کی کہ یا امیرالمومنین کیا بس ہم دُنیا ہی میں اپنے گناہوں کا عوض پالیتے ہیں؟ فرمایا ہاں۔ کیا تم نے رسولؐ اللہ کا یہ قول نہیں سُنا کہ دُنیا مومن کے لئے بمنزلہ قید خانہ کے ہے اور کافر کے لئے باغ بہشت کا نمونہ ہے۔ اور اس میں کچھ شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے شیعوں کو اس دار ناپائدار میں مبتلائے رنج و آلام کر کر اور ایسے اسباب پیدا کر کے جو ان کی مغفرت اور بخشش کا باعث ہوں۔ گناہوں سے پاک کر دیتا ہے چنانچہ قرآن میں ارشاد فرماتا ہے۔ مَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ یعنی جو تکلیف کہ تم کو پہنچتی ہے وہ تمہارے اعمال ہی کے سبب پہنچتی ہے۔ اور اللہ تعالےٰ اپنے فضل و کرم سے بہت سے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے۔ یہاں تک کہ جب ہمارے شیعہ عرصۂ محشر میں وارد ہونگے تو ان کی طاعات و عبادات کو زیادہ کر دیا جائیگا۔ اور محمدؐ کے اور ہمارے دشمنوں کو ان کی طاعات کا عوض دُنیا ہی میں مل جاتا ہے اگرچہ ہمارے عدم اخلاص کی وجہ سے وہ قابل قدر اور قیمتی نہیں ہوتیں یہاں تک کہ جب وہ میدان قیامت میں پہنچیں گے تو ان کے گناہ اور محمدؐ اور ان کی آل اطہار اور صحابہ اخیار کا بغض ان کے اُوپر لدا ہُوا ہوگا۔ جس کی سزا میں ان کو جہنم میں ڈالا جائیگا۔

پارہ ۲۵ سورہ شوریٰ ع ۳

اور میں نے آنحضرتؐ سے سُنا ہے کہ زمانہ سابق میں دو شخص تھے ایک تو مومن اور مطیع پروردگار تھا اور دُوسرا کافر۔ جو اولیاء اللہ کو دشمن اور دشمنان خدا کو دوست رکھتا تھا اور وہ دونو بڑی بڑی سلطنتوں پر حکمرانی کرتے تھے اتفاقاً بادشاہ کافر ایک دفعہ بیمار ہُوا اور ایسی مچھلی کے کھانے کی

خواہش ظاہر کی جو اس موسم میں نہایت گہرے اور عمیق دریاؤں میں رہتی تھی۔ جہاں سے کوئی اس کو پکڑ نہ سکتا تھا اور طبیبوں نے اس سے کہا کہ تیرے جینے کی اب کوئی امید نہیں تجھ کو مناسب ہے کہ کسی شخص کو اپنا جانشین اور خلیفہ کر دے کیونکہ تو ان لوگوں سے زیادہ زندہ رہنے والا نہیں ہے جو قبروں میں پڑے سوتے ہیں اور تیرا تندرست ہونا اسی مچھلی پر موقوف ہے اور آجکل اس کے دستیاب ہونے کی کچھ سبیل نہیں ہو سکتی۔ الغرض اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتے کو حکم دیا کہ اس مچھلی کو قعر دریا سے لے جا کر ایسی جگہ پہنچا دے جہاں سے اس کو بآسانی شکار کر سکیں۔ القصہ وہ مچھلی لا کر اس کو کھلائی گئی اور وہ تندرست ہو گیا۔ اور اس کے بعد وہ کئی برس تک سلطنت کرتا رہا۔ بعد ازاں، وہ مومن بادشاہ اسی مرض میں مبتلا ہوا اور ان ایام میں اس قسم کی مچھلیاں کنارے کے قریب رہتی تھیں جہاں سے اُن کا شکار کرنا نہایت آسان تھا۔ جب اس بادشاہ نے اس کے کھانے کی خواہش ظاہر کی اور طبیبوں نے بھی اسی کو بطور دوا کے تجویز کیا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسی فرشتے کو حکم ہوا کہ اس قسم کی مچھلیوں کو کنارے سے لے جا کر قعر دریا میں پہنچا دے تاکہ کوئی شخص اس کو شکار نہ کر سکے۔ چنانچہ ایسا ہی وقوع میں آیا اور اس مومن بادشاہ نے اپنی خواہش کے پورا نہ ہونے اور دوا نہ ملنے کے باعث اس جہان فانی سے عالم جاودانی کی طرف رحلت کی۔ اس عجیب واقعہ کو دیکھ کر ملائکہ آسمان اور اس شہر کے باشندے نہایت متعجب ہوئے اور قریب تھا کہ فتنہ و فساد میں پڑ جائیں۔ کہ کیا باعث ہے کہ خدا نے کافر پر تو اس امر کو آسان اور سہل کر دیا جس کی کوئی سبیل اور تدبیر نہیں ہو سکتی تھی اور مومن کے لئے امر سہل کو دشوار اور مشکل کر دیا۔ یہ حال دیکھ کر اللہ تعالیٰ نے ملائکہ آسمانی اور اس زمانہ کے پیغمبر پر یہ وحی نازل کی کہ میں ہی خدائے کریم متفضل اور قادر ہوں کہ بخشش کرنے سے مجھ کو کچھ ضرر نہیں پہنچتا۔ اور بخشش نہ کرنے سے مجھ کو کچھ نفع نہیں ملتا اور میں کسی پر ذرا بھر بھی ظلم و ستم نہیں کرتا۔ سنو میں نے اِس کافر پر تو غیر موسم میں مچھلی کا پکڑنا اس لئے سہل کیا کہ اس کی ایک نیکی کا جو اس نے کی تھی اس کو عوض مل جائے اور اس کا مجھ پر حق تھا کیونکہ میں کسی کی نیکی کو باطل نہیں کرتا اور یہ اس لئے کیا گیا کہ جب وہ میدان حشر میں آئے تو اس کے نامۂ اعمال میں کوئی نیکی باقی نہ رہے اور اپنے کفر کے عوض داخل جہنم ہو۔ اور اسی مچھلی کو اس عابد

بادشاہ سے ایک خطا کے باعث جو اس سے سرزد ہوئی تھی باز رکھا۔ تاکہ اس کی خواہش کے روکنے اور اس دوا کے نہ ملنے کے سبب اس کو اس خطا سے پاک کر دوں۔ اور وہ میرے رُبَرُو میں بے گناہ ہو کر حاضر ہو۔ اور میرے بہشت عنبر سرشت میں داخل ہو۔

یہ واقعہ سُن کر عبداللہ ابن یحییٰ نے عرض کی کہ یا حضرتؑ آپنے مجھ کو فائدہ پہنچایا اور علم سکھلایا۔ اگر مناسب ہو تو میرا وہ گناہ بھی جس کے باعث مَیں اس مجلس میں اِس رنج میں مبتلا ہوا مجھے بتلا دیں تاکہ پھر کبھی ایسا نہ کروں۔ جناب امیرؑ نے فرمایا کہ تم نے کرسی پر بیٹھتے وقت بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کا کہنا ترک کیا اس لئے اللہ تعالیٰ نے اِس صدمہ کو تیری اس خطا کے معاف کرنے کا باعث قرار دیا۔ جو اس سُنتی امر کے سہواً ترک کرنے سے تجھ سے سرزد ہوئی تھی کیا تم کو معلوم نہیں ہے کہ رسولؐ خدا نے عزّ و جل کی طرف سے حدیث بیان کی ہے کہ اس نے فرمایا ہے کہ ہر امر بزرگ جس میں اللہ کا نام نہ لیا جائے وہ ابتر ہے۔ عبداللہ نے عرض کی۔ کہ ہاں یا امیرالمومنین میرے ماں باپ آپ پر سے فدا ہوں اب مَیں کبھی بسم اللہ کا کہنا ترک نہ کیا کرونگا۔ جناب امیرؑ نے فرمایا اگر تم ایسا کرو گے تو تم اس کے سبب سے حظ وافر حاصل کرو گے اور کامیاب ہو گے۔ **بعد ازاں** عبداللہ نے عرض کی کہ یا امیرالمومنین بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی تفسیر کیا ہے۔ فرمایا جب کوئی شخص کچھ پڑھنے یا کسی کام کے کرنے کا ارادہ کرے اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہے یعنی مَیں اس نام سے اِس کام کو شروع کرتا ہوں تو جو کام بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے شروع کیا جائے خدا اس میں برکت عنایت فرماتا ہے۔

اور امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ محمد بن مسلم شہاب زہری میرے والد ماجد امام زین العابدین علیؑ ابن حسینؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور وہ نہایت بے چین اور غمگین ہو رہا تھا حضرتؑ نے اس سے پوچھا تم کس لئے ملول و حزین ہو۔ اس نے عرض کی اے فرزند رسولؐ خدا غم و الم پے در پے مجھ پر پڑتے ہیں کیونکہ مَیں اپنی نعمت کے حاسدوں اور اپنے مال و زر میں طمع کرنے والوں کی طرف سے سخت تکلیف میں مبتلا ہوں۔ اور جس سے کچھ امید رکھتا ہوں اور جس پر مَیں نے کچھ احسان کیا ہے۔ ان سے میرے گمان کے برخلاف ظاہر ہوتا ہے۔ حضرتؑ نے اس سے فرمایا کہ تم اپنی زبان کو قابو میں رکھو۔ اس سے تم اپنے بھائیوں پر قابض ہو جاؤ گے

زہری نے عرض کی کہ میں ہمیشہ ان سے نیکی سے کلام کرتا ہوں۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔ خبردار کبھی اپنی اس بات پر مغرور نہ ہونا اور کبھی ایسا کلام نہ کرنا جس کو لوگوں کے دل ناپسند کریں۔ اگرچہ اس کے عذرات تمہارے پاس موجود ہی کیوں نہ ہوں کیونکہ یہ ضروری نہیں ہے کہ ہر ناپسندیدہ کلام جو تم لوگوں کو سناؤ اس کا عذر کرنا بھی تم کو ممکن ہو بعدازاں فرمایا کہ اے زہری جس شخص کی عقل کسی امر میں کامل نہیں ہوتی۔ اس امر میں اس کا ہلاک ہونا بہت آسان ہوتا ہے۔ اے زہری تم کو لازم ہے کہ تمام مسلمانوں کو اپنے گھر والوں جیسا خیال کرو۔ کہ اپنے سے بڑے کو بمنزلہ والد کے اور چھوٹے کو بمنزلہ بیٹے کے اور ہم عمر کو مثل بھائی کے سمجھو۔ اب دیکھو کہ ان میں سے کس پر تو تم ظلم کرنا پسند کرتے ہو اور کس کے لئے بددعا کرنا چاہتے ہو اور کس کی پردہ دری اور ہتک حرمت منظور رکھتے ہو اور اگر کبھی ابلیس ملعون تمہارے دل میں یہ وسوسہ ڈالے کہ تجھ کو فلاں مسلمان پر فضیلت حاصل ہے اس وقت تم یہ دیکھو کہ اگر وہ شخص عمر میں تم سے بڑا ہے۔ تو یہ سمجھو کہ اس نے ایمان لانے اور نیک عمل کرنے میں مجھ سے سبقت کی ہے اس لئے وہ مجھ سے بہتر ہے اور اگر تم سے چھوٹا ہے تو یہ جانو کہ میں نے گناہ کرنے میں اس پر سبقت کی ہے اس لئے وہ مجھ سے اچھا ہے اور اگر وہ تمہارا ہم عمر ہے تو یہ خیال کرو۔ کہ مجھ کو اپنے گناہوں کا تو یقین حاصل ہے اور اسکے بارے میں مجھے شک ہے اس لئے امر یقینی کو امر مشکوک کے لئے کیونکر ترک کردوں۔ اور اگر تم دیکھو کہ تمام مسلمان تمہاری تعظیم اور عزت کرتے ہیں تو یہ سمجھو کہ یہ فضیلت ان ہی کی قرار دی ہوئی ہے۔ مجھ میں کچھ قابلیت نہیں اور اگر تم دیکھو کہ لوگ تم پر جفا کرتے ہیں یا کچھ ناراض ہیں تو یہ جانو کہ یہ میری ہی خرابیوں کا نتیجہ ہے۔ جب تم ایسا طریق اختیار کروگے تو خدا کو زندگانی دنیا کو تم پر سہل اور آسان کردیگا۔ اور تمہارے دوست بڑھ جائینگے اور دشمن گھٹ جائینگے اور تم لوگوں کے نیک سلوکوں سے خوشحال اور فرحناک ہوگے اور ان کی جفاؤں پر تاسف نہ کروگے۔ اور یہ جان لو کہ لوگوں کے نزدیک بزرگ تر وہ شخص ہے جس کی نیکی سے وہ فیضیاب اور بہرہ ور ہوں اور وہ ان سے بے نیاز اور مستغنی ہو اور کبھی ان سے سوال نہ کرے۔ اور اسکے بعد وہ شخص مکرم اور بزرگ سمجھا جاتا ہے جو کبھی ان سے اپنی حاجت طلب نہ کرے اگرچہ ان کا محتاج ہی کیوں نہ ہو۔ کیونکہ اہل دنیا مال ہی کو بہت

دوست رکھتے ہیں اس لئے جو کوئی ان کے معشوق زر و مال کے باب میں ان سے مزاحمت نہ کرے گا بے شک وہ شخص ان کی نگاہ میں تعظیم و تکریم کے قابل ہوگا اور جو شخص کہ زر و مال میں ان سے مزاحم بھی نہ ہو بلکہ زیادہ یا کم اپنی طرف سے ان کو اور عطا کرے وہ ان کے نزدیک سب سے زیادہ مکرم و معزز ہوگا۔

جب امام زین العابدین علیہ السلام کی تقریر یہاں تک پہنچی تو حاضرین میں سے ایک شخص نے کھڑے ہو کر عرض کی کہ اے فرزند رسولخدا بسم اللہ الرحمن الرحیم کے معنے بیان فرمائیے فرمایا کہ میرے باپ نے مجھ سے اپنے بھائی امام حسنؑ کی زبانی حدیث بیان کی ہے کہ ایک شخص نے جناب امیرالمومنین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ یا امیرالمومنینؑ مجھ کو بسم اللہ الرحمن الرحیم کے معنے سے خبردار کیجئے۔ جناب امیرؑ نے ارشاد فرمایا اللہ حق تعالیٰ کے سب ناموں سے بزرگتر نام ہے اور ایسا نام ہے کہ اس ذات باری تعالیٰ کے سوا اور کسی کو اس نام سے نامزد ہونا مناسب اور زیبا نہیں ہے۔ اور مخلوقات میں سے کسی کا یہ نام نہیں ہوا اسکے بعد اس شخص نے عرض کی کہ لفظ اللہ کی تفسیر کیا ہے جناب امیرؑ نے فرمایا کہ اللہ وہ ذات ہے کہ حاجتوں اور شدتوں کے واقع ہونے اور حق تعالیٰ کے سوا اور سب امیدوں کے قطع ہو جانے اور تمام اسباب و وسائل کے گم ہونے کے وقت جسکی طرف تمام مخلوقات رجوع کرتی ہے۔ دیکھو اس دنیا کا کوئی رئیس یا سردار اگرچہ کتنا ہی غنی اور سرکش ہو اور اپنی رعایا اور دیگر ماتحتوں کی ضرورتوں میں اکثر کام آتا ہو۔ لیکن ایک وقت ان کو ایسی ضرورتیں درپیش ہوتی ہیں۔ کہ اس سردار سے مطلب براری نہیں ہوتی اور اسی طرح اس سردار کو خود بھی بعض موقع ایسے آپڑتے ہیں جو اس کے مقدور سے باہر ہیں۔ تب وہ اپنی ضرورت اور احتیاج کے وقت اللہ کی طرف رجوع کرتا ہے۔ اور جب مطلب نکل چکتا ہے تو پھر مشرک بن جاتا ہے کیا تم نے حق تعالیٰ کا یہ قول نہیں سنا کہ قرآن میں فرماتا ہے۔ قُلْ اَرَاَیْتَکُمْ اِنْ اَتٰکُمْ عَذَابُ اللّٰہِ اَوْ اَتَتْکُمُ السَّاعَۃُ اَغَیْرَ اللّٰہِ تَدْعُوْنَ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ۝ بَلْ اِیَّاہُ تَدْعُوْنَ فَیَکْشِفُ مَا تَدْعُوْنَ اِلَیْہِ اِنْ شَآءَ وَتَنْسَوْنَ مَا تُشْرِکُوْنَ ۝ یعنی اے محمدؐ ان سے کہدے کہ تم مجھے یہ بتاؤ کہ اگر عذاب الٰہی تم پر نازل ہو یا قیامت کے عذاب

تم پر وارد ہوں تو کیا تم اللہ کے سوا اور کسی کو پکارو گے۔ اگر تم اپنے دعوے میں سچے ہو، بلکہ تم اسی کو پکارو گے اس وقت اللہ تعالےٰ اِس عذاب دنیوی کو تمہارے سر سے ٹال دیگا جس کے دُور کرنے کی اس سے دُعا کرتے ہو۔ اگر مصلحت خداوندی اس کے دُور کرنے کی مقتضی ہوگی اور دُعا کرنے کے وقت تم ان (بتوں وغیرہ) کو بھول جاؤ گے جن کو خدا کے ساتھ شریک کرتے ہو۔

الغرض اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں سے فرمایا اے میری رحمت کے محتاجو میں نے تمہارے لئے ہر حال میں حاجتمندی اور ہر وقت میں ذلتِ عبودیت کو لازم اور ضروری ٹھیرا یا ہے اِس لئے تم کو مناسب ہے کہ جس کام کو شروع کرو اور اس کے پُورا ہونے اور انجام تک پہنچنے کی تمنا رکھو اس میں میری طرف رجوع کرو کیونکہ اگر میں تم کو عطا کرنا چاہوں تو کوئی اور تم کو اس سے روک نہیں سکتا اور اگر میں روکنا چاہوں تو کوئی اور عطا نہیں کر سکتا۔ اس لئے تم ہر ایک چھوٹے یا بڑے کام کے شروع کرتے وقت بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہا کرو۔ یعنی میں اس کام میں اس اللہ سے مدد چاہتا ہوں جس کے سوا اور کسی کی پرستش جائز نہیں اور جو داد خواہی کے وقت فریاد کو پہنچتا ہے اور دعاؤں کو قبول کرتا ہے اور جو الرحمٰن ہم پر رحم کرتا ہے اور رزق کو فراخ کرتا ہے۔ اور الرحیم جو ہمارے دین و دُنیا اور آخرت میں ہم پر رحم کرنے والا ہے۔ خدا نے ہمارے لئے دین میں تخفیف کرکے اس کو سہل اور آسان کر دیا اور یہ بھی اس کا رحم ہے کہ ہم کو اپنے دشمنوں سے الگ اور جدا کر دیا۔

بعد ازاں جناب امیرؑ نے فرمایا کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو کوئی اپنے کسی امر میں جو اس کو پیش آئے متفکر و محزون ہو اور وہ خلوص نیت اور دلی توجہ سے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی تلاوت کرے تو وہ یا تو اپنی دنیوی مراد کو پہنچ جائیگا یا خدا کے ہاں اس کے لئے ذخیرہ اور سامان مہیا کیا جائیگا اور جو کچھ کہ خدا کے پاس جمع ہے وہ بہتر اور مومنوں کے لئے باقی رہنے والا ہے۔ اور امام حسنؑ ابن علیؑ علیہ السلام نے روایت کی ہے کہ جناب امیرؑ نے ارشاد فرمایا ہے کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سورۂ فاتحہ کی ایک آیت ہے اور بسم اللہ سمیت اس کی سات آیتیں ہیں۔ اور میں نے جناب رسالت مآبؐ کو یہ

فضائل سورۂ فاتحہ

فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ خدا نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ اے محمدؐ وَلَقَدۡ اٰتَیۡنٰکَ سَبۡعًا مِّنَ الۡمَثَانِیۡ وَالۡقُرۡاٰنَ الۡعَظِیۡمَ ۔ بیشک ہم نے تجھ کو سبع مثانی اور قرآن عظیم عطا کیا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے سبع مثانی یعنی سورۂ فاتحہ کے احسان کو الگ جتلایا اور اس کو قرآن کریم کا مقابل اور ہمسر قرار دیا اور درحقیقت سورۂ فاتحہ سب چیزوں سے جو عرش کے خزانوں میں موجود ہیں اشرف اور اعظم ہے اور حق تعالیٰ نے اس نعمت کے ساتھ صرف مجھ کو ہی مخصوص اور مشرف کیا ہے اور انبیائے ماسلف میں سے کسی نبی کو اس میں میرے ساتھ شریک نہیں کیا۔ سوائے حضرت سلیمان کے کہ ان کو اس سورۂ میں سے صرف بسم اللہ الرحمٰن الرحیم عطا کی ہے۔ جس کو قرآن میں بلقیس کی زبانی اس طرح سے ذکر فرمایا ہے۔ اِنِّیۡۤ اُلۡقِیَ اِلَیَّ کِتٰبٌ کَرِیۡمٌ ۔ اِنَّہٗ مِنۡ سُلَیۡمٰنَ وَاِنَّہٗ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۔ یعنی بلقیس نے کہا کہ مجھ پر ایک نامہ بزرگ ڈالا گیا ہے اور وہ سلیمان کی طرف سے ہے اور وہ یہ ہے۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الی آخرہ ۔

پارہ ۱۴ سورۂ حجر ع ۶

پارہ ۱۹ سورۂ نمل ع ۲

بعد ازاں فرمایا کہ جو کوئی اس سورہ (حمد) کو پڑھے اور محمدؐ اور اسکی آل اطہار کی دوستی کا معتقد ہو اور ان کے حکم کا تابع اور ان کے ظاہر و باطن پر ایمان رکھتا ہو تو خدائے عزوجل اس پڑھنے والے کو ہر حرف کے عوض ایک ایک حسنہ عطا کریگا کہ ہر حسنہ تمام دنیا اور اس کے سب اموال و خزائن سے بہتر ہوگا۔ اور جو کوئی کسی کو یہ سورت پڑھتے ہوئے سُنے تو اس کو اس پڑھنے والے کی نسبت تہائی ثواب ملیگا۔ اس لئے تم میں سے ہر ایک کو چاہیئے کہ اس خیر کی بہتات کی خواہش کرے جو تمہارے سامنے موجود ہے کیونکہ وہ غنیمت ہے ایسا نہ ہو کہ وقت نکل جائے اور دلوں میں حسرت باقی رہ جائے ۔

قولہ تعالیٰ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ۔ سب قسم کی تعریفیں اس اللہ کو زیبا اور سزاوار ہیں جو کُل عالموں کا پرورش کرنے والا ہے ۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک شخص امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ قول خدا اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ۔ کی تفسیر بیان فرمائیے۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ مجھ سے میرے والد ماجد امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے اپنے آبائے کرام کی زبانی روایت کی ہے

کہ ایک شخص نے جناب امیرالمومنین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر تفسیر اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ دریافت کی جواب میں ارشاد فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ یعنی سب قسم کی تعریفیں اللہ کے لئے زیبا ہیں۔ چونکہ حق تعالیٰ نے اپنی بعض نعمتوں کی جو اپنے بندوں کو عطا کی ہیں۔ مجمل شناخت کرائی کیونکہ وہ نعماتِ الٰہی کی مفصل معرفت کی قدرت نہیں رکھتے۔ اس لئے کہ وہ حدِ شمار و تعریف سے بہت زیادہ ہیں۔ اسواسطے اللہ جلشانہٗ نے ان کو مجمل طور پر یہ امر فرمایا کہ تم اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہا کرو یعنی ہم ان نعمتوں پر جو خدا نے ہم کو عطا کی ہیں۔ اس کی حمد کرتے ہیں ؛

رَبِّ الْعَالَمِیْنَ کہ وہ سب عالموں کا مالک ہے اور عالمین سے تمام مخلوقات کی جماعتیں مراد ہیں خواہ جمادات ہوں یا حیوانات۔ پس حیوانات کو تو ایک حال سے دوسرے حال پر پھراتا ہے اور اپنے رزق سے ان کو غذا عنایت کرتا ہے اور انکی حفاظت فرماتا ہے اور اپنی مصلحت کے موافق ہر ایک کے کاروبار کی تدبیر کرتا ہے اور جمادات کو اپنی قدرت کاملہ سے روکے رہتا ہے اور انکے ملے ہوئے اجزاء کو جدا نہیں ہونے دیتا اور جو اجزاء الگ ہیں انکو باہم ملنے نہیں دیتا اور آسمان کو زمین پر گرنے سے اور زمین کو نیچے دھسنے سے باز رکھتا ہے مگر ہاں جب اسکا حکم ہو تو ایسا وقوع میں آسکتا ہے کیونکہ وہ اپنے بندوں پر نہایت مہربان اور رحیم ہے ؛

نیز فرمایا کہ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ کے معنے یہ ہیں کہ وہ ان کا مالک اور پیدا کرنے والا ہے اور ان کو رزق پہنچاتا ہے۔ اسجگہ سے جس کو وہ جانتے ہوں اور اس جگہ سے جس کو وہ نہ جانتے ہوں۔ الغرض رزق مقسوم ہے آدمی کو ضرور ہی پہنچیگا۔ خواہ وہ دنیا میں کسی طریق پر چلے۔ نہ تو کسی متقی اور پارسا کے تقویٰ اور پرہیزگاری سے زیادہ ہوتا ہے اور نہ کسی فاسق و فاجر کے فسق و فجور سے کم ہوتا ہے اور آدمی اور اس کے رزق کے درمیان ایک بالشت بھر کا فاصلہ ہے اور یہ اس کی تلاش میں پھرتا ہے۔ اگر کوئی شخص اپنے رزق کا انتظار کرے تو وہ رزق خود اس شخص کو تلاش کریگا۔ جیسے موت انسان کو تلاش کر لیتی ہے ؛

نیز جناب امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ حق تعالیٰ نے اپنے بندوں سے فرمایا کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہا کرو یعنی شکر ہے خدا کا ان نعمتوں پر جو اسنے ہم کو عنایت کی ہیں اور اس بات پر کہ اس نے ہمارے

لہ اللہ تعالیٰ نے نام بنام سب نعمتوں کا ذکر کرنا اسلئے لازم نہیں کیا کہ ان سب کا احصا اور شمار ممکن نہیں اور بعض کو ذکر کرنا اور بعض کو ترک کرنا ترجیح بلا مرجح ہے۔ کذا فی بعض الشروح ۱۲ مولانا سید محمد ہارون صاحب قبلہ مدظلہ العالی ؛

وجود میں آنے سے پہلے انبیائے سلف کی کتابوں میں ہم کو نیکی سے یاد کیا ہے۔

پس اسمیں محمدؐ و آل محمدؐ کے لئے حکم وجوب ہے کہ خدا کا شکر بجالائیں کہ اُس نے ان کو تمام مخلوقات پر فضیلت عطا فرمائی ہے۔ اور ان کے شیعوں پر اس امر کی شکر گزاری واجب ہے کہ اس نے ان کو محمدؐ و آل محمدؐ کے سوا اور سب سے افضل قرار دیا ہے۔ چنانچہ جناب رسولؐ خدا نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب حق تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کو رسالت عنایت کی اور اپنا رازدار قرار دیا اور دریا کو شگافتہ کر کے بنی اسرائیل کو غرق ہونے سے نجات دی۔ اور توریت اور الواح ان کو عطا فرمائیں تو حضرت موسےٰؑ نے اپنی یہ قدر و منزلت دیکھ کر جناب باری تعالیٰ میں عرض کی۔ اے پروردگار تو نے مجھ کو وہ کرامتیں عطا فرمائی ہیں کہ مجھ سے پہلے اور کسی کو نصیب نہیں ہوئیں اس کے جواب میں وحی نازل ہوئی کہ اے موسےٰؑ کیا تجھے معلوم نہیں ہے کہ محمدؐ میرے نزدیک تمام فرشتوں اور کُل مخلوقات سے افضل ہے موسےٰؑ نے عرض کی کہ اگر محمدؐ تیرے نزدیک افضل خلائق ہے تو کیا کسی نبی کی آل بھی میری آل سے افضل ہے۔ حکم ہوا کہ اے موسیٰؑ کیا تو نہیں جانتا کہ آل محمدؐ کو تمام انبیاءؑ کی آل پر ویسی ہی فضیلت حاصل ہے جیسی محمدؐ کو تمام انبیاءؑ پر۔ پھر عرض کی کہ اگر آل محمدؐ کو تیرے نزدیک یہ مرتبہ حاصل ہے تو کیا کسی اور نبی کے اصحاب بھی میرے صحاب سے افضل ہیں۔ ارشاد ہوا کہ اصحاب محمدؐ کو دیگر انبیاءؑ کے اصحاب پر ویسی ہی فضیلت حاصل ہے جیسی محمدؐ کو تمام رسولوں پر۔ پھر عرض کی کہ اے میرے پروردگار اگر محمدؐ اور ان کی آلؑ اور اصحاب ان اوصاف سے موصوف ہیں تو کیا کسی نبی کی اُمت بھی تیرے نزدیک میری اُمت سے افضل ہے کہ تو نے بادل کو مقرر کیا کہ ان پر سایہ کرے اور من و سلوےٰ کو ان پر نازل کیا اور دریا کو ان کے لئے شگافتہ کیا۔ وحی ہوئی کہ اے موسیٰؑ کیا تجھ کو معلوم نہیں کہ جیسے میں اپنی تمام مخلوقات سے افضل اور اکرم ہوں اسی طرح اُمت محمدیؐ تمام اُمتوں سے اشرف اور اعلیٰ ہے۔ حضرت موسیٰؑ نے جب یہ ارشاد باری تعالیٰ سُنا تو عرض کی کہ کاش میں ان کو دیکھتا۔ وحی ہوئی کہ اے موسیٰؑ اس دُنیا میں تو ان کو نہ دیکھے گا کیونکہ ابھی ان کے ظہور کا وقت نہیں آیا۔ لیکن عنقریب بہشت میں ان کو دیکھے گا کہ جنات عدن اور فردوس کے مابین محمدؐ کے حضور میں بہشت کی نعمتوں سے خاطر خواہ بہرہ ور ہو کر وہاں کے آرام و آسائش سے خوشحال اور کامیاب ہونگے پھر فرمایا کہ

اے موسیٰ کیا تو ان کی باتیں سُننا چاہتا ہے۔ عرض کی کہ ہاں۔ فرمایا کہ اپنے پٹکے کو مضبوط باندھ کر اس طرح سے میرے سامنے کھڑا ہو جیسے ایک ادنےٰ غلام اپنے سردار او رجلیل الشان بادشاہ کے سامنے کھڑا ہوتا ہے۔ حضرت موسیٰ نے ایسا ہی کیا۔ تب پروردگار عالم نے آواز دی اے اُمت محمدؐ سب نے اپنے باپوں کی پشتوں اور ماؤں کے رحموں سے جواب دیا۔ لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَۃَ وَالْمُلْکَ لَکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ یعنی ہم حاضر ہیں اے اللہ ہم حاضر ہیں۔ ہم حاضر ہیں۔ تیرا کوئی شریک نہیں ہے۔ ہم حاضر ہیں۔ بے شک حمد اور نعمت اور بادشاہی تجھ ہی کو سزاوار ہے۔ تیرا کوئی شریک نہیں ہے۔ ہم حاضر ہیں ؏

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس جواب کو طریق حجاج مقرر کیا ؏ اس کے بعد پھر اللہ تعالیٰ نے اُمت محمدیؐ کو پکارا۔ کہ اے اُمت محمدؐ میں نے جو تمہارے لئے مقرر کیا ہے وہ یہ ہے کہ میری رحمت میرے غضب پر اور میرا عفو میرے عذاب پر مقدم و رسبقت کرنے والا ہے۔ میں نے تمہاری دعاؤں کو دعا کرنے سے پہلے قبول کیا اور قبل از سوال تم پر بخشش کی کہ تم میں جو کوئی یہ شہادت دیتا ہوا مجھ سے ملاقات کریگا۔ کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے وہ واحد اور لاشریک ہے اور محمدؐ بیشک اسکا بندہ اور رسولؐ ہے۔ اسکے اقوال سب سچ اور اسکے احوال واقعی اور حقیقی ہیں۔ اور علیؑ ابن ابی طالب اس کا بھائی اور اس کے بعد اس کا وصی اور ولی ہے اسکی متابعت ویسی ہی لازم اور ضروری ہے جیسی محمدؐ کی ساور ان دونوں کی اولاد جو اولیاء برگزیدہ اور اخیار اور مطہر ہیں اور عجائبات آیات الٰہی اور دلائل حجج خداوندی جن کا لباس ہے ان دونوں کے بعد اولیاء خدا ہیں۔ تو اس کو میں اپنی جنت میں داخل کرونگا اگرچہ اس کے گناہ کف دریائے شور کی مانند کثیر اور بےشمار ہوں ؏

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ جب ہمارے نبی حضرت محمدؐ مبعوث برسالت ہوئے تو حق تعالیٰ نے آنحضرتؐ سے ارشاد فرمایا کہ اے محمدؐ تو اسوقت کوہ طور پر موجود نہ تھا جبکہ ہم نے اس کرامت کے ساتھ آواز دی تھی۔ پھر آنحضرتؐ کو ارشاد باری ہوا کہ اے محمدؐ کہہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ یعنی ہم تیرا شکر کرتے ہیں کہ تو نے ہم کو اس فضیلت کے ساتھ مخصوص فرمایا۔ اور آنحضرتؐ کی

امت کو بھی یہ حکم ہوا کہ تم بھی کہو اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ۝ یعنی ہم اللہ کا جو پروردگار عالمین ہے۔ شکر کرتے ہیں کہ اس نے ہم کو ان فضائل کے ساتھ خاص کیا ۔

قولہٗ عزّ وجل اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ یعنی بہت رحم کرنے والا۔ اپنی مخلوقات کو نعمتوں کا بخشنے والا اور اُس جہان میں گنہگاروں پر رحم اور بخشش کرنے والا ۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ الرحمٰن کے معنے یہ ہیں کہ وہ اپنی تمام مخلوقات پر مہربان ہے کہ ان کو رزق عنایت کرتا ہے اور اس کا رزق کبھی ان سے منقطع نہیں ہوتا اگرچہ وہ اس کی فرمانبرداری اور عبادت کو ترک کریں۔ الرحیم یعنی وہ رحم کرنے والا ہے اپنے مومن بندوں پر تو اس بات میں کہ اپنی طاعتوں کو انکے لئے کم اور آسان کرتا ہے اور اپنے کافر بندوں پر اس امر میں کہ جب وہ اسکی موافقت کی دعائیں مانگتے ہیں تو ان سے رفق و ملائمت سے پیش آتا ہے ۔

اور امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ مومنوں پر تو اس بات میں رحیم ہے کہ اپنی طاعت کو جو اس کی موافقت کا باعث ہے ان پر ہلکا کرتا ہے اور کافروں کے لئے رزق دینے اور انکی دعاؤں کے قبول کرنے میں رحیم ہے ۔

نیز جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ رحمٰن کے معنے یہ ہیں کہ وہ اپنی مخلوقات پر رزق کے دینے میں مہربان ہے اور یہ اسکی رحمت ہی ہے کہ جب بچے میں ہلنے جلنے اور غذا کھانے کی طاقت نہیں ہوتی تو اس قوت کو اسکی ماں میں پیدا کرکے اس کو اس بچے پر مہربان کردیتا ہے تاکہ وہ اس کی پرورش کرے اور اسکو اپنی گود میں رکھے اور اگر کسی بچے کی ماں سخت دل اور نامہربان ہو تو اس بچے کی پرورش جملہ مومنین پر واجب کی ہے اور چونکہ بعض حیوانوں کو اپنے بچوں کو پالنے اور انکی مصلحتوں کے انتظام کرنے کی قوت نہیں دیگئی۔ اس لئے یہ قوت ان کے بچوں کو عنایت کی گئی ہے تاکہ پیدا ہوتے ہی چلنے پھرنے لگیں اور اپنی غذا کی طرف جاسکیں جو ان کے لئے پیدا کی گئی ہے ۔

بعد ازاں الرحمٰن کی تفسیر اس طرح بیان فرمائی کہ رحمٰن رحمت سے مشتق (نکلا) ہے اور میں نے رسول اللہ سے سُنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اَنَا الرَّحْمٰنُ وَھِیَ الرَّحِمُ شَقَقْتُ لَھَا اِسْمًا مِّنْ اِسْمِیْ مَنْ وَّصَلَھَا وَصَلْتُہٗ وَمَنْ قَطَعَھَا قَطَعْتُہٗ یعنی میں رحمٰن ہوں اور وہ رحم ہے۔ میں نے اس کا نام اپنے نام سے مشتق کیا ہے جو اسکو وصل کریگا یعنی

صلہ رحمی کریگا میں اس کو اپنی رحمت سے وصل کرونگا اور جو قطع رحم کریگا میں اس کو قطع کرونگا یعنی وہ میری رحمت سے الگ رہیگا۔

پھر جناب امیرؑ نے اپنے ایک اصحاب سے فرمایا۔ آیا تو جانتا ہے کہ وہ کونسا رحم ہے کہ جو کوئی اسکو وصل کرے اس کو خداوند رحمٰن وصل کرے اور جو کوئی اس کو قطع کرے اس کو خدائے رحمٰن قطع کرے۔ حاضرین نے عرض کی کہ یا امیر المومنینؑ اس حکم سے ہر قوم کو اس بات پر آمادہ کیا گیا ہے کہ اپنے قریبی رشتہ داروں کی توقیر و عزت کریں اور ذوی الارحام سے صلہ رحمی سے پیش آئیں حضرتؑ نے فرمایا تو کیا ان کو اس امر پر آمادہ کیا ہے کہ اپنے کافر قریبی رشتہ داروں سے صلہ رحمی عمل میں لائیں اور جن کو اس نے ذلیل و حقیر قرار دیا ہے اور جن کا حقیر جاننا اس نے واجب کیا ہے ان کی تعظیم و تکریم کریں۔ اصحاب نے عرض کی کہ نہیں بلکہ ایسے قریبیوں سے جو مومن ہوں صلہ رحمی کی ترغیب دلائی گئی ہے۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ کیا ذوی الارحام کے حقوق کا ادا کرنا اس لئے واجب کیا گیا ہے کہ ماں باپ سے ان کا نسبت ملتا ہے اس شخص نے عرض کی کہ ہاں اے برادر رسولؐ خدا۔ فرمایا تو معلوم ہوا کہ وہ اس صلہ رحمی میں اپنے ماں باپ کے حقوق کی رعائت کرتے ہیں۔ اس نے عرض کی کہ ہاں اے برادر رسول اللہ ایسا ہی ہے۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ ماں باپ صرف دُنیا میں غذا دیتے ہیں اور اس کے مکروہات سے بچاتے ہیں اور دُنیا کی نعمتیں زائل ہو جاتی ہیں اور اس کے مکروہات منقضی ہو جاتے ہیں اور رسولؐ رب العالمین نے ایسی نعمت کی طرف رہبری فرمائی ہے۔ جو کبھی زوال پذیر نہ ہوگی اور تکلیف ابدی سے بچایا ہے اب تو بتا کہ ان دو نعمتوں میں سے کونسی نعمت عظیم تر ہے اس نے عرض کی کہ جو نعمت رسولؐ خدا نے عنایت فرمائی ہے وہی سب نعمتوں سے افضل اور اعلیٰ ہے۔ فرمایا پھر یہ کیونکر درست ہو سکتا ہے کہ جس شخص کا حق تھوڑا سا ہو اسکے ادا کرنے کی تو ترغیب دلائی جائے اور جس کا حق بہت سا ہو اس کی ادائگی کا ذکر تک بھی نہ ہو۔ اس نے عرض کی کہ بیشک یہ تو درست نہیں۔ جناب امیرؑ نے فرمایا جب حق رسول اللہ حق والدین سے بڑھ کر ہے تو اسکے قریبیوں کا حق بھی والدین کے قریبیوں کے حق سے بڑھ کر ہوگا۔ اس سے ثابت ہوا کہ رحم رسولؐ اللہ کا وصل کرنا نہایت ہی اولےٰ اور انسب ہے اور اس کا قطع کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔ پس ملامت اور کل ضلالت اس شخص کے لئے

رحم آل محمدؐ ذوی الارحام کی نسبت اکرام کا زیادہ مستحق ہے

ہے جو اس کو قطع کرے اور عذاب اور کُل عذاب اس شخص کے لئے ہے جو اسکی حُرمت کو بزرگ نہ سمجھے کیا تو نہیں جانتا کہ رحم رسولؐ کی حرمت عین رسولؐ اللہ کی حُرمت ہے اور رسولؐ اللہ کی حرمت گویا خدا کی حرمت ہے اور خدا کا حق اس کے ماسوا اور سب منعموں کے حقوق سے بڑھ کر ہے کیونکہ اللہ کے سوا اور صاحبان نعمت صرف اسی وقت انعام و بخشش کرتے ہیں جبکہ اللہ تعالےٰ نے اُس کے لئے اُن کی تائید کی ہو اور ان کو اس کی توفیق دی ہو۔ کیا تجھ کو معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ بن عمران سے کیا ارشاد فرمایا ہے اس نے عرض کی میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں وہ کیا ہے؟۔ جناب امیرؑ نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے ارشاد کیا کہ اے موسیٰؑ۔ آیا تو جانتا ہے کہ مَیں تجھ پر کتنا مہربان ہوں موسیٰؑ نے عرض کی کہ اے پروردگار تُو مجھ پر میری ماں سے زیادہ مہربان ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے موسیٰؑ تیری ماں نے بھی فقط میری زیادتی رحمت ہی کے باعث تجھ پر رحم کیا اور مَیں نے ہی اس کو تجھ پر مہربان کیا تھا اور اس کو اس امر پر رضامند کیا تھا کہ تیری پرورش کے لئے اپنی خواب راحت کو ترک کرد ے۔ اگر مَیں اسکے ساتھ یہ برتاؤ نہ کرتا تو وہ اور باقی اور عورتیں تیرے لئے یکساں تھیں اے موسیٰؑ کیا تو جانتا ہے کہ میرا ایک مومن بندہ ہے اور اس قدر گنہگار ہے کہ اس کے گُناہ اور خطائیں آسمان کے کناروں تک پہنچ گئی ہیں اور مَیں اس کو بخش دیتا ہوں اور کچھ پروا نہیں کرتا۔ موسیٰؑ نے عرض کی کہ اے پروردگار اس بے پروائی کا کیا باعث ہے۔ فرمایا ایک بزرگ خصلت کی وجہ سے جو میرے اس بندے میں موجود ہے اور وہ مجھ کو پسند ہے ایسا کرتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ وہ شخص اپنے برادران دینی محتاج مومنین سے محبّت کرتا ہے اور انکے حال کی خبر گیری کرتا ہے اور اپنے نفس کو ان کے برابر سمجھتا ہے اور اُن سے تکبّر و غرور سے پیش نہیں آتا جب وہ ایسا کرتا ہے تو مَیں بھی بے دریغ اس کے تمام گناہوں کو معاف کر دیتا ہوں اے موسیٰؑ عظمت اور جلالت گویا میری چادر ہے اور کبریائی گویا میرا لُنگ ہے جو کوئی ان دو صفتوں میں مجھ سے منازعت اور جھگڑا کریگا مَیں اس کو آتش جہنّم کے عذاب میں مبتلا کرونگا۔ اے موسیٰؑ منجملہ میری عظمت و جلالت کی تعظیم کے ایک یہ امر ہے کہ میرا مالدار اور دولت مند بندہ میرے کسی مومن بندے پر، جو تنگدست اور محتاج ہے لُطف و اکرام

کرے اور جو وہ اس سے تکبر سے پیش آئے تو درحقیقت اُس نے میری عظمت وجلالت کو حقیر اور خفیف جانا۔

اِس کے بعد جناب امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ رِحم جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے مشتق کیا ہے۔ چنانچہ فرمایا ہے کہ انا الرحمٰن وھی الرحم۔ اس سے رحم آلِ محمدؐ مراد ہے اور محمدؐ کی تعظیم اللہ جل جلالہ کی تعظیم ہے اور محمدؐ کے خویش واقارب کی تعظیم خود محمدؐ کی تعظیم ہے۔ اور تمام مومنین ومومنات جو ہمارے شیعہ ہیں۔ رحم آلِ محمدؐ میں داخل ہیں اور ان کی تعظیم وتوقیر بعینہٖ محمدؐ کی تعظیم وتوقیر ہے۔ پس عذاب ہے اُس شخص کے لئے جو ذرا بھی حُرمت محمدؐ کو خفیف اور حقیر سمجھے۔ اور خوشحال اس شخص کا جو آنحضرتؐ کی حرمت کی تعظیم اور ان کے رحم کی تکریم کرے اور اس کو وصل کرے۔

قول۔ الرحیم ۔ امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ جناب امیر نے ارشاد فرمایا ہے کہ حق سُبحانہٗ اپنے مومن بندوں پر رحیم ہے اور یہ اس کی رحمت ہے کہ اس نے سو رحمتیں پیدا کیں۔ اور ان میں سے ایک رحمت کو تمام مخلوقات کے لئے مقرر فرمایا کہ اس کے سبب سے لوگ باہم ایک دوسرے پر رحم کرتے ہیں۔ اور ماں اپنے بچے پر رحم کرتی ہے اور اسی کے باعث سے حیوانات کی مائیں اپنے بچوں پر مہربان ہوتی ہیں۔ جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ تعالیٰ اس رحمت کو باقی ننانوے (۹۹) رحمتوں میں شامل کریگا پھر اس تمام مجموعہ رحمت سے اُمت محمدؐ پر رحم فرمائیگا۔ اور جس اہلِ ملت کے لئے وہ شفاعت کرینگے اس کے لئے ان کی شفاعت کو قبول کریگا۔ یہاں تک کہ ایک شخص ہمارے ایک مومن شیعہ کے پاس آکر اپنے لئے طالب شفاعت ہوگا وہ مومن اس سے سوال کریگا کہ تیرا مجھ پر کیا حق ہے۔ وہ جواب دیگا کہ مَیں نے تجھ کو ایک روز پانی پلایا تھا۔ اس کے یاد آنے پر وہ مومن اس کی شفاعت کریگا۔ اور خدا اسکی شفاعت قبول فرمائیگا۔ اسی طرح ایک اور شخص آکر طالب شفاعت ہوگا اور اپنا حق جتلائیگا۔ وہ مومن اس سے دریافت کریگا کہ تیرا مجھ پر کیا حق ہے۔ وہ جواب دیگا کہ ایک روز گرمی کے موسم میں تُونے میری دیوار کے سایہ میں آرام کیا تھا۔ یہ سُن کر وہ اس کی شفاعت کریگا اور اس کی شفاعت قبول ہو جائیگی۔ اسی طرح بارگاہ ایزدی میں اس مرد مومن کی شفاعت برابر قبول ہوتی رہے گی۔

یہانتک کہ اسکے ہمسایوں اور دوست آشناؤں سب کے لئے اس کی شفاعت قبول کی جائیگی اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مومن کی قدر و منزلت اس قدر ہے کہ تمہارے خیال وگمان میں نہیں آسکتی ۔

قولہ عزوجل مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ ○ یعنی روز جزا (قیامت) کا مالک ہے ۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ کے یہ معنے ہیں کہ روز جزا کے جو روز حساب جمیع خلایق ہے۔ قائم کرنے پر قادر ہے اور حق سبحانہ تعالیٰ قدرت رکھتا ہے کہ اس کو وقت مقررہ سے مقدم یا موخر کردے۔ اور روز جزا میں بھی وہی مالک و مختار ہے اور وہ حق کے ساتھ حکم کریگا اور اس دن کسی جور و ستم کرنے والے کو حکم دینے اور فیصلہ کرنے کا اختیار نہ ہوگا۔ جس طرح بعض وقت دنیا کے حاکم ظلم و ستم کیا کرتے ہیں ۔

اور جناب امیرالمومنین امام المتقین یعسوب الدین علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ یوم الدین سے روز حساب مراد ہے اور میں نے سنا ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ تم چاہتے ہو کہ میں خبر دوں کہ سب سے زیادہ تر عاقل و دانا اور سب سے بڑھ کر احمق کون شخص ہے۔ صحابہ نے عرض کی کہ ہاں یا رسول اللہ۔ فرمایا کہ سب سے زیادہ دانا وہ شخص ہے جو اپنے نفس کا محاسبہ کرے اور ایسے اعمال کرے جو مرنے کے بعد کارآمد ہوں اور سب سے زیادہ احمق وہ شخص ہے جو نفسانی خواہشوں کا تابع ہو اور خدا سے اپنی آرزوؤں کی تمنا کرے۔ حاضرین میں سے کسی شخص نے عرض کی کہ یا امیرالمومنین آدمی اپنے نفس کا محاسبہ کیونکر کرے ارشاد فرمایا کہ ہر روز شام کے وقت اپنے نفس سے مخاطب ہو کر کہے اے نفس یہ آج کا دن گزر گیا۔ اور پھر کبھی واپس نہیں آئیگا۔ اور جو اعمال اس میں تو بجالایا ہے اللہ تعالیٰ انکی نسبت تجھ سے سوال کرے گا۔ اب تو بتا کہ آج تو نے کیا کیا کام کئے۔ آیا ذکر الٰہی یا حمد خدا بجالایا۔ آیا کسی مومن کی حاجتوں کو پورا کیا۔ آیا اس کی تکلیف کو دور کیا۔ آیا اس کی غیبت اور عدم موجودگی میں اس کے اہل و عیال اور بال بچوں کی حفاظت کی آیا اس کے مرنے کے بعد اس کے پس ماندوں سے کچھ نیک سلوک کیا۔ آیا اپنی زیادتی منصب و جاہ سے کسی مومن کی عدم موجودگی سے اس کے متعلقین کو مستغنی کیا۔ آیا کسی مسلمان کی امداد کی۔ الغرض اپنے تمام

کاروبار سے مجھ کو مطلع کر۔ اسی طرح پھر اپنے اعمال کو یاد کرے اگر کوئی کار خیر جو اس روز اس سے ہوا ہے یاد آجائے۔ تو تکبیر و تحمید الہیٰ بجالائے کہ اس نے اس کی توفیق عطا فرمائی اور اگر کسی گناہ یا تقصیر کو یاد کرے تو اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرے اور یہ ارادہ کرے کہ آئندہ کبھی ایسا نہ کروں گا۔ اور اس خطا کو اپنے نفس سے محو کرے۔ اس طرح پر کہ از سر نو محمدؐ اور انکی آل اطہار پر درود بھیجے اور امیرالمومنین کی بیعت اور اس کے قبول کرنے کو اپنے نفس کے سامنے پیش کرے۔ اور اس کے دشمنوں اور بغض رکھنے والوں اور اس کو اس کے حق سے محروم کرنے والوں پر لعنت کا اعادہ کرے۔ جب وہ شخص اس طرح کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے فرماتا ہے کہ میں تجھ سے تیرے کسی گناہ کی بابت مواخذہ نہ کرونگا۔ کیونکہ تو میرے دوستوں سے دوستی رکھتا ہے۔ اور میرے دشمنوں کا دشمن ہے ؂

قولہ عزوجل اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ۝ یعنی ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں۔ اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں ؂

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ پروردگار عالم فرماتا ہے کہ اے میری مخلوقات جن کو میں نے طرح طرح کی نعمتیں بخشی ہیں کہو اِیَّاکَ نَعْبُدُ یعنی اے ہم پر انعام اور بخشش کرنے والے ہم فقط تیری ہی عبادت اور پرستش کرتے ہیں اور بخشوع و خضوع خلوص نیت سے بلا ریا و سمعہ تیری اطاعت بجالاتے ہیں اور کہو اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ۝ یعنی تیری طاعت اور بندگی کے بجالانے میں تجھی سے مدد چاہتے ہیں تاکہ ہم اس کو تیرے حکم اور منشا کے مطابق ادا کریں۔ اور دُنیا میں جن کاموں کے کرنے سے تو نے ہم کو منع فرمایا ہے ان سے بچیں اور شیطان رجیم اور گمراہ کرنے والے سرکشان جن وانس اور ایذا رساں ظالموں سے تیرے حفظ و امان میں رہیں ؂

اور ایک شخص نے جناب امیرؑ سے سوال کیا کہ شقاوت عظیم کیا چیز ہے۔ حضرتؑ نے ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی شخص دُنیا کو دُنیا کے لئے ترک کردے تو دُنیا اس کے ہاتھ سے نکل جاتی ہے۔ اور آخرت میں بھی خسارہ اُٹھاتا ہے اور اگر کوئی لوگوں کے دکھانے کے لئے عبادت خدا کرے اور طرح طرح کی تکلیفیں گوارا کرے اور روزے رکھے تو وہ لذات دُنیوی سے بالکل محروم رہا اور اس نے اتنی سختیاں جھیلیں کہ اگر خالصۃً للہ ان مشقتوں کا متحمل ہوتا تو آخرت میں اجر

مذمت ریاکاری اور حبط اعمال

وثواب کا مستحق ہوتا۔ مگر جب وہ عالم آخرت میں وارد ہوگا تو اس کو یہ گمان ہوگا کہ میں نے اسقدر نیک اعمال کئے ہیں کہ ان سے میرے میزان عمل کا پلہ بہت بھاری ہوگا۔ لیکن حقیقت میں وہ اس کو خشک گھاس کی طرح ہلکا اور ادھر ادھر اُڑتا ہوا دیکھے گا۔

اسی طرح ایک دفعہ کسی شخص نے امیر المومنین علیہ السلام سے سوال کیا کہ آخرت میں سب سے زیادہ حسرت و افسوس کس شخص کو ہوگا۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ جو شخص اپنا مال کسی اور شخص کی ترازو میں دیکھیگا اور اللہ تعالےٰ اس کو بے سروسامانی کی وجہ سے جہنم میں ڈالیگا اور اسکے وارث کو ان اعمال کے سبب بہشت میں داخل کریگا۔ سائل نے عرض کی کہ اس کی کیفیت بیان فرمائیے۔ فرمایا جیسا کہ میرے ایک مومن بھائی نے مجھ سے کسی شخص کا حال بیان کیا۔ کہ میں حالت نزع میں اس شخص کے پاس گیا اس نے مجھ سے کہا کہ اے فلاں اس صندوق میں ایک لاکھ روپے ہیں کہ ان میں سے نہ تو میں نے کبھی زکوٰۃ نکالی اور نہ کسی صلہ رحمی میں صرف کیا ان کے باب میں تیری کیا صلاح ہے۔ میں نے پوچھا کہ پھر تو نے یہ روپیہ کس غرض سے جمع کیا تھا اسنے جواب دیا کہ بادشاہ کے ظلم وستم کی روک تھام اور فراخی عیش کے حصول کے واسطے اور اپنے عیال و اطفال کی محتاجی کے خوف اور انقلاب زمانہ کے ڈر سے اسکو فراہم کیا تھا۔ راوی ناقل ہے کہ میں ابھی وہیں موجود تھا کہ اس کی جان نکل گئی۔ اس حکایت کے نقل کرنے کے بعد جناب امیرؑ نے فرمایا کہ اللہ کا شکر ہے جس نے اس شخص کو اس روپے سے ایسی حالت میں جدا کیا۔ جبکہ وہ ملامت زدہ اور قابل سرزنش تھا۔ اس نے اس روپے کو امر باطل کے لئے جمع کیا اور راہِ حق میں اِس کو صرف نہ کیا اور اکٹھا کرکے تھیلیوں اور برتنوں میں بھر کر رکھا اور مضبوطی سے بند کرکے اِن کو سربمہر کیا۔ اس کے کمانے اور حاصل کرنے کی فکر میں سنسان جنگلوں اور ناپیداکنار سمندروں کو طے کیا۔ اے اِس مال کے وارث خبردار اس روپے کے دام فریب میں نہ پھنسنا جیسے کل تیرا رفیق اس کے فریب میں آگیا۔ کیونکہ قیامت کے دن سب سے زیادہ حسرت اور افسوس اس شخص کو ہوگا جو اپنا مال غیر کے پلۂ میزان میں پڑا ہوا دیکھے گا کہ خدائے بزرگ و برتر اس (غیر) شخص کو اس مال کے سبب بہشت میں داخل کریگا۔ اور اس مالک اصلی کو اسی مال کے سبب جہنم میں جگہ دیگا۔

اور امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اس سے بھی زیادہ حسرت اس شخص کو ہوگی جس نے سخت تکلیفیں جھیل کر اور بڑی بڑی کوششیں کر کے اور معرض خوف و خطر میں پڑ کر بہت سا مال جمع کیا ہو۔ پھر اس کو صدقوں اور نیک کاموں میں صرف کیا ہو اور عبادت کرنے اور نمازیں پڑھنے میں اپنی جوانی اور قوت زائل کی ہو۔ مگر علیؑ ابن ابی طالب کے حق کو نہ جانتا ہو اور اسلام میں ان کے مرتبے اور محل کو نہ پہچانتا ہو بلکہ جو شخص مدارج و مراتب میں ان کا دسواں تو کہاں ہزارواں حصہ بھی نہیں ہے۔ اس کو اُن سے افضل اور اشرف خیال کرتا ہو اور جب ان کی فضیلت کی دلیلوں سے اس کو مطلع کیا جائے تو ان میں غور اور خوض نہ کرے اور جب آیات قرآنی اور احادیث نبویؐ سے ثبوت دیا جائے تو اپنی گمراہی اور سرکشی کے باعث ان کا منکر ہو جائے پس ایسا شخص قیامت کے دن سب سے زیادہ متاسف اور پُرحسرت ہوگا۔ اور اس کے صدقات سانپوں کی صورت میں متمثل ہو کر اس کو ڈسیں گے اور اس کی نمازیں اور دیگر عبادتیں شعلہ آتش کی صورت بن کر اسکو ہٹائیں گی۔ اور بہت سختی سے دوڑاتی ہوئی اسکو جہنم میں لے جائینگی۔ یہ حال دیکھ کر وہ شخص کہیگا۔ وائے بر حال من کیا میں نماز گزار نہ تھا کیا میں زکوٰۃ ادا نہ کرتا تھا۔ کیا میں لوگوں کے مال اور اُن کی عورتوں سے پرہیز نہ کرتا تھا۔ کس سبب سے مجھ کو مصیبت عظمیٰ میں گرفتار کیا گیا۔ آواز آئیگی کہ اے بدبخت تیرے اعمال نے اسواسطے تجھ کو کچھ فائدہ نہ دیا کہ توحید الٰہی کے قائل ہونے اور نبوت محمدؐ پر ایمان لانے کے بعد جو بڑا فرض تھا اس کو تونے بالکل ترک کر دیا۔ اور ولی خدا علیؑ ابن ابی طالب کے حق کی معرفت جو تجھ پر لازم اور واجب تھی اس کو ضائع کیا۔ اور دشمنان خدا کی پیروی جس کو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا تھا تو نے اسکو لازم اور ضروری جانا۔ اس حالت میں تجھ کو بجائے ان اعمال کے اگر ابتدائے دُنیا سے آخر دُنیا تک تمام زمانے کے اعمال بھی حاصل ہوں۔ اور بجائے ان صدقات خیرات کے جو تُو نے راہ خدا میں دیئے ہیں تمام دُنیا کے مال تصدق کرے۔ بلکہ اگر تمام زمین کو سونے سے بھر کر بھی صدقہ کر ڈالے تو بھی اس کے سوا اور کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ کہ رحمت الٰہی سے دُوری اور غضب و قہر خداوندی سے نزدیکی حاصل ہو ۔

اور امیر المومنین علیہ السلام نے روایت کی ہے کہ جناب رسولؐ خدا نے ارشاد فرمایا ہے۔
کہ خدائے بزرگ و برتر نے حکم دیا ہے کہ اے میرے بندو کہو وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝ یعنی ہم تیری
عبادت اور طاعت کے بجالانے اور تیرے دشمنوں کی شرارتوں کو اپنے نفسوں سے رفع کرنے
اور تیرے احکام کی تعمیل کرنے میں صرف تجھ سے ہی امداد طلب کرتے ہیں۔ اور میں نے جبرئیلؑ
کی زبانی سُنا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے میرے بندو تم سب کے سب گمراہ ہو۔ سوا اس
شخص کے جس کو میں ہدایت دوں۔ اس لئے تم کو چاہیئے کہ مجھ سے ہدایت کی درخواست کرو۔
تو میں تم کو ہدایت دونگا اور تم سب محتاج ہو سوا اس شخص کے جس کو میں غنی کروں۔ مجھ سے
اپنے غنی ہونے کی خواہش کرو تو میں تم کو غنی کرونگا اور تم سب گنہگار ہو مگر ہاں جس کو میں
بخش دوں تم کو چاہیئے کہ مجھ سے مغفرت طلب کرو۔ تو میں تم کو بخش دونگا۔ اور جو کوئی مجھ کو
مغفرت پر قادر جان کر مجھ سے طالب مغفرت ہوتا ہے میں اس کو بخش دیتا ہوں اور کچھ
پروا نہیں کرتا اور اگر تمہارے گذشتہ اور آئیندہ اور زندہ اور مُردہ لوگ اور تمام تر
وخشک کسی بندے کے دل کے پاکیزہ کرنے پر اتفاق کریں تو میری حکومت اور سلطنت
میں پر پشہ کے برابر بھی زیادتی نہ ہوگی اور اسی طرح اگر سب کے سب کسی دل کے شقی
کرنے پر متفق ہوں تو میری بادشاہی میں پر پشہ کے برابر کمی نہ ہوگی اور اگر تمام گذشتہ
اور آئیندہ اور زندہ اور مُردہ لوگ اور دُنیا کے تمام تر وخشک جمع ہوں اور ہر ایک اپنی
اپنی آرزو مجھ سے طلب کرے اور میں اس کو عطا کروں تو اس کی مقدار میری سلطنت
کے آگے اتنی بھی نہیں۔ جیسے کوئی سمندر کے کنارے جاکر ایک سُوئی کو اس میں ڈبو کر
نکال لے۔ اور ان سب کا باعث یہ ہے کہ میں سخی بزرگ اور غنی ہوں۔ میری عطا ایک
لفظ کے کہنے سے ہوتی ہے اور میرا عذاب بھی ایک کلمے کے کہنے سے واقع ہوتا ہے۔
اس لئے میں جب کسی شے کا ارادہ کرتا ہوں تو صرف لفظ کُنْ یعنی ہو جا کہہ دیتا ہوں۔
فوراً وہ شے ظہور میں آجاتی ہے۔ اے میرے بندو سب سے افضل اور اعظم طاعت کو
بجالاؤ۔ تاکہ میں تم سے مسامحہ اور نرمی برتوں۔ اگرچہ اس کے سوا اور طاعات میں قاصر
ہی کیوں نہ ہو۔ اور سب سے بڑے اور بُرے گناہ کو ترک کرو تاکہ اس کے سوا اور

گناہوں کے مرتکب ہونے میں تم سے مناقشہ اور جھگڑا نہ کروں اور سب سے بڑی طاعت یہ ہے کہ مجھ کو واحد جانو۔ اور میرے نبیؐ کی تصدیق کرو۔ اور جس کو اس نے اپنا جانشین اور خلیفہ مقرر کیا ہے۔ اس کو تسلیم کرو۔ اور وہ علیؑ ابن ابی طالب اور دیگر ائمہ طاہرینؑ ہیں جو اس کی نسل سے ہونگے۔ اور میرے نزدیک سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ میرا اور میرے نبیؐ کا انکار کرو اور علیؑ ابن ابی طالب سے جو محمدؐ کے بعد اس کا ولی اور جانشین ہے اور دیگر ائمہؑ اطہار سے جو بعد علیؑ کے اس کے ولی اور جانشین ہیں عناد اور دشمنی رکھو اگر تم میرے پاس مقام رفیع اور شرف عظیم کے حاصل کرنے کا ارادہ رکھتے ہو تو تم کو مناسب ہے کہ کسی شخص کو محمدؐ پر اور اس کے بعد اس کے بھائی علیؑ پر اور اس کے بعد ان دونو کی اولاد اطہار پر جو ان کے بعد میرے بندوں کے امور کے منتظم ہیں۔ ترجیح اور فوقیت مت دو جس شخص کا یہ عقیدہ ہوگا میں اس کو اپنی جنت کے ذی شرف بادشاہوں میں مقرر کروں گا۔ اور میں سب سے زیادہ اس شخص کا دشمن ہوں جو میرا ہمسر بننا چاہے اور خدائی کا دعوےٰ کرے۔ اس کے بعد سب سے زیادہ دشمن اس شخص کا ہوں۔ جو محمدؐ کی ہمسری کرے اور عہدہ نبوت میں اس سے نزاع کرے۔ اور نبوت کا دعویٰ کرے۔ بعد ازاں سب سے زیادہ دشمن اس شخص کا ہوں جو اس کے وصی برحق سے ہمسری اور برابری کرے اور مرتبے اور شرف میں اس سے نزاع کرے اور اپنے لئے اس منصب کا دعویٰ کرے۔ ان سب عویداروں کے بعد (جو اپنے باطل دعووں کے سبب میرے قہر و غضب سے متعرض ہوئے ہیں۔ اور عذاب شعلہ دار کے سزاوار ٹھیرے ہیں) ان لوگوں کا زیادہ تر دشمن ہوں جو ان جھوٹے دعویداروں کے ان کے افعال میں معاون و مددگار ہیں اور ان کے بعد ان لوگوں کا سخت دشمن ہوں جو ان مدعیان الوہیت و نبوت و خلافت کے افعال سے رضامند ہیں گو کسی طرح سے ان کی اعانت نہیں کرتے اسی طرح محبوب ترین خلائق میرے نزدیک وہ لوگ ہیں جو میرے حق کو قائم کرتے ہیں اور ان سب میں میرے نزدیک سب سے افضل اور اشرف سید الورےٰ محمدؐ ہے۔ اور اس کے بعد اشرف و افضل خلق میرے نزدیک علی مرتضیٰ برادر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہے اور اس کے بعد شرافت اور

فضیلت میں سب سے بڑھ کر ائمہؑ برحق ہیں جو عادل اور منصف ہیں اور ان کے بعد افضل خلائق وہ لوگ ہیں جو ان کے حق کے باب میں ان کی امداد کرتے ہیں۔ اور پھر سب سے زیادہ میں ان کو دوست رکھتا ہوں جو ان سے محبت کریں اور ان کے دشمنوں سے دشمنی رکھیں۔ گو ان کی معاونت پر قادر نہ ہوں +

قولہ تعالیٰ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ہ یعنی ہم کو سیدھے رستہ پر ثابت اور قائم رکھ +

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ بندہ کہے کہ اے خدا اپنی توفیق کو جس کے باعث سے زمانہ گذشتہ میں ہم نے تیری اطاعت کی ہے۔ اسی طرح ہمیشہ ہمارے لئے قائم رکھ تاکہ آئندہ عمر میں بھی اسی طرح ہم تیرے مطیع فرمان رہیں +

اور صراط مستقیم دو ہیں ایک صراط تو دنیا میں ہے اور دوسری آخرت میں۔ دنیا کا صراط مستقیم تو وہ راہ راست ہے جو غلو اور زیادتی سے کوتاہ ہو۔ اور تقصیر اور کمی سے بلند اور مرتفع ہو اور ایسی سیدھی اور مستقیم ہو کہ باطل کی طرف ذرا بھی مائل نہ ہو۔ اور صراط آخرت وہ راستہ ہے جو مومنوں کو بہشت میں پہنچائیگا اور وہ ایسا سیدھا ہے کہ اس کے طے کرنے والے نہ تو جنت سے آتش جہنم کی طرف مائل ہونگے اور نہ جنت کے سوا کسی اور مقام کی طرف جھکینگے بلکہ ناک کی سیدھ بہشت عنبر سرشت میں جا پہنچیں گے +

اور امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ کے یہ معنے ہیں کہ ہم کو راہ راست کی طرف رہبری کر۔ اور اس راہ کے لازم کرلینے کی ہدایت کر جو ہم کو تیری محبت کی طرف لیجائے اور جنت میں پہنچائے۔ اور نفسانی خواہشوں کی پیروی اور متابعت اور اپنی ناقص رائوں پر چلنے سے جو ہمارے ہلاکت اور عذاب کا باعث ہیں باز رکھے۔ بعد ازاں فرمایا کہ جو شخص ہوائے نفسانی کا تابع ہو اور اپنی رائے پر مغرور رہو اس کی مثال اس شخص کی سی ہے جس کی بابت میں نے سُنا کہ عام بے سمجھ اور ناکس لوگ اس سے نہایت تعظیم و تکریم سے پیش آتے ہیں اور اس کی تعریف اور توصیف کرتے ہیں یہ سُن کر مجھے شوق ہوا کہ میں اس کو دیکھوں مگر ایسے ڈھنگ سے کہ وہ مجھ کو نہ پہچانے تا کہ اس کی

قدر و منزلت کا مشاہدہ کروں چنانچہ ایک روز میں نے دیکھا کہ عام لوگوں نے اسکے گرد ہجوم کر رکھا ہے میں بھی اپنا سر اور منہ کپڑے سے ڈھانپ کر الگ ایک کونے میں جا کھڑا ہوا اور اس کو اور ان سب کو دیکھتا رہا جب وہ بہت دیر تک اِدھر اُدھر کی داستانیں سُنا چکا تو ان لوگوں سے الگ ہو کر ایک طرف کو چلا اور سب نے اپنا اپنا رستہ لیا مگر میں اس کے پیچھے روانہ ہوا آخرکار وہ چلتے چلتے ایک نان بائی کی دکان پر پہنچا اور اس کو غافل پا کر دو روٹیاں اس کی دُکان سے چرائیں میں اس کے اس فعل کو دیکھ کر نہایت متعجب ہُوا مگر میں نے اپنے دل میں خیال کیا کہ شاید اس نان بائی سے اس کا لین دین ہو گا پھر وہ ایک انار فروش کی دُکان پر پہنچا اور موقع کی تاک میں کھڑا رہا آخرکار اس کو غافل پا کر دو انار چُرا لئے اس پر مجھے اور بھی زیادہ تعجب ہوا مگر میں نے دل میں سوچا کہ شاید اس سے بھی اسکا لین دین ہو گا۔ لیکن ساتھ ہی یہ بھی خیال آیا کہ اگر لین دین ہوتا تو چوری کرنے کی کیا حاجت تھی مگر تاہم میں نے اس کا ساتھ نہ چھوڑا اور پیچھے لگا رہا یہاں تک کہ وہ ایک بیمار کے پاس پہنچا اور جاتے ہی دو روٹیاں اور وہ انار اس کے آگے رکھ دئیے اور آپ وہاں سے چل دیا میں بھی اس کے پیچھے چلا آخرکار وہ چلتے چلتے جنگل میں ایک جگہ جا کر ٹھیرا تب میں نے اس سے کہا کہ اے بندۂ خدا تیرے اوصاف سُن کر مجھ کو تیری ملاقات کا شوق ہوا تھا مگر تیری حرکتیں دیکھ کر میرا دل کمال متردد ہوا اِس لئے رفع تردد کی غرض سے میں کچھ دریافت کرنا چاہتا ہوں وہ بولا پُوچھ کیا پوچھنا چاہتا ہے۔ میں نے کہا تُو نے نان بائی کی دکان سے دو روٹیاں چُرائیں اور انار والے کے دو انار اُڑائے جب میں اتنا بیان کر چکا تو بجائے اس کے کہ وہ ان باتوں کا جواب دے مجھ سے پُوچھنے لگا تو کون ہے میں نے کہا کہ میں اولادِ آدم اور اُمت محمدؐ سے ایک شخص ہوں۔ بولا کس خاندان سے ہے۔ میں نے جواب دیا کہ اہلبیت رسول اللہؐ کے خاندان سے ہوں بولا کس شہر کا رہنے والا ہے۔ میں نے کہا کہ مدینے کا بولا کیا تو جعفرؑ بن محمدؑ بن علیؑ بن حسینؑ بن علیؑ ابن ابی طالب ہے۔ مینے جواب دیا کہ ہاں بولا تو پھر تجھ کو تیرے جد اور اصل اور خاندان کی شرافت سے کیا فائدہ ہوگا جبکہ تو اِس چیز سے جو تیری شرافت کا باعث ہے ناواقف ہے اور اپنے جد و پدر کے علم کو چھوڑے

ہوئے ہے اگر اس سے واقف ہوتا تو اس امر کا انکار نہ کرتا جو تعریف اور مدح کے قابل ہے
میں نے پوچھا وہ کونسی چیز ہے جس کو میں نے ترک کر رکھا ہے اس نے جواب دیا کہ قرآن جو کتاب
خدا ہے میں نے کہا کہ میں اسکی کس بات سے ناواقف ہوں وہ بولا کہ آیۂ مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ
فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا وَمَنْ جَاءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزَىٰ إِلَّا مِثْلَهَا۔ یعنی جو کوئی
ایک نیکی کرے اس کو ویسی ہی دس نیکیوں کا ثواب عطا ہوگا اور جو ایک بدی کرے تو اسکو
صرف ایک بدی کا عوض ملے گا۔ پس میں نے جو دو روٹیاں چرائیں اس کے دو گناہ ہوئے
اور دو انار چرانے کے بھی دو گناہ کُل چار گناہ میں نے کئے اور جب میں نے ان کو
راہ خدا میں تصدق کر دیا تو چالیس نیکیاں شمار کی گئیں چار نیکیاں تو ان چار بدیوں کی
عوض میں وضع ہو گئیں اور چھتیس نیکیاں میرے واسطے باقی رہیں یہ سُن کر میں نے کہا
تیری ماں تجھے روئے درحقیقت تو خود ہی کتاب خدا سے جاہل اور ناواقف ہے ذکر میں
کیا تو نے یہ آیت نہیں سُنی کہ خدا فرماتا ہے إِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللَّهُ مِنَ الْمُتَّقِينَ یعنی
اللہ تعالےٰ صرف متقی اور پرہیزگار لوگوں کے اعمال کو قبول کرتا ہے جب تو نے دو
روٹیاں چرائیں تو وہ دو بدیاں شمار کی گئیں اور دو انار چرانے کی بھی دو بدیاں ہوئیں
اور جب ان کو ان کے مالکوں کی بے اجازت کسی اور کو دے ڈالا تو حقیقت میں چار
بدیوں پر چار بدیاں اور زیادہ کر دیں نہ یہ کہ چار بدیوں پر چالیس نیکیاں اضافہ کی
گئیں اور ان چار بدیوں کی عوض چار نیکیاں وضع ہو کر چھتیس نیکیاں تیرے لئے باقی
رہیں۔ جب اس شخص نے میرا یہ کلام سُنا تو حیران ہو کر میری طرف تکنے لگا میں نے اسکو
اسی حال میں چھوڑ کر اپنی راہ لی۔

حضرت صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ لوگ اسی قسم کی بیجا اور قبیح تاویلیں کر کے
خود بھی گمراہ ہوتے ہیں اور اوروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں۔

اور اسی قسم کی تاویل معاویہ علیہ ما یستحقہ نے کی تھی جب کہ عمارؓ یاسر شہید ہوئے اور اس
ہولناک واقعہ کے سُننے سے بہت سے لوگ گھبرا گئے اور کہنے لگے کہ رسولِ خدا نے فرمایا ہے کہ عمارؓ
کو ایک باغی گروہ قتل کریگا جب عمرو عاص نے اپنے لشکریوں کی یہ گھبراہٹ اور ہل چل دیکھی

پارہ ۸ سورہ ۶ ع

پارہ ۶ سورہ ۵ نصف پارہ

[illegible]

تو معاویہ کے پاس آکر کہنے لگا کہ اے امیر ہمارے لشکر والے کمال برانگیختہ اور مضطرب الحال ہو رہے ہیں معاویہ نے پوچھا کہ کیوں اسنے جواب دیا کہ عمارؓ کے مارے جانے سے کیونکہ حضرت رسولؐ نے فرمایا ہے کہ عمارؓ کو ایک باغی گروہ قتل کریگا معاویہ نے اس سے کہا کہ تو غلطی پر ہے جو یہ خیال کرتا ہے کہ ہم نے عمارؓ کو قتل کیا ہے بلکہ اس کو تو علیؑ ابن ابی طالب نے قتل کیا ہے کیونکہ اسی نے اس کو ہمارے نیزوں کے سامنے بھیجا جب جناب امیر علیہ السلام نے اس نااہل کا یہ قول سُنا فرمایا اگر یہی بات ہے تو حضرت حمزہؓ کو بھی جناب رسولؐ خدا ہی نے قتل کیا ہے کیونکہ آنحضرتؐ ہی نے ان کو مُشرکوں سے لڑنے کے لئے بھیجا تھا۔

بعد ازاں جناب صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جناب رسالتمآب نے فرمایا ہے یَحْمِلُ ھٰذَا الْعِلْمَ مِنْ کُلِّ خَلَفٍ عُدُوْلُہٗ یعنی اس علم کے اُٹھانے والے کل پیچھے آنے والے لوگوں میں وہ لوگ ہونگے جو ان میں زیادہ عادل ہونگے یہ بشارت ان لوگوں کے لئے ہے جو غالیوں کی تحریف اور جھُوٹ بولنے والوں کے جھوٹے دعووں اور جاہلوں کی تاویلوں کو قرآن سے دُور کریں گے۔ حاضرین میں سے کسی شخص نے عرض کی کہ اے فرزند رسولؐ خدا میں اپنے بدن کے ساتھ تمہاری امداد کرنے سے عاجز ہوں اور سوا اس کے کہ تمہارے دشمنوں سے بیزار ہوں اور اُن پر لعنت کروں اور کچھ مقدور نہیں رکھتا میری نسبت کیا ارشاد فرماتے ہیں حضرتؑ نے فرمایا کہ مجھ سے میرے والد ماجد نے روایت کی کہ اُنہوں نے اپنے باپ سے اور انہوں نے اپنے باپ سے سُنا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص ہم اہلبیتؑ کی نصرت کرنے سے عاجز ہو وہ خلوت میں بیٹھ کر ہمارے دشمنوں پر لعنت کرے اللہ تعالیٰ اس کی آواز کو زیر زمین سے لے کر عرش اعظم تک کے تمام فرشتوں کو پہنچا دیتا ہے اور تمام ملائکہ اس امر میں اس کے معاون ہوتے ہیں اور اس کے ساتھ شریک ہو کر اس شخص پر جس پر وہ لعنت کرتا ہے لعنت کرتے ہیں بعد ازاں اس شخص (محبّ اہلبیتؑ) کی تعریف کرتے ہیں اور دُعا کرتے ہیں کہ یا اللہ تو اس شخص پر اپنی رحمت کو نازل کر کہ اس نے اپنے مقدور کو تیری راہ میں صرف کیا اور اگر وہ اس سے زیادہ کچھ کر سکتا تو ضرور کرتا اسوقت بارگاہ الٰہی سے ندا آتی ہے اے فرشتو میں نے تمہاری دعا قبول کی اور تمہاری آواز سُن لی اور اس کی روح پر رحمت نازل کی

اور اس کو اپنے برگزیدہ اور نیک بندوں میں داخل کیا ÷

قولہ عزوجل صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ یعنی ان لوگوں کی راہ کی ہدایت کر جن پر تو نے انعام اور بخشش کی ہے ÷

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا فرماتا ہے صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ یعنی تم کہو کہ ہم کو ان لوگوں کی راہ کی ہدایت کر جنکو تو نے اپنے دین اور اپنی طاعت کی توفیق کی نعمت عطا فرمائی ہے اور انہی کے باب میں حق تعالیٰ فرماتا ہے وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَٰئِكَ رَفِيقًا یعنی جو لوگ کہ خدا اور اس کے رسولؐ کی اطاعت اور فرمانبرداری کرتے ہیں وہ ان لوگوں کے ہمراہ ہونگے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام اور بخشش فرمائی ہے کہ وہ انبیا اور صدیقین اور شہداء اور نیکو کار لوگ ہیں اور یہ لوگ بہت ہی اچھے رفیق ہیں اور جناب امیرؑ سے اسی طرح منقول ہے ÷ اسکے بعد جناب امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ نعمت دئے گئے وہ لوگ نہیں ہیں جن کو مال اور صحت بدنی کی نعمت دی گئی ہے اگرچہ یہ چیزیں بھی نعمت ظاہرۂ الٰہی ہیں۔ لیکن یہ چیزیں کافروں اور فاسقوں کو بھی دی گئی ہیں تم کو اس امر کی دعوت نہیں کی گئی کہ تم ان کے طریق کی ہدایت کئے جانے کی دعا کرو بلکہ تم کو صرف یہ حکم دیا گیا ہے کہ ان لوگوں کے طریق کی طرف ہدایت کئے جانے کی دُعا کرو جن کو اللہ تعالیٰ نے یہ نعمت عطا کی ہے کہ خدا پر ایمان رکھتے ہیں اور اس کے رسولؐ کی تصدیق کرتے ہیں اور جناب محمدؐ اور ان کی آلؑ اطہار اور اصحاب اخیار و منتجبین سے دوستی رکھتے ہیں اور ایسے تقیہ حسنہ کو بجالاتے ہیں جو تم کو دشمنانِ خدا یعنی کفّار کے زمانہ میں لوگوں کی شرارت اور زندیقوں کی بدی سے محفوظ رکھتا ہے اس طرح سے کہ ان سے نرمی اور مدارات برتو تاکہ تمہارا یہ حسن سلوک (تقیہ حسنہ) ان کو تمہاری ایذا رسانی اور دیگر مومنین کو اذیت پہنچانے پر برانگیختہ نہ کرے اور وہ لوگ ہیں جو مومن بھائیوں کے حقوق کو پہچانتے ہیں ÷

الغرض جو مرد یا عورت محمدؐ اور ان کی آلؑ اور اصحابؓ سے دوستی رکھے اور انکے دشمنوں سے

دشمنی کرے وہ عذاب خدا سے محفوظ رہنے کے لئے ایک بزرگ قلعہ اور مضبوط ڈھال کا مالک ہو جاتا ہے اور جو مرد یا عورت بندگانِ خدا سے ایسی پسندیدہ اور نیکو تر مدارات سے پیش آئے جس کی وجہ سے نہ تو مذہب باطل میں داخل ہو جائے اور نہ دین حق سے خارج ہو (یعنی تقیہ حسنہ کو عمل میں لائے) تو حق تعالٰے اس کے سانس لینے کو بمنزلہ تسبیح کے قرار دیتا ہے اور اس کے عمل کو پاکیزہ کرتا ہے اور اس کو بصیرت عنایت فرماتا ہے تاکہ وہ ہمارے راز کو ہمارے دشمنوں سے پوشیدہ رکھے اور ان کی باتوں پر غیظ و غضب میں نہ آئے اور اس کو شہید کا ثواب عطا فرماتا ہے جو راہ خدا میں جہاد کر کے اپنے خون میں لوٹتا ہو، پھر فرمایا جو شخص اپنے مقدور کے موافق اپنے برادران ایمانی کے حقوق کو پورا کرے اور ان کو قوت اور قدرت دے اور ان کی لغزشوں اور خطاؤں کے عوض لینے سے درگزر کرے اور ان کے قصور معاف کر کے ان سے رضامند ہو جائے حق تعالٰے قیامت کے دن اس سے ارشاد فرمائیگا اے میرے بندے تو نے اپنے مومن بھائیوں کے حقوق ادا کئے اور ان کی خطاؤں کو معاف کیا اور عوض نہ لیا میں تو سب سے زیادہ تر سخی اور کریم ہوں اور فروگذاشت کرنے اور عزت دینے میں تجھ سے اولیٰ اور افضل ہوں سو آج اس حق کو جس کا تجھ سے وعدہ کیا ہے پورا کرونگا اور اپنے فضل وسیع سے تجھ کو زیادہ عطا کرونگا۔ اور میرے بعض حقوق کے ادا کرنے میں جو کچھ تجھ سے تقصیر ہوئی ہے اس کا عوض نہ لونگا +

برادران ایمانی کے حقوق ادا کرنے کا ثواب

بعد ازاں حق تعالٰے اس کو محمدؐ اور ان کی آلؑ اور اصحابؓ سے ملحق کریگا اور ان کے نیک شیعوں میں شامل فرمائیگا +

پھر فرمایا کہ ایک دن جناب رسولؐ خدا نے اپنے کسی دوست سے ارشاد فرمایا کہ خدا کیلئے دوستی کرو اور اسی کے لئے دشمنی رکھو اور اسی کے لئے محبت کرو اور اسی کے لئے عداوت کرو کیونکہ کوئی شخص بغیر اس طریق کے ولایت الٰہی کو حاصل نہیں کر سکتا اور کوئی شخص ذائقہ ایمان نہیں پا سکتا اگرچہ اس کی نمازیں اور روزے کتنی ہی زیادہ کیوں نہ ہوں جب تک کہ اس طریق کو اختیار نہ کرے اور آج لوگوں میں باہم بھائی چارہ بہت

دوستی و دشمنی خدا کیلئے

ہو رہا ہے کہ اس کا اکثر حصہ دُنیا کے لئے ہے کہ اسی کے واسطے آپس میں دوستی کرتے ہیں اور اسی کے لئے باہمدیگر دشمنی کرتے ہیں سو اس قسم کے بھائی چارے سے ان کو اللہ میاں کے ہاں کچھ فائدہ حاصل نہ ہوگا حضرتؐ کا یہ ارشاد سُن کر اس شخص نے عرض کی مجھے کیونکر معلوم ہو کہ میری دوستی اور دشمنی خدا کے لئے ہے اور کون ولی خدا ہے جس کو مَیں دوست رکھوں اور کون دشمن خدا ہے جس سے مَیں دشمنی کروں حضرتؐ نے میری طرف (یعنی علیؑ کی طرف) اشارہ کرکے فرمایا اس کو دیکھتے ہی اس نے عرض کی کہ یا رسولؐ اللہ ہاں فرمایا جو اس کا دوست ہے وہ خدا کا دوست ہے تو بھی اسکو دوست رکھ اور جو کوئی اس کا دشمن ہے وہ خدا کا دشمن ہے تو بھی اس کو دشمن رکھ اور اس کے دوست سے دوستی رکھ اگرچہ اُس نے تیرے باپ اور بیٹے کو ہی کیوں نہ قتل کیا ہو اور اس کے دشمن سے دشمنی رکھ خواہ وہ تیرا باپ یا بیٹا ہی کیوں نہ ہو ۔

قولہ تعالیٰ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ ۝ نہ ان لوگوں کی راہ کی (ہدایت کر) جن پر تو غضب ناک ہے اور نہ ان لوگوں کی راہ کی کہ جو گمراہ ہیں ۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ جناب امیرالمومنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ پروردگار عالم نے اپنے بندوں کو حکم دیا ہے کہ وہ اس سے ان لوگوں کی راہ کے پانے اور اس پر قائم رہنے کی درخواست کریں جن پر حق تعالیٰ نے انعام اور بخشش فرمائی ہے اور وہ انبیا اور صدیقین اور شہدا اور نیکوکار بندے ہیں اور یہ درخواست کریں کہ ان کو ان لوگوں کی راہ سے بچائے رکھے جن پر وہ غضب ناک ہے اور وہ لوگ جن پر خُدا غضب ناک ہے قوم یہود ہے جن کے بارے میں خدا قرآن میں فرماتا ہے قُلْ هَلْ أُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِنْ ذَٰلِكَ مَثُوبَةً عِنْدَ اللَّهِ مَنْ لَعَنَهُ اللَّهُ وَغَضِبَ عَلَيْهِ ۝ یعنی اے ہمارے پیغمبرؐ تو ان یہودیوں سے کہہ دے کہ آیا مَیں تم کو اُس سے خبر دوں جو ازروئے جزا خدا کے نزدیک اس سے بھی بدتر ہے وہ وہ شخص ہے جس پر اللہ نے لعنت کی ہے اور وہ اس پر غضب ناک ہے) نیز یہ درخواست کریں کہ ان کو گمراہوں کی راہ سے اپنی حفظ وامان میں رکھے جن کے باب میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوا فِي

دِيْنِكُمْ غَيْرَ الْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعُوْا اَهْوَاءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوْا مِنْ قَبْلُ وَاَضَلُّوْا كَثِيْرًا وَّضَلُّوْا عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ ۔ یعنی اے پیغمبر تو ان سے کہدے کہ اے اہل کتاب تم اپنے دین میں حق کے سوا غلو اور زیادتی مت کرو اور ان لوگوں کی نفسانی خواہشوں کی پیروی مت کرو جو تم سے پہلے خود بھی گمراہ ہوئے اور اور بہت سے لوگوں کو بھی گمراہ کیا اور راہ راست سے گمراہ ہو گئے ۔

بعدازاں حضرت نے فرمایا کہ جو کوئی کافر ہو اور اللہ پر ایمان نہ لائے وہ غضب الٰہی میں گرفتار اور خدا کی راہ سے گمراہ اور بھٹکا ہوا ہے ۔

اور امام رضا علیہ السلام نے مضمون مذکورۂ بالا میں اتنا اور اضافہ فرمایا ہے کہ جو کوئی امیرالمومنینؑ کے حق میں درجۂ عبودیت سے تجاوز کرے وہ بھی گروہ **مغضوب علیہم** اور **ضالین** میں داخل ہے اور امیرالمومنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے ہم کو عبودیت کے درجے سے مت بڑھاؤ پھر جو چاہو سو کہو اور مبالغہ مت کرو اور جس طرح نصاریٰ نے عیسیٰؑ کو درجۂ عبودیت سے درجۂ اُلوہیت پر پہنچا دیا تم ایسے غلو اور زیادتی سے پرہیز کرو کیونکہ میں غالیوں سے بیزار اور ناراض ہوں ۔

امام حسن عسکری علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب امام رضا علیہ السلام کی تقریر یہانتک پہنچی ایک شخص نے کھڑے ہو کر عرض کی کہ اے فرزند رسولؐ خدا اپنے پروردگار کی تعریف ہمارے سامنے بیان فرمائیے کیونکہ اگلے لوگ ہمارے مذہب اور رائے کے مخالف رائے دے گئے ہیں تب حضرتؑ نے فرمایا کہ جو کوئی قیاس اور رائے سے خدا کی تعریف کرے وہ ہمیشہ شک و شُبہ میں گرفتار اور راہ راست سے منحرف رہتا ہے اور ٹیڑھی راہ کو طے کرتا اور سیدھے راستے سے بھٹکتا پھرتا ہے اور ناپسندیدہ قول کا قائل رہتا ہے ۔

بعدازاں فرمایا کہ جن اوصاف سے اللہ تعالےٰ نے اپنی تعریف کی ہے انہی سے تم بھی اس کی تعریف کرو اس کو دیکھ نہیں سکتے اسکی کوئی صورت اور شکل نہیں ہے اس کو حواس خمسہ سے نہیں پا سکتے لوگوں پر اس کو قیاس نہیں کر سکتے وہ اپنی نشانیوں سے شناخت کیا گیا ہے وہ دُور رہے مگر اس صفت میں کوئی اس کے مشابہ نہیں اور باوجود دوری کے نزدیک ہے

مگر اس میں بھی کوئی اس کا نظیر نہیں اس کی ہمیشگی وہم و خیال میں نہیں آ سکتی اس کی مخلوقات سے اس کو تمثیل نہیں دے سکتے وہ اپنے احکام و قضایا میں ظلم نہیں کرتا جو کچھ کہ اس کے علم میں گزرا ہے تمام خلقت اسی کی پیروی اور متابعت کرتی ہے اور جو کچھ کہ اس کی کتاب مکنون میں ہے سب اسی پر چل رہے ہیں جو کچھ کہ اس نے ان کی بابت معلوم کیا ہے اسکے برخلاف وہ کچھ عمل نہیں کرتے اور نہ اس کے سوا کچھ اور ارادہ کرتے ہیں وہ تمام مخلوقات سے قریب ہے مگر ان کے ساتھ چپکا ہوا نہیں اور سب سے بعید ہے مگر اس بُعد نے اسکو کچھ نقصان نہیں پہنچایا وہ درست اور راست ہے مگر اس کو کسی سے تمثیل نہیں دے سکتے اور وہ واحد ہے مگر کوئی اس سے بُغض اور دشمنی نہیں کر سکتا۔ اپنی نشانیوں سے پہچانا جاتا ہے اور اپنی علامتوں سے ثابت کیا جاتا ہے۔ الغرض اس کے سوا کوئی اور معبود نہیں ہے اور وہ بزرگ و برتر ہے۔

جب حضرتؑ اس بیان سے فارغ ہوئے تو اس شخص نے عرض کی کہ اے فرزند رسولؐ خدا میرے بعض ساتھی ایسے ہیں کہ وہ تمہارے دوستی کا دعوے کرتے ہیں اور گمان کرتے ہیں کہ یہ تمام صفتیں علی علیہ السلام میں پائی جاتی ہیں اور وہی اللہ ہے جو تمام مخلوقات کا پروردگار ہے جب امام ثامن علیہ السلام نے اس شخص کی یہ تقریر سُنی تو جسم مبارک میں لرزہ پڑ گیا اور تمام بدن عرق عرق ہو گیا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمام ان باتوں سے پاک اور منزہ ہے جو کافر اور ظالم لوگ اس کی طرف منسوب کرتے ہیں کیا علیؑ کھانا نہ کھاتے تھے پانی نہ پیتے تھے نکاح نہ کرتے تھے کیا پیشاب اور پاخانے وغیرہ کی حاجت ان کو نہ ہوتی تھی اور باوجود ان لوازمات بشری کے وہ خدائے بزرگ و برتر کے حضور میں بخشوع و خضوع تمام نماز پڑھتے تھے اور اس کی جناب میں توبہ و استغفار کرتے تھے جس شخص میں یہ صفات موجود ہوں کیا وہ خدا ہو سکتا ہے؟ اگر بالفرض ایسا شخص خدا ہو سکتا ہے تو تم میں سے کوئی فرد بشر بھی ایسا نہیں جو خدا نہ ہو کیونکہ ان صفات میں جو اپنے موصوف کے حادث ہونے پر دلالت کرتی ہیں تم سب اس کے ساتھ شریک

اور مجھ سے میرے باپ موسیٰ کاظم علیہ السلام نے اپنے آبائے کرام کی زبانی روایت کی ہے کہ جناب رسولؐ خدا نے فرمایا ہے کہ جو کوئی خدا کو اسکی خلقت سے مشابہ کرتا ہے وہ اس کو نہیں پہچانتا اور جو کوئی بندوں کے گناہ خدا کی طرف منسوب کرتا ہے وہ اس کو عادل نہیں جانتا اُس شخص نے عرض کی کہ اے فرزند رسولؐ خدا وہ لوگ گمان کرتے ہیں کہ جب علیؑ نے ایسے معجزات اپنی ذات بابرکات سے ظاہر کئے جنکے ظاہر کرنے پر اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی قادر نہیں ہے تو اسوقت اپنے خدا ہونے کا ثبوت دیا اور جب عاجز مخلوقات کی سی صفات انکے سامنے ظاہر فرمائیں اسوقت اپنے احوال کو ان پر پوشیدہ کر دیا اور ان کو امتحان میں ڈالا تاکہ وہ اس کو پہچانیں اور اپنے اختیار سے اس پر ایمان لائیں یہ کلام اس شخص کا سُن کر حضرتؑ نے فرمایا کہ اول تو یہ کہ وہ لوگ اس شخص کا بالکل جواب نہیں دے سکتے جوانکی اس تقریر کو اُلٹ دے (یعنی معارضہ بالقلب کرے) اور یوں کہے کہ جب اس جناب سے فقر و فاقہ ظاہر ہوا تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ جس شخص میں یہ صفات پائی جائیں اور ضعیف اور محتاج لوگ ان صفات میں اسکے ساتھ شریک ہوں معجزات اس سے ظاہر نہیں ہو سکتے اس سے معلوم ہوا کہ معجزات جس کسی سے ظاہر ہوں وہ صرف اس قادر مطلق کا فعل ہیں جو مخلوقات کے مشابہ نہیں ہے نہ کہ بندۂ محدث و محتاج کا جو کہ صفات ضعف میں ضعیف اور عاجز بندوں کا شریک تھے۔

بعدازاں ارشاد فرمایا کہ اے شخص تو نے اسوقت مجھ کو جناب رسولؐ خدا اور امیرالمومنینؑ اور امام زین العابدینؑ کے اقوال یاد دلائے جناب سالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول تو یہ ہے جس کو مجھ سے میرے باپ نے سلسلہ وار اپنے آبائے کرام علیہم السلام کی زبانی روایت کیا ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ علم دین پر اپنے بندوں کو اس طرح قابض نہیں کرتا کہ لوگوں سے چھین کر کسی کو دیدے بلکہ اسکو علمائے دین کے قبضے میں دیتا ہے جب کسی عالم کا کوئی اور عالم جانشین نہیں ہوتا تو زر و مال دُنیوی اور اسکے امور حرام کے طالب اسکی جگہ پر متصرف ہو جاتے ہیں۔

لہ گویا یہ مطلب ہے کہ جب علیؑ میں خود اظہار معجزہ کی قدرت نہ ہوئی تو وہ خالق کیونکر ہو سکتے ہیں اگر اس تقریر سے کوئی شخص ان کے دعوے کو قلب کر ڈالے تو اسکا وہ لوگ کیا جواب دے سکتے ہیں۔ مولانا و مقتدانا سید محمد ہارون صاحب ممتاز الافاضل زنگی پوری مدظلہ العالی۔

اور حقدار سے حق کو روکتے ہیں بلکہ اس (حق) کو غیر مستحق کے لئے قرار دیتے ہیں لوگ جاہلوں کو اپنا سردار بنا لیتے ہیں اور ان سے مسائل شرعی دریافت کرتے ہیں وہ اٹکل پچو فتوے دیتے ہیں خود بھی گمراہ ہوتے ہیں اور ان کو بھی گمراہ کرتے ہیں +

اور جناب امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا ہے اے ہمارے شیعو اور اے ہمارے دوستی کے دعوے کرنے والو خبردار (خود رائے) لوگوں سے پرہیز کرنا کیونکہ وہ سنتہائے نبویؐ کے دشمن ہیں۔ احادیث ان کے حافظے سے یکایک فرار کر گئیں اور سنت نبویؐ کی نگہبانی اور پاسداری سے وہ عاجز اور درماندہ ہو گئے ہیں بندگان الٰہی کو اپنا خدم وحشم قرار دیا ہے اور اسکے مال کو اپنی دولت بنا بیٹھے ہیں یہ دیکھ کر بہت سے لوگ انکے مطیع و فرمانبردار ہو گئے اور بہت سی خلقت کتوں کی طرح ان کی تابعدار ہو گئی حق کو اہل حق سے چھین لیا اور سچے اماموں کی مثال بن بیٹھے حالانکہ وہ جاہل اور کافر اور ملعون ہیں جب اُن سے ایسے مسائل جو انکو معلوم نہیں دریافت کئے جاتے ہیں تو تکبر اور غرور کے باعث اپنی ناواقفیت اور لاعلمی کا اقرار نہیں کرتے بلکہ دین حق میں رائے اور قیاس سے کام لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ پاؤں کے تلووں پر مسح کرنا ان کے اوپر کی طرف مسح کرنے سے اولے اور انسب ہے +

اور امام زین العابدین علی بن حسین علیہما السلام نے فرمایا ہے کہ جب تم کسی شخص کو دیکھو کہ اسکی رفتار اور کردار نیک ہے اور گفتار نرم ہے اور حرکات میں عجز و انکسار پایا جاتا ہے خبردار ہرگز اسکو دیکھ کر فریفتہ نہ ہو جانا اور اسکے دام فریب میں گرفتار نہ ہو جانا کیونکہ اکثر لوگ ضعف جسمانی اور کمی رعب داب اور بزدلی کے سبب دُنیا کے حاصل کرنے اور اسکے محرمات میں پڑنے سے عاجز ہوتے ہیں اسلئے دین کو حصول دُنیا کیلئے جال بناتے ہیں اور اپنے ظاہری اعمال سے ہمیشہ لوگوں کو فریب دیتے رہتے ہیں اس قسم کا آدمی جب کسی امر حرام پر قابو پاتا ہے تو جھٹ اسکا مرتکب ہو جاتا ہے اور جب تم سامنے ہوتے ہو تو مال حرام سے پرہیز کرتا ہے خبردار ایسے شخص کو دیکھ کر فریفتہ نہ ہونا کیونکہ خلقت کی خواہشیں مختلف اور جدا جدا ہیں بہت لوگ مال حرام سے تو پرہیز کرتے ہیں خواہ وہ کتنا ہی زیادہ کیوں نہ ہو اور اپنے نفس کو ایک بدکار اور بدصورت عورت پر برانگیختہ کرتے ہیں اور اس سے کالا منہ کرتے ہیں اور جب تم سامنے ہوتے ہو تو اس فعل شنیع سے اجتناب کرتے ہیں خبردار کبھی ایسے شخص پر

فریفتہ نہ ہونا جب تک کہ اسکے عقیدۂ عقلی کو نہ جانچ لو کیونکہ بہت سے لوگ عقل سے بالکل دست بردار ہو جاتے ہیں اور پھر کبھی عقل متین کی طرف رجوع نہیں کرتے اور جو کچھ وہ اپنی جہالت سے خراب کرتے ہیں اسکی مقدار انکی عقل کی صلاح اور درستی سے بہت زیادہ ہوتی ہے اور جب تم اسکی عقل کو متین اور درست پاؤ تب بھی ہرگز ہرگز اس پر فریفتہ نہ ہونا جب تک یہ آزمائش نہ کرلو کہ وہ اپنی نفسانی خواہشوں کو عقل کا مطیع کرتا ہے یا عقل کو ان کا فرمانبردار اور پیرو کار بناتا ہے اور ریاست باطلہ سے اسکو کیسی محبت ہے اور اس سے اجتناب اور کنارہ کشی کرنے میں اسکا کیا حال ہے کیونکہ بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں جو دنیا اور آخرت دونو جگہ گھاٹے اور ٹوٹے میں ہیں دنیا کو دنیا کے لئے ترک کردیتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ ریاستِ باطلہ کی لذت دنیا کی مباح اور حلال نعمتوں اور مالوں کی لذت سے افضل اور بہتر ہے اسلئے وہ اس ریاست کی ہوس میں سب سے دست بردار ہو جاتے ہیں فتہ رفتہ یہانتک نوبت پہنچ جاتی ہے کہ وَاِذَا قِیْلَ لَہُ اتَّقِ اللّٰہَ اَخَذَتْہُ الْعِزَّۃُ بِالْاِثْمِ فَحَسْبُہٗ جَہَنَّمُ وَلَبِئْسَ الْمِہَادُ۔ یعنی جب اس سے کہا جائے کہ خدا سے ڈر تو عزت اسکو گناہ پر آمادہ کرتی ہے اور بسبب غیرت اور حمیت جاہلیت کے گناہ زیادہ کرتا ہے پس اسکے واسطے جہنم کافی ہے اور وہ بہت برا بچھونا ہے۔ الغرض شب کور اونٹنی کی طرح بے موقعہ ہاتھ پاؤں مارتا ہے اور اسکا ابتدائی باطل خیال اسکو نقصان اور گھاٹے کے پہلے سرے کی طرف کھینچے لئے جاتا ہے اور وہ اپنی سرکشی اور طغیان کی حالت میں ایسی چیزوں کی طرف ہاتھ بڑھاتا ہے جو اسکے مقدور سے باہر ہیں آخر وہ محرمات الٰہی کو حلال ٹھیراتا ہے اور حلال کو حرام کردیتا ہے جب اسکو وہ ریاست اور عزت دنیوی کہ جس کی وہ تلاش میں تھا ہاتھ آجاتی ہے تو اسکو اپنے دین کے فوت ہونے کا ذرا بھی غم نہیں ہوتا۔ یہ ہیں وہ لوگ جن پر اللہ غضب ناک ہے اور لعنت کرتا ہے اور جن کے لئے عذاب مہین مہیا کیا ہے یوں ہونے کو تو سب ہی مرد ہیں لیکن مرد کامل وہ ہے جو ہوائے نفسانی کو حکم خدا کا فرمانبردار اور ماتحت بنائے اور اپنے قوائے جسمانی کو رضائے الٰہی میں صرف کرے اگر اسکو کسی امر حق میں ذلت حاصل ہوتی ہے تو وہ اس ذلت کو امر باطل کی عزت کی نسبت عزت ابدی سے قریب تر سمجھتا ہے اور

سورۂ بقرہ ع ۲۵

لہ یعنی لوگوں کے نزدیک بزرگ مرتبہ سمجھا جانا جیسے بنے ہوئے صوفی اور بنے ہوئے ملا کرتے ہیں ۱۲ مولانا مقتدانا مولوی سید محمد ہارون صاحب مدظلہ العالی ۔

جانتا ہے کہ یہ تھوڑی سی دُنیاوی سختیاں جھیلنا مجھ کو دائمی نعمتوں میں پہنچا دیگا جو ایسے گھر میں ہیں جو کبھی برباد اور خراب نہ ہوگا اور نہ وہ نعمتیں کبھی ختم ہونگی اور اس شخص کو یہ بھی معلوم ہے کہ اگر میں ہوائے نفسانی کے تابع ہوں تو اس حالتمیں جو بہت سی دُنیاوی خوشیاں اور آرام مجھ کو حاصل ہونگے وہ آخرکار ایسے عذاب میں مجھ کو مبتلا کرینگے کہ وہ نہ تو کبھی منقطع ہوگا اور نہ اس میں کبھی زوال آئیگا جس شخص کے خیالات اس قسم کے ہوں وہ مردِ کامل اور پسندیدہ ہے تم کو مناسب ہے کہ ایسے شخص سے متمسک کرو اور اسکا طریق اختیار کرو اور اسکی پیروی کرو اور اپنے پروردگار کی طرف اسکو اپنا وسیلہ بناؤ کیونکہ حق تعالیٰ ایسے شخص کی دُعا کو رد نہیں کرتا اور اپنے دروازے سے اسکو بے نیل مرام اور محروم نہیں پھراتا ۔

اسکے بعد امام رضا علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ ان گمراہوں اور کافروں سے جو کچھ ظہور میں آتا ہے وہ صرف اسوجہ سے ہے کہ وہ اپنی حیثیت اور درجے سے ناواقف ہیں یہانتک کہ اپنے نفوس رذیلہ کی کارروائی پر نہایت متعجب ہوتے ہیں اور اسکو بڑی وقعت اور عزت کی نگاہوں سے دیکھتے ہیں آخرکار فقط اپنی فاسد اور ناقص رائوں پر کاربند ہونے لگے اور اپنی اُن عقلوں سے جنکے سبب وہ کسی راہ پر چل سکتے تھے غیر خدا کی راہ پر چلنے پر اقتصار اور اکتفا کر لی رفتہ رفتہ یہانتک نوبت پہنچی کہ قدرِ الٰہی کو کمتر جاننے لگے اور اسکے احکام کو بہ نظرِ حقارت دیکھنا شروع کیا اور اللہ جلّ جلالہ کی شانِ عظیم کو خوار اور حقیر سمجھنے لگے اسکا سبب یہ ہے کہ ان کو اس بات کا علم نہیں ہے کہ وہ قادرِ مطلق ہے اور بذاتِ خود غنی اور بے پروا ہے اسکی قدرت مستعار نہیں ہے اور اسکی بے پروائی کسی سے عاریتاً لی ہوئی نہیں جسکو چاہتا ہے فقیر اور محتاج کر دیتا ہے اور جسکو چاہتا ہے غنی کر دیتا ہے اور جس صاحبِ قدرت کو چاہتا ہے عاجز کر دیتا ہے اور جس غنی کو چاہتا ہے تنگدست اور فقیر کر دیتا ہے ان لوگوں نے خدا کے ایک برگزیدہ بندے کو دیکھا جسکو اسنے ایک خاص قدرت عطا کی ہے تا کہ معلوم ہو کہ اسکے نزدیک اس بندے کی فضیلت کس قدر ہے اور اسکو کچھ کرامت عطا فرمائی ہے تا کہ خلق خدا پر موجب حجت ہو اور شرف و کرامت کو اس کی طاعت گزاری کا ثواب ٹھیرائے اور اپنے احکام کی متابعت کا ذریعہ قرار دے اور ان لوگوں پر اس بندے کو منصوب کرنے اور پیشوا بنانے سے اپنے مکلف بندوں کو اس غلطی میں پڑنے سے بچائے کہ کون شخص حجتِ خدا اور ہمارا امام ہے اور ان لوگوں کی حالت

اس وقت ان لوگوں کی سی تھی جو کسی دنیاوی بادشاہ کی جستجو میں تھے اور اسکے فضل وعطا کی تمنا کر رہے تھے اور اس کے انعام واکرام کے امیدوار تھے اور اس آرزو میں تھے کہ اس کے عطایائے گرانبہار جو دنیا کی تکالیف اور اسکی سختیوں سے نجات دیں اور ادنے درجہ کے پیشے کرنے اور کمینہ کاروبار میں پڑنے سے چھڑا دیں) لے کر اپنے اپنے گھروں کو مراجعت کریں اسی اثنا میں کہ وہ اس بادشاہ کے آنیکا رستہ دریافت کر رہے تھے کہ وہاں جاکر انتظار میں بیٹھیں اور انکی رغبتیں اسکی طرف مائل ہو رہی تھیں اور انکے دل اسکی زیارت کے مشتاق اور آرزو مند تھے کہ ناگاہ کسی شخص نے آکر ان کو خبر دی کہ بادشاہ اپنے لاؤ لشکر اور سوار اور پیادوں سمیت تمہاری طرف آرہا ہے جب وہ تمہارے پاس پہنچے تو جو حق تعظیم و تکریم اور اقرار سلطنت وغیرہ تم پر واجب ہے بجالانا اور خبردار کسی اور کو اسکے نام سے نامزد نہ کرنا اور ویسی تعظیم کسی اور کی نہ کرنا اگر تم نے ایسا کیا تو گویا بادشاہ کے حق کو گھٹا دیا اور اسکی حقارت اور بے عزتی کی اور تم اس خطا کے عوض سخت سزا کے مستوجب اور سزاوار ہو گے یہ سن کر وہ سب کے سب متفق اللفظ پکارے کہ حتی المقدور ایسا ہی کرینگے تھوڑی دیر نہ گزری تھی کہ اس بادشاہ کا ایک غلام بہت سے سوار اور پیادے جن کو اس بادشاہ نے اسکے ماتحت کیا تھا اور مال و اسباب جو سرکار شاہی سے اسکو عطا ہوا تھا لیکر وہاں آپہنچا اس گروہ نے جو بادشاہ کے منتظر تھے جب اس کو دیکھا تو ان بادشاہی نعمتوں کو جو اس کے ہمراہ تھیں اس کے آقا کی نعمت سے بڑھ کر گمان کیا اور اس مال اور لشکر کے سبب. بجائے اس کے کہ اس کو منعم علیہ (نعمت دیا گیا) سمجھتے. درجہ غلامی سے بلند و برتر سمجھا اور شاہانہ تحیہ و سلام کی رسم بجالائے اور اس کو بادشاہ کے نام سے نامزد کرنے لگے اور اس امر کے منکر ہو گئے کہ اس سے بڑھ کر بھی کوئی کوئی بادشاہ ہوگا یا اس کا کوئی مالک بھی ہے جب اس غلام اور اس کے خیل و حشم نے یہ حال دیکھا تو ان کو زجر و توبیخ کی اور سمجھایا کہ اس نام سے اس غلام کو مت نامزد کرو اور ان کو جتلایا کہ بادشاہ در اصل وہ ہے جس نے یہ مال اور لشکر اس کو عطا کیا ہے اور اس خاص عہدے اور عزت سے اس کو مشرف اور سرفراز فرمایا ہے اور تمہارا یہ بیجا کلام بادشاہ کی ناراضی اور عتاب کا باعث ہوگا اور اس کی سزا بھگتو گے اور یہ تمہارا اس غلام کی تعظیم و تکریم کرنا اور ماتھے رگڑنا بیکار جائیگا گو ان غمگساروں اور نمک خواروں نے

ان ناہنجاروں کو بہت کچھ سمجھایا۔ مگر یہ ناعاقبت اندیش لوگ برابر ان کو جھٹلاتے اور انکے قول کی تردید ہی کرتے رہے آخر کار جب بادشاہ کو یہ خبر پہنچی کہ انہوں نے میرے غلام خاص کو آزردہ خاطر کیا ہے اور باب سلطنت میں میری توہین اور بے عزتی کی ہے اور میرے حق تعظیم کو گھٹا دیا ہے تو نہایت غضب ناک ہوا اور ان سب کو قید کر دیا اور چند آدمیوں کو مقرر کیا کہ ان کو طرح طرح کی اذیتیں اور تکلیفیں پہنچایا کرو اسی طرح اس قوم نے بھی خدا کے ایک خاص بندے کو پایا ہے کہ حق تعالیٰ نے اپنے لطف و اکرام سے اس کو سرفراز کیا ہے تاکہ اس کی فضیلت کو خلقت پر ظاہر فرمائے اور اپنی حجت کو ان پر قائم کرے پس ان لوگوں کے نزدیک ان کے خالق کا درجہ اس سے کمتر ہے کہ وہ علیؑ کو خلق کر سکے اور وہ اس کا بندہ ہو۔ اور علیؑ کی شان ان کے خیال میں اس سے بڑھ کر ہے کہ خدائے عزّوجل اس کا پروردگار رہے۔ اس خیال سے اُنہوں نے اس (علیؑ) کو اس کے غیر نام سے نامزد کیا جب جناب امیرالمومنینؑ اور ان کے شیعوں اور تابعین اہل ملت نے اس قوم کی یہ ناشائستہ حرکت دیکھی تو ان کو اس امر سے منع کیا اور ان سے کہا کہ علیؑ اور اس کی اولاد خدائے بزرگ و برتر کے مکرم اور معزز بندے ہیں اور اس کی مدبر مخلوقات میں داخل ہیں وہ خود کسی چیز پر قادر نہیں ہیں مگر ہاں جس پر خدائے رب العالمین نے ان کو قدرت دی ہے اور وہ خود کسی چیز کا اختیار نہیں رکھتے سوا اس چیز کے جس کا خدا نے ان کو مالک و مختار کیا ہے اور ان کو مرنے جینے اُٹھنے تنگی۔ فراخی حرکت اور سکون پر کچھ دسترس نہیں ہے مگر جس قدر خدا نے ان کو طاقت اور قدرت دی ہے اور ان کا پروردگار اور پیدا کرنے والا اہل حدوث (مخلوقات) کی صفات سے بزرگ تر ہے اور صاحبان حدود کی تعریفوں سے بلند و برتر ہے جو کوئی اللہ تعالیٰ کے سوا ان سب کو یا ان میں سے کسی ایک کو خدا سمجھے وہ شخص زمرۂ کفار میں داخل اور راہ راست سے گمراہ ہوگا یہ گفتگو سُن کر اس قوم نے سرکشی اور منہ زوری کی راہ سے اس امر سے انکار کیا اور اپنی طغیان اور سرکشی میں زیادتی کی اور اسی میں حیران اور سرگردان ہیں انجام یہ کہ ان کی تمنائیں اور آرزوئیں باطل ہوئیں اور اپنے مطالب سے محروم رہے

اور عذاب دردناک میں گرفتار ہوئے۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ جب امیرالمومنین علیہ السلام سورۂ فاتحہ کی تفسیر سے فارغ ہوئے تو ارشاد فرمایا کہ یہ سورت حضرت محمدؐ اور انکی اُمت کیلئے اللہ تعالیٰ کا عطیہ ہے۔ کہ اس کا ابتدائی حصّہ تو حمد خداوندی اور ثنائے الٰہی ہے اور دوسرا حصّہ خدا سے دعا کرنا ہے اور میں نے جناب رسولؐ خدا کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ خدائے بزرگ و برتر نے فرمایا ہے کہ میں نے سورۂ حمد کو اپنے اور اپنے بندوں کے درمیان آدھوں آدھ تقسیم کر دیا ہے اس سورت کا نصف حصّہ تو میرے واسطے ہے اور نصف میرے بندے کے لئے اور میرے بندے کے لئے وہ چیز ہے جو وہ مجھ سے سوال کرے جب بندہ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کہتا ہے تو خدائے عزّ و جل فرماتا ہے کہ میرے بندے نے میرے نام سے ابتدا کی اب مجھ پر واجب ہے کہ اس کے تمام کاموں کو پورا کروں اور اس کے احوال اور مال میں برکت دوں اور جب بندہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ۝ کہتا ہے تو خدا فرماتا ہے کہ میرے بندے نے میری تعریف کی اور میرا شکر ادا کیا اور اس بات کو معلوم کیا کہ جو نعمتیں اس کو ملی ہیں وہ میری طرف سے ہیں اور جو بلائیں کہ اس سے دُور ہوئی ہیں وہ بھی میری بخشش اور کرم کے باعث ہیں۔ پس اے فرشتو میں تم کو اپنے فضل و کرم پر گواہ کرتا ہوں کہ میں اس کی دُنیاوی نعمتوں پر آخرت کی نعمتیں زیادہ کرونگا اور جس طرح میں نے اس سے دُنیاوی بلاؤں کو دفع کیا ہے اسی طرح آخرت کی بلائیں بھی دُور کرونگا۔ اور جب بندہ کہتا ہے اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ تو پروردگار عالم فرماتا ہے کہ میرے بندے نے میرے رحمٰن اور رحیم ہونے کی گواہی دی۔ اے فرشتو میں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ میں بھی اپنی رحمت سے حصّۂ وافر اسکو عطا کرونگا اور اپنی بخشش کا بہت بڑا حصہ اس کو عنایت کرونگا۔ اور جب بندہ کہتا ہے مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۔ تو خدا فرماتا ہے کہ اے فرشتو میں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ جس طرح اس نے میری نسبت بادشاہ روز جزا ہونیکا اقرار کیا ہے اسی طرح میں بھی حساب کے دن اس پر حساب اعمال آسان کرونگا۔ اور اس کی نیکیوں کو بھاری اور گراں بار کرونگا۔ اور اس کی بدیوں سے درگزر کرونگا اور جب بندہ کہتا ہے اِيَّاكَ نَعْبُدُ ۝ تو حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندے نے سچ کہا۔ وہ فقط میری ہی

عبادت کرتا ہے میں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ میں اس کو اس عبادت کا اتنا ثواب دونگا کہ جو شخص اس عبادت کرنے میں اسکا مخالف ہے وہ اس پر رشک کھائیگا اور جب بندہ کہتا ہے وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ تو خدائے عز و جل فرماتا ہے کہ میرے بندے نے صرف مجھ ہی سے مدد طلب کی اور مجھ ہی سے التجا کی میں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ میں اسکی تمام سختیوں میں مدد کرونگا اور مصیبت کے دن اسکی دستگیری کرونگا اور جب بندہ کہتا ہے اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ آخر سورہ تک۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ میرے بندے کے لئے ہے اور میرے بندے کے واسطے وہ ہر چیز ہے جو وہ مجھ سے سوال کرے بیشک میں نے اسکی دعا قبول کی اور جو آرزو وہ رکھتا ہے وہ میں اس کو عطا کرونگا اور جس چیز سے وہ خائف و ترساں ہے اس سے اس کو امن دونگا ۔

کسی شخص نے جناب امیرالمومنین علیہ السلام سے دریافت کیا کہ یا حضرت آیا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ سورہ فاتحہ میں داخل ہے فرمایا کہ ہاں جناب رسولخدا اس کو تلاوت فرماتے تھے اور اس سورت کی ایک آیت شمار کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ فاتحۃ الکتاب (سورہ حمد) ہی سبع مثانی ہے جس کو بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ سے فضیلت دی گئی ہے اور اس سورت کی سات آئتیں ہیں۔ ساتویں آیت بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ہے ۔

سورہ بقر

(یعنی وہ سورت جس میں گائے کا ذکر کیا گیا ہے)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ جناب رسول خدا نے ارشاد فرمایا ہے کہ یہ قرآن شریف مدرسہ تعلیم الٰہی ہے اس لئے جس قدر تم سے ہو سکے اس تعلیم گاہ سے حصہ لو۔ اور سیکھو کیونکہ یہ نور ظاہر اور شفائے نافع ہے اسکو سیکھو کیونکہ حق تعالیٰ اسکے سیکھنے کی برکت سے تم کو شرف دنیا و آخرت عطا فرمائیگا۔ سورہ بقر اور سورہ آل عمران کو سیکھو کیونکہ ان دونوں کا حاصل کرنا باعث برکت ہے اور ان کا ترک کرنا حسرت و افسوس کا موجب۔ اور باطل فرقے یعنی جادوگر لوگ ان ہر دو سورتوں کی

تحصیل نہیں کر سکتے جب قیامت برپا ہو گی تو یہ دونو سورتیں اس طرح نمودار ہونگی گویا دو بادل ہیں یا تاریکی کے دو ٹکڑے یا پرندوں کے دو جھنڈ ہیں کہ برابر صف باندھے ہوئے ہیں۔ اور اپنے پڑھنے والے کی طرف سے پروردگار عالمین کی جناب میں حجت پیش کرینگے اور حق تعالیٰ بھی ان سے بحث اور محاجہ کریگا وہ دونو عرض کرینگے کہ اے رب الارباب تیرے اس بندے نے ہماری تلاوت کی دن کو ہمیں آرام دیا اور راتوں کو ہمیں بیدار کیا اور اپنے سامنے قائم کیا اسوقت اللہ تعالیٰ خطاب کریگا کہ اے قرآن۔ میں نے محمدؐ رسول اللہ کے بھائی علیؑ ابن ابی طالب کی جو فضیلتیں تجھ میں نازل کی تھیں ان کو اس شخص نے تسلیم کیا یا نہیں؟ وہ دونو سورتیں عرض کرینگی اے سب پالنے والونکے پالنے والے اے تمام معبودوں کے معبود یہ اسکو اور اسکے دوستوں کو دوست رکھتا تھا اور اسکے دشمنوں سے دشمنی کرتا تھا اور جب مقدور ہوا تو اپنے اس عقیدے کو ظاہر کیا اور جب اسکے اظہار سے عاجز اور معذور ہوا تو تقیہ کرتا اور چھپاتا رہا یہ شہادت سُن کر پروردگار عالم فرمائیگا تب تو اسنے میرے حکم کے مطابق تم دونو پر عمل کیا اور تمہارے جس حق کو میںنے بزرگ اور عظیم کیا تھا وہ اسکو بزرگ اور عظیم سمجھا اسکے بعد ندا آئیگی کہ اے علیؑ تو نے اپنے اس دوست کے حق میں قرآن کی شہادت سُنی وہ عرض کرینگے کہ اے پروردگار ہاں سُنی تب اللہ تعالیٰ فرمائیگا۔ اے علیؑ جو تیرے جی میں آئے اس شخص کے لئے مجھ سے طلب کر یہ فرمان رب العزت سُن کر وہ حضرت ایسی ایسی چیزیں اس قاری کیلئے طلب کرینگے جو اُسکی آرزوؤں اور تمناؤں سے چند در چند زیادہ ہونگی کہ ان کا شمار خدا کے سوا اور کسی کو معلوم نہیں اسوقت ندا آئیگی کہ اے علیؑ میںنے تیری درخواست اس شخص کے حق میں قبول کی۔

نیز جناب رسولؐ خدا نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن قرآن پڑھنے والوں کے والدین کے سر پر ایسا تاج رکھیں گے کہ اسکی روشنی دس ہزار برس کی راہ تک پہنچیگی اور ایسا حلّہ ان کو پہنائینگے کہ دنیا کی تمام نفیس چیزوں کا ہزار گنا بھی اسکے ادنے تار سے لگا نہیں کھا سکتا اور بادشاہی بہشت بریں کا پروانہ اسکے داہنے ہاتھ میں اور حیات ابدی کا فرمان بائیں ہاتھ میں دینگے۔ داہنے ہاتھ والے پروانے میں یہ تحریر ہوگا کہ ہم نے تجھ کو جنت کے بزرگ بادشاہوں میں داخل کیا اور سرتاج انبیاء اور سید اوصیاء اور انکے جانشین ائمہ اطہارؑ سرداران اتقیا کا رفیق کیا اور بائیں ہاتھ کے پروانے میں یہ لکھا ہوگا کہ تیرے اس مُلک میں زوال اور تغیر کبھی راہ نہ پائیگا اور تو نے مرنے اور بیمار

ہونے سے نجات پائی اور مرضوں اور علتوں سے چھوٹا اور حاسدوں کے حسد اور مکاروں کے
مکر و فریب سے رہا ہوا پھر اس سے کہا جائیگا کہ تو قرآن پڑھنا شروع کر اور اوپر کی طرف چڑھتا جا۔
کہ تیری منزل تیری تلاوت کی آخری آیت کے پاس ہوگی۔ جب اس قاری کے ماں باپ اپنے
اپنے خلّوں اور تاجوں کو دیکھیں گے تو عرض کرینگے کہ خداوندا یہ شرف اور بزرگی ہم کو کہاں سے حاصل
ہوئی ہمارے اعمال تو اس قابل نہ تھے تب فرشتے جانب پروردگار سے ان کو جواب دینگے
کہ یہ شرف تم کو اپنے فرزند کو قرآن کی تعلیم دینے کے باعث سے حاصل ہوا ؛

قولہ تعالیٰ الٓمٓ ۚ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ ۚ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۙ

یعنی یہ وہ کتاب ہے کہ اس میں کچھ شک نہیں ہے۔ وہ پرہیزگاروں کے لئے ہدایت کرنے والی ہے ؛

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ قریش اور یہودی قرآن کو جھٹلاتے تھے اور کہتے تھے
کہ یہ ظاہر جادو ہے کہ اُس (محمدؐ) نے اس کو اپنی طرف سے بنالیا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کی
تردید کے لئے فرمایا کہ الٓمٓ ۚ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ ۝ یعنی اے محمدؐ اس کتاب کو میں نے نازل کیا
ہے جسکی ابتدا حروف مقطعات سے ہے کہ وہ حروف الف لام میم ہیں اور وہ تمہاری زبان میں ہے
اور تمہاری زبان کے حروف تہجی سے مرکب ہے اگر تم اپنے قول میں سچے ہو تو ایسی ہی کتاب اپنی طرف
سے بنالاؤ اور اسکے بنانے میں اپنے تمام حاضرین سے مدد لو۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ظاہر کردیا کہ وہ ایسی
کتاب کے بنانے کی قدرت نہیں رکھتے چنانچہ فرمایا ہے قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ
عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا ۝
یعنی اے محمدؐ تو ان کافروں سے کہدے کہ اگر تمام انسان اور جن مل کر اس قرآن جیسی کتاب بنانی
چاہیں تو وہ ایسی نہ بنا سکیں گے۔ اگرچہ وہ اس کام میں ایک دوسرے کے معین و مددگار ہوں ؛

(پارہ ۱۵ سورہ بنی ع)

اب خدا فرماتا ہے کہ الٓمٓ یعنی قرآن جس کی ابتدا الٓمٓ سے ہے ذٰلِكَ الْكِتٰبُ یہ وہی کتاب
ہے جسکی بابت موسیٰؑ اور اسکے بعد کے اور پیغمبروں کو خبر دی گئی تھی اور ان پیغمبروں نے بنی اسرائیل کو
مطلع کیا تھا کہ میں عنقریب محمدؐ پر ایک کتاب نازل کرونگا۔ کہ لَّا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَيْنِ
يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ ۭ تَنْزِيْلٌ مِّنْ حَكِيْمٍ حَمِيْدٍ ۝ اس میں آگے اور پیچھے کسی طرف سے
باطل اور دروغ کو دخل نہیں ہے اور وہ خداوند صاحب حکمت اور ستائش کئے گئے کی طرف سے

(پارہ سورہ ع)

نازل ہوئی ہے۔ لَا رَیْبَ فِیْهِ اور اس میں ان لوگوں کو کچھ بھی شک نہیں ہے کیونکہ ویسا ہی ظہور میں آیا جیسا کہ انبیائے گزشتہ نے ان کو خبر دی تھی کہ حضرت محمدؐ پر ایسی کتاب نازل ہوگی کہ اس کو پانی بھی نہ مٹا سکیگا۔ وہ حضرتؐ خود بھی اسکو پڑھا کرینگے اور انکی اُمت بھی سب حالتوں میں اسکی تلاوت کیا کرے گی هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ اور وہ پرہیزگار اور متقی لوگوں کو گمراہی سے جدا اور الگ کرنے والی ہے اور متقی وہ لوگ ہیں جو ان چیزوں سے ڈرتے ہیں جو ہلاکت اور عذاب کا موجب ہیں اور اپنے نفسوں کو سفاہت اور نادانی کے تسلط سے بچاتے ہیں یہانتک کہ جس چیز کا جاننا ان پر واجب ہے اسکا جب ان کو علم ہوجاتا ہے تو اس پر اس طرح عمل کرتے ہیں جس سے پروردگار عالم ان سے خوشنود اور رضا مند ہو +

اسکے بعد امام عالیمقام نے ذکر فرمایا کہ حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ الٓمٓ کے الف سے مراد اللہ ہے اور حرف لام سے ملک عظیم قاہر و غالب جمیع خلق مراد ہے اور حرف میم اس امر پر دال ہے کہ وہ مجید یعنی بزرگ اور محمود فی کل افعالہ یعنی اپنے جمیع امور میں تعریف اور ستائش کیا گیا ہے اور یہ قول یہودیوں پر حجت ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جب موسیٰ بن عمران کو مبعوث کیا اور ان کے بعد اور پیغمبروں کو بنی اسرائیل کی ہدایت کے لئے بھیجا تو ہر ایک نے ان سے یہ عہد لیا کہ محمدؐ عربی امی پر ایمان لائیں جو مکے میں مبعوث ہوگا۔ اور وہاں سے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائیگا اس پر ایسی کتاب نازل ہوگی جس کی بعض سورتیں حروف مقطعات سے شروع ہونگی اسکی امت کے بعض آدمی اس کتاب کو حفظ کرینگے اور اُٹھتے بیٹھتے صبح شام ہر حال میں اسکی تلاوت کیا کرینگے اور اللہ تعالےٰ اسکا حفظ کرنا ان پر آسان کریگا اور وہ لوگ محمدؐ کے ساتھ اسکے بھائی اور وصی علیؑ ابن ابی طالب کو ملحق کرینگے جو اس سے ان علوم کو جو وہ اسکو تعلیم کریگا اخذ کریگا اور اسکی امانتوں کے ادا کرنے کا ذمہ دار ٹھیریگا اور اپنی شمشیر بُران سے اسکے دشمنوں کو زیر کریگا۔ اور اپنی قاطع دلیل سے ہر مجادلہ اور مخاصمہ کرنے والے کو ساکت اور لاجواب کریگا اور کافروں اور مشرکوں سے کتاب خدا کی تنزیل پر لڑائی کریگا۔ یہانتک کہ وہ طوعاً اور کرہاً اسکو قبول کرینگے اور جب حضرت محمدؐ کی رحلت ہوجائیگی اور بہت سے لوگ جو دل سے ایمان نہ لائے تھے مرتد ہوجائینگے اور قرآن کی تاویلات میں طرح طرح کی تحریفیں کرینگے اور اسکے معنوں کو بدلینگے اور ان سے اُلٹا پلٹا مطلب

نکالینگے تو پھر اُن سے اس کی تاویل پر جنگ کریگا۔ یہانتک کہ ابلیس لعین جو اُن کو اغوا کرتا تھا ذلیل و خوار اور مغلوب و مطرود ہوگا۔

چنانچہ حضرت نے فرمایا ہے کہ جب حق تعالیٰ نے حضرت محمدؐ کو مبعوث کیا اور ان کو مکہ میں ظاہر کیا اور پھر وہاں سے مدینہ میں لے گیا اور انکی نبوت کی شہرت دی اور قرآن مجید کو آنحضرتؐ پر نازل کیا اور اسکی سورت کلاں کو الٓمٓ سے شروع کیا۔ یعنی الف لام میم ذٰلِكَ الْكِتَابُ یعنی یہ وہی کتاب ہے جسکی بابت میں نے انبیائے سابقین کو خبر دی تھی کہ میں عنقریب محمدؐ پر اس کتاب کو نازل کرونگا لَا رَيْبَ فِيهِ کہ اس میں کچھ شک و شبہ نہیں ہے تب یہودیوں کو معلوم ہوا کہ ہمارے پیغمبروں نے اسی نبیؐ کے آنے کی خبر دی تھی اور محمدؐ پر ایسی مبارک کتاب نازل ہوئی ہے کہ باطل اسکو محو نہیں کرسکتا اور وہ حضرتؐ خود اور اسکی اُمت ہر حال میں اس کی تلاوت کرتے ہیں یہ دیکھ کر یہودی اس میں تحریف و تبدیل کرنے لگے اور برخلاف تاویلیں کرنی شروع کردیں۔ اور جس علم کو اللہ تعالیٰ نے اُن سے پوشیدہ کیا تھا اس میں خوض کرنے لگے اور وہ یہ تھا کہ اس اُمت کی مدت کتنی ہے اور ان کی بادشاہی کب تک رہے گی آخر کار یہودیوں کا ایک گروہ حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرتؐ نے ان کے معاملے کو جناب امیرؑ کے حوالے کیا کہ جو چاہو ان سے سوال کرو۔ تب ایک یہودی نے عرض کی کہ اگر حضرت محمدؐ اپنے دعوے میں سچے ہیں تو ہم نے جان لیا کہ اسکی اُمت کی بادشاہی کب تک رہیگی۔ ہمارے حساب میں فقط اکہتر ۷۱ برس ہوتے ہیں کیونکہ الف کا ایک اور لام کے تیس ۳۰ اور میم کے چالیس ۴۰ عدد ہوتے ہیں اور ان کا مجموعہ عدد اکہتر ۷۱ ہوتا ہے۔ جناب امیرؑ نے ان کے جواب میں ارشاد فرمایا کہ تم المٓصٓ کی بابت کیا کہتے ہو کہ وہ بھی آنحضرتؐ ہی پر نازل ہوئے ہیں۔ اُنہوں نے جواب دیا کہ یہ تو بلحاظ اعداد کے اس سے زیادہ ہیں کیونکہ اس کے ایک سو اکسٹھ ۱۶۱ برس ہوتے ہیں۔ تب حضرتؑ نے فرمایا تو پھر الٓرٰ سے کیا مراد لیتے ہو کہ وہ بھی آنحضرتؐ پر نازل ہوئے ہیں۔ انھوں نے عرض کی کہ اسکے عدد ان سے بھی زیادہ ہیں اور یہ دو سو اکتیس ۲۳۱ برس ہوتے ہیں۔ تب جناب امیرؑ نے فرمایا کہ المٓرٰ کے باب میں کیا کہتے ہو اُنھوں نے جواب دیا کہ یہ اس سے بھی زیادہ ہیں کیونکہ اسکے دو سو اکہتر ۲۷۱ برس ہوتے ہیں اس پر جناب امیرؑ نے فرمایا کہ ان میں سے ایک آنحضرتؐ کے

بارے میں ہے یا سب کے سب ؟ یہ سوال سُن کر اُن کے اقوال میں اختلاف پڑ گیا اور اپنی اپنی ہانکنے لگے بعض کہتے تھے کہ صرف ایک آنحضرتؐ کے واسطے ہے اور بعض کہتے تھے کہ وہ سب انہی کے حق میں ہیں اور ان کا کُل مجموعہ سات سو تیس برس ہوتے ہیں۔ بعد ازاں بادشاہی ہم یہودیوں کی طرف رجوع کرے گی۔ جناب امیرؑ نے فرمایا کہ تمہارے اس بیان پر کوئی کتاب خدا ناطق ہے یا کہ اپنی عقل ہی سے کہتے ہو تب بعض ان میں سے بولے کہ کتاب خدا اس پر شاہد ہے بعض نے کہا کہ ہماری رائے اس امر پر دال ہے۔ حضرتؑ نے گروہ اول سے فرمایا تم وہ کتاب خدا لاکر ہمیں دکھاؤ جو تمہارے اس بیان کی شاہد ہے یہ ارشاد حضرتؑ کا سُن کر وہ عاجز ہو گئے اور خاموش رہ گئے پھر باقی لوگوں سے جو اپنی رائے کو دلیل ٹھیراتے تھے۔ فرمایا کہ تمہاری اس رائے کے صائب اور درست ہونے کی کیا دلیل ہے اسکا ثبوت دو انہوں نے جواب دیا کہ اس کی دلیل یہ ہے کہ یہ حساب جمل ہے۔ حضرتؑ نے ان سے فرمایا کہ یہ امر تمہارے قول کی کیونکر دلیل ہو سکتا ہے اور ان حروف سے وہ عدد بیشک نکلتے ہیں جن کا تم نے دعویٰ کیا ہے مگر یہ کہ تم ان اعداد سے مدت بادشاہی مراد لیتے ہو اسکی تمہارے پاس کوئی دلیل نہیں اور دعویٰ بغیر دلیل کے باطل ہوتا ہے بجائے اسکے اگر ہم یہ کہیں کہ یہ حروف اُمت محمدیؐ کی بادشاہی کی مدت پر دلالت نہیں کرتے۔ بلکہ ان سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ تم میں سے ہر ایک اسی قدر درہم اور دینا کا قرضدار ہے یا تم میں سے ہر ایک کے ذمے علیؑ کا اتنا اتنا قرض ہے یا یہ کہ تم میں سے ہر ایک پر اتنی اتنی دفعہ لعنت کی گئی ہے تو بتاؤ تم اسکا کیا جواب دوگے۔ اُنہوں نے عرض کی کہ اے ابوالحسن یہ جو جو کچھ تم نے کہا اس کا الٓمٓ، المٓصٓ، الٓمٓرٰ میں کہیں نص نہیں ہے امیرالمومنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا تو بس تمہارے دعویٰ کا بھی ان حروف میں کہیں نص موجود نہیں اگر بقول تمہارے ہمارا قول باطل ہے تو بقول ہمارے تمہارا دعوے بھی باطل ہے۔ انکا خطیب بولا کہ اے علیؑ اس بات سے خوش مت ہو کہ ہم اپنے دعوے پر کچھ دلیل نہ لاسکے تمہارے پاس بھی سوا اسکے اور کوئی دلیل نہیں ہے کہ ہم اپنے دعوے پر دلیل لانے سے عاجز اور قاصر رہے ہے تو بس نتیجہ یہ نکلا کہ نہ ہمارے قول کی کچھ دلیل ہے اور نہ تمہارے قول کی۔ اسلئے دونو باطل ہوئے اسکے جواب میں جناب امیرؑ نے ارشاد فرمایا کہ یہ ٹھیک نہیں

بلکہ ہمارے دعوے پر معجزہ روشن دال ہے یہ کہ کر حضرتؑ نے یہودیوں کے اُونٹوں سے مخاطب
ہو کر فرمایا کہ تم حضرت محمدؐ اور اُن کے وصیؑ کی شہادت دو۔ یہ سُنتے ہی اونٹوں نے صدا دی
کہ اے وصیؑ محمدؐ تم سچے ہو۔ تم سچے ہو اور یہ یہودی سب جھوٹے ہیں۔ تب حضرتؑ نے فرمایا کہ ان
یہودیوں سے ان کے اونٹ بہتر ہیں پھر اُنکے لباسوں سے شہادت طلب کی وہ بھی گویا ہوئے کہ یا
علیؑ تم سچے ہو تم سچے ہو۔ ہم گواہی دیتے ہیں کہ محمدؐ خدا کا سچا پیغمبر ہے اور تم ان کے وصیؑ برحق ہو
جو بزرگی محمدؐ کے لئے ثابت ہے۔ اس میں تم بھی ان کے قدم بقدم ہو تم دونو اللہ تعالیٰ کے نُور
بزرگ کے دو برابر برابر ٹکڑے ہو اور فضیلت میں تم دونو شریک ہو لیکن اتنا فرق ہے کہ محمدؐ کے
بعد کوئی نبی نہیں ہے یہ معجزے دیکھ کر وہ یہودی نہایت شرمندہ اور ذلیل و خوار ہوئے اور
ناظرین میں سے بعض لوگ یہ معجزے دیکھ کر رسولؐ خدا پر ایمان لائے۔ اور یہود عنود اور باقی
ناظرین پر شقاوت غالب ہوئی۔ پس قول خدا لَا رَیْبَ فِیْہِ اسی پر شاہد ہے یعنی جو کچھ محمدؐ
نے پروردگار عالم کی طرف سے اور علیؑ نے آنحضرتؐ کی طرف سے بیان کیا وہ بالکل ٹھیک اور
درست ہے اور اس میں ذرا بھی شک و شبہ نہیں ہے اس کے بعد خدا فرماتا ہے ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ
یعنی وہ پرہیزگاروں کے واسطے بیان اور شفا ہے کہ جو شیعہ محمدؐ و علیؑ ہیں اور اقسام کُفر سے
پرہیز کرتے ہیں اور اس کو ترک کرتے ہیں اور سب قسم کے گناہوں سے جو موجب ہلاکت
و عذاب ہیں بچتے ہیں۔ اور ان سے کنارہ کشی کرتے ہیں اور اسرار خدا و رسولؐ اور اسکے
پاک بندوں یعنی اوصیاء محمدؐ کے پوشیدہ رازوں کے ظاہر کرنے سے اجتناب کرتے
ہیں اور ان کو پوشیدہ رکھتے ہیں اور علوم دین کو ان کے اہل اور مستحق لوگوں سے پوشیدہ
رکھنے سے پرہیز کرتے ہیں۔ بلکہ ان علوم کو ایسے لوگوں میں پھیلاتے ہیں ؎

قولہ عزوجل اَلَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ یعنی جو کہ غیب پر ایمان لاتے ہیں

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ان متقی لوگوں کا وصف بیان کرتا ہے جن
کے لئے یہ کتاب ہادی اور رہنما ہے اور فرماتا ہے کہ اَلَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ وہ متقی
وہ لوگ ہیں جو غیب پر ایمان لاتے ہیں۔ یعنی ان چیزوں پر جو ان کے حواس سے غائب اور
پوشیدہ ہیں اور ان پر ایمان لانا لازم اور ضروری ٹھیرایا گیا ہے۔ جیسے مرنے کے بعد مبعوث ہونا

اور زندہ ہونا اور حساب دینا اور بہشت اور دوزخ اور توحید الٰہی اور اور چیزیں جو مشاہدہ میں
نہیں آسکتیں بلکہ صرف ان دلیلوں سے پہچانی جاتی ہیں جو خدائے بزرگ و برتر نے انکی شناخت
کے لیئے قائم کی ہیں۔ مثلاً آدمؑ اور حواؑ اور ادریسؑ اور نوحؑ اور ابراہیمؑ اور وہ انبیاء جن پر
حجج الٰہی سے ایمان لانا لازم ہے اگرچہ انہوں نے ان کو مشاہدہ نہیں کیا اور پوشیدہ باتوں پر
ایمان لاتے ہیں اور روز قیامت سے ڈرتے اور ہول کھاتے ہیں۔ چنانچہ ایکدفعہ سلمان فارسی علیہ الرحمۃ
گروہ یہود پر سے گزرے انہوں نے ان سے التماس کی کہ اے سلمانؓ ہمارے پاس بیٹھو اور آج
جو کچھ تم نے محمدؐ سے سُنا ہے اسکو بیان کرو۔ سلمانؓ نے ان یہودیوں کے مسلمان ہو جانے کی طمع پر
ان کی درخواست کو قبول کیا اور وہاں بیٹھ کر بیان کرنے لگے کہ میں نے آج حضرت محمدؐ سے
سُنا ہے کہ پروردگار عالم فرماتا ہے کہ اے میرے بندو آیا ایسا وقوع میں نہیں آتا کہ کوئی
شخص تمہارے پاس ایک بڑی حاجت لے کر آتا ہے اور تم اس کو پورا کرنا نہیں چاہتے مگر
ہاں جب وہ شخص کسی ایسے شخص کو جس کو تم سب سے زیادہ دوست رکھتے ہو تمہارے پاس سفارشی
لاتا ہے تب تم اسکی حاجت برلاتے ہو اور اسکی درخواست کو قبول کر لیتے ہو۔ اے میرے بندو آگاہ
ہو کہ محمدؐ اور اسکا بھائی علیؑ اور اسکے بعد ائمہؑ برحق جو خلائق کے لئے میری طرف آنے کا ذریعہ
اور وسیلہ ہیں میرے نزدیک تمام مخلوقات سے افضل اور اشرف ہیں اس لئے جس کو کوئی
حاجت درپیش ہو اور وہ اس سے منتفع ہونا چاہے یا کوئی مصیبت واقع ہو اور وہ اسکے
ضرر سے بچنا چاہے تو مجھ سے محمدؐ اور اس کی آلؑ افضل و طیب و طاہر کا واسطہ دے کر
دعا کرے۔ میں بہ نسبت اس شخص کے جس کے پاس تم اپنی حاجت میں اس کے سب سے گہرے دوست
سے سفارش کراتے ہو۔ عمدہ اور پسندیدہ طور پر اس بندے کی دعا کو قبول کرونگا اور اسکی حاجت
پوری کرونگا یہ سُن کر ان یہودیوں نے تمسخر اور ہنسی کی راہ سے سلمانؓ سے کہا کہ اے ابوعبداللہ تو
پھر تم ان حضراتؑ کا واسطہ دیکر خدا سے یہ دعا کیوں نہیں کرتے کہ وہ تم کو تمام اہل مدینہ سے زیادہ مالدار
اور غنی کردے۔ سلمانؓ نے جواب دیا کہ میں نے خدائے عزوجل سے دعا کی ہے اور اس چیز کا سوال کیا ہے جو
تمام دنیا کی بادشاہی سے بڑھ کر اور افضل ہے اور اسکا نفع بہت زیادہ ہے اور یہ درخواست کی ہے
کہ مجھ کو ایسی زبان دے جو اسکی حمد و ثنا کرے اور ایسا دل دے جو اسکی نعمتوں کا شکر ادا کرے اور سخت

مصیبتوں میں صبر کرے۔ اس خدائے جلیل الشان نے میری اس التماس کو قبول فرمایا
اور وہ چیز عطا کی جو کل دنیا اور اس کی تمام نفیس اشیاء سے دس کروڑ درجہ افضل ہے۔

جب ان یہودیوں نے سلمانؓ کی یہ تقریر سُنی تو ہنسی اُڑانے لگے اور کہنے لگے کہ اے سلمانؓ
تم نے بڑے بھاری مرتبے کی درخواست کی ہے ہم چاہتے ہیں کہ تمہارا امتحان کریں تاکہ معلوم ہو کہ
تم سچ کہتے ہو یا جھوٹ۔ اور یہ لو اب ہم اپنے کوڑے لیکر تم کو مارتے ہیں تم اپنے پروردگار سے سوال
کرو کہ وہ ہمارے ہاتھوں کو تمہارے مارنے سے روک دے۔ تب سلمانؓ دُعا کرنے لگے
کہ اے خدا مجھ کو اس بلا میں صبر و تحمل عطا فرما۔ اور ان یہودیوں نے ان کو اپنے کوڑوں سے مارنا
شروع کیا یہانتک کہ مارتے مارتے تھک گئے اور سلمانؓ اس دُعا کے سوا اور کوئی کلمہ
زبان پر نہ لاتے تھے کہ یا اللہ مجھ کو اس بلا میں صبر عطا کر۔ جب وہ ملعون مارتے مارتے عاجز ہو گئے
تو کہنے لگے کہ اے سلمانؓ ہم گمان نہ کرتے تھے کہ کوئی جاندار اس قسم کی تکلیف کو جو اسوقت
تم پر وارد ہوئی ہے برداشت کر سکے اور اسکی جان جسم میں باقی رہے۔ کیا سبب ہے کہ تم نے اپنے
پروردگار سے اس امر کی درخواست نہ کی کہ وہ ہم کو تمہاری ایذا رسانی سے باز رکھے سلمانؓ
نے جواب دیا کہ میرا یہ التماس کرنا صبر کے خلاف ہے بلکہ میں اس مہلت پر جو حق تعالیٰ نے تم کو دے
رکھی ہے راضی ہوا اور میں نے اس سے سوال کیا کہ وہ مجھ کو اس بلا پر صبر عنایت کرے۔ تھوڑی دیر
آرام لیکر ان یہودیوں نے پھر کوڑے سنبھالے اور سلمانؓ کی طرف آئے اور کہنے لگے کہ ہم تم کو اتنی
دیر تک کوڑے مارینگے کہ تم یا تو ان کے صدمے سے مر جاؤ۔ یا محمدؐ کی نبوت کا انکار کرو سلمانؓ
نے جواب دیا کہ میں ایسا ہرگز نہیں کرنیکا کہ حضرتؐ کی نبوت کا انکار کروں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے
آنحضرتؐ پر آیہ اَلَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ نازل کی ہے اور تمہاری اس تکلیف کا برداشت
کرنا مجھ کو نہایت سہل ہے تاکہ اللہ تعالیٰ مجھے اس زمرہ میں داخل کرے جنکی اس آیہ شریفہ میں
مدح کی گئی ہے یہ سُنکر نا اہلوں نے اس مرد خدا کو کوڑوں سے یہانتک مارا کہ مارتے مارتے ہاتھ تھک گئے
پھر بیٹھ کر کہنے لگے کہ اے سلمانؓ محمدؐ پر ایمان لانے کے سبب اگر خدا کے نزدیک تمہاری کچھ قدر و منزلت
ہوتی تو ضرور تمہاری دُعا کو قبول کرتا۔ اور ہم کو تمہارے مارنے سے منع کرتا۔ سلمانؓ نے جواب دیا کہ
تم لوگ بڑے جاہل ہو وہ حق سُبحانہ میری اس دعا کو کیونکر قبول کرے اگر وہ ایسا کرے تو یہ میرے

درخواست کے برخلاف ہے۔ حالانکہ میں نے اس سے یہ التماس کی ہے کہ وہ مجھ کو صبر عطا کرے اور اس نے میری اس دُعا کو قبول فرما لیا ہے اور مجھ کو صبر عطا کیا ہے۔ اور میں نے تمہارے رکنے کی اُس سے دُعا نہیں کی اگر ایسا ظہور میں آئے تو یہ میری دُعا کے برخلاف ہوگا۔ جیسا کہ تم گمان کرتے ہو۔

اسکے بعد تیسری دفعہ پھر ان کو کوڑوں سے مارنے لگے اور سلمانؓ برابر یہی کہے جاتے تھے کہ یا اللہ مجھ کو اپنے حبیب برگزیدہ حضرت محمدؐ کی محبت میں اس بلا کے برداشت کرنے پر صبر عطا فرما۔ اسوقت ان یہودیوں نے پوچھا کہ وائے ہو تم پر۔ کیا محمدؐ نے تم کو اس امر کی اجازت نہیں دی کہ تم از روئے تقیہ کے اپنے عقیدے کے برخلاف کلمہ کفر زبان سے نکالو سلمانؓ نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو اس امر کی بیشک اجازت دی ہے مگر فرض نہیں کیا۔ بلکہ جائز کیا ہے کہ میں تمہارے فاسد ارادے کو پورا نہ ہونے دوں۔ اور تمہاری اس تکلیف کی برداشت کرتا رہوں اور ایسا کرنا بہتر اور افضل ہے اور مجھ کو یہی پسند ہے یہ سن کر اس گروہ ملاعنہ نے پھر کوڑے سنبھالے اور ان کو بہت ہی مارا اور لہولہان کر دیا اور پھر ہنسی سے کہنے لگے کہ تم اپنے خدا سے دُعا کیوں نہیں کرتے کہ وہ ہم کو تمہارے مارنے سے روک دے اور جو کچھ ہم تم سے کہلوا کر چھوڑنا چاہتے ہیں وہ تم کو نہ کہنا پڑے اگر تم اپنے دعویٰ میں سچے ہو کہ وہ تمہاری دُعا کو جو محمدؐ اور ان کی آلؑ اطہار کا واسطہ دے کر مانگو گے رد نہیں کریگا۔ تو تم ہماری ہلاکت کے لئے بددُعا کرو۔ سلمانؓ نے جواب دیا کہ میں تمہاری ہلاکت کے لئے بددُعا کرنے کو برا سمجھتا ہوں اور یہ خوف ہے کہ شاید تم میں کوئی ایسا شخص ہو جس کی نسبت خدا کو معلوم ہے کہ وہ کچھ عرصے کے بعد ایمان لائیگا۔ اگر میں ایسا کروں تو گویا میں نے اسکے ایمان سے محروم رکھنے کا خدا سے سوال کیا یہ سن کر وہ مردودانِ بارگاہِ الٰہی کہنے لگے کہ تم یہ دُعا کرو کہ اے خدا اس شخص کو ہلاک کر جس کی بابت تجھے معلوم ہے کہ وہ مرتے دم تک اپنی سرکشی اور طغیان پر قائم رہیگا۔ اس قسم کی دعا کرنے سے تم اس بات سے بچے رہوگے جس کا تم کو ڈر ہے۔

الغرض جب ان یہودیوں نے یہ درخواست کی تو جس گھر میں وہ لوگ اور سلمانؓ موجود تھے اسکی دیوار شق ہوگئی اور سلمانؓ نے جنابِ رسولِ خدا کو مشاہدہ کیا کہ وہ حضرتؐ فرما رہے ہیں کہ اے سلمانؓ تم اس قوم کے ہلاک ہونے کی دعا کرو کیونکہ ان میں کوئی بھی راہ راست پر آنے والا نہیں جیساکہ

حضرت نوحؑ کو جب تحقیق معلوم ہوا کہ ان کی قوم میں سے سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لا چکے ہیں اور کوئی ایمان نہیں لائیگا تو اُنہوں نے ان کے حق میں بد دُعا کی ۔ یہ ارشاد نبوی سُن کر سلمانؓ نے ان یہودیوں سے کہا کہ تم کس قسم کے عذاب سے ہلاک ہونا چاہتے ہو اُنہوں نے جواب دیا کہ تم خدا سے دُعا کرو کہ وہ ہمارے ان سب کوڑوں کو اژدہاؤں کی صورت میں تبدیل کر دے کہ ان میں سے ہر ایک سر اُٹھا کر اپنے مالک پر حملہ کرے اور اسکے بدن کی ہڈیوں کو چبا جائے تب سلمانؓ نے خدا سے اسی طرح دُعا کی اور حق تعالیٰ نے ہر ایک کوڑے کو ایک افعی کی شکل میں بدل دیا جس کے دو سر تھے ایک سر سے تو ہر ایک نے اپنے مالک کے سر کو پکڑا اور دوسرے سر سے اسکے دائیں ہاتھ کو جس میں وہ کوڑا لئے تھا ۔ پھر ان سانپوں نے ان کی ہڈیوں کو توڑ توڑ کر چبایا اور ان کو لُقمہ کر کر نگل گئے ۔ اُسوقت رسولؐ خدا نے اپنی مجلس کے حاضرین سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اے گروہ مومنین اسوقت اللہ تعالےٰ نے بیسؔ یہودیوں اور منافقوں کے مقابلے میں تمہارے بھائی سلمانؓ کی نصرت کی ۔ کہ اس گروہ کے کوڑے افعی بن کر ان کو چور چور کر کے چبا گئے اور ان کی ہڈیوں کو ریزہ ریزہ کر کے ان کو نگل گئے آؤ چل کر ان افعیوں کو دیکھیں جو خدا کی جانب سے سلمانؓ کی نصرت کے لئے مقرر ہوئے ہیں ۔ غرض جناب رسالتمآب مع اصحاب اس گھر کی طرف روانہ ہوئے اور جب وہ افعی ان لوگوں کو نگلنے لگے تو اُنہوں نے چیخنا اور شور و غُل مچانا شروع کیا ۔ ان کی چیخیں سُن کر بہت سے یہودی اور منافق جو ہمسائے میں رہتے تھے وہاں آ گئے تھے ۔ مگر ان اژدہاؤں کے خوف سے دُور کھڑے تھے اور کسی کو ان کے نزدیک جانے کی جرأت نہ پڑتی تھی ۔ جب رسولؐ خدا وہاں تشریف لائے تو سب کے سب اس گھر میں سے نکل کر گلی میں آ گئے اور وہ گلی نہایت تنگ تھی اللہ تعالےٰ نے آنحضرتؐ کے قدم کی برکت سے اسکو وسیع کر دیا اور وہ بہ نسبت سابق دس گنی فراخ ہو گئی ۔ ان سانپوں نے جب آنحضرتؐ کو دیکھا تو زبان فصیح گویا ہوئے ۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا مُحَمَّدُ یَا سَیِّدَ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ ۔ یعنی سلام ہو تجھ پر اے محمدؐ اے سردار اولین و آخرین ۔ پھر جناب امیرؑ کو اس طرح سے سلام کیا اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا عَلِیُّ یَا سَیِّدَ الْوَصِیِّیْنَ یعنی سلام ہو تجھ پر اے علیؑ اے سردار اوصیاء ۔ بعد ازاں آنحضرتؐ کی عترت طاہرہ پر سلام کیا اور کہا اَلسَّلَامُ عَلٰی ذُرِّیَّتِکَ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاهِرِیْنَ

الَّذِیۡنَ جُعِلُوۡا عَلَی الۡخَلۡقِ قَوَّامِیۡنَ یعنی آپکی اولاد طیب و طاہر پر جن کو حق تعالیٰ نے تمام خلقت کے امور کا قائم کرنے والا بنایا ہے۔ ہمارا اسلام پہنچے۔ ہم ان منافقوں کے کوڑے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس مومن (سلمانؓ) کی دعا سے ہم کو افعی بنا دیا ہے۔ تب رسولؐ خدا نے فرمایا کہ تمام تعریفیں اس خدا کو زیبا اور سزاوار ہیں۔ جس نے اپنے اس بندے کو میری اُمت میں کیا جو شروع میں بددعا سے باز رہنے اور صبر کرنے اور آخر کار نا امید ہونے کے بعد بددعا کرنے میں نوحؑ سے مشابہ ہے۔ پھر افعیوں نے عرض کی کہ یا رسولؐ اللہ ہم ان کافروں پر نہایت غضبناک ہیں اور خدا کی بادشاہی میں آپکے اور آپکے وصیؑ کے احکام ہم پر جاری ہیں ہماری آرزو ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ ہم کو جہنم کے افعی بنا دے۔ جو ان کافروں پر مسلط ہونگے تاکہ جس طرح اس دُنیا میں ہم ان کو نگل گئے ہیں وہاں بھی اسی طرح ان کو آزار پہنچائیں رسولؐ خدا نے فرمایا کہ تمہاری درخواست قبول ہو گئی۔ اب تم ان کافروں کے بدنوں کے ٹکڑوں کو جو تمہارے پیٹوں میں ہیں اُگل دو۔ اور بعد ازاں جہنم کے سب کے نیچے والے درجے میں چلے جاؤ تاکہ ان کی زیادہ تر رسوائی اور بدنامی ہو اور ننگ و عار بہت عرصے تک انکے لئے باقی رہے جب وہ میدان میں لوگوں کے درمیان دفن کئے جائینگے تو بہت سے مومنوں کو انکی قبریں دیکھ کر عبرت ہو گی کہ یہ لوگ مومن نیکوکار حبیب محمدؐ یعنی سلمانؓ کی بددعا سے ہلاک ہوئے ہیں۔ حضرتؐ کا یہ ارشاد سُن کر ان افعیوں نے ان کافروں کے بدنوں کے ٹکڑوں کو اپنے پیٹوں سے اُگل دیا اور انکے عزیز و اقارب نے ان کو اُٹھا کر دفن کر دیا۔ بہت سے کافر اس واقعہ کو دیکھ کر مسلمان ہو گئے اور بہت سے منافقوں نے اپنے نفاق کو دُور کیا اور خالص اسلام اختیار کیا اور بہت سے کافروں اور منافقوں پر شقاوت غالب ہوئی اور کہنے لگے کہ یہ تو کھُلم کھُلا جادو ہے۔ پھر جناب رسالتمآب نے سلمانؓ کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ اے ابو عبد اللہ تم ہمارے خاص مومن بھائی ہو اور خدا کے مقرب فرشتے تم کو دل سے دوست رکھتے ہیں اور انکے نزدیک تمہاری فضیلت آسمانوں اور حجابہائے نور اور کرسی اور عرش سے لیکر تحت الثریٰ تک کی تمام سلطنت میں اس سے زیادہ مشہور ہے جیسے آفتاب ایسے دن میں جسمیں کسی قسم کا غبار اور ابر اور تاریکی نہ ہو اور افق میں غبار ہو ظاہر اور روشن ہوتا ہے اور جن لوگوں کی آیۂ اَلَّذِیۡنَ یُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡغَیۡبِ میں مدح کی گئی ہے تم ان سب میں افضل ہو۔

قولہ عزوجل وَيُقِيمُونَ الصَّلٰوةَ یعنی اور نماز کو قائم کرتے ہیں ؛

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ پھر ان متقی لوگوں کا وصف بیان کرتا ہے اور فرماتا ہے وَيُقِيمُونَ الصَّلٰوةَ یعنی نماز کو ادا کرتے ہیں اور رکوع اور سجود کامل طور پر بجالاتے ہیں اور اسکے اوقات اور حدود کی پوری پوری پابندی کرتے ہیں اور جو چیز کہ نماز کو فاسد اور ناقص کردیتی ہے اس سے پرہیز کرتے ہیں۔ اور مجھ سے میرے والد بزرگوار نے اپنے آبائے کرام کی زبانی روایت کی ہے کہ ابوذر غفاری نے جو جناب رسولؐ خدا کے نیک اور برگزیدہ اصحاب میں سے تھے ایکدن حضرتؐ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ یا رسولؐ اللہ میرے پاس ساٹھ راس دُنبیاں ہیں اگر میں ان کو جنگل میں چرانے لیجاتا ہوں تو حضرتؐ کی جدائی مجھ پر شاق گذرتی ہے اور میں اس بات کو بھی پسند نہیں کرتا کہ ان کو کسی چرواہے کے حوالے کردوں اور وہ ان پر سختی کرے اور بُری طرح سے چرائے فرمایئے کیا تدبیر کروں۔ حضرتؐ نے جوابدیا کہ تم خود ہی چرانے جاؤ۔ القصہ وہ خود بکریوں کو لیکر جنگل میں چلے گئے۔ ساتویں روز خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ اے ابوذرؓ عرض کی کہ ہاں یا رسولؐ اللہ۔ فرمایا تم نے اپنی دُنبیوں کو کیا کیا۔ عرض کی کہ ان کا قصہ عجیب ہے۔ فرمایا وہ کیا۔ ابوذرؓ نے عرض کی کہ یا رسولؐ اللہ میں نماز پڑھ رہا تھا کہ ناگاہ ایک بھیڑیئے نے ان پر حملہ کیا تب میں اس امر میں متردد ہوا کہ نماز کو قطع کرکے دُنبیوں کی حفاظت کروں یا نماز کو ختم کروں اور دُنبیوں سے درگذر کروں مگر میں نے نماز ہی کو ترجیح دی اسوقت شیطان نے میرے دل میں یہ وسوسہ ڈالا کہ اے ابوذرؓ تجھ کو کیا ہوا کہ تو نماز پڑھ رہا ہے اور ادھر بھیڑیا دُنبیوں پر حملہ کرکے سب کو پھاڑ کھائیگا۔ اور تیرے لئے دنیا میں کچھ ذریعہ معاش باقی نہ رہیگا۔ تب میں نے شیطان سے کہا کہ میرے واسطے توحید باری تعالیٰ اور اسکے رسول محمدؐ پر ایمان لانا اور ان کے بھائی اور ان کے بعد سردار خلق علیؑ ابن ابی طالب اور ان کی ذریت طاہرہ ائمہ ہدیٰ سے دوستی رکھنا اور انکے دشمنوں سے دشمنی کرنا باقی رہینگے اور ان سب کے ہوتے دُنیا کی ہر شے کا فوت ہونا آسان اور سہل ہے۔ یہ کہہ کر میں نماز پڑھنے میں مصروف ہوا اور بھیڑیئے نے آکر ایک بچہ گوسپند کو پکڑلیا اور میں اس بات کو محسوس کر رہا تھا کہ اتنے میں ایک شیر اس بھیڑیئے پر جھپٹا اور پھاڑ کر دو ٹکڑے کر ڈالا اور بچے کو چھڑا کر ریوڑ میں پہنچا دیا اور مجھ کو

حالات ابوذرؓ کا ادائے نماز پر مصر رہنا

آواز دی کہ اے ابوذرؓ تم اپنی نماز میں مصروف رہو اور دُنبیوں کی کچھ فکر نہ کرو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو ان کی حفاظت کیلئے مقرر کیا ہے جب تک کہ تم نماز سے فارغ نہ ہو لو۔ یہ صدا سنکر میں نماز میں مشغول ہوا مگر اس واقعہ سے مجھ کو اسقدر تعجب ہوا کہ اس کا حال خدا کے سوا اور کسی کو معلوم نہیں الغرض جب میں نماز سے فارغ ہوا تو وہ شیر میرے پاس آیا اور بولا کہ تم جاؤ اور حضرت محمدؐ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کرو کہ اللہ تعالیٰ نے آپکے مصاحب اور آپ کی شریعت کے محافظ کو عزت بخشی اور ایک شیر کو اس کی دُنبیوں کی رکھوالی کے لئے مقرر کیا ٭

اس واقعہ کو سُن کر حاضرینِ مجلس نہایت متعجب ہوئے اسوقت جناب سالتمآبؐ نے فرمایا کہ اے ابوذرؓ مجھ کو اور علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنؑ اور حسینؑ کو تمہاری بات کا یقین ہے۔ یہ سُنکر بعض منافق کہنے لگے کہ یہ بات محمدؐ اور ابوذرؓ کے باہمی مشورہ کا نتیجہ ہے وہ چاہتا ہے کہ اس قسم کی باتوں سے ہم کو (معاذ اللہ) اپنے دام فریب میں پھنسائے اور ان میں بیس آدمیوں نے باہم اتفاق کیا کہ باہر چل کر ابوذرؓ اور اسکی دُنبیوں کا حال معلوم کریں اور دیکھیں کہ جب وہ نماز پڑھتا ہے تو کیا سچ مچ شیر اسکے ریوڑ کی رکھوالی کرتا ہے تاکہ اسکا جھوٹ ظاہر ہو ٭ القصہ جب وہ منافق وہاں پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ابوذرؓ تو نماز میں مصروف ہیں اور شیر انکے ریوڑ کے ارد گرد پھرتا ہے اور انکو چرا رہا ہے اور جو دُنبی ان میں سے بچھڑ جاتی ہے اسکو ہانک کر ریوڑ میں شامل کر دیتا ہے یہانتک کہ جب ابوذرؓ نماز سے فارغ ہو گئے۔ تو شیر نے انکو آواز دی کہ یہ لو تمہارا گلہ جوں کا توں صحیح سلامت ہے۔ بعد ازاں ان منافقوں کو پکارا کہ اے گروہ منافقین آیا تم اس امر کے منکر تھے کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو محمدؐ اور علیؑ اور انکی آل اطہار کے دوست اور بارگاہ باری تعالیٰ میں ان حضرات سے توسل کرنے والے کا مطیع و فرمانبردار کرے کہ میں اسکی دُنبیوں کی رکھوالی کروں میں اس ذات پاک کی قسم کھاتا ہوں کہ جسنے محمدؐ اور انکی آل اطہار کو شرافت اور کرامت عطا فرمائی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو ابوذرؓ کا خادم اور مطیع فرمان قرار دیا ہے یہانتک کہ اگر وہ مجھ کو تمہارے پھاڑ کھانے اور ہلاک کرنے کا حکم دے تو ابھی تم سب کو ہلاک کر ڈالوں۔ میں اس ذات کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس سے بڑھکر اور کسی کی قسم نہیں ہے کہ اگر ابوذرؓ محمدؐ اور انکی آل اطہار کا واسطہ دیکر خدا سے دعا کرے کہ تمام سمندروں کے پانی کو زیتون اور بان کا روغن کر دے اور پہاڑوں کو مشک۔ عنبر اور کافور بنا دے اور تمام درختوں

کی شاخوں کو زمرد اور زبرجد کی شاخیں کر دے تو حق تعالیٰ ہر گز اس کی دُعا کو رد نہ کرے۔ اور ایسا ہی ظہور میں آئے ؁

جب ابوذرؓ آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرتؐ نے ان سے فرمایا کہ اے ابوذرؓ چونکہ تم نے طاعت خدا کو بوجہ احسن ادا کیا اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس حیوان کو تمہارا فرمانبردار اور ماتحت کیا تاکہ تمہارے دشمنوں اور تم پر حملہ کرنے والوں کو تم سے باز رکھے اور تم ان لوگوں میں سب سے افضل ہو۔ جن کی حق سُبحانہ تعٰ نے آیۂ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ میں مدح فرمائی ہے ؁

قولہ عزوجل وَمِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ ۝ یعنی اور جو چیز کہ ہم نے ان کو دی ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں ؁

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ اسکے معنی یہ ہیں کہ جو مال اور قوائے بدنی اور جاہ و منصب ہم نے ان کو عطا کیا ہے ان میں سے خرچ کرتے ہیں اور مال کی زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور صدقات دیتے اور عیال و اطفال کی تکالیف کے متحمل ہوتے ہیں اور ضروری حقوق کو ادا کرتے ہیں جیسے خرچ کرنا جہاد میں جبکہ وہ لازم اور واجب ہو نیز جبکہ وہ مستحب ہو اور جیسے اور واجبی نفقات جیسے اہل و عیال اور قریبی رشتہ داروں اور والدین کا نفقہ اور سنتی نفقات جیسے رشتہ داروں کا نفقہ جسکا ادا کرنا فرض نہیں ہے اور نیکی کرنا مثلاً کسی کی حاجت روا کرنا اور قرض دینا اور مسکین مرد اور عورتوں کی دستگیری کرنا اور قوائے بدنی سے امداد کرتے ہیں جیسے کوئی شخص کسی اندھے آدمی کو ہاتھ پکڑ کر لیجائے یا اسکو کسی ہلاکت کی جگہ سے چھڑائے یا کسی مسافر یا غیر مسافر کو اس کا بوجھ اٹھوانے میں مدد دے۔ اور جاہ و منصب کا خرچ یہ ہے کہ کسی شخص کی عزت کو بدگویوں کی زبان سے بچائیں یا کسی عاجز اور بیکس کی حاجت پوری کریں یہ سب کچھ رزق خداداد کے خرچ کرنے میں شمار کیا گیا ہے۔ اور جناب رسولِ خدا نے فرمایا ہے کہ جو کوئی زکوٰۃ اسکے مستحقوں کو ادا کرے اور نماز کو اسکی شرطوں کے موافق بجالائے اور اپنے کسی عمل بد سے ان کو باطل نہ کردے تو وہ شخص روز قیامت کو اس حال میں وارد ہوگا کہ سب اہل محشر اس کے مرتبے کی آرزو کرینگے یہانتک کہ نسیم جنت اس کو اٹھا کر بہشت بریں کے بلند ترین غرفوں میں اس شخص کے حضور میں پہنچادے گی کہ محمدؐ اور انکی آل اطہار میں سے جس کو وہ عزیز رکھتا تھا اور جو کوئی زکوٰۃ دینے میں بخل کرے اور نماز کو ادا کرے اسکی نماز زیر آسمان بند رہتی ہے جب تک کہ اسکی زکوٰۃ ادا

کرنے کی خبر دی ہے اگر وہ زکوٰۃ کو ادا کرے تو ایک عمدہ گھوڑے کی طرح اسکی نماز کے لئے ایک سواری سجائی جاتی ہے اور وہ اس کو اٹھا کر ساق عرش تک لے جاتی ہے۔ تب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ندا آتی ہے کہ اس کو جنت میں لیجا اور اس میں جا کر روز قیامت تک دوڑتی رہ۔ جہانتک تیری دوڑ ختم ہوگی وہ کل جگہ اور اسکی دائیں اور بائیں طرف سب تیرے واسطے ہے تب وہ سواری جنت میں دوڑیگی کہ ایک لمحہ میں ایک برس کی راہ طے کرے گی اور قیامت تک اسی طرح دوڑتی رہے گی یہانتک کے اسکی دوڑ اس حد تک منتہی ہوگی جہانتک کہ خدا کا منشا ہے اور یہ کل جگہ اور اتنی ہی دائیں اور بائیں اور اوپر اور نیچے کی تمام جگہ اس شخص کیلئے قرار پائیگی۔ اور اگر اُسنے زکوٰۃ دینے میں بخل کیا اور ادا نہ کی تو حکم ہوتا ہے کہ نماز کو واپس کردو تب اسکو پرانے کپڑے کی طرح تہ کر کے اسکے منہ پر دے مارتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے بندۂ خدا تو اس نماز کو زکوٰۃ کے بغیر کیا کریگا۔ اصحاب نے عرض کی یا رسول اللہ خدا کی قسم اس شخص کا حال بہت ہی بُرا ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا تم چاہتے ہو کہ میں تم کو ایسے شخص کے حال سے خبر دوں جو اس سے بھی بدتر ہے۔ اصحاب نے عرض کی کہ ہاں یا رسول اللہ فرمائیے۔ فرمایا کہ جو شخص خدا کی راہ میں لڑنے جائے اور میدان جنگ سے منہ نہ موڑے اور مقابلے کے وقت لڑتا ہوا دشمنوں کے ہاتھ سے قتل کیا جائے نہ یہ کہ میدان سے فرار کرتا ہوا مارا جائے اور حوریں اسکی منتظر ہوں اور بہشت کے خزانچی اسکی روح کے وارد ہونیکا انتظار کرتے ہوں اور آسمان اور زمین کے فرشتے اسکی طرف حوروں کے نازل ہونے کی راہ تکتے ہوں اور فرشتے اور بہشت کے خزانچی اس پر وارد نہ ہوں اور اسکے پاس نہ آئیں یہ حال دیکھ کر زمین کے فرشتے جو اس مقتول کے آس پاس موجود ہوں۔ کہیں کیا سبب ہے کہ حوریں اس پر نازل نہیں ہوتیں اور خازنان جنت اس پر وارد نہیں ہوتے تب ساتویں آسمان کے کناروں کی ندا آئے کہ اے فرشتو تم آسمان کے کناروں سے نیچے کی طرف نظر کرو جب وہ نظر اٹھائیں تو دیکھیں کہ اس شخص کا خدا کو واحد جاننا اور رسولِ خدا پر ایمان لانا اور اسکی نماز اور زکوٰۃ اور صدقہ اور سب قسم کی نیکیاں آسمان کے نیچے رُکی پڑی ہیں۔ اور انہوں نے آسمان کے تمام کناروں کو پُر کر دیا ہے گویا ایک بڑا بھاری قافلہ ہے جو مشرق سے مغرب تک اور شمال سے جنوب تک پھیلا ہوا ہے اور وہ فرشتے جو ان بوجھوں کو اُٹھائے ہوئے ہیں پکارتے ہیں کیا ہوا کہ آسمان کے دروازے ہمارے لئے نہیں کُھلتے کہ ہم اس شہید کے اعمال کو لیکر اندر داخل ہوں تب خدا کے حکم سے آسمان کے دروازے کُھل جائیں اور

روایت اہلبیت [illegible]

اُن ملائکہ کو آواز دی جائے اگر تم کو قدرت ہے تو اندر آؤ۔ تب ان فرشتوں کے بازو ان بوجھوں کو نہ اُٹھا سکیں اور ان اعمال کو لیکر اوپر نہ جا سکیں اور عرض کریں کہ اے ہمارے پروردگار ہم ان اعمال کو اُٹھا کر اوپر نہیں لا سکتے اسوقت خدائے بزرگ برتر کی طرف سے ایک منادی انکو ندا دے کہ اے فرشتو ان بوجھوں کا اُٹھانا تمہارا کام نہیں ہے بلکہ ان کو اوپر لے کر چڑھنے والی خاص اونٹنیاں ہیں جو عرش کے قریب لے جا کر ان کو درجات بہشت میں پہنچا دینگی پھر ان کو درجات بہشت میں جگہ دی جائیگی تب فرشتے عرض کریں کہ وہ اونٹنیاں کونسی ہیں اسوقت اللہ تعالیٰ ان سے دریافت کرے کہ تم کیا چیز اس شخص کے پاس سے اُٹھا کر لائے ہو وہ جواب میں عرض کریں کہ اس شخص کا تجھ کو واحد جاننا اور تیرے نبیؐ پر ایمان لانا۔ تب خدا ان سے فرمائے کہ ان بوجھوں کے اٹھانیوالی میرے نبیؐ کے بھائی علیؑ اور ائمہ طاہرینؑ کی دوستی ہے اگر وہ اسکے اعمال میں موجود ہے تو وہی ان اعمال کو اُٹھائیگی اور اوپر لیجا کر جنت میں پہنچا دیگی یہ سنکر وہ فرشتے اسکے اعمال کو دیکھیں اور باوجود کثرت اعمال کے علیؑ اور آل اطہارؑ کی دوستی رکھنے اور انکے دشمنوں سے دشمنی کرنیکا کہیں نشان تک بھی نہ پائیں تب حق تعالیٰ ان فرشتوں سے جو ان اعمال کو اُٹھائے ہوئے ہوں۔ فرمائے ان کو چھوڑ دو اور اپنی اپنی جگہ کو مراجعت کرو تاکہ جو ان اعمال کے اُٹھانے کے سزاوار ہیں انکو اٹھائیں اور لیجا کر انکے مناسب مقام پر رکھدیں۔ یہ حکم پاتے ہی وہ فرشتے اپنے اپنے مقررہ مقاموں کی طرف چلے جائیں پھر پروردگار عالم کی طرف سے ایک منادی ندا کرے کہ اے شعلۂ جہنم تو انکو سنبھال اور جہنم میں لے ڈال کیونکہ اسنے علیؑ اور آل اطہار کی دوستی کی اور دشمنی انکے اُٹھانے کیلئے تیار نہیں کی۔ تب وہ شخص ان فرشتوں کو پکارے در آنحالیکہ اللہ تعالیٰ ان اعمال کو انکے کرنے والے کیلئے بوجھ اور بلاؤں کی صورت میں تبدیل کردے کہ ان کو دوستی امیرالمومنین کی اور دشمنی نے کیوں نہ اُٹھایا اور وہ فرشتے اس شخص کی علیؑ سے مخالفت کرنا اور انکے دشمنوں کو دوست رکھنے کو پکاریں اور اللہ تعالیٰ اس (مخالفت علیؑ و محبت دشمنان علیؑ) کو کہہ وہ کالے سانپوں کی صورت ہوگی ان اعمال پر کہ وہ کووں اور توقسوں[لہ] کی صورت میں ہونگے مسلط فرمائے اور ان سانپوں کے منہ سے آگ نکل کر ان سب کو جلا دے۔ اسی طرح اس شخص کے تمام نیک اعمال ضائع اور برباد ہو جائیں اور دشمنان علیؑ کی دوستی اور اس ولی خدا کی دوستی کے انکار کے سوا اور کوئی عمل

[لہ] توقس ایک پرندہ ہے جس کے گلے میں کنٹھ ہوتا ہے۔ صراح ۱۲

باقی نہ رہے اس سبب سے جنّت کے درمیان اسکا مقام ہو۔ غرض اسکے اعمال حسنہ حبط ہو جائیں اور اسکے بوجھ اور تکالیف بہت بڑھ جائیں۔ ایسے شخص کی حالت اس شخص کی نسبت جو زکوٰۃ نہ دینے کے سبب اپنی نماز کو ضائع کرے۔ بہت ہی بُری ہے۔ صحابہ میں سے کسی نے عرض کی کہ یا رسول اللہ کون شخص زکوٰۃ لینے کا مستحق ہے فرمایا کہ محمدؐ اور آل محمدؐ کے ضعیف شیعہ جو بصیرت کامل نہیں رکھتے مگر جسکو بصیرت کامل حاصل ہو اور دوستان محمدؐ سے دوستی کرنے اور اسکے دشمنوں سے بیزار ہونے کو اچھی طرح جانتا ہو وہ شخص دین میں تمہارا بھائی ہے اور قرابت میں ماؤں اور باپوں سے زیادہ تر قریب ہے باقی رہا مخالف مذہب سو اسکو نہ تو زکوٰۃ دو اور نہ صدقہ۔ کیونکہ میرے شیعہ اور دوستدار ہم میں سے ہیں اور ہم سب گویا ایک جسم واحد ہیں اور ہماری جماعت پر زکوٰۃ اور صدقہ دونو حرام ہیں لیکن جو کچھ کہ تم اپنے صاحب بصیرت بھائیوں کو دیتے ہو وہ بخشش واحسان میں داخل ہے اور زکوٰۃ اور صدقہ ان کو مت دو۔ اور اپنی میل کچیل کو انکے اوپر مت گراؤ اور اس سے ان کو پاک صاف رکھو کیا تم میں سے کوئی اس بات کو پسند کرتا ہے کہ ایک شخص کے ہاتھ میں نجاست لگ جائے اور وہ اپنے کسی مومن بھائی پر اس نجاست کو گرادے۔ نیز اپنی زکوٰۃ اور صدقات مخالفین اور معاندین آل محمدؐ اور انکے دشمنوں کے دوستداروں کو بھی مت دو۔ کیونکہ ہمارے دشمنوں کو صدقہ دینا گویا حرم خدا اور حرم رسولؐ میں چوری کرنا ہے۔ حاضرین میں سے کسی نے عرض کی کہ ضعیف الاعتقاد اور جاہل مخالفین کے باب میں کیا حکم ہے کہ نہ تو ہماری مخالفت کی بصیرت ان کو حاصل ہے اور نہ ہم سے وہ کچھ عناد رکھتے ہیں۔ فرمایا ان میں سے ہر ایک کو اگر نقد ہو تو ایک درہم سے کم اور اگر کھانا ہو تو ایک روٹی سے کم دیں ؂

بعد ازاں آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اس کے بعد تمام قسم کی نیکیاں جن سے تم اپنی عزتوں کو بچاؤ اور کتّے کی سی صفت والے آدمیوں کی زبانوں سے ان کو نگاہ رکھو۔ جیسے وہ شاعر جو لوگوں کی آبروریزی کے درپے ہوتے ہیں ان کو کچھ دے کر اس حرکت ناشائستہ سے باز رکھو۔ اس قسم کے تمام اخراجات تمہارے صدقوں میں شمار کئے جاتے ہیں ؂

اور جناب امیرالمومنین علیہ السلام سے کسی شخص نے دریافت کیا کہ جہاد واجب اور سنت میں خرچ کرنا کیسا ہے فرمایا کہ جہاد واجب کی صورت تو یہ ہے کہ مسلمان اسقدر نہ ہوں جو کافروں کے مقابلے میں باقی مسلمانوں کے قائمقام ہو سکیں۔ ایسے موقعہ پر ایک درہم کے صرف کرنے میں سات لاکھ کا ثواب ملتا ہے

اور مستحب کی صورت یہ ہے کہ مرد خود ارادہ کرے۔ حالانکہ جو لوگ اس سے پہلے جا چکے ہیں وہ اس کے قائمقام ہو چکے ہیں اور اسکی ضرورت نہیں ہے۔ اِس موقع پر ایک درہم خرچ کرنے پر سات سَو نیکیاں شمار کی جاتی ہیں کہ ہر نیکی دُنیا و مافیہا سے لاکھ دفعہ بہتر ہے ۞

ثواب قرض دادن

اور قرض کا دینا ایسا ہے کہ اگر کوئی کسی کو ایک درہم قرض دے تو گویا اسنے دو درہم تصدق کئے ۞

اور میںنے رسولؐ خدا سے سُنا ہے کہ صدقہ صرف اغنیا اور مالداروں ہی پر لازم ہے ۞

اندھے کی دستگیری کا ثواب

نیز جناب امیرؑ نے روایت کی ہے کہ جناب رسالتمآبؐ نے فرمایا ہے کہ جو کوئی کسی اندھے کا ہاتھ تھام کر اسکو ایسی زمین میں چالیس قدم لیجائے کہ ہموار اور میدان ہو اور اس میں کسی قسم کا خوف و خطر نہ ہو اسکا ثواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اسکو ہر قدم کی عوض بہشت عنبر سرشت میں ایک محل عطا فرمائیگا کہ اسکا طول اور عرض ہزار ہزار برس کی راہ ہو گی اور تمام زمین بھر سونا اِس محل میں سُوئی کے برابر سُوراخ کے لئے بھی کافی نہیں ہے اور اگر اس کو کسی ایسی راہ سے گذرنا پڑا جسمیں قدرے خوف بھی تھا تو اس کا ثواب یہ ہے کہ وہ شخص قیامت کے دن اپنی نیکیوں کے پلۂ میزان کو دُنیا کی نسبت لاکھ گنا وسیع پائیگا اور وہ اس کی تمام بدیوں پہ غالب ہوگا اور ان کو محو کر دیگا۔ اور بہشت کے اعلیٰ محلوں اور غرفوں میں اس کا مقام ہوگا ۞

کسی مصیبت زدہ کی اعانت کرنیکا ثواب

اور جو کوئی کسی مصیبت زدہ کو راہ میں دیکھے کہ وہ اپنی سواری پر سے گر پڑا ہے اور فریاد کرتا ہے اور کوئی اسکی فریاد کو نہیں سُنتا۔ یہ حال دیکھ کر وہ اس غمزدہ اور دردرسیدہ کے حال پر ترس کھائے اور اس کی فریاد کو پہنچے اور اس کو اس کی سواری پر درست طور پر سوار کرادے اسوقت اللہ جلشانہ فرماتا ہے اے میرے بندے تونے اپنی جان کو رنج و تعب میں ڈالا اور اپنے بھائی کی فریادرسی میں بڑی کوشش کی۔ اس کے صلے میں مَیں بھی فرشتوں کو جن کی تعداد تمام انسانوں سے جو ابتدائے زمانہ سے آخر زمانہ تک پیدا ہونگے زیادہ ہے۔ حُکم دیتا ہوں کہ وہ تیرے واسطے جنت میں محل اور حویلیاں تعمیر کریں اور تیرے درجات بلند کریں اور تو بہشت میں بڑے عظیم الشان اور جلیل القدر بادشاہ کی طرح معلوم ہوگا ۞

ثواب اعانت مظلوم

اور جو کوئی کسی مظلوم کے مال یا جان سے ظالم کے ضرر کو دُور کرے اسکے عوض میں اللہ تعالیٰ اس شخص کے اقوال کے حروف اور اسکے افعال کے حرکات و سکنات سے فرشتے خلق کرتا ہے اور ان کی تعداد

اس قدر ہوتی ہے کہ ہر حرف کی عوض ہزار فرشتے پیدا کرتا ہے جو شیطان اس شخص کے بہکانے کے لئے آتے ہیں ان کو پتھروں سے مار مار کر اس سے دفع کرتے ہیں اور جو ضرر کہ اسنے اس مظلوم سے دُور کیا ہے ایسکے ادنے سے ادنے اجزو کی عوض لاکھ خازنان جنت اور اسی قدر خوش شکل اور خوبصورت حوریں مقرر فرماتا ہے جو اس شخص کو اپنے ہاتھوں سے ملتے ہیں اور اسکی تعظیم و تکریم کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ اس عمل کا عوض ہے جو تُونے فلاں مظلوم سے مالی یا بدنی ضرر کو دُور کیا تھا۔

اور جو کوئی ایسی مجلس میں موجود ہو کہ اسمیں کوئی سگ دُنیا اپنے بھائی یا برادران دینی کی بے عزتی اور پردہ دری کر رہا ہو اور اسکا رتبہ بڑا ہو اور وہ شخص اس دُنیا کے کُتے کو خفیف و ذلیل کرے اس کی بات کو رد کرے۔ اور اپنے مومن بھائی کی دامن عزت سے اس کی عدم موجودگی میں داغ بدنامی کو دُور کرے تو اسکا ثواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان فرشتوں کو جو حج کے لئے بیت المعمور کے پاس جمع ہوتے ہیں جو ملائکہ آسمانی کا ایک حصّہ ہیں اور ملائکہ عرش کو جو پردہ ہائے نُور کے فرشتوں کا ایک حصّہ ہیں اور ان میں سے ہر ایک فرشتہ اللہ تعالیٰ کے روبرو ایک محضر پاتا ہے مقرر کرتا ہے کہ اس شخص کی مدح کریں اور اسکے لئے قُربِ الہیٰ کی دُعا کریں اور اللہ تعالےٰ سے درخواست کریں کہ اسکو رفعت و جلالت عطا فرمائے۔ تب خداوند متعال ان سے فرماتا ہے کہ مینے تم میں سے ہر مدح کرنے والے کے عدد کے بموجب تمہاری تعداد کے موافق محل اور بہشت اور باغ اور درخت اس کے لئے واجب کئے اور جو کچھ میں چاہونگا اسقدر دونگا کہ تمام مخلوقات اسکا شمار اور احاطہ نہیں کرسکتی۔

ایک روز کا ذکر ہے کہ آنحضرتؐ کی مجلس صحابہ سے بھری ہوئی تھی۔ حضرتؐ نے ان سے فرمایا کہ تم میں کوئی شخص ایسا ہے جسنے اپنا مال محض رضائے خدا کیلئے خرچ کیا ہو۔ کسی نے کچھ جواب نہ دیا تب جناب امیرؑ نے عرض کی کہ یا حضرتؐ میں ایک دینار لے کر گھر سے نکلا اور ارادہ تھا کہ آٹا خرید کر لاؤنگا رستے میں مقداد بن اسود سے ملاقات ہوئی کہ اسکے چہرے سے بھوک کے آثار نمودار تھے۔ یہ حال دیکھ کر مینے وہ دینار اُسکو دے ڈالا۔ رسولخداؐ نے فرمایا کہ اس بارے میں مجھ پر وحی نازل ہوئی ہے بعد ازاں کسی اور شخص نے کھڑے ہو کر عرض کی کہ یا رسول اللہ مینے تو آج علیؑ سے بہت زیادہ خرچ کیا ہے سا ایک مرد اور ایک عورت پر میرا گزر ہوا کہ وہ کسی طرف کو جانا چاہتے تھے اور انکے پاس خرچ بالکل نہ تھا یہ حال دیکھ کر دو ہزار درہم ان کو دیدئے۔ رسولخداؐ اس شخص کی اس بات کو سُنکر خاموش

ہو گئے اور کچھ جواب نہ دیا اصحاب نے عرض کی کہ یا رسولؐ اللہ کیا سبب ہے کہ علیؑ کی نسبت تو فرمایا کہ مجھ کو اس بارے میں وحی ہوئی ہے اور اس شخص کے لئے کچھ بھی ارشاد نہ کیا۔ حالانکہ اس نے انکی نسبت بہت زیادہ مال راہ خدا میں تصدق کیا ہے۔ تب حضرتؐ نے فرمایا کیا تم نہیں جانتے کہ کسی بادشاہ کا ایک خدمتگار ایک خفیف سی شے ہدیہ دیتا ہے بادشاہ بہت خوشی سے اسکو قبول کرتا ہے اور اس خدمتگار کو منصب جلیل پر سرفراز فرماتا ہے اور دوسرا خادم بہت نفیس اور گرانبہا شے پیشکش کرتا ہے بادشاہ اس شے کو واپس کر دیتا ہے اور یہ امر اس خادم کی ذلت اور تنزل عہدہ کا باعث ہوتا ہے صحابہ نے عرض کی کہ بیشک ایسا ہوا کرتا ہے تب فرمایا کہ اسی طرح تمہارے ساتھی علیؑ نے ایک دینار رضائے خدا اور فقیر مومن کی تنگی کے رفع کرنے کے لئے صرف کیا اور تمہارے اس دوسرے رفیق نے جو کچھ دیا وہ اسکی ریس میں اور علیؑ برادر رسولؐ اللہ کی دشمنی اور عناد کے سبب دیا اس سے اسکی غرض یہ تھی کہ اس کو علیؑ پر فضیلت حاصل ہو اس لئے اللہ تعالیٰ نے اسکے عمل کو ساقط کر دیا اور اس صدقہ کو اس شخص کے لئے باعث وبال و عذاب آخرت ٹھیرایا۔ اے گروہ صحابہ آگاہ ہو اگر وہ اس نیت سے ثرےٰ سے لے تا بعرش سونا اور موتی بھر کر راہ خدا میں تصدق کرتا تو بھی سوا اسکے اور کچھ اسکو حصول نہ ہوتا کہ رحمت خدا سے دُوری اور زیادہ ہو اور غضب الٰہی سے نزدیک تر ہو اور اسمیں مبتلا اور گرفتار رہو

بعد ازاں حضرتؐ نے فرمایا کہ آج تم میں سے کس نے اپنے کسی مومن بھائی سے اپنی قوت بدنی کیساتھ ضرر کو دُور کیا۔ علیؑ نے عرض کی کہ میں اتفاقاً فلاں رستے سے گزرا کیا دیکھتا ہوں کہ ایک محتاج مومن کو شیر نے پکڑ رکھا ہے اور اس کو نیچے دبا کر اُوپر چڑھ بیٹھا ہے اور وہ شخص نیچے پڑا ہوا فریاد کر رہا ہے۔ یہ دیکھ کر میں نے اس شیر کو آواز دی کہ اس مومن کو چھوڑ دے پر اس نے نہ چھوڑا میں نے آگے بڑھ کر اسکے داہنے پہلو میں ایسی ٹھوکر ماری کہ چیر کر بائیں پہلو کی طرف نکل گئی اور شیر بیہوش ہو کر گر پڑا۔ رسولؐ خدا نے فرمایا کہ مجھ کو اس بات میں وحی آچکی ہے جو کوئی تیرے دوست کو ستا کر تجھ کو اذیت پہنچائیگا اللہ تعالیٰ اسکے ساتھ ایسا ہی سلوک کریگا کہ آخرت میں آگ کی چھریاں اور تلواریں اس پر مسلط فرمائیگا۔ وہ اسکے پیٹ کو چیر ڈالیں گے اور آگ اس میں بھری جائیگی پھر ازسرنو اس کو پیدا کریگا اور ہمیشہ ابد تک اسکے ساتھ ایسا ہی ہوتا رہیگا۔

پھر صحابہ کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ آج تم میں سے کسی شخص نے اپنے مرتبے سے کسی مومن بھائی

بعلم ضعیف کو ...

کو کچھ نفع پہنچایا ہے۔ جناب امیرؑ نے عرض کی کہ میں نے ایسا کیا ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا اسکی کیفیت بیان کرو۔ عرض کی کہ آج عمارؓ یاسر پر میرا گزر ہوا کہ ایک یہودی نے تیس درہم قرض کی عوض ان کو پکڑ رکھا تھا۔ عمار نے مجھ کو دیکھ کر کہا کہ اے برادر رسولؐ اللہ یہ یہودی مجھ کو چمٹا ہوا ہے اور اس سے اس کا صرف یہ منشا ہے کہ مجھ کو اذیت پہنچائے اور ذلیل و خوار کرے کیونکہ میں تم اہلبیتؑ کو دوست رکھتا ہوں اپنے جاہ و منصب کا واسطہ مجھ کو اس موذی کے پنجے سے چھڑائیے۔ یہ سن کر میں نے ارادہ کیا کہ اس یہودی سے ان کی سفارش کروں مگر عمارؓ نے کہا کہ اے برادر رسولؐ خدا آپکی وقعت میرے دل اور آنکھ میں اس سے بہت بڑھ کر ہے کہ آپ اس یہودی سے میری سفارش کریں۔ لیکن اُس سے میری سفارش کیجئے جو آپ کی درخواست کو کبھی رد نہیں کرتا۔ اگرچہ آپ یہ درخواست کریں کہ تمام اطراف عالم کو کنارہائے دستر خوان کی طرح کر دے۔ آپ اس ذات باری تعالیٰ سے یہ التماس فرمائیں کہ اس یہودی کے قرض کے ادا کرنے میں وہ میری امداد کرے۔ اور مجھ کو قرض لینے سے مستغنی اور بے پروا کر دے۔ تب مینے دعا کی کہ یا اللہ عمارؓ کے ساتھ ایسا ہی سلوک کر۔ بعد ازاں مینے ان سے کہا کہ جو پتھر اور ڈھیلا تمہارے سامنے ہو اس کو ہاتھ مار کر اُٹھا کہ اللہ تعالیٰ تمہاری خاطر اس کو خالص سونا بنا دیگا انہوں نے ہاتھ مار کر ایک پتھر اُٹھا لیا جو وزن میں کئی سیر کا تھا۔ وہ ان کے ہاتھ میں آتے ہی سونا ہو گیا۔ پھر یہودی سے کہا کہ تیرا قرض کتنا ہے وہ بولا کہ تیس درہم۔ پھر پوچھا کہ تیس درہم کی قیمت سنہری سکے میں کتنی ہوئی۔ وہ بولا کہ تین دینار۔ یہ بات سن کر عمارؓ نے دعا کی کہ یا اللہ اس شخص کے مرتبے کا واسطہ جسکے خاطر سے تو نے اس پتھر کو سونا بنا دیا ہے اسکو نرم کر دے تاکہ میں اس میں سے اسکے حق کے موافق جدا کر لوں۔ اللہ تعالیٰ نے اسکو نرم کر دیا اور انہوں نے اس میں سے تین مثقال سونا توڑ کر اس یہودی کے حوالے کیا۔ پھر اس باقی ٹکڑے کی طرف دیکھ کر کہا کہ اے خدا مینے سنا ہے کہ تو نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا ہے۔ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَیَطْغٰۤی اَنْ رَّاٰہُ اسْتَغْنٰی یعنی انسان جب اپنے آپ کو غنی اور مالدار دیکھتا ہے تو وہ طغیان اور سرکشی کرنے لگتا ہے۔ میں اتنا مالدار ہونا نہیں چاہتا جو مجھ کو طغیان اور سرکشی پر آمادہ کرے اے خدا اس شخص کے منصب و مرتبے کا واسطہ جسکی خاطر سے تو نے اسکو سونا بنایا ہے اسکو پھر پتھر ہی کر دے وہ

(حاشیہ) جناب امیرؑ کی برکت سے عمارؓ کا قرضہ ادا ہونا

معجزہ امیر المومنینؑ

نسخہ علم

پتھر ہو گیا اور عمارؓ نے اس کو ہاتھ سے پھینک دیا اور کہا کہ اے برادر رسولؐ اللہ مجھ کو دُنیا اور آخرت میں آپ کی دوستی کافی ہے ۔

یہ واقعہ سُن کر جناب رسولِ خدا نے فرمایا کہ عمارؓ کی استغنا اور بے پروائی کو دیکھ کر ملائکہ متعجب ہوئے اور حیران ہو کر اللہ تعالیٰ سے اسکی مدح و ثنا بیان کی ۔ اور خدا کی رحمتیں اور درود وبالائے عرش سے پے در پے اس پر نازل ہوتے ہیں ۔ بعد ازاں عمارؓ یاسر کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا اے ابو الیقظان تم کو خوشخبری ہو کہ تم اسکی دیانتداری میں علیؑ کے بھائی ہو اور اسکے اہل ولا میں سب سے افضل ہو اور ان لوگوں میں سے ہو جو اسکی محبت میں قتل کئے جائینگے تم کو ایک باغی گروہ قتل کریگا اور اس دُنیا میں تمہارا آخری توشہ دُودھ کی کچی لسی ہو گی ۔ اور تمہاری رُوح محمدؐ اور اسکی آل افضل واکرم کی رُوحوں سے ملحق ہو گی ۔ اور تم میرے نیک اور پسندیدہ شیعوں میں سے ہو ۔

بعد ازاں گروہ صحابہ سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا آج تم میں سے کس نے زکوٰۃ ادا کی ہے ۔ جناب امیرؑ نے عرض کی کہ یا رسولؐ اللہ میں نے ۔ اس بات کے سُنتے ہی آخر مجلس میں بعض منافق بعضوں سے سرگوشی کرنے لگے اور کہنے لگے کہ علیؑ کے پاس کونسا مال ہے جس کی اسنے زکوٰۃ دی ہو گی ۔ حضرتؐ نے جناب امیرؑ سے فرمایا ۔ یا علیؑ تم جانتے ہو ۔ یہ منافق آخر مجلس میں بیٹھے کیا کانا پھوسی کر رہے ہیں ۔ عرض کی کہ ہاں ۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی باتوں کو میرے کانوں تک پہنچا دیا ہے ۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ علیؑ کے پاس اتنا مال کہاں سے آیا ۔ کہ زکوٰۃ ادا کرے ۔ یا رسولؐ اللہ آج سے لیکر روز قیامت تک جو مال غنیمت ہو گا اس کل میں آپ کی وفات کے بعد میرا پانچواں حصہ ہے اور جو اس میں سے آپکا حصہ ہے آپ کے جیتے جی میرا حکم اس پر چل سکتا ہے کیونکہ میں آپکا نفس ہوں اور آپ میرے نفس ہیں ۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ اے علیؑ اسی طرح ہے ۔ لیکن یہ بتاؤ کہ تم نے اسکی زکوٰۃ کیونکر ادا کی ۔ عرض کی کہ خدا کے معلوم کرانے سے آپکی زبانی مجھ کو معلوم ہوا کہ یہ آپکی نبوت عنقریب سلطنت ظلم و جور سے مبدل ہو گی اور وہ بادشاہ میرے خمُس یا پانچواں حصہ کے قیدیوں اور دیگر مال غنیمت پر اپنا تسلط کرینگے اور جو لونڈیاں اور غلام وہ فروخت کرینگے خریدار کو ان پر تصرف کرنا حلال نہ ہو گا ۔ کیونکہ میرا حصہ اس میں موجود ہے ۔ اس لئے میں نے اپنا حصہ اپنے ان شیعوں کو ہبہ کر دیا جو ان لونڈیوں اور غلاموں پر متصرف ہوں تا کہ کھانے پینے میں ان سے

فائدہ اُٹھانا ان کو حلال ہو اور اولاد حلال پیدا ہو اور ان کی اولاد در اولاد حرام نہ ٹھیرے یہ کلام جناب امیرؑ کا سُن کر حضرتؐ نے فرمایا کہ تمہارے صدقے سے بڑھ کر اور کسی نے صدقہ نہیں دیا میںنے بھی اس فعل میں تمہاری متابعت کی اور غنیمت کا اپنا کل حصہ تمہارے حصّے سمیت اپنے شیعوں پر حلال کیا اور نہ میں اور نہ تم ان کے سوا اور شخص پر اس کو حلال نہیں کرتے۔

امیرالمومنینؑ کا ایک مومن بھائی کی آبرو بچانا

اِس کے بعد آنحضرتؐ نے صحابہ سے خطاب کیا۔ کہ تم میں سے کوئی شخص ایسا ہے جسنے آج اپنے کسی مومن بھائی کی آبرو کو بچایا ہو۔ جناب امیرؑ نے عرض کی کہ یا رسولؐ اللہ آج عبداللہ بن اُبے کی طرف سے میرا گزر ہوا ناگاہ کیا دیکھتا ہوں کہ وہ زیدؓ بن حارثہ کو بُرا بھلا کہ رہا ہے مَیں نے اس سے کہا کہ خدا تجھ پر لعنت کرے خاموش ہو۔ تیرا اسکی طرف نظر کرنا ایسا ہے جیسے آفتاب کی طرف آنکھ اُٹھانا اور اسکی باتیں کرنا ایسا ہے جیسے دُنیا کے لوگ جنت کا ذکر کیا کرتے ہیں (یعنی جس کو دیکھا بھالا نہ ہو اس کی بابت کیا ذکر کر سکتے ہیں۔۔۔ مترجم) اس کو تیرے بُرا کہنے کے سبب سے اللہ تعالیٰ نے تجھ پر لعنتوں پر لعنتیں کی ہیں۔ میری یہ بات سُن کر وہ نادم ہوا اور غیظ میں آکر کہنے لگا کہ اے ابوالحسنؑ مَیں تو ہنسی سے کہہ رہا تھا مینے جواب دیا کہ اگر تو اصلی طور پر کہتا تھا تو مَیں بھی اصلی طور پر کہتا ہوں اور اگر تو ہنسی سے کہتا تھا تو مَیں بھی ہنسی سے کہتا ہوں یہ بات سُن کر جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تمہارے اس کو لعنت کرتے وقت خدا نے بھی اس پر لعنت کی اور آسمانوں اور زمینوں اور پردہائے نُور اور کُرسی اور عرش کے فرشتوں نے بھی اس پر لعنت کی کیونکہ تمہارے غضبناک ہونے سے اللہ تعالیٰ غضب میں آجاتا ہے اور تمہاری خوشنودی سے وہ خوشنود ہوتا ہے اور جب تم درگزر کرتے ہو تو وہ بھی درگزر فرماتا ہے اور جب تم حملہ آور ہوتے ہو تو وہ بھی حملہ آور ہوتا ہے۔

ذکر فضیلت امیرالمومنینؑ

بعد ازاں ارشاد فرمایا اے علیؑ تم کو معلوم ہے کہ مینے معراج کی رات عالم بالا میں تمہاری بابت کیا سُنا؟ مینے سُنا کہ وہ فرشتے اللہ تعالیٰ کو تمہاری قسم دیتے ہیں اور اپنی حاجتیں طلب کرتے ہیں اور تمہاری محبت سے قربِ خدا حاصل کرتے ہیں اور مجھ پر اور تجھ پر درود بھیجنے کو سب عبادتوں سے بڑھ کر عبادت جانتے ہیں نیز میں نے ان کی ایک بڑی مجلس میں ان کے خطبہ خوان کو یہ کہتے ہوئے سُنا۔ کہ علیؑ میں سب قسم کی خوبیاں جمع ہیں اور سب طرح کی بزرگیاں اس میں پائی جاتی ہیں وہ ایسا شخص ہے کہ جو خوبیاں اور نیک

خصلتیں تمام مخلوقات میں متفرق طور پر موجود ہیں وہ سب کی سب اس میں ایک جگہ جمع ہیں اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے درود اور برکتیں اور سلام پہنچیں۔ اور ان فرشتوں کو جو اس خطیب کے سامنے موجود تھے اور دیگر ملائکہ کو جو آسمانوں اور نور کے پردوں اور عرش اور کرسی اور بہشت اور دوزخ میں تھے۔ اس خطیب کے فارغ ہونے کے بعد یہ کہتے سنا کہ خدایا ایسا ہی کر اور رحم کر اس پر اور اس کی ذریت طاہرہ پر درود بھیجنے کے سبب پاک اور طاہر کر +

قولہ عزوجل- وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَبِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ ہ یعنی اور وہ لوگ ہیں جو اس کتاب اور شریعت پر ایمان لاتے ہیں جو تجھ پر نازل ہوئی ہے اور ان کتابوں پر جو تجھ سے پہلے پیغمبروں پر نازل ہوئی ہیں اور روز قیامت کا وہ یقین رکھتے ہیں +

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے پھر ان متقیونکی تعریف بیان کی ہے اور فرمایا ہے کہ وہ لوگ وہ ہیں جو اس کتاب اور شریعت پر جو اے محمدؐ تجھ پر نازل کی گئی ہے۔ ایمان لاتے ہیں اور جو کتابیں اور صحیفے انبیائے گذشتہ پر نازل ہوئے ہیں جیسے توریت۔ انجیل۔ زبور۔ اور صحف ابراہیمؑ اور باقی اور کتابیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیوں پر اُتاری ہیں۔ ان پر بھی ایمان رکھتے ہیں کہ وہ سب برحق اور درست ہیں اور پروردگار عالمین کی طرف سے جو غالب اور صادق اور صاحب حکمت ہے نازل ہوئی ہیں۔ اور عالم آخرت پر جو اس دُنیا کے بعد ہوگا یقین رکھتے ہیں اور اس بات میں ان کو ذرا بھی شک نہیں کہ دار آخرت وہ جگہ ہے جہاں نیک عملونکی ان عملوں سے بڑھ کر جزا ملیگی اور اعمالِ بد کی صرف انکے قصور کے موافق سزا دی جائیگی +

اور امام حسنؑ بن علیؑ نے فرمایا ہے کہ جو کوئی امیر المومنین علیہ السلام کو آنحضرتؐ کے بعد سب سے افضل نہیں جانتا وہ توریت۔ زبور اور صحف ابراہیم اور جمیع کتب سماوی کی تکذیب کرتا ہے کیونکہ ان سب میں توحید خداوندی پر ایمان لانے اور نبوت کا اقرار کرنے کے بعد جو ضروری امر ہے وہ علیؑ اور آل اطہار علیہم السلام کی دوستی کا اقرار کرنا ہے +

اور امام حسینؑ بن علیؑ نے فرمایا ہے کہ اگر ایک ا۔ خدا پرست آنحضرتؐ کے بعد علیؑ کے رتبے کے افضل ہونے کا قائل نہ ہو۔ اور انکی افضلیت کو رد کرے تو اسکا یہ فعل ایسا ہو جائیگا جیسے آندھی کے

دن آگ کا شعلہ ہوتا ہے اور تمام خلیفوں پر علیؑ کی افضلیت کو رد کرنے والے کے سب اعمال اگرچہ ان کی کثرت کے باعث تمام صحرا بھر جائیں۔ آگ کے شعلے کی مانند ہو جائینگے اور وہ آگ ان میں بھڑک اٹھے گی۔ اور وہ آندھی ان کو گھیر لیگی۔ یہانتک کہ وہ آگ ان سب کو جلا کر خاک سیاہ کردے گی اور ان کا ذرہ بھر بھی باقی نہ چھوڑے گی +

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک شخص نے امام زین العابدین علیہ السلام کی خدمت بابرکت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ یا حضرتؑ آپ اس شخص کے حق میں کیا فرماتے ہیں جو قرآن اور کتب سابقہ اور روز قیامت پر ایمان رکھتا ہو اور نماز پڑھتا ہو اور زکوٰۃ دیتا ہو اور صلہ رحمی کرتا ہو اور نیک اعمال بجالاتا ہو مگر باوجود اس کے یہ کہتا ہو کہ مجھ کو معلوم نہیں کہ حق علیؑ کی طرف ہے یا فلاں کی طرف۔ حضرتؑ نے اس شخص سے فرمایا کہ تم اس شخص کے حق میں کیا کہتے ہو جو تمام افعال حسنہ مذکورہ بالا عمل میں لاتا ہو مگر یہ کہتا ہو کہ میں نہیں جانتا کہ محمدؐ نبی ہے یا مسیلمہ کذاب آیا اس شخص کو ان اعمال نیک سے کچھ نفع حاصل ہوگا۔ عرض کی کہ نہیں فرمایا جس طرح وہ شخص جس کو یہ خبر نہیں کہ آیا محمدؐ پیغمبر خدا ہے یا مسیلمہ کذاب۔ ان کتابوں پر ایمان نہیں لاسکتا۔ اسی طرح جس شخص کو یہ معلوم نہیں کہ آیا علیؑ حق پر ہے یا فلاں۔ وہ کیونکر ان کتابوں پر ایمان لاسکتا ہے +

قولہ عزوجل أُولَٰئِكَ عَلَىٰ هُدًى مِّن رَّبِّهِمْ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝

یعنی یہ لوگ اپنے پروردگار کی ہدایت پر چلتے ہیں اور یہی لوگ نجات پائیں گے +

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ اب اللہ تعالیٰ (ان دمتقی) لوگوں کے علوِ شان اور جلالت قدر کو بیان کرتا ہے جو ان صفات شریفہ مذکورہ بالا سے موصوف ہیں اور فرماتا ہے أُولَٰئِكَ یہ لوگ جو ان صفات سے موصوف ہیں۔ عَلَىٰ هُدًى مِّن رَّبِّهِمْ اپنے پروردگار کی ہدایت اور سخن روشن اور راہ صواب پر چلتے ہیں اور جس چیز کا ان کو امر کیا ہے اس کا علم رکھتے ہیں۔ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ اور وہی لوگ رستگاری پائیں گے اور جس چیز سے ڈرتے اور خوف کرتے ہیں اس سے چھوٹ جائینگے اور جس چیز کی آرزو رکھتے ہیں اس پر فائز ہونگے اور اس کو حاصل کر لینگے +

اور ایک شخص نے جناب امیرؑ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ آج بلال (موذن رسولؐ) فلاں شخص سے مناظرہ کرتے تھے اور اثنائے گفتگو میں غلطیاں کرتے جاتے تھے اور وہ فلاں صحیح گفتگو کرتا تھا اور بلال کی غلطیوں پر ہنستا تھا۔ یہ بات سُنکر جناب امیرؑ نے اس شخص سے فرمایا اے بندۂ خدا کلام کی صحت اور اس کی درستی کی صرف اعمال کی درستی کے لئے ضرورت ہوتی ہے اور فلاں کو صحت و درستی کلام سے کیا حصول ہو گا جبکہ اس کے افعال سراسر خطا اور نہایت خراب ہیں اور بلال کا کلام میں غلطیاں کرنے سے کیا نقصان ہے جبکہ اس کے تمام افعال درست اور نہایت پسندیدہ ہیں۔ اس شخص نے عرض کی کہ یا امیرالمومنینؑ اس کا کیا باعث ہے۔ ارشاد فرمایا کہ بلال کی درستی اعمال کے لئے یہی بات کافی ہے کہ وہ کسی کو محمدؐ رسول خدا کی نظیر نہیں جانتا۔ اور آنحضرتؐ کے بعد کسی کو علیؑ ابن ابی طالب کی مثل خیال نہیں کرتا اور اس کا اعتقاد یہ ہے کہ جو کوئی علیؑ سے دشمنی اور عناد رکھتا ہے وہ دشمن خدا اور رسولؐ ہے اور جو علیؑ کی اطاعت کرتا ہے وہ خدا و رسولؐ کا مطیع اور فرمانبردار ہے۔ اور فلاں کے افعال (کہ ان کے ہوتے اس کو عربی زبان کا صحیح بولنا اور گفتگو کا درست ہونا کچھ سودمند اور مفید نہیں ہے) کی نادرستی اور ناراستی کے لئے یہی بات کافی ہے کہ وہ گوشت کو سینے پر اور مقعد کو مُنہ پر مقدم کرتا ہے اور سرکہ کو مٹھاس میں شہد پر ترجیح دیتا ہے۔ اور حنظل (جو نہایت تلخ اور ناخوشگوار ہوتا ہے) کو دودھ سے بڑھکر لذیذ اور خوشگوار جانتا ہے اور اس دشمن خدا کو ولی خدا پر مقدم کرتا ہے کہ اس کو خصائل اور فضائل میں اس ولی خدا سے کچھ بھی نسبت نہیں ہے۔ اس امر میں وہ اس شخص سے مشابہ ہے جو نبوت اور فضیلت میں مسیلمہ کذاب کو حضرت محمدؐ پر ترجیح دیتا ہے۔ اور وہ ان لوگوں میں داخل ہے جن کے حق میں خدا فرماتا ہے۔ قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا ۝ الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا ۝ (یعنی اے محمدؐ ان لوگوں سے کہدے کہ آیا ہم تم کو ان لوگوں کی خبر دیں۔ جو اپنے اعمال میں سب سے زیادہ نقصان اُٹھائیں گے۔ وہ وہ لوگ ہیں جن کی دُنیاوی زندگانی کی سعی و کوشش بیکار گئی اور وہ خود یہ سمجھتے ہیں کہ ہم نیک عمل کرتے ہیں) اور بلاشبہ وہ فرقہ خوارج سے ہے۔

نعت بلال

(اور حسن اعمال کے بغیر زبان دانی کوئی چیز نہیں)

پارہ ۱۶ سورہ کہف ع

قولہ عزوجل اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا سَوَآءٌ عَلَیْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ۝ یعنی جو لوگ کہ کافر ہو گئے ہیں خواہ تو ان کو ڈرائے خواہ نہ ڈرائے برابر ہے وہ ایمان نہیں لائینگے ✦

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ مومنوں کا ذکر کر چکا اور خدا کو واحد جاننے اور رسولؐ خدا حضرت محمدؐ کی نبوت اور ولی خدا علیؑ کی وصایت کا اقرار کرنے پر ان کی مدح وثنا کر چکا تو کافروں کا جو کفر کے باعث اُن کے مخالف ہیں ذکر کیا۔ اور ارشاد فرمایا اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا جو لوگ کافر ہیں اور ان امور کا انکار کرتے ہیں۔ جن پر یہ لوگ ایمان لائے ہیں۔ کہ وہ توحید الٰہی اور نبوتِ رسالت پناہی اور علیؑ اور ائمہ طاہرین علیہم السلام (کہ جو خدا کے مبارک اور بزرگ بندوں میں منتخب اور مصالح خلق اللہ کے منتظم اور مہتمم ہیں) کی وصایت اور امامت ہے۔ سَوَآءٌ عَلَیْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ خواہ تو عذاب خدا سے ان کو ڈرائے یا نہ ڈرائے۔ ان کے لئے یکساں ہے وہ کبھی ان امور پر ایمان نہ لائینگے ✦

اور امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جب رسولؐ خدا مدینہ منورہ میں تشریف لائے اور ان کی سچائی کے آثار اور ان کی حقیت کے نشان اور ان کی نبوت کے دلائل ظاہر اور آشکار ہوئے تو یہودیوں نے ان کے ساتھ بڑے بڑے مکر و فریب کئے اور انکی ایذا رسانی کیواسطے بڑے بڑے قصد کئے اور وہ چاہتے تھے کہ ان کے نور کو مٹا دیں اور ان کے دلائل کو باطل کر دیں منجملہ ان لوگوں کے جو آنحضرتؐ کے رد کرنے اور جھٹلانے کا قصد رکھتے تھے مالک ابن ضیف اور کعب ابن اشرف اور حی ابن اخطب اور جدی ابن اخطب اور ابو یاسر ابن اخطب اور ابولبابہ ابن ابوالمنذر اور اس کے پیرو تھے۔ الغرض ایک روز مالک نے رسولؐ خدا سے عرض کی کہ اے محمدؐ تو اپنے آپ کو خدا کا رسولؐ سمجھتا ہے۔ حضرتؐ نے جواب دیا۔ ہاں خدائے عزوجل نے جو تمام مخلوقات کا خالق ہے ایسا ہی فرمایا ہے۔ اس نے کہا کہ اے محمدؐ ہم تجھ کو کبھی پیغمبر نہ مانیں گے۔ جب تک کہ یہ فرش جو ہمارے نیچے بچھا ہے تیری رسالت پر ایمان نہ لائے اور ہم تمہارے خدا کی طرف سے آنے کی کبھی شہادت نہ دینگے۔ جب تک کہ یہ

یعنی معجزات جناب رسولؐ کے نشانات

فرش تیرے حق ہونے کی گواہی نہ دے اور ابولبابہ ابن ابوالمنذر بولا کہ اے محمدؐ ہم تیری پیغمبری پر ہرگز ایمان نہ لائینگے اور اس امر کی شہادت نہ دینگے جب تک کہ یہ کوڑا جو میرے ہاتھ میں ہے تجھ پر ایمان نہ لائے اور تیری رسالت کی شہادت نہ دے اور کعب ابن اشرف نے کہا کہ ہم تیری رسالت پر ایمان نہ لائینگے اور اسکی تصدیق نہ کرینگے جب تک کہ یہ میری سواری کا گدھا تجھ پر ایمان نہ لے آئے۔ حضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ بندوں کو حجت کے واضح ہونے اور معجزات کے ظاہر ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ سے اس قسم کے سوال کرنا شایاں اور زیبا نہیں ہے بلکہ ان کو یہی مناسب ہے کہ خدا کی بات کو تسلیم کریں اور اس کے حکم کی پیروی کریں اور جس چیز پر اسنے اکتفا کی ہے اسی کو کافی سمجھیں آیا تمہارے لئے یہ بات کافی نہیں ہے کہ اس نے توریت اور انجیل اور زبور اور صحف ابراہیمؑ کو میری نبوت پر ناطق کیا ہے اور ان کو میری سچائی کی دلیل ٹھیرایا ہے اور ان میں علیؑ ابن ابی طالب کا ذکر کیا ہے جو میرا بھائی اور وصی اور میری امت میں میرا جانشین اور میرے بعد تمام خلق خدا سے افضل اور بہتر ہے۔ اور کیا تم کو یہ معجزہ کافی نہیں ہے کہ حق تعالیٰ نے قرآن روشن کو تمام خلقت کے لئے نازل کیا جس نے ان سب کو اسکی نظیر کے لانے اور اسکی مثل کتاب بنانے سے عاجز کر دیا اور یہ جو کچھ کہ تم نے مجھ سے طلب کیا ہے اسکے بارے میں خدا سے سوال کرنے کی جرات نہیں کرتا بلکہ یہ کہتا ہوں کہ جو دلائل اس نے مجھ کو عطا کئے ہیں وہی مجھ کو اور تم کو کافی اور وافی ہیں اور جو اس نے تمہاری درخواست کے موافق ظاہر کر دکھایا تو یہ مجھ پر اور تم پر اس کی زائد بخشش اور انعام ہے اور اگر ہم کو اس سے باز رکھا تو اس کا باعث یہ ہوگا کہ وہ جانتا ہے کہ جو کچھ اسنے ظاہر کیا ہے وہ اس امر میں اتمام حجت کے لئے کافی ہے جو وہ ہم سے چاہتا ہے الغرض جب رسولؐ خدا یہ فرما چکے تو اللہ تعالیٰ نے اس فرش کو گویا کیا اور اس نے کہا کہ مَیں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے۔ وہ واحد ہے کوئی اسکا شریک نہیں۔ وہ خدائے واحد ہے یکتا ہے بے نیاز ہے اور بلا تغیر و زوال ہمیشہ تک قائم رہیگا نہ اس کی کوئی بیوی ہے نہ بیٹا۔ اور اس نے کسی کو اپنے حکم میں شریک نہیں کیا اور مَیں گواہی دیتا ہوں کہ اے محمدؐ تو اس کا بندہ اور رسولؐ ہے اس نے تجھ کو ہدایت

اور دین حق کے ساتھ بھیجا ہے تاکہ کُل دینوں پر تیرے دین کو غالب کرے اگرچہ مُشرک لوگ اِس بات کو ناپسند کریں۔ اور مَیں گواہی دیتا ہوں کہ علیؑ ابن ابی طالب ابن عبدالمطلب ابن ہاشم ابن عبد مناف تیرا بھائی اور تیری اُمت میں تیرا جانشین ہے اور تیرے بعد تمام خلقت سے بہتر اور افضل ہے اور مَیں گواہی دیتا ہوں کہ جس نے اس کو دوست رکھا اس نے تجھ کو دوست رکھا اور جس نے اس سے دشمنی کی اس نے تجھ سے دشمنی کی۔ اور جس نے اسکی اطاعت کی اسنے تیری اطاعت کی۔ اور جس نے اس کی نافرمانی کی اس نے تیری نافرمانی کی اور جس نے تیری اطاعت کی اس نے درحقیقت خدا کی اطاعت کی اور اس کی خوشنودی کے باعث سعادت کا مستحق ہوا اور جس نے تیری نافرمانی کی اس نے درحقیقت خدا کی نافرمانی کی اور آتش جہنم کے عذاب دردناک کا سزاوار ہوا۔

جب یہودیوں نے یہ معجزہ دیکھا تو نہایت حیران ہوئے اور آپسمیں کہنے لگے یہ تو کھلم کھلا جادو ہے۔ جب ان یہودیوں نے یہ بات کہی تو وہ فرش حرکت میں آیا۔ اور زمین سے بلند ہوا اور مالک ابن ضیف اور اسکے ہمراہی اس پر سے اُلٹ کر مُنہ اور سر کے بل زمین پر گر پڑے پھر اللہ تعالیٰ نے دوبارہ اِس فرش کو بولنے کی طاقت عطا کی اور وہ بولا کہ مَیں فرش ہوں مجھ کو اللہ تعالیٰ نے گویا کیا ہے اور یہ کرامت عطا فرمائی ہے کہ اسکی توحید اور تمجید کو بیان کروں اور اس کے نبیؐ برحق کے لئے شہادت دوں۔ جو اسکے تمام نبیوں کا سردار اور خلق خدا کی طرف اس کا رسولؐ اور بندگانِ خدا کے درمیان حق کو قائم کرنے والا ہے اور اسکے بھائی اور وصی اور وزیر جو اس کے نُور سے پیدا ہوا ہے اور اس کے خلیل اور [illegible] کے قرضوں کے ادا کرنے والے اور اس کے وعدوں کے پُورا کرنے والے اور اسکے دوستوں کے مددگار اور اسکے دشمنوں کی بیخ کنی کرنے والے کی امامت کی گواہی دوں۔ اور مَیں اس شخص کا پیرو اور مطیع ہوں جس کو آنحضرتؐ نے امام اور ولی مقرر کیا ہے اور اُن لوگوں سے بیزار ہوں جو اس سے لڑیں اور اسکے دشمن ہوں۔ اِس لئے کسی کافر کو مجھ پر قدم رکھنا اور بیٹھنا مناسب نہیں ہے اب مجھ پر صرف مومن لوگ بیٹھیں گے۔ تب رسولؐ خدا نے سلمانؓ اور مقدادؓ اور ابوذرؓ اور عمارؓ سے ارشاد فرمایا جاؤ تم اس پر بیٹھو۔ کیونکہ تم ان سب چیزوں پر ایمان لائے ہو۔ جنکی اس فرش نے شہادت دی

ہے۔ حضرت کا فرمانِ واجب الاذعان سن کر وہ سب اس فرش پر جا بیٹھے۔
پھر اللہ تعالیٰ نے ابولبابہ بن منذر کے کوڑے کو گویا کیا اور وہ بولا کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا اور کوئی قابل عبادت نہیں ہے جو تمام مخلوقات کا خالق اور رزق کا وسیع کرنیوالا اور امور بندگان کا مدبر اور سب چیزوں پر قادر ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اے محمدؐ تو اسکا بندہ اور پیغمبر اور برگزیدہ اور خلیل اور حبیب اور ولی اور رازدار ہے اور اسنے تجھ کو اپنے اور اپنے بندوں کے درمیان سفیر اور رسولؐ مقرر کیا ہے تاکہ تیرے سبب نیک بندے نجات پائیں اور بدبخت ہلاک ہوں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ علیؑ ابن ابی طالب کا ذکر عالم بالا میں اس طرح کیا جاتا ہے کہ وہ تیرے بعد سردارِ خلق ہے اور کتاب خدا کی تنزیل پر جنگ کرتا ہے تاکہ اسکے مخالفوں کو طوعاً اور کرھاً اسکے قبول کرنے پر لے آئے پھر تیرے بعد اسکی تاویل پر ان منافقوں سے لڑائی کریگا۔ جو دین سے منحرف ہو گئے ہیں اور ان کی نفسانی خواہشیں ان کی عقلوں پر غالب آگئی ہیں اسلئے انہوں نے کتاب خدا کے معنوں میں تحریف کی ہے اور ان میں تغیر و تبدل کر دیا ہے اور میں شہادت دیتا ہوں کہ علیؑ اپنی زیادتی عطا کے باعث دوستان خدا کو خوشنودی خدا کی طرف لے جائیگا۔ اور دشمنانِ خدا اور اس کی نافرمانی اور مخالفت کے اختیار کرنے والوں کو اپنی شمشیر آبدار سے جہنم واصل کریگا اسکے بعد کا کوڑا نیچے کو جھکا اور ابولبابہ کو اس زور سے کھینچا کہ وہ منہ کے بل زمین پر گر پڑا وہ پھر اٹھ کھڑا ہوا۔ مگر کوڑے نے اس کو کھینچ کر پھر زمین پر اوندھا گرا دیا اور کئی بار ایسا ہی وقوع میں آیا یہانتک کہ ابولبابہ نے کہا کہ افسوس مجھے کیا ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کوڑے کو پھر طاقت گویائی عطا فرمائی اور وہ بولا کہ اے ابولبابہ میں کوڑا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی توحید کے ساتھ مجھ کو گویا کیا اور اپنی تمجید کے ساتھ مجھ کو معزز فرمایا اور اپنے تمام بندوں کے سردار حضرت محمدؐ کی نبوت کی تصدیق کا شرف مجھ کو عنایت کیا اور مجھ کو اس شخص کا دوست بنایا جو آنحضرتؐ کے بعد تمام خلقت سے بہتر ہے اور مخلوقات میں تمام دوستان خدا سے افضل ہے اور وہ آنحضرتؐ کا بھائی اور اس کی بیٹی کا کہ جو تمام عورتوں کی سردار ہے شوہر ہے اور جس کو شب ہجرت آنحضرتؐ کے بستر پر سونے کے سبب افضل جہاد کا ثواب ملا۔ اور جو اپنی سیف انتقام سے آنحضرتؐ کے

دشمنوں کو ذلیل وخوار کرنے والا اور اس کی اُمت میں علوم حلال وحرام اور شرایع واحکام کا پھیلانے والا ہے کسی کافر کو جو کھلم کھلا حضرت محمدؐ کا مخالف ہو۔ مناسب نہیں ہے کہ مجھ کو اپنے استعمال میں لائے۔ میں تجھ کو اسی طرح کھینچ کھینچ کر گراتا رہونگا۔ یہانتک کہ تجھ کو زخموں سے چُور کر کے ہلاک کر ڈالوں اور تیرے ہاتھ سے نکل جاؤں یا تو محمدؐ اور انکی آل اطہار پر ایمان لا۔

جب ابولبابہ نے اسکی گفتگو سُنی تو کہا کہ اے کوڑے میں بھی ان تمام امور کی گواہی دیتا ہوں جن کی تو نے شہادت دی ہے اور ان سب کا اعتقاد کیا اور ایمان لایا۔ کوڑا بولا تو میں بھی تیرے ہاتھ میں ٹھیر گیا کیونکہ تو نے ایمان کو ظاہر کیا اور تیرے دل کا حال خدا ہی جانتا ہے اور وہی قیامت کے دن تیرے موافق یا مخالف حکم کریگا۔

امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اس یہودی کا اسلام اچھا نہ ہوا اور اعمال بد اس سے ظہور میں آئے۔

جب وہ لوگ حضرتؐ کے پاس سے چلے گئے تو پوشیدہ طور پر ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ محمدؐ اقبالمند اور صاحب نصیب ہے اور سچا پیغمبر نہیں ہے۔

کعب ابن اشرف نے جب اپنے گدھے پر سوار ہونیکا ارادہ کیا تو وہ کودنے اور اُچھلنے لگا اور اسکو سر کے بل زمین پر دے پٹکا کہ اسکو سخت چوٹ آئی وہ پھر اُٹھ کر اس پر سوار ہوا۔ اور گدھے نے اسکو اسی طرح زمین پر گرا دیا۔ وہ پھر چڑھ بیٹھا اور گدھے نے ویسا ہی کیا۔ آخر جب ساتویں یا آٹھویں بار ہوئی تو خدا کی قدرت سے گدھا گویا ہوا اور بولا کہ اے بندۂ خدا تو بہت بُرا آدمی ہے کہ خدا کی نشانیوں کو دیکھ کر بھی ایمان نہ لایا۔ اور کافر ہی رہا اور میں گدھا ہوں کہ حق سُبحانہ تعالیٰ نے اپنی توحید سے مجھ کو مشرف فرمایا ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے اور وہ ایک ہے اور کوئی اس کا شریک نہیں وہ کل مخلوق کا پیدا کرنے والا اور صاحب جلالت مکرمت ہے اور میں شہادت دیتا ہوں کہ محمدؐ اسکا بندہ اور رسولؐ ہے اور تمام اہل بہشت کا سردار ہے اور وہ اسلئے مبعوث ہوا ہے کہ ان لوگوں کو جن کا سعید اور نیک بخت ہونا علم الہیٰ میں گذر چکا ہے۔ سعید اور نیک بخت بنائے اور ان لوگونکو شقی اور بدبخت کرے جن کی شقاوت پہلے ہی لکھی جا چکی ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ

علیؑ ابن ابی طالب وہ شخص ہے کہ جس کو وہ نیک بخت کرے حق تعالیٰ اسکو نیک بخت کریگا کہ اسکو اسکی وعظ و پند کے قبول کرنے اور اسکے آداب کے سیکھنے اور اسکے احکام کے ماننے اور اس کی منہیات سے باز رہنے کی توفیق عطا کریگا کیونکہ حق تعالیٰ اس کی سطوت کی تلواروں اور انتقام و نقمت کے حملوں سے محمدؐ کے دشمنوں کو ذلیل و خوار کریگا۔ یہانتک کہ یا تو اس کی شمشیر بران اور دلیل روشن و غالب سے عاجز آکر آنحضرتؐ پر ایمان لے آئیں۔ یا اگر وہ ایمان نہ لائیں اور اپنی گمراہی میں پڑے رہیں اور طغیان اور سرکشی میں زیادتی کریں تو ان کو تلوار کے گھاٹ جہنم واصل کرے اب کسی کافر کو میری پشت پر سوار ہونا مناسب نہیں ہے بلکہ وہی شخص سوار ہو سکتا ہے جو خدائے واحد پر ایمان لایا ہو اور رسولؐ خدا محمدؐ کے جمیع اقوال کی تصدیق کرتا ہو اور اس کے تمام افعال کو درست جانتا ہو خصوصاً اسکے اپنے بھائی علیؑ کو جو کہ اس کا وصی اور ولیعہد اور اسکے علوم کا وارث اور اسکے دین کا محافظ اور اس کی اُمت کا نگہبان اور اسکے قرضوں کا ادا کرنے والا اور اس کے وعدوں کا پورا کرنے والا اور اس کے دوستوں کا دوست اور اس کے دشمنوں کا دشمن ہے۔ اپنا جانشین مقرر کرنے میں آنحضرتؐ کو صواب اور درستی پر مانتا ہو اور اس اعتقاد کی بدولت اشرف طاعات بجالاتا ہو۔ اس وقت رسولؐ خدا نے کعب ابن اشرف سے فرمایا کہ اے کعب تیرا گدھا تجھ سے بہتر ہے چونکہ وہ تجھ کو سوار نہیں ہونے دیتا اسلئے تو اس کو ہمارے کسی مومن بھائی کے ہاتھ فروخت کر دے۔ کعب بولا کہ مجھ کو بھی اب اسکی ضرورت نہیں ہے کیونکہ (معاذ اللہ) تیرا جادو اس میں اثر کر گیا ہے یہ بات سُنکر گدھے نے اس کو للکارا کہ اے دشمن خدا۔ خدا کی قسم رسولؐ خدا کے بُرا کہنے سے اپنی زبان کو بند کر خدا کی قسم اگر آنحضرتؐ کی مخالفت کا ڈر نہ ہوتا تو میں تجھ کو قتل کرتا اور اپنے سموں سے پامال کرتا لتا اور دانتوں سے کاٹ کاٹ کر تیرے سر کو ریزہ ریزہ کر دیتا۔ یہ سُن کر کعب نہایت شرمندہ ہوا۔ اور خاموش رہ گیا ؀

اگرچہ اپنے گدھے کی باتیں سُن کر اسکا دل بے تاب ہُوا۔ مگر تاہم شقاوت اس پر غالب ہوئی اور ایمان نہ لایا اور اس گدھے کو ثابت ابن قیس نے سو دینار دے کر خرید لیا اور اس پر سوار ہو کر آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا تھا اور وہ اسکے نیچے نہایت نرم رفتار اور فرمانبردار اور ہموار رہتا تھا اپنے

مُنہ سے اُلفت کا اظہار کرتا اور اس کو اپنے مالک کے لئے نرم رکھتا تھا۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ اے ثابت یہ گدھا تیرے ایمان کے سبب ایسا نرم رفتار اور فرمانبردار اور ہموار ہوگیا ہے +

الغرض جب وہ یہودی حضرتؑ کے پاس سے چلے گئے اور کوئی ایمان نہ لایا اسوقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ یعنی اے محمدؐ جو لوگ کہ کافر ہوگئے ہیں ان کے واسطے یکساں ہے۔ خواہ تو ان کو عذاب خدا سے ڈرائے اور وعظ کرے اور خوف دلائے اور خواہ نہ ڈرائے وہ ہرگز ایمان نہ لائینگے اور تیری تصدیق نہ کرینگے جبکہ وہ ان معجزات کو دیکھ کر ایمان نہ لائے اور کافر ہی رہے تو تیرے بیان اور دعوت اسلام پر کیونکر ایمان لے آئینگے +

قولہ عزوجل خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ وَعَلٰۤى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ وَّلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝ یعنی گویا اللہ تعالیٰ نے ان (کافروں) کے دلوں اور کانوں پر مُہر لگادی ہے۔ اور انکی آنکھوں پر پردہ پڑا ہوا ہے اور ان کے لئے بہت بڑا عذاب ہے +

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے انکے دلوں پر ایسے نشان کردیئے ہیں کہ جو فرشتے ان کو شناخت کرنا چاہتے ہیں ان نشانوں کو دیکھ کر پہچان لیتے ہیں کہ یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان نہ لائینگے اور اسی قسم کے نشانات انکے کانوں پر ہیں اور انکی آنکھوں پر پردہ پڑا ہے اسلئے کہ جس امر کی ان کو تکلیف دی گئی ہے اس میں غور و تامل کرنے اور اسکے دیکھنے سے اُنہوں نے رُوگردانی کی اور جو کچھ اللہ تعالیٰ کا ان سے مقصود تھا اسکے بجالانے میں کوتاہی کی اور جس چیز پر ایمان لانا لازم اور ضروری ٹھیرایا گیا تھا اس سے جاہل اور بے خبر رہے اور اس شخص کی مانند ہوگئے جس کی آنکھوں پر پردہ پڑا ہو۔ کہ وہ اپنے آگے کی چیز کو بھی نہیں دیکھ سکتا چونکہ اللہ تعالیٰ فساد اور برانگیختہ کرنے اور بندوں سے اس چیز کا جس سے ان کو خود منع کیا ہے زبردستی سے۔ مطالبہ کرنے سے بری اور پاک ہے اس لئے ان کو جابرانہ طور پر حکم نہیں دیتا اور نہ جبراً اس طرف جانے کا حکم دیتا ہے۔ جہاں کے جانے سے ان کو منع کیا ہے +

پھر خدا فرماتا ہے کہ انکے لئے عذاب عظیم ہے۔ یعنی عذاب آخرت جو کافروں کے واسطے تیار کیا گیا ہے اور دُنیا میں بھی عذاب دیتا ہے۔ جیسے عذاب استصلاح۔ جس کو اس شخص پر

نازل کرتا ہے جس کی بہتری منظور ہوتی ہے تاکہ اس کو اپنی طاعت کے بجا لانے کے لئے تنبیہ کرے یا عذاب اصطلام۔ یعنی جڑ سے اُکھیڑنے والا عذاب۔ اس سے مقصود یہ ہوتا ہے کہ اس شخص کو اپنے عدل و حکمت کی طرف رجوع کرائے۔

اور امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جب سو لخدا نے ان لوگوں کو جو آیۂ گزشتہ اِنَّ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا الٰی آخرہ میں مقصود ہیں۔ دعوت اسلام کی اور ان آیات و معجزات کو انکے سامنے ظاہر کیا اور وہ پھر بھی کافر ہی رہے اور ایمان نہ لائے تو اللہ جلشانہ نے اپنے حبیبؐ کو ان کے حال سے مطلع فرمایا اور یہ آیت نازل کی خَتَمَ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوۡبِھِمۡ..... الخ یعنی اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں اور کانوں پر مُہر لگا دی ہے کہ جو ملائکہ مقربین کے لئے جو ان لوگوں کے حالات کو جو لوح محفوظ میں مسطور اور مذکور ہیں پڑھتے ہیں۔ ایک علامت ہے کہ جب وہ ان کے احوال اور ان کے دلوں اور کانوں کی طرف نظر کرتے ہیں اور ان لوگوں کو جن کے اعضا پر مُہریں لگی ہیں مشاہدہ کرتے ہیں تو جو کچھ انہوں نے لوح محفوظ میں پڑھا ہے اس کے مطابق پاتے ہیں اور اس کو ان کے دلوں اور کانوں اور آنکھوں میں دیکھ لیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کی پوشیدہ نعمتوں پر ان کا یقین اور بڑھ جاتا ہے۔ صحابہ نے عرض کی کہ یا رسولؐ اللہ آیا فرشتوں کی طرح کوئی آدمی بھی اس مہر کو دیکھ سکتا ہے۔ فرمایا ہاں۔ میں اللہ تعالیٰ کے مشاہدہ کرانے سے اس کو مشاہدہ کرتا ہوں اور میری اُمت میں سے وہ شخص بھی اس کا مشاہدہ کرتا ہے جو سب سے بڑھ کر خدا کا فرمانبردار اور سب سے زیادہ طاعت گزار اور دین خدا میں سب سے اعلیٰ اور افضل ہے۔ صحابہ نے عرض کی کہ یا حضرتؐ وہ کون ہے اور ان میں سے ہر شخص اس درجۂ علیا کی آرزو کرتا تھا۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ تم دعا کرو جس کو خدا چاہیگا اس عہدے سے ممتاز فرمائیگا کیونکہ کسی شخص کو مرتبۂ جلیل محض اس شخص کے تمنا کرنے یا اپنے دل میں کہہ لینے اور گھر بیٹھے خواہش کرنے سے حاصل نہیں ہوتا بلکہ یہ تو اسکا فضل ہے جسکو اس عہدے سے ممتاز کرنا چاہتا ہے اسکو ایسے اعمال نیک کی توفیق عطا کرتا ہے جن کے سبب اسکو مکرم اور معزز فرمائے اس طرح اس کو سب سے افضل درجے اور بزرگ تر مرتبے پر پہنچا دیتا ہے۔ عنقریب اللہ تعالیٰ اس مرتبہ جلیل سے اس شخص کو مشرف فرمائیگا جسکی تم کل کے روز تعظیم و تکریم کرو گے اس لئے تم نیک عملوں کے

بجالانے میں کوشش کرو جس کو اللہ تعالیٰ اس امر کی توفیق دیگا۔ جو زیادتیٔ کرامت کا باعث ہو۔ اسی کو وہ فضیلت عظیم حاصل ہوگی۔ الغرض جب صبح ہوئی اور مجلس رسولؐ لوگوں سے پُر ہوگئی اور کل کے روز ہر ایک نیکوکار نے نیک عمل کرنے اور خدا کی راہ میں نیکی کرنے میں بہت کوشش کی تھی اور ہر ایک اسی امید پر مجلس میں آیا تھا کہ وہ افضل نیکوکاریں ہوں۔ الغرض حاضرین نے عرض کی کہ یا رسولؐ اللہ ہم نے اس شخص کے اوصاف کو تو پہچان لیا اگرچہ آپنے اس کے نام کی تصریح نہیں فرمائی۔ فرمایا سب بزرگیوں اور فضیلتوں اور نیکیوں کا جامع وہ شخص ہے جس نے اپنے مومن بھائی کا قرض ادا کیا اور عیب جُو قرضخواہ کا سامنا کیا۔ اور رضائے خدا کے لئے غضب ناک ہوا اور اس کے غضب کے سبب اسکے دشمن کو قتل کر ڈالا وہ جس نے مومن سے حیا کی اور شرم کے مارے اس کی طرف سے مُنہ پھیر لیا اور اس کی بابت شیطان رجیم سے مقابلہ کرنے کی زحمت اُٹھائی یہاں تک کہ اس کو ذلیل خوار کر دیا اور بندۂ مومن کی جان کی اپنی جان سے حفاظت کی۔ یہاں تک کہ اسکو اس ہلاکت سے چھڑا دیا۔ بعد ازاں ارشاد فرمایا کہ تم میں سے کس نے آج کی رات ایکہزار سات سَو درہم ادا کئے ہیں۔ علیؑ ابن ابی طالب نے عرض کی کہ یا رسولؐ اللہ مَیں نے ادا کئے ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ اس قصّے کو اپنے مومن بھائیوں کے سامنے بیان کرو مَیں تمہاری تصدیق کرتا ہوں کیونکہ خدائے بزرگ و برتر نے تمہاری تصدیق کی ہے یہ سامنے رُوح الامینؑ موجود ہیں اور خدا کی طرف سے خبر دیتے ہیں کہ اس نے تم کو سب برائیوں سے صاف اور پاک کر دیا ہے اور فضل اور اشرف فضیلتوں سے تم کو مخصوص کیا ہے کافر اور اس شخص کے سوا جو اپنے بہرۂ نفس سے ناواقف ہے کوئی تم کو کذب سے متہم نہ کریگا تب علی علیہ السلام نے عرض کی کہ مَیں شب گذشتہ فلاں ابن فلاں مومن پر گزرا کیا دیکھتا ہوں کہ فلاں شخص جس کو مَیں منافق جانتا ہوں اسکو پکڑے ہوئے ہے اور اسکو تنگ کر رکھا ہے اس مومن نے مجھ کو آواز دی کہ اے رسولؐ اللہ کے بھائی اور اس کے سامنے سے سختیوں کے دفع کرنے والے اور حبیبؐ خدا سے دشمنوں کو ہٹانے والے میری فریاد کو پہنچو اور میری سختی کو دور کرو اور مجھ کو اس غم سے چھڑاؤ اس قرضخواہ سے میری سفارش کیجئے شاید وہ آپ کی سفارش کو مان لے اور مجھ کو کچھ مہلت دے کیونکہ مَیں مُفلس اور تنگدست ہوں مینے اس سے کہا واللہ کیا

ثواب ... اپنے مومن بھائی کا قرض ادا کرنا اور رنج ... اور ... فضیلت ...

تم سچ مچ تنگدست ہو۔ وہ شخص بولا کہ اے برادر رسولؐ اگر میں جھوٹ بولنے کو حلال جانتا ہوں تو آپ میری قسم پر بھی اعتبار نہ کرینگے۔ میں محتاج ہوں اور سچ عرض کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ کی عزت و جلالت اس سے بڑھ کر ہے کہ میں اس کی سچی یا جھوٹی قسم کھاؤں یہ سُن کر میں بھی اسکی طرف متوجہ ہوا اور کہا کہ میں نہ تو اس شخص کا احسان خود اُٹھانا چاہتا ہوں اور نہ یہ منظور ہے کہ تم پر اس کا کچھ احسان ہو اس لئے میں اُس شہنشاہ سے سوال کرتا ہوں جو اپنے سائلوں سے کبھی ناراض نہیں ہوتا اور جو کوئی اس کے ثواب کے حاصل کرنے کا قصد کرے وہ اس سے حیا نہیں کرتا۔ پھر میں نے دُعا کی کہ اے خدا محمدؐ اور ان کی آلؑ اطہار کا واسطہ ضرور اپنے اس بندے کا قرض ادا کر۔ اس وقت میں نے آسمان کے دروازوں پر نگاہ کی کہ وہاں کے فرشتے پکارتے ہیں۔ اے ابوالحسنؑ اس بندے کو حکم دو کہ جو پتھر اور ڈھیلے اور کنکریاں اور مٹی اس کے سامنے ہے ہاتھ مار کر اُٹھالے تاکہ اللہ تعالیٰ اسکے ہاتھ میں ان کو سونا کر دے پھر اسمیں سے کچھ تو اپنا قرض ادا کرے اور باقی کو اپنا نفقہ اور سرمایہ بنالے جس کے سبب فاقہ کشی سے محفوظ رہے اور اپنی تنگدستی کو دُور کرے۔ یہ ندا سُن کر میں نے اس شخص سے کہا کہ اے بندۂ خدا اللہ تعالیٰ نے تیرے قرض کے ادا کرنے اور محتاجی کے بعد تیرے دولتمند ہونے کا حکم فرمادیا ہے اپنے سامنے کی جس چیز کو چاہے ہاتھ مار کر اُٹھالے کیونکہ اللہ تعالیٰ اس کو خالص سونا کردیگا اس نے پتھروں اور کنکروں کو اُٹھالیا وہ ہاتھ میں آتے ہی سُرخ سونا ہو گئے تب میں نے اس سے کہا کہ اس میں سے اس کے قرض کی مقدار کے موافق جدا کر کے اسکو دیدے اسنے ایسا ہی کیا۔ پھر میں نے اس سے کہا کہ یہ باقی سونا تیرا رزق ہے جو خدا نے تجھ کو بھیجا ہے۔ الغرض جو سونا اس نے قرض میں دیا وہ ایکہزار سات سو درہم کا مال تھا اور جو باقی رہا وہ ایک لاکھ درہم سے زیادہ کا تھا اب وہ شخص اہل مدینہ میں سب سے زیادہ خوش حال ہے۔ رسولؐ خدا نے ارشاد فرمایا کہ خدا ہی اس کا حساب جانتا ہے اور مخلوقات کی عقلیں وہاں تک نہیں پہنچتیں کہ وہ ایکہزار سات سو کو ایک ہزار سات سو میں ضرب دیگا۔ پھر اس کے حاصل ضرب کو آپس میں ضرب دیگا۔ پھر اسکے حاصل ضرب کو اسی میں ضرب دیگا۔ اسی طرح ہزار دفعہ عمل کریگا۔ جو کچھ اخیر حاصل ضرب ہوگا اس قدر محل تم کو بہشت میں عطا فرمائیگا۔ ایک محل سونے کا ہوگا اور

ایک چاندی کا۔ اور ایک موتی کا اور ایک زمرد کا ایک زبرجد کا اور ایک جوہر کا اور ایک محل نور پروردگار عالم کا ہوگا اور ان سب سے چند در چند غلام اور خدمتگار اور مرکب جو جنت کے آسمان اور زمین کے درمیان پرواز کرتے ہونگے عطا کریگا۔ یہ مژدہ سُن کر جناب امیرؑ حمد پروردگار بجا لائے۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ یہ تعداد ان لوگوں کی ہے جن کو تمہاری محبت کے باعث اللہ تعالیٰ جنت میں داخل کریگا اور ان سے رضامند ہوگا اور اس سے چند در چند شیاطین جن وانس کو جہنم واصل کریگا۔ کیونکہ وہ تم سے بُغض رکھتے تھے اور تمہارے درجے کو گھٹاتے تھے اور تم کو کم سمجھتے تھے۔

بعد ازاں حضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ اے صحابہ تم میں ایسا کون شخص ہے جسنے شب گزشتہ کو غضب خدا و رسولؐ کے سبب کسی شخص کو قتل کیا ہے۔ علی علیہ السلام نے عرض کی کہ یا رسولؐ اللہ مَیں نے ایسا کیا ہے اور ابھی اس کے خون کے دعوے دار آپکی خدمت میں حاضر ہونگے۔ فرمایا اسکی حقیقت اپنے مومن بھائیوں کے روبرو بیان کرو۔ تب علی علیہ السلام نے بیان کیا کہ مَیں اپنے گھر میں تھا کہ مَیں نے سُنا کہ دو شخص باہر لڑ رہے ہیں۔ اتنے میں وہ دونو میرے پاس آئے ایک تو فلاں یہودی تھا اور دوسرا فلاں مشہور آدمی انصار میں سے تھا۔ یہودی بولا کہ اے ابوالحسن سنو میرا اور اس شخص کا کچھ مقدمہ تھا اس کو ہم نے تمہارے صاحب محمدؐ کی خدمت میں پیش کیا انہوں نے میرے حق میں فیصلہ کیا مگر یہ شخص کہتا ہے کہ مَیں آنحضرتؐ کے فیصلہ پر راضی نہیں ہوں کیونکہ وہ تجھ سے ڈر گئے اور تیری رعایت کی۔ مَیں کعب ابن اشرف یہودی کو مُنصف مقرر کرتا ہوں مَیں نے اس امر سے انکار کیا تب وہ مجھ سے کہنے لگا کہ تو علیؑ کا مُنصف بننا بھی منظور کرتا ہے مَیں نے اِس بات کو منظور کر لیا سو یہ مجھ کو آپ کے پاس لایا ہے۔ تب مَیں نے یہودی کے اس ساتھی سے پوچھا آیا حقیقت حال اسی طرح ہے جیسا کہ یہ بیان کرتا ہے۔ وہ بولا ہاں۔ میں نے کہا پھر دُہراؤ اس نے اول سے آخر تک پھر دُہرایا جیسا کہ یہودی نے بیان کیا تھا پھر مجھ سے کہا کہ ہم دونو کے درمیان حق حق فیصلہ کرو میں نے اس سے کہا کہ میں گھر میں جاتا ہوں وہ بولا کس لئے۔ میں نے کہا وہ چیز لینے جاتا ہوں جس سے تم دونو کے درمیان ٹھیک ٹھیک حکم کرونگا۔ پھر میں گھر میں جاکر اپنی

جناب امیرؑ کا محض خدا و رسولؐ کی خاطر غضب سے یہودی کے ایک شخص کو قتل کرنا

تلوار اُٹھا لایا اور اس زور سے اس شخص کی گردن پر ماری کہ اگر پہاڑ بھی اسوقت میرے آگے ہوتا تو اس کو چیر ڈالتا اور اس کا سر جدا ہو کر سامنے آ پڑا۔ جونہی علی علیہ السلام اس واقعہ کے بیان کرنے سے فارغ ہوئے اس مقتول کے وارثوں نے آ کر عرض کی کہ آپ کے اس چچیرے بھائی نے ہمارے آدمی کو قتل کر ڈالا۔ اس سے قصاص لیجئے۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ اس کا قصاص نہیں ہونے کا۔ انہوں نے عرض کی کہ خونبہا ہی سہی۔ فرمایا خون بہا بھی نہیں ملیگا۔ خدا کی قسم اس کا خون بہا نہیں دیا جائیگا کیونکہ علیؑ نے تمہارے آدمی کے برخلاف گواہی دی ہے اور اللہ تعالیٰ علیؑ کی شہادت کے سبب اس پر لعنت کرتا ہے اور بالفرض اگر علیؑ ہر دو عالم کے برخلاف گواہی دے تو خدا اس کی گواہی کو قبول کرے کیونکہ وہ راست گو اور امانت گزار ہے تم اپنے اس آدمی کو اُٹھا کر لے جاؤ اور یہودیوں کے قبرستان میں دفن کر دو کیونکہ وہ ان ہی میں سے تھا۔ حضرتؐ کا یہ ارشاد سُن کر وہ لوگ اس مقتول کو اُٹھا لے گئے اور خون اس کی گردن سے جاری تھا اور تمام بدن بالوں سے چھپا ہوا تھا جناب امیرؑ نے عرض کی کہ یا رسولؐ اللہ اس شخص کے بال سور کے بالوں سے کس قدر مشابہ ہیں حضرتؐ نے فرمایا کہ یا علیؑ اگر تم کل بالوں اور دُنیا کے ریت کے ذروں کی تعداد کے برابر حسنات کو شمار کرو تو وہ زیادہ نہیں ہیں۔ عرض کی کہ یا رسولؐ اللہ بیشک زیادہ ہیں حضرتؐ نے فرمایا کہ اے ابوالحسنؑ اللہ جلشانہ نے تمہارے اس شخص کو قتل کرنے کا ثواب یہ مقرر کیا ہے کہ گویا تم نے ریگستان عالج کے ذرات اور اس منافق کے کُل بالوں کی تعداد کے برابر غلام راہ خدا میں آزاد کئے اور ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب کم سے کم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس غلام کے ہر بال کی عوض اس آزاد کرنے والے کو ہزار نیکیاں عطا کرتا ہے اور ہزار گناہ معاف کرتا ہے اگر وہ گناہ نہ رکھتا ہو تو اسکے باپ کے ہزار گناہ معاف فرماتا ہے اگر وہ بھی گنہگار نہ ہو تو اس کی ماں کے اگر وہ بھی گناہ نہ رکھتی ہو تو اس کے بھائی کے اور اگر وہ بھی خطا کار نہ ہو تو اس کے اہل و عیال، اور ہمسایوں اور قریبی رشتہ داروں کے گناہ عفو فرماتا ہے۔

بعدازاں صحابہ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ تم میں ایسا کون ہے جس نے آج رات کو راہ خدا میں اپنے مومن بھائی سے حیا کی ہے جبکہ اس کو محتاج اور تنگدست پایا اور اسکی حمایت میں شیطان سے

مقابلہ کیا اور انجام کار اس پر غالب ہوا۔ جناب امیر نے عرض کی یا رسول اللہ میں نے ایسا
کیا ہے حضرتؐ نے فرمایا علیؑ تم اس کی حقیقت اپنے مومن بھائیوں کے رو برو بیان کرو تا کہ
وہ حتی المقدور تمہارے نیک اعمال کی پیروی کریں اگرچہ ان میں سے ایک بھی تمہاری تعریف کو
نہیں پہنچ سکتا اور تمہارے غبار کو شق نہیں کر سکتا (یعنی تمہارے حقیقت حال کو نہیں سمجھ سکتا)
اور تم سے سبقت لے جانے میں تمہارے فضائل کی طرف نگاہ نہیں کر سکتا۔ مگر جس طرح زمین
سے آفتاب کی طرف دیکھ سکتے ہیں اور انتہائے مغرب سے انتہائے مشرق کی طرف نگاہ کر
سکتے ہیں تب علیؑ نے عرض کی کہ یا رسولؐ اللہ آج رات مزبلہ بنی فلاں پر میرا گزر ہوا وہاں
انصار میں سے ایک مرد مومن کو دیکھا کہ بھوک کے مارے اس مزبلہ پر سے خربزے۔
ککڑی اور انجیر کے چھلکے اُٹھا اُٹھا کر کھا رہا ہے۔ یہ حال دیکھ کر میں نے شرم کے مارے اسکی طرف سے
مُنہ پھیر لیا کہ ایسا نہ ہو یہ مجھ کو دیکھ کر شرمندہ ہو۔ اور وہاں سے ہٹ کر اپنے گھر پہنچا اور جو کی
دو روٹیاں جو میں نے اپنی سحری اور افطار کے لئے رکھی تھیں لا کر اس شخص کو دیدیں اور کہا کہ
جس چیز کی تجھ کو خواہش ہوا کرے ان سے حاصل کر لیا کر کیونکہ اللہ تعالیٰ ان میں برکت دیگا
اس شخص نے مجھ سے کہا کہ اے ابوالحسنؑ میں اس برکت کا امتحان کرنا چاہتا ہوں تاکہ آپکی
راست گفتاری کا مجھ کو یقین ہو جائے اسوقت چوزے کے گوشت کو میرا جی چاہتا ہے اور
میرے گھر والوں کی بھی یہی خواہش ہے۔ تب میں نے اس سے کہا کہ جتنے چوزے کی تجھ کو
خواہش ہے اتنا ہی ٹکڑا اس روٹی میں سے توڑ لے اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ سے اسکو چوزے
کی صورت میں تبدیل کر دیگا کیونکہ میں نے اس سے محمدؐ اور انکی آلؑ اطہار کے مرتبے کا واسطہ دے کر
یہ درخواست کی ہے اسوقت شیطان نے میرے دل میں گزر کیا اور کہنے لگا کہ اے ابوالحسنؑ اس
شخص کے ساتھ ایسا سلوک کرتے ہو شائد یہ منافق ہی ہو۔ میں نے جواب دیا کہ اگر یہ مومن ہے
تو اس سلوک کا سزاوار اور مستحق ہے اور اگر منافق ہے تب بھی میں نے احسان ہی کیا۔ اور یہ
ضرور نہیں کہ ہر احسان اسکے مستحق ہی کو پہنچے۔ پھر میں نے اس سے کہا کہ اگر وہ منافق ہے تو میں خدا سے
دُعا کرونگا کہ وہ محمدؐ اور ان کی آلؑ اطہار کا واسطہ اس کو خالص مومن ہونے کی توفیق عطا
کرے اور کفر سے اِس کو پاک کر دے۔ اِس دُعا کا صدقہ میرے اس بزرگ خوراک کے

صدقے سے جو مال ارا اور تونگر بننے کا باعث ہے بہتر ہوگا آخر کار میں نے شیطان کی سختی کو جھیل لیا اور اس شخص سے پوشیدہ خدا سے دعا کی کہ مرتبۂ محمدؐ و آلِ محمدؐ کا واسطہ اسکے ایمان کو خالص کر دے اسی اثنا میں اس کے اعضا لرزنے لگے اور وہ منہ کے بل زمین پر گر پڑا میں نے اسکو اٹھا کر کھڑا کیا اور پوچھا کہ تجھ کو کیا ہوا وہ بولا میں منافق تھا اور محمدؐ کی اور تمہاری باتوں میں شک کرتا تھا اسوقت آسمانوں اور حجابوں کو میرے سامنے کھولا گیا جن جن ثوابوں کا تم دونو وعدہ دیا کرتے ہو ان کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا پھر جہنم اور اسکے عذابوں کو جن کا تم دونو وعدہ دیا کرتے ہو میں نے دیکھا اس وقت ایمان سے میرا سینہ معمور ہو گیا اور میرا دل صاف ہو گیا اور وہ تمام شکوک جو مجھ کو پیش آیا کرتے تھے اور مضطرب کیا کرتے تھے دُور ہو گئے پھر اس شخص نے وہ دونو روٹیاں لے لیں اور میں نے اس سے کہا کہ جس چیز کی تجھ کو خواہش ہو تھوڑا سا ٹکڑا روٹی میں سے توڑ لے اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ سے اس کو تیری خواہش کے موافق تبدیل کر دیگا۔ الغرض وہ ٹکڑا برابر گوشت اور چربی اور حلوے اور رطب اور خربزے اور گرمی سردی کے پھلوں کی صورت میں تبدیل ہوتا رہا۔ یہانتک کہ اللہ تعالیٰ نے ان دو روٹیوں میں عجیب و غریب چیزیں ظاہر کیں اور وہ شخص خدا کے برگزیدہ اور پسندیدہ بندوں کی بدولت آتش جہنم سے آزاد ہوا اسوقت میں نے جبرئیلؑ۔ میکائیلؑ۔ اسرافیلؑ اور ملک الموت کو دیکھا کہ ہر ایک کوہ ابو قبیس کی مانند کوئی چیز لے کر شیطان کی طرف بڑھا اور ہر ایک نے یکے بعد دیگرے ان چیزوں کو نیچے اوپر اس ملعون کے سر پر دھر دیا اور ان کے بوجھ سے اسکے اعضا ٹوٹنے لگے۔ تب اس نے جناب باری میں عرض کی کہ اے پروردگار تو نے وعدہ کیا ہے کیا تو نے روز قیامت تک مجھ کو مہلت نہیں دی۔ بارگاہ احدیت سے ندا آئی کہ میں نے تجھ کو موت سے مہلت دی ہے نہ کہ اس امر کی کہ تجھ کو ٹکڑے ٹکڑے اور ریزہ ریزہ نہ کیا جائے۔

جناب امیر کی یہ سرگذشت سن کر جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے ابو الحسنؑ تم نے شیطان کی سختی گوارا کی۔ اور جس سے وہ منع کرتا تھا اس کو راہ خدا میں کچھ عطا کیا اور اس پر غالب آگئے اسکے صلے میں اللہ تعالیٰ شیطان کو تمہارے پاس آنے سے منع کریگا اور جو کچھ تم نے اس شخص کو عطا کیا ہے اور جو کچھ اس سے ظہور میں آئیگا اسکے ہر ذرے کی عوض

تم کو ایک درجہ بہشت میں عطا فرمائیگا کہ ہر ایک درجہ دُنیا سے بہت بڑا ہوگا اور زمین سے لے کر آسمان تک بلند ہوگا۔ اور اسکے ہر دانے کی عوض اتنا ہی بڑا ایک چاندی کا پہاڑ اور ایک یاقُوت کا اور ایک جوہر کا اور ایک نُور پروردگار کا اور ایک زمرد کا اور ایک برجد کا اور ایک مشک کا اور ایک عنبر کا پہاڑ عنایت فرمائیگا اور بہشت میں تمہارے خادموں کی تعداد بارش کے قطروں اور نباتات اور حیوانات کے بالوں کی شمار سے زیادہ ہوگی۔ اللہ تعالیٰ تمام نیکیوں کا تم پر خاتمہ کریگا اور تمہارے دوستوں کے گناہوں کو محو فرمائیگا اور تمہارے سبب سے مومنوں کو کافروں سے اور مخلصوں کو منافقوں سے اور حلال زادوں کو حرام زادوں سے جُدا کریگا۔

جناب امیرؑ کا اپنی جان کو معرض ہلاکت میں ڈال کر ایک مومن کی جان بچانا

بعد ازاں حضرتؐ نے صحابہ سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ آج کی رات تم میں سے کس شخص نے اپنی جان کو معرض ہلاکت میں ڈال کر کسی مومن کی جان بچائی ہے جناب امیرؑ نے عرض کی کہ یا رسولؐ اللہ میں نے ایسا کیا ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا اپنے مومن بھائیوں کے سامنے اس قصہ کو بیان کرو اور اس منافق کے نام کو جو تمہارا مخالف ہے ظاہر مت کرو کہ اللہ تعالیٰ نے تم دونوں کو اس کی بدی سے محفوظ رکھا اور اس (منافق) کو توبہ کرنے کے لئے مہلت دی کہ شاید وہ نصیحت قبول کرے اور خدا سے ڈرے علی علیہ السلام نے عرض کی کہ میں مدینے کے باہر محلہ بنی فلاں میں جا رہا تھا اور میرے آگے کچھ دور کے فاصلہ پر ثابت بن قیس چلا جاتا تھا چلتے چلتے وہ ایک بہت گہرے اور عمیق کوئیں پر پہنچا کہ وہاں ایک منافق رہتا تھا اس بے حیا نے ثابت کو دھکا دیا تاکہ وہ کوئیں میں جا پڑے مگر ثابت اس کو چمٹ گیا اس منافق نے اسی طرح پھر اس کو دھکا دیا مگر اس کو میرے آنے کی خبر نہ تھی جب تک میں وہاں پہنچا۔ ثابت کوئیں میں جا پڑا اسوقت میں نے اس منافق کے درپے ہونا مناسب نہ سمجھا کہ ایسا نہ ہو کہ ثابت کو کچھ ضرر پہنچے اور جھٹ اسکے پکڑنے کے لئے کوئیں میں کود پڑا اور اس سے پہلے تہ پر پہنچا۔ یہ بات سُن کر آنحضرتؐ نے فرمایا تم پہلے کیوں نہ پہنچتے کہ اس سے زیادہ وزنی تھے اور تمہارے زیادہ وزنی ہونیکا باعث یہ ہے کہ علوم اوّلین و آخرین جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولؐ کے سپرد کئے ہیں وہ اسنے تم کو سونپے ہیں اس لئے سب چیزوں سے وزن دار اور بھاری ہونا تمہارا حق ہے اب بتاؤ کہ آگے کیا ہوا عرض کی کہ یا رسولؐ اللہ میں کوئیں کی تہ پر پہنچکر سیدھا کھڑا ہوگیا اور یہ امر

(یعنی کوئیں میں کودنا) مجھ کو اپنے زمین پر آہستہ آہستہ چلنے سے بھی آسان اور سہل معلوم ہوا۔ پھر ثابت میرے ہاتھوں پر آکر گرا کیونکہ میں نے اسکے تھامنے کے لئے ان کو پھیلا رکھا تھا اور مجھے یہ خوف تھا کہ میرے گرنے سے مجھ کو یا اسکو کہیں کچھ ضرر نہ پہنچے مگر وہ مجھ کو ایسا معلوم ہوا گویا ایک پھول ہے جس کو میں ہاتھ میں لئے ہوں اتنے میں کیا دیکھتا ہوں کہ وہی منافق اپنے دو ہمراہیوں سمیت کوئیں کی منڈیر پر کھڑا ہے اور ان سے کہہ رہا ہے ہم تو ایک ہی کو مارنا چاہتے تھے مگر یہ تو دو ہو گئے یہ کہہ کر وہ ایک پتھر اٹھا لائے جس میں دو سو من وزن تھا اور اس کو ہم پر پھینک دیا مجھے یہ خوف ہوا کہ کہیں ثابت کو کچھ ضرر نہ پہنچے اس خیال سے میں نے اسکو اپنی بغل میں دبا لیا اور اس کا سر اپنے سینہ کی طرف رکھا اور اس پر اوندھا پڑ گیا اور وہ پتھر میری گدی میں آکر لگا اور ایسا معلوم ہوا جیسے گرمی کی شدت میں پنکھے کی ہوا اسکے بعد وہ ایک اور پتھر لائے جو تین سو من کا تھا اور اٹھا کر کوئیں میں پھینک دیا۔ میں پھر ثابت کے اوپر اوندھا پڑ گیا اور وہ پتھر میری گدی میں لگا اور ایسا معلوم ہوا جیسے نہایت گرمی کے دن میں سر پر پانی پڑتا ہو پھر وہ تیسرا پتھر لائے جس میں پانسو من وزن تھا اور اس کو لڑھکاتے ہوئے لائے اور اس کے اٹھانے کی ان میں طاقت نہ تھی اس کو ہم پر دے مارا میں پہلے کی طرح ثابت کے اوپر جھک گیا اور وہ میری گدی اور پیٹھ میں لگا اور ایسا معلوم ہوا گویا ایک نفیس کپڑا ہے جو میں نے اپنے بدن میں پہن لیا ہے اور اس کو پہن کر خوش ہوا ہوں پھر میں نے سنا کہ وہ آپس میں ذکر کر رہے ہیں کہ اگر ابن ابی طالب اور ابن قیس میں ہزار ہزار جانیں بھی ہونگی تو بھی ان پتھروں کی بلا سے ایک بھی نجات نہ پائیگا یہ کہہ کر وہاں سے چلے گئے اور اللہ تعالےٰ نے انکے شر کو ہم سے دفع کیا پھر خدا کے حکم سے اس کوئیں کی منڈیر نیچے کو جھکی اور اس کی تہہ اوپر کو اٹھی اور دونو ایک سیدھ میں آکر زمین کے برابر ہو گئیں یہ دیکھ کر ہم نے قدم اٹھایا اور باہر نکل آئے ٭

حضرتؐ نے فرمایا اے ابوالحسنؑ پروردگار عالم نے اسکی عوض میں تمہارے لئے وہ فضائل اور ثواب مقرر کئے ہیں کہ اسکے سوا اور کسی کو معلوم نہیں قیامت کے دن ایک منادی ندا کریگا کہ علی ابن ابی طالب کے محب کہاں ہیں یہ آواز سن کر نیکوکاروں کا ایک گروہ کھڑا ہوگا اور ان سے کہا جائیگا کہ میدان قیامت میں جس کو چاہو ہاتھ پکڑ کر جنت میں لے جاؤ ان میں جو چھوٹے سے چھوٹا بھی آدمی ہوگا

اس کی شفاعت سے میدان حشر میں سے دس لاکھ آدمی نجات پا جائینگے اسکے بعد ایک اور منادی ندا کریگا کہ علیؑ ابن ابی طالب کے باقی محب کہاں ہیں اس آواز پر متوسط درجہ کے لوگوں کا ایک گروہ کھڑا ہوگا ان کو خطاب ہوگا کہ جو چاہو اللہ تعالیٰ سے سوال کرو تب وہ اپنی اپنی آرزوئیں بیان کرینگے اور سب کی تمنائیں پوری کی جائیں گی۔ پھر ہر ایک کو اسکی آرزو سے لاکھ گنا اور عطا ہوگا اسکے بعد تیسرا منادی ندا کریگا کہ علیؑ ابن ابی طالب کے باقی دوستدار کہاں ہیں یہ آواز سن کر ایک قوم اٹھے گی جنہوں نے اپنے نفسوں پر ظلم اور تعدی کی ہوگی تب حکم ہوگا کہ علیؑ ابن طالب سے بغض رکھنے والے کہاں ہیں یہ سن کر ایک لشکر عظیم اور گروہ کثیر حاضر ہوگا پھر ندا آئیگی کہ ہم ایک محب علیؑ ابن ابی طالب کی عوض ان میں سے ایک ہزار کو فدا کرتے ہیں تاکہ وہ (محب) جنت میں داخل ہوا سے علیؑ اس طرح سے اللہ تعالیٰ تمہارے محبوں کو بہشت میں داخل فرمائیگا اور تمہارے دشمنوں کو ان پر فدا کرے گا۔

بعد ازاں حضرتؐ نے ارشاد فرمایا اس افضل واکرم کا دوست اللہ اور اسکے رسولؐ کا دوست ہے اور اس کا دشمن خدا اور اس کے رسولؐ کا دشمن ہے اور محبان علیؑ امت محمدی میں تمام خلق خدا سے افضل اور اشرف ہیں۔

پھر جناب امیرؑ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ دیکھو انہوں نے نظر اٹھا کر عبداللہ ابن ابی اور سات اور یہودیوں کی طرف دیکھا اور عرض کی کہ میں نے مشاہدہ کیا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں اور کانوں پر مہر لگادی ہے اور انکی آنکھوں پر پردہ پڑا ہوا ہے تب حضرتؐ نے فرمایا کہ اے علیؑ تم زمین میں میرے بعد شہدائے خدا (یعنی وہ لوگ جو ذات باری تعالیٰ کی گواہی دیتے ہیں) میں سب سے افضل ہوں۔

الحاصل آیۂ خَتَمَ اللّٰہُ .... الخ کا یہ مطلب ہے کہ ان نشانوں کو ملائکہ دیکھتے ہیں اور انکو پہچان لیتے ہیں اور رسولِ خدا ان نشانات کو دیکھتے ہیں اور انکے بعد خیر خلق اللہ علی ابن ابی طالب انکو دیکھتے ہیں۔

پھر خدا فرماتا ہے۔ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ یعنی انکے لئے آخرت میں سخت عذاب مہیا کیا گیا ہے اس لئے کہ وہ خدا اور اس کے رسولؐ کے ساتھ کفر کرنے کی وجہ سے کاذب تھے۔

قولہ عز وجل وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَقُولُ آمَنَّا بِاللَّهِ وَبِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِينَ ۝ یعنی بعض لوگ ایسے بھی ہیں، جو کہتے ہیں کہ ہم اللہ پر اور روز قیامت پر

ایمان لائے ہیں حالانکہ وہ مومن نہیں ہیں "

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ امام عالم موسیٰ ابن جعفر علیہ السلام نے روایت کی ہے کہ جناب رسالتمآبؐ نے امیرالمومنین علیؑ ابن ابی طالب علیہ السلام کو غدیر کے دن مشہور و معروف جگہ پر کھڑا کیا اور فرمایا کہ اے بندگان خدا بتاؤ میں کون ہوں اور میرا نسب بیان کرو۔ حاضرین نے جواب دیا کہ آپ محمد ابن عبداللہ ابن عبدالمطلب ابن ہاشم ابن عبدالمناف ہیں اس وقت حضرتؐ نے فرمایا کہ اے لوگو کیا میں تمہاری جانوں کا تم سے زیادہ مختار اور مالک نہیں ہوں۔ سب نے عرض کی یا رسولؐ اللہ بیشک آپ کو ہم سے زیادہ ہماری جانوں کا اختیار حاصل ہے پھر فرمایا آیا تمہارا مالک تم سے زیادہ تم پر اختیار نہیں رکھتا حاضرین نے عرض کی یا رسولؐ اللہ مالک اور آقا کو زیادہ اختیار ہے اسوقت آنحضرتؐ نے آسمان کی طرف نگاہ کی اور جناب باری میں عرض کی کہ یا اللہ ان لوگوں کی اس بات کا گواہ رہنا۔ اسی طرح آنحضرتؐ نے تین بار اپنے کل کلام کو دہرایا۔ اور حاضرین نے بھی ویسا ہی کیا۔ بعدازاں فرمایا اے لوگو خبردار ہو جس شخص کا میں مالک اور مختار ہوں یہ علیؑ بھی اس کا مالک اور مختار ہے اے خدا اس شخص کو دوست رکھ جو اس کو دوست رکھے جو اس کو دوست نہ رکھے اس سے دشمنی رکھ جو اس سے دشمنی رکھے اور اس شخص کی نصرت کر۔ جو اسکی نصرت و یاری کرے اور اس شخص کی مدد نہ کر۔ جو اسکی مدد نہ کرے پھر ابوبکرؓ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ علیؑ سے سرداری مومنین پر بیعت کرو (یعنی انکو امیرالمومنین سمجھ کر بیعت کرو) ابوبکر نے اُٹھ کر بیعت کی۔ پھر عمرؓ سے فرمایا کہ تم بھی ان سے سرداری و حکومت مومنین پر بیعت کرو۔ اسنے بھی کھڑے ہو کر بیعت کی بعدازاں باقی سات کو امیرالمومنینؑ سے بیعت کرنے کا حکم دیا انکے بعد روسائے مہاجرین و انصار کو فرمان بیعت کا ملا۔ اور اسی طرح سب نے بیعت کی آخر کا عمر ابن خطاب نے کھڑے ہو کر کہا کہ اے علیؑ ابن ابی طالب مبارک ہو کہ آپ میرے اور ہر ایک مومن مرد اور عورت کے آقا اور مختار ہو گئے اسکے بعد سب متفرق ہو گئے اور سب سے پختہ عہد و پیمان لئے گئے۔ پھر ان میں سے ایک سرکش اور نافرمان گروہ نے آپس میں صلاح کی کہ جب حضرتؐ کا انتقال ہو جائیگا تو اس امر حکومت کو علیؑ سے ضرور بالضرور ہٹا دینگے اور اسکو اس عہدے پر ہرگز نہ رہنے دینگے اور اللہ تعالےٰ

ان کی اس تجویز کو جانتا تھا۔ اوران لوگوں کا یہ دستور تھا کہ حضرتؐ کے پاس آتے تھے اور آکر عرض کرتے تھے کہ یا رسول اللہ آپ نے ایسے شخص کو ہم پر حاکم کیا ہے جو اللہ تعالیٰ اور آپ اور ہم سب کے نزدیک تمام خلق خدا سے زیادہ عزیز ہے اور اسکے سبب سے ہم نے ظالموں اور جابروں کے پنجے سے نجات پائی چونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے باہم دیگر عداوت علیؑ کی تجویزیں کرنے سے معلوم کر دیا تھا کہ ان کے دل اس (علیؑ) کے برخلاف ہیں اور اس کی عداوت پر قائم رہیں گے اور امر خلافت کو اس کے مستحق سے ہٹانے میں کوشش کرینگے اسلئے اپنے حبیب کو ان کے حال سے مطلع فرمایا وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ یعنی بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم اللہ پر ایمان لائے ہیں جسنے آپ کو حکم دیا ہے کہ علیؑ کو اپنی امت کا امام اور محافظ اور مدبر امور مقرر کرے وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ حالانکہ وہ تمہاری اس بات کا یقین نہیں رکھتے بلکہ وہ تمہارے اور علیؑ کے مار ڈالنے کی تجویزیں کرتے پھرتے ہیں اور تمہاری وفات کے بعد علیؑ سے سرکش ہونے کی جی میں ٹھانے ہوئے ہیں ؞

قولہ عزوجل يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَمَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ یعنی وہ لوگ خدا کو اور مومنین کو فریب دیتے ہیں اور حقیقت حال یہ ہے کہ وہ فقط اپنے ہی نفسوں کو فریب دیتے ہیں اور ان کو کچھ خبر نہیں ہے ؞

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ امام موسیٰ ابن جعفر علیہما السلام نے فرمایا کہ جب علیؑ کے معاملے میں انکی قیل وقال اور خوض فکر کرنا اوران کے برخلاف بری تدبیریں کرنا رسول خداؐ کو معلوم ہوا تو حضرتؐ نے ان کو بلا کر دھمکایا تب ان لوگوں نے بہت بہت قسمیں کھائیں۔ اور اوّل نے عرض کی کہ یا رسول اللہ میں اپنے کسی عمل کو اس بیعت کے برابر نہیں سمجھتا اور مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اسکے باعث قصر ہائے جنت کو میرے لئے کشادہ کریگا اور مجھ کو باشندگان جنت میں سب سے بہتر منزل عطا فرمائیگا اور دوسرے نے عرض کی۔ کہ یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر سے فدا ہوں مجھ کو آتش جہنم سے نجات پانے اور بہشت میں داخل ہونے کے واسطے صرف اس بیعت پر ہی اعتماد ہے خدا کی قسم اگر زیر زمین سے لے کر عرش تک گوہر آبدار اور جواہرات فاخرہ کا انبار میرے لئے ہو تب بھی مجھے پسند نہ آئے

بیان نفاق منافقین

کریں اس بیعت کو توڑوں بعد اس کے کہ میں نے اس کی بابت اپنے دل میں ٹھانا ہے جو کچھ کہ ٹھانا ہے۔ اور تیسرے نے عرض کی کہ یا رسولؐ اللہ اس بیعت کی خوشی اور خوشنودی خدا میں اپنی تمناؤں کے فسخ کرنے کے سبب میرا یہ حال ہے کہ میں یقین کرتا ہوں کہ اگر تمام اہل دنیا کے گناہ بھی میرے اوپر ہوں تو بھی میں اس بیعت کے سبب ان سب گناہوں سے پاک ہو جاؤں اور اپنی اس بات پر قسم کھائی اور اس کے خلاف کرنے والے پر لعنت کی اس کے بعد باقی جابروں اور سرکشوں نے بھی اسی قسم کے عذر کئے۔ تب اللہ تعالیٰ نے حضرتؐ سے فرمایا کہ یُخَادِعُوْنَ اللّٰہَ۔ اللہ کو فریب دیتے ہیں یعنی اپنے دلی منشا کے برخلاف قسمیں کھا کر رسولؐ اللہ کو فریب دیتے ہیں وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اور مومنوں کو بھی جن کے سردار اور افضل علیؑ ابن ابی طالب ہیں دھوکا دیتے ہیں۔ وَمَا یَخْدَعُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَھُمْ یعنی وہ لوگ اس فریب سے اپنے نفسوں کے سوا اور کسی کو کچھ ضرر نہیں پہنچاتے کیونکہ اللہ تعالیٰ ان سے اور ان کی نصرت سے بے نیاز اور بے پرواہ ہے اگر ان کو مہلت نہ دیتا تو وہ اپنے فسق و فجور اور سرکشی پر قادر نہ ہوتے۔ وَمَا یَشْعُرُوْنَ ۝ اور ان کو خبر نہیں ہے کہ اصل حقیقت یہی ہے اور خدا اپنے نبی کو ان کے نفاق اور جھوٹ اور کفر کی اطلاع کر دیتا ہے اور ان کو ظالموں اور بیعت شکنوں کے زمرہ میں شامل کر کے ان پر لعنت کرتا ہے اور دنیا میں خدا کے برگزیدہ بندے ہمیشہ ان پر لعنت کیا کرینگے اور آخرت میں اللہ تعالیٰ کے سخت عذابوں میں مبتلا ہونگے ✦

قولہ عزوجل فِیْ قُلُوْبِھِمْ مَّرَضٌ فَزَادَھُمُ اللّٰہُ مَرَضًا وَلَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ بِمَا کَانُوْا یَکْذِبُوْنَ ۝

یعنی ان کے دلوں میں بیماری ہے اور اللہ نے ان کی بیماری کو اور زیادہ کر دیا ہے اور ان کو جھوٹ بولنے کے سبب دردناک عذاب ملیگا ✦

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ امام موسیٰ ابن جعفر علیہما السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب ان منافقوں نے طرح طرح کے عذر پیش کئے تو حضرتؐ نے ان کی اتنی عزت کی کہ انکی ظاہری باتوں کو مان لیا۔ اور انکے دلوں کا معاملہ خدا کے سپرد کیا۔ لیکن جبرئیل امین جانب رب العالمین سے نازل ہوئے اور عرض کی کہ اے محمدؐ خدائے بزرگ و برتر بعد تحفۂ درود و سلام کے ارشاد فرماتا ہے کہ ان سرکشوں کو جن کی طرف سے علیؑ کے بارے میں تم کو خبریں پہنچی ہیں اور اسکی بیعت کو توڑنے

دعائے امیرالمومنینؑ سے پہاڑوں کا سونے چاندی اور جواہرات اور ہتھیار بند مردوں کی شکل میں بدل جانا

اور اسکی مخالفت پر کمربستہ ہونے کا حال تم کو معلوم ہوا ہے۔ باہر لیجاؤ تا کہ علیؑ منجملہ ان کرامتوں کے جن سے اللہ تعالیٰ نے اس کو مشرف فرمایا ہے کہ زمین اور پہاڑوں اور آسمان اور تمام مخلوقات کو اس کا مطیع کیا ہے اور اسی واسطے اسکو تمہارا جانشین اور خلیفہ مقرر فرمایا ہے چند عجائبات انکے روبرو ظاہر کرے تا کہ ان کو معلوم ہو کہ علیؑ کو ان کی کچھ پروا نہیں ہے اور وہ ان سے انتقام لینے سے صرف اُس خداوند متعال کے حُکم سے باز رہتا ہے جو اسکے اور انکے امور کا مدبر ہے اور اس تدبیر کے انتہا تک پہنچنے والا ہے اور ہمیشہ حکمت سے کام لیتا ہے اور جو کچھ حکمت کا منشا اور مقتضا ہوتا ہے اس کو جاری کرتا ہے۔

جب یہ حکم نازل ہوا تو حضرتؐ نے اس جماعت کو جنکی طرف سے علیؑ کے امر خلافت میں طرح طرح کی باتیں اور انکی مخالفت کرنے کی تجویزیں اور سازشیں کرنے کی خبریں پہنچی تھیں۔ حکم دیا کہ باہر چل کر علیؑ کا حال دیکھو اور علیؑ سے جب کہ وہ مدینہ کے کسی پہاڑ کی گھاٹی پر کھڑے تھے فرمایا کہ اے علیؑ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو حکم دیا ہے کہ تمہاری نُصرت اور یاوری کریں اور ہمیشہ تمہاری خدمت گزاری میں مشغول رہیں اور نہایت کوشش سے فرمانبرداری کا حق ادا کریں اگر یہ لوگ تمہاری اطاعت کریں تو ان کے لئے بہتر ہے کہ ملک جنان میں ابد تک سلطنت کرینگے اور خوشحال رہینگے اور اگر مخالفت کریں تو ان ہی کے حق میں برا ہے کہ ہمیشہ آتش جہنم میں مبتلا رہیں گے۔ بعدازاں اس جماعت کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا اے لوگو آگاہ ہو اور خوب سمجھ لو اگر تم علیؑ کی تابعداری کرو گے تو کامیاب اور بہرہ ور ہو گے اور اگر ان کی مخالفت کرو گے تو شقی اور ناکام رہو گے اور اللہ تعالیٰ نے ان کو ان چیزوں کے باعث جو عنقریب تم مشاہدہ کرو گے تمہاری موافقت اور مخالفت سے بے پروا کر دیا ہے۔ پھر جناب امیرؑ سے فرمایا کہ یا علیؑ تم محمدؐ اور اسکی آلؑ اطہار کے مرتبے کا جن کے محمدؐ کے بعد تم سردار ہو واسطہ دے کر خدا سے دعا کرو کہ ان پہاڑوں کو تمہاری مطلوبہ چیزوں کی شکل میں تبدیل کر دے۔ الغرض وہ پہاڑ تمام چاندی کے ہو گئے پھر ان پہاڑوں نے آواز دی کہ اے علیؑ۔ اے وصی رسولؐ رب العالمین اللہ جلشانہ نے ہم کو آپ کے لئے مہیا کیا ہے اگر آپ اپنے کام میں ہم کو صرف کرنا چاہیں تو جب آپ بلائیں ہم فوراً جواب دینگے تا کہ آپ اپنا حکم ہم پر جاری کریں۔ پھر

سُرخ سونے کی صورت میں بدل گئے اور وہی باتیں کیں جو چاندی نے کی تھیں اس کے بعد مشک اور عنبر اور جواہرات اور یاقوت کی شکلوں میں منقلب ہوئے اور ہر چیز آپ کو آواز دیتی تھی اے ابوالحسنؑ اے برادرِ رسولؐ ہم آپ کے محکوم ہیں جب آپ کہیں یا ہم کو خرچ کرنا چاہیں تو آواز دیں ہم فوراً جواب دیں گے اور جو چیز آپ کو مطلوب ہوگی اسی صُورت میں پلٹ جائیں گے بعد ازاں آنحضرتؐ نے ان منافقوں کی طرف مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا آیا تم نے دیکھا کہ خدائے بزرگ و برتر نے علیؑ کو یہ خزانے جو تم نے مشاہدہ کئے عطا فرما کر تمہارے مالوں سے مستغنی اور بے پرواہ کر دیا ہے پھر امیرالمومنین علیہ السلام سے فرمایا کہ یا علیؑ اللہ تعالیٰ سے محمدؐ اور اسکی آلؑ اطہار کا جن کے محمدؐ کے بعد تم سردار ہو واسطہ دے کر سوال کرو کہ وہ ان پہاڑوں کے درختوں کو ہتیار بند مردوں کی صورت میں اور پتھروں کو شیروں اور چیتوں اور اژدہاؤں کی صورت میں تبدیل کر دے حضرتؐ کا یہ ارشاد سُن کر جناب امیرؑ نے دُعا کی اور تمام پہاڑ اور ٹیلے اور زمین ہتیار بند دلاوروں سے کہ دُنیا کے دس ہزار آدمی ان میں سے ایک کا بھی مقابلہ نہیں کر سکتے اور شیروں اور چیتوں اور اژدہاؤں سے بھر گئی یہاں تک کہ وہ پہاڑ اور زمینیں اور ٹیلے ان سے پٹ گئے اور ہر ایک ندا دیتا تھا کہ اے علیؑ اے وصیٔ رسولؐ خدا۔ اللہ تعالیٰ نے ہم کو آپ کا فرمانبردار بنایا ہے اور ہم کو حُکم دیا ہے کہ جب آپ ان لوگوں کی بیخ کنی کے لئے جن پر ہم کو مسلّط کیا ہے حُکم دیں تعمیل کریں آپ حکم دیجئے فوراً تعمیل ہوگی اور جو چاہیں فرمائیں اطاعت کو حاضر ہیں اے علیؑ اے وصیٔ رسولؐ خدا۔ اللہ جل جلالہ کے نزدیک آپ کی اس قدر قدر و منزلت ہے کہ اگر آپ خدا سے سوال کریں کہ تمام زمین کی اطراف و جوانب کو میرے واسطے کیسۂ زر کی طرح ایک سونے کا ڈلا کر دے۔ تو بیشک وہ ایسا ہی کر دے یا یہ دُعا کریں کہ آسمان کو زمین پر گرا دے تو فوراً آپ کی دُعا قبول ہو یا آپ خدا سے سوال کریں کہ میری خاطر زمین کو آسمان کی طرف بلند کر تو وہ رحیم و کریم ایسا ہی ظہور میں لائے یا یہ درخواست کریں کہ سمندر کے کھاری پانی کو میری خاطر سے میٹھا پانی یا پارہ یا روغن بان کر دے یا اور کسی قسم کی پینے کی چیز یا کسی قسم کا روغن بنانے کی درخواست کریں۔ تو اللہ تعالیٰ ضرور ویسا ہی

کردے اور اگر آپ یہ التماس کریں کہ سمندروں کو منجمد کر دے اور باقی خشک زمین سمندر بنا دے تو پروردگار عالم آپ کی خاطر سے ایسا ہی ظہور میں لائے۔ جب اللہ تعالیٰ کے نزدیک آپ کی یہ قدر و منزلت اور عزت و وقار ہے تو آپ ان سرکشوں کی سرکشی اور ان مخالفوں کی مخالفت سے کچھ بھی محزون و غمگین نہ ہوں اور ان کی ذرا پروا نہ کریں اور ایسا خیال کریں کہ گویا ان کی مدت دنیا تو ختم ہو گئی ہے اور وہ اسمیں کبھی موجود ہی نہ تھے اور گویا خانہ آخرت ان پر وارد ہو چکا ہے اور وہ اس میں ہمیشہ سے تھے یا علیؑ ان لوگوں کو آپ کی اطاعت سے سرکشی کرنے کے باعث انکے فاسق اور کافر ہونے کے باوجود اسی قادر مطلق و احکم الحاکمین نے مہلت دے رکھی ہے جسنے فرعون ذوالاوتاد اور نمرود ابن کنعان اور دیگر سرکشان مدعیان الوہیت اور سرتاج سرکشان اور سرچشمہ ضلالات یعنی ابلیس لعین کو مہلت دی ہے آپ اور وہ اس دار ناپائدار کے لئے پیدا نہیں ہوئے بلکہ اللہ تعالیٰ نے تم سب کو اس گھر کے لئے خلق کیا ہے جو ہمیشہ رہیگا اور کبھی فنا نہ ہوگا۔ ہاں یہ بات ہے کہ ایک گھر سے دوسرے گھر کی طرف منتقل ہوتے ہو اور اللہ تعالیٰ کو کچھ حاجت نہیں ہے کہ کسی کو اپنی مخلوقات کا محافظ اور نگہبان مقرر کرے لیکن اس نے آپ کو ان پر شرف دیتے اور آپ کی فضل و کرامات کے اظہار کا ارادہ کیا ہے اور اگر وہ چاہتا تو ان سب کو ہدایت کی توفیق دیتا۔

القصہ جب اس قوم نے جناب امیر المومنین علیہ السلام کے یہ فضائل اور معاجز مشاہدہ کئے تو ان کے مرض جسمانی پر مرض قلوب اور اضافہ ہوا اس لئے حق سبحانہ و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَرَضٌ ان سرکشوں اور شک کرنے والوں اور اس بیعت علیؑ کے توڑنے والوں کے دلوں میں بیماری ہے۔ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا اور خدا نے ان کی بیماری کو اور زیادہ کر دیا۔ کہ ان کے دل اس کے لئے متکبر اور مغرور ہو گئے۔ ان آیات و معجزات کے عوض جو اس نے ان کے سامنے ظاہر کئے۔ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ بِمَا كَانُوْا یَكْذِبُوْنَ اور ان کے لئے عذاب دردناک ہے کیونکہ وہ حضرت محمدؐ کی تکذیب کرتے ہیں اور جھوٹ موٹ کہتے ہیں کہ ہم اس بیعت اور عہد پر قائم رہینگے۔

قولہ عزوجل وَاِذَا قِیْلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ قَالُوْا اِنَّمَا نَحْنُ

مُصْلِحُوْنَ ہ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُوْنَ وَلٰكِنْ لَّا يَشْعُرُوْنَ ہ یعنی اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ زمین میں فساد مت کرو تو وہ جواب میں کہتے ہیں کہ ہم تو صرف اصلاح کرنے والے ہیں آگاہ ہو کہ فقط وہی فساد کرنے والے ہیں مگر ان کو اس بات کی خبر نہیں ہے ؛

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ جب روز غدیر کی بیعت کے توڑنے والے لوگوں سے کہا جاتا ہے کہ لَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ خدا کے ضعیف الاعتقاد بندوں کے سامنے بیعت کے توڑنے کا اظہار کر کے زمین میں فساد مت برپا کرو کہ وہ بیچارے تمہاری باتوں کو سنکر اپنے دین و مذہب میں مشوش اور حیران ہو جائیں تو قَالُوْٓا اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ ہ وہ کہتے ہیں کہ ہم تو صرف اصلاح اور درستی کرتے ہیں کیونکہ ہم نہ تو دین محمدی کے معتقد ہیں اور نہ اسکے سوا کسی اور دین کو مانتے ہیں اور دین کے بارے میں حیران و سرگردان ہیں اس لئے بظاہر دین و شریعت محمدی کو تسلیم کر کے آنحضرتؐ کو خوش کرتے ہیں اور باطن میں اپنی خواہشوں کو پورا کرتے ہیں اور بہرہ مند اور مرفہ الحال ہوتے ہیں اور اپنی جانوں کو محمدؐ کی غلامی سے آزاد کرتے ہیں اور اسکے چچا کے بیٹے علیؑ کی متابعت سے بچاتے ہیں اگر وہ دنیا میں صاحب دولت و حشمت ہوا تو اس کی طرف متوجہ ہونگے اور اگر اسکا کام بگڑ گیا تو اسکے دشمنوں کی قید سے محفوظ رہینگے اس لئے خدائے بزرگ و برتر فرماتا ہے۔ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُوْنَ آگاہ ہو کہ وہی لوگ مفسد ہیں کہ وہ ایسے کام کرتے ہیں کیونکہ حق تعالیٰ اپنے نبیؐ کو انکے منافق ہونے کی اطلاع دیگا اور وہ ان کو لعنت کریگا اور دیگر مومنین کو بھی ان پر لعنت کرنے کا حکم دیگا اور مومنوں کے دشمن بھی ان پر اعتماد نہ کرینگے کیونکہ وہ گمان کرینگے کہ جس طرح یہ اصحاب محمدؐ سے نفاق رکھتے ہیں اسی طرح ہم سے بھی نفاق رکھیں گے اس لئے ان کو ان کی نظروں میں بھی کچھ وقار حاصل نہ ہوگا اور ان کا ذرا بھر اعتبار نہ کرینگے ؛

قولہ عزوجل وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا كَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ كَمَآ اٰمَنَ السُّفَهَآءُ ؕ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَآءُ وَلٰكِنْ لَّا يَعْلَمُوْنَ ہ اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ تم ایمان لاؤ جس طرح مومن لوگ ایمان لائے ہیں۔ وہ جواب دیتے ہیں کہ کیا ہم بیوقوفوں کی

طرح ایمان لائیں۔ آگاہ ہو کہ وہ خود ہی بیوقوف ہیں۔ لیکن وہ نہیں جانتے ۔
امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا جب ان ناکثانِ بیعتِ مرتضوی سے سلمانؓ اور مقدادؓ اور ابوذرؓ جیسے برگزیدہ مومنوں نے کہا کہ تم رسولؐ خدا اور علیؑ پر جس کو اللہ تعالیٰ نے ان کا جانشین اور قائمقام مقرر کیا ہے اور دین اور دُنیا کی کل مصلحتوں کو اس سے متعلق کیا ہے ایمان لاؤ اور اس نبیؐ پر ایمان لاؤ اور اس امام کو تسلیم کرو اور ظاہر اور باطن میں اس کو قبول کرو کَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ جس طرح سے کہ مومن لوگ مثلاً سلمانؓ۔ مقدادؓ۔ ابوذرؓ اور عمارؓ ایمان لائے ہیں تو وہ منافق اسکے جواب میں اپنے واقفکاروں اور رفیقوں سے قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ كَمَآ اٰمَنَ السُّفَهَآءُ کہتے ہیں نہ کہ ان مومنوں سے کیونکہ ان کے سامنے ایسا جواب دینے کی ان کو جرأت نہیں ہے لیکن اپنے معتمد منافقوں سے جو ان کے واقف کار اور ہمراز ہیں اور ضعیف الاعتقاد لوگوں اور ان مومنوں سے جن پر ان کو یہ اعتماد ہے کہ وہ ہماری پردہ دری نہیں کرینگے ذکر کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ کیا ہم سفیہ اور نادان لوگوں کی طرح ایمان لے آئیں اور سفہاء سے سلمانؓ اور اسکے ہمراہی مراد لیتے ہیں کیونکہ انہوں نے علیؑ کی سچی محبت اور خالص فرمانبرداری اختیار کی ہے اور اسکے دوستوں کی دوستی اور دشمنوں کی دشمنی اختیار کر کے اپنے رازوں کو ایسا فاش کیا ہے کہ اگر محمدؐ کے کام میں کچھ خرابی پڑجائے تو اسکے دشمن ان کو پامال اور برباد کر ڈالیں اور دیگر سلاطین اور محمدؐ کے مخالف ان کو ہلاک کر دیں یعنی ان کے زعم میں وہ مومن دشمنانِ محمدؐ کی اس دار و گیر سے بالکل ناآشنا اور انجان ہیں (اس لئے وہ منافق لوگ ان کو بیوقوف کہتے ہیں) اسلئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَآءُ آگاہ ہو کہ وہ منافق ہی نادان اور بے وقوف اور ناقص العقول ہیں کہ انہوں نے محمدؐ کے معاملے کو نظر غور سے نہیں دیکھا جو وہ اسکی نبوت کو پہچانتے جس سے ان کو معلوم ہوتا کہ امر دین و دُنیا کو جو علیؑ کے سپرد کیا ہے یہ بالکل صحیح اور درست ہے اب وہ دلائل الٰہی میں فکر و تامل نہ کرنیکے سبب جاہل اور بیخبر ہیں اور محمدؐ اور اسکے اصحاب سے ڈرتے ہیں اور انکے مخالفوں سے بھی امن میں نہیں ہیں معلوم نہیں کون غالب ہوگا جو ان کو ہلاک کریگا اسلئے وہ خود ہی بیوقوف اور نادان ہیں کیونکہ

اس نفاق کے سبب نہ تو وہ محمدؐ اور دیگر مومنین کے طرفدار تسلیم کئے جاتے ہیں اور نہ یہودیوں اور دیگر کافروں کے حامی و مددگار مانے جاتے ہیں کیونکہ وہ آنحضرتؐ اور انکے مخالفین ہر دو سے نفاق رکھتے ہیں حضرتؐ کے روبرو ظاہر کرتے ہیں کہ ہم ان کو اور ان کے بھائی علیؑ کو دوست رکھتے ہیں اور انکے دشمنوں یہود و نواصب سے دشمنی رکھتے ہیں اسی طرح حضرتؐ کے مخالفوں سے کہتے ہیں کہ ہم محمدؐ اور علیؑ کے دشمن ہیں اور انکے دشمنوں کے دوست اسلئے وہ مخالف بھی جانچ لیتے ہیں کہ یہ لوگ جس طرح محمدؐ اور علیؑ سے نفاق رکھتے ہیں اسی طرح ہم سے بھی وَلٰكِن لَّا يَعْلَمُونَ لیکن ان منافقوں کو علم نہیں ہے کہ امر واقعی یہ ہے اور خدا اپنے نبیؐ کو اُن کے بھیدوں پر مطلع کردیگا۔ اور وہ ان کو شناخت کریگا اور ان پر لعنت کریگا اور اپنی نظر سے گرادیگا۔

قولہ عزوجل وَإِذَا لَقُوا الَّذِينَ آمَنُوا قَالُوا آمَنَّا وَإِذَا خَلَوْا إِلَىٰ شَيَاطِينِهِمْ قَالُوا إِنَّا مَعَكُمْ إِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِئُونَ ۝ اللَّهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ وَيَمُدُّهُمْ فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ ۝ یعنی اور جب وہ منافقین مومنوں سے ملاقات کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے ہیں اور تمہاری طرح مومن ہیں اور جب خلوت میں اپنے مثل شیاطین گمراہ کرنے والے یاروں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم تو تمہارے ساتھ ہیں اور یہ جو ہم اظہار ایمان کرتے ہیں تو یہ تو فقط ہم ان سے ہنسی اور تمسخر کرتے ہیں خدا ان کو انکے ہنسی اٹھانے کی جزا دیگا اور ان کو ان کی سرکشی میں پڑا رہنے دیگا کہ وہ اسی میں حیران و سرگردان رہیں۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے بیان کیا کہ امام موسیٰؑ ابن جعفر علیہما السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ وَإِذَا لَقُوا الَّذِينَ آمَنُوا قَالُوا آمَنَّا۔ جب وہ بیعت شکن اور علیؑ کی مخالفت پر قائم رہنے والے اور امر خلافت کو ان سے ہٹانے والے منافق لوگ مومنوں سے ملاقات کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم تمہاری طرح ایمان لائے ہیں اور جب سلمانؓ۔ مقدادؓ۔ ابوذرؓ اور عمارؓ سے ملتے ہیں تو ان سے کہتے ہیں کہ یا خدا ہم محمدؐ پر ایمان لائے ہیں اور علیؑ کی بیعت اور اسکی فضیلت کو تسلیم کرتے ہیں اور اسکے حکم کے مطیع و فرمانبردار ہیں جس طرح سے کہ تم لوگ ایمان لائے ہو اور اسکا باعث یہ تھا کہ ان منافقوں کا پہلا اور دوسرا اور تیسرا نویں تک کبھی کبھی راستے میں سلمانؓ اور انکے ہمراہیوں سے دوچار ہوتے تھے اور جب ان کو دیکھتے تھے تو ناک بھوں چڑھا کر یہ

کلمہ زبان پر لاتے تھے کہ یہ لوگ (معاذ اللہ) اس جادوگر یعنی محمدؐ اور اس جنگجو یعنی علیؑ کے اصحاب ہیں پھر آپس میں کہتے تھے کہ ان سے پرہیز اور کنارہ کشی کرو ایسا نہ ہو کہ علیؑ کے باب میں جو کچھ محمدؐ نے کہا ہے اور ہم اسکے منکر ہیں اس بارے میں کوئی بات بے سوچے اچانک تمہارے منہ سے نکل جائے اور یہ لوگ واقف ہو جائیں اگر ایسا ہوا تو یہ جاکر تمہاری چغلی کھائینگے اور یہ امر تمہاری ہلاکت کا باعث ہوگا۔ تب اول کہتا تھا کہ تم دیکھنا آج میں ان کی کیسی ہنسی اڑاتا ہوں اور انکے شر کو تمہارے سر سے ٹالتا ہوں۔ الغرض جب ملاقات ہوتی تھی تو ایک کہتا تھا اے سلمانؓ خوش آمدی تم وہ فرزند اسلام ہو کہ جس کے باب میں سید الانام حضرت محمدؐ نے فرمایا ہے کہ اگر دین خدا ثریا پر معلق ہو تو بھی فارس کے لوگ اس کو حاصل کرینگے اور یہ یعنی سلمانؓ ان سب میں افضل ہوگا نیز آنحضرتؐ نے فرمایا ہے کہ سلمانؓ ہم اہلبیتؑ میں سے ہے اس طرح سے اے سلمانؓ تم کو آنحضرتؐ نے جبرئیلؑ امین کا ہمسر اور ہم رتبہ قرار دیا جس کے بارے میں روز عبا جبکہ اسنے رسولِ خدا کی خدمت میں عرض کی کہ یا رسولؐ اللہ کیا میں بھی تم اہلبیتؑ میں سے ہوں۔ حضرتؐ نے فرمایا ہاں تو بھی ہم میں سے ہے اور جبرئیل کو اس ارشاد کے سننے سے اس درجہ خوشی ہوئی کہ وہ عالم بالا میں جاکر فخر کرتے تھے اور کہتے تھے واہ واہ اب فرشتوں میں میرا مثل و نظیر کون ہو سکتا ہے کہ میں اہلبیت محمدؐ کی شمار میں داخل ہوں ۔

پھر اس (منافق) نے مقدادؓ سے مخاطب ہو کر کہا کہ اے مقدادؓ خوش آمدی تم وہ شخص ہو جس کے بارے میں رسولؐ خدا نے علیؑ سے فرمایا کہ اے علیؑ مقدادؓ تمہارا دینی بھائی ہے اور تم کو دوست رکھنے اور تمہارے دشمنوں کو دشمن رکھنے اور تمہارے دوستوں سے محبت کرنے کے باعث ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا وہ تم سے شگافتہ کیا گیا ہے اور تمہارے ہی جسم کا ایک ٹکڑا ہے لیکن اے مقدادؓ آسمانوں اور حجابوں کے فرشتے تم کو تمہارے علیؑ کو دوست رکھنے کی نسبت زیادہ دوست رکھتے ہیں اور جس قدر تم دشمنان علیؑ سے بغض رکھتے ہو وہ اس کی نسبت بہت زیادہ تمہارے دشمنوں سے عداوت رکھتے ہیں اے مقدادؓ تم کو مبارک ہو اور پھر مبارک ہو ۔

بعد ازاں ابوذرؓ سے مخاطب ہو کر کہنے لگا اے ابوذرؓ خوش آمدی تم وہ شخص ہو جسکے باب میں آنحضرتؐ نے فرمایا ہے کہ روئے زمین پر اس چرخ نیلی کے نیچے ابوذرؓ سے زیادہ کوئی راست گو نہیں ہے

حضرتؐ کا یہ ارشاد سُن کر بعض اصحاب نے عرض کی یا رسول اللہ کیا سبب ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس کو اس شرافت اور فضیلت سے ممتاز فرمایا۔ فرمایا اسکی وجہ یہ ہے کہ وہ میرے بھائی علیؑ ابن ابی طالب کے فضائل کو کثرت سے بیان کرتا ہے اور ہر حالت میں اسکی تعریف اور مدح سرائی میں مشغول رہتا ہے اور اس کے دشمنوں کا دشمن اور اسکے دوستوں اور محبوں کا دوست اور محب ہے عنقریب اللہ تعالیٰ اس کو ساکنان جنت میں سب سے افضل اور اشرف درجہ عطا کریگا اور اسقدر کنیزیں اور غلام اور لڑکے خدمت کیلئے عنایت فرمائیگا جنکی تعداد خدا کے سوا اور کسی کو معلوم نہیں ۔

پھر عمارؓ یاسر کی طرف متوجہ ہو کر کہا آئیے آئیے تشریف لائیے اے عمار با وجود اسکے کہ تم واجبی اور سنتی عبادتوں سے زیادہ اور کسی قسم کی عبادت بجا نہیں لاتے اور سب کو ترک کر رکھا ہے مگر تاہم تم نے رسولؐ خدا کے بھائی کی محبت کے باعث وہ عالی درجہ حاصل کیا ہے کہ کوئی ریاضت کرنے والا جو راتوں کو محراب عبادت میں کھڑا رہے اور دنوں کو روزہ رکھے اور کوئی سخاوت کرنے والا جو اپنے مالوں کو راہ خدا میں صرف کر دے اگرچہ تمام دُنیا بھر کے مال اس کے تصرف میں ہوں اس درجہ کو نہیں پا سکتا تم کو مبارک ہو کہ حضرتؐ نے تم کو علیؑ کا مخلص دوست اور اس کی طرف سے جنگ کرنے والا منتخب فرمایا ہے اور خبر دی ہے کہ تم عنقریب اس کی محبت میں قتل کئے جاوگے اور قیامت کے دن اسکے گروہ کے منتخب اور پسندیدہ لوگوں میں محشور ہوگے اللہ تعالیٰ مجھ کو بھی تمہارے اور تمہارے ان ہمراہیوں کے اعمال کی توفیق عطا کرے جو پیغمبر خدا محمدؐ اور ولی خدا برادر رسولؐ علیؑ ابن ابی طالب کی خدمتگذاری اور انکے دشمنوں کی دشمنی اور ان کے دوستوں اور محبوں کی دوستی اور رفاقت میں نہایت سرگرم ہیں۔ اللہ تعالیٰ آج کی طرح پھر بھی عنقریب تمہاری ملاقات سے ہم کو کامیاب اور بہرہ ور کرے گا ۔

ان منافقوں کی ان ظاہری باتوں کو سلمانؓ اور اسکے ہمراہی حکم خدا کے موافق قبول کر لیتے تھے اور وہاں سے چلے جاتے تھے ان کے جانے کے بعد منافق اوّل اپنے ہمراہیوں سے کہتا تھا تم نے دیکھا میں کیسی ان کی ہنسی اُڑائی اور ان کے شر کو اپنے اور تمہارے نفس سے باز رکھا تب وہ کہتے کہ جب تلک تُو زندہ ہے ہم چین سے رہینگے اسکے جواب میں وہ ان سے کہتا کہ تم بھی ان سے ایسا ہی سلوک کیا کرو اور ان کے باب میں اس قسم کی فرصت کو غنیمت جانا کرو کیونکہ عاقل اور دانا

وہ شخص ہے جو اپنے غم و غصّہ میں صابر رہے یہانتک کہ فُرصت پائے ٭

وَاِذَا خَلَوْا اِلٰی شَیٰاطِیْنِهِمْ لسکے بعد وہ اپنے منافق اور سرکش یاروں کے پاس آتے تھے جو ان احکام میں جن کو رسولؐ خدا اللہ تعالیٰ کی طرف سے امیرالمومنین علیہ السلام کے افضل ہونے اور ان کو تمام خلق کا امام مقرر کرنے کے باب میں انکے سامنے بیان کرتے تھے آنحضرتؐ کی تکذیب کرنے اور جھٹلانے میں ان کے شریک تھے۔ قَالُوْا اور آکر ان سے کہتے تھے کہ اِنَّا ہم اس تجویز اور شورے میں جو بعد انتقال محمدؐ کے علیؑ سے امر خلافت کے رفع کرنے کے باب میں کیا گیا ہے مَعَکُمْ تمہارے ساتھ شامل ہیں اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ ۔ اور یہ جو ہمارا ان سے درگزر کرنا اور مدارات سے پیش آنا تم سُنتے اور دیکھتے ہو اس سے کہیں دھوکے میں نہ پڑ جانا ہم تو یہ سب کچھ فقط ہنسی اور تمسخر کی راہ سے کرتے ہیں اسلیئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے محمدؐ اَللّٰهُ یَسْتَهْزِئُ بِهِمْ خدا ان کو دُنیا اور آخرت میں انکے اس ہنسی اُڑانے کا عوض دیگا وَیَمُدُّهُمْ فِیْ طُغْیَانِهِمْ اور ان کو مہلت دیگا۔ اور اپنی نرمی کے سبب انکو فرصت اور تاخیر عطا کریگا اور ان کو توبہ کرنے کی دعوت فرمائیگا اور جب وہ رجوع کرینگے تو ان کو بخشش کا وعدہ دیگا یَعْمَهُوْنَ اور وہ حیران اور سرگشتہ رہینگے کہ نہ تو امر قبیح سے بچینگے اور محمدؐ اور علیؑ کو جو اذیت پہنچانا ان کے امکان میں ہوگا ضرور پہنچائینگے اور ہرگز ترک نہ کرینگے ٭

خدا کا منافقوں سے دنیا و آخرت میں ہنسی کرنا

امام عالم یعنی موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ دنیا میں تو ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی ہنسی کرنیکا طریق یہ ہے کہ ان کے اظہار اسلام کی وجہ سے ان پر احکام اسلام کو جاری کیا ہے اور تعریضاً اور کنایتہً رسولؐ خدا ان کے ساتھ موافقت اور مرافقت برتتے ہیں یہانتک کہ مخلص مومنین اس تعریض و کنایہ کا مطلب سمجھ لیتے ہیں اور بحکم خدا پیغمبرؐ خدا ان پر لعنت کرتے ہیں ٭

اور آخرت میں یہ طریق برتا جائیگا کہ جب اللہ تعالیٰ خانہ لعنت و ذلت میں ان کو جگہ دیگا اور طرح طرح کے عذابوں سے معذب کریگا اور ان مومنین کو بہشت میں جناب محمد برگزیدہ بادشاہ منتقم حقیقی کے حضور میں مقیم فرمائیگا۔ تو ان منافقین کو جو دار دُنیا میں ان سے مسخرا پن کرتے تھے دکھلائیگا۔ یہانتک کہ جب وہ ان منافقوں کو عجیب لعنتوں اور عذابوں میں مبتلا دیکھیں گے تو ان کو اس حال میں دیکھ کر ان پر ہنسی اور طعنہ زنی کر کے عجب لذت اور سرور حاصل کرینگے جیسے

اپنے پروردگار کی نعمتہائے جنت سے متلذذ اور مسرور ہونگے اسوقت وہ مومن ان کافروں اور منافقوں کے نام اور صفات کو پہچان لینگے اور وہ طرح طرح کے عذابوں میں گرفتار ہونگے بعض کو تو جہنّم کے اژدہا اپنے دانتوں سے کاٹتے ہونگے اور بعض کو وہاں کے درندے اپنے پنجوں میں لئے ہونگے اور ان سے کھلاڑیاں کرتے اور ان کو پھاڑ پھاڑ کر کھاتے ہونگے اور بعض کو شعلہ ہائے جہنّم کے کوڑے اور گرُز اور موگرے لگ رہے ہونگے اور ان پر پڑ پڑ کر انکے عذاب اور ذلت کو اور بڑھا رہے ہونگے اور بعض گرم پانی کے دریاؤں میں غرق ہونگے اور ان میں کھینچے جاتے ہونگے اور بعض پیپ اور گندی آلائش میں پڑے ہونگے کہ شعلہ ہائے جہنّم ہی سے ان کو دھکیلتے ہونگے اور بعض اور اور قسم کے عذابوں میں مبتلا ہونگے جب وہ کافر اور منافق ادھر نظر کرینگے تو ان مومنوں کو جن پر وہ دار دُنیا میں محمدؐ اور علیؑ اور ان کی آلِ اطہار کی محبت وولا کے معتقد ہونے کے سبب ہنستے تھے دیکھیں گے کہ بعض تو فرشہائے جنت پر پڑے لیٹ رہے ہیں اور وہاں کے میوے کھا رہے ہیں اور بعض بہشت کے درجوں اور باغوں اور سَیر گاہوں میں مزے اُڑا رہے ہیں اور حُوریں اور کنیزیں اور لڑکے اور لونڈیاں اور غلمان ان کے سامنے حاضر ہیں اور گرد پیش خدمت کے لئے جمع ہیں اور فرشتگان الٰہی اسکی طرف سے طرح طرح کے عطایا اور کرامات اور عجیب وغریب تحفے اور ہدیے اور احسانات لے کر آتے ہیں اور کہتے ہیں سَلَامٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ یعنی تم پر سلامتی ہے اس لئے کہ تم نے صبر کیا اور خانۂ آخرت بہت اچھی جگہ ہے اور وہ مومن جو ان منافقوں کو دیکھ رہے ہونگے کہینگے اے فلاں اے فلاں۔ اے فلاں اسی طرح سب کو نام بنام پُکار کر کہیں گے تم کیوں اِس ذلت وخواری میں پڑے ہو اِدھر آؤ بہشت کے دروازے تمہارے لئے کھولتے ہیں تاکہ تم اس عذاب سے چھوٹو اور نعمتہائے جنت میں ہمارے شریک ہو جاؤ یہ سُن کر وہ منافق اور کافر جواب دینگے افسوس ہم کو یہ بات کیونکر میسر ہو سکتی ہے وہ مومن کہیں گے ان دروازوں کو دیکھو تب وہ بہشت کے دروازوں کو اس جہنّم کی طرف جس میں وہ مبتلائے عذاب ہونگے کھلا ہوا خیال کرینگے اور گمان کرینگے کہ ہم اس عذاب سے چھوٹ کر وہاں جاسکیں گے یہ خیال کرکے وہ ان گرم پانی کے دریاؤں میں تیرنے لگیں گے اور شعلہ ہائے جہنّم ان کے سامنے دوڑینگے اور ان سے ملحق ہو کر

ان کو گرزوں اور کوڑوں اور موگریوں سے مارینگے وہ اسی طرح ان عذابوں کی برداشت کرتے ہوئے ادھر کو چلتے جائینگے جب وہ معلوم کرینگے کہ ہم دروازہ پر پہنچ گئے تو ان کو بند پائینگے اور شعلہ ہائے جہنم اپنے گرزوں سے ہانکتے ہوئے اُلٹے پاؤں لیجا کر وسط جہنم میں ڈال دینگے اور وہ مومن اپنے اپنے جلسوں میں اپنے فرشوں پر لیٹ کر ان پر ہنسیں گے اور ان سے مسخرا پن کریں گے الغرض اللہ تعالیٰ کے قول اَللّٰہُ یَسْتَھْزِئُ بِھِمْ اور قول فَالْیَوْمَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنَ الْکُفَّارِ یَضْحَکُوْنَ عَلَی الْاَرَائِكِ یَنْظُرُوْنَ ۔ (یعنی آج کے دن مومن تخت ہائے جنت پر بیٹھے ہوئے کافروں سے ہنسی کرینگے اور ان کی طرف دیکھیں گے کہ وہ طرح طرح کے عذابوں میں مبتلا ہیں) کا یہی مطلب ہے ؎

قولہ عزوجل اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْھُدٰی فَمَا رَبِحَتْ تِّجَارَتُھُمْ وَمَا کَانُوْا مُھْتَدِیْنَ ۔ یعنی یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت کی عوض گمراہی کو خریدا ہے۔ غرض ان کی سوداگری نے انکو کچھ نفع نہ دیا اور وہ ہدایت پانے والے نہیں ہیں ؎

امام حسن عسکری علیہ السلام نے بیان کیا کہ امام عالم یعنی موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْھُدٰی یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت کو ضلالت کے بدلے دے ڈالا۔ یعنی دین خدا کو فروخت کر کے اس کی عوض کفر کو بدل لیا۔ فَمَا رَبِحَتْ تِّجَارَتُھُمْ ان کو اپنی اس سوداگری سے آخرت میں کچھ نفع حاصل نہ ہوگا کیونکہ انہوں نے جنت کی عوض جو ایمان لانے پر انکے لئے مہیا کی گئی تھی آتش جہنم اور اسکے عذاب ہائے گوناگون کو خرید کیا ہے وَمَا کَانُوْا مُھْتَدِیْنَ اور وہ طریق حق و صواب کی طرف ہدایت نہ پائینگے ؎

جب یہ آیت نازل ہوئی تو ایک جماعت نے رسولِ خدا کی خدمت بابرکت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ یا رسولؐ اللہ وہ رازق پاک و منزہ ہے آپنے سُنا ہوگا کہ فلاں شخص کم مایہ و قلیل البضاعۃ تھا وہ ایک قوم کے ساتھ ان کا خدمتگار ہو کر سمندر کے سفر میں گیا انہوں نے اسکی خدمتگذاری کا حق اسکو ادا کیا اور اسے اپنے ہمراہ ملک چین کو لے گئے اور اسکے لئے اپنے مال میں کچھ حصہ مقرر کیا اور باہم چندہ جمع کر کے وہاں سے اسکے لئے کچھ اسباب خرید کر دیا اور تمام اسباب صحیح سلامت پہنچ گیا اور ہر ایک چیز میں دس گنا اسکو نفع ہوا اور اب وہ اہل مدینہ میں ایک مالدار اور فارغ البال شخص ہے ؎

اسی طرح ایک اور جماعت نے حاضر خدمت ہو کر عرض کی کہ یا رسول اللہ آپ نے فلاں شخص کو دیکھا ہوگا کہ اسکی حالت بہت اچھی تھی اور نہایت مالدار اور مرفہ الحال تھا اور اسکے ذریعے اور وسیلے بہت عمدہ تھے اور اسکے پاس بہت کچھ مال و متاع موجود تھا اور ہر طرح سے اسکی خاطر جمع تھی کہ ناگاہ اسکو مال کثیر کی طلب ہوئی اور اسکی طمع میں ایسا بیخود اور از خود رفتہ ہوا کہ عین طوفان اور طغیانی کے موسم میں سمندر کا سفر اختیار کیا اور کشتی غیر استوار اور ملاح ناتجربہ کار تھے جب اس کی کشتی منجدھار میں پہنچی تو بادِ مخالف کے جھونکوں نے اس کو سمندر کے کنارے سے دے مارا اور شب تاریک میں وہ کشتی اس ٹکر کے صدمے سے ٹوٹ کر ریزہ ریزہ ہوگئی اور تمام مال و متاع غرق ہوگیا مگر وہ شخص خود نہایت فقیر و محتاج ہو کر نیم جان کنارے پر جا لگا اور حسرت کی نگاہ سے دُنیا کو دیکھتا تھا۔

یہ دونو واقعے سُن کر حضرتؐ نے ان لوگوں سے فرمایا آیا تم چاہتے ہو کہ میں تم کو ایک ایسے شخص کے حال سے مطلع کروں جسکی حالت شخص اوّل سے بہت اچھی ہو اور ایک ایسے شخص کا حال بیان کروں جسکی حالت شخص دوم سے بھی بدتر ہو حاضرین نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ارشاد فرمائیے حضرتؐ نے فرمایا کہ وہ شخص جس کی حالت شخص اوّل سے بہتر ہے وہ ہے جو صدق دل سے خدا کے رسول محمدؐ پر اعتقاد رکھتا ہو اور اس کے بھائی اور ولی اور جانشین اور میوۂ دل یعنی علیؑ ابن ابی طالب کی تعظیم و تکریم صدق نیت سے بجالاتا ہو اللہ تعالیٰ اور اس کا نبیؐ اور اس کے نبیؐ کا وصیؑ اس شخص کے شکر گزار ہوتے ہیں اور خدا اس حسن اعتقاد کے صلے میں دُنیا و آخرت کی بہتری اس کو عنایت فرماتا ہے اور ایسی زبان اس کو عطا کرتا ہے جو نعمتہائے الہٰی کا ذکر کرتی رہے اور ایسا دل دیتا ہے جو اس کی نعمتوں کا شکر ادا کرے اور اس کے احکام پر خوشنود اور رضامند ہو اور محمدؐ و آلِ محمدؐ کے دشمنوں کی تکلیفیں اور زحمتیں برداشت کرنے پر اپنے نفس کو تسلی دے الغرض اللہ تعالیٰ اپنے آسمانوں اور زمینوں کی سلطنت میں اس کو منصب جلیل پر سرفراز کرتا ہے اور اپنی خوشنودی اور کرامتیں اس کو عنایت فرماتا ہے ایسے شخص کی تجارت سب سے زیادہ نفع دینے والی اور اس کا نفع سب سے بڑھ کر اور بزرگ تر ہے۔

اور وہ شخص جس کی حالت شخص دوم سے نہایت ردی اور بدتر ہے وہ ہے جو برادرِ رسولؐ علیؑ

ابن ابی طالب کی بیعت کرے۔ اور اسکی موافقت اور دوستی اور اسکے دشمنوں کی دشمنی اور مخالفت کا اظہار کرے بعدازاں اس بیعت کو توڑ ڈالے اور اسکی مخالفت اختیار کرے اور اس کے دشمنوں کا دوست بن جائے اور اعمال بد پر اس کا خاتمہ ہو اور آخر کار وہ عذاب جہنم میں مبتلا ہو جو دائماً اسکو ہلاک کرے اور نہ کبھی اس کو اس سے خلاصی اور نجات ملے ایسا شخص دنیا اور آخرت دونو جگہ خسارے اور ٹوٹے میں ہے اور یہی کھُلم کھُلا نقصان اور خسارہ ہے ❖

بعدازاں حضرتؑ نے ارشاد فرمایا اے گروہ بندگان خدا تم کو لازم ہے کہ اس شخص کی جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی پسندیدگی اور برگزیدگی سے مکرم و مشرف فرمایا ہے اور سردار انبیا محمدؐ کے بعد تمام باشندگان زمین و آسمان سے افضل قرار دیا ہے یعنی علیؑ ابن ابی طالب کی خدمت بجا لاؤ اور اسکے دوستوں اور محبّوں سے دوستی رکھو اور اسکے دشمنوں سے دشمنی کرو۔ اور اپنے مومن بھائیوں کے کہ جو اسکی دوستی اور اس کے دشمنوں سے دشمنی کرنے میں تمہارے شریک ہیں حقوق ادا کرو کیونکہ علیؑ کی رعایت کرنی ان سوداگروں کے تمہارے اس رفیق کی رعایت کرنے سے بہتر ہے جسکا تم نے ابھی ذکر کیا کہ وہ اسکو لے کر چین کی طرف گئے اور اسکے مالدار اور غنی کرنے کی تجویز کی اور وہاں سے اسکی امداد کی اے لوگو میدان حشر میں قیامت کے روز ایک شیعہ وارد ہو گا کہ اسکے میزان اعمال کے پلڑے میں اسقدر گُناہ رکھے ہونگے جو چوٹی دار پہاڑوں اور موج خیز دریاؤں سے بہت بڑے ہونگے اور سب لوگ کہینگے کہ یہ گُناہ اس بندے کو ہلاک کر دینگے اور کسی شخص کو بھی اس کے ہلاک ہونے اور ابدتک عذاب خدا میں مبتلا رہنے میں ذرا بھر شک نہ ہو گا اسی اثنا میں جناب باری سے ندا آئیگی کہ اے میرے خطاکار اور ان ہلاکتوں اور گُناہوں کے مرتکب ہونے والے بندے آیا ان گناہوں کے مقابلے میں کچھ نیکیاں بھی تیرے پاس موجود ہیں جو ان کا عوض ہو سکیں اور تو رحمت خدا کے باعث داخل بہشت ہو یا ان کے عوض سے کچھ زائد ہوں تو اس صورت میں تو وعدہ الٰہی کے بموجب جنّت میں داخل ہو یہ ندا سُن کر وہ بندہ عرض کریگا کہ مجھے کوئی نیکی معلوم نہیں ہوتی تب منادی پروردگار اس کو ندا کریگا کہ تو میدان قیامت میں آواز دے کہ میں فلاں ابن فلاں اور فلاں شہر اور فلاں گاؤں کا رہنے والا ہوں میں اپنے گُناہوں میں گھرا ہوں جو مثل پہاڑوں اور دریاؤں کے ہیں اور ان کے مقابلے میں کسی قسم کی نیکی میرے پاس موجود نہیں آیا اہل

قیامت میں کوئی شخص ایسا بھی ہے جس کے پاس میرے لئے کسی قسم کا احسان یا نیکی موجود ہوتا کہ وہ میری فریاد کو پہنچے اور اس کی عوض میں مجھ کو ان گناہوں کے پنجے سے چھڑائے مجھے اسوقت اس نیکی کی نہایت سخت ضرورت ہے یہ ندا سُن کر وہ شخص اہل محشر کو بہ طرز ندکور پکارے گا سب سے پہلے علیؑ ابن ابی طالب اسکو جواب دینگے لبیک لبیک۔ ہاں اے میری محبت میں محنت و رنج اُٹھانے والے اور میرے دشمنوں کے ظلم و ستم سہنے والے پھر وہ اسکے پاس آئینگے اور انکے ہمراہ لوگوں کی بھیڑ بھاڑ اور کثرت ہوگی تاہم وہ اس کے مدعیوں کی تعداد سے جن کو اس شخص پر دعوے اور شکائتیں ہیں بہت ہی کم ہونگے یہ لوگ عرض کرینگے کہ اے امیرالمومنینؑ ہم اس کے مومن بھائی ہیں وہ ہم سے احسان اور مروت سے پیش آیا کرتا تھا اور نہایت تعظیم و تکریم بجالاتا تھا اور جب ہم اس کی صحبت میں شریک ہوتے تھے تو باوجود کثرت احسان کے ہم سے نہایت تواضع اور منکسر مزاجی سے سلوک کرتا تھا اسوقت ہم اپنی تمام طاعات و عبادات اس کو مہمانی میں پیش کرتے ہیں اور دے ڈالتے ہیں تب علیؑ ان لوگوں سے کہینگے تو پھر تم خود کس طرح جنت میں جاؤگے وہ عرض کرینگے کہ اللہ تعالےٰ کی رحمت واسعہ کے ذریعہ سے کہ جو اے رسولؐ اللہ کے بھائی آپکے اور آپ کی اولاد کے محبّوں سے کبھی الگ نہیں ہوتی اسوقت خدائے بزرگ و برتر کی طرف سے ندا آئیگی کہ اے برادر رسولؐ اللہ اس شخص کے لئے اس کے مومن بھائیوں نے تو اس قدر صرف کیا تم اسکو کیا دیتے ہو کیونکہ میں حاکم ہوں اور اسکے اور میرے درمیان جو معاملہ ہے یعنی میرے جو گناہ اس نے کئے ہیں وہ تو میں نے تمہاری محبت کے سبب معاف کر دئے اور اسکے اور دیگر بندوں کے درمیان جو جھگڑے اور تنازع ہیں ان کا فیصلہ کرنا نہایت ضروری اور لابدی ہے تب علیؑ عرض کرینگے کہ اے میرے پروردگار ارشاد فرما مجھے کیا حکم ہے اللہ تعالیٰ فرمائیگا کہ اے علیؑ تم اسکے مدعیوں کے اس شخص پر جو دعوی ہیں ان کو عوض دینے کے ضامن ہو جاؤ یہ ارشاد جناب باری سُن کر علیؑ اسکی ضمانت کر لینگے اور ان مدعیوں سے کہینگے کہ تم کو اس شخص پر جو دعوے ہیں اس کی عوض جو چاہو مجھ سے سوال کرو میں وہی تم کو دونگا تب وہ عرض کرینگے کہ اے برادر رسولؐ خدا اس شخص پر جو ہمارے دعوی ہیں آیا آپ ان کی عوض ہم کو اس رات کے اپنے ایک سانس کا ثواب دینگے جبکہ آپ بستر رسولؐ خدا پر سوئے علیؑ جواب دینگے کہ میں نے اسے

اس رات کے ایک سانس کا ثواب تم کو بخشا اسوقت اللہ تعالیٰ کی جانب سے ارشاد ہوگا کہ اے میرے بندو اب تم دیکھو کہ علیؑ نے اپنے دوست کے عوض تمہارے دعووں کا بدلا کیا تم کو دیا ہے پھر اس ایک سانس کے جواب میں عجیب غریب محل اور بہشت اور اور نفیس چیزیں ان کو دکھائی جائینگی اور یہ وہ چیزیں ہونگی جن پر اللہ تعالیٰ ان دعویدار مومنوں کو رضامند کریگا بعد ازاں ان کو وہ درجے اور منزلتیں مشاہدہ کرائی جائینگی جو کسی نے دیکھی اور سُنی نہ ہوں اور کسی بشر کو انکا خیال تک بھی نہ آیا ہو یہ حال دیکھ کر وہ مومن عرض کرینگے اے پروردگار کوئی اور بہشت بھی باقی ہے؟ جبکہ یہ سب ہم کو مل گیا تو تیرے باقی بندگان مومن اور انبیا اور صدیقین اور شہداء اور نیکوکار لوگ کہاں رہینگے کیونکہ ان لوگوں کو یہ خیال ہوگا کہ ساری جنت ہمیں کو مل گئی اس وقت جانب رب العزت سے ندا آئیگی کہ اے میرے بندو یہ سب کچھ جو تم کو ملا ہے علیؑ کے اس ایک سانس کا ثواب ہے جسکی تم نے اس سے درخواست کی تھی اور اسنے تم کو دیدیا اب تم اسکو لو اور دیکھو یہ سُن کر وہ سب دعویدار اور وہ مومن جسکا معاوضہ علیؑ نے ان کو دیا ہے ان بہشتوں میں چلے جائینگے پھر وہ دیکھینگے کہ خدا نے علیؑ کے ممالکِ جنت میں اس قدر اضافہ فرمایا ہے جو اس بہشت کی مقدار سے اتنے گنا زیادہ ہیں کہ انکی مقدار کو اسکے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔

اسکے بعد جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اَذٰلِكَ خَيْرٌ نُّزُلًا اَمْ شَجَرَةُ الزَّقُّوْمِ یعنی آیا یہ بہشتیں جو مومنین اور مخلصین و محبین اہلبیت کو مرحمت ہونگی) اچھی مہمانی ہے یا درخت زقوم کہ جو میرے بھائی اور وصی علیؑ ابن ابی طالب کے مخالفوں کے لئے مہیا کیا گیا ہے۔

پارہ ۲۳ والصافات ۲

قولہ عز وجل مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِي اسْتَوْقَدَ نَارًا فَلَمَّا أَضَاءَتْ مَا حَوْلَهُ ذَهَبَ اللَّهُ بِنُورِهِمْ وَتَرَكَهُمْ فِي ظُلُمَاتٍ لَا يُبْصِرُونَ ۝ صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُونَ یعنی ان منافقوں کی مثال ان شخصوں کی سی ہے (جو اندھیری رات میں) آگ روشن کریں جب ان کے اردگرد کی چیزیں روشن ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ ان کی روشنی کو دور کردے اور ان کو اندھیرے میں چھوڑ دے کہ وہ کچھ نہ دیکھتے ہوں وہ (منافق) بہرے گونگے اور اندھے ہیں اور وہ کبھی ایمان کی طرف رجوع نہ کرینگے۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت امام موسیٰ کاظم نے ارشاد فرمایا ہے کہ

مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِي اسْتَوْقَدَ نَارًا فَلَمَّا أَضَاءَتْ مَا حَوْلَهُ ذَهَبَ اللّٰهُ بِنُورِهِمْ وَ تَرَكَهُمْ فِي ظُلُمَاتٍ لَا يُبْصِرُونَ ۝ منافقوں کی مثال اس شخص کی سی ہے جو آگ روشن کرے تاکہ اس کو اپنے اردگرد کی چیزیں نظر آنے لگیں جب اس کو وہ چیزیں دکھائی دینے لگ جائیں تو اللہ تعالیٰ اس آگ کی روشنی کو دور کر دے کہ ہوا یا بارش بھیج کر اسکو بجھا دے یہی حال ان بیعت شکن منافقوں کا ہے جنہوں نے علیؑ کی بیعت کو جو اللہ تعالیٰ نے ان سے لی تھی توڑ ڈالا اور ظاہرا شہادت دی کہ خدا ایک ہے اور کوئی اسکا شریک نہیں اور محمدؐ اس کا بندہ اور رسولؐ ہے اور علیؑ اُس کا ولیعہد اور وصی اور وارث اور اسکی اُمت میں اسکا جانشین اور اسکے قرضوں کا ادا کرنے والا اور اس کے وعدوں کو پورا کرنے والا اور اس کی جگہ بندگان خدا کا نگہبان اور حاکم ہے۔

اس ظاہری شہادت کے ادا کرنے سے وہ منافق مسلمانوں کی میراث کے وارث ہوئے اور مسلمانوں میں نکاح کیا اور مسلمانوں نے اسی شہادت کے باعث ان کو دوست رکھا اور اسی وجہ سے بلاؤں اور تکلیفوں کو بوجہ احسن ان سے دفع کیا اور ان کو اپنا دینی بھائی قرار دیا اور جن جن برائیوں سے وہ اپنے نفسوں کو بچاتے تھے ان سے ان کو بچائے رکھا اسلئے کہ وہ (مسلمان) انکی زبان سے اس شہادت (خدا و رسولؐ) کو سنتے تھے مگر جب پنجۂ اجل میں گرفتار ہونگے تو پروردگار عالمین کے حکم میں داخل ہو جائینگے جو سب رازوں اور بھیدوں کا عالم ہے اور کوئی چیز اس پر پوشیدہ نہیں ہے چونکہ وہ منافق دل میں کفر کو پوشیدہ رکھتے تھے اسلئے عذاب خدا میں مبتلا ہونگے یہ وہ وقت ہے کہ ان کی روشنی جاتی رہے گی اور احکام آخرت کی تاریکیوں میں گرفتار ہونگے اور وہاں سے نکلنے کی راہ نہ پائینگے اور اس جگہ سے واپس آنے کی کوئی سبیل ان کو ہاتھ نہ آئیگی۔

پھر خدا فرماتا ہے صُمٌّ یعنی عذاب آخرت میں بہرے ہونگے بُكْمٌ یعنی آتش جہنم کے طبقوں میں گونگے ہونگے عُمْيٌ یعنی آخرت میں اندھے ہونگے۔ چنانچہ ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا ہے وَنَحْشُرُهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَىٰ وُجُوهِهِمْ عُمْيًا وَبُكْمًا وَصُمًّا ۖ مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ ۖ كُلَّمَا خَبَتْ زِدْنَاهُمْ سَعِيرًا ۝ یعنی قیامت کے دن ہم ان کو منہ کے بل محشور کرینگے کہ وہ اندھے گونگے اور بہرے ہونگے اور ان کا مقام جہنم میں ہوگا جب اس کی آگ مدھم ہونے لگے گی تو ہم اس کو اور زیادہ بھڑکا دینگے۔

اور جناب رسول خدا نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو مرد یا عورت ظاہر میں امیر المومنینؑ کی بیعت کرے اور باطن میں اس کو توڑ ڈالے اور ان سے نفاق رکھے جب ملک الموت اسکی روح قبض کرنیکے لئے اسکے پاس آتا ہے اسوقت ابلیس اور اسکے یار و مددگار اسکے سامنے صورت پذیر ہوتے ہیں اور آتش ہائے جہنم اور اسکے عذابہائے گوناگوں جو اسکے آنکھوں اور دل اور کانوں کے واسطے مقرر ہیں اور جہنم کے تنگ مقامات میں جو اسکی نشست گاہیں ہیں اسکے سامنے متمثل ہوتے ہیں اور جنت اور اس کی منزلتیں جو اس شخص کے تا ایں دم مومن اور امیر المومنین علیہ السلام کی بیعت پر قائم رہنے کی صورت میں اس کو ملتیں اسکے آگے شکل پذیر ہوتی ہیں اور ملک الموت اس سے کہتا ہے دیکھ یہ جنت جسکی خوشیوں اور شادمانیوں کے درجے کو بجز خدا کے جو پروردگار عالمین ہے اور کوئی نہیں جانتا تیرے واسطے مہیا کی گئی تھی اگر تو برادر رسولؐ خدا کی ولایت اور محبت پر قائم رہتا تو قیامت کے دن تیری بازگشت اسکی طرف ہوتی مگر تو نے اسکے رشتہ ولایت کو توڑ ڈالا۔ اور اس کی مخالفت کی اس لئے یہ آتش ہائے جہنم اور اسکے عذابہائے گوناگوں اور اسکے شعلے اور موگریاں اور اژدہا جو اپنے منہ کھولے ہوئے ہیں اور بچھو جو اپنی دمیں اٹھائے ہیں اور درندے جو اپنے پنجوں کو کھولے ہوئے ہیں اور باقی اور طرح طرح کے عذاب تیرے لئے تیار ہیں اور تیری بازگشت ان کی طرف ہوگی اسوقت وہ شخص کہتا ہے یَا لَیْتَنِی اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِیْلًا یعنی کاش میں رسولؐ خدا کی راہ اختیار کرتا اور ان کے حکم کو قبول کرلیتا اور علیؑ کی دوستی جو مجھ پر لازم کی گئی تھی اس کو اپنے اوپر لازم اور واجب ٹھیراتا۔

قولہ عزوجل اَوْ کَصَیِّبٍ مِّنَ السَّمَآءِ فِیْهِ ظُلُمٰتٌ وَّ رَعْدٌ وَّ بَرْقٌ ۚ یَجْعَلُوْنَ اَصَابِعَهُمْ فِیْۤ اٰذَانِهِمْ مِّنَ الصَّوَاعِقِ حَذَرَ الْمَوْتِ ؕ وَ اللّٰهُ مُحِیْطٌۢ بِالْكٰفِرِیْنَ ۔ یَكَادُ الْبَرْقُ یَخْطَفُ اَبْصَارَهُمْ ؕ كُلَّمَاۤ اَضَآءَ لَهُمْ مَّشَوْا فِیْهِ ۗ وَ اِذَاۤ اَظْلَمَ عَلَیْهِمْ قَامُوْا ؕ وَ لَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَذَهَبَ بِسَمْعِهِمْ وَ اَبْصَارِهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۔ یعنی یا ان منافقوں کی مثال ان شخصوں کی سی ہے۔ جن پر آسمان سے مینہ برس رہا ہو اور کالی گھٹا چھائی ہو بادل گرج رہا ہو بجلی چمک رہی ہو اور وہ بجلی کی کڑک سے ہلاک ہونے کے ڈر سے انگلیاں کانوں میں دیتے ہوں اور اللہ سب

حاشیہ: تذکرہ بیعت نے قرعن (؟) — سورہ فرقان ۱۹ع

کافروں کو گھیرے ہوئے ہے قریب ہے کہ بجلی ان کی آنکھوں کو چندھیا دے جب اس (بجلی) کی چمک سے رستہ روشن ہو جاتا ہے تو وہ چلنے لگتے ہیں اور جب اندھیرا ہو جاتا ہے تو ٹھہر جاتے ہیں اور اگر خدا چاہے تو ان کے کانوں کی سماعت اور آنکھوں کی بصارت کو زائل کر دے کیونکہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے ۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے منافقوں کیلئے دوسری مثال بیان کی ہے اور فرمایا ہے کہ اس قرآن کی مثال جس میں ان منافقوں کی طرف خطاب کیا گیا ہے اور اے محمدؐ جسکو ہم نے تجھ پر نازل کیا ہے اور اسمیں میری وحدانیت کا بیان اور تیری نبوت کی دلیل کی وضاحت اور اس امر کی روشن دلیل موجود ہے کہ تیرا بھائی علیؑ ابن طالبؑ اس منصب اور عہدے کا جس پر تُو نے اسکو مقرر کیا ہے اور اس مرتبے کا جس پر اس کو سرفراز کیا ہے اور اس ملک الٰہی اور حکومت کا جس پر اسکو متعین کیا گیا ہے مستحق اور سزاوار ہے ان منافقوں کے حق میں ایسی ہے اَوْ كَصَيِّبٍ مِّنَ السَّمَآءِ فِيهِ ظُلُمٰتٌ وَّرَعْدٌ وَّبَرْقٌ يَجْعَلُوْنَ اَصَابِعَهُمْ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ مِّنَ الصَّوَاعِقِ حَذَرَ الْمَوْتِ ؕ جیسے بارش جس میں کالی گھٹا سے اندھیرا چھایا ہو اور بادل گرج رہا ہو اور بجلی چمک رہی ہو جس طرح اس بارش میں یہ چیزیں موجود ہیں اور جو شخص ان میں مبتلا ہے وہ خوف کرتا ہے ایسا ہی ان منافقوں کا حال ہے کہ وہ بیعت علیؑ کو رد کرتے ہیں اور اس بات سے خوف کرتے ہیں کہ ایسا نہ ہو کہ اے محمدؐ تو انکے نفاق سے واقف ہو جائے جس طرح وہ شخص جو اس قسم کے مینہ اور کڑک اور بجلی میں مبتلا ہو ڈرتا ہے کہ ایسا نہ ہو کڑک سے دل نکل پڑے یا بجلی اس پر گر پڑے اسی طرح یہ منافق خوف کرتے ہیں کہ ایسا نہ ہو تو انکے کفر سے مطلع ہو جائے اور انکے قتل و قمع کا باعث ہو جو شخص اس بارش میں گرفتار ہوتے ہیں وہ اپنی انگلیاں کانوں میں دیتے ہیں تاکہ کڑک کے صدمے سے ان کے دل باہر نہ نکل پڑیں اور وہ موت کے خوف سے ایسا کرتے ہیں جس طرح یہ لوگ جو اس بارش میں مبتلا ہیں اپنے کانوں میں اُنگلیاں دیتے ہیں کہ کہیں کڑک کے صدمے سے انکے دل باہر نہ نکل پڑیں اسی طرح یہ منافق جب سنتے ہیں کہ تو بیعت علیؑ کے توڑنے والوں پر لعنت کرتا ہے اور ان لوگوں کے حالات کھلنے پر عقاب و عذاب کا وعدہ دیتا ہے تو اپنی موت کے خوف سے انگلیاں اپنے کانوں میں دے لیتے ہیں کہ ایسا نہ ہو تیرا ان پر لعنت کرنے

اور عقاب عذاب کا وعدہ دینے کو سُن کر انکے چہرہ متغیر ہو جائیں اور ان کا یہ حال دیکھ کر تیرے اصحاب ان کو شناخت کرلیں کہ وہ یہی لوگ ہیں جن پر لعنت کی گئی ہے اور ان کے لئے وعدۂ عذاب دیا گیا ہے کیونکہ جب چہرہ انکے متغیر ہونے اور ان کے پیچ و تاب کھانے سے ان کا حال کھل جائیگا تو نفاق کا الزام ان پر پختہ ہو جائیگا اور پھر وہ تیرے ساتھ سے یا تیرے حُکم سے قتل ہونے سے امن میں نہ رہینگے پھر خدا فرماتا ہے وَاللّٰهُ مُحِيطٌ بِالْكَافِرِينَ - یعنی اللہ تعالٰی کافروں پر احاطہ کئے ہوئے ہے اور اسکو ان پر قدرت حاصل ہے اگر وہ چاہے تو ان میں سے منافقوں کے نفاق کو تجھ پر ظاہر کردے اور انکے رازوں سے تجھ کو واقف کردے اور انکے قتل کرنیکا تجھ کو حکم دے بعد ازاں فرمایا يَكَادُ الْبَرْقُ يَخْطَفُ أَبْصَارَهُمْ یعنی قریب ہے کہ بجلی انکی آنکھوں کو چندھیا دے اور یہ اس قوم کی مثال ہے جو بجلی کی چمک میں مبتلا ہوں اور انہوں نے اسکی طرف سے اپنی آنکھوں کو بند نہ کیا ہو اور انکو اسکی چمک سے بچانے کیلئے اپنے چہروں کو نہ ڈھانپا ہو اور اپنی راہ کو جس کو وہ بجلی کی روشنی میں طے کرنا چاہتے ہیں نہ دیکھا ہو بلکہ انہوں نے فقط بجلی ہی کی طرف نگاہ کی ہو۔ اس حال میں قریب ہے کہ بجلی انکی آنکھوں کو چندھیا دے اسی طرح ان منافقوں کا حال ہے کہ قرآن کی جو آیاتِ محکمات تیری نبوت پر دلالت کرتی ہیں اور اپنے بھائی علیؑ کو امام مقرر کرنے پر تیری سچائی کو ظاہر کرتی ہیں اور جو معجزے تجھ سے اور تیرے بھائی علیؑ سے مشاہدہ کرتے ہیں جو اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ تیرا امر نبوت اور اسکا امر امامت بالکل حق اور درست ہے اور اسمیں ذرا بھی شک نہیں ہے پھر بھی وہ ان دلیلوں میں جو وہ آیات قرآنی اور تیرے اور تیرے بھائی علیؑ ابن ابی طالب کے معجزات و آیات سے مشاہدہ کرتے ہیں غور و تامل نہیں کرتے اور تیری حجتوں اور دلیلوں میں ان کا حق سے درگزر کرنا عنقریب انکے اور تمام اعمال کو جن کو وہ سوچ سمجھ کر اور درست طور پر بجا لاتے ہیں باطل کردیگا کیونکہ جو کوئی ایک حق کا انکار کرتا ہے یہ انکار کرنا اسکو ہر ایک حق کے انکار پر پہنچا دیتا ہے اور اسکا منکر اسکے تمام حقوق کے باطل ہونے میں بمنزلہ اس شخص کے ہے جو آفتاب کی طرف نظر کرے اور اس سے اسکی آنکھوں کا نور جاتا رہے۔ بعد ازاں فرمایا كُلَّمَا أَضَاءَ لَهُمْ یعنی جب بجلی کی چمک سے رستہ روشن ہو جاتا ہے یعنی جب وہ امر ظاہر ہوتا ہے جسکے حجت ہونے کا ان کو اعتقاد ہے مَشَوْا فِيهِ تو اس پر قائم ہو جاتے ہیں۔ اور ان منافقوں کا یہ دستور تھا کہ جب

ان کی گھوڑیاں بچھیریاں جنتی تھیں اوران کی عورتوں کے ہاں لڑکے پیدا ہوتے تھے اور ان کے نخلستان بارور ہوتے تھے اور کھیتیاں خوب پھلتی پھولتی تھیں اور تجارت میں نفع ہوتا تھا اور اونٹنیاں بہت دودھ دیتی تھیں تو کہتے تھے کہ یہ سب کچھ علیؑ سے ہمارے بیعت کرنے کا نتیجہ ہے کیونکہ وہ خوش نصیب اور صاحب اقبال آدمی ہے اس لئے مناسب ہے کہ ظاہر میں ہم اس کی اطاعت کریں تاکہ اس کے اقبال سے نیک زندگی بسر کریں۔ وَاِذَآ اَظْلَمَ عَلَيْهِمْ قَامُوْا اور جب تاریکی ہوجاتی ہے کھڑے ہوجاتے ہیں یعنی جب ان کی گھوڑیاں بچھیریاں اور عورتیں لڑکے نہ جنتیں اور تجارتوں میں نفع نہ ہوتا اور نخلستان کی کھجوریں پھل نہ لاتیں اور کھیتیاں اچھی طرح نہ پھلتی پھولتیں تب وہ اس کلمہ نیک سے باز رہتے اور کہتے کہ یہ سب کچھ علیؑ سے ہمارے بیعت کرنے اور محمدؐ کی تصدیق کرنے کی بدبختی اور نشامت کا نتیجہ ہے اور یہ آیت ایک اور آیت کی نظیر ہے جس میں خدا نے حبیبؐ کو مخاطب کر کے فرماتا ہے اِنْ تُصِبْهُمْ حَسَنَةٌ يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِكَ ؕ قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ یعنی اگر ان کو کوئی نیکی پہنچتی ہے تو کہتے ہیں کہ یہ خدا کی طرف سے ہے اور اگر کوئی بدی پہنچتی ہے تو کہتے ہیں کہ یہ بدی تیری طرف سے ہے اے محمدؐ تو ان کافروں سے کہدے کہ یہ نیکی اور بدی سب خدا کی طرف سے ہے یعنی اسی کے حکم اور قضا سے جاری ہوتی ہے اور میری بدبختی اور برکت سے نہیں۔

پ ۶

پھر خدا فرماتا ہے وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَذَهَبَ بِسَمْعِهِمْ وَاَبْصَارِهِمْ یعنی اور اگر خدا چاہے تو ان کے کانوں کی سماعت اور آنکھوں کی بصارت کو دور کر دے تاکہ ان کو اس بات سے بچنا میسر ہو جو وہ چاہتے ہیں کہ کہیں تو اور تیرے اصحاب اور دیگر مومنین انکے کفر سے واقف نہ ہوجائیں کیونکہ اگر ایسا ہوا تو تو ان کو کفر کے باعث قتل کرادیگا۔ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے اور کسی شے کے عمل میں لانے سے قاصر اور عاجز نہیں ہے۔

قولہ عزوجل

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝ یعنی اے لوگو اپنے پروردگار کی عبادت کرو جس نے تم کو اور ان لوگوں کو جو تم سے پہلے گذرے ہیں پیدا کیا ہے تاکہ تم عذاب دوزخ سے بچو۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ جناب امام زین العابدین علی بن حسین علیہما السلام نے اس

آیت کی تفسیر اس طرح فرمائی ہے یَا اَیُّھَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّکُمْ یعنی اے تمام لوگو جو اولاد آدم میں بالغ اور مکلف ہو اپنے پروردگار کی اطاعت کرو جس طرح سے اس نے تم کو حکم دیا ہے کہ تم اعتقاد رکھو کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے نہ کوئی اسکا شریک ہے اور نہ کوئی اس کے مشابہ اور نظیر ہے وہ ایسا عادل کہ کبھی ظلم نہیں کرتا اور ایسا بہت بخشش کرنے والا ہے کہ کبھی بخل نہیں کرتا اور ایسا حلیم و بُردبار ہے کہ کبھی جلد بازی اور عجلت نہیں کرتا اور ایسا مدبر اور دانا ہے کہ اسکے کاروبار میں سُستی اور سبکی کو راہ نہیں اور یہ اعتقاد کرو کہ محمدؐ اس کا بندہ اور رسول ہے اور اس کی آل تمام انبیائے گزشتہ کی آل سے افضل ہے اور علیؑ تمام آل محمدؐ میں افضل ہے اور محمدؐ کے مومن اصحاب تمام پیغمبروں کے اصحاب سے افضل ہیں اور اُمت محمدیؐ سب نبیوں کی اُمتوں سے افضل ہے اَلَّذِیْ خَلَقَکُمْ یعنی اس ذات کی اطاعت کرو جس نے تم کو نطفہ سے جو گندے پانی سے بنتا ہے پیدا کیا پھر اس (نطفہ) کو ایک مدت مقررہ تک ایک خاص قرار گاہ میں ٹھیرایا اور اس نے اس کو اندازہ کیا اور خدا جو پروردگار عالمین ہے بہت اچھا اندازہ کرنے والا ہے۔

اور جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نُطفہ رحم میں چالیس روز اسی طرح (اصلی حالت میں) رہتا ہے پھر چالیس روز علقہ یعنی جما ہوا خون رہتا ہے پھر چالیس روز مضغہ یعنی پارہ گوشت رہتا ہے اسکے بعد ہڈیاں بنتی ہیں پھر اس پر گوشت کی تہ چڑھائی جاتی ہے بعد ازاں اللہ تعالیٰ اس پر کھال کی پوشش پہناتا ہے پھر اس پر بال اُگاتا ہے بعد ازاں فرشتہ ارحام کو اس پر متعین فرماتا ہے اور اسکو حکم ہوتا ہے کہ اس جنین کی مدت عمر اور اسکے اعمال اور رزق کو لکھ اور یہ بھی کہ یہ بچہ نیک بخت اور سعید ہوگا یا بدبخت اور شقی وہ فرشتہ عرض کرتا ہے اے پروردگار مجھے ان امور کا علم کہاں سے حاصل ہوگا تب حُکم ہوتا ہے کہ لوح محفوظ کے پڑھنے والوں سے دریافت کرے غرض وہ ان سے دریافت کر کے ان تمام امور کو تحریر کر دیتا ہے۔

جناب رسالتمآبؐ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جس کسی کی مدت عمر عمل اور رزق وہ فرشتہ لکھتا ہے اگر اس کا انجام سعادت فرجام محبت علیؑ ابن ابی طالب پر ہو تو اس کے لئے وہ فرشتہ یہ لکھتا ہے کہ اس شخص سے مرتے وقت کوئی گناہ سرزد نہ ہوگا۔

کیفیت خلقت انسان

امام فرماتے ہیں کہ اس بات کا بھی یہی مطلب ہے جو رسول خدا نے اس روز فرمائی تھی جبکہ بریدہ نے آکر آنحضرتؐ سے علیؑ کی شکایت کی اور اس کا قصہ اس طرح پر ہے کہ حضرتؐ نے ایک دفعہ ایک لشکر جہاد کو بھیجا تھا اور علیؑ کو اس لشکر کا سپہ سالار مقرر فرمایا تھا اور ہمیشہ یہی قاعدہ تھا کہ جب علیؑ کسی لشکر کے ہمراہ جاتے تھے تو سردار ہی ہو کر جاتے تھے۔ الغرض جب لشکر اسلام نے فتح پائی اور مال غنیمت ہاتھ آیا تو علیؑ نے چاہا کہ مال غنیمت میں سے ایک لونڈی خرید فرمائیں اور قیمت مال غنیمت سے وضع کریں یہ دیکھ کر خاطب ابن ابو بلتعہ اور بریدہ اسلمی اس باب میں ان سے جھگڑنے لگے اور بہت غضبناک ہوئے جب حضرتؐ نے انکو جھگڑتے دیکھا تو آپ نے اسکی قیمت کا تخمینہ لگانا اور اسکا مقرر کرنا ان ہی کے حوالہ کر دیا یہاں تک کہ اسکی قیمت اس حد کو پہنچ گئی جو اس روز انصاف سے ہو سکتی تھی پھر حضرت امیر علیہ السلام نے اس کنیز کو اس قیمت پر خرید لیا۔ جب مدینے میں واپس آئے تو ان دونوں نے صلاح کی کہ بریدہ جناب رسولؐ خدا کی خدمت میں اس حال کو عرض کرے اس قرارداد کے بعد بریدہ حضرتؐ کے سامنے جا کر کھڑا ہوا اور عرض کرنے لگا یا رسولؐ اللہ شاید آپ نے نہیں سنا کہ علیؑ نے مال غنیمت میں سے اپنے لئے ایک لونڈی لے لی ہے اور مسلمانوں کا حق اس میں مقرر نہیں کیا اسکی یہ تقریر سن کر آنحضرتؐ نے اسکی طرف سے رخ پھیر لیا اسنے داہنی طرف سے آکر پھر وہی شکایت کی حضرتؐ نے پھر بھی منہ پھیر لیا۔ اس نے سامنے سے آکر پھر اسی شکایت کو دہرایا یہ حال دیکھ کر حضرتؐ پر ایسا غضب طاری ہوا کہ نہ کبھی اس سے پہلے اور نہ اسکے بعد پھر کسی نے آپ کو ایسا غضبناک دیکھا اور رنگ نور متغیر ہو گیا منہ سے کف جاری ہوئی اور گردن کی رگیں پھول گئیں اور تمام اعضا غصہ کے مارے کانپنے لگے اور فرمایا کہ اے بریدہ تو نے آج رسولؐ خدا کو کس لئے اذیت پہنچائی کیا تو نے اللہ تعالیٰ کا قول نہیں سنا کہ فرمایا ہے۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِیْنًا ○ وَالَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَیْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِیْنًا ○ یعنی جو لوگ خدا اور اس کے رسولؐ کو ایذا دیتے ہیں اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں ان پر لعنت کرتا ہے اور اس نے ان کے لئے خوار و ذلیل کرنے والا عذاب مہیا کیا ہے اور جو لوگ مومن مردوں اور عورتوں کو بلا قصور ایذا دیتے ہیں وہ سراسر جھوٹ اور گناہ ظاہر کو اپنے سر دھرتے ہیں بریدہ نے عرض کی

آنحضرتؐ کا غضب

مَیں نہیں جانتا کہ مَیں نے آپ کو کونسی ایذا دی حضرتؐ نے جواب دیا کہ اے بریدہ کیا تیرا گمان یہ ہے کہ مجھ کو صرف وہی شخص ایذا پہنچاتا ہے جو مجھ کو ہی ایذا دے کیا تجھ کو یہ معلوم نہیں ہے کہ علیؑ مجھ سے ہے اور مَیں علیؑ سے ہوں اور جو کوئی علیؑ کو ایذا دیتا ہے وہ مجھ کو ایذا دیتا ہے اور جو مجھ کو ایذا دیتا ہے وہ خدا کو ایذا دیتا ہے اور جو خدا کو ایذا دے اس کو آتش جہنم کے دردناک عذاب ایذا دینا خدا پر واجب اور لازم ہے اے بریدہ تجھ کو زیادہ معلوم ہے یا خدا کو تو زیادہ واقف ہے یا وہ فرشتے جو لوح محفوظ کو پڑھتے ہیں تو زیادہ واقف ہے یا فرشتہ ارحام پھر فرمایا کہ اے بریدہ تو کیونکر اسکو خطاکار بتلاتا ہے اور ملامت اور سرزنش کرتا ہے اور اسکے فعل پر طعن و تشنیع کرتا ہے اور یہ جبرئیلؑ امین موجود ہیں اور اسکے حافظانِ اعمال کی طرف سے خبر دیتے ہیں کہ انہوں نے وقت ولادت سے لے کر تا ایندم کوئی خطا اسکے نامۂ اعمال میں درج نہیں کی اور فرشتہ ارحام نے مجھ سے بیان کیا کہ اسکی پیدائش سے پہلے جبکہ اسکو ماں کے پیٹ میں مستحکم کیا گیا انہوں نے لکھا کہ اس سے ہرگز کوئی خطا سرزد نہ ہوگی اور قاریان لوح محفوظ نے شب معراج مجھ کو خبر دی کہ انہوں نے لوح محفوظ میں لکھا ہوا دیکھا کہ علیؑ ہر خطا اور لغزش سے معصوم اور پاک ہے اے بریدہ تو کیونکر اس کو خطاکار بتلاتا ہے حالانکہ پروردگار عالمین اور فرشتگان مقربین اس کو صواب اور درستی پر بتاتے ہیں اے بریدہ علیؑ سے نیکی اور خوبی کے سوا کبھی مت پیش آؤ کیونکہ وہ تمام مومنوں کا حاکم اور تمام اوصیاءؑ کا سردار اور مسلمانوں کا شہسوار اور بزرگان روشن رو کا پیشوا اور بہشت و دوزخ کا تقسیم کرنے والا ہے قیامت کے دن آتش جہنم سے مخاطب ہو کر کہیگا ھذا الی وھذا لک یہ میرے واسطے ہے اور یہ تیرے لئے اور اے بریدہ کیا تم سب مسلمانوں پر واجب نہیں ہے کہ علیؑ سے جھگڑا مت کرو اور اس سے عناد مت رکھو اور اسکو غضب میں مت لاؤ مگر یہ بات تم سے بہت بعید ہے اور حقیقت حال یہ ہے کہ علیؑ کی جو قدر و منزلت تمہاری نظروں میں ہے خدا کے نزدیک اسکا مرتبہ اس سے بہت زیادہ ہے کیا تم چاہتے ہو کہ مَیں تم کو بتاؤں کہ خدا کے نزدیک اس کی قدر و منزلت کتنی ہے صحابہ نے عرض کی کہ ہاں یارسول اللہ بیان فرمائیے تب فرمایا کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کچھ قوموں کو مبعوث کریگا کہ ان کے میزان اعمال گناہوں سے پُر ہونگے اُن سے کہا جائیگا کہ یہ تو بدیاں ہیں نیکیاں کہاں ہیں ان کو لاؤ ورنہ تم ہلاک ہو گے وہ عرض کرینگے کہ اے

ہمارے پروردگار رحیم کو اپنی نیکیاں تو معلوم نہیں اسوقت جانب پروردگار سے ندا آئیگی کہ اے میرے بندو اگر تم اپنی نیکیوں کو نہیں جانتے تو مَیں توان کو جانتا ہوں اور مَیں ان کو تمہارے لئے زیادہ کرونگا پھر ہوا ایک چھوٹے سے رقعہ کو اُڑا کر اُنکے نیکیو نکے پلڑہ میزان میں ڈال دیگی اور وہ پلڑہ ان کے گناہوں کے پلّے سے آسمان و زمین کے درمیانی فاصلے سے بھی زیادہ نیچے کو جُھک جائیگا پھر ان میں سے ایک شخص کو حکم ہوگا کہ اپنے ماں باپ بھائیوں خواصوں قریبیوں یار و اور آشناؤں کا ہاتھ پکڑ اور ان کو جنت میں داخل کر یہ حال دیکھ کر اہل محشر عرض کرینگے کہ ہمارے پروردگار رحیم نے اسکی بدیوں کو تو پہچان لیا مگر نیکیوں کو نہیں دیکھا کہ وہ کیا کچھ ہیں ان کے جواب میں خدا فرمائیگا کہ اے میرے بندو ان میں سے ایک شخص کے ذمّے اپنے بھائی کا کچھ قرض باقی تھا وہ اس بقایا قرض کو لے کر اس قرضخواہ بھائی کے گھر گیا اور جاکر اسے کہا کہ یہ اپنا باقی قرض مجھ سے لے لے کیونکہ میں تجھ کو علیؑ کا دوست دار ہونے کی وجہ سے دوست رکھتا ہوں یہ بات سُنکر اس قرضخواہ نے اسے کہا کہ مینے تجھ کو دوستدار علیؑ ہونے کے سبب وہ قرض چھوڑ دیا اور یہ میرا مال حاضر ہے جتنا تیرا جی چاہے اس میں سے لیجا اور اپنے کام میں لا۔ اسلئے اللہ تعالیٰ ان دونو کا شکر گزار ہوا اور اس سبب سے انکی خطاؤنکو معاف کر دیا اور اسکو ان کے اعمال ناموں اور میزانوں میں داخل کیا اور انکے لئے اور ان کے ماں باپ اور ان کے اہل و عیال کے لئے بہشت کو واجب کیا ؂

بعدازاں حضرتؐ ختمی مرتبت نے فرمایا اے بریدہ جو لوگ کہ بغض علیؑ کے باعث داخل جہنم ہونگے انکی تعداد کنکریوں سے بہت زیادہ ہوگی جو جمرات کے قریب پھینکی جاتی ہیں خبردار تو ان میں سے نہ ہونا الغرض آیہ اُعْبُدُوْا رَبَّكُمُ کے یہی معنے ہیں کہ تم لوگ محمدؐ اور علیؑ ابن ابیطالب کی تعظیم کیساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو الَّذِیْ خَلَقَكُمْ جسنے تم کو پیدا کیا اور بعدازاں تم کو درست اور یکساں کیا اور بہت اچھی صورت تم کو عنایت کی وَالَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ اور جس نے تم سے پہلے سب انسانی گروہوں کو پیدا کیا لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ٥ تاکہ تم آتش دوزخ سے بچو ؂

امام فرماتے ہیں کہ اس اخیر آیت کی دو صورتیں ہیں اوّل یہ کہ تم کو اور تم سے پہلے لوگونکو اس لئے پیدا کیا تاکہ تم سب کے سب متقی اور پرہیزگار ہو جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اور مقام میں فرمایا ہے وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ٥ یعنی میںنے جنوں اور انسانوں کو صرف

لقد ایسا خلق

اس لئے پیدا کیا ہے کہ میری معرفت حاصل کریں ؛

دوم یہ کہ تم اُس ذات کی عبادت کرو جس نے تم کو اور تم سے پہلے لوگوں کو پیدا کیا ہے تاکہ تم آتش جہنّم سے محفوظ رہو ؛

اور لعلّ کلام خدا میں واجب کے معنی میں آتا ہے کیونکہ اللہ جلّشانہ اس بات سے برتر ہے کہ اپنے بندے کو بے فائدہ تکلیف و مشقّت میں ڈالے اور اپنے فضل و کرم کی طمع دلائے اور پھر اسکو اس سے محروم رکھے دیکھو جب کوئی بندہ کسی شخص سے کہے کہ تو میری خدمت کرتا کہ تو مجھ سے اور میری خدمت سے کچھ نفع پائے اور تاکہ میں اس خدمت کی عوض تجھ کو کچھ فائدہ پہنچاؤں اور وہ شخص اس کی خدمت کرے پھر وہ شخص اس (خدمتگار) کو فائدہ سے محروم رکھے اور اس کو کچھ نفع نہ پہنچائے یہ فعل اس شخص کا کس قدر قبیح اور زبون سمجھا جاتا ہے پس اللہ تعالیٰ کے افعال تو اپنے بندوں کے افعال سے بہت بزرگ و برتر اور قبیح اور زبون ہونے سے نہایت بعید ہیں ؛

قولہ تعالیٰ الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَّ السَّمَآءَ بِنَآءً وَّ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ٥ یعنی وہ خدا جس نے تمہارے واسطے زمین کو فرش اور آسمان کو چھت بنایا۔ اور بادلوں سے پانی برسایا اور اس سے تمہارے واسطے بہت سے پھلوں کا رزق زمین سے پیدا کیا پس تم خدا کے لئے شریک مت قرار دو حالانکہ تم جانتے ہو (کہ جن کو تم خدا کا شریک بناتے ہو وہ کچھ بھی مقدور نہیں رکھتے) ؛

امام حسن عسکری علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا یعنی وہ خدا جس نے زمین کو تمہارے لئے فرش بنایا ہے یعنی اسکو تمہاری طبیعتوں کے مناسب اور جسموں کے موافق بنایا نہ تو زیادہ گرم ہے کہ تم کو جلائے اور نہ زیادہ سرد ہے کہ تم کو جمائے اور نہ زیادہ خوشبودار ہے جو تمہارے سروں میں درد پیدا کرے اور نہ اتنی بدبودار ہے کہ تم کو ہلاک کرے اور نہ پانی کی طرح اتنی نرم ہے کہ تم کو ڈبوئے اور نہ ایسی بہت سخت ہے جو تم کو کھیتی باڑی کرنے مکان بنانے اور مُردوں کے دفن کرنے سے مانع ہو بلکہ اس میں ایسی استواری اور متانت ہے کہ تم اس سے منتفع ہوتے ہو اور اس پر پھرتے اور قیام کرتے ہو اور تمہارے بدن

اور مکان اس پر قائم ہوتے ہیں اور اللہ جلشانہ نے اسمیں ایسی نرمی رکھی ہے جو کھیتی باڑی کرنے اور قبریں بنانے میں تمہاری مطیع فرمان ہے اور اسی طرح اور بیشمار فوائد اس سے حاصل کرتے ہو اسی واسطے خدا نے زمین کو تمہارے لئے فرش قرار دیا ہے پھر فرماتا ہے وَالسَّمَاءَ بِنَاءً یعنی آسمان کو تمہارے اوپر محفوظ چھت کی طرح بنایا کہ اس میں سورج چاند اور دیگر سیارو نکو تمہارے فوائد کے لئے گردش دیتا ہے وَاَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً یعنی بارش کو بلندی سے نازل کیا تاکہ پہاڑوں کی چوٹیوں اور ٹیلوں اور گھاٹیوں اور نشیب زمینوں میں ہر جگہ پانی پہنچ جائے پھر اس کو جُدا جُدا کیا کہ کبھی تو پھوہار کی طرح برستا ہے کبھی موسلا دھار پڑتا ہے کبھی بڑی بڑی بوندیں ہو کر گرتا ہے کبھی کم کم برستا ہے تاکہ اس سے تمہاری زمینوں کو سیراب کرے اور اس مینہ کو ایک ہی ٹکڑے کی صورت میں تم پر نہیں برساتا اگر ایسا ہو تو تمہاری زمینیں درخت کھیتیاں اور پھل سب خراب اور برباد ہو جائیں فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرَاتِ رِزْقًا لَّكُمْ یعنی پھر اس بارش کے سبب زمین سے طرح طرح کی چیزیں اُگائیں جو تمہارا رزق ہیں فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا پس تم کو مناسب ہے کہ بتوں کو جو نہ کچھ سمجھتے ہیں نہ سنتے ہیں نہ دیکھتے ہیں اور نہ کچھ کر سکتے ہیں خدا کے نظیر اور اس کے شبیہ اور مثل مت بناؤ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ اور تم جانتے ہو کہ وہ بت ان نعمتوں میں سے جو پروردگار نے تم کو عنایت فرمائی ہیں کسی ایک کے پیدا کرنے کی بھی قدرت نہیں رکھتے۔

اور امیرالمومنین علیہ السلام نے روایت کی ہے کہ آنحضرت نے آیۂ اَلَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا کی تفسیر میں ارشاد فرمایا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے پانی کو پیدا کیا تو آسمانوں اور زمینوں کی پیدائش سے پہلے اپنے عرش کو اس پر قائم کیا چنانچہ ارشاد فرمایا ہے هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ وَّکَانَ عَرْشُهٗ عَلَی الْمَاءِ یعنی وہ خدا وہ ہے جسنے آسمانوں اور زمینوں کو چھ روز میں پیدا کیا اور ان کی پیدائش سے پہلے اس کا عرش پانی پر قائم تھا۔

سیپارہ سورہ

پھر ہواؤں کو پانی پر بھیجا ان سے اس میں لہریں اٹھیں اور بخارات بن کر اوپر کو بلند ہوئے۔ اور جھاگ پیدا ہوئی ان بخارات سے تو ساتوں آسمان پیدا کئے اور اس جھاگ سے زمینیں خلق فرمائیں اور زمین کو پانی کے اوپر پھیلا دیا اور پانی کو سخت پتھر پر قائم کیا اور اس پتھر کو مچھلی پر اور مچھلی کو بیل پر اور بیل کو اس سنگ بزرگ پر جسکا ذکر لقمان نے اپنے بیٹے سے کیا ہے چنانچہ خدا

لقمان کی زبانی فرماتا ہے یٰبُنَیَّ اِنَّھَآ اِنْ تَکُ مِثْقَالَ حَبَّۃٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَکُنْ فِیْ صَخْرَۃٍ اَوْ فِی السَّمٰوٰتِ اَوْ فِی الْاَرْضِ یَاْتِ بِھَا اللّٰہُ ۔ یعنی اے بیٹے وہ گناہ یا نیکی اگرچہ چھپائی میں رائی کے دانے کے برابر ہی کیوں نہ ہو اور خواہ وہ سنگ سخت و بورگ کے بیچ میں ہو خواہ آسمانوں میں یا زمین میں ہو اس کو اللہ تعالیٰ مقام حساب میں لے آئیگا ۔

اور اس پتھر کو ثرے پر ٹھیرایا اور خدا کے سوا اور کسی کو معلوم نہیں کہ ثرے کے نیچے کیا ہے۔ الغرض جب اللہ تعالیٰ نے زمین کو خلق فرمایا تو اس کو کعبہ کے نیچے بچھایا پھر اسکو پانی پر پھیلایا اور وہ سب چیزوں پر محیط ہو گئی یہ حال دیکھ کر زمین فخر کرنے لگی اور کہنے لگی کہ میں نے سب چیزوں کو گھیر لیا ہے اب مجھ پر کون غالب ہو سکتا ہے اور مچھلی کے کانوں میں ایک ایک سونے کی زنجیر پڑی ہوئی تھی جس کا ایک سرا عرش سے ملا ہوا تھا تب اللہ تعالیٰ کے حکم سے مچھلی حرکت میں آئی اسکے متحرک ہونے سے زمین اپنی تمام چیزوں سمیت ہلنے لگی جیسے کشتی پانی کی سطح پر ہلا کرتی ہے جبکہ اسمیں بڑے زور کی لہریں اُٹھا کرتی ہیں اور زمین اس ہل چل کو روک نہ سکی زمین کا یہ حال دیکھ کر مچھلی فخر سے کہنے لگی کہ میں زمین پر بھی غالب آگئی جو سب چیزوں کو گھیرے ہوئے ہے ایسا کون ہے جو مجھ پر غالب آسکے اسوقت خدا نے پہاڑوں کو خلق کیا اور ان کو زمین پر گاڑ دیا۔ اور ان کے سبب زمین اس قدر بھاری ہو گئی کہ پھر مچھلی اس کو نہ ہلا سکی یہ حال دیکھ کر پہاڑ فخر کرنے لگے اور بولے کہ ہم مچھلی پر بھی غالب آگئے جسنے زمین کو مغلوب کیا تھا اب ہم پر کون غالب آسکتا ہے تب خدا نے لوہے کو پیدا کیا اور پہاڑ اس سے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے اور اسکا کچھ دفعیہ اور روک تھام نہ کر سکے یہ دیکھ کر لوہا فخر سے کہنے لگا کہ میں پہاڑ پر غالب آیا جس نے مچھلی کو مغلوب کیا تھا اب مجھ پر کون در ہو سکتا ہے تب خلاق عالم نے آگ کو خلق فرمایا اور اسنے لوہے کو پگلا کر ریزہ ریزہ کر ڈالا اور لوہے سے اسکا کچھ چارہ نہ بن پڑا آگ نے جب یہ حال مشاہدہ کیا تو فخر سے کہنے لگی کہ میں لوہے پر غالب ہوئی جسنے پہاڑ کو مغلوب کیا تھا ایسا کون ہے جو مجھ پر غالب ہو سکے تب اللہ تعالیٰ نے پانی کو پیدا کیا اور اسنے آگ کو بجھا دیا۔ پھر پانی از راہ فخر پکارا کہ میں آگ پر غالب آیا۔ جسنے لوہے کو مغلوب کیا تھا اب مجھ پر کون غلبہ پا سکتا ہے اسوقت خدا نے ہوا کو خلق فرمایا اور اسنے پانی کو اُڑا دیا یہ حال دیکھ کر ہوا کو بھی فخر ہوا کہ میںنے

پانی کو مغلوب کیا جو آگ پر غالب آیا تھا اب مجھ پر کون ور ہو سکتا ہے تب خلاق عالم نے انسان
کو پیدا کیا اس نے عمارتیں بنا کر ہوا کو اس کی گزرگاہوں سے پھیر دیا اس پر حضرت انسان بھی کہنے
لگے اور فخر و تکبر کی راہ سے کہنے لگے کہ میں ہوا پر بھی غالب ہوا جسنے پانی کو مغلوب کیا تھا اب مجھ پر
کون غالب ہو سکتا ہے تب اللہ تعالیٰ نے ملک الموت کو خلق فرمایا اور اسنے انسان کو مار ڈالا۔
جب ملک الموت نے یہ حال دیکھا تو فخریہ کہنے لگا کہ میں انسان پر غالب آیا جسنے ہوا کو مغلوب کیا تھا
اب مجھ پر کون غالب ہو سکتا ہے اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں بہت قہر کرنے والا اور بہت غلبہ
پانے والا اور بہت بخشش کرنے والا ہوں اور سب چیزوں پر غالب ہوں میں تجھ پر بھی غالب
ہوں، چنانچہ فرمایا ہے اِلَیۡهِ یُرۡجَعُ الۡاَمۡرُ کُلُّهٗ یعنی سب امور اسی کی طرف رجوع ہونگے۔
امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ حاضرین میں سے کسی نے عرض کی یا رسول اللہ وہ
مچھلی نہایت عجیب ہے اور اس میں کتنی بڑی طاقت ہے کہ زمین کو اسکی تمام چیزوں سمیت ایسا متحرک
کیا کہ وہ اس حرکت کو روک نہ سکی حضرتؐ نے فرمایا کیا تم چاہتے ہو کہ میں تم کو ایسی چیز کی خبر دوں جو
اس مچھلی کی نسبت زیادہ قوی اور بہت بڑی اور وسیع ہے صحابہ نے عرض کی کہ ہاں یا رسولؐ اللہ
بیان فرمائیے فرمایا جب خدا نے عرش کو پیدا کیا تو اس کے ساٹھ ہزار تین سو ستون خلق فرمائے
اور ہر ستون کے پاس ساٹھ ہزار تین سو فرشتے ایسے قوی اور عظیم الجثہ پیدا کئے کہ اگر ان
میں سے چھوٹے سے چھوٹے فرشتے کو حکم دے تو وہ ساتوں آسمانوں اور ساتوں زمینوں کو
لقمہ کر جائے اور یہ اس کے حلق کے سوراخ میں ایسے معلوم ہوں جیسے ایک وسیع بیابان میں
ریت کا ایک ٹیلہ پھر اللہ تعالیٰ نے ان فرشتوں کو حکم دیا کہ اے میرے بندو! اس عرش
کو اٹھاؤ ان سب نے مل کر ہر چند زور لگایا اٹھانا تو کہاں حرکت تک بھی نہ دے سکے تب
اللہ تعالیٰ نے ہر ایک فرشتے کے پاس ایک ایک فرشتہ اور پیدا کیا پھر بھی عرش کو جنبش تک نہ
ہوئی بعد ازاں خدا نے ہر فرشتے کے پاس دس دس فرشتے اور پیدا کئے تب بھی نہ ہلا سکے پھر ہر ایک
فرشتے کے پاس اس تمام تعداد کے برابر برابر فرشتے خلق فرمائے پھر بھی ان کو اتنی قدرت نہ ہوئی
کہ عرش کو ہلا سکیں اسوقت اللہ تعالیٰ نے ان کو حکم دیا کہ تم اسکو چھوڑ دو میں خود اپنی قدرت کاملہ
سے اسکو اٹھاؤنگا۔ غرض اس قادر مطلق نے اپنی قدرت سے اسکو تھاما پھر ان میں سے آٹھ فرشتوں کو

امر فرمایا کہ اب تم اس کو اٹھاؤ انہوں نے عرض کی کہ اے پروردگار جبکہ ہم اس تمام خلق کثیر اور جم غفیر کے ساتھ ہو کر نہ اٹھا سکے تو بھلا ہم آٹھوں اکیلے کیونکر اٹھا سکتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ میں اللہ ہوں کہ دُور کو نزدیک اور سرکش کو سرنگون اور شدید کو خفیف اور مشکل کو آسان کر دیتا ہوں جو چاہتا ہوں کرتا ہوں اور جو چاہتا ہوں حکم دیتا ہوں میں تم کو ایسے کلمات تعلیم کرونگا کہ ان کے کہنے سے اس کا اٹھانا تم پر سہل ہو جائیگا فرشتوں نے عرض کی کہ اے ہمارے پروردگار وہ کونسے کلمات ہیں۔ فرمایا تم کہو بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ[1] وَلَا حَوۡلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الۡعَلِیِّ الۡعَظِیۡمِ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہِ الطَّیِّبِیۡنَ تب انہوں نے ان کلمات کو تلاوت کر کے عرش کو اٹھا لیا اور وہ ان کے کندھوں پر ایسا ہلکا پھلکا معلوم ہوتا تھا جیسے کسی قوی اور طاقتور آدمی کے کندھے پر بال اُگے ہوتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان باقی فرشتوں سے ارشاد فرمایا کہ عرش کو انہی آٹھ فرشتوں کو اٹھائے رہنے دو اور تم اسکے گرد طواف کرو اور میری تسبیح اور تمجید اور تقدیس میں مصروف رہو کیونکہ میں وہ خدا ہوں جو اس چیز پر قدرت رکھتا ہوں جو تم نے مشاہدہ کی اور میں ہر ایک چیز پر قادر ہوں ۔

یہ سُن کر صحابہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ان عرش کے اٹھانے والے فرشتوں کا حال نہایت عجیب ہے کہ وہ کس قدر قوی اور کتنے عظیم الجثہ ہیں فرمایا کہ یہ فرشتے باوجود اتنی بڑی طاقت کے ان صحیفوں کو نہیں اٹھا سکتے جن میں میری اُمت کے کسی شخص کے حسنات درج ہوں صحابہ نے عرض کی یا حضرتؐ فرمائیے ایسا شخص کونسا ہے تاکہ ہم اسکو دوست رکھیں اور اسکی تعظیم و تکریم بجا لائیں اور اسکی دوستی سے قُرب خدا حاصل کریں فرمایا وہ شخص وہ ہے جو اپنے ہمنشینوں سمیت بیٹھا تھا کہ میرے اہلبیتؑ میں سے ایک شخص اپنے سر کو کپڑے سے ڈھانپے ہوئے اسکے پاس سے گزرا اور اسنے اسکو نہ پہچانا جب وہ گزر گیا تو اسکی پُشت کو دیکھ کر پہچان لیا اور اٹھ کر ننگے سر ننگے پاؤں اسکی طرف دوڑا اور اسکا ہاتھ پکڑ کر بوسہ دیا پھر اسکے سر سینہ اور پیشانی کو چوما اور کہا کہ اے برادر رسولؐ اللہ میرے ماں باپ تجھ پر سے فدا ہوں تیرا گوشت اسکا گوشت ہے اور تیرا خون اسکا خون ہے اور تیرا علم اسکا علم ہے۔

[1] یعنی میں خدائے رحمان و رحیم کے نام سے شروع کرتا ہوں اور خدائے بلند اور بزرگ کے سوا اور کسی کو طاقت اور قوت نہیں ہے اور خدا محمدؐ اور ان کی آل اطہار پر درود بھیجے۔ (مترجم)

اور تیرا حلم اسکا حلم ہے اور تیری عقل اسکی عقل ہے۔ تجھے خدا سے سوال کرتا ہوں کہ مجھ کو تم اہلبیت کی محبت سے بہرہ ور کرے الغرض اللہ تعالیٰ نے اسکے اس فعل اور اس قول کا اس قدر ثواب اسکے لئے مقرر کیا ہے کہ اگر اسکی تفصیل صحیفوں میں درج کی جائے تو یہ تمام فرشتے جو عرش کے گرد طواف کرتے ہیں اور جو عرش کو اُٹھائے ہیں ان صحیفوں کو نہ اُٹھا سکیں اور جب وہ اپنے مصاحبوں کے پاس وہاں سے واپس آیا تو وہ اس سے کہنے لگے کہ تو باوجود اس اپنی جاہ و جلالت اور اسلام میں اپنے مرتبے اور رسولِ خدا کے نزدیک اسقدر تقرب حاصل ہونیکے ایسی ناموزوں اور نازیبا حرکت کرتا ہے اسنے جواب دیا کہ اے جاہلو اسلام لانے سے محمدؐ اور اس شخص کی محبت کے بغیر کچھ حصول نہیں اللہ تعالیٰ نے اس کے اس قول کے عوض بھی اتنا ہی ثواب عنایت فرمایا جتنا اسکے اس فعل و قول کی عوض پہلے مرحمت کیا تھا پھر حضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ خدا اپنے قول میں بالکل صادق اور راستی پر ہے مثلاً اگر خدا کسی شخص کو تمام دُنیا کی عُمر سے لاکھ گُنی عُمر دے اور دُنیا کے تمام مالوں سے لاکھ گنے مال اس کو عنایت کرے اور وہ شخص ان تمام مالوں کو راہ خدا میں صرف کر دے اور اپنی عُمر کو عبادت الٰہی میں فنا کر دے اسطرح پر کہ دن کو روزہ رکھے اور رات کو عبادت پروردگار میں کھڑا رہے اور ان کے بجالانے میں ذرا کمی اور سُستی نہ کرے پھر وہ شخص اس عبادت اور سخاوت کے بعد ایسے حال میں اللہ تعالیٰ سے ملحق ہو کہ محمدؐ یا اس شخص (جسکی تعظیم کیلئے وہ شخص گیا تھا) کی دشمنی دل میں رکھتا ہو۔ خدا اسکو نتھنوں کے بل سرنگوں آتش جہنم میں ڈالیگا اور اسکے اعمال کو اسی کیطرف لوٹا دیگا اور انکو ضبط کریگا اصحاب نے عرض کی یا رسول اللہ وہ دونو شخص کون کون ہیں فرمایا اس فعل کا بجالانے والا تو یہ شخص ہے جو سر پر کپڑا ڈالے آ رہا ہے لوگ دیکھنے کے لئے اسکی طرف جھپٹے کیا دیکھتے ہیں کہ وہ سعدؓ ابن معاذ اوسی انصاری ہے اور وہ شخص جس کے حق میں یہ کلمات کہے گئے وہ دوسرا شخص ہے جو سر پر کپڑا ڈالے ادھر کو آ رہا ہے ناگاہ کیا دیکھتے ہیں کہ وہ علیؑ ابن ابی طالب ہے پھر فرمایا کہ بہت سے لوگ ان دونو کی محبت کے سبب سعید اور نیک بخت ہونگے اور بہت سے لوگ ان میں سے ایک کی دوستی کا دعویٰ کرینگے اور دوسرے کی دشمنی کا۔ اس سبب سے شقی اور بدبخت ہونگے کیونکہ وہ دونو ایسے شخص کے دشمن ہونگے اور جس کے یہ دونو دشمن ہیں۔ محمدؐ بھی اس کا دشمن ہے اور جس کا محمدؐ دشمن ہے خدا بھی اسکا دشمن ہے اور وہ اس پر غالب ہے۔ اور اس نے اپنے عذاب کو اس پر لازم اور واجب کیا ۔

بعدازاں ارشاد فرمایا کہ اے خدا کے بندو اہل فضل کی فضیلت کو اہل فضل ہی پہچانا کرتے ہیں پھر
سعد سے مخاطب ہو کر فرمایا اے سعدؓ تجھ کو بشارت ہو کہ خدا تیرا خاتمہ شہادت پر کریگا اور تیرے سبب سے
کافروں کی ایک جماعت جہنم میں جائیگی اور تیرے مرنے سے عرش خدا حرکت میں آئیگا اور تیری شفاعت
سے اسقدر لوگ بہشت میں داخل ہونگے جن کی تعداد بنی کلیب کے حیوانات کے برابر ہوگی ۔

پھر فرمایا کہ آیہ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا کے یہ معنے ہیں کہ زمین کو تمہارے لیئے فرش
بنایا کہ تم رات کو سوتے وقت اور قیلولہ کرتے وقت اس پر لیٹتے ہو وَالسَّمَاءَ بِنَاءً اور آسمان کو
چھت بنایا یعنی مضبوط چھت کہ حق سبحانہ تعالیٰ کی قدرت سے زمین پر گرنے سے محفوظ ہے اور سورج
چاند اور دیگر سیارے اس میں گردش کرتے ہیں جو لوگوں کے نفع کیلئے مسخر کیئے گئے ہیں بعدازاں حضرتؐ
نے ارشاد فرمایا کہ اے لوگو تم خدا کے اس فعل سے متعجب اور حیران مت ہو کہ وہ آسمان کو زمین پر گرنے
سے محفوظ رکھتا ہے کیونکہ وہ اس سے بھی بڑی شے کی حفاظت کرتا ہے صحابہ نے عرض کی کہ وہ کیا ہے
فرمایا اس سے بزرگ تر شے محمدؐ و آل محمدؐ کے محبوں کی طاعتوں اور عبادتوں کا ثواب ہے وَاَنْزَلَ
مِنَ السَّمَاءِ مَاءً یعنی آسمان کی طرف سے پانی نازل کیا۔ اس آیت میں مَاء سے مراد بارش
ہے ہر ایک قطرے کے ساتھ ایک فرشتہ ہوتا ہے جو اسکو اسکی مقررہ جگہ میں رکھتا ہے جہاں خدا نے
اسکو حکم دیا ہے یہ بات سنکر حاضرین نہایت متعجب ہوئے تب حضرتؐ نے ارشاد فرمایا کیا تم فرشتوں کی
اس تعداد کو زیادہ گمان کرتے ہو جو فرشتے علیؑ ابن ابی طالب کے دوستوں کیلئے استغفار کرتے ہیں
ان کی تعداد ان فرشتوں سے بہت زیادہ ہے اور دشمنان علیؑ پر لعنت کرنے والے فرشتوں کی تعداد
اُن سے بھی زیادہ ہے پھر خدا فرماتا ہے فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرَاتِ رِزْقًا لَّكُمْ یعنی اس
بارش کے سبب تمہارے لئے پھلوں کا رزق زمین سے پیدا کیا جناب رسالتمآب نے اصحاب کی
طرف مخاطب ہو کر فرمایا آیا تم دیکھتے ہو کہ یہ پتے اور دانے اور گھاس کس کثرت سے ہیں عرض
کی کہ یا رسولؐ اللہ بیشک ان کی تعداد بہت ہی زیادہ ہے فرمایا جو فرشتے آل محمدؐ کی خدمت کرتے
ہیں انکی تعداد انکی نسبت بہت زیادہ ہے کیا تم جانتے ہو؟ کہ وہ ان کی کیا خدمت کرتے ہیں وہ
نور کے طبق اُٹھاتے ہیں جن میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اُن (آل محمدؐ) کیلئے تحفے چھنے ہوتے ہیں
اور ان (طبقوں) کے اوپر نور کی قندیلیں ہوتی ہیں نیز آل محمدؐ جو تحفے ان میں سے اپنے شیعوں اور محبوں کو

بھیجتے ہیں وہ اُٹھا کر لے جاتے ہیں اور ایک طبق میں اس قدر نفیس چیزیں ہوتی ہیں کہ دنیا کے تمام مال ان کے ادنٰے جزو کی قیمت کو بھی پورا نہیں کر سکتے ❖

قولہ عزوجل وَاِنۡ كُنۡتُمۡ فِىۡ رَيۡبٍ مِّمَّا نَزَّلۡنَا عَلٰى عَبۡدِنَا فَاۡتُوۡا بِسُوۡرَةٍ مِّنۡ مِّثۡلِهٖ وَادۡعُوۡا شُهَدَآءَكُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ ۝ فَاِنۡ لَّمۡ تَفۡعَلُوۡا وَلَنۡ تَفۡعَلُوۡا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِىۡ وَقُوۡدُهَا النَّاسُ وَالۡحِجَارَةُ ۖۚ اُعِدَّتۡ لِلۡكٰفِرِيۡنَ ۝ وَبَشِّرِ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمۡ جَنّٰتٍ تَجۡرِىۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ ۝ كُلَّمَا رُزِقُوۡا مِنۡهَا مِنۡ ثَمَرَةٍ رِّزۡقًا قَالُوۡا هٰذَا الَّذِىۡ رُزِقۡنَا مِنۡ قَبۡلُ وَاُتُوۡا بِهٖ مُتَشَابِهًا ۝ وَلَهُمۡ فِيۡهَآ اَزۡوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَّهُمۡ فِيۡهَا خٰلِدُوۡنَ ۝

یعنی اگر تم کو اس کتاب کے بارے میں جو ہم نے اپنے بندے محمدؐ پر نازل کی ہے یہ شک ہے کہ ہم نے اس کو نازل نہیں کیا بلکہ اس نے خود بنالی ہے تو تم کو چاہئے کہ تم بھی ویسی ایک سورت بنالاؤ اور خدا کے سوا اپنے تمام حاضرین مجلس سے جو بڑے ادیب اور فصیح ہیں یا اپنے بتوں سے اس کام میں مدد لو اگر تم اپنے اس قول میں سچے ہو اور اگر تم نہ کر سکو اور قیامت تک تم ہرگز ہرگز ایسا نہ کر سکو گے تو تم آتش جہنم سے خوف کرو جس میں ایندھن کی جگہ آدمی اور گندھک کے پتھر جھونکے جائینگے جو کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے اور اے محمدؐ تو بشارت دے ان لوگوں کو جو ایمان لائے ہیں اور انہوں نے نیک عمل کئے ہیں کہ ان کو ایسی بہشتیں ملینگی جن کے نیچے نہریں جاری ہیں جب ان کو وہاں سے میوے کھانے کو دئے جائینگے تو وہ کہینگے یہ تو وہی میوے ہیں جو ہم کو پہلے دنیا میں کھانے کو ملتے تھے اور ان کو ایسے میوے دئے جائینگے جو شکل اور رنگ میں باہم ملتے جلتے ہونگے اور وہاں ان کو پاکیزہ عورتیں مرحمت ہونگی اور وہ ہمیشہ وہیں رہینگے ❖

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے لئے مثالیں بیان کر چکا جو اپنے کفر کو ظاہر کرتے تھے اور آنحضرتؐ کی نبوت کا انکار کرتے تھے اور ان ناصبیوں کے لئے جو حضرتؐ سے نفاق رکھتے تھے اور جو کچھ آپ نے اپنے بھائی علیؑ کے حق میں بیان کیا تھا اس کے منکر تھے اور جو آیات و معجزات حضرتؐ نے دکھائے تھے اور جو نشانیاں حضرت علیؑ کے لئے مکہ اور مدینہ میں ظاہر فرمائی تھیں اور ارشاد فرمایا تھا کہ یہ سب اللہ کی طرف سے ہیں ان کی نسبت کہتے تھے کہ

یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہیں اور ان کے دیکھنے سے ان کی سرکشی اور نافرمانی اور زیادہ ہو گئی تو حق سبحانہ و تعالیٰ نے سرکشان مکہ و مدینہ کو مخاطب کر کے فرمایا۔ وَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا یعنی اگر تم کو اس چیز میں جو ہم نے اپنے بندے محمدؐ پر نازل کی ہے شک ہے یہاں تک کہ تم کہتے ہو کہ محمدؐ خدا کا رسول نہیں ہے اور قرآن جو اس پر نازل ہوا ہے وہ میرا کلام نہیں ہے باوجودیکہ میں نے مکہ میں اس پر آیات روشن کو ظاہر کیا چنانچہ سفروں میں ابر اسکے سر پر سایہ کئے رہتا تھا اور پہاڑوں اور پتھروں اور درختوں اور سنگریزوں نے جو جمادات کی قسم سے ہیں اس پر سلام کیا اور ان لوگوں کو جو اسکے قتل کا ارادہ رکھتے تھے اس نے اپنے قتل سے باز رکھا بلکہ خود ان کو ہی قتل کیا اور دو درخت جو ایک دوسرے سے فاصلے پر تھے باہم مل گئے اور اسنے انکی آڑ میں بیٹھ کر رفع حاجت کی پھر وہ دونو اپنی اپنی جگہ واپس چلے گئے اور ایک درخت کو اسنے پکارا وہ فوراً فرمانبردار غلاموں کی طرح سر جھکائے حاضر ہوا پھر اسکو واپس جانے کا حکم دیا وہ حکم سنتے ہی تابعدار غلاموں کی طرح اپنی جگہ پر واپس چلا گیا فَأْتُوْا اے گروہ قریش و یہود اور اے گروہ نواصب کہ تم ظاہر میں اسلام کا دعویٰ کرتے ہو اور باطن میں اس سے بیزار اور ناخوش ہو اور اے عرب کے فصیحوں اور بلیغوں اور زبانداں کے گروہ بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ ایسی ایک سورت تم بھی بنا لاؤ جیسی کہ محمدؐ لایا ہے کہ جو تم ہی جیسا ایک شخص ہے اور نہ پڑھتا ہے اور نہ لکھتا ہے اور اس نے کوئی کتاب نہیں پڑھی اور کسی عالم کی صحبت میں نہیں گیا اور کسی شخص سے اس نے کچھ نہیں سیکھا اور سفر اور حضر میں تم اسکو دیکھتے رہے ہو اور اس حالت میں اس نے چالیس برس اپنی عمر کے گزارے پھر وہ ایسی کتاب لایا جو علوم اولین و آخرین کی جامع ہے اگر تم کو اس کی ان نشانیوں میں کچھ شبہ ہے تو تم بھی کسی ایسے ہی آدمی سے ایسا ہی کلام بنوا لاؤ تاکہ اسکا کاذب ہونا جیسا کہ تم گمان کرتے ہو ظاہر ہو جائے کیونکہ جو چیز کسی بندے کی طرف سے ہوتی ہے باقی مخلوق میں کوئی نہ کوئی اور بھی ایسا ہوگا جو ویسی چیز بنا سکے اور اے گروہ قاریان کتب یہود و نصاریٰ اگر تم کو اس شریعت میں جو محمدؐ تمہارے پاس لایا ہے اور اس امر میں کہ اسنے اپنے بھائی علیؑ کو جو تمام اوصیا کا سردار ہے اپنا وصی مقرر کیا ہے باوجود ان معجزوں کے مشاہدہ کرنے کے جو اسنے تمہارے سامنے ظاہر کئے۔ چنانچہ بازوئے گوسپند جسمیں زہر ملایا گیا تھا اس سے ہمکلام ہوا اور بھیڑئیے نے اس سے باتیں کیں اور جب وہ

منبر پر وعظ میں مصروف تھا۔ لکڑی (جسکے سہارے حضرتؐ قبل از تیاری منبر کھڑے ہو کر وعظ فرمایا کرتے تھے) اس کے فراق میں رونے لگی اور اللہ تعالیٰ نے اس زہر کے اثر کو جو (خیبر میں) ایک یہودیہ نے اسکے کھانے میں ملا دیا تھا اس سے دُور کیا اور بلا کو انہی (یہودیوں) پر پھیر دیا اور وہ سب ہلاک ہو گئے اور تھوڑے سے کھانے کو زیادہ کر دیا۔ کچھ شک ہے تو تم بھی ویسی ایک سُورت لے آؤ۔ یعنی توریت انجیل زبور صحف ابراہیمؑ اور دیگر ایک سو چودہ کتب سماوی میں سے قرآن جیسی کوئی ایک سُورت نکال لاؤ کیونکہ تم کو ان سب کتابوں میں قرآن جیسی ایک سورت بھی نہ ملے گی اور اے گروہ یہود و نصاریٰ یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ محمدؐ کا کلام جو (تمہارے زعم میں) مُتَقَوِّلِ یعنی جھوٹی باتیں بنانے والا ہے اللہ تعالیٰ کے سب کلاموں اور اسکی تمام کتابوں سے افضل ہو۔

بعد ازاں سب کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا۔ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ یعنی اے مُشرکو اپنے بُتوں کو جن کی تم پرستش کرتے ہو بُلاؤ اور اے یہود و نصاریٰ تم اپنے شیطانوں کو پکارو اور اے منافق مسلمانو جو آلِ اطہار کے مخالف ہو تم اپنے ہم صحبت ملحدوں کو اور ان سب کو جو تمہارے منشاء کے پُورا کرنے میں تمہارے معین و مددگار ہیں بُلاؤ۔ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ اگر تم اپنے اس قول میں سچے ہو کہ محمدؐ نے اس قرآن کو اپنی طرف سے بنا لیا ہے اور اس کو اللہ تعالیٰ نے اس پر نازل نہیں کیا اور یہ جو علیؑ کا تمام اُمت سے افضل ہونا بیان کیا ہے اور اس کو ان کا حاکم اور فرمانروا مقرر کیا ہے یہ خدائے احکم الحاکمین کے حکم سے نہیں ہے۔

اسکے بعد خدا فرماتا ہے فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا یعنی اے حجّت خدا کے نہ ماننے والو اگر تم ایسا کلام نہ لا سکو اور حقیقت یہ ہے کہ وَلَنْ تَفْعَلُوْا تم سے یہ کام ہرگز ہرگز نہ ہو سکے گا۔ فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ اس لئے تم اس آگ سے ڈرو جس میں لکڑیوں کی جگہ آدمی اور گندھک کے پتھر ڈالے جائینگے اور وہ آگ بھڑکے گی اور اہل جہنم کو عذاب دے گی۔ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ جو کہ کافروں کے لئے تیار کیگئی ہے جو کلام خدا اور اس کے نبیؐ کو جھٹلاتے ہیں اور اس کے ولی اور وصی سے عداوت رکھتے ہیں اس سے اللہ تعالیٰ ان کافروں کو جتلاتا ہے کہ تم اس قرآن کی نظیر کے لانے میں اپنے عاجز ہونے سے جان لو کہ یہ خدا کی طرف سے ہے اگر خلق خدا کی طرف سے ہوتا تو تم ضرور اس سے مقابلہ کر سکتے اور ویسا بنا سکتے۔

آخرکار جب وہ سرزنش اور معارضہ کے بعد عاجز ہوئے تو اللہ تعالی نے فرمایا۔ قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰۤى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا ؁ یعنی اے محمدؐ تو ان سے کہدے کہ اگر تمام انسان اور جن جمع ہو کر ایسی کتاب بنانا چاہیں تو ویسی نہ بنا سکیں گے۔ اگرچہ وہ باہم دیگر ایک دوسرے کی امداد کریں۔

امام حسن عسکری نے بیان فرمایا کہ میں نے اپنے والد ماجد امام علی نقی علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی کہ جو آیات و معجزات جناب رسولؐ خدا سے مکہ اور مدینہ میں ظاہر ہوئے انکی تفصیل بیان فرمائیے ارشاد فرمایا کہ کل صبح بیان کرونگا غرض جب صبح ہوئی تو فرمایا کہ اے میرے بیٹے ابر کا قصہ اس طرح سے ہے کہ جب رسولخدا خدیجہؑ بنت خویلد کی طرف سے تجارت کرنے شام کی طرف تشریف لے گئے اور مکہ سے بیت المقدس تک ایک مہینے کی راہ ہے اور وہ موسم نہایت گرم تھا اور ان جنگلوں کی گرمی اہل قافلہ کو بہت ستاتی تھی اور اکثر تند ہوائیں چلتی تھیں اور ریت اور مٹی اُڑ اُڑ کر ان پر پڑتی تھی۔ ایسی حالت میں اللہ تعالی اپنے رسولؐ کے لئے ایک بادل کو بھیجتا تھا کہ وہ آنحضرتؐ پر سایہ کئے رہتا تھا جب آپ ٹھیرتے تو وہ بھی تھم جاتا اور جب چلتے تو چلنے لگتا آگے بڑھتے تو وہ بھی آگے بڑھتا پیچھے ہٹتے تو وہ بھی پیچھے کو ہٹ جاتا اگر دائیں کو مڑتے تو وہ بھی دائیں کو مڑ جاتا اگر بائیں کو مڑتے تو وہ بھی بائیں کو مڑ جاتا اور آفتاب کی گرمی کو ان پر نہ پڑنے دیتا تھا اور جو ریت اور مٹی ہواؤں سے اُڑتی تھی وہ قریش اور انکی اونٹنیوں کے منہ میں پڑتی تھی اور جب ہوا آنحضرتؐ کے قریب پہنچتی تھی تو بہت ہلکی پڑ جاتی تھی اور اس سے ذراسی ریت اور مٹی بھی نہ اُڑتی تھی بلکہ ان پر ٹھنڈی اور ہلکی ہو کر چلتی تھی یہاں تک کہ قافلے والے کہتے تھے کہ محمدؐ کا پڑوس خیمہ سے بہتر ہے اس لئے وہ حضرتؐ کے پاس پناہ لیتے تھے اور ان کے نزدیک رہتے تھے اور ان کے قریب رہنے سے ان کو راحت پہنچتی تھی مگر بادل صرف آنحضرتؐ ہی کے سر پر رہتا تھا اور جب اور مسافر اس قافلے میں آملتے تھے تو بادل کو اپنے سے فاصلے پر چلتا ہوا پاتے تھے یہ دیکھ کر وہ کہتے تھے کہ یہ بادل جس شخص کے قریب ہے وہ نہایت مشرف اور معزز ہے تب قافلے والے اُن (مسافروں) سے کہتے تم بادل کی طرف دیکھو کہ اس پر اسکے مالک اور اس (مالک) کے مصاحب اور خالص

دوست اور بھائی کے نام لکھے ہیں جب وہ دیکھتے تو اس پر یہ کلمہ لکھے ہوئے پاتے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ اَیَّدْتُہٗ بِعَلِیٍّ سَیِّدِ الْوَصِیِّیْنَ وَشَرَّفْتُہٗ بِاَصْحَابِہٖ الْمُوَالِیْنَ لَہٗ وَلِعَلِیٍّ وَلِاَوْلِیَائِہِمَا وَالْمُعَادِیْنَ لِاَعْدَائِہِمَا یعنی اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں محمدؐ خدا کا رسولؐ ہے میں نے علیؑ سید اوصیاء کو اس کا مددگار بنایا ہے اور ان اصحاب کے ساتھ اس کو معزز اور مشرف کیا ہے جو اس کو اور علیؑ کو اور ان دونوں کے دوستوں کو دوست رکھتے ہیں اور ان کے دشمنوں سے عداوت رکھتے ہیں ۔

غرض ہر شخص خواہ صاحب سواد ہو یا بے سواد اس تحریر کو پڑھ لیتا اور سمجھ لیتا تھا ۔

اور پہاڑوں اور بڑے بڑے پتھروں اور سنگریزوں نے جو آنحضرتؐ کو سلام کیا اسکا قصہ اس طرح مروی ہے کہ جب آنحضرتؐ نے تجارت شام سے مراجعت فرمائی اور جو کچھ ان تجارتوں سے نفع ہوا تھا وہ سب راہ خدا میں تصدق کر دیا ہر روز علی الصباح کوہ حرا پر جا چڑھتے اور دیدۂ دل سے رحمت خداوندی کے آثار اور مخلوقات الٰہی کے عجائبات اور اسکی حکمت کے نادرات کو مشاہدہ کرتے اور آسمان اور زمین کے کناروں اور سمندروں اور بیابانوں اور صحراؤں کے اطراف پر نظر ڈالتے اور ان آثار الٰہی کو دیکھ کر بصیرت حاصل کرتے اور ان آیات سے نصیحت پکڑتے اور معبود حقیقی کی عبادت کا حق ادا کرتے جب آپ کی عمر چالیس سال کی ہوگئی تو اللہ تعالیٰ نے آپکے دل کی طرف نظر کی تو اسکو نہایت فضل اور بزرگ تر اور نہایت فرمانبردار اور سب سے زیادہ خشوع و خضوع کرنے والا پایا اسوقت حکم الٰہی سے آسمانوں کے دروازے کھل گئے اور حضرتؐ ادھر دیکھنے لگے اور ملائکہ کو نازل ہونیکا حکم ہوا اور آپ ان کو دیکھتے تھے نیز اپنی رحمت کو نازل ہونے کا امر فرمایا وہ ساق عرش سے لے کر حضرتؐ کے سر تک نازل ہوئی اور ان کو ڈھانپ لیا پھر دیکھا کہ روح الامین یعنی جبرئیل جو طاؤس ملائکہ ہیں نور کا طوق پہنے ان کی طرف نازل ہوئے اور ان کے دونوں بازو تھام کر ان کو ہلایا اور عرض کی کہ اے محمدؐ پڑھو حضرتؐ نے فرمایا کیا پڑھوں عرض کی کہ یا محمدؐ اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝ اِقْرَأْ وَرَبُّکَ الْاَکْرَمُ ۝ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ یعنی اپنے پروردگار کا نام پڑھ جس نے سب کو پیدا کیا ہے انسان کو جمے ہوئے خون سے پیدا کیا ہے اے محمدؐ پڑھ اور تیرا پروردگار بہت بزرگ ہے جس نے قلم کو

پارہ
سورہ

لکھنا سکھلایا اور انسان کو وہ چیز تعلیم کی جو اس کو معلوم نہ تھی +

الغرض اللہ تعالیٰ کو آنحضرتؐ پر جو کچھ وحی کرنی تھی کی اور جبرئیلؑ آسمان کی طرف پرواز کر گئے اور حضرتؐ پہاڑ پر سے نیچے تشریف لائے اور آثار جلالت و عظمت الٰہی سے جو حضرتؐ کو گھیرے ہوئے تھے اور اس خدائے بزرگ و برتر کی بزرگی شان کے مشاہدہ کرنے سے تپ لرزہ کی سی حالت آپ پر طاری ہو رہی تھی اور بڑا فکر یہ ہو رہا تھا کہ جب میں پیغام الٰہی پہنچاؤنگا تو قریش میری بات کا یقین نہ کرینگے اور مجنوں اور دیوانہ بتلائینگے اور کہینگے کہ اس کو آسیب کا خلل ہو گیا ہے حالانکہ آپ ابتدائے عمر سے لوگوں کے نزدیک تمام خلق خدا سے زیادہ عاقل اور سب سے بڑھ کر معزز اور مکرم تھے اور آنحضرتؐ شیطان اور دیوانوں کے فعل و قول کو سب سے بدتر جانتے تھے پس اللہ تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ ان کے سینے کو فراخ کرے اور ان کے دل کو قوی اور شجاع کر دے اسلئے پہاڑوں پتھروں اور ڈھیلوں کو گویا کیا اور ان میں سے جس چیز کے پاس آپ پہنچتے تھے وہ پکارتی تھی اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا وَلِیَّ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ آپ کو بشارت ہو کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو فضل و جمال اور زینت عطا فرمائی ہے اور تمام مخلوقات اول و آخر سے آپکو مکرم و معزز کیا آپ قریش کی اس بات سے مغموم و محزون نہ ہوں کہ وہ آپکو دیوانہ بتلائیں یا کہیں کہ دین کی بابت فتنہ میں پڑ گیا ہے کیونکہ صاحب فضیلت وہ شخص ہے جس کو خدا فضیلت دے اور صاحب کرامت وہ ہے جس کو حق سبحانہ کرامت عطا فرمائے یا حضرتؐ آپ قریش اور دیگر سرکشان عرب کے جھٹلانے سے تنگدل نہ ہوں عنقریب اللہ تعالیٰ آپ کو کرامتوں اور بزرگیوں کے اعلیٰ ترین مرتبے پر پہنچادیگا اور بلند تر درجہ عنایت فرمائیگا اور عنقریب آپکے دوست آپکے وصی علیؑ ابن ابی طالب کے سبب خوشحال اور فرحناک ہونگے اور تھوڑے عرصے میں علی ابن ابی طالب جو شہر علوم کے دروازے اور آپ کی کلید ہیں آپ کے علوم کو تمام بندگان الٰہی اور سب شہروں میں پھیلا دینگے اور عنقریب آپ کی بیٹی فاطمہؑ سے آپ کی آنکھ خنک ہو گی اور اس سے اور علیؑ سے حسنؑ اور حسینؑ جو جوانان بہشت کے سردار ہیں پیدا ہونگے اور عنقریب آپ کا دین تمام شہروں میں پھیل جائیگا اور عنقریب آپکے اور آپکے بھائی علیؑ ابن ابی طالب کے دوستوں اور محبوں کے اجر و ثواب بڑھائے جائینگے اور عنقریب حق تعالیٰ کی طرف سے لواء حمد آپکے ہاتھ میں دیا جائیگا اور آپ اپنے ہاتھ

اپنے بھائی علیؑ کے ہاتھ میں دو گے اور تمام نبی اور صدیق اور شہید اس عَلَم لواء حمد کے نیچے ہونگے
اور ان سب کو لے کر جنّت میں داخل ہونگے ۔

یہ بشارت سُن کر میں نے اپنے دل میں کہا کہ اے پروردگار وہ علیؑ ابن ابی طالب کون ہے جس کا
مجھ کو وعدہ دیا گیا ہے اور یہ اسوقت کا ذکر ہے کہ علیؑ پیدا ہو چکے تھے اور وہ خرد سال تھے اور وہ میرے
چچا کے بیٹے تھے جب علیؑ کچھ چلنے پھرنے لگے اور وہ آنحضرتؐ کے ہمراہ تھے اسوقت حضرت نے عرض کی
کہ یا خدا کیا یہ وہی ہے جس کا تو نے مجھ کو وعدہ دیا ہے الغرض ہر دفعہ جب ایسا خیال حضرت کو آتا تھا
میزان جلال آنحضرتؐ پر نازل ہوتی تھی اور آنحضرتؐ کو اسکے ایک پلڑے میں رکھا جاتا اور علیؑ
اور باقی تمام اُمت کو جو قیامت تک ہو گی انکے لئے ممثل کیا جاتا اور ان سب کے ساتھ آنحضرتؐ کو
تولا جاتا آپ ہی ان سب سے بھاری نکلتے تھے پھر جس پلڑے میں آنحضرتؐ کو تولا گیا تھا اسمیں سے ان کو
نکال کر علیؑ کو اس میں رکھا اور تمام اُمت کے ساتھ وزن کیا گیا علیؑ سب سے وزنی نکلے تب تو محمد
نے ان کی ذات اور صفات کو پہچانا۔ اور دل میں پروردگار عالم کی جانب سے یہ ندا آئی کہ اے
محمدؐ یہ علیؑ ابن ابی طالب میرا برگزیدہ بندہ ہے جس سے اس دین کی مدد کرونگا اور یہ تیرے بعد تیری
تمام اُمت سے افضل اور برتر ہے یہ حضرت ختمی مرتبت نے فرمایا ہے کہ یہ وقت وہ تھا جبکہ
ادائے رسالت کے لئے میرے سینے کو فراخ اور کشادہ کیا۔ اور اُمت کے کاروبار کو مجھ سے ہلکا
کیا اور قریش کے جاہلوں اور سرکشوں کے مقابلے کو مجھ پر آسان کیا ۔

اسکے بعد امام علی نقی علیہ السلام نے فرمایا کہ جو لوگ آنحضرتؐ کے قتل کے درپے تھے اور اللہ تعالیٰ
نے ان کو اپنے نبی برحق کی کرامت کے باعث اور امر نبوت میں آنحضرتؐ کی تصدیق کرنے کیلئے ہلاک کیا
اسکا قصہ اس طرح پر ہے کہ جناب رسالتمآب مکہ معظمہ میں تشریف رکھتے تھے اور سن شریف سات برس کا
تھا اور آپنے خیر و سعادت میں ایسی نشو و نما پائی تھی کہ اطفال قریش میں کوئی بچہ آپ کی مثل میں نہ تھا ان ہی
دنوں میں کچھ یہودی شام سے مکہ معظمہ میں وارد ہوئے تھے اور حضرتؐ کی خوبیوں اور صفتوں کو دیکھ کر
خلوت میں باہم کہنے لگے خدا کی قسم یہ وہی محمد ہے جو آخری زمانہ میں خروج کریگا۔ اور یہودیوں
اور دیگر مذاہب کے لوگوں کو ذلیل و خوار کریگا اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھوں دولت یہود کو زائل
کریگا اور ان کو ذلیل کریگا اور ان کی بیخ کنی کریگا اور انہوں نے اپنی مذہبی کتابوں میں یہ لکھا

دیکھا تھا کہ وہ پیغمبر اُمّی اور فاضل اور راست گو ہے۔ القصّہ آپکے حسد نے ان کو اس بات پر آمادہ کیا کہ اس امر کو پوشیدہ رکھیں اور باہم مشورہ کیا کہ اسکی بادشاہی جاتی رہیگی اور آپسمیں کہنے لگے کہ آؤ کچھ تدبیر کرکے اسکو قتل کر ڈالیں کیونکہ حق تعالیٰ جس چیز کو چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے قائم کرتا ہے شاید ہمارے کچھ تدبیر کرنے سے وہ محو ہو جائے اور اس بات کا انہوں نے پختہ ارادہ کر لیا اور آپس میں کہنے لگے کہ اس کام میں جلدی مت کرو پہلے ہم اسکا امتحان کرلیں اور اسکے افعال کو آزمالیں کیونکہ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ شکل وصُورت اور چال ڈھال میں ایک شخص دوسرے شخص سے ملتا جلتا اور بالکل مشابہ ہوتا ہے اور ہم نے اپنی کتابوں میں دیکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ محمدؐ کو حرام اور مُشتبہ چیز سے باز رکھیگا اس لئے مناسب یہ ہے کہ اس سے مُلاقات کرو اور اس کو دعوت میں بلا کر حرام اور مُشتبہ چیز کھانے کے لئے اسکے آگے رکھو اگر وہ دونوں کی طرف یا کسی ایک کی طرف ہاتھ بڑھائے اور اسکو کھا جائے تو جان لینا کہ یہ وہ نہیں ہے جسکا تم کو گمان ہے بلکہ صرف شکل صورت اور خط وخال میں اس کے مشابہ ہے اور اگر ایسا ظہور میں نہ آیا اور اس نے ان میں سے کوئی چیز نہ کھائی تو تم سمجھ لینا کہ یہ وہی ہے پھر تم کوئی ایسی تدبیر کرنا کہ زمین اس سے خالی اور پاک ہو جائے تاکہ یہود کی سلطنت سلامت رہے ۰

آخر کار اس مشورہ کے بعد وہ حضرت ابوطالبؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے مُلاقات کرکے دعوت میں قدم رنجہ فرمانے کی درخواست کی۔ الغرض جب رسولؐ خدا وہاں تشریف لائے تو انہوں نے ایک بہت موٹی مُرغی جس کو لکڑی سے مار مار کر مار ڈالا تھا اور پھر کباب کیا تھا آنحضرتؐ اور ابوطالبؑ اور دیگر بزرگان قریش کے سامنے رکھی حضرت ابوطالبؑ اور دیگر اہل قریش نے کھانا شروع کیا اور آنحضرتؐ جب اپنا ہاتھ اسکی طرف بڑھاتے تھے وہ دائیں یا بائیں آگے یا پیچھے اُوپر یا نیچے کی طرف پھر جاتا تھا اور اس گوشت پر نہیں پہنچتا تھا۔ یہ حال دیکھ کر وہ یہودی بولے اے محمدؐ تم اس گوشت کو کیوں نہیں کھاتے آپنے جواب دیا اے گروہ یہود میں نے ہرچند کوشش کی کہ میں اس کو کھاؤں مگر میرا ہاتھ اسکی طرف سے پھر جاتا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ کھانا حرام ہے اور میرا پروردگار مجھ کو اس سے بچاتا ہے یہودیوں نے عرض کی کہ نہیں یہ تو حلال کھانا ہے۔ پھر لیجئے کہ ہم خود لقمہ بنا کر آپکے مُنہ میں ڈالیں فرمایا اگر تم سے ہو سکے تو کرو دیکھو تب تم خود اپنے

ہاتھ سے نوالہ بنا کر کھلانے پر مستعد ہوئے مگر انکے ہاتھ بھی اسی طرح ادھر اُدھر پڑتے تھے جیسے آنحضرتؐ کے ہاتھ اسکی طرف سے پھرجاتے تھے یہ حال دیکھ کر حضرتؐ نے فرمایا کہ اسکا کھانا میرے لئے منع ہے تمہارے پاس موجود ہو تو کوئی اور کھانا لاؤ۔ تب وہ ایک فربہ مُرغی لائے جو کسی پڑوسی کی تھی اور وہاں موجود نہ تھا اور انہوں نے (بلا اجازت) پکڑ کر اس کو کباب کر لیا تھا اور دام دیکر خرید نہ کیا تھا اور یہ قصد تھا کہ جب اسکا مالک آئیگا تو اس کی قیمت ادا کر دینگے جب وہ کباب حضرتؐ کے سامنے رکھے گئے اور آپنے ایک لقمہ اس میں سے لے لیا جب اسکو اٹھانا چاہا تو وہ بھاری ہوکر آپ کے اُوپر گرا اور ہاتھ سے چھوٹ کر جا پڑا اور اسی طرح جب آپ نوالہ اُٹھاتے تو وہ بوجھل ہوکر ہاتھ سے چھوٹ پڑتا یہ حال دیکھ کر یہودیوں نے عرض کی تم کھاتے کیوں نہیں حضرتؐ نے فرمایا اسکا کھانا بھی میرے لئے ممنوع ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ مشتبہ مال ہے اور میرا پروردگار اس سے مجھ کو بچاتا ہے وہ بولے یہ مشتبہ مال نہیں ہے۔ فرمائیے تو ہم آپکو کھلائیں۔ فرمایا اگر ممکن ہو تو کھلاؤ۔ جب انہوں نے لقمہ بنا کر آپکے مُنہ میں ڈالنا چاہا تو اسی طرح ان کے ہاتھ میں بوجھل ہوگیا اور وہ اسکو نہ اُٹھا سکے۔ تب حضرتؐ نے فرمایا جیسا کہ مینے کہا یہ مشتبہ مال ہے اور میرا پروردگار اس سے مجھ کو بچاتا ہے اس واقعہ کو دیکھ کر اہل قریش نہایت حیران ہوئے اور منجملہ ان اسباب کے جو آنحضرتؐ سے ان کے عداوت کرنے کے ہوئے جنکو انہوں نے آپکے اظہار نبوت کے وقت ظاہر کیا ایک سبب یہ بھی تھا اور یہودی بھی اس واقعہ سے نہایت متعجب ہوئے اور سرداران قریش کی طرف مخاطب ہوکر کہنے لگے ہم جانتے ہیں کہ اس لڑکے کی طرف سے تم پر بہت کچھ بلائیں وارد ہونگی کہ وہ تمہاری نعمتوں اور جانوں کو عنقریب برباد و تباہ کریگا اور عنقریب اس کو شان عظیم اور مرتبہ جلیل حاصل ہوگا ۔

اور امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ان یہودیوں نے مشورہ کیا کہ آنحضرتؐ کو حرا پر آتے جاتے راستے میں قتل کر ڈالیں اور وہ ستر آدمی تھے غرض انہوں نے اپنی تلواروں کو زہر میں بجھایا اور ایک روز اندھیری رات میں کوہ حرا پر حضرتؐ کی راہ میں بیٹھ گئے جب آنحضرتؐ پہاڑ پر چڑھے تو وہ بھی چڑھ گئے اور تلواروں کو کھینچ لیا اور وہ ستر آدمی تمام یہودیوں میں نہایت دلیر و شجاع اور نامی پہلوان تھے۔ جب انہوں نے تلواریں سونت کر حضرتؐ پر وار کرنے کا ارادہ کیا

تو پہاڑ کے دونو کنارے باہم مل گئے اور ان کے اور آنحضرتؐ کے درمیان حائل ہو گئے جب انکو حضرتؐ تک اپنی تلواروں کے پہنچنے کی آس نہ رہی تو لاچار ہو کر میان میں کر لیا تب پہاڑ کے دونو کنارے جو مل گئے تھے جدا جدا ہو گئے یہ دیکھ کر انہوں نے پھر تلواریں سونت لیں اور حضرتؐ پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا جب انہوں نے یہ قصد کیا تو پہاڑ کے دونو کنارے پھر باہم مل گئے اور ان کے اور حضرتؐ کے درمیان حائل ہو گئے یہ حال مشاہدہ کر کے انہوں نے تلواریں میان میں کر لیں وہ پھر کھل گئے اور انہوں نے پھر تلواروں کو کھینچ لیا۔ اور برابر ایسا ہی وقوع میں آتا رہا یہاں تک کہ آنحضرتؐ پہاڑ کی چوٹی پر پہنچ گئے اور سنتالیسؐ دفعہ پہاڑ کا حائل ہونا اور کھلنا ظہور میں آیا اس کے بعد وہ یہودی بھی پہاڑ پر چڑھے اور اوپر پہنچ کر حضرتؐ کے گرد احاطہ کر لیا تاکہ ان کو قتل کریں تب رستہ ان کے لئے لمبا ہو گیا اور اللہ تعالیٰ نے پہاڑ کو بہت دراز کر دیا۔ اور وہ اس کو طے نہ کر سکے یہاں تک کہ حضرتؐ ذکر و ثنائے پروردگار اور عبرتوں کے حاصل کرنے سے فارغ ہوئے اور پہاڑ سے نیچے اترے یہ دیکھ کر وہ یہودی بھی آپکے پیچھے اترنے لگے اور نزدیک آکر تلواریں سونت حضرتؐ پر حملہ آور ہوئے فوراً پہاڑ کے دونو کنارے ملحق ہو گئے تب انہوں نے تلواریں میان میں رکھ لیں پھر پہاڑ بیچ سے ہٹ گیا انہوں نے پھر تلواریں کھینچ لیں پھر پہاڑ مل گیا اور انہوں نے تلواروں کو میان میں کر لیا غرض سنتالیسؐ بار ایسا ہی وقوع میں آیا کہ جب پہاڑ کے کنارے کھل جاتے تھے تو تلواریں سونت لیتے تھے اور جب مل جاتے تھے تو ان کو میان میں رکھ لیتے تھے اخیر دفعہ جب آنحضرتؐ پہاڑ سے اتر کر بائیں کوہ کے قریب پہنچے تو پھر انہوں نے تلواریں کھینچ کر آپ پر حملہ کرنا چاہا کہ ناگاہ پہاڑ کی دونو طرفیں آپس میں مل گئیں اور ان کو دبا دبا کر اور کچل کچل کر مار ڈالا پھر آواز آئی کہ اے محمدؐ پیچھے مڑ کر دیکھ کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے ناہنجار دشمنوں کا کیا حال کیا جب حضرتؐ نے مڑ کر نگاہ کی تو دیکھا کہ پہاڑ کے دونو کنارے اپنے قریب کی تمام چیزوں سمیت ملحق ہو گئے ہیں بعد ازاں حضرتؐ نے دیکھا کہ پہاڑ کے دونو کنارے کھل گئے اور وہ یہودی تلواریں ہاتھوں میں لئے نیچے آپڑے اور انکے چہرے اور پیٹھیں اور پہلو اور رانیں اور پنڈلیاں اور پاؤں چھوم چور ہو گئے تھے اور مردہ ہو کر زمین پر گرے اور انکی گردن کی رگوں سے لہو جاری تھا اور آنحضرتؐ اس جگہ سے صحیح سلامت نکل آئے اور دشمنوں کے ہاتھوں سے محفوظ اور

مضئون رہے اور پہاڑ اور اس کے درخت اور پتھر آپ کو پکار پکار کر کہتے تھے آپ کو مبارک ہو کہ اللہ تعالیٰ نے دشمنوں کے مقابلے میں ہم سے آپکی امداد کی اور عنقریب جب حضرت کا امر نبوت ظاہر ہوگا تو جابران و سرکشان اُمت کے مقابلے میں علیؑ ابن ابیطالبؑ سے آپکی نصرت فرمائیگا اور آپکے دین کے ظاہر کرنے اور اسکو عزت دینے اور آپکے دوستوں کو مکرم اور معظم فرمانے اور آپکے دشمنوں کے دفع کرنے میں اس جناب کی شدت اہتمام اور سعی بلیغ سے حضرت کی امداد کریگا اور بہت جلد اس کو آپ کا جانشین اور نظیر اور جان جو کہ آپکے دو نو پہلوؤں کے درمیان ہے اور کان جس سے آپ سنتے ہیں اور آنکھ جس سے آپ دیکھتے ہیں اور ہاتھ جس سے کسی چیز کو پکڑتے ہیں اور پاؤں جن پر کھڑے ہوتے ہیں قرار دیگا اور قریب ہے کہ وہ آپکے قرضوں کو ادا کرے اور وعدوں کو پورا کرے اور عنقریب وہ آپ کی اُمت کی آرائش اور آپکے اہل ملت کی زینت ہوگا اور عنقریب حق تعالیٰ اسکے سبب اس کے دوستوں کو شادکام اور بہرہ ور اور اسکے دشمنوں کو ہلاک اور تباہ کرے گا ❊

اور ان دو درختوں کا جو آکر باہم مل گئے قصہ اس طرح پر ہے کہ آنحضرتؐ ایک روز مکّہ اور مدینے کے مابین رستے میں تھے اور آپکے لشکر میں مدینے کے منافق اور مکّہ کے کافر اور منافق موجود تھے اور وہ آپس میں محمدؐ اور انکی آل اطہار اور صحابۂ خیار کا ذکر کر رہے تھے اسی اثنا میں ایک نے دوسرے سے کہا کہ یہ ہماری طرح کھانا کھاتا ہے اور ہماری طرح پاخانہ اور پیشاب کرتا ہے اور اس پر دعویٰ نبوت کرتا ہے یہ بات سن کر ایک منافق بولا کہ یہ جنگل ہموار میدان ہے جب وہ رفع حاجت کے لئے بیٹھے گا تو میں اسکی مقعد کی طرف نظر کرونگا اور دیکھونگا کہ اس میں سے جو چیز خارج ہوتی ہے وہ ہماری طرح ہوتی ہے یا نہیں دوسرے نے کہا اگر تو اسکی طرف دیکھے گا تو وہ وہاں نہ بیٹھے گا کیونکہ وہ کواری لڑکی سے بھی زیادہ شرمیلا ہے جو غیروں کی طرف نگاہ کرنے سے روکی ہوئی ہو اور اسکی طرف کسی غیر نے نظر نہ کی ہو اللہ تعالیٰ نے اس حال سے اپنے نبیؐ کو مطلع فرمایا اور حضرتؐ نے زیدؓ ابن ثابت کو حکم دیا کہ ان دو درختوں کے پاس جاؤ جو ایک دوسرے سے دور کھڑے ہیں اور دو درختوں کی طرف جو ایک دوسرے سے دور جنگل میں اُگے ہوئے تھے اور ایک دوسرے سے آدھ میل کے فاصلے پر تھے اشارہ کر کے فرمایا کہ تم ان دونو کے بیچ میں کھڑے ہو کر آواز دو کہ رسولخدا نے تم کو حکم دیا ہے کہ دونو یہاں آ کر مل جاؤ تاکہ رسول اللہ تمہاری آڑ میں بیٹھ کر رفع حاجت کریں زیدؓ ابن ثابت نے فوراً تعمیل کی اور حضرتؐ کا

معجزہ حضرت کا دو درختوں کا ملنا ❊

پیغام درختوں کو پہنچا دیا اُس خدائے پاک کی قسم ہے جسنے محمدؐ کو نبی برحق کرکے بھیجا ہے کہ وہ دونوں درخت اپنی جڑوں سمیت اپنی اپنی جگہ سے اُکھڑے اور ایک دوسرے کی طرف اس طرح دوڑے جیسے دو دوست مدت کے بچھڑے ہوئے نہایت اشتیاق سے دوڑ کر ملاقات کرتے ہیں اور وہاں آکر ایک دوسرے سے اس طرح پیوست ہو گئے گویا عاشق و معشوق ہیں کہ شدت سرما میں ایک دوسرے کے ساتھ چمٹ کر لیٹے ہیں الغرض آنحضرتؐ ان کی آڑ میں جا بیٹھے یہ دیکھ کر منافق بولے کہ وہ تو ہماری نظر سے پوشیدہ ہو گیا تب ایک نے دوسرے سے کہا کہ درختوں کے پیچھے کی طرف چل کر دیکھو جب وہ منافق اس طرف گئے تو وہ درخت اسی طرف پھر گئے غرض وہ درخت ادھر ہی پھر جاتے تھے جدھر وہ منافق جاتے تھے اور ان کو آنحضرتؐ کی شرمگاہ پر نظر ڈالنے کا موقع نہ دیتے تھے بعد ازاں انہوں نے صلاح کی کہ آؤ چل کر اس کے گرد حلقہ کر لیں تاکہ چند آدمی تو ہم میں سے اس کو دیکھ لیں تب انہوں نے حلقہ باندھا اور درختوں نے بھی حضرتؐ کے گرد حلقہ کر لیا اور خالی نرسل کی طرح آپ کو احاطہ میں لے لیا یہانتک کہ آپ رفع حاجت سے فارغ ہوئے اور وضو کر کے وہاں سے نکلے اور لشکر میں واپس تشریف لائے اور آکر زیدؓ ابن ثابت سے فرمایا کہ جا کر ان درختوں سے کہو کہ رسولؐ خدا تم کو حکم دیتے ہیں کہ اپنی اپنی جگہ پر واپس چلے جاؤ زیدؓ نے حضرتؐ کا فرمان ان کو پہنچایا وہ فوراً اپنے اپنے مقام کی طرف دوڑے اُس خدا کی قسم ہے جسنے محمدؐ کو سچا پیغمبر کر کے بھیجا ہے کہ وہ دونوں ایسی تیزی سے بھاگتے تھے جس طرح وہ شخص جسکے پیچھے ایک سوار تلوار سونتے ہوئے دوڑا آتا ہو اپنی جان بچانے کے لئے بھاگا کرتا ہے اور دونو اپنی اپنی جگہ پر واپس آگئے یہ حال دیکھ کر وہ منافق کہنے لگے کہ محمدؐ نے اپنی شرمگاہ کے دیکھنے کا تو ہمیں موقع نہ دیا چلو یہ تو دیکھیں کہ اس میں سے کیا چیز خارج ہوئی ہے تاکہ معلوم ہو کہ وہ اور ہم برابر ہیں القصہ جب وہ وہاں پہنچے تو اُنہوں نے کسی چیز کا نشان تک بھی وہاں نہ پایا ❊

جب اس امر کے مشاہدہ کرنے سے اصحاب رسولؐ متعجب ہوئے تو اُن کو آسمان کی طرف سے یہ آواز آئی کہ کیا تم ان دو درختوں کے ایک دوسرے کی طرف دوڑنے سے متعجب ہوئے؟ محمدؐ اور علیؑ کے دوستوں کی طرف خدا کی کرامتیں لے کر فرشتوں کا دوڑنا ان درختوں کے ایک دوسرے کی طرف دوڑنے کی نسبت بہت تیز اور تند ہے اور قیامت کے دن علیؑ کے دوستوں اور اسکے دشمنوں سے بیزار ہونے والوں سے شعلہائے جہنم کا بھاگنا ان دونو درختوں کے ایک دوسرے سے ہٹنے کی نسبت زیادہ تیز ہوگا ❊

اور امام علی نقی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ایسا ہی معجزہ جناب امیر علیہ السلام سے بھی ظہور میں آیا جبکہ آپنے جنگ صفین سے مراجعت فرمائی اور ہمراہیونکو اس پانی سے سیراب کیا جو ایک بڑے پتھر کے نیچے سے نکلا تھا جسکو آپنے اس غرض سے اُٹھا تھا کہ اسکی آڑ میں بیٹھ کر رفع حاجت کرینگے آپکے لشکر کے کسی منافق نے کہا کہ میں اسکی شرمگاہ اور اس چیز کو جو اس میں سے نکلتی ہے دیکھونگا کیونکہ وہ نبی کے مرتبے کا دعویٰ کرتا ہے پھر اپنے ساتھیوں کو اسکے جھوٹ سے خبردار کرونگا تب جناب امیرؑ نے قنبر کو حکم دیا کہ اے قنبر اس درخت اور اسکے سامنے کے درخت کے پاس جاؤ (ان دونوں میں ایک فرسخ سے زیادہ کا فاصلہ تھا) اور جاکر کہو کہ محمدؐ کا وصیؑ تم کو حکم دیتا ہے کہ دونو آکر باہم مل جاؤ قنبر نے عرض کی کہ یا حضرتؑ کیا میری آواز ان دونو درختوں تک پہنچے گی؟ فرمایا جو تمہاری نظر کو آسمان تک پہنچاتا ہے جو تم سے پانسو برس کی راہ ہے وہی تمہاری آواز کو بھی ان دونو درختوں تک پہنچا دیگا آخرکار قنبر نے جاکر ان کو آواز دی اور وہ ایک دوسرے کی طرف اس تیزی سے دوڑے گویا وہ دو دوست ہیں جو مدت سے بچھڑے ہوئے ہیں اور ملنے کا نہایت اشتیاق ہے اور دونو آکر باہم مل گئے یہ معجزہ دیکھ کر لشکر کے منافقوں کا ایک گروہ کہنے لگا کہ علیؑ اپنے آپ کو (معاذ اللہ) سحر و جادو میں سو نخدا کی مثل گمان کرتا ہے نہ وہ رسولؐ تھا اور نہ یہ امام ہے بلکہ حقیقت میں دونو کے دونو جادوگر ہیں لیکن ہم اسکے گرد چکر لگائینگے تاکہ اسکی شرمگاہ اور جو کچھ اس میں سے نکلتا ہے اسکو دیکھیں اللہ تعالیٰ نے منافقوں کے اس کلام کو حضرتؑ کے کان میں پہنچا دیا۔ اور آپنے کھلم کھلا قنبر سے فرمایا کہ منافقوں نے وصیؑ رسولؐ سے مکر و فریب کا ارادہ کیا ہے اور ان کا گمان یہ ہے کہ میں انکے سامنے صرف دو درختوں ہی کی آڑ کر سکتا ہوں اور کچھ تدبیر نہیں کر سکتا اس لئے تم جاکر ان درختوں سے کہہ دو کہ وصیؑ رسولؐ تم کو حکم دیتا ہے کہ تم اپنی اپنی جگہ واپس چلے جاؤ قنبر نے ایسا ہی کیا اور وہ دونو درخت اپنی اپنی جگہ واپس چلے گئے اور اس طرح ایک دوسرے سے جدا ہوئے جیسے کوئی بزدل شخص کسی دلیر اور شجاع بہادر سے ڈر کر بھاگتا ہے پھر جناب امیر علیہ السلام نے جاکر بیٹھنے کے لئے اپنے کپڑے کو اُٹھایا اور منافقوں کی ایک جماعت انکی طرف تکنے کے لئے گئی جب حضرتؑ نے اپنا کپڑا اُٹھایا وہ سب کے سب نابینا ہو گئے اور ان کو کچھ بھی نظر نہ آیا تب انہوں نے اپنے منہ ادھر سے پھیر لئے اور انکی آنکھیں اسی طرح روشن ہو گئیں جیسی پہلے تھیں پھر انہوں نے حضرتؑ کی طرف نگاہ کی اور اندھے ہو گئے اور برابر

معبود نہیں اور اس کا کوئی شریک نہیں ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اے محمدؐ تو اسکا بندہ اور رسولؐ ہے اس نے تجھ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے کہ فرمانبرداروں کو بشارت (جنت) دے اور گنہگاروں اور نافرمانوں کو عذاب (دوزخ) سے ڈرائے اور خدا کے حکم سے اُسکی طرف اسکی خلقت کو دعوت کرے اور راہ ہدایت کا روشن چراغ بنے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے چچا کا بیٹا علیؑ ابن ابی طالب تیرا دینی بھائی اور اسلام اور دین میں تمام خلق خدا سے زیادہ اور بڑھ کر حصہ لینے والا ہے اور وہ حضرتؐ کا معتمد علیہ اور پشت پناہ اور آپ کے دشمنوں کی بیخ کنی کرنے والا اور دوستوں کی نُصرت کرنے والا اور آپ کی اُمت میں آپکے علوم کا دروازہ ہے اور میں شہادت دیتا ہوں کہ آپکے دوست جو اس کو دوست رکھتے ہیں اور اس کے دشمنوں کو دشمن رکھتے ہیں جنت میں داخل ہونگے اور آپکے دشمن جو آپ کے دشمنوں کو دوست رکھتے ہیں اور آپ کے دوستوں کے دشمن ہیں جہنم میں بھرتی ہونگے اسوقت جناب رسالتمآبؐ نے حارث مذکور کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا اے حارث جس شخص کے ایسے معجزے ہوں کیا وہ دیوانہ ہو سکتا ہے حارث نے عرض کی یا رسول اللہ خدا کی قسم ہرگز نہیں بلکہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ پروردگار کے رسولؐ اور تمام مخلوقات کے سردار ہیں اور اس کا اسلام بہت اچھا ہوا ۔

اور امام زین العابدین علی ابن حسین علیہما السلام نے فرمایا ہے کہ ایسا ہی ایک معجزہ جناب امیرالمومنین علیہ السلام سے بھی ظاہر ہوا ہے ایک دن کا ذکر ہے کہ آپ بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک شخص یونانی جو علم فلسفہ اور طب کا دعویٰ کرتا تھا خدمت میں حاضر ہوا اور آکر عرض کی اے ابوالحسن میں نے سُنا تھا کہ تمہارے صاحب (رسولخدا) کو جنون ہے اسلئے میں اُسکا علاج کرنے آیا تھا سو وہ تو انتقال کر گیا اور میں اپنے ارادے میں ناکام رہا اور میں نے سُنا ہے کہ تم اُسکے چچازاد بھائی اور داماد ہو۔ میں دیکھتا ہوں کہ زردی تم پر چھاگئی ہے اور دونوں پنڈلیاں ایسی پتلی ہیں کہ میں خیال نہیں کرتا کہ وہ تمہارے جسم کے بوجھ کو اُٹھا سکیں سو اس زردی کی دوا تو میرے پاس ہے مگر ان پتلی پنڈلیوں کے موٹا کرنے کی کوئی تدبیر نہیں ہو سکتی مگر دستور یہ ہے کہ چلنے پھرنے میں کمی کیا کرو اور جب کوئی بوجھ پیٹھ پر اُٹھاؤ یا بغل میں دباؤ تو اس میں کمی کرو اور زیادتی نہ کرو کیونکہ تمہاری پنڈلیاں بہت کمزور ہیں اور بھاری بوجھ اُٹھانے کی حالت میں ان کے ٹوٹ جانے کا اندیشہ ہے اور زردی کی دوا تو یہ

معجزہ اول (بطور خاص) حضرت امیر ظاہر ہوا

حضرتؐ کا درخت کو طلب کرنا اور اسکا حاضر ہونا

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے جو درخت کو اپنی طرف بُلا لیا۔ اسکی حکایت اسطرح پر ہے کہ بنی ثقیف میں ایک شخص حارث ابن کلدہ ثقفی بڑا نامی طبیب تھا اس نے حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ اے محمدؐ میں تیرے (معاذ اللہ) جنون کا علاج کرنے آیا ہوں کیونکہ مجھ کو دیوانوں کے علاج میں کمال حاصل ہے اور اکثر میں نے ان کا معالجہ کیا ہے اور وہ میرے ہاتھ سے تندرست ہو گئے ہیں اسکی یہ گفتگو سُن کر حضرتؐ نے فرمایا اے شخص تو خود تو دیوانوں کے سے کام کرتا ہے اور پھر مجھ کو دیوانہ بتاتا ہے حارث نے عرض کی کہ میں نے کونسا کام دیوانوں کا سا کیا ہے۔ فرمایا یہ کہ مجھ کو دیوانہ بتاتا ہے حالانکہ نہ میری آزمائش کی اور نہ میرے سچ اور جھُوٹ میں کچھ غور کی۔ حارث نے جواب دیا کہ کیا اب بھی میں نے آپکے جھُوٹ اور جنون کو نہیں پہچانا حالانکہ آپ نبوت کا دعویٰ کرتے ہیں اور اسپر قادر نہیں ہیں فرمایا کہ تیرا یہ قول کہ میں اس پر قادر نہیں ہوں دیوانوں کا فعل ہے کیونکہ تو نے مجھ سے یہ نہیں دریافت کیا کہ تو ایسا دعویٰ کیوں کرتا ہے اور نہ اسکی کوئی دلیل مجھ سے طلب کی جسکے لانے سے میں عاجز اور قاصر رہا ہوں۔ حارث نے عرض کی کہ یہ تو آپ سچ فرماتے ہیں۔ لیجئے میں ایک معجزہ آپ سے طلب کرتا ہوں اور اس سے آپکا امتحان کرتا ہوں۔ اگر آپ پیغمبر ہیں تو اُس درخت کو بلائیے اور ایک بڑے درخت کی طرف اشارہ کیا جسکی جڑیں زمین میں بہت نیچے تک گئی ہوئی تھیں اگر وہ آپکے پاس آگیا تو میں جانوں گا کہ آپ خدا کے رسول ہیں اور آپ کے لئے اس امر کی شہادت دونگا ورنہ میں سمجھ لونگا کہ آپ دیوانہ ہیں جیسا کہ میں نے سُنا ہے۔ تب حضرتؐ نے اپنا ہاتھ اس درخت کی طرف اُٹھایا اور اسکو اپنی طرف آنے کا اشارہ کیا اُسی وقت وہ درخت اپنی جڑوں اور ریشوں سمیت وہاں سے اُکھڑا اور بڑے زور سے زمین کو پھاڑتا اور نہر کی طرح اسکو گہرا کھودتا ہوا چلا اور قریب آکر حضرتؐ کے سامنے ٹھیر گیا اور فصیح آواز سے پکارا یارسولؐ اللہ میں حاضر ہوں فرمائیے کیا ارشاد ہے حضرتؐ نے فرمایا میں نے تجھے اس لئے بُلایا ہے کہ وحدانیت خدا کی شہادت دینے کے بعد میری نبوت کی شہادت دے۔ بعد ازاں اسکی (یعنی علیؑ کی) امامت کی شہادت ادا کرے۔ نیز اس امر کی گواہی دے کہ وہ میرا معتمد علیہ اور میرا پُشت پناہ اور مددگار اور باعث فخر ہے اور اگر وہ پیدا نہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ اس مخلوقات میں سے کسی کو بھی پیدا نہ کرتا اس ارشاد کے سُنتے ہی درخت پکارا کہ (میں گواہی دیتا ہوں) کہ اللہ کے سوا اور کوئی

معبود نہیں اور اس کا کوئی شریک نہیں ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اے محمدؐ تو اسکا بندہ اور رسولؐ ہے اس نے تجھ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے کہ فرمانبرداروں کو بشارت (جنت) دے اور گنہگاروں اور نافرمانوں کو عذاب (دوزخ) سے ڈرائے اور خدا کے حکم سے اسکی طرف اسکی خلقت کو دعوت کرے اور راہ ہدایت کا روشن چراغ بنے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے چچا کا بیٹا علیؑ ابن ابی طالب تیرا دینی بھائی اور اسلام اور دین میں تمام خلق خدا سے زیادہ اور بڑھ کر حصہ لینے والا ہے اور وہ حضرتؐ کا معتمد علیہ اور پشت پناہ اور آپ کے دشمنوں کی بیخ کنی کرنے والا اور دوستوں کی نصرت کرنے والا اور آپ کی اُمت میں آپکے علوم کا دروازہ ہے اور میں شہادت دیتا ہوں کہ آپکے دوست جو اس کو دوست رکھتے ہیں اور اس کے دشمنوں کو دشمن رکھتے ہیں جنت میں داخل ہونگے اور آپکے دشمن جو آپ کے دشمنوں کو دوست رکھتے ہیں اور آپ کے دوستوں کے دشمن ہیں جہنم میں بھرتی ہونگے اسوقت جناب رسالتمآبؐ نے حارث مذکور کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا اے حارث جس شخص کے ایسے معجزے ہوں کیا وہ دیوانہ ہو سکتا ہے حارث نے عرض کی یا رسول اللہ خدا کی قسم ہرگز نہیں بلکہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ پروردگار کے رسولؐ اور تمام مخلوقات کے سردار ہیں اور اس کا اسلام بہت اچھا ہوا ۔

اور امام زین العابدین علی ابن حسین علیہما السلام نے فرمایا ہے کہ ایسا ہی ایک معجزہ جناب امیرالمومنین علیہ السلام سے بھی ظاہر ہوا ہے ایک دن کا ذکر ہے کہ آپ بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک شخص یونانی جو علم فلسفہ اور طب کا دعویٰ کرتا تھا خدمت میں حاضر ہوا اور آکر عرض کی اے ابوالحسن میں نے سُنا تھا کہ تمہارے صاحب (رسولخدا) کو جنون ہے اسلئے میں اُسکا علاج کرنے آیا تھا سو وہ تو انتقال کر گیا اور میں اپنے ارادے میں ناکام رہا اور میں نے سُنا ہے کہ تم اُسکے چچازاد بھائی اور داماد ہو۔ میں دیکھتا ہوں کہ زردی تم پر چھاگئی ہے اور دونوں پنڈلیاں ایسی پتلی ہیں کہ میں خیال نہیں کرتا کہ وہ تمہارے جسم کے بوجھ کو اُٹھا سکیں سو اس زردی کی دوا تو میرے پاس ہے مگر ان پتلی پنڈلیوں کے موٹا کرنے کی کوئی تدبیر نہیں ہو سکتی مگر دستور یہ ہے کہ چلنے پھرنے میں کمی کیا کرو اور جب کوئی بوجھ پیٹھ پر اُٹھاؤ یا بغل میں دباؤ تو اس میں کمی کرو اور زیادتی نہ کرو کیونکہ تمہاری پنڈلیاں بہت کمزور ہیں اور بھاری بوجھ اُٹھانے کی حالت میں ان کے ٹوٹ جانے کا اندیشہ ہے اور زردی کی دوا تو یہ

معجزہ اول کاظہور جناب امیرؑ سے ظاہر ہونا

میرے پاس ہے یہ کہہ کر اس نے وہ دوا نکالی اور بولا کہ اس سے آپ کو کچھ تکلیف نہ ہوگی اور کسی قسم کا ضرر نہ پہنچائے گی مگر چالیس روز گوشت سے پرہیز کرنا ضروری ہے پھر آپ کی زردی زائل ہو جائیگی جناب امیرؑ نے اس سے فرمایا کہ تو نے میری زردی کے لئے اس دوا کا مفید ہونا تو بیان کیا کوئی دوا ایسی بھی تجھ کو معلوم ہے جو اس زردی کو زیادہ کرے اور نقصان پہنچائے وہ بولا کہ ہاں یہ دوا (اور ایک اور دوا کی طرف اشارہ کیا) اگر زردی والا آدمی اس کو کھالے تو فوراً مر جائے اور اگر اس کی رنگت زرد نہ ہو تو اس کو زردی ہو جائے اور فوراً مر جائے حضرتؑ نے فرمایا کہ وہ ضرر رساں دوا مجھے دکھلا اس نے وہ دوا حضرتؑ کے حوالے کی آپ نے پوچھا کہ یہ دوا کتنی ہے عرض کی دو مثقال اور ایک حبہ بھر زہر قاتل ہے اور آدمی کو مار ڈالتی ہے یہ سنتے ہی حضرتؑ نے اس ساری دوا کو منہ میں رکھ لیا اور یوں ہی نگل گئے اسکے کھانے سے کچھ کچھ پسینہ آپ کو آیا یہ حال دیکھ کر وہ شخص خوف کے مارے کانپنے لگا۔ اور دل میں کہتا تھا اب میں پسر ابوطالبؑ کی عوض میں پکڑا جاؤنگا سب یہی کہینگے کہ تو نے اسکو مارا اور کوئی بات نہ سنے گا کہ در اصل وہ خود ہی اپنے قاتل ہیں اس یونانی کا یہ اضطراب دیکھ کر حضرتؑ مسکرائے۔ اور فرمایا کہ اے بندۂ خدا میں اب پہلے سے زیادہ تندرست ہوں تو جس دوا کو زہر قاتل گمان کرتا تھا اس نے مجھ کو کچھ بھی ضرر نہ پہنچایا اب تو اپنی آنکھیں بند کر۔ اس نے آنکھیں بند کر لیں پھر فرمایا کھول جب اُسنے آنکھیں کھولیں اور حضرتؑ کے روئے انور کی طرف نگاہ کی تو کیا دیکھتا ہے کہ آپ کی رنگت سرخ و سفید ہے کہ سرخی بھری ہوئی ہے یہ سانحہ دیکھ کر وہ شخص لرزنے لگا۔ اور جناب امیرؑ نے اس سے مسکرا کر فرمایا اب وہ میری زردی کہاں گئی اس نے عرض کی خدا کی قسم مجھ کو تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا آپ وہ نہیں ہیں جن کو میں نے پہلے دیکھا تھا پہلے آپ کا رنگ زرد تھا اب گلاب کے پھول کی مانند ہے۔ فرمایا میری زردی کو اس زہر نے زائل کر دیا جسکو تو مار ڈالنے والا خیال کرتا تھا۔ پھر پائیں پھیلا کر پنڈلیوں کو کھول دیا اور فرمایا کہ تو گمان کرتا ہے کہ میں اپنی پنڈلیوں کی کمزوری کے سبب چلنے پھرنے میں کمی کروں اور بھاری چیز اپنے جسم پر نہ اٹھاؤں تا کہ وہ ٹوٹ نہ جائیں اب میں تجھ کو دکھلاتا ہوں کہ طبابت خدا تیری طبابت کے برخلاف ہے یہ کہہ کر ستون کلاں پر ہاتھ مارا جسکے اوپر اس مکان کی چھت ٹکی ہوئی

تھی اور اسکے اوپر دو حجرے اوپر تلے بنے ہوئے تھے اور اسکو حرکت دے کر اوپر اٹھا لیا اور چھت اور دیواریں دونو بالا خانوں سمیت زمین سے بلند ہوئیں یہ حال دیکھ کر یونانی پر غشی طاری ہوئی حضرتؑ نے فرمایا کہ اس پر پانی چھڑکو جب پانی کے چھڑکنے سے اسکو غش سے افاقہ ہوا تو بولا خدا کی قسم آج جیسا عجیب واقعہ مینے کبھی نہ دیکھا تھا امیرالمومنینؑ نے فرمایا اے یونانی ان پتلی پنڈلیوں کی قوت اور ان کا بوجھ کو اٹھانا اور اس کی برداشت کرنا دیکھا اب وہ تیری طب کہاں گئی یونانی نے عرض کی کہ محمدؐ بھی کیا آپ ہی جیسے تھے آپ نے فرمایا کہ میرا علم اُن کے علم سے ہے اور میری عقل اُن کی عقل سے ہے اور میری قوت انکی قوت سے ہے۔ قبیلہ بنی ثقیف کے ایک شخص نے جو تمام عرب میں نامی طبیب تھا آنحضرتؐ کے پاس آکر عرض کی کہ اگر آپ کو جنون ہے تو میں اس کا علاج کرونگا حضرتؐ نے اس سے فرمایا اگر تم چاہو تو میں ایک ایسی نشانی تم کو دکھاؤں جس سے معلوم ہو جائے کہ مجھ کو تمہاری طبابت کی کچھ حاجت نہیں ہے بلکہ تم کو میری طبابت کی ضرورت ہے وہ بولا ہاں فرمایا کونسی نشانی دیکھنا چاہتے ہو اس نے کھجور کے ایک بہت اونچے درخت کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ آپ اس کو بلائیں حضرتؐ نے اس کو پکارا وہ درخت زمین سے اپنی جڑ کو اکھاڑ زمین کو پھاڑتا ہوا حضرتؐ کے سامنے آکھڑا ہوا تب حضرتؐ نے اس سے فرمایا کیا یہ نشانی تم کو کافی ہے؟ اسنے عرض کی کہ نہیں فرمایا اور کیا چاہتے ہو بولا اسکو حکم دیجئے کہ یہ جہاں سے آیا ہے وہیں چلا جائے اور اپنی اصلی جگہ پر جا کھڑا ہو آپنے اسکو واپس جانے کا حکم دیا وہ جا کر اپنی جگہ قائم ہو گیا یہ ارشاد جناب امیرؑ سن کر وہ یونانی بولا کہ یہ تو آپ آنحضرتؐ کا ذکر کرتے ہیں جن کو مینے نہیں دیکھا مگر میں آپ سے اس سے بھی ادنٰے بات پر کفایت کرتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ میں آپ سے دُور جا کر کھڑا ہوتا ہوں آپ مجھے بُلائیں اور میں خود آپ کے بُلانے کو قبول نہ کرونگا اگر آپنے مجھ کو اپنی طرف بُلا لیا تو یہ ایک نشانی ہو گی۔ جناب امیرؑ نے فرمایا کہ یہ نشانی فقط تمہارے ہی لئے مفید ہو گی کیونکہ تم کو اپنے نفس کا حال معلوم ہو گا کہ تم نے اپنے ارادے سے ایسا نہیں کیا اور میں نے ہی تمہارے اختیار کو زائل کیا ہے کہ نہ تو میں نے خود تم کو پکڑا ہے اور نہ کسی کو اس امر کا حکم دیا ہے اور نہ کسی اور نے جسکو مینے حکم نہیں دیا تھا ایسا کیا ہے بلکہ جو کچھ یہ ظہور میں آیا ہے خدائے قاہر و غالب کی قدرت سے ہوا ہے لیکن ممکن ہے کہ تم ہی کہنے لگو یا

کوئی اور کہے کہ میں نے تم سے اس امر پر اتفاق کر لیا تھا اسلئے مناسب ہے کہ تم ایسی چیز طلب کرو جو تمام اہل عالم کے لئے ایک نشانی ہو یونانی نے عرض کی کہ اگر آپ مجھ کو ہی درخواست کرنے کا اختیار دیتے ہیں تو میں چاہتا ہوں کہ اس کھجور کے اجزاء الگ الگ ہو جائیں اور جدا ہو کر دُور دُور جا پڑیں پھر آپ ان کو بُلا کر ایک جگہ جمع کر دیں اور درخت جُوں کا توں ہو جائے علیؑ نے فرمایا یہ نشانی ہے اور تم ہی کھجور کے پاس میرا پیغام لے کر جاؤ اور اس سے کہو کہ رسولخدا محمدؐ کا وصی تجھ کو حکم دیتا ہے کہ تیرے اجزا جُدا ہو کر دُور دُور جا پڑیں اس نے جا کر حضرتؑ کا پیغام اس کھجور کو پہنچایا وہ فوراً ٹکڑے ٹکڑے ہو کر گر پڑی اور تمام اجزا ایک دُوسرے سے الگ ہو گئے اور ایسے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے ہوئے کہ نشان تک بھی نظر نہ آتا تھا اور یہ حال ہو گیا کہ گویا کبھی وہاں کھجور تھی ہی نہیں۔ یہ حال دیکھ کر یونانی کے اعضا خوف کے مارے کانپنے لگے اور عرض کی اے وصیٔ رسولؐ آپنے میری پہلی درخواست تو منظور فرمائی دوسری عرض بھی قبول فرمائیے اور اس کھجور کو حکم دیجئے کہ فراہم ہو کر بدستور سابق پھر اپنی جگہ پر جا کھڑی ہو حضرتؑ نے فرمایا اب بھی تم ہی میرا پیغام پہنچاؤ اور جا کر کہو کہ اے کھجور کے ٹکڑو وصیٔ رسولؐ تم کو حکم دیتا ہے کہ تم سب جمع ہو کر اپنی اصلی صورت اور مقام پر عود کر جاؤ۔ الغرض یونانی نے حضرتؑ کا پیغام ان کو پہنچایا۔ فوراً وہ اجزا پھیلے ہوئے غبار کی طرح ہوا میں بلند ہوئے پھر ایک جزو دوسرے جزو سے ملنے لگا یہانتک کہ شاخیں پتے ڈنٹھلوں کی جڑیں اور خوشوں کی ڈنڈیاں صورت پذیر ہوئیں پھر ایک جگہ جمع ہو کر لمبی چوڑی ہوئیں اور جڑیں اپنے مقام پر جا لگیں پھر ان پر تنہ کھڑا ہوا اور تنہ پر ٹہنیاں اور ٹہنیوں پر پتے لگ گئے اور خوشے اپنے مقام پر جا لگے اور اس سے پہلے ڈنڈیاں خالی پڑی تھیں کیونکہ اسوقت نہ پکی کھجوروں کا موسم تھا نہ گدری اور کچّی کا۔ پھر یونانی نے عرض کی کہ میری ایک اور درخواست یہ ہے کہ اس کھجور کی ڈنڈیوں میں کچا پھل نکلے اور سبز سے زرد ہو جائے پھر لال ہو کر پختہ ہو جائے اور اپنے کمال پر آجائے تاکہ حضرتؑ خود بھی کھائیں اور مجھ کو اور دیگر حاضرین کو بھی کھلائیں فرمایا یہ کام بھی تمہارے ہی سپرد ہے تم ہی جا کر اسکو میرا یہ پیغام پہنچاؤ اور ایسا ہونیکا حکم دو یونانی نے امیرالمومنینؑ کا فرمان کھجور کو پہنچایا وہ فوراً بارور ہوئی پہلے کچے پھل نکلے پھر گدرے ہوئے اور درجہ بدرجہ

زرد اور سُرخ ہو کر پختہ ہو گئے اور خوشے رطب تازہ سے لد گئے اسوقت یونانی نے عرض کی کہ اب میری یہ گزارش ہے کہ اس کے خوشے یا تو میرے ہاتھ سے قریب ہو جائیں یا میرا ہاتھ اس قدر دراز ہو جائے کہ میں ان کو پکڑ سکوں اور میں اس بات کو نہایت ہی پسند کرتا ہوں کہ ایک خوشہ تو میرے پاس اُتر آئے اور دوسرے کی طرف میرا ہاتھ لمبا ہو کر جا پہنچے حضرتؑ نے فرمایا جس ہاتھ سے تم خوشے کو پکڑنا چاہتے ہو اس کو پھیلاؤ اور یہ کلمات زبان پر جاری کرو یَا مُقَرِّبَ الْبَعِيْدِ قَرِّبْ يَدِيْ مِنْهَا یعنی اے دُور کو نزدیک کرنے والے میرے ہاتھ کو اس کے قریب کر دے۔ اور جس ہاتھ کی طرف خوشے کا اُترآنا چاہتے ہو اس کو سمیٹ لو اور کہو يَا مُسَهِّلَ الْعَسِيْرِ سَهِّلْ لِيْ تَنَاوُلَ مَا اَبْعَدَ عَنِّيْ مِنْهَا یعنی اے مشکل کے آسان کرنیوالے اس خوشے کا جو مجھ سے دُور ہے پکڑنا میرے واسطے آسان کر یونانی نے ایسا ہی کیا اور ان دعاؤں کو پڑھا اس کا دہنا ہاتھ لمبا ہوا اور خوشے پر پہنچا اور دوسرے خشک لٹک کر زمین پر آپڑے اور ان کی شاخیں لمبی ہو گئیں اسوقت جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا اے یونانی اب اگر تم ان کھجوروں کو کھا کر اس شخص پر ایمان نہ لائے جس نے ان عجائبات کو تیرے سامنے ظاہر کیا ہے تو اللہ تعالیٰ جلد تر تم کو ایسے عذاب میں مبتلا کریگا کہ اس کی مخلوق میں سے عالم اور جاہل سب اس سے عبرت حاصل کرینگے یونانی نے عرض کی کہ یا حضرتؑ اگر ان آیات الٰہی کے مشاہدہ کرنے کے بعد بھی کافر رہوں اور ایمان نہ لاؤں تو درحقیقت میں عناد میں زیادتی کرونگا اور اپنی ہلاکت میں ساعی ہونگا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ خدا کے برگزیدہ بندے ہیں۔ اور اپنے تمام اقوال میں جو خدا کی طرف سے بیان کرتے ہیں راست گو اور صادق ہیں جو آپ چاہیں مجھ کو حکم دیں میں اطاعت کرونگا۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ تم اللہ تعالیٰ کو واحد جانو اور اس امر کی شہادت دو کہ وہ بخشش کرنے والا اور صاحب حکمت ہے اور عبث اور فساد سے پاک ہے اور اپنے بندوں اور کنیزوں پر ظلم نہیں کرتا اور یہ شہادت دو کہ حضرت محمدؐ جن کا میں وصی ہوں تمام خلقت کے سردار اور اہل بہشت میں درجات و مراتب کے لحاظ سے سب سے افضل ہیں اور یہ شہادت دو کہ علیؑ جس نے یہ عجائبات تم کو مشاہدہ کرائے ہیں اور ان نعمتوں سے مالامال کیا ہے محمدؐ کے بعد تمام خلق خدا سے بہتر ہیں اور ان کے بعد سب خلقت سے بڑھ کر انکی

جانشینی کے حقدار اور خدا کے شرایع اور احکام کے جاری کرنے کے مستحق اور سزاوار ہیں اور اس امر کی گواہی دو کہ اس کے دوست خدا کے دوست ہیں اور اس کے دشمن خدا کے دشمن اور جو مومن ان امور میں جو میں نے تم کو تعلیم کئے تمہارے شریک ہیں اور ان احکام میں تمہارے معین و مددگار ہیں وہ تمام اُمت محمدی میں برگزیدہ اور شیعیان علیؑ میں چیدہ ہیں اور میں تم کو حکم دیتا ہوں کہ اپنے بھائیوں سے جو حضرت محمدؐ کی اور میری تصدیق کرنے اور ان کی اور میری پیروی کرنے میں تمہارے مطابق اور موافق ہوں اس چیز میں جو اللہ تعالیٰ نے تم کو عنایت کی ہے اور جس سے تم کو ان پر فضیلت دی ہے غمخواری اور ہمدردی کرنا انکی تنگدستی اور احتیاج کو دُور کرنا اور ان کی شکستگی اور خستہ حالی کی اصلاح کرنا اور ان کی محتاجی کو رفع کرنا اور جو شخص درجہ ایمانی میں تمہارے برابر ہو اس کو اپنے مال و اسباب میں اپنے نفس کے برابر جاننا اور جو کوئی مرتبۂ ایمانی میں تم پر فوقیت رکھتا ہو اس کو اپنے زر و مال میں اپنے نفس پر ترجیح دینا یہانتک کہ حق تعالیٰ کو معلوم ہو جائے کہ تم دین خدا کو اپنے مال سے افضل جانتے ہو اور اسکے دوستوں کو اپنے اہل و عیال سے عزیز سمجھتے ہو اور میں تم کو حکم دیتا ہوں کہ تم اپنے دین کی اور ان علوم کی جو تمہارے سپرد کئے گئے ہیں اور ہمارے اسرار کی جو تم کو بتائے گئے حفاظت کرنا اور ہمارے علوم کو ایسے شخص کے روبرو ظاہر نہ کرنا جو عناد سے ان کا مقابلہ کرے اور ان کے سبب سے تم کو گالی گلوج سے پیش آئے اور لعنت ملامت کرے اور تمہاری بے عزتی اور جسمانی ایذا کے درپے ہو اور ہمارے بھید کو ایسے شخص پر ظاہر نہ کرنا جو ہم کو بُرا بھلا کہے اور ہمارے حالات سے ناواقف ہو اور جاہلوں کے عطایا کی طمع میں ہمارے دوستوں کے ساتھ بدی سے پیش آئے اور میں تم کو حکم دیتا ہوں کہ اپنے دین میں تقیہ سے کام لینا کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُونَ الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ ۖ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللَّهِ فِي شَيْءٍ إِلَّا أَنْ تَتَّقُوا مِنْهُمْ تُقَاةً یعنی مومنوں کو چاہیئے کہ وہ کافروں کو اپنا دوست نہ بنائیں اور صرف مومنوں سے دوستی رکھیں اور جو کوئی ایسا (یعنی کافروں سے دوستی رکھیگا) کریگا وہ محبت خدا کا کچھ بھی حصہ نہ پائیگا مگر یہ کہ تم ان کافروں سے اپنا مال و جان بچانے کے لئے ان سے دوستی کرو (تو کچھ مضایقہ نہیں) ۔

پارہ ۳ سورہ ۳ آیت ۲۸

اور میں تم کو اجازت دیتا ہوں کہ اگر خوف و خطر کے سبب کبھی ضرورت پڑے تو بیشک غیروں کو ہم پر فضیلت دینا اور ہم سے بیزاری ظاہر کرنا اور اگر کبھی تم کو اپنی جان پر آفات و بلیات کے ارد ہونے کا خوف ہو تو بیشک واجبی نمازوں کو ترک کر دینا کیونکہ خوف کے وقت تمہارا ہمارے دشمنوں کو ہم پر فوقیت دینا نہ ان کو کچھ نفع دیتا ہے اور نہ ہم کو کچھ ضرر پہنچاتا ہے اور حالت تقیہ میں تمہارا ہم سے بیزاری ظاہر کرنا ہماری فضیلت اور درجے میں کچھ بھی کمی نہیں کرتا صرف اتنی بات ہے کہ تم ایک ساعت بھر زبان سے ہم سے بیزاری ظاہر کرتے ہو اور دل سے ہم کو دوست رکھتے ہو تاکہ اسکے بعد مہینوں اور برسوں تمہاری جان ہلاکت سے محفوظ رہے جو تمہاری حیات کا باعث ہے اور مال تلف ہونے سے بچا رہے جو تمہارے نفس کی بقا کا سبب ہے اور جاہ و منصب معرض زوال سے نجات پائے جو تمہاری نگہداشت کا ذریعہ ہے اور ہمارے اُن دوستوں اور بھائیوں اور بہنوں کو جو تمہارے سبب شناخت کئے جاتے ہیں اور تم ان کے سبب شناخت کئے جاتے ہو محفوظ رکھو یہانتک کہ یہ سختی اور مصیبت رفع ہو جائے اور یہ رنج و کلفت زائل ہو پس یہ امر اس بات سے بہتر ہے کہ تم اپنے آپ کو معرض ہلاکت میں ڈالو اور اس سبب سے اعمال دین کے بجا لانے اور اپنے مومن بھائیوں کی اصلاح حال سے رہ جاؤ اور پھر میں بار بار تم کو تاکید کرتا ہوں۔ خبردار اس تقیہ کو جس کا میں نے تم کو حکم دیا ہے ہرگز ہرگز ترک نہ کرنا ورنہ تم اپنے آپ کو بھی معرض ہلاکت میں ڈالو گے۔ اور اپنے مومن بھائیوں کو بھی اور اپنی اور ان کی نعمتوں اور مالوں کو تلف اور ضایع کرو گے اور اپنے آپ کو اور اُن کو دشمنان خدا کے ہاتھوں میں ذلیل و خوار کرو گے حالانکہ اللہ تعالٰی نے تم کو امر فرمایا ہے کہ اپنے دینی بھائیوں کی عزت کرو۔ اب اگر تم میری اس نصیحت کے برخلاف عمل کرو گے تو اس مخالفت سے تم کو اور تمہارے دینی بھائیوں کو جو ضرر پہنچیگا وہ ہمارے دشمن اور منکر کی ضرر رسانی سے بہت سخت ہو گا۔

اور بازوے زہر آلود کا قصہ اس طرح پر ہے کہ جب جناب رسالتمآب نے فتح خیبر کے بعد مدینہ منورہ کی طرف مراجعت فرمائی تو ایک یہودیہ عورت حاضر خدمت ہوئی اور اظہار ایمان کیا اور ایک بازوے زہر آلود جس کو کباب کر کے ہمراہ لائی تھی حضرتؐ کے سامنے رکھا آنحضرتؐ نے فرمایا یہ کیا چیز ہے یہودیہ نے عرض کی یا رسولؐ اللہ میرے ماں باپ آپ پر سے فدا ہوں میں

قصہ بازوے زہر آلود

آپ کے خیبر کی طرف تشریف لیجانے سے نہایت غمگین ہوئی تھی اسلئے کہ میں جانتی تھی کہ وہ لوگ بڑے دلاور اور بہادر ہیں اور اس بکری کے بچے کو میں نے اپنے بچوں کی طرح پالا تھا اور سُنا تھا کہ حضرتؐ بھنے ہوئے گوشت کو نہایت پسند کرتے ہیں خصوصاً بازوے بریان بہت ہی بھاتا ہے اس لئے میں نے خدا کے واسطے یہ نذر مانی تھی کہ اگر اللہ تعالیٰ آپ کو اُن کے ہاتھ سے نجات دے اور ان پر ظفریاب کرے تو اس بچہ کو ذبح کر کے اس کا بازو حضرتؐ کے کھانے کے لئے حاضر کرونگی اس لئے اب میں اس کو لے کر حاضر خدمت ہوئی ہوں تاکہ اپنی نذر کو پُورا کروں +

اسوقت حضرتؐ کے پاس علیؑ ابن ابی طالب اور براء ابن معرور موجود تھے براء نے اپنا ہاتھ بڑھا کر ایک لُقمہ اس میں سے اُٹھایا اور مُنہ میں رکھلیا اس پر جناب امیرؑ نے اس سے کہا اے براء رسولؐ خدا پر سبقت مت کر۔ براء نے جو کہ اعرابی تھا جواب دیا اے علیؑ کیا تم رسولؐ خدا کو بخیل جانتے ہو علیؑ نے فرمایا میں حضرتؐ کو بخیل نہیں بتاتا بلکہ آپ کی تعظیم و تکریم کی راہ سے کہتا ہوں کیونکہ نہ مجھ کو اور نہ تجھ کو اور نہ جُملہ مخلوقات میں سے کسی اور کو قول میں یا فعل میں یا کھانے میں یا پینے میں رسولؐ خدا پر سبقت کرنی جائز نہیں ہے براء نے جواب دیا میں رسولِ خدا کو بخیل نہیں جانتا تب جناب امیرؑ نے اس سے فرمایا میں نے اس سبب سے منع نہیں کیا بلکہ اس گوشت کو یہ عورت لائی ہے اور یہ یہودیہ ہے اور ہم کو اسکے حالات سے کچھ واقفیت نہیں ہے اس لئے اگر تم حضرتؐ کی اجازت سے کھاؤ گے تو وہ اس میں تمہاری سلامتی کے ضامن ہونگے اور اگر بلا اجازت کھاؤ گے تو اپنی جان کے خود ہی ضامن ہو۔ جناب امیرؑ تو یہ فرماتے تھے اور براء اس لُقمہ کو چبا رہا تھا کہ ناگاہ وہ بازو بقُدرت خدا سے گویا ہوا اور عرض کی یا رسولُ اللہ مجھ کو نہ کھائیے گا کیونکہ مجھ میں زہر ملا یا گیا ہے۔ اسی اثنا میں براء سکرات موت میں مبتلا ہو کر گرا اور مر کر ہی اُٹھا تب حضرتؐ نے اس عورت کو بُلوایا جب وہ حاضر ہوئی تو فرمایا تو نے کس لئے ایسا کام کیا عرض کی کہ حضرتؐ نے مجھ پر بڑا ظلم کیا ہے کہ میرے باپ چچا بھائی شوہر اور بیٹے کو قتل کر ڈالا اس لئے میں نے ایسا کیا اور میں اپنے دل میں کہتی تھی کہ اگر بادشاہ ہے تو میں بہت جلد اس سے بدلا لے لونگی اور اگر پیغمبر ہے جیسا کہ وہ دعویٰ کرتا ہے اور فتح مکہ اور نصرتؐ کامیابی کا وعدہ بھی کیا ہے تو اللہ تعالےٰ اس زہر سے اس کو محفوظ رکھیگا اور کچھ ضرر نہ پہنچنے دیگا۔

حضرتؐ نے فرمایا یہ تو سچ کہتی ہے اب تو براء کے مرنے سے مغرور نہ ہو نا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے رسولؐ خدا پر اس کے سبقت کرنے کے سبب اس کا امتحان کیا ہے اور اگر وہ اجازت رسولؐ سے کھاتا تو اس کا شر اور زہر اس سے رفع ہو جاتا پھر حضرتؐ نے اپنے نیک اصحاب میں سے دس شخصوں کو طلب فرمایا کہ منجملہ ان کے سلمانؓ۔ مقدادؓ۔ عمارؓ۔ صہیبؓ۔ ابوذرؓ اور بلالؓ تھے اور علیؑ بھی وہاں موجود تھے حضرتؐ نے سب کو بیٹھنے کا حکم دیا اور وہ حلقہ کر کے بیٹھ گئے۔ پھر حضرتؐ نے اپنا ہاتھ اس بازوئے زہر آلود پر رکھ کر دم کیا۔ اور فرمایا[۱] بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الشَّافِي بِسْمِ اللّٰهِ الْكَافِي بِسْمِ اللّٰهِ الْمُعَافِي بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِي لَا يَضُرُّ مَعَ اِسْمِهٖ شَيْءٌ وَّلَا دَاءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ۔ اس دعا کے بعد حاضرین کو حکم دیا کہ اللہ کا نام لے کر کھانا شروع کرو۔ پھر حضرتؐ نے خود بھی اس میں سے کھایا اور اصحاب نے بھی کھایا یہاں تک کہ سب سیر ہو گئے اسکے کھانے کے بعد سب نے پانی پیا بعد ازاں فرمایا کہ اس عورت کو بند رکھو۔ دوسرے دن جب وہ حضرتؐ کے سامنے حاضر ہوئی تو آپ نے اس سے مخاطب ہو کر فرمایا تو نے دیکھا کہ ان سب نے تیرے سامنے زہر کھایا اور خدا نے اپنے فضل و کرم سے اپنے نبیؐ اور اسکے اصحابؓ سے اسکے شر کو دفع کیا اس نے عرض کی یا رسولؐ اللہ اب تک مجھ کو آپ کی نبوت میں شک تھا مگر اب مجھ کو یقین ہو گیا کہ آپ خدا کے سچے پیغمبر ہیں اور میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا اور کوئی پرستش کے قابل نہیں اور وہ ایک ہے کوئی اس کا شریک نہیں اور آپ اس کے بندے اور پیغمبر ہیں اور اس عورت کا اسلام بہت اچھا ہوا۔

امام زین العابدین علیہ السلام نے اپنے آبائے کرام سے روایت کی ہے کہ جب براء ابن معرور کے جنازے پر رسولؐ خدا کو نماز کے واسطے بلایا گیا تو فرمایا کہ علیؑ ابن ابی طالب کہاں ہیں اصحاب نے

---

[۱] میں شروع کرتا ہوں خدائے رحمٰن و رحیم کے نام سے۔ میں شروع کرتا ہوں خدائے شافی کے نام سے میں شروع کرتا ہوں خدائے کافی کے نام سے میں شروع کرتا ہوں خدائے عافیت دہندہ کے نام سے۔ میں شروع کرتا ہوں اس خدا کے نام سے جس کے نام کے ساتھ کوئی چیز اور کوئی دکھ ضرر نہیں پہنچاتا۔ نہ زمین میں نہ آسمان میں اور وہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔ مترجم عفی عنہ

عرض کی وہ کسی مسلمان کے کام کے لئے قبا کی طرف گئے ہیں یہ سُن کر حضرتؐ بیٹھ گئے اور نماز نہ پڑھی اصحاب نے عرض کی کہ آپ نماز کیوں نہیں پڑھتے فرمایا کہ میرے پروردگار نے مجھ کو حکم دیا ہے کہ میں نماز پڑھنے میں اس قدر تاخیر کروں کہ علیؑ آجائیں اور ان کلمات کو جو اس میت نے رسولِ خدا کے سامنے ان کو کہے ہیں معاف کر دیں تاکہ اللہ تعالیٰ اس زہر سے اسکے مرنے کو اس کا کفارہ ٹھیرائے کسی شخص نے جو براء کی اس گفتگو کے وقت حاضر خدمت تھا عرض کی اسنے تو علیؑ سے مزاح (ہنسی) کیا تھا اور وہ باتیں حقیقی اور واقعی نہ تھیں۔ حضرتؐ نے فرمایا اگر وہ باتیں واقعی ہوتیں تو اللہ تعالیٰ اس (براء) کے تمام اعمال کو حبط کر دیتا اگرچہ وہ تحت سے لے کر عرش تک کے فاصلے کو سونے اور چاندی سے بھر کر راہ خدا میں خیرات کرتا لیکن وہ مزاح تھا اور علیؑ نے اس کو معاف کر دیا ہے مگر میں چاہتا ہوں کہ تم میں سے کوئی شخص یہ گمان نہ کرے کہ علیؑ اس سے ناراض ہیں اس لئے وہ آکر تمہارے سامنے پھر معاف کر دیں اور اس کے لئے خدا سے بخشش طلب کریں تاکہ اسکا قرب و منزلت خدا کے نزدیک اور زیادہ ہو اسی اثناء میں علیؑ وہاں تشریف لائے اور جنازے کے برابر کھڑے ہو کر فرمایا اے براء خدا تجھ پر رحمت کرے کہ تو بہت روزے رکھتا تھا اور بہت نماز گزار تھا اور راہ خدا میں تو نے وفات پائی۔ بعد ازاں جناب رسالتمآبؐ نے فرمایا اگر کوئی مُردہ رسولؐ اللہ کی نماز سے مستغنی ہوتا تو تمہارا یہ رفیق (براء) ہوتا کیونکہ علیؑ نے اس کے حق میں دُعا کی۔ پھر آپ نے کھڑے ہو کر اس کے جنازے پر نماز پڑھی اور دفن کیا جب وہاں سے واپس آکر اسکی تعزیت کے لئے بیٹھے تو فرمایا اے براء کے وارثو اور دوستو تم تعزیت کی نسبت مبارکباد اور تہنیت کے زیادہ مستحق ہو کیونکہ تمہارے صاحب براء کے لئے آسمان اول سے لے کر ساتویں آسمان تک اور کرسی سے لے تا ساق عرش قبّے اور سراپردے لگائے گئے اور ان میں اس کی رُوح کو اُوپر لے گئے پھر اس کو بہشت میں داخل کیا اور بہشت کے تمام خزانچی اس کے استقبال کو نکلے اور سب حُوران جنت نے غرفوں سے سر نکال کر اسکو دیکھا اور ان سب نے اس سے کلام کیا کہ خدا ہی اس کو جانتا اور جانتا ہے اے براء کی رُوح تجھ کو بشارت ہو کہ رسولؐ خدا نے تیری خاطر علیؑ کا انتظار کیا تاکہ وہ آکر تیرے حق میں رحمت اور مغفرت کی دُعا کریں آگاہ ہو کہ حاملانِ عرش نے پروردگار عالم کی طرف سے

ہم کو خبر دی ہے کہ وہ فرماتا ہے اے میرے بندے اور اے میری راہ میں مرنے والے اگر تیرے گناہ سنگریزوں اور خاک کے ذروں اور بارش کے قطروں اور درختوں کے پتوں اور حیوانات کے بالوں اور ان کی نظروں اور سانسوں اور ان کی حرکات وسکنات کی شمار کے برابر بھی ہوتے تو بھی تیرے حق میں علیؑ کے دُعا کرنے کے سبب معاف کر دیتا ۔

پھر حضرتؑ نے حاضرین سے متوجہ ہو کر فرمایا اے بندگان خدا علیؑ کی دُعائے مستحق بنو اور اسکی بددعا سے پرہیز کرو کیونکہ جس کے لئے وہ بددُعا کرینگے وہ ہلاک ہوگا اگرچہ اس کی نیکیاں جملہ مخلوق خدا کی شمار کے برابر ہوں اسی طرح جس کے حق میں وہ دُعا کریں اللہ تعالیٰ اسکو سعادتمند اور شاد کام کریگا اگرچہ اس کے گُناہ تمام مخلوقات کی شمار کے برابر ہوں ۔

بھیڑیے کا حضرتؐ سے ہمکلام ہونا

اور بھیڑیا جو آپؐ سے ہمکلام ہوا اسکا قصہ اس طرح سے ہے کہ جناب رسولِ خداؐ ایک روز بیٹھے تھے یکایک ایک چرواہا حاضر خدمت ہوا کہ ایک عجیب واقعہ کے دیکھنے سے اسکے تمام اعضا لرز رہے تھے جب حضرتؐ نے دُور سے اسکو آتے دیکھا تو اپنے اصحابؓ سے فرمایا کہ یہ شخص جو آ رہا ہے اس کا قصہ عجیب ہے۔ جب وہ نزدیک آیا تو حضرتؐ نے اس سے فرمایا کہو تمہارے خوف کا کیا باعث ہے۔ چرواہے نے جواب دیا۔ ایک بڑے اچنبھے کی بات ہے اور وہ یہ ہے کہ میں اپنی بکریوں میں تھا کہ ایک بھیڑیا آیا اور ایک بچے کو اُٹھا کر لے چلا میں نے گوپھیے میں پتھر رکھ کر اس کو مارا اور بچے کو چھڑا لیا۔ پھر وہ دائیں طرف سے آیا اور ایک اور بچے کو اُٹھا کر لے چلا۔ میں نے پھر ایک پتھر گوپھیے میں رکھ کر اس کو مارا اور بچے کو اس کے ہاتھ سے چھڑا لیا اور دوسری طرف سے آ کر ایک اور بچہ اُٹھا کر لے چلا مگر میں نے پتھر مار کر چھڑا لیا اسی طرح چار دفعہ اس نے کیا آخرکار پانچویں بار اپنی مادہ سمیت آیا اور چاہتا تھا کہ بچے کو اُٹھا لے جائے میں نے بھی اس کو پتھر مارنا چاہا یہ حال دیکھ کر وہ اپنی دُم کے بل بیٹھ گیا اور بولا کہ تجھ کو شرم نہیں آتی کہ مجھ کو اپنے رزق سے منع کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے میرے واسطے مقرر کیا ہے کیا مجھ کو غذا کھانے کی ضرورت نہیں ہے اس بھیڑیے کی یہ بات سُن کر میں نے کہا نہایت تعجب کا مقام ہے کہ یہ بھیڑیا بے زبان ہو کر آدمیوں کی طرح کلام کرتا ہے تب اس بھیڑیے نے مجھ سے کہا اگر تو چاہے تو میں ایسی بات بتاؤں جو

میرے کلام کرنے سے بھی زیادہ تر عجیب ہے۔ حضرت محمدؐ رسولِ رب العالمین و تیھر بلی
زمینوں کے مابین لوگوں کو گزشتہ اور آیندہ کی خبریں دیتے ہیں اور یہود باوجود اس کے
کہ ان کو معلوم ہے کہ وہ حضرتؐ راست گو ہیں اور پروردگار عالمین کی کتابوں میں انکا حال پڑھتے
ہیں کہ وہ حضرتؐ سب سے زیادہ راست گو اور تمام فاضلوں سے زیادہ فاضل ہیں ان کو جھٹلاتے
ہیں اور ان کی نبوت کا انکار کرتے ہیں اور وہ ان دنوں مدینہ منورہ میں تشریف رکھتے ہیں اور
وہ ہر درد کو شفا اور فائدہ دینے والے ہیں۔ اے چرواہے جا اور ان پر ایمان لا۔ تاکہ عذاب خدا
سے نجات پائے اور مسلمان اور ان کا فرمانبردار ہو تاکہ عذاب دردناک کی سختی سے رہائی پائے یہ
سُن کر میں نے اس بھیڑیے سے کہا خدا کی قسم میں تیری باتوں سے سخت حیران ہوں اور مجھے شرم
آتی ہے کہ تجھ کو اس بکری کے کھانے سے منع کیا۔ اب یہ بکریاں موجود ہیں جس کو تیرا جی چاہیے
کھالے میں تجھ کو منع نہیں کرتا۔ بھیڑیا بولا۔ اے بندۂ خُدا خدا کا شکر کر کہ اللہ تعالیٰ نے تجھ کو
ان بندوں میں سے کیا جو آیات الٰہی کو دیکھ کر عبرت پکڑتے ہیں اور اس کے امر کی پیروی
کرتے ہیں لیکن بدترین اشقیا وہ شخص ہے جو آیات محمدؐ کو ان کے بھائی علیؑ ابن ابی طالب کی
حقیقت کے بارے میں اور ان فضائل کو جو وہ خدا کی طرف سے پہنچاتے ہیں مشاہدہ کرتا ہے
اور ان کے وفور علم کو جس میں کوئی بھی ان کا ہمسر نہیں ہے اور ان کی شجاعت کو جس میں کوئی
ان کا ہم پلہ نہیں ہے اور ان کی یاوریٔ اسلام کو کہ ان کے برابر اس میں کسی نے حصّہ نہیں لیا
دیکھتا ہے اور باوجود ان سب امور کے یہ بھی دیکھتا ہے کہ رسولؐ خدا ان سے اور ان کے دوستوں
سے دوستی کرنے اور ان کے دشمنوں سے دشمنی رکھنے اور بیزار ہونے کا حُکم دیتے ہیں اور اسکو
اس امر سے مطلع کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے مخالف کے کسی عمل کو قبول نہ کریگا اگرچہ وہ کتنا ہی
بزرگ و برتر کیوں نہ ہو اور پھر بھی وہ شخص باوجود اس کے ان کی مخالفت اختیار کرے اور
ان کے حق کا منکر ہو اور ان پر ظلم کرے اور ان کے دشمنوں کو دوست رکھے اور ان کے
دوستوں سے دشمنی کرے اور یہ امر تیرا مجھ کو اپنی بکریوں کے کھانے سے منع کرنے کی نسبت
بہت ہی عجیب ہے۔ چرواہا کہتا ہے کہ میں نے بھیڑیے سے کہا کیا ایسا بھی وقوع میں آئیگا
اس نے جواب دیا کہ ہاں بلکہ اس سے بھی بڑھ کر عنقریب ان کو اور ان کے فرزندوں کو

بے گناہ قتل کرینگے اور اُن کے اہل حرم کو قید کریں گے اور باوجود اس فعل شنیع کے مسلمانی کا دعویٰ کرینگے اور یہ امر سب امروں سے عجیب تر ہے اس لئے حق تعالیٰ نے مقرر کیا ہے کہ ہم تمام بھیڑیے آتش جہنم میں ان لوگونکو پھاڑ پھاڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کرینگے ورانکا عذاب ہمارے سرور اور لذت کا باعث ہوگا اور ان کے غم والم سے ہم شاد اور فرخناک ہونگے۔ تب میں نے کہا کہ اگر بعض بکریاں جو میرے پاس اور لوگوں کی امانت ہیں موجود نہ ہوتیں تو میں ان کو چھوڑ کر آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوتا اور ان کی قدمبوسی سے مشرف ہوتا بھیڑیا بولا تو آنحضرتؐ کی خدمت میں جا اور بکریاں میرے حوالے کرجا کہ تیری طرف سے میں ان کو چراؤنگا۔ میں نے اُس سے کہا مجھے تیری امانت داری پر کیونکر اعتماد ہو اس نے جواب دیا کہ جس خدا نے مجھ کو تیری ہدایت کے لئے بولنے کی طاقت عنایت فرمائی وہی مجھ کو امانت داری کی قوت عطا کریگا۔ کیا تو حضرت محمدؐ پر ایمان نہیں لایا اور جو آنحضرتؐ نے اپنے بھائی علیؑ کے بارے میں خبر دی ہے اس میں ان کا فرمانبردار اور مطیع نہیں ہوا اب تو جا کہ میں تیری جگہ رکھوالی کرونگا اور خدا اور اس کے ملائکہ مقربین میری حفاظت کرینگے کیونکہ میں علیؑ ولی خدا کے دوست کا خادم ہوں۔ الغرض میں نے اپنی بکریاں اس بھیڑیے اور بھیڑنی کے حوالے کیں اور آپ کی طرف روانہ ہوا۔

اسوقت جناب رسالتمآبؐ نے اپنے اصحاب کی طرف نگاہ کی اور ملاحظہ فرمایا کہ بعض تو اس واقعہ کو راست اور درست جان کر خوش ہورہے ہیں اور بعض نے اس کو جھوٹ سمجھا ہے اور ان کو اس کی صحت میں شک ہے اس لئے ترش رو ہورہے ہیں۔ اور منافق پوشیدہ طور پر باہم ذکر کرنے لگے کہ محمدؐ نے اس مرد سے پہلے سے یہ صلاح کر رکھی تھی تاکہ ضعیفوں اور جاہلوں کو اپنے دام فریب میں پھنسائے۔ جب آنحضرتؐ وحی کے ذریعہ ان منافقوں کی اس بات پر مطلع ہوئے تو مسکرا کر فرمایا اگر تم لوگونکو اس چرواہے کی گفتگو میں شک ہے تو ہو مگر مجھے تو یقین ہے کہ وہ سچ کہتا ہے اور اسکی بات کا اس شخص نے بھی یقین کرلیا ہے جو عالم ارواح میں عرش خداوند جبار کے اعلےٰ مقام میں میرے ہمراہ تھا اور دارالقرار (بہشت) میں بھی زندگانی کی نہروں میں میرے ساتھ پھرے گا اور بہشت کی طرف نیکوں کے لیجانے میں میرا پیرو

ہوگا اور اصلاب طاہرہ اور ارحام طیبہ میں اسکا نور میرے نور کے ساتھ تھا اور مدارج ترقیات وفضل میں میرے ساتھ ساتھ چلتا ہے اور علم حلم اور عقل کے جو خلعت مجھ کو پہنائے گئے ہیں وہی اس کو پہنائے گئے ہیں اور میرا بھائی ہے جو کہ مجھ سے اسوقت جُدا ہوا جبکہ میرا نور پشت عبداللہ میں منتقل ہوا اور اس کا نور صلب ابوطالبؑ میں گیا اور محامد و مناقب کے حاصل کرنے میں میرا ہمسر اور عدیل ہے یعنی علیؑ ابن ابی طالب جو صدیق اکبر اور ساقی حوض کوثر ہے اور فاروق اعظم اور سید اکرم ہے۔ اور اس کی محبت اور عداوت حلال زادے اور حرام زادے کی علامت ہے اور اس کی ولایت اور مودت مومنوں کے لئے ذخیرہ اور توشہ ہے وہ میرے دین کا ستون اور باعث قیام ہے اور میرے علوم کا زیادہ تر جاننے والا اور لڑائی میں سبقت کرنے والا ہے اور میرے دشمنوں کے مقابلے میں شیر دلیر اور اسد قمقام ہے جو سب سے پہلے ایمان لایا اور رضاء خداوند رحمان میں سب سے بڑھا ہوا ہے اور سرکشوں اور نافرمانوں کی بیخ کنی کرنے میں سب سے منفرد ہے اور اپنی روشن اور شافی دلیلوں سے اہل بہتان کے عذرات کو قطع کرنے والا ہے میں اور وہ شخص اس چرواہے کے کلام کی تصدیق کرتے ہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے میرے کان اور آنکھ اور ہاتھ کی مانند قرار دیا ہے اور میرا یار اور معین و مددگار مقرر فرمایا ہے جب وہ میرا موافق ہو تو اور لوگوں کے ساتھ چھوڑنے اور ترک امداد کرنے سے مجھ کو کچھ اندیشہ نہیں ہے اور جب وہ میری یاوری کرے تو اوروں کے منحرف ہونے سے میں غمگین نہیں ہوتا میں اور وہ شخص اس چرواہے کے کلام کی تصدیق کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ بہشت کو اس سے اور اسکے دوستوں سے زینت دیگا اور جہنم کو اس کے دشمنوں سے پُر کریگا میری اُمت کے کسی فرد بشر کو اس کی ہمسری اور برابری جائز نہیں ہے جبکہ یہ خوش اور کُشادہ رو ہو تو مجھ کو اوروں کی تُرش روئی اور ناک بھوں چڑھانے کی ذرا پروا نہیں ہے اور جب وہ مجھ سے خالص محبت کرتا ہو تو اوروں کی روگردانی سے مجھ کو کچھ خوف نہیں یہ وہ علیؑ ابن ابی طالب ہے کہ اگر تمام اہل زمین و آسمان کافر ہو جائیں تو بھی اللہ تعالیٰ اس اکیلے ہی سے اس دین کی مدد کریگا اگر تمام خلق خدا اس کی دشمن ہو جائے تو وہ تن تنہا ان کے مقابلے میں کھڑا ہوگا اور اپنی جان کو دین رب العالمین کی مدد کرنے اور راہ ابلیس کے باطل کرنے میں کھپا دیگا ۔

بعدازاں ارشاد فرمایا کہ اس چرواہے کا شاہد کچھ دُور نہیں ہے آؤ گلے میں جاکر ان دونو بھیڑیوں کو دیکھیں اگر انہوں نے ہم سے باتیں کیں اور ہم نے ان کو گلّہ چراتے دیکھا تو اس کی تصدیق ہوجائیگی ورنہ ہم اپنی پہلی بات پر قائم رہیں گے۔ الغرض جناب رسولؐ خدا گروہ مہاجرین وانصار سمیت اس گلّے کی طرف روانہ ہوئے جب دُور سے وہ گلّہ نظر آیا تو چرواہے نے عرض کی یہ میرا گلّہ ہے منافق بولے وہ بھیڑئے کہاں ہیں جب قریب پہنچے تو دیکھا کہ وہ دونو بھیڑئے ریوڑ کے گرد پھرتے ہیں اور جو بکری الگ ہوجاتی ہے اسے ہانک کر گلّے میں ملا دیتے ہیں۔ تب حضرتؐ نے فرمایا اگر تم چاہو تو میں ظاہر کردوں کہ اس بھیڑئے کی کلام کرنے سے سوائے میرے اور کچھ غرض نہ تھی صحابہ نے عرض کی یارسولؐ اللہ ہاں (ظاہر فرمائیے) فرمایا تم میرے گرد حلقہ کرلو تاکہ یہ بھیڑئے مجھ کو نہ دیکھیں صحابہ نے حضرتؐ کے گرد احاطہ کرلیا اس وقت آپ نے چرواہے سے فرمایا تُو اس بھیڑئے سے جاکر کہہ جس محمدؐ کا تُونے مجھ سے ذکر کیا تھا وہ ان میں سے کونسا ہے غرض بھیڑیا وہاں آیا اور ایک شخص کے پاس آتا تھا اور اس سے الگ ہوکر دوسرے کے پاس جاتا تھا پھر اس سے جدا ہوکر تیسرے کے پاس پہنچتا تھا اسی طرح رفتہ رفتہ ان کے بیچ میں داخل ہوا اور اپنی مادہ سمیت رسولؐ خدا کے پاس پہنچا اور دونو قدرتِ خدا سے بولے ہمارا سلام ہو آپ پر اے رسولؐ رب العالمین اور اے بہترین جمیع مخلوقات اور اپنے رُخساروں کو خاک پر رکھ کر حضرتؐ کے سامنے لوٹنے لگے اور بولے ہم لوگوں کو حضرتؐ کی طرف دعوت کرتے ہیں اور ہمیں نے اس چرواہے کو آپ کی طرف بھیجا ہے اور آپکی خبر اس کو پہنچائی ہے تب حضرتؐ اپنے ہمراہ والے منافقوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اب کافروں اور منافقوں کو عذر وحیلہ کی گنجائش نہیں رہی۔ بعدازاں فرمایا اس چرواہے کی ایک بات تو (یعنی میری پیغمبری کی بابت) سچ نکلی اب اگر چاہو تو دوسری بات (یعنی اور باب علیؑ) میں بھی اس کی راست گوئی کی تصدیق کردوں صحابہ نے عرض کی کہ یارسولؐ اللہ ہاں۔ فرمایا ہم سب علیؑ کے گرد حلقہ کرلو جب صحابہ نے ان کو حلقہ میں لے لیا حضرتؐ نے ان بھیڑیوں سے مخاطب ہوکر فرمایا جس طرح تم نے میری طرف اشارہ کیا اور ان لوگوں کو میرا نشان دیا اسی طرح علیؑ کا بھی نشان دو تاکہ یہ لوگ جان لیں کہ جو کچھ تم نے اس کی شان میں بیان کیا ہے حق ہے

یہ ارشاد سُن کر بھیڑئے آگے بڑھے اور لوگوں کے چہروں اور پاؤں میں غور اور تامل کرکے دیکھتے تھے اور چھوڑتے جاتے تھے یہانتک کہ علیؑ کے پاس پہنچے جب ان کو دیکھا تو اپنے رُخساروں کو خاک پر رکھ کر اُنکے سامنے لوٹنے لگے اور پکارے ہمارا سلام ہو آپ پر اے معدنِ کرم وسخا۔ اور محلِ تعقل وذکا اور عالم صحف اُولٰی اور وصیِ مصطفےٰ اور سلام ہو آپ پر اے وہ شخص کہ خدا نے آپکے دوستوں کو سعادتمند کیا ہے اور آپ کے دشمنوں کو شقی ابدی قرار دیا ہے اور آپ کو حضرت محمدؐ کی آل اور اہلبیتؑ کا سردار بنایا ہے۔ سلام ہو آپ پر اے وہ شخص کہ اگر سب اہل زمین اہل آسمان کی طرح آپ کو دوست رکھتے تو وہ نیک اور برگزیدہ ہو جاتے اور اے وہ شخص کہ اگر کوئی عرش اور فرش کے مابین کی اشیاء کو راہ خدا میں صرف کرے اور آپ کا ذرا سا بُغض دل میں رکھتا ہو تو اس کو سوائے عذاب نار اور غضب جبار کے اور کچھ عوض دملے۔ یہ دیکھ کر اصحاب نہایت متعجب ہوئے اور کہنے لگے کہ ہم نہ جانتے تھے کہ حیوانات بھی علیؑ کے ایسے محب اور فرمانبردار ہیں حضرتؐ نے فرمایا کہ تم صرف ایک ہی حیوان کی فرمانبرداری دیکھ کر متعجب ہوتے ہو اگر تمام حیوانات بری وبحری اور ملائکہ زمین و آسمان اور فرشتگان حجاب وکرسی وعرش اعظم کے نزدیک ان کی قدر ومنزلت کو دیکھو تو نہ معلوم تمہارا کیا حال ہو خدا کی قسم میں نے آسمان پر سدرۃ المنتہیٰ کے نزدیک علیؑ کی صورت دیکھی ہے کہ خدا نے فرشتوں کے ان کے دیدار کا نہایت مشتاق ہونے کے سبب اسکو خلق فرمایا ہے اور میں نے دیکھا ہے کہ فرشتے اس صورت کے آگے اس قدر عجز وانکسار کرتے ہیں جو یہاں ان دو بھیڑیوں کے ان کے سامنے تواضع اور عاجزی کرنے سے بہت بڑھ کر ہے اور فرشتے اور تمام اہل عقل ان کے سامنے کیونکر تواضع اور عاجزی نہ کریں جبکہ اللہ جل جلالہ نے اپنی ذات پاک کی قسم کھا کر فرمایا ہے کہ جو کوئی علیؑ کے سامنے بال برابر بھی فروتنی اور تواضع کریگا میں بہشت بریں میں لاکھ برس کی راہ کے برابر اس کے درجات بلند کرونگا اور یہ تواضع جو تم نے اسوقت دیکھی ان کی اس قدر ومنزلت کے نزدیک جو تم کو بتائی جاتی ہے بہت ہی کم ہے۔

اور رسولِ خدا کے لئے چوب خرما کے گریہ کرنے کا قصہ اس طرح پر ہے کہ آنحضرتؐ مدینہ منورہ میں جب خطبہ فرمایا کرتے تھے تو کھجور کے ایک ستون سے جو مسجد میں تھا پیٹھ لگایا کرتے تھے صحابہ نے

عرض کی کہ یا رسولؐ اللہ لوگوں کی کثرت ہو گئی ہے اور وہ چاہتے ہیں کہ خطبہ بیان فرماتے وقت آپکی طرف دیکھیں اگر اجازت ہو تو ہم چند پایوں کا ایک منبر بنوالیں اور آپ اُس پر تشریف لے جا کر خطبہ فرمایا کریں تا کہ سب لوگ آپ کو دیکھ سکیں حضرتؐ نے ان کو اجازت دی اور منبر تیار ہو گیا جب جمعہ کا دن آیا اور حضرتؐ مسجد میں تشریف لائے اور اس ستون کے پاس سے گزر کر منبر پر تشریف لے گئے وہ چوب خرما آنحضرتؐ کی مفارقت میں رونے لگا جیسے وہ عورت رویا کرتی ہے جس کا بچہ مر جاتا ہے اور اس طرح چیخنے لگا جس طرح عورت جننے کے وقت درد سے بیتاب ہو کر دھاڑیں مارا کرتی ہے یہاں تک کہ اسکی گریہ وزاری سے تمام اہل مسجد رونے لگے اور بیتاب ہو کر فریاد کرنے لگے جب آنحضرتؐ نے یہ حالت دیکھی منبر سے اُترے اور اس ستون کو بغل میں لیا اور اپنا دست شفقت اس پر پھیرا اور فرمایا کہ رسولؐ خدا نے تیری ذلت واستخفاف عزت کے لئے تجھ کو ترک نہیں کیا بلکہ مقصود یہ ہے کہ بندگان خدا کی مصلحت کامل طور پر سرانجام پائے اور تیری عزت وجلالت کسی طرح برطرف نہیں ہو سکتی کیونکہ تو ایک عرصے تک رسولؐ خدا کا تکیہ گاہ رہا ہے آخر کار وہ ستون خاموش ہوا اور حضرتؐ پھر منبر پر تشریف لے گئے اور فرمایا اے گروہ مسلمین دیکھو یہ ستون رسولؐ رب العالمین کی مفارقت سے روتا ہے اور اسکی جدائی سے محزون ہوتا ہے اور بندگان خدا میں بہت سے لوگ ایسے ہیں جو اپنے نفسوں پر ظلم کرتے ہیں۔ اور رسولؐ خدا کی نزدیکی یا دُوری کی ان کو ذرا بھی پروا نہیں اگر میں اس ستون کو اپنی بغل میں نہ لیتا اور اپنا ہاتھ اُس پر نہ پھیرتا تو قیامت تک بھی یہ خاموش نہ ہوتا اور برابر روتا رہتا اور خدا کے بندوں اور کنیزوں میں بعض ایسے ہیں جو رسولؐ خدا محمدؐ اور ولیؑ خدا علیؑ کی جدائی سے اس ستون کی طرح گریاں ہوتے ہیں اور مومن کے لئے یہی بات کافی ہے کہ اسکا دل محمدؐ و علیؑ اور انکی آل اطہار کی محبت سے وابستہ ہو تم نے دیکھا کہ مفارقت رسولؐ خدا میں یہ ستون چوبی کس طرح نالہ وزاری کرتا تھا اور جب محمدؐ نے اسکو اپنی بغل میں لیا تو کیسا خاموش ہو گیا اصحاب نے عرض کی کہ یا رسولؐ اللہ بیشک۔ فرمایا مجھ کو قسم ہے اُس خدا کی جس نے مجھے سچا پیغمبر کر کے اپنی خلقت کی طرف بھیجا ہے۔ بہشت کے خزانچیوں اور حور وغلمان اور اسکے محلوں اور باغوں اور منزلوں کا اشتیاق وزاری محمدؐ اور اس کی آلؑ اطہار کے دوستداروں اور ان کے دشمنوں سے بیزار ہونے والوں کی طرف

رسولِ خدا کی طرف اس ستون کے اشتیاق وزاری سے کہیں بڑھ کر ہے اور جو چیز انکی گریہ وزاری کو تسکین دیتی ہے وہ ہمارے شیعوں کا محمدؐ اور اس کی آلِ اطہار پر درود بھیجنا ہے یا نمازہائے نافلہ جو وہ ادا کرتے ہیں یا روزے جو وہ رکھتے ہیں۔ یا صدقات جو وہ دیتے ہیں اور سب سے زیادہ تر تسکین ان کو اس وقت ہوتی ہے جب وہ سُنتے ہیں کہ شیعہ مومنین نے اپنے برادرانِ ایمانی سے کسی طرح کا احسان کیا یا مصیبت میں ان کی امداد کی جب یہ خبریں ان کو پہنچتی ہیں تو آپس میں کہتے ہیں تم جلدی مت کرو کہ تمہارے صاحب نے آنے میں اس لئے دیر لگائی ہے کہ اپنے مومن بھائیوں سے نیکی کرنے کے سبب اسکے درجات بہشت بریں میں اور زیادہ ہوں اور مفارقتِ مومنین کے غم میں سب سے زیادہ تسلّی ان کو اس بات سے ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ ساکنان وخازنانِ جنت اور حُوران وغلمان بہشت کو خبر دیتا ہے کہ شیعہ جو تمہارے مالک ہیں دشمنوں اور ناصبیوں کے پنجے میں گرفتار ہیں اور ان کے ہاتھ سے بڑی بڑی تکلیفیں اور سختیاں برداشت کر رہے ہیں اور ان کے ساتھ تقیہ سے گزارہ کر رہے ہیں اور ان کی سختیوں پر صبر کرتے ہیں یہ بات سُن کر وہ کہتے ہیں ہم بھی ان کی مفارقت میں صبر کرتے ہیں جس طرح وہ اپنے پیشواؤں اور بزرگوں کے حق میں مکروہ اور نازیبا باتیں سُن کر صبر کرتے ہیں اور اپنے غصّہ کو دبا لیتے ہیں اور اظہارِ حق سے سکوت کرتے ہیں جب ظالموں کے ظلم وستم کو دیکھتے ہیں اور انکے دفع کرنے کی قدرت اپنے آپ میں نہیں پاتے ہیں اسوقت ہمارا پروردگار ان کو ندا کرتا ہے اے میرے بہشت کے رہنے والو اے میری رحمت کے خزینہ دار و میں نے تمہارے شوہروں اور آقاؤں اور یاروں کے تمہاری طرف آنے میں بُخل کے سبب تاخیر نہیں کی ہے بلکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ اپنے مومن بھائیوں سے نیکیاں کرکے اور بیچاروں کی فریادرسی اور مظلوموں کی دادرسی کرکے اور فاسقوں اور کافروں سے تقیہ پر صبر کرکے میری کرامت اور رحمت کے حصّہ کو اپنے لئے کامل اور پورا کرلیں اسلئے جب وہ ان اعمالِ حسنہ کے سبب میری بزرگ کرامتوں کے مستحق ہو جائینگے اسوقت ان کو بہت اچھی حالت میں تمہاری طرف منتقل کرونگا پس تم کو خوشخبری ہو۔ جب یہ آواز ان کو سُنائی دیتی ہے تو ان کی نالہ وزاری موقوف ہو جاتی ہے +

اور جن یہودیوں نے حضرتؐ کو زہر سے قتل کرنے کا ارادہ کیا تھا ان پر اس زہر کے پلٹنے

یہودیوں کا حضرتؐ کو زہر سے ہلاک کرنے کا ارادہ کرنا اور خود ہی ضرر اٹھانا

اور اللہ تعالیٰ کے ان یہودیوں کو اس زہر سے ہلاک کرنے کی حکایت اس طرح پر ہے کہ جب جناب سولخدا نے مدینہ منورہ میں دین اسلام کو ظاہر کیا تو عبداللہ ابن اُبے کو آنحضرتؐ سے نہایت حسد پیدا ہوا۔ اسلئے اسنے یہ تدبیر کی کہ اپنے گھر میں ایک گڑھا کھودے اور اسکی تہ میں زہر میں بجھائے ہوئے نیزے اور چھُریاں نصب کرے اور اسکے مُنہ پر ایک فرش بچھائے اور اس فرش کے ایک کنارے کو دیوار سے باندھدے تاکہ جب سولخدا اور علیؑ اپنے خاص اصحاب سمیت یہاں آئیں اور آنحضرتؐ اس فرش پر پاؤں رکھیں اس گڑھے میں جا پڑیں چنانچہ اسنے ایسا ہی انتظام کیا۔ اور کچھ آدمیوں کو ننگی تلواریں دے کر گھر کے حجروں میں پوشیدہ کر دیا "تاکہ جب آنحضرتؐ اس گڑھے میں گر پڑیں یہ باہر نکلیں اور علیؑ اور اصحاب خاص کو جو آپکے ہمراہ ہوں قتل کر ڈالیں اور دوسری تجویز یہ کی کہ کچھ کھانا زہر ملا کر پکوایا "تاکہ اگر پہلی تجویز کارگر نہ ہو اور وہ اس فرش پر بیٹھنا منظور نہ کریں تو سب کے سب یہ کھانا کھا کر ہلاک ہوں ❊

جب یہ تجویزیں عمل میں لاچکا تو آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپکو مع اصحاب دعوت میں تشریف لے جانے کی درخواست کی اسوقت جبرئیل امینؑ نازل ہوئے اور اسکی تمام تجویزیں حضرتؐ کے سامنے ظاہر کیں اور عرض کی اللہ تعالیٰ آپ کو امر فرماتا ہے کہ جہاں وہ عبداللہ ابن اُبے کہے بیٹھیں اور جو کھانا پیش کرے اس کو کھائیں تاکہ تمہاری نشانیاں اور معجزے ظاہر ہوں اور جن لوگوں نے تمہارے قتل کی تجویز کی ہے ان میں سے بہت سے ہلاک ہوں۔ الغرض رسولخدا علیؑ اور صحابہ سمیت اُس منافق کے گھر تشریف لے گئے اور اس فرش پر رونق افروز ہوئے اور صحابہ آپکے گرد بیٹھ گئے اور قدرت خدا سے اس گڑھے میں گرنے سے محفوظ رہے یہ حال دیکھ کر عبداللہ ابن اُبے نہایت متعجب ہوا اور اس نے دیکھا کہ اس فرش کے نیچے زمین برابر اور ہموار ہو گئی ہے پھر وہ زہر ملا ہوا کھانا آنحضرتؐ اور علیؑ اور صحابہ کے سامنے رکھا۔ جب سولخدا نے کھانے کا ارادہ کیا تو اپنا ہاتھ اس کھانے پر رکھ کر جناب امیرؑ سے ارشاد فرمایا کہ اس تعویذ نافع کو اس پر پڑھو حضرتؑ نے اس کو تلاوت کیا اور وہ یہ ہے بِسْمِ اللّٰهِ الشَّافِي بِسْمِ اللّٰهِ الْكَافِي بِسْمِ اللّٰهِ الْمُعَافِي بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِي لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهِ شَيْءٌ وَلَا دَاءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝ بعد ازاں آنحضرتؐ اور امیرالمومنین اور دیگر

صحابہ نے جو حضرتؐ کے ہمراہ تھے اس کھانے کو کھایا یہانتک کہ سب سیر ہو گئے اور وہاں سے بخیریت واپس آئے۔

جب عبداللہ ابن اُبے کے مصاحبوں اور خواصوں نے دیکھا کہ اسکے کھانے سے آنحضرتؐ اور انکے صحابہ کو کچھ ضرر نہیں پہنچا تو گمان کیا کہ وہ زہر ملانا بھول گیا یہ سمجھ کر انہوں نے وہ بچا ہوا کھانا زہر مار کیا اور عبداللہ ابن اُبے کی لڑکی نے جس کے ہاتھ سے اکثر یہ تجویزیں عمل میں آتی تھیں جب دیکھا کہ اس گڑھے کا منہ بند ہو گیا اور زمین کی طرح سخت ہو گیا ہے تو آ کر اس فرش پر بیٹھ گئی جب وہ بیٹھ چکی تو اللہ تعالیٰ نے اس گڑھے کو اصلی حالت پر پلٹ دیا اور وہ ملعونہ اس میں گر کر ہلاک ہوئی اور فریاد و واویلا کی صدائیں اس گھر سے بلند ہوئیں عبداللہ ابن اُبے نے اپنے گھر والوں کو تاکید کی کہ خبردار یہ نہ کہنا کہ وہ گڑھے میں گر کر مری ہے ورنہ ہماری رُسوائی ہوگی اور محمدؐ کو معلوم ہو جائیگا کہ ہم نے اسکے مارنے کے لئے یہ تجویز کی تھی غرض وہ روتے تھے اور کہتے تھے کہ عروس مر گئی جسکے ولیمہ کی تقریب میں حضرتؐ کی دعوت کی تھی اور جن لوگوں نے وہ بچا کھچا کھانا کھایا تھا سب کے سب مر گئے۔

جب عبداللہ ابن اُبے حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضرتؐ نے اس سے اس لڑکی اور ان لوگوں کے مرنے کا سبب دریافت کیا اس نے عرض کی کہ لڑکی تو کوٹھی سے گر پڑی اور ان لوگوں نے کھانا بہت کھایا اور امتلا کے باعث ہلاک ہوئے۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ خدا بہتر جانتا ہے کہ وہ کس سبب سے ہلاک ہوئے ہیں اور اصل حقیقت کو نہ جتلایا اور خاموش ہو رہے۔

امام زین العابدین علی ابن حسین علیہما السلام نے فرمایا ہے کہ ایسا ہی واقعہ علیؑ ابن ابی طالب کو جد ابن قیس کے ساتھ پیش آیا ہے اور وہ نفاق میں عبداللہ ابن اُبے کا پیرو تھا جس طرح علیؑ ابن ابی طالب کمال و جمال میں رسول اللہؐ کے پیرو تھے جد ابن قیس نے اس واقعہ کے بعد جس میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرتؐ کو انکے اصحاب سمیت سلامت رکھا اور اس بلا کو عبداللہ ابن اُبے پر پھیر دیا عبداللہ ابن اُبے سے خلوت میں ملاقات کی عبداللہ نے اس سے کہا کہ محمدؐ جادو میں بڑا ماہر ہے اور علیؑ اس جیسا نہیں ہے اے جد تو علیؑ کی دعوت کر اور اپنے باغ کی دیوار کی بنیادیں کھود اور کچھ آدمیوں کو دیوار کے پیچھے کھڑا کر دے کہ وہ لکڑیاں لگائے سہارے دیوار کو تھامے رہیں اور جب علیؑ اپنے اصحاب سمیت کھانے میں مصروف ہوں تو اس دیوار کو ان پر گرا دیں تاکہ وہ سب اسکے نیچے دب کر مر جائیں۔ چنانچہ

اس شقی ازلی نے ایسا ہی کیا۔ جب جناب امیرؑ اس دیوار کے نیچے جلوہ افروز ہوئے تو بائیں ہاتھ سے اس دیوار کو تھام لیا اور گرنے سے رکے رہے جب کھانا سامنے رکھا گیا تو ہمراہیوں سے فرمایا بسم اللہ کر کے کھانا شروع کرو۔ اور آپ بھی ان کے ساتھ کھانے لگے یہاں تک کہ سب کھا کر فارغ ہو گئے اور آپ بائیں ہاتھ سے برابر دیوار کو تھامے رہے اور وہ دیوار تیس ۳۰ گز لمبی اور پندرہ گز اونچی اور دو گز آثار میں تھی حضرتؑ کے اصحاب کھاتے وقت کہنے لگے آپ اس کو تھامے ہیں اور کھانا کھاتے ہیں آپ کو اس دیوار کے ہم پر سے ہٹانے میں بڑی تکلیف ہو رہی ہے حضرتؑ نے فرمایا مجھے یہ دیوار اپنے بائیں ہاتھ میں دائیں ہاتھ کے اس لقمہ سے بھی ہلکی معلوم ہوتی ہے اور جد ابن قیس ڈر کے مارے وہاں سے بھاگ گیا کہ علیؑ اور اس کے اصحاب دیوار کے تلے دب کر مر جائینگے اور آنحضرتؐ ان کا عوض لینے کے لئے مجھ کو طلب کرینگے اور عبداللہ ابن ابی کے ہاں جا کر چھپ رہا آخر کار ان کو خبر پہنچی کہ علیؑ نے دیوار کو اپنے بائیں ہاتھ سے تھام رکھا ہے اور دائیں ہاتھ سے اپنے اصحاب کے ہمراہ کھانا تناول فرما رہے ہیں اور دیوار کے نیچے نہیں دبے یہ بات سن کر ابو الشرور اور ابو الدواہی جو در اصل اس تجویز کے بانی مبانی تھے بولے علیؑ محمدؐ کے جادو سے خوب ماہر ہو گئے ہیں ہم اس پر کسی طرح قابو نہیں پا سکتے الغرض جب لوگ کھانا کھا چکے تو علیؑ نے بائیں ہاتھ سے سہارا دے کر اس دیوار کو سیدھا کھڑا کر دیا اور اسکے شگافوں اور دراڑوں کو درست کر دیا اور اپنے ہمراہیوں سمیت وہاں سے چلے آئے۔ جب رسولؐ خدا نے ان کو دیکھا تو فرمایا اے ابو الحسنؑ تم آج دیوار کے درست کرنے میں بھائی خضرؑ کے مشابہ ہو گئے کہ انہوں نے بھی ایک دیوار کو درست کیا تھا اور اللہ تعالے نے اس امر کو ان کے واسطے ہم اہلبیتؑ کی دعا سے سہل کیا تھا ۔

حضرت علیؑ کی دعا سے تھوڑا کھانا بہت ہو گیا

اور اللہ تعالیٰ نے تھوڑے سے کھانے کو جو حضرت محمدؐ کی خاطر سے بہت سا کیا ہے اس کا قصہ اس طرح پر ہے کہ ایک دن آنحضرتؐ اپنے اصحاب سمیت بیٹھے ہوئے تھے اور بہت سے نیکو کار مہاجر و انصار بھی وہاں حاضر تھے کہ ناگاہ حضرتؐ نے فرمایا کہ میرا جی حریرے کو چاہتا ہے جو گھی اور شہد سے تیار کیا گیا ہو جناب امیرؑ نے عرض کی کہ میرا دل بھی اسی چیز کو چاہتا ہے جس کی آنحضرتؐ نے خواہش کی ہے۔ پھر حضرتؐ نے ابو الفضل سے پوچھا تم کیا چاہتے ہو عرض کی کہ برہ گوسفند کا بھنا ہوا پہلو اور ابو الشرور اور ابو الدواہی سے دریافت کیا تم کس چیز کی خواہش رکھتے ہو عرض کی کہ بھنے کا

بھنا ہوا سینہ پھر حضرتؐ نے حاضرین سے مخاطب ہو کر فرمایا کو نسا مومن آج رسولؐ خدا اور اسکے اصحاب کی ضیافت کریگا اور ان کی خواہشوں کے مطابق ان کو کھانا کھلائیگا۔ یہ سن کر عبداللہ ابن اُبے نے دل میں سوچا کہ آج موقع ہے کہ محمدؐ اور اس کے اصحاب سے کچھ مکر کروں اور ان کو قتل کر ڈالوں اور دُنیا کو اس کے شر سے نجات دوں یہ سوچ کر اُٹھا اور عرض کی یا رسولؐ اللہ میں آپ کی ضیافت کرتا ہوں میرے پاس گیہوں اور گھی حریرے کے لئے موجود ہے اور برہ بھی ہے اس کو بریاں کروں گا حضرتؐ نے ارشاد فرمایا منظور ہے الغرض عبداللہ ابن اُبے اپنے گھر گیا اور اس حریرے اور برہ بریاں میں بہت سا زہر ملایا پھر حاضر خدمت ہو کر عرض کی تشریف لے چلئے کھانا تیار ہے حضرتؐ نے فرمایا کس کس کو ہمراہ لے چلوں۔ عبداللہ نے عرض کی کہ آپ اور علیؑ اور سلمانؓ اور ابوذرؓ اور مقدادؓ اور عمارؓ چلیں حضرتؐ نے ابوالشرور اور ابوالدواہی اور ابوالملاہی اور ابوالنکث کی طرف اشارہ کرکے فرمایا یہ لوگ چلیں اس نے عرض کی کہ نہیں اور اسکے اس انکار کا باعث یہ تھا کہ یہ سب نفاق میں اسکے ساتھ شریک تھے حضرتؐ نے فرمایا میں ان سب اور ان مہاجرین و انصار کی شمولیت کے بغیر کھانا نہ کھاؤنگا اس نے عرض کی کہ یا رسولؐ اللہ کھانا بہت کم ہے چار پانچ آدمیوں سے زیادہ کے لئے کافی نہ ہوگا فرمایا اے عبداللہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰؑ پر ایک خوان نازل کیا تھا کہ اس میں چند مچھلیاں اور چند روٹیاں تھیں اور پھر اس میں اتنی برکت دی کہ چار ہزار سات سو آدمی اس کو کھا کر سیر ہو گئے۔ عبداللہ نے عرض کی کہ خیر آپ کو اختیار ہے حضرتؐ نے آواز دی اے گروہ مہاجرین و انصار عبداللہ ابن اُبے کے ہاں کھانا کھانے چلو غرض سات ہزار آٹھ سو آدمی صحابہ میں سے آنحضرتؐ کے ہمراہ اس منافق کے گھر کی طرف روانہ ہوئے عبداللہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا اب کیا تدبیر کریں ہم تو صرف محمدؐ اور اس کے چند اصحاب خاص کو قتل کرنا چاہتے ہیں اور سب کے مارنے کا ارادہ نہیں ہے اور یہاں سب موجود ہیں کیونکہ جب محمدؐ وفات پا جائیگا تو سب میں پھوٹ پڑ جائے گی اور کوئی سے بھی متفق نہ رہیں گے اس لئے ان سب کے مارنے سے کیا فائدہ پھر اپنے ساتھیوں کو کہلا بھیجا کہ سب ہتھیار باندھ لیں تاکہ جب آنحضرتؐ زہر سے ہلاک ہو جائیں اور ان کے اصحاب انتقام لینے کا ارادہ کریں تو ان سے جنگ کر سکیں آخر کار جب حضرتؐ اسکے گھر میں داخل ہوئے

تو ایک چھوٹی سی کوٹھڑی کی طرف اشارہ کیا اور بولا کہ آپ ان چاروں یعنی علیؑ سلمانؓ مقدادؓ اور عمارؓ سمیت اس میں داخل ہوں اور یہ باقی صحابہ گھر اور حجرہ اور باغ میں ہو بیٹھیں اور کچھ لوگ دروازے پر ٹھیریں جب کچھ لوگ کھانا کھا کر چلے جائیں تو اور ان کی جگہ آ بیٹھیں حضرتؐ نے فرمایا جو خدا اس تھوڑے کھانے میں برکت دے سکتا ہے وہ اس تنگ گھر کو فراخ بھی کر سکتا ہے بعدازاں فرمایا اے علیؑ اے سلمانؓ اے مقدادؓ اے عمارؓ اور اے گروہ مہاجرین وانصار اس گھر میں داخل ہو وہ سب اس میں داخل ہوئے اور سب نے حضرتؐ کے گرد حلقہ کر لیا جس طرح کعبہ کے چاروں طرف گرد چکر لگایا کرتے ہیں اور سب کے سب اس گھر میں آ گئے یہاں تک کہ دو دو آدمیوں کے بیچ میں ایک ایک آدمی کی جگہ خالی پڑی تھی پھر عبداللہ ابن ابی اندر آیا اور اس تنگ کوٹھڑی کی فراخی کو دیکھ کر حیران رہ گیا حضرتؐ نے اس سے فرمایا جو کچھ تو نے ہمارے لئے تیار کیا ہے لا۔ اس نے حریرہ جو گھی اور شہد میں چرب کیا گیا تھا اور برۂ بریاں حاضر کیا اور عرض کی کہ یا رسولؐ اللہ پہلے آپ کھائیں بعدازاں علیؑ پھر آپ کے اصحاب خاص۔ حضرتؐ نے فرمایا اسی طرح ہوگا بعدازاں اپنا ہاتھ اس کھانے پر رکھا اور آپ کے ساتھ علیؑ نے بھی اپنا ہاتھ اس پر رکھا یہ دیکھ کر عبداللہ نے کہا کہ کیا ایسا نہیں ہوسکتا کہ آپ اپنے اصحاب کے ساتھ کھائیں اور حضرتؐ کو اکیلا ہی کھانے دیں حضرتؐ نے فرمایا اے عبداللہ علیؑ اللہ اور اس کے رسولؐ سے تیری نسبت زیادہ تر واقف ہے اللہ تعالیٰ نے کسی امر میں مجھ میں اور اس میں جدائی نہیں ڈالی ہے اور مجھ کو اور اس کو ایک نور سے پیدا کیا ہے اور ہمارے نور کو اہل زمین و آسمان و حجب و جنان و ہوا کے سامنے پیش کیا اور ان سے ہمارے واسطے عہد و پیمان لیا کہ ہمارے دوستوں کے دوست ہوں اور ہمارے دشمنوں کے دشمن اور جن کو ہم دوست رکھیں ان کو دوست رکھیں اور جن کو ہم دشمن رکھیں ان کو دشمن رکھیں میرا اور علیؑ کا ارادہ ہمیشہ ایک ہی ہوتا ہے۔ اور جس چیز کا میں ارادہ کرتا ہوں وہ بھی اُسی کا ارادہ کرتا ہے اور جس چیز کو وہ نہیں چاہتا میں بھی اُس چیز کی خواہش نہیں کرتا جس چیز سے وہ خوش ہوتا ہے میں بھی اُسی سے خوش ہوتا ہوں اور جس چیز سے وہ غمگین ہوتا ہے میں بھی اس سے غمگین ہوتا ہوں پس اے عبداللہ علیؑ میرے ہمراہ کھائیگا کیونکہ وہ اپنے اور میرے حال سے تیری نسبت زیادہ

واقف ہے۔ عبداللہ نے عرض کی یارسول اللہ بہت اچھا اور جد ابن قیس اور معتب کے پاس کہلا بھیجا کہ ہم نے تو ایک کے مارنے کا ارادہ کیا تھا یہ تو دو ہو گئے اب دو تو اسی قسم مر جائینگے اور ہم ان کے شر سے نجات پائیں گے اور یہ ان کی شامت اور ہماری سعادت کا وقت ہے اگر علیؑ اس کے بعد زندہ رہتا تو شاید ہمارے ہمراہیوں سے جنگ کرتا ؛

اور عبداللہ ابن اُبے نے اپنے اصحاب اور تابعین کو اپنے گھر کے گرد جمع کر رکھا تھا کہ جب آنحضرتؐ زہر سے انتقال کر جائیں تو وہ اصحاب رسول اللہ پر حملہ کریں ؛

الغرض رسولخداؐ اور علیؑ نے اس حریرے کو کھایا یہانتک کہ وہ تو سیر ہو گئے پھر جن دو شخصوں نے پہلو اور سینے کے گوشت کی خواہش کی تھی ان کے آگے بھی وہ دو نو چیزیں رکھی گئیں انہوں نے بھی پیٹ بھر کر کھایا اور عبداللہ ان کی طرف دیکھتا جاتا تھا اور دل میں کہتا تھا کہ اب زہر ان کو ہلاک کر دیگا مگر وہ خوش و خرم تھے۔ بعد ازاں حضرتؐ نے فرمایا وہ برہ (بچہ گوسفند) بھی لاؤ جب وہ آیا تو فرمایا اے ابوالحسنؑ اس کو اس گھر کے بیچوں بیچ رکھو جناب امیرؑ نے اسکو بیچ میں دھر دیا عبداللہ نے عرض کی یارسول اللہ ان لوگوں کے ہاتھ اس تک کس طرح پہنچیں گے فرمایا جس نے اس گھر کو اتنا فراخ اور وسیع کر دیا ہے کہ وہ سب اس میں سما گئے اور پھر بھی جگہ خالی رہی وہی ان کے ہاتھوں کو بھی لمبا کر دیگا۔ القصہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھوں کو اسقدر لمبا کر دیا کہ اس برے تک پہنچ گئے اور کھانے لگے اور خدا نے اس برے میں ایسی برکت دی کہ ان کے لئے کافی ہوا اور سب سیر ہو گئے اور صرف ہڈیاں باقی بچیں جب سب کھا چکے تو حضرتؐ نے اپنا رومال ان ہڈیوں پر ڈالا اور فرمایا اے علیؑ اسکے اوپر حریرہ ڈالو۔ آپنے ڈالدیا اور سبنے حریرہ کھایا اور سیر ہو گئے پھر اصحاب نے عرض کی یارسول اللہ اب ہمارا جی دودھ پینے کو چاہتا ہے فرمایا تمہارے پیغمبر کا دقار خدا کے نزدیک حضرت عیسیٰؑ کی نسبت بہت زیادہ ہے اور حق تعالیٰ نے ان کی خاطر مردے کو زندہ کیا ہے تمہارے پیغمبر کی خاطر بھی ایسا کریگا پھر حضرتؐ نے اپنا دست مال ان ہڈیوں پر پھیلایا اور دعا کی کہ اے خدا جس طرح تو نے اس حیوان میں برکت دی اور ہم کو اسکے گوشت سے سیر کیا اسی طرح اب پھر اسمیں برکت دے اور ہم کو اسکے دودھ سے سیراب کر اُسی وقت قدرت خدا سے ان ہڈیوں پر گوشت نمودار ہوا اور وہ حرکت میں آئی اور کھڑی

ہو گئی اور اس کے تھن دودھ سے بھر گئے تب حضرتؑ نے فرمایا کہ مشکیں اور برتن لے آؤ جب وہ لائے تو آنحضرتؐ نے ان کو دودھ سے بھر دیا اور سب کو پلا کر سیراب کر دیا بعد ازاں ارشاد فرمایا کہ اگر مجھ کو یہ خوف نہ ہوتا کہ میری اُمت گمراہ ہو جائیگی اور گوسالہ بنی اسرائیل کی طرح اس کی پرستش کرنے لگے گی تو بیشک میں اسکو چھوڑ دیتا کہ زندہ ہے اور زمین میں اِدھر اُدھر گھاس چرتی پھرے یہ فرما کر دُعا کی کہ اے خدا اس کو پھر ہڈیاں بنا دے وہ اسی طرح خالی ہڈیاں ہو گئی اور حضرتؑ اپنے اصحاب سمیت وہاں سے رخصت ہوئے اسکے بعد صحابہ اس گھر کے وسیع ہونے اور اس طعام قلیل کے زیادہ ہو جانے اور اس زہر کے اثر کے دفع ہونے کا آپس میں ذکر کرنے لگے حضرتؑ نے فرمایا کہ ان حالات کا مشاہدہ مجھ کو یاد دلاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسی طرح گلزار ہائے جنت میں ہمارے شیعوں کی منزلوں کو اور جنت عدن اور جنت فردوس میں ان کی نعمتوں کو زیادہ کریگا اور بعض شیعہ ایسے ہیں کہ حق تعالیٰ ان کو جنت میں منزلیں اور محل اور درجات اور حُوریں اور نفیس چیزیں اس قدر عطا کریگا کہ تمام دُنیا اور اس کی نعمتیں ان کے مقابلے میں ایسی ہیں جیسے بیابان بے پایاں میں ریت کا ایک ذرہ اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ کسی مومن کی بہشت میں ایک منزل ہوتی ہے اور پھر وہ دُنیا میں، مثلاً کسی محتاج مومن بھائی کو دیکھتا ہے اور اس سے تواضع پیش آتا ہے اور اس کی تعظیم و تکریم بجا لاتا ہے اور اسکی اعانت کرتا ہے اور اس کو کسی شخص سے سوال کر کے اپنی آبرو ریزی کرنے کا موقع نہیں دیتا تو حق تعالیٰ اس کے صلے میں جنت میں اس کی منزل کو وسیع اور کئی گُنا زیادہ کرتا ہے جیسا کہ تم نے اس تنگ گھر اور تھوڑے سے کھانے کا زیادہ ہونا دیکھا وہ فرشتے جو ان مکانات کی خدمات پر مامور ہیں ان کی وسعت اور کثرت کو دیکھ کر عرض کرتے ہیں اے پروردگار ہم ان منزلوں میں خدمت کرنے کی طاقت نہیں رکھتے اور فرشتوں کو مقرر فرمایئے تاکہ اس کام میں وہ ہمارے معین و مددگار رہیں اسوقت خدا فرماتا ہے اے فرشتو میں تم پر اتنا کام نہیں ڈالنا چاہتا جس کی تم سے برداشت نہ ہو سکے کہو تم کو کس قدر امداد کی ضرورت ہے وہ عرض کرتے ہیں کہ ہماری تعداد سے ہزار گنے فرشتے اور مقرر کیجئے اور بعض مومن ایسے ہیں کہ ان کی منازل جنت کے خدمتگار فرشتے اپنی تعداد سے دس لاکھ گنی امداد طلب کرتے ہیں اور بعض دفعہ مومن کی قوت ایمانی اور اپنے مومن بھائی سے زیادتی احسان کے موافق اس سے بھی بڑھ کر

منازل و مراتب میں زیادتی ہوتی ہے اور حق تعالیٰ اسی قدر فرشتوں سے ان کی امداد کرتا ہے اور پھر جب کبھی وہ مومن اپنے کسی مومن بھائی سے ملتا ہے اور اس سے احسان و مروت سے پیش آتا ہے خدا اسی طرح سے جنت میں اسکے ممالک اور خادموں میں زیادتی کرتا ہے۔ بعد ازاں ارشاد فرمایا کہ جب میں اس زہر آلود کھانے اور اس پر اپنے صبر کرنے اور خدا کے اسکے ضرر کو مجھ سے دفع کرنے اور اس میں برکت دینے کو یاد کرتا ہوں تو مجھ کو اپنے شیعوں کا تقیہ پر صبر کرنا یاد آجاتا ہے اور حق تعالیٰ اس صبر کے صلے میں ان کو بہت بڑا آرام اور کامل تر سعادت عطا فرمائیگا کہ ان پاکیزہ نعمتوں کے باعث سے جنت میں اور لوگ ان پر رشک کرینگے اور جانب پروردگار سے ان کو خطاب ہوگا تم کو یہ لذتیں اور آرام اور نعمتیں مبارک ہوں جو ان تکلیفوں اور ظلموں کی عوض میں تم کو مرحمت ہوئی ہیں جو مخالفان دین کے ہاتھ سے تم نے اٹھائے اور تقیہ کیا اور صبر کرتے رہے۔

اور امام زین العابدین علیہ السلام نے اس آیت کی تفسیر اس طرح فرمائی ہے وَاِنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا یعنی اے مشرکو اور اے یہودیو اور اے ناصبیو جو حضرت محمدؐ کو قرآن کے بارے میں جھٹلاتے ہو اور اپنے بھائی علیؑ کو جو کہ جملہ اہل علم و فضل پر فوقیت رکھتا ہے اور جس کو تمام جہاد کرنے والوں پر فضیلت حاصل ہے اور پرہیزگاروں کو امداد دینے اور فاسقوں اور بدکاروں کی بیخ کنی کرنے اور کافروں کے ہلاک کرنے اور اہل عالم کے درمیان دین خدا کے پھیلانے میں کوئی شخص بھی جس کا مثل و نظیر نہیں ہے سب پر فضیلت دینے میں اسکی تکذیب کرتے ہو اگر تم کو اس چیز میں جو ہم نے اپنے بندے پر نازل کی ہے کچھ شک ہے یعنی قرآن میں جس میں درج ہے کہ اللہ کے سوا بتوں کی پرستش مت کرنا اور دشمنان خدا سے دوستی اور دوستان خدا سے دشمنی نہ کرو اور جو اس امر کی ترغیب دلاتا ہے کہ برادر رسول اللہ کی پیروی کرو اور اس کو اپنا امام مانو اور اسکو سب سے افضل اور برتر جانو کیونکہ حق تعالیٰ کسی شخص کے ایمان اور طاعت کو اسکی دوستی کے بغیر قبول نہ کریگا اور تم گمان کرتے ہو کہ محمدؐ اپنی طرف سے کہتا ہے اور خدا کی طرف اسکو منسوب کرتا ہے اگر بالفرض ایسا ہی ہے جیسا کہ تم گمان کرتے ہو فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ تو محمدؐ جیسے کسی آدمی سے ایسی ایک سورت ہی بنوا لاؤ جو کبھی کسی صاحب

کتاب اور اہل علم کی صحبت میں نہیں بیٹھا اور اسنے کسی سے کچھ نہیں سیکھا اور حضر اور سفر میں تم ہمیشہ
اسکے ہمراہ رہتے ہو اور تم سے الگ ہو کر کبھی کسی شہر میں نہیں گیا اگر کہیں سفر کو جاتا تھا تو تم میں سے
بہت لوگ اسکے ساتھ ہوتے تھے جو اسکے حالات کو دیکھتے بھالتے تھے اور اس کے احوال سے خبردار اور
واقف رہتے تھے پھر اب ایسی کتاب تمہارے پاس لے آیا جس میں یہ عجائبات موجود ہیں پس اگر تمہارے
گمان میں محمدؐ مستقل ہے یعنی قرآن کو خود بنایا ہے اور خدا کی طرف منسوب کرتا ہے تو تم بھی تو
بڑے فصیح و بلیغ اور شاعر و ادیب ہو کہ دیگر اقوام میں تمہارا مثل و نظیر نہیں ہے اگر وہ کاذب ہے
تو یہ لغت بھی تمہارا ہی لغت ہے اور وہ (محمدؐ) بھی تمہاری ہی جنس سے ہے اور تم ہی جیسی طبیعت
رکھتا ہے اور ممکن ہے کہ مقابلے کے وقت تم میں سے بہت سے شخصوں یا بعض شخصوں کا کلام اس سے
بڑھ جائے یا اسکے برابر ہو کیونکہ اگر وہ بشر کا کلام ہے اور خدا کی طرف سے نہیں ہے تو یہ بات
ناممکن ہے کہ کوئی بشر ویسا کلام نہ بنا سکے پس تم بھی ایسا کلام بنا کر لاؤ تاکہ تم اور وہ لوگ جو
تمہارے تمام حالات کے دیکھنے والے ہیں پہچان لیں کہ وہ جھوٹا ہے اور خدا پر افترا اور بہتان لگاتا
ہے وَادْعُوا شُهَدَاءَكُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ اور خدا کے سوا اپنے اور گواہوں کو بلاؤ تاکہ
وہ تمہارے گمان کے موافق گواہی دیں کہ تم سچے ہو اور جو کلام تم لائے ہو وہ اس کلام (خدا)
کی مانند ہے جو محمدؐ لایا ہے اور تمہارے شاہد وہ ہیں جن کی نسبت تم یہ گمان کرتے ہو کہ وہ خدا کے
حضور میں تمہاری بابت اس امر کی گواہی دینگے کہ یہ لوگ ہماری پرستش کرتے تھے اور اس سے
تمہاری شفاعت کرینگے۔ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ اگر تم اپنے اس قول میں سچے ہو کہ محمدؐ نے یہ
قرآن خود ہی بنا لیا ہے اور خدا کے نام لگا دیا ہے فَإِنْ لَمْ تَفْعَلُوا پس اگر تم یہ معارضہ نہ
کر سکو وَلَنْ تَفْعَلُوا اور بے شک ایسا تم سے نہ ہو سکے گا اور ہرگز تم اس پر قادر نہ ہو گے تو تم
سمجھ لینا کہ تم جھوٹے ہو اور محمدؐ صادق اور امین اور رسالت رب العالمین سے مخصوص ہے اور
روح الامین (جبرئیلؑ) اور اسکا بھائی امیر المومنین سید الوصیین اسکے مؤید و مددگار ہیں اس لئے
جن اوامر و نواہی کی اللہ تعالیٰ کی طرف سے تم کو خبر دیتا ہے اور اپنے وصی اور بھائی کے جو شمائل
بیان کرتا ہے ان میں اس کی تصدیق کرو۔ فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ
اور اس عمل کے سبب اس آتش جہنم کے عذاب سے بچو جسمیں ایندھن کی جگہ آدمی اور گندھک کے

پتھر جو حرارت میں سب چیزوں سے تیز تر ہیں ڈالے جائینگے أُعِدَّتْ لِلْكَافِرِينَ جو اُن لوگوں کے
لئے تیار کی گئی ہے جو محمدؐ کا انکار کرتے ہیں اور اسکی نبوت میں شک کرتے ہیں اور اس کے بھائی
علیؑ کے حق کا انکار کرتے ہیں اور اسکی امامت کے منکر ہیں بعد ازاں فرماتا ہے وَبَشِّرِ الَّذِينَ
آمَنُوا اور بشارت دے اُن لوگوں کو جو اللہ پر ایمان لائے ہیں اور انہوں نے تیری نبوت کی
تصدیق کی ہے اور تجھ کو پیغمبر جانتے ہیں اور تیری تمام باتوں کو سچ مانتے ہیں اور تیرے تمام
افعال کو درست سمجھتے ہیں اور تیرے بھائی علیؑ کو تیرے بعد اپنا امام اور تیرا پسندیدہ وصی جانتے
ہیں اور سب احکام میں اس کی فرمانبرداری کرتے ہیں اور جو کچھ وہ ان کو حکم دیتا ہے ویسا ہی
عمل میں لاتے ہیں اور نبوت کے سوا جو صرف تجھ ہی سے مخصوص ہے اور سب خصائل اور فضائل
میں اس کو تیرا ہمسر اور ہم رتبہ جانتے ہیں اور جنت ان کو جبھی ملے گی جبکہ وہ اسکی اور اس شخص
کو جس کے لئے وہ اپنی اولاد میں سے نص کرے اور اس کے تمام دوستوں کو دوست رکھینگے
اور اس کے مخالفوں سے دشمنی کرینگے اور دوزخ کی آگ ان پر جبھی سرد ہوگی اور وہ اسکے
عذاب سے جبھی محفوظ رہینگے جبکہ وہ اسکے مخالفوں کی دوستی اور اس کے دشمنوں کی مدد کرنے سے
کنارہ کشی اختیار کرینگے وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ اور نیک کام کئے ہیں کہ فرضوں کو ادا کیا
اور امور حرام سے کنارہ کشی اور اجتناب کرتے رہے اور ان لوگوں کی طرح نہیں ہوئے جو
تیرے منکر ہیں ان کو اس امر کی خوشخبری دے کہ أَنَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا
الْأَنْهَارُ اُن کے لئے ایسی بہشتیں ہیں جن کے درختوں اور محلوں کے نیچے نہریں جاری
ہیں۔ كُلَّمَا رُزِقُوا مِنْهَا مِن ثَمَرَةٍ رِّزْقًا جب ان بہشتیوں کو اس بہشت کے پھل اور
کھانے کو ملیں گے تو قَالُوا هَٰذَا الَّذِي رُزِقْنَا مِن قَبْلُ وہ بہشتی کہیں گے یہ تو وہی
چیزیں ہیں جو ہم کو دنیا میں دی گئی تھیں اور ان کے نام بھی وہی دنیا کے پھلوں کے سے
ہونگے مثلاً سیب۔ بہی انار وغیرہ وغیرہ اگرچہ وہاں کی چیزیں دنیا کی چیزوں سے بالکل مختلف
ہونگی کیونکہ وہ نہایت لطیف اور خوشبودار ہونگی اور جس طرح دنیا کے پھل مستحیل ہو کر گندگی
بن جاتے ہیں اور صفراء سودا اور بلغم کی حالت میں منقلب ہو جاتے ہیں وہ اس طرح نہیں
ہوتے بلکہ ان کے کھانے سے ایسا عرق پیدا ہوتا ہے جس میں سے رگوں سے بہتے وقت

مشک سے بھی پاکیزہ تر خوشبو آتی ہے وَاُتُوا بِهٖ مُتَشَابِهًا اور ان کو جو اُن باغوں کے پھل کھانے کو ملیں گے وہ باہم متشابہ اور ملتے جلتے ہونگے اس لئے کہ وہ سب عمدہ اور پسندیدہ ہونگے اور کوئی خراب اور کم درجہ کا نہ ہوگا اس کا باعث یہ ہے کہ ان میں ہر ایک قسم کے میوے نہایت خوشبودار اور لذیذ ہیں اور ان کا دُنیا کے میوؤں کا سا حال نہیں ہے کہ بعض تو کچے رہ جاتے ہیں اور بعض پختگی کی حد سے بھی بڑھ جاتے ہیں اور فاسد ہو کر تُرش و تلخ ہو جاتے ہیں اسی طرح قسم قسم کی خرابیاں ان میں پڑ جاتی ہیں نیز بہشت کے میوے اس بات میں باہم متشابہ ہونگے کہ سب کا رنگ تو ایک ہوگا اور ذائقہ ہر ایک کا جدا جدا وَلَهُمْ فِيهَا أَزْوَاجٌ مُطَهَّرَةٌ اور ان کو ان بہشتوں میں ایسی بیبیاں ملیں گی جو تمام آلائشوں اور مکروہات سے پاک ہیں اور حیض اور نفاس سے بالکل بری ہونگی اور وہ نہ تو سب کے گھروں میں گھسنے والیاں ہونگی اور نہ باہر پھرنے والیاں ہونگی اور نہ شوہر دیدہ ہونگی اور نہ مکارہ اور سست کار ہونگی اور اپنے شوہروں سے دشمنی کرنے والی اور ان کو فریب دینے والی ہونگی اور نہ ان پر غضب ناک ہونگی اور نہ بدکار اور فاحشہ ہونگی اور تمام عیبوں اور خرابیوں سے مبرا ہونگی وَهُمْ فِيهَا خَالِدُونَ اور وہ ان باغوں اور بہشتوں میں ہمیشہ تک رہیں گے۔

اور امیر المومنین علیؑ ابن ابی طالب علیہ السلام نے فرمایا ہے اے ہمارے شیعو خدا سے ڈرو اور اس آتش جہنم کا ایندھن بننے سے بچو اور کافر نہ بنو اور اپنے مومن بھائیوں پر ظلم نہ کرو تا کہ اس آگ سے محفوظ رہو اور جو کوئی اپنے مومن بھائی پر جو ہم سے دوستی کرنے میں اسکا شریک ہے ظلم کریگا خدا اس کو آتش جہنم میں ڈالیگا اور بھاری بھاری بیڑیاں اور طوق اس کو پہنائیگا اور ہماری شفاعت کے بغیر اس سے نجات نہ پائیگا اور ہم ہرگز خدا سے اس کی شفاعت نہ کرینگے جب تک کہ اسکا وہی مومن بھائی اسکی شفاعت نہ کریگا اگر وہ اسکی خطا معاف کردیگا تو پھر بیشک ہم اسکی شفاعت کرینگے ورنہ ایک عرصہ دراز تک اسی عذاب میں مبتلا رہیگا۔

اور امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا ہے اے ہمارے شیعو جنت تم کو ضرور ملے گی جلدی ملے یا دیر میں مگر تم بلندی درجات کے حاصل کرنے کی خواہش کرو اور جان لو کہ سب سے بلند درجہ اس شخص کو حاصل ہوگا اور عمدہ محل اور مکانات اس کو نصیب ہونگے جو سب سے بڑھ کر

اپنے مومن بھائیوں کی درخواستوں کو قبول کریگا اوران کی آرزوئیں بر لائیگا۔ اور محتاج مومنین سے زیادہ ترغمخواری اور ہمدردی سے پیش آئیگا اس لئے کہ اگر کوئی اپنے کسی محتاج مومن بھائی سے خوش ہو کر ایک بات کرتا ہے تو خدا اس کے صلے میں یہ ثواب عطا فرماتا ہے کہ بہشت عنبر سرشت کو لاکھ برس کی راہ سے بھی زیادہ اس شخص کے قریب کرتا ہے اور وہ اس میں داخل ہوتا ہے اگرچہ وہ بندہ عذاب جہنم کا سزاوار ہی کیوں نہ ہو پس تم کو مناسب ہے کہ اپنے دینی بھائیوں سے نیکی کرنے کو حقیر نہ جانو کیونکہ وہ نیکی عنقریب تم کو ایسے مقام میں نفع پہنچائیگی جہاں اسکے سوا کوئی اور شے اس کی قائم مقام نہ ہو سکے گی ۔

قولہ عزوجل اِنَّ اللّٰهَ لَا یَسْتَحْیٖۤ اَنْ یَّضْرِبَ مَثَلًا مَّا بَعُوْضَةً فَمَا فَوْقَهَا فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فَیَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ وَاَمَّا الَّذِیْنَ كَفَرُوْا فَیَقُوْلُوْنَ مَاذَاۤ اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا یُضِلُّ بِهٖ كَثِیْرًا وَّیَهْدِیْ بِهٖ كَثِیْرًا وَمَا یُضِلُّ بِهٖۤ اِلَّا الْفٰسِقِیْنَ الَّذِیْنَ یَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مِیْثَاقِهٖ وَیَقْطَعُوْنَ مَاۤ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖۤ اَنْ یُّوْصَلَ وَیُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ اُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ

یعنی اللہ تعالےٰ مثال کے بیان کرنے میں حیا نہیں کرتا خواہ وہ مثال مچھر کی ہو یا اس سے کسی بڑی چیز کی ہو پس جو لوگ مومن ہیں وہ جانتے ہیں کہ وہ حق ہے کہ خدا کی طرف سے نازل ہوئی ہے اور جو لوگ کافر ہیں وہ کہتے ہیں کہ اس مثال کے بیان کرنے سے خدا کا منشا کیا ہے (ان کافروں کے جواب میں فرماتا ہے کہ خدا کی غرض یہ ہے کہ) بہت سے لوگوں کو اس کے سبب گمراہ کرتا ہے (یعنی وہ امر حق میں غور و تامل نہیں کرتے اور اس کے منکر ہو کر خود گمراہ ہو جاتے ہیں) اور بہت کو اس کے ساتھ ہدایت کرتا ہے (یعنی جو امر حق کو قبول کر لیتے ہیں وہ ہدایت پا جاتے ہیں) اور اس (مثال) سے صرف ان بدکاروں کو گمراہ کرتا ہے جو خدا کے عہد کو پختہ اور مضبوط کرنے کے بعد توڑ ڈالتے ہیں اور جس چیز کے جوڑنے اور وصل کرنے کا خدا نے ان کو حکم دیا ہے اس کو قطع کرتے ہیں اور زمین میں فساد برپا کرتے ہیں یہی لوگ نقصان اٹھانے والے ہیں ۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب اللہ تعالےٰ

نے یَاَیُّھَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا لَہٗ اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ لَنْ یَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَہٗ (یعنی اے لوگو مثال بیان کی گئی ہے تم اسکو سنو کیونکہ تم جن کو اللہ کے ماسوا پکارتے ہو اور ان کی پرستش کرتے ہو وہ ایک مکھی کو بھی ہرگز پیدا نہیں کر سکتے اگرچہ وہ سب اس کے پیدا کرنے اور بنانے پر متفق ہو جائیں) نازل فرمائی اور اس میں مکھی کا ذکر کیا اور آیۂ ذیل نازل کی۔ مَثَلُ الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ اَوْلِیَآءَ کَمَثَلِ الْعَنْکَبُوْتِ اِتَّخَذَتْ بَیْتًا وَاِنَّ اَوْھَنَ الْبُیُوْتِ لَبَیْتُ الْعَنْکَبُوْتِ ۘ لَوْ کَانُوْا یَعْلَمُوْنَ ۝ (یعنی جن لوگوں نے خدا کے سوا اوروں کو دوست یعنی معبود مقرر کیا ہے ان کی مثال مکڑی کی سی ہے جو جالا تنتی ہے اور اس میں شک نہیں کہ مکڑی کا جالا سب گھروں سے زیادہ کمزور ہوتا ہے اگر وہ کفار جانتے ہیں کہ یہ مثال واقعی اور درست ہے اور اسی سورۂ بقر میں دو مقام پر تمثیلیں بیان کیں ایک جگہ تو اَلَّذِی اسْتَوْقَدَ نَارًا یعنی کفار کو آگ روشن کرنے والے سے تشبیہ دی اور دوسری جگہ کَصَیِّبٍ مِّنَ السَّمَآءِ یعنی اس مرد سے مثال دی جو بارش میں گھرا ہو یہ مثالیں جب کفار و نواصب نے سنیں تو بولے کہ یہ کیا مثالیں بیان کی گئی ہیں اور اس بات سے ان کو رسولؐ خدا پر طعن کرنا مقصود تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی اِنَّ اللّٰہَ لَا یَسْتَحْیٖۤ اَنْ یَّضْرِبَ مَثَلًا یعنی اے محمدؐ خدا مثال کے بیان کرنے میں شرم نہیں کرتا یعنی حیا کے سبب اس بات کو ترک نہیں کرتا کہ امر حق کے لئے مثال بیان کرے اور اس طرح سے اس کو اپنے مومن بندوں کے لئے واضح کر دے مَّا بَعُوْضَۃً فَمَا فَوْقَھَا یعنی خواہ وہ مثل مچھر کی ہو یا اس سے بڑی چیز کی ہو کہ وہ مکھی ہے جب اس مثال کے بیان کرنے میں اپنے بندوں کی بہتری اور نفع معلوم کرتا ہے تو اس کو بیان کرتا ہے۔ فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا پس جو لوگ اللہ پر اور محمدؐ اور علیؑ اور ان کی آلؑ اطہار کی ولایت پر ایمان لاتے ہیں اور رسولؐ خدا اور ائمہ اطہار کے احکام اور اخبار اور احوال کو تسلیم کرتے ہیں اور ان کے امور میں ان سے مقابلہ نہیں کرتے اور ان کے اسرار میں دخل نہیں دیتے اور جس راز سے واقف ہوتے ہیں اس کو ان کی اجازت بغیر ظاہر نہیں کرتے۔ فَیَعْلَمُوْنَ ایسے مومن جو صفات مذکورہ سے موصوف ہیں وہ جانتے ہیں کہ اَنَّہُ الْحَقُّ مِنْ

پارہ ۱۷ سورۂ حج ۱۰ اخیر

پارہ ۲۰ عنکبوت نیم پارہ

ترجمہ یہ مثال جو بیان کی گئی ہے حق ہے جو ہمارے پروردگار کی طرف سے ہے اسکے بیان کرنے سے اس کا منشا یہ ہے کہ امر حق کو ظاہر اور واضح کردے وَاَمَّا الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لیکن جن لوگوں نے کفر کیا کہ انہوں نے حضرت محمدؐ سے علیؑ کی قدر و منزلت کے باب میں چون و چرا کے ساتھ معارضہ کیا اور جن امور میں ان کو اس ولی خدا کی پیروی کرنیکا حکم دیا گیا تھا ان میں اسکی اطاعت اور فرمانبرداری کو ترک کیا فَیَقُوْلُوْنَ مَاذَآ اَرَادَ اللّٰہُ بِھٰذَا مَثَلًا یُضِلُّ بِہٖ کَثِیْرًا وَّیَھْدِیْ بِہٖ کَثِیْرًا یعنی کافر کہتے ہیں کہ اللہ اس مثال سے بہت لوگوں کو گمراہ کرتا ہے اور بہت کو اس سے ہدایت کرتا ہے تو اس مثل سے کچھ بھی حصول نہ ہوا کیونکہ اگر اس سے ان لوگوں کو نفع پہنچا یا جن کو وہ اس سے ہدایت کرتا ہے تو جن کو اس سے گمراہ کرتا ہے ان کو نقصان بھی تو پہنچا یا اس لئے اللہ تعالیٰ ان کے اس قول کی تردید میں فرماتا ہے وَمَا یُضِلُّ بِہٖٓ اِلَّا الْفٰسِقِیْنَ یعنی خدا اس مثال کے بیان کرنے سے صرف فاسقوں ہی کو گمراہ کرتا ہے جو امر حق میں غور و تامل نہیں کرتے اور خدا نے اپنی ذات پاک کو جن صفات سے موصوف کرنے کا حکم دیا ہے ان کے سوا اور صفتوں سے اس کو موصوف کرتے ہیں اور اسکے مرتکب ہو کر اپنے نفسوں پر ظلم کرتے ہیں اب اللہ تعالیٰ ان فاسقوں کے اوصاف بیان کرتا ہے جو دین خدا سے خارج ہیں اور اس کی متابعت نہیں کرتے چنانچہ فرماتا ہے اَلَّذِیْنَ یَنْقُضُوْنَ عَھْدَ اللّٰہِ یعنی وہ لوگ ہیں جو اللہ کے پروردگار ہونے اور محمدؐ کی نبوت اور علیؑ کی امامت اور ان دونو کے شیعوں کے جنتی اور معزز ہونے کے عہد کو جو ان سے لیا گیا ہے پختہ اور مضبوط کرنے کے بعد توڑ ڈالتے ہیں وَیَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰہُ بِہٖٓ اَنْ یُّوْصَلَ اور خدا نے جن ذوی الارحام اور قریبی رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرنے کا حکم دیا ہے کہ ان کی رعایت اور حمایت کرو اور ان کے حقوق کو ادا کرو وہ ان کو قطع کرتے ہیں (یعنی قطع رحمی عمل میں لاتے ہیں اور ان کے حقوق کو ادا نہیں کرتے) اور یہ رحم سب ارحام سے افضل ہے اور جس کے حقوق کا ادا کرنا سب سے زیادہ واجب ہے وہ محمدؐ کا رحم ہے کیونکہ ان (ارحام محمدؐ) کا حق محمدؐ کے ساتھ ایسا ہے جیسے انسان کی قرابتوں کا حق اس کے ماں باپ کے ساتھ ہوتا ہے اور آنحضرتؐ ماں باپ کی نسبت زیادہ حق رکھتے ہیں اسی طرح انکے رحم کا حق سب رحموں سے بڑھ کر ہے اور اس کا قطع کرنا سب رحموں کے

قطع کرنے سے بڑا اور نہایت زبون ہے وَيُفْسِدُونَ فِي الْاَرْضِ اور وہ فاسق وہ لوگ ہیں جو اس شخص سے جس کی امامت کو خدا نے فرض کیا ہے بیزار ہو کر اور جسکی مخالفت کو فرض کیا ہے اسکی امامت کا اعتقاد کر کے زمین میں فساد برپا کرتے ہیں اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ یہ لوگ جو ان صفات مذکورہ بالا سے موصوف ہیں یہی نقصان اٹھانے والے ہیں کہ انہوں نے اپنے نفسوں کو نقصان پہنچایا کہ وہ ان افعال کی بدولت آتش جہنم کی طرف جائینگے اور بہشت سے محروم رہینگے پس یہ بہت بڑا نقصان ہے کہ عذاب ابدی ان کے لئے لازم ہو گیا اور نعیم ابدی سے محروم رہے ؛

اور امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو شخص اپنے جمع کئے ہوئے مال کو یہ سمجھ کر ہمارے حوالے کرے کہ ہم اسکے مستحق ہیں اور ایسے عالم ہیں کہ اس مال کو پسندیدہ طریقوں پر صرف کرینگے اس کے صلے میں اللہ تعالیٰ اس قدر قصرہائے جنت اسکو عطا فرمائیگا کہ وہ شخص ان کا اندازہ نہ کر سکے گا اور خود وہ خالق اور واہب مطلق ہی ان کا اندازہ کر سکتا ہے ؛

نیز جو کوئی جھگڑے رگڑے اور جنگ و جدال کو ترک کرے اور اپنے معاملات کو ہمارے حوالے کرے اور رنجش و آزار سے باز رہے جب وہ پل صراط پر روکا جائیگا اور فرشتے آکر اس کے اعمال کی بابت اس سے جھگڑینگے اور گناہوں کے سبب اس سے روک ٹوک کرینگے تو ناگاہ جانب پروردگار سے ندا آئیگی اے میرے فرشتو میرے اس بندے نے جھگڑا نہیں کیا اور اپنے معاملہ کو اپنے پیشواؤں کے سپرد کر دیا تھا تم بھی اس سے جھگڑا مت کرو اور بہشت میں لے جا کر اس کے اماموں کے حوالے کر دو تاکہ جس طرح دنیا میں وہ ان کو مانتا تھا اور ان کی فرمانبرداری کرتا تھا اسی طرح بہشت میں ان کے قرب سے شادمان و مفتخر ہو ؛

اور جو کوئی ہمارے معاملات میں چون و چرا کے ساتھ معارضہ کرے (یعنی اعتراضاً یہ کہے کہ یہ بات کیوں ہے اور یہ بات کیونکر ہو سکتی ہے وغیرہ وغیرہ) یا ہمارے کسی کلام پر نقض تفصیلی کرے (یعنی اسکے کسی خاص جملہ کو تسلیم نہ کرے) ؛ جب وہ پل صراط سے گزرے گا تو فرشتے اس سے کہینگے کہ اے بندۂ خدا اپنے اعمال کی بابت ہم سے مجادلہ کر لے جس طرح دنیا میں اپنے اماموں سے جو تم پر حاکم تھے مجادلہ کیا کرتا تھا اس وقت خدا کی طرف سے ندا آئیگی کہ اے فرشتو تم اسکے معاملے میں راستی پر ہو تم بھی اس سے ویسا ہی معاملہ کرو اور اعمال میں جرح قدح کرو۔ پھر

اس سے حرج قبح ہو گی اور اس کا حساب طول کھینچے گا اور اس حساب میں اسکا عذاب بہت سخت اور شدید ہو گا اس وقت اس شخص کو نہایت شرم اور پشیمانی دامنگیر ہو گی اور اس قدر سخت تاسف وحسرات میں گرفتار ہو گا کہ بجز رحمت پروردگار کوئی بھی اس کو اس تکلیف سے نجات نہ دیگا اگر وہ دار دُنیا میں اپنے دین سے بالکل دست کش نہ ہو گیا ہو گا اور نہ ابد تک آتش جہنم کے عذاب میں مبتلا رہیگا ۔

نیز جناب امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جس شخص نے دُنیا میں اپنی نذروں اور قسموں اور وعدوں کے عہدوں کو پُورا کیا ہے اسکے واسطے خدا اپنے فرشتوں سے فرمائیگا کہ میرے اس بندے نے دُنیا میں اپنے عہدوں کو پورا کیا ہے اس لئے ہم نے جو وعدے اس سے کئے ہیں تم ان کو اس جگہ (آخرت میں) پُورا کرو اور اس سے نرمی اور مسامحت برتو اور جھگڑا مت کرو یہ ندا سُن کر فرشتے اس کو جنت کی طرف لے جائینگے ۔

لیکن جس شخص نے قطع رحم کیا ہے (یعنی اپنے قریبی رشتہ داروں کے حقوق ادا نہیں کئے) اگر اسنے حضرت محمدؐ کے رحم کو وصل کیا ہے اور اپنے رحم کو قطع کیا ہے تو ارحام محمدؐ اس کے ذوی الارحام سے اس کی شفاعت کرینگے اور ان سے کہیں گے کہ تم ہماری طاعات وحسنات میں سے جس قدر چاہو لے لو اور اس کو معاف کر دو۔ تب جس قدر طاعات وحسنات کے وہ ارحام محمدؐ سے طالب ہونگے وہ ان کو عطا کرینگے اور ان کی عوض میں اس شخص کو معاف کر دینگے اور اللہ تعالیٰ اپنی عنایت بے نہایت سے ان عطا کرنے والوں کو ان کی اس عطا کا عوض عنایت فرمائیگا اور ان کے حسنات میں کمی نہ کریگا ۔

اور اگر کسی شخص نے اپنے ارحام کو وصل کیا ہے اور ارحام محمدؐ کو قطع کیا ہے اس طرح پر کہ ان کے حقوق کا انکار کیا اور ان کو ان کے درجہ حقوق سے دُور رکھا اور ان کے غیر کو انکے ناموں سے موسوم کیا اور ان کے لقبوں سے غیروں کو ملقب کیا اور ان کے دوستوں اور محبوں کو جو اس شخص کے مخالف تھے بُرے القاب سے پکارا قیامت کے دن فرشتے اس سے کہینگے اے بندۂ خدا تو نے ان اغیار کی سچائی اور صداقت کے لئے آنحضرتؐ کی آلِ اطہار سے جو تیرے امام اور پیشوا تھے علاوت کی اب تو انہی سے اعانت طلب کرتا کہ وہ تیری امداد کریں الغرض وہ کوئی مددگار اور فریاد رس نہ

پائیگا اور دردناک اور خوار کرنے والے عذاب میں داخل ہوگا ۔

پھر فرمایا - اور جو کوئی ہم کو ہمارے ناموں سے نامزد کریں اور ہمارے القاب سے ہم کو ملقب کریں اور ہمارے دشمنوں کو ہمارے ناموں اور لقبوں سے موسوم اور ملقب نہ کریں سوا ایسی خاص ضرورت کے کہ اسوقت میں ہم بھی اپنے دشمنوں کو اپنے ناموں اور لقبوں سے نامزد اور ملقب کرتے ہیں ایسے شخصوں کے لئے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ہم سے فرمائیگا کہ تم اپنے ان دوستوں کے لئے مجھ سے اس چیز کی درخواست کرو جس سے تم ان کی امداد کرنا چاہتے ہو تب ہم ان کے لئے خدا سے اس چیز کی خواہش کرینگے جس کی عظمت وشان کے آگے تمام دنیا ایسی معلوم ہوگی جیسے تمام آسمانوں اور زمینوں کے آگے رائی کا ایک دانہ اور اللہ تعالیٰ ان کو وہ چیز عطا فرمائیگا اور ان کے لئے اس کو چند در چند اور زیادہ کریگا ۔

کسی شخص نے امام باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی کہ آپ کے بعض شیعہ گمان کرتے ہیں کہ اس آیت میں لفظ بعوضہ سے مراد علیؑ ہیں اور مافوقہا سے کہ وہ مکھی ہے جناب رسالتمآبؐ مقصود ہیں۔ حضرتؑ نے جواب دیا کہ ان لوگوں نے ایک بات کو سنا اور اس کو اپنے مقام پر قائم نہ کیا اصل قصہ اس طرح پر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک روز بیٹھے ہوئے تھے اور علیؑ بھی حاضر خدمت تھے ناگاہ آپنے سنا کہ ایک شخص کہہ رہا ہے ماشاءَ اللہُ وشاءَ محمّدٌ یعنی جو اللہ چاہے اور جو محمدؐ چاہے اور دوسرا شخص کہتا ہے ماشاءَ اللہُ وشاءَ علیٌّ یعنی جو اللہ چاہے اور جو علیؑ چاہے یہ سن کر حضرتؐ نے فرمایا کہ خدائے عزوجل کا واسطہ محمدؐ اور علیؑ میں فرق نہ ڈالو بلکہ یوں کہا کرو ماشاءَ اللہُ ثُمَّ شاءَ محمّدٌ ماشاءَ اللہُ ثُمَّ شاءَ علیٌّ یعنی محمدؐ نے وہ چیز چاہی ہے جو اللہ نے چاہی ہے پھر علیؑ نے چاہی ہے کیونکہ مشیت الٰہی ایسی قاہر و غالب ہے کہ کوئی اسکے مساوی اور ہم رتبہ اور برابر نہیں ہوسکتا اور محمدؐ رسول اللہ کی مقدار اللہ اور اس کی قدرت کے سامنے اتنی ہے جیسے ان ممالک وسیعہ کے آگے ایک مکھی کی مقدار اور علیؑ اللہ اور اس کی قدرت کے آگے ایسا ہے جیسے ان تمام ممالک میں ایک مچھر باوجود اس کے کہ محمدؐ اور علیؑ پر اللہ تعالیٰ کا فضل اس قدر ہے کہ ابتدائے زمانہ سے آخر زمانہ تک تمام فضل جو وہ کریگا وہ ہرگز اس فضل کے برابر اور ہمسر نہیں ہوسکتا ۔

پس آنحضرتؐ اس طرح سے مکھی اور مچھر کی مثال اس مقام پر بیان فرمائی تھی جو کسی طرح سے آیۂ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَسْتَحْیٖۤ اَنْ یَّضْرِبَ مَثَلًا مَّا بَعُوْضَةً فَمَا فَوْقَهَا میں داخل نہیں ہو سکتی ۔

قولہ عزوجل كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَكُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝ یعنی تم کیونکر خدا کا انکار کرتے ہو حالانکہ تم مُردہ تھے اور اُس نے تم کو زندہ کیا پھر وہ تم کو مار یگا اور پھر زندہ کریگا اور پھر اُسی کی طرف رجوع کروگے ۔

امام عالی مقام ابو محمد حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ جناب رسالتمآبؐ نے کُفّار قریش و یہود سے ارشاد فرمایا كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ تم کیونکر اللہ تعالیٰ کا انکار کرتے ہو جس نے تم کو ہدایت کی راہوں کی طرف رہنمائی کی اور اگر اس کی اطاعت کی تو تم کو ہلاکت کی راہوں سے بچا رکھا وَكُنْتُمْ اَمْوَاتًا اور تم اپنے باپوں کی پُشتوں اور ماؤں کے رحموں میں مُردہ تھے فَاَحْيَاكُمْ پس اس نے تم کو زندہ کیا یعنی زندہ کر کے اُن کی پُشتوں اور رحموں سے باہر نکالا ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ پھر اس دُنیا میں تم کو ماریگا اور قبروں میں مدفون کرائیگا ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ پھر تم کو قبروں میں زندہ کریگا۔ اور جو لوگ نبوت محمدؐ اور ولایت علیؑ پر ایمان رکھتے ہونگے ان کو قبروں میں عیش و آرام میسّر ہوگا اور نعمت ہائے الٰہی سے مالامال اور خوشحال ہونگے اور جو لوگ ان دونو کے منکر ہونگے وہ اپنی قبروں میں عذاب خدا میں گرفتار ہونگے ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝ پھر تم آخرت میں اس کی طرف پھیرے جاؤگے اس طرح سے کہ قبروں میں زندہ ہونے کے بعد پھر مارے جاؤگے بعد ازاں قیامت کے دن زندہ ہو کر اُٹھوگے اور اگر تم دُنیا میں طاعات خدا بجا لائے ہو تو ان کے عوض میں جن ثوابوں کا اللہ تعالیٰ نے تم سے وعدہ کیا ہے وہ تم کو عطا کئے جائینگے اور اگر تم دُنیا میں ارتکاب معاصی میں مبتلا تھے تو عقاب خداوندی میں گرفتار ہوگے حاضرین میں سے کسی شخص نے عرض کی کہ یا رسول اللہ کیا قبر میں بھی ثواب اور عذاب ہوگا۔ فرمایا ہاں مجھے اُس ذات کی قسم ہے جسنے محمدؐ کو سچا پیغمبر کر کے بھیجا ہے اور اس کو پاک و طاہر اور رہنما اور ہدایت یافتہ کیا ہے اور اسکے بھائی علیؑ کو عہد کا پورا کرنے والا

اور حق سے معمور اور حق تعالیٰ کے نزدیک برگزیدہ اور جہاد کی طرف سبقت کرنے والا اور اپنے تمام احوال میں خدا سے موافقت کرنے والا اور جملہ فضائل و مکارم کا جامع اور دشمنان خدا کے مقابلے میں نصرت الٰہی سے کامیاب ہونے والا اور تمام علوم پر حاوی اور اسکے دوستوں کا دوست اور اس کے دشمنوں کا دشمن اور اعمال خیر کا بجالانے والا اور اعمال بد کا ترک کرنے والا اور شیطان کا ذلیل و خوار کرنے والا اور سرکش بدکاروں کو دفع کرنے والا اور محمدؐ کا نفس اور مصیبتوں کے وقت اس کی سپر بنایا ہے کریں اور میرا بھائی علیؑ ابن ابیطالب جو بندۂ رب الارباب اور تمام صاحبان عقل و ہوش سے افضل اور علوم قرآنی پر حاوی اور بعد محمدؐ کے خدائے عزیز و وہاب کا برگزیدہ ہے وہ تو اس بات پر ایمان لائے ہیں کہ قبر میں نعمتیں ملتی ہیں اور خدا ان سے اپنے دوستوں کو حظ وافر عطا کرتا ہے نیز قبر میں عذاب ملتے ہیں کہ اس سے اپنے دشمنوں کی شقاوت اور بدبختی کو زیادہ کرتا ہے کیونکہ شخص مومن جو محمدؐ اور اس کی آلِ اطہار کو دوست رکھتا ہے اور بعد محمدؐ کے علیؑ کو اپنا امام اور پیشوا قرار دیتا ہے کہ اسکی مانند رفتار کرتا ہے اور اسکو اپنا ایسا سردار مقرر کرتا ہے کہ اس کے اقوال کی تصدیق کرتا ہے اور اس کے افعال کو پسندیدہ اور درست جانتا ہے اور امور دین کی حفاظت و نگہبانی جو امام اس کی ذریت اطہار میں سے ہیں ان کی اطاعت و فرمانبرداری کر کے اسکی طاعت بجالاتا ہے جب حکم خدا (موت) جس کو کوئی نہیں ٹال سکتا اسکے پاس آتا ہے اور قضائے الٰہی جو کبھی رد نہیں ہوسکتی اس پر وارد ہوتی ہے اور ملک الموت اپنے اعوان و انصار سمیت اس کے پاس آتا ہے تو کیا دیکھتا ہے کہ محمدؐ رسول اللہ اس شخص کے سر کے ایک طرف موجود ہیں۔ اور علیؑ سید الاوصیا دوسری طرف ہیں اور پاؤں کے پاس ایک طرف سبط سید الانبیا حسنؑ اور دوسری طرف سید الشہدا حسینؑ موجود ہیں اور ان کے بعد ان کے برگزیدگان خاص اور وہ دوست جو سادات آل محمدؐ کے بعد اس اُمت کے سردار ہیں اس کے ارد گرد موجود ہیں اور وہ بیمار مومن ان کو دیکھتا ہے اور ان سے ہمکلام ہوتا ہے مگر خدا اسکی آواز کو حاضرین کے کانوں تک نہیں پہنچنے دیتا جیسا کہ ہم اہلبیتؑ اور ہمارے خاص اصحاب کی رویت کو ان کی آنکھوں سے پوشیدہ رکھتا ہے تاکہ اس بات پر ان کے ایمان لانے کا ثواب اس امر میں ان کی محنت شدید کے

متحمل ہونے کے باعث بہت بڑھ جائے پس وہ مومن کہتا ہے یا رسولؐ اللہ میرے ماں باپ آپ پر سے فدا ہوں اور اے وصئ رسولؐ رحمت۔ میرے ماں باپ آپ پر سے فدا ہوں اور اے حضرت محمدؐ کے شیر واور اسکے خرغامو اور اس کے بیٹو اور نواسو اور جوانان بہشت رحو رحمت الٰہی اور رضوان خداوندی کے مقرب ہیں اکے سردار و میرے ماں باپ آپؑ دونو پر سے فدا ہوں پھر اصحاب کی طرف مخاطب ہو کر کہتا ہے اے حضرت محمدؐ اور علیؑ اور ان کے دونو بیٹوں کے اصحاب مرحبا میں تمہاری زیارت کا کمال مشتاق تھا اور اسوقت تمہارے تشریف لانے سے مجھ کو نہایت خوشی ہوئی یا رسولؐ اللہ یہ ملک الموت قبض رُوح کے لئے میرے پاس آیا ہے اور مجھے اس امر میں کچھ شک نہیں ہے کہ میری جلالت قدر اس فرشتے کے سینے میں موجود ہے اس لئے کہ میں آپ کو اور آپ کے بھائی علیؑ کو دوست رکھتا ہوں تب رسولؐ اللہ ملک الموت سے فرماتے ہیں ہمارے غلام اور خادم اور محب اور ہماری عزت کرنے والے سے احسان کرنے میں وصیت خدا پر عمل کرو۔ ملک الموت عرض کرتے ہیں یا رسولؐ اللہ آپ اس مومن کو حکم دیں کہ وہ نظر اُٹھا کر اُن نعمتوں کو دیکھے جو بہشت میں اس کے لئے مہیا کی گئی ہیں۔ حضرتؐ اسکو اُوپر کی طرف دیکھنے کا حکم فرماتے ہیں جب وہ آنکھ اُٹھا کر دیکھتا ہے تو اس قدر نعمتیں نظر آتی ہیں کہ عقل ان پر احاطہ نہیں کر سکتی اور شمار و حساب میں نہیں آسکتیں۔ پھر ملک الموت کہتا ہے کہ میں ایسے شخص سے نرمی کیونکر نہ برتوں جس کا ثواب اس قدر بے حد و بیشمار ہو اور حضرت محمدؐ اور ان کی عترت اطہار اس کی ملاقات کے لئے قدم رنجہ فرمائیں اگر اللہ تعالیٰ نے موت کو ایک سخت مرحلہ نہ بنایا ہوتا کہ اسکے عبور کئے بغیر جنت میں نہیں پہنچ سکتے تو میں ہرگز اس مومن کی رُوح کو قبض نہ کرتا مگر حضرتؐ کے اس خادم اور محب کے لئے آپ اور دیگر انبیاء و رسل اور اولیاء کا سا طریقہ عمل میں لایا جائیگا کہ ان کو حکم خدا سے موت کا ذائقہ چکھایا گیا پھر آنحضرتؐ ملک الموت سے فرماتے ہیں ہم اپنے اس بھائی کو تیرے حوالے کرتے ہیں۔ اس سے اچھا سلوک کرنا یہ فرما کر آپ اپنے ہمراہیوں سمیت جنت کی طرف تشریف لے جاتے ہیں اور اس مومن کی آنکھوں کے سامنے سے حجاب اور پردے اُٹھ جاتے ہیں اور وہ ان حضرات کو اپنے بستر سے چلے جانے کے بعد دیکھتا ہے اور ملک الموت سے کہتا ہے۔ اے

ملک الموت میری روح کو بہت جلد قبض کرلے اور مجھ کو یہاں مت ٹھیرا کیونکہ اب مجھ کو آنحضرتؐ اور ان کی عترتؑ اطہار کی تاب مفارقت نہیں ہے اور جلد ان سے ملحق کر۔ تب ملک الموت اس کی رُوح کو قبض کرلیتا ہے اور اسکو اس کے بدن سے ایسی آسانی سے کھینچتا ہے جیسے آٹے میں سے بال کھینچ لیتے ہیں اگرچہ بظاہر تم دیکھتے ہو کہ وہ نہایت تکلیف میں مبتلا ہے مگر درحقیقت نہایت آرام اور لذت میں ہے اور جب بندۂ مومن قبر میں داخل ہوتا ہے تو اسی طرح ان حضراتؑ کو وہاں بھی موجود پاتا ہے اور جب مُنکر و نکیر اس کے پاس آتے ہیں تو ایک دوسرے سے کہتا ہے یہ حضرت محمدؐ و علیؑ و حسنؑ و حسینؑ اور ان کے نیک اصحاب اس شخص کے پاس موجود ہیں ہم کو لازم ہے کہ ان حضراتؑ کی تعظیم و تکریم بجا لائیں یہ کہہ کر دونو آتے ہیں اور پہلے جُدا گانہ محمدؐ پر کامل سلام و درود عرض کرتے ہیں۔ پھر علیؑ پر بعد ازاں ہمارے باقی ہمراہیوں پر جو اصحابیوں میں سے ہمارے ساتھ ہوتے ہیں سلام کرتے ہیں پھر کہتے ہیں یارسولؐ اللہ ہم نے آپ کا اپنے اصحاب خاص سمیت اپنے خادم اور غلام کی ملاقات کو تشریف لانا معلوم کیا مگر جو اللہ تعالےٰ کو اس شخص کے فضائل کا اظہار ان فرشتوں کے سامنے جو یہاں موجود ہیں اور جو اس کے بعد ہم سے سنیں گے منظور نہ ہوتا تو ہم ہرگز اس سے سوال نہ کرتے لیکن امر الٰہی کا بجا لانا ضروری ہے اسلئے مجبوراً ہم اس سے سوال کرتے ہیں آخرکار وہ اس سے کہتے ہیں تیرا پروردگار کون ہے اور تیرا دین کیا ہے اور تیرا نبی کون ہے اور تیرا امام کون ہے اور تیرا قبلہ کونسا ہے اور تیرے بھائی کون ہیں وہ شخص جواب دیتا ہے اللہ میرا پروردگار ہے اور محمدؐ میرا نبی ہے اور علیؑ وصی محمدؐ میرا امام ہے اور کعبہ میرا قبلہ ہے اور اسلام میرا دین ہے اور مومنین جو محمدؐ اور علیؑ اور ان دونو کے دوستوں کو دوست رکھتے ہیں اور انکے دشمنوں کو دشمن رکھتے ہیں وہ میرے بھائی ہیں اور مَیں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا اور کوئی قابل پرستش نہیں ہے وہ ایک ہے کوئی اُس کا شریک نہیں ہے اور مَیں گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اس کا بندہ اور رسولؐ ہے اور اس کا بھائی علیؑ ولیٔ خدا ہے اور جنکو اس کی عترتِ اطہارؑ اور ذرّیت اخیار میں سے امامت پر نصب کیا ہے وہ سب اُمّت کے خلیفہ اور حق کے والی اور عدل کے بہت قائم کرنے والے ہیں اس مومن کی یہ تقریر سُن کر مُنکر و نکیر اس سے کہتے ہیں تُو نے اسی اعتقاد پر زندگی بسر کی اور اسی پر

حضرت معصومینؑ کا قبر میں تشریف لانا

فوت ہوا اور انشاء اللہ اسی پر قیامت میں اُٹھایا جائیگا اور جسکو تُو دوست رکھتا ہے اسکے ہمراہ کرامت و رحمت الٰہی کی منزل میں جاگزین ہوگا پھر آنحضرتؐ نے فرمایا کہ جو کوئی ہمارے دوستوں کا دشمن اور ہمارے دشمنوں کا دوست ہو اور ہمارے مخالفوں کو ہمارے القاب سے ملقب کرتا ہو جب ملک الموت قبض رُوح کے لئے اسکے پاس آتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس مرد فاجر کے سامنے اسکے سرداروں کو جن کو وہ ماسوا خدا کے اپنا پروردگار مانتا تھا ایسی حالت میں متمثل کرتا ہے کہ وہ ایسے سخت عذابہائے گوناگوں میں مبتلا ہوتے ہیں کہ ان کی طرف آنکھ اُٹھا کر دیکھنا ہی اسکو ہلاکت کے قریب کر دیتا ہے اور ان کے عذاب کی حرارت برابر اس کو پہنچتی رہتی ہے۔ جس کی وہ تاب نہیں لا سکتا تب ملک الموت اس سے مخاطب ہو کر کہتا ہے اے فاجر و کافر تو نے دوستان خدا کو ترک کیا اور دشمنان خدا کو اختیار کیا آج وہ کچھ بھی تیری امداد نہیں کر سکتے اور تیری خلاصی کی کوئی سبیل نہیں ہے اس وقت اس پر اس قدر عذاب الٰہی نازل ہوتا ہے کہ اگر وہ تمام اہل دُنیا پر تقسیم کیا جائے تو سب کو ہلاک کر ڈالے پھر جب قبر میں ڈالا جاتا ہے تو اپنی قبر کی طرف جنت کا ایک دروازہ کھُلا ہوا دیکھتا ہے اور اس میں سے بہشت کی نعمتیں اور اس کی نفیس چیزیں اس کو نظر آتی ہیں تب مُنکر و نکیر اس سے کہتے ہیں ادھر دیکھو جس کے لئے تو ان نعمتوں سے محروم کیا گیا ہے بعد ازاں اس کے لئے قبر میں دوزخ کا ایک دروازہ کھولا جاتا ہے جس میں سے آتش جہنم کا عذاب اس کی قبر میں داخل ہوتا ہے تب وہ شخص کہتا ہے اے پروردگار قیامت نہ قائم کر (یعنی وہ شخص اس عذاب کو دیکھ کر سمجھتا ہے کہ قیامت قائم ہوگئی اس لئے اس سے احتراز کی دعا کرتا ہے)۔

قولہ عز وجل هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ لَکُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا ثُمَّ اسْتَوٰۤی اِلَی السَّمَآءِ فَسَوّٰهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَهُوَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ یعنی وہ خدا وہ ہے جس نے تمہارے لئے زمین کی تمام چیزوں کو پیدا کیا پھر آسمان کے پیدا کرنے کا قصد کیا اور ان کو سات آسمان درست کیا اور وہ ہر چیز کا عالم ہے۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے بیان کیا کہ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا ہے هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ لَکُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا یعنی وہ خدا ہے جس نے تمہارے لئے زمین کی

تمام چیزیں پیدا کیں تاکہ تم ان کو دیکھ کر عبرت پکڑو اور اس کی خوشنودی اور رضامندی حاصل کرو اور عذاب دوزخ سے محفوظ رہو ثُمَّ اسْتَوٰىٓ اِلَى السَّمَآءِ یعنی پھر آسمانوں کا پیدا کرنا اور ان کو مضبوط کرنا شروع کیا اور ان کو سات آسمان بنایا وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ یعنی اور وہ ہر چیز سے خبردار ہے اور اس کو کل اشیا کا علم ہونے سے علم مصالح مراد ہے پس اے بنی آدم جو کچھ کہ زمین میں موجود ہے وہ سب کچھ تمہاری مصلحتوں کے لئے پیدا کیا گیا ہے ۔

قولہ عزوجل وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّىْ جَاعِلٌ فِى الْاَرْضِ خَلِيْفَةً ؕ قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِيْهَا مَنْ يُّفْسِدُ فِيْهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَآءَ ۚ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ ؕ قَالَ اِنِّىْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ فَقَالَ اَنْۢبِئُوْنِىْ بِاَسْمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ۝ قَالَ يٰٓاٰدَمُ اَنْۢبِئْهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ ۚ فَلَمَّآ اَنْۢبَاَهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ ۙ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّىْٓ اَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۙ وَاَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ ۝

یعنی اور یاد کر اے محمد اُس وقت کو جبکہ تیرے پروردگار نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں زمین میں اپنا نائب مقرر کرنے والا ہوں انہوں نے عرض کی کیا تو اس شخص کو نائب کریگا جو زمین میں فساد اور خونریزی کرے اور ہم تیری حمد کے ساتھ تسبیح کرتے ہیں اور تیری پاکیزگی بیان کرتے ہیں۔ فرمایا میں اُس بات کو جانتا ہوں جو تم کو معلوم نہیں ہے اور خدا نے حضرت آدم کو تمام چیزوں کے نام تعلیم کئے۔ پھر حضرت نے وہ نام ملائکہ کے سامنے پیش کرکے کہا کہ مجھ کو ان چیزوں کے ناموں سے مطلع کرو اگر تم اپنے قول میں سچے ہو انہوں نے عرض کی کہ اے خدا ہم سوائے اس کے کہ جو تُو نے ہم کو سکھایا ہے اور کچھ نہیں جانتے بے شک تُو ہی صاحب علم و حکمت ہے۔ فرمایا اے آدم ان کو ان ناموں سے مطلع کر جب حضرت آدم نے ان کو ان ناموں سے خبردار کیا تو خدا نے فرمایا کہ میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ میں آسمانوں اور زمین کی پوشیدہ باتوں کو جانتا ہوں اور جو باتیں تم ظاہر کرتے ہو اور جن چیزوں کو تم چھپاتے ہو اُن کو بھی جانتا ہوں ۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ جب اُن سے کہا گیا۔ هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ لَکُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا آخر آیۃ... تو انہوں نے عرض کی کہ یہ کب وقوع میں آیا تھا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے جواب میں فرمایا کہ یہ تمام چیزیں جو زمین میں موجود ہیں یہ سب تمہارے لئے اس وقت پیدا کی گئی تھیں جبکہ تیرے پروردگار نے ان فرشتوں سے جو ابلیس کے ہمراہ زمین پر رہتے تھے اور اُنہوں نے جنوں کو جو بنی جان ہیں زمین سے نکالا تھا اور عبادت خدا اُن پر ہلکی اور آسان ہو گئی تھی فرمایا تھا اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً میں تمہاری عوض زمین میں اپنا نائب مقرر کرنے والا ہوں اور تم کو وہاں سے الگ کر کے آسمان پر بلا لونگا یہ بات ان کو نہایت شاق گزری اس لئے کہ وہ جانتے تھے کہ جب ہم آسمان پر واپس چلے جائیں گے تو عبادت خدا ہم پر بہت ثقیل اور دُشوار کر دی جائیگی فَقَالُوْا بنابریں انہوں نے عرض کی کہ اے پروردگار اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا وَیَسْفِكُ الدِّمَآءَ آیا تو ایسے شخص کو نائب اور خلیفہ مقرر کریگا جو زمین میں فساد برپا کرے گا اور خُوں ریزی کریگا جیسا کہ بنی جان کیا کرتے تھے جن کو ہم نے زمین سے نکالا ہے وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ حالانکہ ہم تیری ذات کی ان صفات سے جو تیرے لایق اور سزاوار نہیں ہیں پاکی بیان کرتے ہیں وَنُقَدِّسُ لَكَ اور تیری زمین کو ان لوگوں سے پاک کرتے ہیں جو تیری نافرمانی اور عصیان کے مرتکب ہوتے ہیں جب اللہ تعالےٰ نے ان فرشتوں کا یہ کلام سُنا تو قَالَ ان کے جواب میں ارشاد فرمایا اِنِّیْ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ اس خُوبی اور بہتری کو جو اس شخص کے مقرر کرنے میں ہے جسکو میں تمہاری عوض خلیفہ کرونگا میں ہی جانتا ہوں جو تم کو معلوم نہیں ہے نیز مجھ کو یہ بھی معلوم ہے کہ تم میں ایک شخص ایسا موجود ہے جو باطن میں کافر ہے اور تم نہیں جانتے اور وہ ابلیس ملعون ہے وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا اور آدمؑ کو کل نام تعلیم کئے یعنی تمام انبیاء اور محمدؐ۔ علیؑ۔ فاطمہؑ۔ حسنؑ۔ حسینؑ اور باقی ائمہ طیبین وطاہرینؑ اور ان کے برگزیدہ شیعوں اور ان کے سرکش اور نافرمان دشمنوں کے نام خدا نے حضرت آدمؑ کو سکھائے۔

ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ پھر ان کو ملائکہ کے سامنے پیش کیا یعنی محمدؐ اور علیؑ اور ائمہ اطہار کے پُتلوں کو جو عالم ارواح میں چند نُور تھے ملائکہ کے سامنے پیش کیا فَقَالَ اَنْۢبِئُوْنِیْ

بِاَسْمَاءِ هٰؤُلَاءِ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ اور فرمایا کہ ان کے نام بتاؤ اگر تم اپنے اس قول میں سچے ہو کہ ہم تسبیح اور تقدیس کرتے ہیں اور ہمارا زمین میں رکھنا ان لوگوں کی نسبت بہتر ہے۔ جو ہمارے بعد مقرر ہونگے یعنی جیسا کہ تم اس شخص کے پوشیدہ حال سے واقف نہیں ہوئے جو تم میں موجود ہے تو ان لوگوں کے پوشیدہ حالات جو ابھی تک پیدا ہی نہیں ہوئے بدرجہا و لئے نہ پہچانو گے جس طرح ان چند اشخاص کے ناموں کو جو تمہارے سامنے ہیں نہیں پہچانتے ہو قَالُوْا سُبْحَانَكَ لَا عِلْمَ لَنَا اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ تب ملائکہ نے عرض کی اے خدا تو پاک ہے ہم کو سوائے اسکے جو تو نے ہم کو سکھایا ہے اور کسی چیز کا علم نہیں ہے اور تو ہی علیم یعنی سب چیزوں کا جاننے والا اور حکیم یعنی ہر کام میں درستی اور صواب کو عمل میں لانے والا ہے تب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ سے ارشاد فرمایا یٰاٰدَمُ اَنْبِئْهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ اے آدم ان فرشتوں کو ان پیغمبروں اور اماموں کے ناموں سے مطلع کرو فَلَمَّا اَنْبَاَهُمْ پس جب حضرت آدمؑ نے ان کو ان کے ناموں سے خبردار کیا تب انہوں نے پہچانا بعد ازاں ان سے عہد و پیمان لیا کہ ان حضرات پر ایمان لائیں اور ان کو اپنے سے افضل اور برتر سمجھیں قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّیْۤ اَعْلَمُ غَیْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اس وقت اللہ تعالیٰ نے ان فرشتوں سے فرمایا کہ میں نے نہیں کہا تھا کہ میں ہی آسمان اور زمین دونو کے پوشیدہ امور کو جانتا ہوں وَاَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ اور ان چیزوں کو جانتا ہوں جو تم ظاہر کرتے ہو اور جو تم پوشیدہ رکھتے ہو اور ابلیس کے اس عقیدے سے بھی واقف ہوں کہ اگر اس کو آدمؑ کی متابعت کا حکم دونگا تو وہ انکار کرے گا اور اگر اس مردود کو آدمؑ پر مسلط کروں گا تو اس کو ہلاک کرے گا اور تمہارے اس اعتقاد کو بھی جانتا ہوں کہ ہمارے بعد کوئی مخلوق ایسی پیدا نہ ہوگی جو ہم سے افضل ہو بلکہ محمدؐ اور اس کی آل اطہارؑ جن کے ناموں سے آدمؑ نے تم کو واقف کیا ہے تم سب سے افضل اور بہتر ہیں ؛

قولہ عزوجل وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْۤا اِلَّاۤ اِبْلِیْسَ اَبٰى وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِیْنَ ؁ اور اے محمدؐ اس وقت کو یاد کرو جبکہ ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدمؑ کو سجدہ کرو سب فرشتوں نے تو سجدہ کیا مگر ابلیس نے سجدہ کرنے سے انکار کیا اور

تکبر کیا اور وہ مردود پہلے ہی کافر تھا۔

امام ابو محمد حسن عسکریؑ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے فرماتا ہے کہ جو چیزیں زمین میں موجود ہیں اور وہ سب تمہارے لئے پیدا کی گئی ہیں وہ اسوقت پیدا کی گئی تھیں جبکہ ہم نے فرشتوں کو حکم دیا تھا کہ آدمؑ کو سجدہ کریں یعنی اسوقت یہ سب چیزیں تمہاری خاطر پیدا کی گئیں۔

پھر امام علیہ السلام نے فرمایا کہ جب امام حسینؑ اپنے ہمراہیوں سمیت لشکر شام کی محنت شرنج میں مبتلا ہوئے جنہوں نے اس امام مظلوم کو شہید کیا اور ان کے سر اقدس کو نیزے پر علم کیا اسوقت اس جنابؑ نے اپنے لشکریوں سے مخاطب ہو کر فرمایا میں نے تم کو اپنی بیعت سے خلاص کیا تم یہاں سے چلے جاؤ اور اپنے اہل و عیال اور احباب سے جا ملو۔ اور اپنی اہلبیت سے فرمایا تم کو بھی میری مفارقت حلال ہے کیونکہ دشمن کی جمعیت کثیر اور ان کی قوت بہت ہے تم کسی طرح انکے مقابلے کی تاب نہیں لا سکتے نیز ان کو میرے سوا کسی اور سے کچھ سروکار بھی نہیں ہے اس لئے تم کو مناسب ہے کہ مجھ کو تنہا چھوڑ کر یہاں سے چلے جاؤ کیونکہ حق تعالےٰ میری اعانت کریگا اور اپنی نظر رحمت سے مجھ کو محروم نہ رکھیگا جیسا کہ ہمارے اسلاف طاہرین پر ہمیشہ اپنا لطف و کرم کرتا رہا ہے۔ امام مظلوم کا یہ ارشاد سُن کر لشکریوں نے تو آپکا ساتھ چھوڑ دیا۔ مگر اہل و عیال اور قریشی رشتہ داروں نے اس امر سے انکار کیا اور عرض کی کہ ہم آپ کا ساتھ نہ چھوڑینگے کیونکہ آپ کے غمگین ہونے سے ہم غمگین ہوتے ہیں اور آپ کے رنج سے ہم کو رنج ہوتا ہے اور آپ کی خدمت میں رہنا ہی ہمارے لئے قُرب خدا کے حصول کا باعث ہے۔ جب امام مظلوم نے ان کا یہ کلام سُنا تو فرمایا کہ اگر تم نے اپنے نفسوں کو اس امر پر قائم کر لیا ہے جس پر کہ میں نے اپنے نفس کو قائم کیا ہے تو تم جان لو کہ اللہ تعالےٰ اپنے بندوں کو رنج و تکلیف کے متحمل ہونے پر ہی منازل شریفہ عطا فرماتا ہے اور اگرچہ اس نے مجھ کو میرے بزرگان اہلبیتؑ کے ساتھ جن میں سے فقط ایک مَیں ہی دُنیا میں باقی رہ گیا ہوں ایسی کرامتوں اور بزرگیوں سے مخصوص کیا ہے کہ ان کے ہوتے سختیوں اور تکلیفوں کا جھیلنا مجھ پر آسان اور سہل ہے مگر کرامات الہٰی سے تم کو بھی کچھ حصہ ضرور ملیگا اور یہ بھی سمجھ لو کہ دُنیا کی شیرینی اور تلخی بمنزلہ خواب کے ہے اور بیداری آخرت میں ہو گی اور کامگار اور بہرہ ور وہ شخص ہے جو آخرت

میں بہرہ مند ہوا ور بدبخت اور شقی وہ شخص ہے جو آخرت میں بدبخت اور شقی ہو۔ اور اے میرے دوستو اور محبو اور ہمارے دامن کو مضبوط پکڑنے والو اگر تم چاہو تو میں تم کو اپنے اور تمہارے ابتدائی امر سے مطلع کروں تاکہ تم کو ان تکالیف شاقہ کا جن کا تم نے سامنا کیا ہے برداشت کرنا آسان اور سہل ہو جائے سب نے عرض کی کہ اے فرزند رسولؐ ہاں بیان فرمائیے فرمایا جب خداوند متعال نے حضرت آدمؑ کو پیدا کیا اور درست کر کے تمام اشیاء کے نام ان کو تعلیم کئے اور ان کو فرشتوں کے سامنے پیش کیا تو محمدؐ۔ علیؑ۔ فاطمہؑ۔ حسنؑ اور حسینؑ کے پانچوں پتلوں کو حضرت آدمؑ کی پشت میں رکھا اور ان کے نور آسمانوں کے کناروں اور حجابوں اور بہشت اور کرسی اور عرش کو منور رکھتے تھے پھر خدا نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدمؑ کو تعظیمی سجدہ کریں اس لئے کہ میں نے ان اشباح خمسہ یعنی پانچوں پتلوں کو جن کے نور نے تمام عالم کو منور کر رکھا ہے اس کی پشت میں قرار دے کر اس کو فضیلت دی ہے یہ حکم رب العزت پاتے ہی سب فرشتوں نے آدمؑ کو سجدہ کیا مگر ابلیس نے حق تعالیٰ کی جلال عظمت اور ہم اہلبیتؑ کے نور کے آگے متواضع ہونے سے انکار کیا حالانکہ سب فرشتوں نے ان کے آگے عاجزی اور فروتنی کا اظہار کیا مگر اُس نے تکبر کیا اور اپنے آپ کو بلند رتبہ خیال کیا اور اسی انکار اور تکبر کی وجہ سے کافروں میں شامل ہوا۔

امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ مجھ سے میرے باپ حسین مظلوم علیہ السلام نے حدیث بیان کی ہے کہ جناب رسالتمآبؐ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اے بندگان خدا جب اللہ تعالیٰ نے ہمارے اشباح خمسہ کو بالائے عرش سے پشت آدمؑ میں منتقل کیا تو انہوں نے ہمارے نوروں کو تو دیکھا مگر پتلے نظر نہ آئے تب بارگاہ الٰہی میں عرض کی اے خدا یہ انوار کیسے ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ اُن کے پتلوں کے نور ہیں جن کو میں نے اپنے عرش سے جو اشرف مقامات ہے تیری پشت میں منتقل کیا ہے اور چونکہ تو ان پتلوں کا ظرف قرار دیا گیا اس لئے میں نے ملائکہ کو حکم دیا کہ وہ تجھ کو سجدہ کریں یہ ارشاد باری تعالیٰ سن کر آدمؑ نے بارگاہ احدیت میں عرض کی میں اُن کے دیکھنے کی آرزو رکھتا ہوں ارشاد ہوا اے آدمؑ عرش کی طرف آنکھ اٹھا انہوں نے اوپر کو نگاہ کی اور ہمارے پتلوں کا نور پشت آدمؑ سے بالائے عرش پر پڑا اور ان کا عکس

اس میں صورت پذیر ہوا جیسے انسان کا چہرہ صاف آئینہ میں منعکس ہوا کرتا ہے۔ تب آدمؑ نے ہمارے اشباحؑ کو دیکھا اور عرض کی یا اللہ یہ اشباح کیسے ہیں فرمایا لے آدمؑ یہ ان شخصوں کے اشباح ہیں جو میری تمام مخلوقات سے افضل اور اعلیٰ ہیں۔ یہ محمدؐ ہے اور مَیں محمود ہوں کہ اپنے تمام افعال میں تعریف کیا گیا ہوں مَیں نے اس کے لئے ایک نام اپنے نام سے مُشتق کیا ہے اور یہ علیؑ ہے اور مَیں علیٰ عظیم ہوں اسکے لئے ایک نام اپنے نام سے مشتق کیا ہے اور مَیں فاطر السموات والارض (یعنی آسمانوں اور زمینوں کا پیدا کرنے والا) ہوں اور یہ فاطمہؑ یعنی قیامت کے دن میرے دشمنوں کو میری رحمت سے الگ کرنے والی ہے اور میرے دستوں کو ان اسباب سے جُدا کرنے والی ہے جو ان کے لئے عیب اور بدکاری کا باعث ہیں پس اس کے لئے ایک نام اپنے نام سے مشتق کیا ہے اور یہ حسنؑ ہے اور یہ حسینؑ ہے اور مَیں محسن (احسان کرنے والا) اور مُجمل (نیکی کرنے والا) ہوں ان دونو کے نام بھی اپنے نام سے مشتق کئے ہیں یہ پانچوں تن میری مخلوق میں منتخب اور سب سے افضل اور اکرم ہیں ان ہی کے سبب میں طاعات وعبادات خلایق کو قبول کرونگا اور انہی کے سبب بخشش کرونگا اور انہی کی خاطر عذاب کرونگا اور انہی کے باعث ثواب دونگا پس اے آدمؑ تو بھی میری درگاہ میں ان کو اپنا وسیلہ بنا اور جب تو کسی مصیبت میں مبتلا ہو تو ان کو میری جناب میں اپنا شفیع کر اس لئے کہ مَیں نے قسم حق کھائی ہے۔ کہ جو کوئی ان کے توسّل سے اپنی آرزو مجھ سے طلب کریگا اس کو کبھی محروم نہ رکھونگا اور جو سائل ان سے متوسّل ہو کر سوال کریگا اس کے سوال کو کبھی رد نہ کرونگا ۔

امامؑ فرماتے ہیں کہ یہی سبب ہے کہ جب حضرت آدمؑ سے خطا (ترک اولیٰ) سرزد ہوئی اور اس نے ان حضرات خمسہ (پنجتنؑ) کا واسطہ دے کر خدا سے دُعا کی تو اللہ تعالیٰ نے اس کی توبہ کو قبول کیا اور خطا معاف کر دی ۔

قولہ عزوجل وَقُلْنَا يَاآدَمُ اسْكُنْ أَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هَٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُونَا مِنَ الظَّالِمِينَ ۝

لہ اشباح شبح کی جمع شبح معنے پُتلا۔ مترجم

فَأَزَلَّهُمَا الشَّيْطَانُ عَنْهَا فَأَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيهِ وَقُلْنَا اهْبِطُوا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَمَتَاعٌ إِلَىٰ حِينٍ فَتَلَقَّىٰ آدَمُ مِن رَّبِّهِ كَلِمَاتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ إِنَّهُ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ۝ قُلْنَا اهْبِطُوا مِنْهَا جَمِيعًا فَإِمَّا يَأْتِيَنَّكُم مِّنِّي هُدًى فَمَن تَبِعَ هُدَايَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۝

یعنی اور ہم نے کہا کہ اے آدمؑ تو اور تیری بیوی بہشت میں رہو اور اس کے میوؤں اور کھانوں کو جہاں سے تمہارا جی چاہے خوب سیر ہو کر اور فراغت سے کھاؤ اور اس درخت کے نزدیک نہ جاؤ ورنہ تم ظالم بن جاؤ گے مگر شیطان نے ان دونو کو پھسلایا اور ان کو جنت سے نکال دیا اور ہم نے کہا کہ اے آدمؑ اور حواؑ اور ابلیس تم بہشت سے نیچے اُترو کہ تم میں سے بعض کے بعض دشمن ہیں اور تمہارے واسطے زمین ایک مدت مقررہ تک قرارگاہ اور جائے استفادہ ہے اور آدمؑ نے اپنے پروردگار سے کلمات سیکھے پس خدا نے اس کی توبہ قبول کی کیونکہ وہی توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے ہم نے کہا کہ تم سب بہشت سے نیچے اُترو پس اگر تمہارے پاس میری طرف سے ہدایت آئے تو جو لوگ میری ہدایت کو مانیں گے ان کو نہ تو کسی قسم کا خوف ہے اور نہ وہ کبھی محزون و مغموم ہونگے اور جو لوگ کُفر اختیار کرینگے اور ہماری آیات کو جھُٹلائینگے وہ اہل دوزخ سے ہیں اور ہمیشہ اسی میں پڑے رہینگے۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے ابلیس کو اسکے انکار کے باعث ملعون قرار دیا اور فرشتوں کو حضرت آدمؑ کو انکے سجدہ کرنے اور اپنی اطاعت و فرمانبرداری بجالانیکے سبب معزز اور مکرم فرمایا تو حضرت آدمؑ اور حواؑ کو بہشت میں جانے کا حکم دیا اور ارشاد فرمایا۔

يَا آدَمُ اسْكُنْ أَنتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هَٰذِهِ الشَّجَرَةَ یعنی اے آدمؑ تو اور تیری بیوی جنت میں جا رہو اور اس میں سے فارغ البالی کے ساتھ بلا مشقت جہاں سے تمہارا جی چاہے کھاؤ اور اس درخت کے نزدیک مت جاؤ یعنی درخت علم محمدؐ و آل محمدؐ کے کہ ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنی تمام مخلوق میں سے اس درخت کے ساتھ مخصوص کیا تھا اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَلَا تَقْرَبَا هَٰذِهِ الشَّجَرَةَ یعنی شجرۂ علم کے نزدیک نہ

وہ درخت جس سے آدمؑ کو منع کیا گیا تھا درخت علم محمدؐ و آل محمدؐ تھا

جاؤ کیونکہ وہ صرف محمدؐ اور ان کی آلؑ اطہار کے لئے مخصوص تھا اور ان کے سوا اور کسی اور کو اس سے کچھ علاقہ نہ تھا اور بحکم خدا سے وہی اس درخت کے پھلوں کو تناول کر سکتے تھے۔ اور مسکین۔ یتیم و اسیر کو کھانا کھلانے کے بعد جو آنحضرتؐ اور علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنؑ اور حسینؑ نے تناول کیا تھا وہ اسی درخت کا میوہ تھا کہ اس کے بعد ان کو بھوک اور پیاس اور کسی قسم کی اذیت اور تکلیف محسوس نہ ہوئی اور وہ درخت اس بات میں جنت کے سب درختوں سے ممتاز تھا کہ اس کے سوا ہر قسم کے درختوں پر صرف ایک طرح کے پھل اور کھانے پائے جاتے تھے اور اس درخت پر اور اس قسم کے تمام اور درختوں پر گیہوں۔ انگور۔ انجیر۔ عناب اور تمام اقسام کے میوے اور کھانے موجود تھے یہی سبب ہے کہ بیان کرنے والوں نے اس درخت میں اختلاف کیا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ وہ گیہوں کا درخت تھا اور بعض نے درخت انگور بیان کیا ہے بعض نے انجیر کا اور کسی نے عناب کا بتایا ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ کہ تم محمدؐ اور آل محمدؐ کے درجۂ فضیلت کی آرزو میں اس درخت کے نزدیک مت جاؤ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی تمام مخلوق میں سے صرف انہی کے لئے یہ درجہ خاص کیا ہے اور یہ ایسا درخت ہے کہ جو کوئی خدا کی اجازت سے اسکے میوے کو کھائے علم اولین و آخرین بغیر سیکھے اسکے دل میں ڈال دیا جاتا ہے اور جو کوئی بلا اجازت کھائے وہ اپنی مراد کو نہ پہنچیگا اور اپنے پروردگار کا نافرمان ٹھیریگا۔ فَتَكُونَا مِنَ الظّٰلِمِينَ اگر تم ایسا کروگے تو ارتکاب معصیت اور اس درجہ کی آرزو کرنے کے سبب جسکو میں نے تمہارے سوا کسی اور کیلئے پسند کیا ہے تم دونو ظالم بن جاؤ گے جبکہ تم بلا حکم خدا اسکی خواہش کروگے پھر خدا فرماتا ہے فَأَزَلَّهُمَا الشَّيْطَانُ عَنْهَا پس شیطان نے ان دونو کو اپنے وسوسے اور مکر اور فریب اور دھوکا دینے سے جنت سے پھسلا یا اس طرح پر کہ پہلے حضرت آدمؑ کے پاس آکر کہنے لگا کہ مَا نَهٰكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ إِلَّا أَنْ تَكُونَا مَلَكَيْنِ خدا نے تم دونو کو اس لئے اس درخت سے منع کیا ہے کہ اگر تم اسکا پھل کھا لوگے تو تم فرشتے بن جاؤ گے اور غیب کا علم تم کو آجائیگا اور تم کو خاصان خدا کی سی قدرت حاصل ہو جائیگی أَوْ تَكُونَا مِنَ الْخَالِدِينَ یا تم ہمیشہ زندہ رہوگے اور کبھی نہ مروگے وَقَاسَمَهُمَا إِنِّي لَكُمَا لَمِنَ النَّاصِحِينَ اور قسم کھا کر کہنے لگا کہ میں تم دونو کو نصیحت کرتا ہوں اور تمہارا خیر خواہ ہوں اور ابلیس اسوقت

سپارہ سورہ ۸

سانپ کے مُنہ میں بیٹھا ہوا تھا اور اس نے اس کو جنت میں داخل کیا تھا اور حضرت آدم کو یہ گمان تھا کہ سانپ ہی مجھ سے باتیں کر رہا ہے اور یہ معلوم نہ تھا کہ ابلیس اس کے مُنہ میں چھپا ہوا ہے یہ بات سُن کر حضرت آدمؑ نے سانپ کو جواب دیا لے سانپ یہ شیطانی وسوسہ ہے ہمارا پروردگار ہمارے ساتھ خیانت کیونکر کر سکتا ہے اور تو یہ خدا کی قسم کھا کر کیونکر اسکی تعظیم کرتا ہے حالانکہ تو اس کو خیانت اور بدخواہی سے منسوب کرتا ہے باوجود اسکے کہ وہ سب کریموں سے زیادہ کریم ہے اور میں کیونکر اس فعل کے مرتکب ہونے کا قصد کروں جس سے اُسنے مجھ کو منع کیا ہے اور اسکے حکم کے بغیر اسکو عمل میں لاؤں جب ابلیس حضرت آدمؑ کی طرف سے مایوس ہوا کہ وہ میرا کہنا نہیں مانتے تو وہ دوسری دفعہ اسی طرح سانپ کے منہ میں بیٹھ کر حضرت حوّاؑ سے مخاطب ہوا کہ ان کو گمان ہوا کہ سانپ مجھ سے باتیں کر رہا ہے لے حوّا تم کو معلوم نہیں کہ خدا نے اس درخت کو جو پہلے تم پر حرام تھا اب حلال کر دیا ہے اسلئے کہ اسنے معلوم کیا کہ تم نے بہت اچھی طرح اسکی اطاعت کی ہے اور اسکے امر کو بزرگ سمجھا ہے اور اسکا ثبوت یہ ہے کہ فرشتے جو اس درخت پر مؤکل ہیں اپنے حربوں سے جنت کے تمام جانوروں کو اسکے پاس جانے سے روکتے ہیں اگر تم وہاں جانے کا ارادہ کروگے تو تم کو منع نہ کرینگے اس سے تم جان لینا کہ وہ تمہارے لئے حلال کر دیا گیا ہے اور سُنو کہ اگر تم آدمؑ سے پہلے کھا لوگی تو ان پر مسلط ہو جاؤ گی اور تمہارے امر و نواہی (احکام) ان پر جاری ہو جائینگے یہ بات سُن کر حضرت حوّا بولیں اب میں بہت جلد اس بات کی آزمائش کرتی ہوں یہ کہہ کر اس درخت کے قریب گئیں فرشتوں نے اپنے حربوں سے ان کو روکنا چاہا اسوقت خدا نے انکی طرف وحی نازل کی اے فرشتو تم اپنے حربوں سے فقط جانوروں کو روکا کرتے ہو جن کو عقل نہیں ہوتی جو ان کو خبردار اور متنبہ کرے مگر جسکو مینے صاحب قدرت با تمیز اور مختار پیدا کیا ہے اسے مت روکو اور اسکی عقل پر چھوڑ دو جو مینے اسکے لئے حجت قرار دی ہے اگر وہ میری فرمانبرداری کریگا تو میرے اجر و ثواب کا مستحق ہوگا اور اگر نافرمانی اور میرے حکم کی مخالفت کریگا تو میرے عقاب و عذاب کا سزاوار ٹھیریگا الغرض انہوں نے حضرت حوّا کو جانے دیا اور انکے سدراہ نہ ہوئے اور اپنے حربے جو انکے روکنے کے لئے نکالے تھے سامنے سے ہٹا لئے یہ دیکھ کر حضرت حوّا نے گمان کیا کہ خدا نے جو ان فرشتوں کو میرے روکنے سے منع کر دیا ہے

تو بیشک اس درخت کو جو پہلے ہم پر حرام تھا اب ہمارے لئے حلال کر دیا ہے اور یہ سمجھ کر کہ سانپ ہی نے
مجھ سے باتیں کی تھیں کہنے لگیں کہ سانپ سچ کہتا تھا اسکے بعد اس درخت کا پھل کھایا اور اپنے نفس میں
اسکے کھانے سے کسی قسم کا تغیر نہ پایا تب آدمؑ سے آکر بیان کیا کہ آیا تم کو معلوم نہیں کہ اس درخت
کو جو پہلے ہم پر حرام تھا اب خدا نے ہمارے لئے حلال کر دیا ہے چنانچہ مینے اسکا پھل کھایا نہ تو
فرشتوں نے جو اسکے محافظ ہیں مجھ کو منع کیا اور نہ اسکے کھانے سے مجھ میں کچھ تبدیلی وقوع میں آئی
اسوقت حضرت آدمؑ بھی دھوکا کھا گئے اور غلطی میں پڑ کر اس درخت کا پھل تناول کیا۔ اب جو ان
دونو کی حالت ہوئی اسکو اللہ تعالیٰ اپنی کتاب مجید میں بیان فرماتا ہے۔ فَاَزَلَّهُمَا الشَّيْطَانُ
عَنْهَا فَاَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيهِ یعنی شیطان نے ان کو جنت سے لغزش میں ڈالا اور
ان کو اپنے وسوسے اور فریب سے بہشت کی نعمتوں میں سے نکالا وَقُلْنَا اور ہم نے کہا کہ لے آدمؑ
و حواؑ اور لے سانپ اور لے ابلیس اهْبِطُوا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ تم زمین کی طرف
اُترو تم میں سے بعض بعضوں کے دشمن ہیں یعنی آدمؑ اور حواؑ اور ان دونو کی اولاد سانپ
اور ابلیس کے دشمن ہیں اور ابلیس اور سانپ اور ان دونو کی اولاد لے آدمؑ و بنی آدم
تمہاری دشمن ہیں وَلَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ اور تمہارے لئے زمین میں منزل اور
جائے معاش وَمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ اور منفعت مرتے دم تک ہے پھر خدا فرماتا ہے فَتَلَقّٰى
اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمَاتٍ پس آدمؑ نے اپنے پروردگار سے کچھ کلمات سیکھے کہ انکو زبان سے
کہے حضرت آدمؑ نے ان کو اپنی زبان پر جاری کیا فَتَابَ عَلَيْهِ پس خدا نے ان کلمات کی
بدولت اسکی توبہ قبول کی اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ کیونکہ وہ توبہ قبول کرنے والا اور
توبہ کرنے والوں پر رحم کرنے والا ہے۔ قُلْنَا اهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِيْعًا پہلے تو خدا نے حکم دیا
تھا کہ وہی دونو آدمؑ و حواؑ جنت سے اُتریں اور دوبارہ امر فرمایا کہ سب کے سب اُترو اور کوئی
ایک دوسرے پر سبقت نہ کرے اور آدمؑ اور حوا کا ہبوط (اُترنا) جنت میں سے ہوا تھا اور سانپ
کا ہبوط بھی وہیں سے تھا کیونکہ وہ جنت کے نیک ترین جانوروں میں سے تھا اور ابلیس کا
ہبوط حوالی جنت سے تھا کیونکہ جنت میں داخل ہونا اس پر حرام تھا۔ فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ
مِّنِّيْ هُدًى پس لے آدمؑ اور ابلیس اگر تمہارے پاس میری طرف سے ہدایت آئے فَمَنْ

تَبِعَ هُدَایَ فَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ تو جو کوئی میری ہدایت کی پیروی کریگا اس کو کسی قسم کا خوف نہ ہوگا جبکہ مخالفت کرنے والے خائف اور ترساں ہونگے اور نہ وہ غمگین ہونگے جبکہ مخالفت کرنے والے اندوہناک اور مغموم ہونگے ۔

امام عالیمقام فرماتے ہیں کہ جب حضرت آدمؑ سے ترک اولےٰ سرزد ہوا اور انہوں نے پروردگار عالم کی جناب میں اپنی تقصیر کا عذر کیا تو عرض کی اے میرے پروردگار میری توبہ قبول کر اور میرا عذر پذیر فرما اور مجھ کو پھر میرا پہلا مرتبہ عطا کر اور اپنے نزدیک میرا درجہ بلند کر کیونکہ اس خطا کا نقص اور اس کی ذلت میرے اعضا اور تمام جسم میں ظاہر ہوگئی ہے اسوقت خداوند متعال نے ارشاد فرمایا اے آدمؑ آیا تجھے یاد نہیں ہے کہ میں نے تجھ کو حکم دیا تھا کہ شدائد مصائب کے وقت اور ایسی بلیات میں جو تجھ کو مضطر اور بیقرار کردیں محمدؐ اور اس کی آل اطہار کا واسطہ دے کر مجھ سے دعا کیا کر حضرت آدمؑ نے عرض کی ہاں اے پروردگار یاد ہے ارشاد فرمایا کہ محمدؐ ۔ علیؑ ۔ فاطمہؑ ۔ حسنؑ ۔ حسینؑ سے خاصکر کے متوسل ہو اور مجھ سے دعا کر میں تیری دعا کو قبول کرونگا اور تیری مراد سے بڑھ کر عطا کرونگا آدمؑ نے عرض کی اے پروردگار اور اے اللہ ان کا مرتبہ تیرے نزدیک اس درجہ کو پہنچا ہے کہ ان کے توسل سے میری توبہ قبول ہوگی اور ان کے واسطے سے میری خطا معاف کی جائیگی حالانکہ تونے فرشتوں کو حکم دیا تھا کہ وہ مجھے سجدہ کریں اور اپنی جنت کو میرے واسطے مباح کیا اور اپنی کنیز حوّاؑ سے میرا نکاح کیا اور اپنے ملائکہ کرام کو میرا خادم مقرر فرمایا اس کے جواب میں خدا نے فرمایا اے آدمؑ میں نے فرشتوں کو صرف اسوجہ سے تجھے تعظیمی سجدہ کرنے کا حکم دیا تھا کہ تو ان پنجتن کے نوروں کا ظرف تھا اور اگر تو اس خطا کے سرزد ہونے سے پہلے ان کا واسطہ دے کر مجھ سے درخواست کرتا کہ مجھ کو خطا سے بچا اور میرے دشمن ابلیس کی خواہشوں سے مجھ کو خبردار کرتا کہ میں اس سے محفوظ رہوں تو ضرور میں تیری اس دعا کو قبول کرتا لیکن جو کچھ میرے علم میں پہلے گزر چکا ہے ویسا ہی ظہور میں آیا ہے اب تو ان کا واسطہ دے کر دعا کر میں ضرور قبول کرونگا تب حضرت آدمؑ نے اس طرح سے دعا کی یا اللہ محمدؐ اور ان کی آل اطہار کے مرتبے کا واسطہ اور محمدؐ ۔ علیؑ ۔ فاطمہؑ ۔ حسنؑ ۔ حسینؑ اور ان کی آل طاہرین کا واسطہ میری توبہ قبول کر کے اور میری لغزش کو معاف فرما کر اور مجھ کو میرے مرتبہ پر جو تونے اپنی کرامتوں سے

توبۂ حضرت آدمؑ محمدؐ و آلِ محمدؐ کے توسل سے قبول ہوئی

عطا کیا ہے پہنچا کر تفضل و احسان کر اسکے جواب میں خدائے عزّ و جل نے فرمایا اے آدمؑ میں نے تیری توبہ قبول کی اور میں تجھ سے رضامند اور خورسند ہوا اور اپنی بخششوں اور نعمتوں کو تیری طرف پھیر دیا اور تجھ کو تیرے اصلی مرتبہ پر جو میں نے اپنی کرامتوں اور بزرگیوں سے تیرے لئے مقرر کیا ہے پھر مشرف و ممتاز کیا اور اپنی رحمتوں سے بہرۂ وافر تجھ کو عطا کیا پس قول خدائے عزّ و جل فَتَلَقّٰۤی اٰدَمُ مِنۡ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيۡهِ‌ؕ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيۡمُ کا یہی مطلب ہے جو بیان ہوا۔ پھر خدا ان شخصوں سے جن کو جنت سے زمین پر اتارا ہے کہ وہ آدمؑ و حوّا اور ابلیس اور سانپ ہیں مخاطب ہو کر فرماتا ہے۔ وَلَكُمۡ فِى الۡاَرۡضِ مُسۡتَقَرٌّ اور تمہارے لئے زمین میں قرارگاہ اور جائے قیام ہے کہ اس میں تم زندگی بسر کرو اور اس کے راتوں اور دنوں میں تحصیل آخرت کے لئے سعی کرو خوش نصیب وہ شخص ہے جو اس عالم فانی میں رہ کر عالم باقی کے لئے توشہ اور سامان مہیا کرے وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيۡنٍ اور تمہارے لئے زمین میں مرتے دم تک نفع ہے کیونکہ خدا اس سے تمہاری کھیتیاں اگائیگا اور میوے پیدا کریگا اور زمین میں تم کو ناز و نعمت سے رکھیگا اور وہیں تم کو بلاؤں میں مبتلا کر کے تمہارا امتحان کریگا اور کبھی دُنیاوی نعمتوں سے تم کو متلذذ کریگا تاکہ تم آخرت کی نعمتوں کو یاد کرو کہ جو ان عیبوں سے بالکل پاک ہیں اور جو دُنیاوی نعمتوں کو ناقص اور باطل کر دینگے اور ان کو ترک کرا دینگے اور حقیر و ذلیل کر دینگے اور کبھی تم کو ایسی دُنیاوی بلاؤں سے آزمائیگا کہ ان میں رحمتیں ملی ہونگی جو صاحبانِ بلا سے ان کے مکروہات کو رفع کرینگی۔ تاکہ تم کو ان بلاؤں کا مزا چکھا کر عاقبت کے عذاب بدی سے بچائے جس میں ذرا بھر آرام بھی مخلوط نہ ہوگا اور اسکے درمیان کسی قسم کی راحت اور رحمت وقوع میں نہ آئیگی یہانتک آیۂ فَتَلَقّٰۤی اٰدَمُ ... وَقُلۡنَا اهۡبِطُوۡا ... کی تفسیر ختم ہو چکی +

اب خدا فرماتا ہے وَالَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا وَكَذَّبُوۡا بِاٰيٰتِنَآ اور جو لوگ کہ کافر ہوئے اور انہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا جو محمدؐ کی صداقت پر دلالت کرتی ہیں کہ اس نے جو گزشتہ زمانوں کے حالات بیان کئے ہیں اور جو کچھ کہ اس نے علیؑ اور اس کی آلِ طیبین (جو سردار مخلوقات محمدؐ کے بعد سب فاضلین و فاضلات سے بہتر ہیں) کی فضیلت کا ذکر بندگان خدا کو پہنچایا ہے وہ

سب صحیح اور درست ہے اُولٰٓئِكَ یہ لوگ جو کہ بیدا وصیاء علیؑ اور اس کی ذرّیت طیبین و طاہرین کے برگزیدگان کی نسبت محمدؐ کی راست گفتاری اور صدق بیانی کو تسلیم نہیں کرتے اور اسکی مخالفت کرتے ہیں اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ اہل دوزخ ہیں اور وہ ہمیشہ اسی میں پڑے رہیں گے ۔

قولہ عزوجل يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَوْفُوْا بِعَهْدِيْٓ اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ وَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ (ترجمہ) اے بنی اسرائیل تم میری نعمت کو جو میں نے تم کو دی ہے یاد کرو اور میرے عہد کو پورا کرو تو میں بھی اپنے عہد کو جو میں نے تم سے کیا ہے پورا کرونگا اور مجھ سے خوف کرو ۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا فرماتا ہے يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اے یعقوب اسرائیل اللہ کی اولاد اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ تم میری نعمت کو جو میں نے تم کو عطا کی ہے یاد کرو اور وہ نعمت یہ ہے کہ میں نے محمدؐ کو پیغمبر کرکے بھیجا ہے اور اسکو تمہارے شہر میں مقیم کیا ہے اور تم کو اسکی طرف جانے اور سفر کرنے کی تکلیف نہیں دی اور اس کی رسالت کی علامتوں اور اس کی سچائی کی دلیلوں کو واضح اور روشن کیا تاکہ اس کا حال تم پر مشتبہ ہو وَاَوْفُوْا بِعَهْدِيْٓ اور تم میرے عہد کو پورا کرو جو میں نے تمہارے باپ دادا سے لیا تھا یعنی میری طرف سے اس زمانے کے پیغمبروں نے لیا تھا اور ان کو حکم دیا تھا کہ اسکو اپنی آئندہ نسلوں کو پہنچائیں اور وہ یہ تھا کہ وہ محمدؐ عربی قرشی ہاشمی پر ایمان لائیں جس کی نشانیاں ظاہر ہو چکی ہیں اور معجزات باہرہ سے ہم نے اس کی تائید کی ہے منجملہ ان آیات و معجزات کے چند یہ ہیں کہ بکری کے بازوے بریان نے جس میں زہر ملایا گیا تھا اس سے کلام کیا اور بھیڑیے نے اس سے باتیں کیں اور منبر کے ستون نے اس کی مفارقت کے الم میں نالہ و زاری کی اور خدا نے تھوڑے سے کھانے کو اسکی خاطر سے بہت سا کر دیا اور سخت پتھروں کو اسکے لئے نرم کیا اور بہتے پانی کو اس کی خاطر جما کر سخت کر دیا اور انبیائے گزشتہ کو جو آیات و معجزات عنایت کئے گئے تھے وہی معجزے یا ان سے بہتر اسکو دیئے گئے اور علیؑ ابن ابی طالب کو جو کہ اس کے نور کا شریک بھائی اور اسکا رفیق ہے اور اسکی عقل اسکی عقل سے ہے اور اس کا علم اس کے

علم سے ہے اور اس کا علم اسکے علم سے ہے جو اسکے دشمنوں اور معاندوں کو اپنی دلیل قاہر اور علم فاضل اور فضل کامل سے قطع کرنے کے بعد شمشیر برّان سے اس کے دین کی حمایت اور اعانت کرنے والا ہے۔ اس کے لئے سب سے اعلیٰ نشانی قرار دیا۔ اُوْفِ بِعَھْدِکُمْ میں تمہارے اس عہد کو پورا کرونگا۔ جس کے سبب سے میں نے اپنے خانۂ کرامت اور مقام رحمت میں تمہارے لئے ابدی نعمتیں واجب کر رکھی ہیں وَاِیَّایَ فَارْھَبُوْنِ اور محمدؐ کی مخالفت کرنے میں مجھ سے خوف کرو کیونکہ میں تمہارے دشمنوں کی بلا کو جو مجھ سے تمہاری موافقت رکھنے کی حالت میں تم سے عداوت کریں تم سے دُور کرنے کی قدرت رکھتا ہوں اور جب تم میری مخالفت کو اختیار کرو تو وہ مجھ کو تم سے انتقام لینے سے منع نہیں کرسکتے ۔

قولہ عزوجل وَاٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلْتُ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ وَلَا تَكُوْنُوْٓا اَوَّلَ كَافِرٍۢ بِهٖ ۖ وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۡ وَّاِيَّايَ فَاتَّقُوْنِ۝ ترجمہ اور تم اس کتاب پر ایمان لاؤ جس کو میں نے نازل کیا ہے اور وہ اس کتاب کی جو تمہارے پاس موجود ہے تصدیق کرتی ہے اور تم اسکے ساتھ کافر ہونے اور اسکا انکار کرنے میں سبقت مت کرو اور میری آیتوں کو کم قیمت میں مت بیچو اور مجھ سے ڈرو ۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے اس کی تفسیر اس طرح فرمائی کہ اللہ تعالیٰ یہودیوں سے خطاب کرکے فرماتا ہے وَاٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلْتُ اے یہودیو تم اس کتاب پر ایمان لاؤ جو میں نے محمدؐ پر نازل کی ہے جس میں اس کی نبوت کا ذکر اور اسکے بھائی علیؑ اور اسکی ذریت طاہرہ کی امامت کی خبر مندرج ہے مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ اور وہ اس کتاب کی تصدیق کرتی ہے جو تمہارے پاس موجود ہے کیونکہ ایسا ہی ذکر تمہاری کتاب (توریت) میں بھی ہے کہ محمدؐ رسول اللہ سردار اولین و آخرین ہے جس کا ناصر و مددگار سید الوصیین خلیفۂ رسول رب العالمین فاروق امت باب مدینۂ علم وصی رسول رحمت علیؑ ابن ابی طالب علیہ السلام ہے وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا اور تم میری آیتوں کو جو محمدؐ کی نبوت اور علیؑ اور اس کی عترت طاہرہ کی امامت کے بارے میں نازل ہوئی ہیں تھوڑی سی قیمت پر مت بیچو یعنی یہ کہ محمدؐ کی نبوت اور علیؑ اور ان دونو کی آلؑ اطہار کی امامت کا انکار کرو اور اس کی عوض میں دُنیا کا

زر و مال حاصل کرو اگرچہ یہ مال ظاہر میں بہت ہے مگر میں بے توشہ کرنے والا اور خسارے میں ڈالنے والا اور ہلاک کرنے والا ہوں وَاِیَّایَ فَاتَّقُوْنِ اور تم محمدؐ کی نبوت اور اس کے وصی کی وصایت کے معاملے میں مجھ سے خوف کرو کیونکہ اگر تم خوف کروگے تو تم اس نبیؐ کی نبوت اور اسکے وصی کی وصایت میں رد و قدح نہ کروگے بلکہ خدا کی حجتیں تم پر قائم ہو چکی ہیں اور اس کی دلیلیں اور اس کے ذریعے تم پر واضح اور روشن کئے گئے ہیں کہ انہوں نے تمہارے عذروں کو قطع کر دیا اور تمہارے مکروں اور فریبوں کو باطل کر دیا ہے ۔

بعد ازاں حضرتؑ نے فرمایا کہ شہر مدینہ کے ان یہودیوں نے حضرت محمدؐ کی نبوت کا انکار کیا تھا اور آنحضرتؐ کی خیانت کی تھی اور کہتے تھے کہ ہم کو اچھی طرح معلوم ہے کہ محمدؐ پیغمبر ہے اور علیؑ اس کا وصی ہے لیکن اے محمدؐ تم وہ پیغمبر اور اے علیؑ تم وہ وصی رسول نہیں ہو۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کے لباسوں کو جو وہ پہنے تھے اور ان کے موزوں کو جو ان کے پاؤں میں پڑے ہوئے تھے بولنے کی طاقت عطا کی اور ہر ایک کپڑا اور موزہ اپنے پہننے والے سے کہتا تھا اے دشمن خدا تو جھوٹا ہے یہی محمدؐ پیغمبر خدا ہے اور یہی علیؑ وصی رسول ہے اگر اللہ تعالیٰ ہم کو اجازت عطا فرمائے تو ہم تم کو بھینچ بھینچ کر اور کاٹ کاٹ کر قتل کر ڈالیں رسول خدا نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ان کو مہلت دیگا کیونکہ وہ جانتا ہے کہ عنقریب ان کی نسل سے مومن اور پاکیزہ اولادیں پیدا ہونگی اور اگر وہ ان سے جدا ہو گئے ہوتے تو بیشک ان کو عذاب دردناک میں مبتلا کرتا نیز جلدی وہی شخص کیا کرتا ہے جس کو موقع کے فوت ہونے اور ہاتھ سے نکل جانے کا خوف ہوتا ہے ۔

قولہ عزوجل وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ۝ اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝ وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَاَنَّهُمْ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ۝ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَنِّيْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَى

الْعٰلَمِيْنَ وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِيْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْئًا وَّلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ وَاِذْ نَجَّيْنٰكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ يُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ وَفِيْ ذٰلِكُمْ بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ ۝ ترجمہ

اور حق کو باطل کے ساتھ مت ملاؤ اور حق کو مت چھپاؤ حالانکہ تم جانتے ہو (کہ یہ وہی پیغمبر ہے جس کا توریت میں ذکر ہے) اور نماز کو قائم کرو (پڑھو) اور زکوٰۃ دو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو آیا تم لوگوں کو نیکی کرنے کا حکم دیتے ہو اور خود اپنے نفسوں کو بھولتے ہو حالانکہ تم کتاب کو پڑھتے ہو کیا تم نہیں سمجھتے اور تم صبر اور نماز سے مدد چاہو (اپنے مقاصد دنیا و آخرت میں) اور وہ نماز لوگوں کو گراں اور بھاری معلوم ہوتی ہے مگر ان عاجزی اور خشوع و خضوع کرنے والوں کو بھاری معلوم نہیں ہوتی جو گمان کرتے ہیں کہ ہم خدا سے ملاقات کرنے والے ہیں اور ہم اس کے طرف رجوع کرنے والے ہیں اے اولاد یعقوبؑ تم میری اُس نعمت کو یاد کرو جو میں نے تم کو عطا کی ہے اور میں نے تم کو تمام عالم پر فضیلت دی ہے اور اُس دن سے ڈرو جبکہ کوئی شخص کسی شخص کی عوض کچھ نہ دے سکیگا اور اس کی طرف سے کوئی سفارش قبول نہ کی جائیگی اور اس سے کوئی فدیہ نہ لیا جائیگا اور نہ ان کو کسی قسم کی مدد ملے گی اور اُس وقت کو یاد کرو جبکہ ہم نے تم کو آل فرعون کے ہاتھوں سے نجات دی جو کہ تم کو سخت عذاب پہنچاتے تھے کہ تمہارے بیٹوں کو ذبح کر ڈالتے تھے اور عورتوں کو زندہ رکھتے تھے اور اس امر میں تمہارے پروردگار کی طرف سے بڑی آزمائش تھی ✤

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ان آیتوں میں یہودیوں کی ایک قوم کو خطاب کرتا ہے جو حق کو باطل کے ساتھ ملاتے تھے اس طور سے کہ وہ گمان کرتے تھے کہ محمدؐ پیغمبر ہے اور علیؑ اسکا وصی ہے مگر وہ اسوقت سے پانسو برس کے بعد ہونگے اسلئے جناب رسالتمآبؐ نے اُن سے ارشاد فرمایا کہ آیا تم میرے اور اپنے درمیان توریت کے فیصلے پر راضی ہو انہوں نے عرض کی ہاں ہم راضی ہیں یہ کہہ کر وہ توریت لے آئے اور جو کچھ اس میں لکھا تھا اسکے خلاف

پڑھنا شروع کیا تب اللہ تعالیٰ نے اس کتاب کو جو وہ قاریوں کے ہاتھ میں تھی ایک طرف ایک کے ہاتھ میں اور دوسری طرف دوسرے قاری کے ہاتھ میں ایک اژدہا کی صورت میں منقلب کر دیا جیکے دو سر تھے اور ہر ایک سر سے قاری کے دائیں ہاتھ کو جس میں وہ تھامے ہوئے تھا پکڑ لیا اور اُن کو چبانا اور ریزہ ریزہ کرنا شروع کیا اور وہ دو شخص چیختے اور فریاد و زاری کرتے تھے اور وہاں اور صحیفے بھی موجود تھے وہ قدرت خدا سے گویا ہوئے اور کہنے لگے تم دونو اسی عذاب میں مبتلا رہو گے جب تک کہ محمدؐ اور اسکی نبوت اور علیؑ اور اسکی امامت کے اوصاف جو اسمیں درج ہیں ان کو تنزیل الٰہی کے موافق درست اور صحیح نہ پڑھو گے تب اُن دونو قاریوں نے صحیح صحیح پڑھا اور رسول خدا پر ایمان لائے اور علیؑ ولی خدا اور وصی رسول اللہ کی امامت کے معتقد ہوئے پس خدا نے فرمایا وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ یعنی حق کو باطل کے ساتھ خلط ملط مت کرو اس طرح سے کہ محمدؐ اور علیؑ کا ایک صورت سے تو اقرار کرو اور ایک صورت سے ان دونو کا انکار کرو وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ اور اس کی نبوت اور اس کی امامت کی نسبت امر حق کو پوشیدہ کرو۔ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ حالانکہ تم جانتے ہو کہ ہم اس کو پوشیدہ کرتے ہیں اور اپنے علموں اور عقلوں سے مباحثہ اور معارضہ کرتے ہو مگر جب کہ خدا نے تمہاری خبروں کو تم پر حجت ٹھیرایا اور تم نے ان کا انکار کیا تو اس طرح سے اس کی حجت باطل نہ ہوگی بلکہ دوسری طرح سے اس کو تم پر قائم کرے گا اور تم کسی طرح اپنے پروردگار پر غلبہ نہ پا سکو گے۔

بعد ازاں خدا ان لوگوں سے فرماتا ہے وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ اور نماز پڑھو اور زکوٰۃ دو اور رکوع کرنے والونکے ہمراہ رکوع کرو یعنی نماز واجبی کو جو حضرت محمدؐ خدا کی طرف سے لائے ہیں ادا کرو نیز محمدؐ اور ان کی آلؑ اطہار پر کہ علیؑ ان کے سردار اور اُن میں سب سے افضل ہیں درود بھیجو اور اپنے مالوں کی زکوٰۃ ادا کرو جبکہ واجب ہو اور بدنوں کی زکوٰۃ دو جبکہ لازم ہو جائے اور اپنی معونت اور امداد کی زکوٰۃ نکالو جبکہ کوئی اس کی درخواست کرے اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو یعنی ان لوگونکے ہمراہ جو بہ پیروی اولیاء اللہ یعنی محمدؐ نبی اللہ اور علیؑ ولی اللہ اور ائمہ جو ان دونو کے بعد سردار ان اصفیاء اللہ ہیں خدائے عزّ و جل کی عظمت و جلالت کے آگے متواضع ہوتے ہیں تواضع

اور فروتنی کریں ۔

اور جناب رسالتمآبؐ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو کوئی پانچوں نمازیں ادا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسکے اُن گناہوں کو جو اس نے کوئی سی دو نمازوں کے مابین کئے ہیں معاف کر دیتا ہے اور اس شخص کا حال اس شخص کا سا ہے جسکے دروازے پر نہر جاری ہو اور وہ اس میں ہر روز پانچ دفعہ غسل کرتا ہو اور کسی قسم کی میل کچیل اسکے جسم پر باقی نہ رہے اسی طرح اسکے گناہ معاف ہو جاتے ہیں سوائے موبقات یعنی گناہان ہلاک کنندہ کے جیسے انکار نبوت و امامت یا برادران مومنین پر ظلم کرنا یا تقیہ کا ترک کرنا جبکہ اسکے ترک کرنے سے اپنے نفس کو یا اپنے برادران مومنین کو کسی قسم کا ضرر پہنچے اور جو کوئی اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کرتا ہے وہ اپنے گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے اور جو کوئی اپنے بدن کی زکوٰۃ ادا کرتا ہے اس طرح سے کہ اپنے مومن بھائی سے کسی ظالم کے ظلم کو رفع کرے یا اگر کسی مومن بھائی کا اسباب اس کی سواری پر سے گر پڑا ہو اور اس کے تلف ہونے یا سخت نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو اسکے لدوانے اور اُٹھوانے میں اسکی مدد کرے اس کا ثواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ میدان قیامت میں فرشتوں کو مقرر کریگا کہ وہ شعلہ ہائے آتش کو اس سے دور کریں اور تحفہ ہائے جنت اسکے رو برو پیش کریں اور مقام رحمت و رضوان الٰہی کی طرف اس کو اٹھا کر لے جائیں ہا اور جو کوئی اپنے جاہ و منصب کی زکوٰۃ ادا کرے اس طرح پر کہ اپنے مومن بھائی کی حاجت کے لئے کسی سے التماس کرے اور اسکی حاجت پوری ہو جائے یا کسی بیوقوف کتے کو جو کسی مومن پر حملہ کئے آ رہا تھا پتھر مار کر ہٹا دے اس کا ثواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ میدان حشر میں بے شمار فرشتوں کو جن کی تعداد خدا کے سوا اور کوئی نہیں جانتا اس شخص پر مبعوث کریگا اور ان فرشتوں کی مجالس بادشاہ جبار و کریم و غفار کی درگاہ میں اس شخص کی بابت مخصوص اور باعزت سمجھی جائینگی اور اسکی نسبت ان کے کلام پسند کئے جائینگے اور وہ فرشتے اس کی بہت مدح و ثنا کرینگے اور اللہ تعالیٰ ان کے ہر قول کی عوض وہ چیز اس شخص کے لئے مقرر فرمائیگا جو اس تمام دُنیا سے لاکھ گنی زیادہ ہوگی ۔

اور جو کوئی تواضع کرنے والوں کے ساتھ تواضع کرے اور نبوت محمدؐ اور علیؑ اور انکی آل اطہار کی ولایت کا اقرار کرے اور اپنے مومن بھائیوں سے بہ تواضع پیش آئے اور کشادہ روئی

اور خندہ پیشانی کے ساتھ اس سے ملے اور ان سے ایسا مانوس ہو کہ جوں جوں ان سے مروت واحسان زیادہ کرے اُنس اور تواضع میں بھی زیادتی کرتا جائے اللہ تعالیٰ ایسے شخص پر اپنے بزرگ اور مقرب ملائکہ کے سامنے جو عرش کے اُٹھانے والے اور جو اسکے گرد طواف کرتے ہیں بہت فخر و مباہات کرتا ہے اور فرماتا ہے کیا تم میرے اس بندے کو جو میرے جلال عظمت کے آگے تواضع اور فروتنی کرتا ہے دیکھتے ہو کہ اس نے اپنے نفس کو اپنے محتاج مومن بھائی کے برابر کیا ہے اور اسکی عزت کی ہے اور جوں جوں اس سے زیادہ نیکی کرتا ہے اس کی تواضع اور فروتنی بڑھتی جاتی ہے میں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے اسکے اپنے مومن بھائی سے تواضع سے پیش آنے کی عوض اپنی جنت اور رحمت اور خوشنودی کو اس قدر اسکے لئے واجب کیا کہ آرزو کرنے والے کی آرزو اس سے قاصر ہے اور اس کو بہشت میں محمد سید الورےؑ اور علیؑ مرتضےٰ اور اس کی عترت کے نیکوکاروں کی جو تاریکی میں مثل چراغوں کی ہیں صحبت اور برکت عطا کرونگا اور یہ امر اس کو بہشت کی نعمتوں کی نسبت زیادہ پسند ہے اور اگرچہ اس کو برادر مومن کی تواضع کرنے کا اس سے لاکھ گنا عوض دیا جائے۔

پھر خدا یہودیوں کی سرکش اور منافق گروہ سے جو مالوں کو کہ جو محتاجوں اور فقیروں کا حق تھا روکتے تھے حالانکہ خود غنی اور مالدار تھے اور اور لوگوں کو نیکی کرنے کے لئے کہتے تھے اور خود اسکے تارک تھے اُوروں کو بدی سے منع کرتے تھے اور آپ اسکے مرتکب ہوتے تھے خطاب کرکے فرماتا ہے اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ آیا تم لوگوں کو نیکی کرنے کا حکم دیتے ہو کہ صدقے دو اور امانتیں ادا کرو وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَکُمْ اور اپنے نفسوں کو بھول جاتے ہو کیا تم اس بات کو جسکا اوروں کا حکم دیتے ہو خود نہیں سمجھتے وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْکِتٰبَ حالانکہ کتاب توریت کو پڑھتے ہو جو نیکیاں کرنے کا حکم دیتی ہے اور بُرے کاموں سے منع کرتی ہے اور سرکشوں اور نافرمانوں کو جو عذاب دیا جائیگا اور فرمانبرداروں اور راہ خدا میں جد و جہد کرنے والوں کو جو شرف عظیم خداوند متعال کی طرف سے عطا ہو گا اس کی خبر دیتی ہے۔
اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ کیا تم اس عذاب کو نہیں سمجھتے جس میں تم اس عمل کے باعث مبتلا ہو گے کہ جو کام خود نہیں کرتے اسکے کرنے کا اُوروں کو حکم دیتے ہو اور بُرے کاموں سے اوروں کو

منع کرتے ہو اور خود ان کے مرتکب ہو کر ہلاک ہوتے ہو اور یہ یہودیوں کے رؤساء اور علماء کا گروہ تھا کہ وہ صدقات اور خیرات کے مالوں کو بند کر کے خود کھا گئے تھے۔ اور کچھ حصّہ الگ کر رکھا تھا پھر جناب رسالت مآبؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان کی قوم کے عام لوگ بھی وہاں آ کر جمع ہوئے اور کہتے تھے کہ محمدؐ اپنی حد سے بڑھ گیا ہے اور اس چیز کا دعوے کرتا ہے جو اس کو شایاں نہیں ہے غرض سب کے سب آنحضرتؐ کی طرف روانہ ہوئے اور عوام الناس اپنے دلوں میں یہ ٹھانے ہوئے تھے کہ آنحضرتؐ سے لڑائی کریں اور ان کو قتل کر ڈالیں اگرچہ وہ اپنے جمہور صحابہ کے درمیان موجود ہوں اور پھر ان حوادث کی جو اس قتل کے سبب وقوع میں آئیں کچھ پروا نہ کریں آخر کار وہ آنحضرتؐ کے سامنے حاضر ہوئے اور ان کے رئیسوں نے ان سے صلاح کر رکھی تھی کہ جب ہم آنحضرتؐ کو لاجواب کر دیں تو تم تلواریں کھینچ کر ان پر حملہ کرنا الغرض ان کے رؤسا نے حضرتؐ سے کہا اے محمدؐ تو اپنے آپ کو موسےٰ اور تمام پیغمبران گزشتہ کی طرح پیغمبر جانتا ہے۔ حضرتؐ نے جواب دیا بیشک میں رسول خدا ہوں۔ رہی یہ بات کہ میں موسیٰ اور دیگر انبیا کی نظیر ہوں سو میں اس بات کا قائل نہیں ہوں اور خدا نے جو میری قدر و منزلت بڑھائی ہے یہ بات کہہ کر اس کو صغیر اور حقیر نہیں کرتا بلکہ میرے پروردگار نے یہ فرمایا ہے کہ اے محمدؐ تجھ کو تمام انبیاء و رسل اور ملائکہ پر اس طرح فضیلت ہے جس طرح مجھ کو کہ میں رب العزت ہوں میری تمام مخلوقات پر۔ اور اسی طرح خدا نے موسےٰ سے فرمایا تھا جبکہ انہوں نے گمان کیا تھا کہ میں تمام اہل عالم سے افضل ہوں یہ کلام خیر الانام ان یہودیوں کو نہایت شاق گزرا اور وہ تلواریں سونت کر آنحضرتؐ کے قتل پر آمادہ ہوئے قدرت خدا سے ہر ایک کے ہاتھ پیٹھ کی طرف خشک ہو کر رہ گئے گویا مشکیں بندھی ہوئی ہیں اور ذرا حرکت نہ دے سکتے تھے یہ حال دیکھ کر نہایت حیران ہوئے جب حضرتؐ نے ان کو متحیر پایا فرمایا جزع و فزع مت کرو خدا نے جو سلوک تم سے کیا بہت خوب ہے کہ تم کو اپنے ولی پر حملہ کرنے سے باز رکھا اور تم کو حبس کیا تاکہ تم محمدؐ کی نبوت اور اس کے بھائی کی وصایت کے باب میں اس کی حجت کو سنو۔ بعد ازاں فرمایا اے گروہ یہود یہ تمہارے سردار کافر ہیں اور تمہارے مالوں کو تم سے روکتے ہیں اور تمہارے حقوق کو

معجزہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ

کم کرتے ہیں اور اس مال میں سے باقی مال کی تقسیم میں تم پر ظلم کرتے ہیں کسی کو گھٹاتے ہیں اور کسی کو بڑھاتے ہیں یہ سن کر رؤسا یہود نے عرض کی اے محمدؐ اب اپنی نبوت اور اپنے بھائی کی وصایت کی دلیلیں بیان کر تیرے یہ دعوے باطل ہیں اور محض ہماری قوم کو ہماری مخالفت پر برانگیختہ کرنا مقصود ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا ہرگز نہیں مگر ہاں خدا نے مجھ کو اجازت دی ہے کہ جن مالوں کے اوپر ان ضعیف لوگوں اور ان کے رشتہ داروں نے مہریں کی ہیں ان کو طلب کروں اور وہ اسی وقت یہاں میرے روبرو حاضر ہوں اور تمہارے بہی کھاتوں کو منگاؤں اور خدا ان کو میرے پاس موجود کرے اور جن سے تم نے ان مساکین کے مال اڑانے میں اتفاق کر رکھا ہے ان کو طلب کروں اور ان کے اعضائے بدنی مالوں کے قطع و برید کی گواہی دیں اور اسی طرح تمہارے اعضا تمہارے مال اڑانے کی شہادت دیں۔ بعدازاں ارشاد فرمایا اے فرشتگانِ پروردگار ان ظالموں نے اپنی قوم کے عام لوگوں کے مالوں میں سے جس جس قسم کے مال اڑائے ہیں ان کو میرے پاس حاضر کرو ابھی وقت درہم و دینار کی تھیلیاں۔ کپڑے۔ حیوانات۔ اور انواع واقسام کے مال ان یہودیوں پر اترنے لگے اور آکر ان کے سامنے ٹھیر گئے۔ پھر فرمایا اے فرشتو ان ظالموں کے بہیاں لاؤ جن سے انہوں نے ان محتاجوں کو مغالطہ میں ڈالا ہے فوراً حساب کے کاغذات اترنے شروع ہوئے جب وہ زمین پر آکر ٹھیرے فرمایا ان کاغذوں کو ہاتھ میں لو فرشتوں نے لے کر ہر شخص کا حصہ جدا جدا پڑھ کر سنایا پھر فرمایا اے فرشتو ان میں سے ہر شخص کے نام کے نیچے اس رقم کو درج کرو جو انہوں نے ان کے مالوں میں سے چرائی ہیں اور اسکو ظاہر کرو غرض صحیح حساب ظاہر ہو گیا بلکہ ہر ایک شخص کے حصے کی مقدار معلوم ہو گئی اور معلوم ہوا کہ جتنا روپیہ انہوں نے حق داروں کو دیا ہے اس سے دس گنا خورد برد کر گئے ہیں پھر ارشاد فرمایا اے فرشتو ان موجودہ مالوں کو جدا جدا کرو جو مال کہ اس صاحب مال اور ان ظالموں کی دست برد سے فاضل بچتا ہو اس کو ہم حقدار کو پہنچا دینگے پس وہ مال حرکت میں آئے اور ایک دوسرے سے الگ ہونے لگے یہاں تک کہ جس طرح حساب کی بہیوں میں درج تھے اس کے موافق جدا جدا ہو گئے اور ظاہر ہو گیا کہ انہوں نے اس مال کو چرایا اور اڑایا ہے۔

حضرتؐ نے جو لوگ کہ وہاں موجود تھے ان کا حق ان کو دیدیا اور جو وہاں موجود نہ تھے ان کو بُلوا کر ان کا حق عطا فرمایا اور جو مر گئے تھے ان کا حق ان کے وارثوں کو پہنچا دیا اور خدا نے رؤساء یہود کو رُسوا کیا اور بعض رؤساء اور بعض عوام پر شقاوت غالب ہوئی (اور وہ ایمان نہ لائے) اور بعض کو حق تعالیٰ نے اس بلا سے محفوظ رکھا اور وہ ایمان لائے الغرض جن سرداروں نے مسلمان ہونے کا ارادہ کیا تھا بولے اے محمدؐ ہم شہادت دیتے ہیں کہ تو نبیؐ افضل ہے اور تیرا یہ بھائی وصی اجل و اکمل ہے خدا نے ہم کو ہمارے گناہوں کے سبب سے رُسوا کیا فرمائیے اگر ہم توبہ کریں اور اپنی پہلی حرکتوں سے باز آئیں تو ہمارا کیا حال ہوگا۔ حضرتؐ نے فرمایا اگر تم ایسا کروگے تو بہشت میں ہمارے رفیق ہوگے اور دُنیا و دین میں ہمارے بھائی سمجھے جاؤگے اور خدا تمہارے رزقوں کو فراخ کریگا اور جو مال تم سے اسوقت لئے گئے ہیں ان سے چند در چند تم کو مرحمت ہوگا اور یہ لوگ تمہاری اسوقت کی رُسوائی کو بھول جائینگے اور ان میں سے کوئی بھی اسکا ذکر نہ کریگا یہ ارشاد سُن کر وہ سردار پکارے ہم گواہی دیتے ہیں کہ اللہ واحد اور لاشریک ہے اور اے محمدؐ تو اس کا بندہ اور رسول اور برگزیدہ اور خلیل ہے اور علیؑ تیرا بھائی اور وزیر اور تیرے دین کا قائم کرنے والا اور تیرا نائب اور تیری طرف سے جنگ کرنے والا ہے اور اسکا مرتبہ تیری نسبت ایسا ہے جیسے ہارون کا مرتبہ موسیٰؑ کی نسبت تھا مگر اتنا فرق کہ تیرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا ان یہودیوں کے یہ کلمات سُنکر حضرتؐ نے فرمایا تم نجات و رستگاری پانے والے ہو۔

اب اللہ تعالیٰ تمام یہودیوں اور کافروں اور اسلام کے اظہار کرنیوالوں سے خطاب کر کے فرماتا ہے وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ اور تم صبر اور نماز سے مدد مانگو یعنی امانتوں کے ادا کرنے میں حرام سے بچنے اور باطل حکومتوں اور اقرار نبوت محمدؐ و صاحب علیؑ اور ان دونو کی خدمت بجالانے اور اس شخص کی خدمت کرنے پر جس کی نسبت یہ دونو (محمدؐ و علیؑ) تم کو حکم کریں صبر کرنے سے مدد مانگو اس خدمت کے بجالانے سے تم خوشنودی الٰہی اور مغفرت اور جوار رحمت خداوندی میں بہشت کی ابدی نعمتوں میں اور برگزیدہ مومنین کی رفاقت اور محمدؐ سردار اولین و آخرین اور علیؑ سید الوصیین کی عترت اور سادات اخیار و منتجبینؑ یعنی ائمہ طیبین و طاہرین کی طرف نظر کرنے سے بہرہ ور ہونے کے مستحق اور سزاوار ہوگے کیونکہ یہ

بات باقی تمام بہشتی نعمتوں کی نسبت تمہاری آنکھوں کو زیادہ خنک کرنے والی اور تمہارے سرور کو کامل تر طور پر پورا کرنے والی اور تمہاری ہدایت کی زیادہ تکمیل کرنے والی ہے۔ نیز نماز پنجگانہ کے ادا کرنے اور محمدؐ و آل محمدؐ پر درود بھیجنے سے اپنی نماز کے جنات نعیم سے قریب ہونے پر مدد طلب کرو وَاِنَّهَا اور یہ فعل یعنی نماز پنجگانہ کا ادا کرنا اور محمدؐ و آل محمدؐ پر درود بھیجنا جبکہ انکے احکام کا پابند اور پیرو کار ہو اور ان کے پوشیدہ اور ظاہر پر ایمان رکھتا ہو اور ان کے باب میں چون و چرا کا تارک ہو لَكَبِيرَةٌ بیشک دشوار اور نہایت ناگوار گذرتا ہے۔ اِلَّا عَلَى الْخَاشِعِيْنَ سوائے ان لوگوں کے کہ جو خدا کے بزرگتر فرض میں اسکی مخالفت اور اسکے عذاب و عقاب سے خوف کرتے ہیں اب ان خوف کرنے والوں کا وصف بیان فرماتا ہے اَلَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وہ لوگ جو گمان غالب رکھتے ہیں کہ ہم اپنے پروردگار سے ملاقات کرینگے جو کہ بندوں کے لئے خدا کی سب کرامتوں سے بڑھ کر ہے اور يَظُنُّوْنَ یعنی گمان کرتے ہیں، اس لئے فرمایا کہ وہ بندے بالیقین یہ نہیں جانتے کہ ہمارا انجام کیا ہوگا اور خاتمۂ آخرت انکی نظروں سے پوشیدہ ہے وَاَنَّهُمْ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ اور یہ گمان کرتے ہیں کہ ہم اسکی طرف رجوع کرینگے یعنی اپنے ایمان اور خشوع و خضوع کے سبب کرامات خدا اور اس کی جنت کی نعمتوں کی طرف بازگشت کرینگے اور یہ بات ان کو یقینی طور پر معلوم نہیں ہے کیونکہ وہ اپنی حالت کے تغیر و تبدل سے مامون و مصئون نہیں ہیں۔

اور جناب رسالتمآبؐ نے فرمایا ہے کہ مومن اپنے انجام کی برائی سے ہمیشہ خائف رہتا ہے اور اس کو رضوان الٰہی سے واصل اور ملحق ہونے کا کبھی یقین نہیں ہوتا جب تک کہ نزع کا وقت نہیں آتا اور ملک الموت قبض روح کے لئے اس کے سامنے ظاہر نہیں ہوتا اسوقت اس کا خوف جاتا رہتا ہے اور رضوان الٰہی سے واصل ہونے کا اس کو یقین ہو جاتا ہے اس کا باعث یہ ہے کہ ملک الموت مومن کے پاس آتا ہے اور وہ اپنی شدت مرض میں گرفتار ہونے اور اپنے مال و منال کے چھوڑنے اور اپنے اہل معاملہ اور اہل و عیال کے باب میں مضطرب ہونے اور اپنے نفس میں طرح طرح کی حسرتوں کے باقی رہ جانے اور اپنی باقی مرادوں اور آرزوؤں کے منقطع ہونے کے سبب نہایت تنگ دل اور سینہ تنگ رہوتا ہے یہ حال دیکھ کر ملک الموت

مارتے تھے اور اپنی لونڈیاں بناتے تھے تب بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ سے جاکر فریاد کی کہ وہ ہماری بیٹیوں اور بہنوں کو اپنی بیویاں بناتے ہیں اسوقت اللہ تعالیٰ نے ان لڑکیوں کو حکم دیا کہ جب ان کی نسبت اس قسم کا ارادہ کیا جائے تو وہ محمدؐ و آل محمدؑ پر درود بھیجا کریں القصہ خدا ان عورتوں سے فرعونیوں کے شر کو دور کرتا تھا کہ یا تو ان کو کسی شغل میں مشغول کر دیتا یا کسی بیماری حادثے میں گرفتار کرتا یا اس پر کوئی خاص لطف فرماتا۔ پس کوئی عورت بنی اسرائیل میں سے ان کی زوجیت میں نہ آئی بلکہ حق تعالیٰ نے محمدؐ و آل محمدؑ پر درود بھیجنے کی برکت سے ان عورتوں سے اس فعل بد کو دور کیا۔ پھر خدا فرماتا ہے وَفِي ذَٰلِكُم بَلَاءٌ مِّن رَّبِّكُمْ عَظِيمٌ اور تم کو اس نجات دینے میں تمہارے پروردگار کی طرف سے تمہارے لئے بڑی بھاری نعمت تھی ۔

خلاصہ کلام یہ کہ اللہ تعالیٰ اولاد یعقوبؑ سے فرماتا ہے کہ جب تمہارے باپ دادا پہلے محمدؐ و آل محمدؑ پر درود بھیجنے سے بلائیں رد اور خفیف ہو جاتی تھیں تو کیا اتنا نہیں سمجھتے کہ اب جب تم ان کو مشاہدہ کرو اور اُن پر ایمان لاؤ تو خدا کی نعمتیں تم پر بہت زیادہ ہونگی اور اس کا فضل بوجہ اتم تمہارے شامل حال ہوگا ۔

قولہ عزوجل وَإِذْ فَرَقْنَا بِكُمُ الْبَحْرَ فَأَنجَيْنَاكُمْ وَأَغْرَقْنَا آلَ فِرْعَوْنَ وَأَنتُمْ تَنظُرُونَ ۝ وَإِذْ وَاعَدْنَا مُوسَىٰ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِن بَعْدِهِ وَأَنتُمْ ظَالِمُونَ ۝ ثُمَّ عَفَوْنَا عَنكُم مِّن بَعْدِ ذَٰلِكَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۝ وَإِذْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ وَالْفُرْقَانَ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ۝

ترجمہ۔ اور یاد کرو جب کہ ہم نے دریا کو تمہارے واسطے شگافتہ کر کے تم کو نجات دی اور آل فرعون کو اس میں غرق کیا اور تم ان کو دیکھ رہے تھے اور یاد کرو جبکہ ہم نے موسیٰؑ کو چالیس راتوں کا وعدہ دیا اور اسکے (طور پر) جانے کے بعد تم بچھڑے کی پوجا کرنے لگے اور اپنے نفسوں پر ظلم کرتے تھے بعد ازاں پھر ہم نے تمہاری وہ خطا معاف کر دی تاکہ تم شکر کرو اور اُسوقت کو یاد کرو جبکہ ہم نے موسیٰؑ کو کتاب اور حق و باطل میں فرق کرنے والی حجت عطا کی تاکہ تم ہدایت پاؤ ۔

جناب امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بنی اسرائیل سے مخاطب ہو کر ارشاد فرماتا ہے کہ وَاِذْ فَرَقْنَا بِکُمُ الْبَحْرَ تم اُس وقت کو یاد کرو جبکہ ہم نے دریا کے پانی کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا کہ ایک ٹکڑا دوسرے ٹکڑے سے الگ ہو گیا تھا فَاَنْجَیْنٰکُمْ وَاَغْرَقْنَا اٰلَ فِرْعَوْنَ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ اور وہاں سے تم کو نجات دی اور فرعون کو اس کی قوم سمیت اس میں غرق کیا اور تم ان کو ڈوبتے ہوئے دیکھ رہے تھے اور اسکا قصہ اس طرح پر ہے کہ جب حضرت موسیٰ دریا کے کنارے پر پہنچے خدا نے اُن پر وحی نازل کی کہ بنی اسرائیل سے کہدے کہ از سر نو میری توحید کی شہادت دیں اور محمدؐ جو میرے بندوں اور کنیزوں کا سردار ہے اسکے ذکر کو اپنے دلوں میں گذاریں اور اسکے بھائی علیؑ اور اسکی آلؑ اطہار کی ولایت کا اپنے نفسوں میں اعادہ کریں پھر یہ کلمات اپنی زبانوں پر جاری کریں اَللّٰھُمَّ بِجَاھِھِمْ جَوِّزْنَا عَلٰی مَتْنِ ھٰذَا الْمَآءِ اے اللہ اُن حضراتؑ کی قدر و منزلت کا واسطہ ہم کو اس پانی کے اوپر سے گزار دے اُسی وقت یہ پانی تمہارے لئے سخت زمین کی صورت میں تبدیل ہو جائیگا۔ حضرت موسیٰ نے یہ فرمان ایزدی ان کو پہنچایا وہ یہ حکم سُن کر کہنے لگے اے موسیٰ تم وہی باتیں ہم پر ڈالتے ہو جن کو ہم بُرا سمجھتے ہیں تم کو معلوم ہے کہ ہم موت ہی کے ڈر سے قوم فرعون کے پاس سے بھاگ کر آئے ہیں اب تم کہتے ہو کہ ہم یہ کلمات کہہ کر اس دریائے بے پایاں میں جا پڑیں اور ہم نہیں جانتے کہ اگر ہم ایسا کریں تو ہمارا کیا حال ہو تب کالب بن یوحنا حضرت موسیٰ کے پاس آیا اور وہ گھوڑے پر سوار تھا اور اس خلیج کا عرض چار فرسخ تھا اور آکر حضرت موسیٰ سے عرض کی یا نبی اللہ کیا تم کو خدا نے حکم دیا ہے کہ ہم ان کلمات کی تلاوت کریں اور پانی میں چلے جائیں فرمایا ہاں پھر اُس نے عرض کی تم مجھ کو ایسا کرنے کا حکم دیتے ہو حضرت نے فرمایا ہاں۔ یہ سُن کر اُس نے کچھ توقف کیا اور اپنے دل میں وحدانیت الٰہی اور نبوت محمدی اور ولایت علیؑ و آلؑ احمدی علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تجدید کی جسکا اسکو حکم دیا گیا تھا پھر یہ دعا (اَللّٰھُمَّ بِجَاھِھِمْ جَوِّزْنِیْ عَلٰی مَتْنِ ھٰذَا الْمَآءِ) پڑھ کر اپنے گھوڑے کو پانی میں ڈالدیا اسکا گھوڑا سطح آب پر دوڑتا جاتا تھا اور پانی اسکے نیچے زمین نرم کی طرح معلوم ہوتا تھا یہاں تک کہ خلیج کے پار جا پہنچا پھر دوبارہ گھوڑا اُڑا کر واپس آیا

عبور بنی اسرائیل کا دریا سے گزرنا بھی بتوسط ولایت محمد و آل محمد ہوا

اور بنی اسرائیل سے کہنے لگا تم حضرت موسیٰؑ کا کہنا مانو یہ دُعا در ہائے جنت کی کنجی اور دوزخ کے دروازوں کا قفل اور رزقوں کے نازل ہونے کا باعث اور رضائے خداوند خلاق و مہربان کو اسکے بندوں اور کنیزوں کی طرف کھینچ لانے والی ہے ہر چند اس شخص نے سمجھایا مگر بنی اسرائیل نے نہ مانا اور کہا کہ ہم تو زمین ہی پر چلیں گے اُسوقت خدا نے وحی کی کہ اے موسیٰؑ اِضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْبَحْرَ اپنے عصا کو دریا پر مار اور یہ کلمات زبان پر جاری کر اَللّٰهُمَّ بِجَاهِ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهِ الطَّيِّبِيْنَ لَمَّا فَلَقْتَهٗ یعنی اے خدا مرتبۂ محمدؐ و آلؑ محمدؐ کا واسطہ اس دریا کو پھاڑ دے حضرت موسیٰؑ نے ایسا ہی کیا اور دریا کا پانی ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اور خلیج کے دوسرے کنارے تک زمین نظر آنے لگی تب حضرتؑ نے اپنی قوم کو اس میں داخل ہونے کا حکم دیا انہوں نے جواب دیا یہ زمین تو گیلی ہے ہم ڈرتے ہیں کہ کہیں اس میں دھنس جائیں اسوقت فرمان خدا یوں نازل ہوا کہ اے موسیٰؑ یہ دُعا پڑھ اَللّٰهُمَّ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهِ الطَّيِّبِيْنَ جَفِّفْهَا یعنی اے خدا محمدؐ اور ان کی آلؑ اطہار کا واسطہ اس زمین کو خشک کر دے حضرت نے اسی طرح دُعا کی اللہ تعالیٰ نے باد صبا کو اس زمین پر بھیجا وہ فوراً خشک ہو گئی تب کلیم اللہ نے اپنی قوم سے کہا کہ اب تو داخل ہو وہ بولے یا نبی اللہ ہم بارہ قبیلے بارہ باپوں کی اولاد ہیں اگر ہم اس میں داخل ہوں تو ایک فریق دوسرے فریق پر سبقت کرنے کی خواہش کریگا اسلئے ہم کو خوف ہے کہ کہیں باہم فساد نہ ہو جائے اگر ہر ایک فریق کے لئے الگ الگ رستہ ہو تو ہم اس خوف سے مطمئن ہو جائیں تب بارگاہ خداوندی سے یہ حکم صادر ہوا کہ اے موسیٰؑ اپنے عصا کو دریا پر اسی سمت میں ان کے بارہ فرقوں کی تعداد کے موافق بارہ دفعہ مار اور زبان سے یوں دُعا کر کہ اے خدا محمدؐ اور اس کی آلؑ اطہار کے مرتبے کا واسطہ زمین کو ہمارے لئے ظاہر کر اور پانی کو ہماری طرف آنے سے روک دے حضرت موسیٰؑ نے ایسا ہی کیا اور دریا میں بارہ رستے ہو گئے اور باد صبا نے زمین کو خشک کر دیا اسوقت حضرتؑ نے بنی اسرائیل کو داخل ہونے کا حکم دیا وہ بولے ہم میں سے ہر ایک فریق اپنے اپنے کوچہ میں داخل ہو گا اور ایک کو دوسرے کے حال سے اطلاع نہ ہو گی کہ اس پر کیا گزری تب خدا نے فرمایا کہ اے موسیٰؑ پانی کے ان ٹیلوں پر جو ان راستوں کے مابین حائل ہیں اپنا عصا مار اور یوں دُعا کر اے خدا محمدؐ اور اسکی آلؑ اطہار کے مرتبے کا واسطہ اس پانی میں

سیپارہ ۱ سورہ ۲ ع ۶

بڑے بڑے طاق بنا دئے جن میں سے یہ ایک دوسرے کو دیکھتے رہیں حضرت موسیٰ نے ایسا ہی کیا اور بڑے بڑے وسیع طاق پانی کے درمیان پیدا ہو گئے تاکہ وہ ایک دوسرے کو دیکھ سکیں آخرکار وہ دریا میں داخل ہوئے اور جب وہ خلیج کے دوسرے کنارے پر پہنچ گئے تو فرعون اور اس کی قوم بھی آکر دریا میں داخل ہوئے جب اگلے آدمی نے دریا کے آخری سرے پر پہنچ کر باہر نکلنے کا ارادہ کیا اور ادھر سب پچھلا آدمی دریا میں داخل ہو چکا تو خدا کے حکم سے دریا کے طبقے آپس میں مل گئے اور وہ سب اس میں غرق ہو گئے اور حضرت موسیٰ کے ہمراہی ان کو غرق ہوتے دیکھ رہے تھے ؛

اسی سبب حق تعالیٰ فرماتا ہے وَاَغۡرَقۡنَاۤ اٰلَ فِرۡعَوۡنَ وَاَنۡتُمۡ تَنۡظُرُوۡنَ یعنی ہم نے آل فرعون کو غرق کیا اور اُسوقت تم ان کو دیکھ رہے تھے ؛

اب اللہ تعالیٰ اُن لوگوں سے جو بنی اسرائیل میں سے حضرت محمدؐ کے زمانہ میں موجود تھے فرماتا ہے کہ جب میں نے محمدؐ کی بزرگی اور کرامت کے سبب تمہارے بزرگوں کے ساتھ یہ تمام نیک سلوک کئے اور موسیٰ نے اُن کے توسل سے دُعا کی اب کہ تم نے خود اُن کو مشاہدہ کر لیا تو تم اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ محمدؐ و آل محمدؐ پر ایمان لانا تم پر واجب اور لازم ہے ؛

پھر خدا فرماتا ہے وَاِذۡ وٰعَدۡنَا مُوۡسٰۤى اَرۡبَعِيۡنَ لَيۡلَةً ثُمَّ اتَّخَذۡتُمُ الۡعِجۡلَ مِنۡۢ بَعۡدِهٖ وَاَنۡتُمۡ ظٰلِمُوۡنَ ۝ اور اُسوقت کو یاد کرو جبکہ ہم نے موسیٰؑ سے چالیسؐ راتوں کا وعدہ کیا اور تم اسکے پیچھے بچھڑے کی پُوجا کرنے لگے اور اپنے نفسوں پر ظلم کیا ؛

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ موسیٰ ابن عمران بنی اسرائیل سے کہا کرتے تھے کہ جب اللہ تعالیٰ تم کو اس رنج والم سے نجات دیگا اور تمہارے دشمنوں کو ہلاک کریگا تو میں تمہارے پروردگار کی طرف سے ایک کتاب لاؤنگا جس میں اسکے اوامر و نواہی مواعظ نصائح اور مثالیں مندرج ہونگی ۔ جب اللہ تعالیٰ نے ان کو اس غم و اندوہ سے نجات دی تو حضرت موسیٰ کو حکم دیا کہ اپنے وعدہ گاہ پر حاضر ہو اور بائیں کوہ کے قریب مقیم ہو کر تیس ۳۰ روزے رکھو اور حضرت موسیٰ گمان کرتے تھے کہ ان تیس روزوں کے بعد وہ کتاب مجھ کو عطا ہو جائیگی غرض تیس روزے رکھے جب اخیر روز ہوا تو قبل از افطار مسواک کی خدا نے وحی نازل کی کہ اے موسیٰ کیا تجھ کو معلوم نہیں کہ روزہ دار کے منہ کی بدبو مجھ کو مشک کی خوشبو سے بھی زیادہ پسند اور بھلی معلوم

ہوتی ہے اب دس روزے اور رکھو اور افطار کے وقت مسواک مت کر حضرت موسیٰؑ نے ایسا ہی کیا اور خدا نے اُن سے وعدہ فرمایا تھا کہ چالیس راتوں کے بعد کتاب توریت تجھ کو عطا کرونگا اس لئے اب وہ کتاب عنایت فرمائی۔ ادھر سامری نے بنی اسرائیل کے ضعیف الاعتقاد لوگوں کو شک وشبہ میں ڈالا کہ موسیٰؑ نے تم سے چالیس رات دن کا وعدہ کیا تھا سو اب بیس دن اور بیس راتیں مل کر چالیس پورے ہو چکے اور وعدہ پورا نہ ہوا اور موسیٰؑ نے اپنے خدا کو نہیں دیکھا اور اب تمہارا پروردگار اس ارادے سے تمہارے پاس آیا ہے کہ تم کو دکھلادے کہ وہ بذات خود تم کو اپنی طرف بلانے پر قادر ہے اور تاکہ تم کو معلوم ہو جائے کہ موسیٰؑ کو اس لئے تمہاری طرف نہیں بھیجا کہ وہ اسکا محتاج ہے پھر اس بچھڑے کو جو اس نے تیار کیا تھا ان کے سامنے ظاہر کیا یہ دیکھ کر وہ لوگ کہنے لگے کہ بچھڑا خدا کیونکر بن سکتا ہے اس نے جواب دیا کہ صرف یہ بات ہے کہ تمہارا پروردگار اس میں سے کلام کرتا ہے جس طرح موسیٰؑ کے ساتھ درخت میں سے ہمکلام ہوا جب انہوں نے اس گوسالہ کی آواز سُنی تو کہنے لگے کہ خدا اسمیں داخل ہو گیا ہے جیسا کہ درخت میں داخل ہو گیا تھا اور گمراہ ہو گئے اور دوسروں کو بھی گمراہ کیا جب حضرت موسیٰؑ واپس آئے تو اس بچھڑے سے مخاطب ہو کر فرمایا آیا ہمارا پروردگار تیرے بیچ میں موجود ہے جیسا کہ یہ لوگ گمان کرتے ہیں وہ بچھڑا قدرت خدا سے گویا ہوا اور بولا اے موسیٰؑ ہمارا پروردگار اس سے پاک اور منزہ ہے کہ بچھڑا یا درخت یا کوئی مکان اس کا مقام و محل ہو اے موسیٰؑ خدا کی قسم ہرگز ہرگز ایسا نہیں ہے ٭

لیکن سامری نے بچھڑے کی دُم کی طرف کو دیوار سے لگا رکھا تھا اور دیوار کے دوسری طرف گڑھا کھود کر اس میں اپنے ایک یار کو جو سرکش اور خدا کا نافرمانبردار تھا اس میں پوشیدہ کر رکھا تھا وہ اس کی مقعد پر مُنہ رکھ کر اُن سے باتیں کرتا تھا جبکہ سامری نے ان سے کہا تھا کہ یہ بچھڑا تمہارا اور موسیٰؑ ابن عمران کا خدا ہے ٭

اے موسیٰؑ ابن عمران یہ لوگ صرف اس لئے میری عبادت کے لئے سرنگوں ہوئے ہیں اور مجھ کو خدا مانا ہے کہ انہوں نے محمدؐ اور ان کی آلؑ اطہار پر درود بھیجنے میں سُستی اختیار کی اور انکی دوستی اور محمدؐ کی نبوت اور انکے وصیؑ کی ہدایت کا انکار کیا اس سبب یہانتک نوبت پہنچی کہ انہوں نے

بچھڑے کو اپنا معبود قرار دیا اب خدا فرماتا ہے کہ جبکہ میں نے بچھڑے کے پوجنے والوں کو محمدؐ و آلؑ محمدؐ پر درود بھیجنے میں ان کے غفلت اور سستی کرنے کے سبب ذلیل و خوار کیا اب کہ تم نے محمدؐ و علیؑ کو مشاہدہ کر لیا اور دونوں کی آیات و دلائل کو دیکھ لیا اور پھر اُن سے عناد و عداوت کرتے ہو کیا تم ذلت عظیم و خذلان کبیر سے خوف نہیں کرتے ؞

بعد ازان خدا فرماتا ہے ثُمَّ عَفَوْنَا عَنْكُمْ مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ یعنی پھر ہم نے اسکے بعد تمہارا قصور معاف کیا تاکہ شکر گذاری کرو یعنی تمہارے بورگوں سے انکی گوسالہ پرستی کا قصور معاف کیا تاکہ اے بنی اسرائیل جو کہ محمدؐ کے زمانہ نبوت میں موجود ہو اس نعمت کا جو کہ تمہارے بورگوں کو عطا کی گئی اور ان کے بعد جو تم کو دی گئی شکر ادا کرو ؞

امام علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالی نے ان کا قصور اسلیئے معاف کیا تھا کہ انہوں نے محمدؐ و آلؑ محمدؐ کے واسطہ سے اپنے گناہوں کی معافی کی دعا مانگی تھی اور محمدؐ و علیؑ اور ان کی آلؑ طاہرین کی ولایت کو اپنے دلوں میں از سر نو تازہ کیا تھا جب انہوں نے ایسا کیا تو خدا نے اُن پر رحم کیا اور اُن کی خطا معاف کر دی ؞

پھر خدا فرماتا ہے وَاِذْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَالْفُرْقَانَ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۝ اور اُسوقت کو یاد کرو جبکہ ہم نے موسیٰؑ کو کتاب دی تھی اور وہ توریت تھی کہ جس پر ایمان لانے اور ان امور کی پیروی کرنے کا جن کو اس کتاب نے واجب ٹھیرایا تھا بنی اسرائیل سے عہد لیا گیا تھا نیز ہم نے اسکو فرقان دیا تھا کہ جس نے حق و باطل اور اہل حق اور اہل باطل میں فرق کیا تھا کیونکہ جب خدا نے ان کو کتاب توریت اور اُس پر ایمان لانے اور اس کے احکام کی پیروی کرنے سے عزت بخشی تو اسکے بعد حضرت موسیٰؑ کی طرف وحی بھیجی اے موسیٰؑ اس کتاب کو تو یہ لوگ ایمان لے آئے اور فرقان ابھی باقی ہے جو مومن اور کافر اور اہل حق اور اہل باطل کے درمیان فرق ظاہر کرتا ہے اب تو اُن سے از سر نو اُسکے لئے عہد و پیمان لے کیونکہ میں نے اپنی ذات مقدس کی سچی قسم کھائی ہے کہ کسی شخص کا ایمان اور عمل قبول نہ کرونگا جب تک کہ اُس پر ایمان نہ لائے موسیٰؑ نے عرض کی اے پروردگار وہ کیا چیز ہے فرمایا اے موسیٰؑ بنی اسرائیل سے عہد لے کہ محمدؐ سب نبیوں سے بہتر اور سب رسولوں کا سردار ہے اور اسکا بھائی اور وصی علیؑ

سب وصیوں سے بہتر ہے اور وہ اولیاء جو اس کے قائمقام ہونگے وہ جملہ مخلوقات کے سردار ہیں اور اسکے شیعہ جو اسکے جانشینوں کے فرمانبردار اور اسکے اوامر ونواہی کے تسلیم کرنے والے ہیں وہ فردوس اعلےٰ کے ستارے اور بہشت میں جنات عدن کے بادشاہ ہونگے ۔

الغرض حضرت موسیٰ نے اس بات کا ان سے عہد لیا بعض نے تو دل و زبان سے حقیقی طور پر اس بات کا اعتقاد کیا بعض نے صرف زبان سے اقرار کیا اور دل سے اعتقاد نہ کیا جو شخص واقعی طور پر اس امر کے معتقد تھے ان کی پیشانی پر ایک روشن نور چمکتا تھا اور جسنے دل سے اعتقاد نہ کیا تھا بلکہ صرف زبان سے اقرار کیا تھا اس کو یہ نور عطا نہ ہوا تھا پس یہ فرقان تھا جو خدا نے حضرت موسیٰ کو عنایت فرمایا تھا جس نے اہل حق و اہل باطل میں فرق اور تمیز کردی تھی ۔

پھر خدا فرماتا ہے لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ یعنی تاکہ تم کو معلوم ہو کہ وہ چیز جو کہ بندے کو خدا کے نزدیک مشرف اور معزز کرتی ہے وہ ان حضرات علیہم السلام کی ولایت کا اعتقاد ہے جیسا کہ تمہارے بزرگوں کو اس اعتقاد کی بدولت شرف حاصل ہوا ۔

قولہ عزوجل وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَكُمْ بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ فَتُوْبُوْٓا اِلٰى بَارِئِكُمْ فَاقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ عِنْدَ بَارِئِكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۝ **ترجمہ** اُسوقت کو یاد کرو جبکہ موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا تھا اے میری قوم تم نے اس بچھڑے کو معبود مان کر اپنے نفسوں پر ظلم کیا ہے تم کو چاہیئے کہ اپنے خدا کے آگے توبہ کرو اور آپ اپنے نفسوں کو باہم دیگر قتل کرو یہ بات تمہارے خدا کے نزدیک تمہارے حق میں بہتر ہے پھر اُس نے تمہاری توبہ قبول کی کیونکہ وہ توبہ کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے ۔

امام علیہ السلام نے فرمایا کہ خدائے عزوجل فرماتا ہے وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَكُمْ بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ اے بنی اسرائیل تم اُسوقت کو یاد کرو جبکہ موسیٰ نے اپنی قوم کے لوگوں سے جنہوں نے گوسالہ پرستی کی تھی کہا تھا اے میری قوم تم نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا یعنی اس گوسالہ کو معبود مان کر اپنے نفسوں کو نقصان پہنچایا۔

فَتُوْبُوْا اِلٰى بَارِئِكُمْ اس لئے تم کو مناسب ہے کہ اپنے خدا کے سامنے جس نے تم کو پیدا کیا ہے
اور یہ صورت انسانی عطا فرمائی ہے توبہ کرو۔ فَاقْتُلُوْا اَنْفُسَكُمْ اور اپنے نفسوں کو قتل کرو۔
کہ تم میں سے بعض آدمی بعض کو قتل کریں یعنی جن لوگوں نے گوسالہ پرستی نہیں کی وہ ان
لوگوں کو قتل کریں جنہوں نے اس کی پرستش کی ہے ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ عِنْدَ بَارِئِكُمْ یہ
تمہارا بعض لوگوں کا بعضوں کو قتل کرنا تمہارے خالق کے نزدیک اس سے بہتر ہے کہ تم
دنیا میں زندہ رہو اور وہ تمہاری مغفرت نہ کرے اور تمہاری بھلائی اس دنیاوی زندگانی میں
ہی ختم ہو جائے اور آخرت میں جہنم میں ڈالے جاؤ اور جب تم توبہ کرکے اس طرح سے قتل
کئے جاؤ گے تو خدا اس قتل کو تمہارے اس قصور کا کفارہ ٹھیرائیگا اور بہشت بریں کو تمہاری
منزل اور جائے پناہ قرار دیگا پھر خدا فرماتا ہے فَتَابَ عَلَيْكُمْ پس اس نے تمہاری
توبہ قبول کی قبل اس کے کہ تمام جماعت ایک دوسرے کو قتل کردے اور تم سب کے سب
مارے جاؤ اور تم کو توبہ کرنے کی مہلت عطا کی اور اپنی طاعت کے لئے باقی رکھا اِنَّهٗ
هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ کیونکہ وہ خدا توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے +

اور اس کا قصہ اس طرح پر ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے اس بچھڑے کے معاملہ کو حضرت
موسیٰ کے ہاتھ پر باطل کیا تو اس کو بولنے کی قوت عطا کی تاکہ سامری کا جعل فریب ظاہر ہو جائے
اور حضرت موسیٰ نے حکم دیا کہ جن لوگوں نے گوسالہ پرستی نہیں کی وہ اس کی پرستش کرنے والوں
کو قتل کریں۔ تب گوسالہ پرستوں میں سے اکثروں نے انکار کیا اور کہا کہ ہم نے اس کی
پرستش نہیں کی۔ اسوقت خدا نے موسیٰ کو حکم دیا کہ اس سونے کے بچھڑے کو سوہن سے
ریزہ ریزہ کرکے دریا میں ڈالدے ان گوسالہ پرستوں میں سے جس نے اس دریا کا پانی پیا
اسکے دونوں ہونٹ اور ناک سیاہ ہو گئے اور اس کا قصور ظاہر ہو گیا۔ غرض اس طرح سے
گوسالہ پرستوں کا پتہ لگ گیا۔ تب خدا نے بارہ ہزار آدمیوں کو کہ انہوں نے گوسالہ پرستی
نہیں کی تھی حکم دیا کہ وہ تلواریں کھینچ کر باقیوں پر حملہ آور ہوں اور ان کو قتل کر ڈالیں۔ اور
خدا کی طرف سے ایک منادی نے ندا دی کہ قتل شدہ لوگوں میں سے وہ شخص ملعون ہے جو قتل
ہوتے وقت ہاتھ یا پاؤں سے قاتلوں کو ہٹائے اور قاتلوں میں سے اس شخص پر خدا کی لعنت ہے
جو بہ دیکھے

قصۂ گوسالہ پرستان

کو کس کو مارتا ہے اور دوست اور بیگانے کو پہچان کر چھوڑتے اور بیگانے کے مارنے میں مشغول ہو۔ الغرض گناہگاروں نے مارے جانے کے لئے اپنی گردنیں خم کیں اور بے گناہوں نے جو قاتل تھے حضرت موسیٰ سے عرض کی اگرچہ ہم نے گوسالہ پرستی نہیں کی مگر ہمارا گناہ ان لوگوں سے بہت بڑھ کر ہے۔ کیونکہ ہم کو اپنے ہاتھوں سے اپنے ماں باپ اور بھائی بندوں کو قتل کرنا پڑا اسلئے ہم اور وہ معصیت میں یکساں ہوگئے تب حق تعالیٰ نے حضرت موسیٰ پر وحی نازل کی اے موسیٰ میں نے اس سبب سے ان کو اس مصیبت عظیم میں مبتلا کیا ہے کہ جب وہ لوگ گوسالہ پرستی کرتے تھے تو یہ اُن سے الگ نہیں ہوئے اور ان کا ساتھ نہیں چھوڑا اور اس امر میں انکے دشمن نہیں ہوئے اب اُن سے کہدے کہ جو کوئی محمدؐ اور اسکی آل طیبین کا واسطہ دے کر مجھ سے دُعا کریگا اس پر ان لوگوں کا جو اپنے گناہوں کے سبب قتل کے سزاوار ٹھیرے ہیں قتل کرنا آسان اور سہل ہو جائیگا تب انہوں نے ان حضرات کا واسطہ دے کر دُعا کی اور حق تعالیٰ نے ان کا قتل کرنا ان کے لئے ایسا سہل کر دیا کہ ان کے مارنے سے ذرا سا غم بھی ان کو معلوم نہ ہوتا تھا جب کُشت و خون ان کے درمیان قائم ہوا اور وہ چھ لاکھ آدمی تھے علاوہ ان لوگوں کے جنہوں نے گوسالہ پرستی نہیں کی تھی تو حق تعالیٰ نے ان میں سے بعض شخصوں کو توفیق عطا کی کہ قبل از اختتام قتل آپسمیں ذکر کرنے لگے کہ جب خدا نے محمدؐ و آلِ محمدؐ کے توسل کو ایسا امر قرار دیا ہے کہ جو کوئی اسکو عمل میں لائے اپنی کسی حاجت سے محروم نہ رہے اور اسکا کوئی سوال رد نہ ہوا اور سب پیغمبر و رسول سختیوں اور مصیبتوں میں ان سے متوسل ہوئے ہیں پھر ہم کیوں نہ ان حضرات کو اپنا وسیلہ بنائیں بعد ازاں سب نے جمع ہو کر فریاد کی اے ہمارے پروردگار واسطہ مرتبۂ محمدؐ کا جو تیرے نزدیک گرامی ترین خلق ہے اور واسطہ مرتبۂ علیؑ کا جو اسکے بعد افضل و اعظم خلق ہے اور واسطہ مرتبۂ فاطمۂ فضلےٰ کا اور واسطہ مرتبہ حسنؑ و حسینؑ کا جو سید الانبیاء کے نواسے اور جملہ جوانان بہشت کے سردار ہیں اور آل طٰہٰ و یٰس کی ذریت طیبین و طاہرین کے مرتبے کا واسطہ دے کر تجھ سے درخواست کرتے ہیں کہ ہمارے گناہوں کو معاف کر اور ہماری لغزشوں سے درگزر فرما اور اس قتل کی بلا کو ہمارے سروں سے ٹال اسوقت حضرت موسیٰ کو آسمان کی طرف سے آئی اے موسیٰ اب ان کے قتل سے ہاتھ روک لے کیونکہ ان میں سے بعض نے مجھ سے درخواست کی ہے اور ایسی قسم مجھ کو دی ہے کہ اگر یہ تمام گوسالہ پرست پہلے ہی یہ قسم

مجھ کو دیتے اور گوسالہ پرستی سے محفوظ رہنے کی مجھ سے درخواست کرتے تو میں ان کو اسکی پرستش سے بچا لیتا اور اگر شیطان مجھ کو ایسی قسم دیتا تو ضرور میں اس کو ہدایت دیتا اور اگر نمرود یا فرعون ایسی قسم مجھ کو دیتے تو میں ان کو نجات دیتا۔ القصہ ان کا قتل کیا جانا بند کیا گیا اور وہ کہتے تھے کہ افسوس ہم ابتدا میں محمدؐ اور ان کی آل طاہرین کی قسم اور واسطہ دے کر دعا کرنے سے غافل رہے تاکہ خدا ہم کو اس فتنہ کے شر سے محفوظ اور مصئون رکھتا ۔

قولہ عز وجل وَإِذْ قُلْتُمْ يَا مُوسَىٰ لَن نُّؤْمِنَ لَكَ حَتَّىٰ نَرَى اللَّهَ جَهْرَةً

ترجمہ۔ اور اے بنی اسرائیل تم اسوقت کو یاد کرو جبکہ تم نے یعنی تمہارے بزرگوں نے کہا کہ اے موسیٰ ہم ہرگز تجھ پر ایمان نہ لائیں گے جب تک کہ خدا کو ظاہری طور پر نہ دیکھ لیں۔ فَأَخَذَتْكُمُ الصَّاعِقَةُ اس پر تمہارے بزرگوں کو صاعقہ نے پکڑا وَأَنتُمْ تَنظُرُونَ۔ اور تم ان کو دیکھ رہے تھے ثُمَّ بَعَثْنَاكُم مِّن بَعْدِ مَوْتِكُمْ پھر ہم نے ان تمہارے بزرگوں کو مرنے کے بعد زندہ کر کے اٹھایا لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ تاکہ تمہارے بزرگ اس دوبارہ زندگی کا جس میں وہ اپنے گناہوں سے توبہ کریں اور دنیا سے تعلق قطع کر کے اپنے پروردگار کی طرف رجوع کریں شکر ادا کریں کہ وہ پہلی موت ان پر قائم نہ رہی اگر ایسا ہوتا تو وہ جہنم میں جاتے۔ اور ابدتک اسی میں پڑے رہتے ۔

امام علیہ السلام نے فرمایا کہ اسکا قصہ اس طرح پر ہے کہ جب حضرت موسیٰؑ نے بنی اسرائیل سے فرقان یعنی اہل حق اور اہل باطل کے درمیان فرق کرنے والی چیز یعنی محمدؐ کی نبوت اور علیؑ اور ائمہ طاہرین علیہم السلام کی امامت کا عہد لیا تو انہوں نے جواب دیا کہ اے موسیٰؑ ہم تیری اس بات کو قبول نہ کرینگے کہ یہ خدا کی طرف سے ہے جب تک کہ خدا کو ظاہر طور پر اپنی آنکھوں سے مشاہدہ نہ کرلیں اور وہ خود ہمارے سامنے اس امر کی ہم کو خبر دے تب بجلی ان پر گری اور وہ اس کو آسمان سے اپنی طرف اترتے ہوئے دیکھ رہے تھے اور خدا نے فرمایا اے موسیٰ میں اپنے دوستوں اور برگزیدوں کی تصدیق کرنے والوں کی عزت کرتا ہوں اور کچھ پروا نہیں کرتا اور ایسا ہی اپنے دشمنوں کو جو میرے اصفیا و برگزیدگان کے حقوق کو دفع کرتے ہیں عذاب دیتا ہوں اور کچھ پروا نہیں کرتا اسوقت موسیٰؑ نے باقی لوگوں سے جن پر بجلی نہیں گری تھی فرمایا تم اس باب میں

کیا کہتے ہو آیا قبول کرتے ہو اور اس کے مقر ہوتے ہو ورنہ تم بھی انہی کے ساتھ ملحق ہوگے اُنہوں نے جواب دیا کہ اے موسیٰ ہم کو معلوم نہیں کہ ان پر یہ مصیبت کس وجہ سے وارد ہوئی یہ بجلی جو تیرے سبب سے اُن پر گری ہے منجملہ آفات زمانہ کے ایک آفت ہے جو نیکوکاروں اور بدکاروں سب ہی پر پڑا کرتی ہیں اور اگر یہ صرف محمدؐ و علیؑ اور ان کی آل اطہار کے باب میں تمہاری تردید کرنے کی وجہ سے ان پر وارد ہوئی ہے تو تم اپنے پروردگار سے محمدؐ اور ان کی آلؑ اطہار کا جن کی طرف تم ہم کو دعوت کرتے ہو واسطہ دے کر دُعا کرو کہ وہ ان ضعیف لوگوں کو زندہ کرے تاکہ ہم ان سے دریافت کریں کہ یہ مصیبت تم پر کس لئے وارد ہوئی۔ تب حضرت موسیٰ نے ان حضراتؑ طاہرین کا واسطہ دے کر دُعا کی اور خدا نے ان کو زندہ کیا اور حضرت موسیٰ نے ان لوگوں سے کہا کہ اب تم ان سے اس مصیبت کے وارد ہونے کی وجہ دریافت کرو جب ان سے پوچھا گیا تو انہوں نے جواب دیا کہ اے بنی اسرائیل یہ مصیبت ہم پر اس لئے وارد ہوئی کہ ہم نے نبوت محمدؐ کا اقرار کرنے کے بعد امامت علیؑ کے اعتقاد کرنے سے انکار کیا تھا اور ہم نے اپنے مرنے کے بعد دیکھا کہ آسمانوں اور حجابوں اور عرش و کرسی اور بہشت و دوزخ تمام ممالکِ پروردگار میں محمدؐ۔ علیؑ۔ فاطمہؑ۔ حسنؑ اور حسینؑ سے بڑھ کر کسی کا حکم نہیں چلتا اور سب پر انہی کو غلبہ حاصل ہے جب ہم اس بجلی کے صدمے سے مر گئے تو فرشتے ہم کو آتش دوزخ کی طرف لے گئے اسی اثنا میں محمدؐ اور علیؑ نے ان فرشتوں کو پکارا ان لوگوں پر سے اس عذاب کو ہٹاؤ کیونکہ ان کے لئے ہمارے اور ہماری آلؑ اطہار کے توسل سے دُعا کی جائیگی اور خدا ان کو دوبارہ زندہ کریگا اسوقت تک ہم کو ہاویہ میں نہیں ڈالا گیا تھا اور روک رکھا تھا۔ یہانتک کہ اے موسیٰ ابن عمران حضرت محمدؐ اور ان کی آلؑ اطہار کے توسل سے تمہارے دُعا کرنے کے سبب سے خدا نے ہم کو زندہ کر دیا۔

الغرض اللہ تعالےٰ ان لوگوں سے جو آنحضرتؐ کے عہد نبوت میں موجود تھے مخاطب ہو کر فرماتا ہے کہ جب محمدؐ اور اس کی آلؑ اطہار کا واسطہ دے کر دعا کرنے سے تمہارے بزرگوں کی جو اپنے گناہ کے باعث بجلی کے صدمہ سے ہلاک کئے گئے تھے خطا معاف ہوگئی اور خدا نے ان کو دوبارہ زندہ کیا تو تم پر واجب و لازم ہے کہ تم ایسے حرکات سے متعرض نہ ہو جو ان کی ہلاکت کا باعث

ہوئے تھے ۔

قولہ عزوجل وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ وَأَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى ط وَكُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ وَمَا ظَلَمُونَا وَلٰكِنْ كَانُوا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ہ

ترجمہ۔ اور اے بنی اسرائیل تم اُسوقت کو یاد کرو جبکہ ہم نے تم پر بادل کا سایہ کیا اور من سلویٰ ہم نے تم پر نازل کیا تم ہمارے پاکیزہ رزق کو جو ہم نے تم کو دیا ہے کھاؤ اور انھوں نے ہم پر ظلم نہیں کیا بلکہ وہ اپنے نفسوں پر ظلم کرتے تھے ۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا فرماتا ہے کہ اے بنی اسرائیل تم اُسوقت کو یاد کرو جبکہ ظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ ہم نے تم پر ابر کا سایہ کیا جبکہ تم صحرائے تیہ میں تھے اور وہ ابر سورج کی گرمی اور چاند کی خنکی سے تم کو محفوظ رکھتا تھا وَأَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى اور تم پر من و سلویٰ کو نازل کیا مَنّ یعنی ترنجبین جو کہ درختوں پر پڑتی تھی اور وہ اس کو اتار لیا کرتے تھے اور سلویٰ ایک پرندہ تھا جسکا نام عربی میں کانی ہے اور ہندی میں اس کو بٹیر کہتے ہیں اس کا گوشت سب پرندوں سے زیادہ مزیدار ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس پرندے کو ان کے لئے بھیجتا تھا اور وہ بہت آسانی سے اس کو شکار کر کے کھا لیتے تھے پھر خدا ان سے فرماتا ہے وَأَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى ہماری پاکیزہ چیزوں کو جو ہم نے تم کو عطا کی ہیں کھاؤ اور میری نعمت کا شکر ادا کرو اور جن کو میں نے بزرگ کیا ہے ان کو بزرگ جانو اور جن کو میں نے وقار دیا ہے تم بھی ان کا وقار کرو یعنی جنکی ولایت کا عہد تم سے لیا گیا ہے اور وہ محمدؐ اور اسکی آلؑ اطہار ہیں۔ پھر خدا فرماتا ہے وَمَا ظَلَمُونَا اور انھوں نے ہم پر ظلم نہیں کیا جبکہ انھوں نے اس کلمہ کو جو ہم نے اُن سے کہا تھا بدل دیا اور کچھ اور ہی کہا اور جو عہد اُن سے لیا گیا تھا اسکو پورا نہ کیا کیونکہ کافروں کا کفر کرنا ہماری بادشاہی کو کچھ ضرر نہیں پہنچاتا جیسا کہ مومنوں کا ایمان لانا ہماری سلطنت میں کچھ زیادتی نہیں کرتا وَلٰكِنْ كَانُوا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ بلکہ وہ اپنے نفسوں پر ظلم کرتے تھے یعنی کافر ہونے اور ہمارے قول کو تبدیل کرنے کے سبب اپنی جانوں کو نقصان پہنچاتے تھے ۔

اور جناب رسولخدا نے فرمایا ہے اے بندگان خدا تم پر واجب ہے کہ ہم اہلبیتؑ کی ولایت کا

اعتقاد کرو اور ہمارے درمیان فرق مت کرو اور خیال کرو کہ حق تعالیٰ نے کس قدر کشائش اور وسعت تم کو عطا فرمائی ہے کہ اپنی حجت کو تم پر واضح اور روشن کر دیا تا کہ حق کا پہچاننا تم پر سہل ہو جائے پھر تمہارے لئے قضیہ میں بڑی گنجائش رکھ دی تا کہ تم خلقت کی برائیوں اور شرارتوں سے بچے رہو پھر بھی اگر تم تغیر و تبدل کر دو تو توبہ کو تمہارے سامنے پیش کرتا ہے اور اس کو قبول فرماتا ہے۔ تم کو مناسب ہے کہ خدا کی نعمتوں کا شکر ادا کرو۔

قولہ عزوجل وَاِذْ قُلْنَا ادْخُلُوْا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ فَكُلُوْا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ رَغَدًا وَّادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُوْلُوْا حِطَّةٌ نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطٰيٰكُمْ وَسَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا قَوْلًا غَيْرَ الَّذِيْ قِيْلَ لَهُمْ فَاَنْزَلْنَا عَلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ۝ وَاِذِ اسْتَسْقٰى مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ فَقُلْنَا اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ ؕ فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا ؕ قَدْ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ ؕ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا مِنْ رِّزْقِ اللّٰهِ وَلَا تَعْثَوْا فِى الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ۝ وَاِذْ قُلْتُمْ يٰمُوْسٰى لَنْ نَّصْبِرَ عَلٰى طَعَامٍ وَّاحِدٍ فَادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُخْرِجْ لَنَا مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ مِنْۢ بَقْلِهَا وَقِثَّـآئِهَا وَفُوْمِهَا وَعَدَسِهَا وَبَصَلِهَا ؕ قَالَ اَتَسْتَبْدِلُوْنَ الَّذِىْ هُوَ اَدْنٰى بِالَّذِىْ هُوَ خَيْرٌ ؕ اِهْبِطُوْا مِصْرًا فَاِنَّ لَكُمْ مَّا سَاَلْتُمْ ؕ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ وَبَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ الْحَقِّ ؕ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَالنَّصٰرٰى وَالصّٰبِـِٕيْنَ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ **ترجمہ**۔ اور یاد کرو جب کہ ہم نے (تمہارے باپ دادا کو) کہا کہ تم اس گاؤں (بیت المقدس) میں داخل ہو اور وہاں سے جا کر جہاں سے جی چاہے سیر ہو کر کھاؤ اور اس بستی کے دروازے میں سجدہ کرتے ہوئے داخل ہو اور کلمہ حطۃ زبان سے کہو تو ہم تمہاری خطاؤں کو بخش دیں گے اور

عنقریب نیکی کرنے والوں کا ثواب زیادہ کرینگے پس ظالموں نے اس کلمہ کو جس کے کہنے کا
ان کو حکم دیا گیا تھا بدل ڈالا اس لئے ہم نے ان ظالموں پر ان کی نافرمانی اور فسق کے سبب
عذاب آسمانی نازل کیا اور اُسوقت کو یاد کرو جبکہ موسیٰؑ نے اپنی قوم کے لئے ہم سے پانی
طلب کیا تب ہم نے اُس سے کہا کہ اپنا عصا پتھر پر مار (جب اُس نے عصا کو پتھر پر
مارا) تو اس پتھر میں سے بارہ چشمے جاری ہوئے کہ ہر گروہ نے اپنے اپنے چشمے کو معلوم
کیا (اسوقت ہم نے ان کو کہا) تم خدا کی دی ہوئی روزی کو کھاؤ اور پیو اور زمین میں فساد
کرتے مت پھرو اور اُسوقت کو یاد کرو جبکہ تم نے (یعنی تمہارے باپ دادا نے) کہا اے
موسیٰؑ ہم ایک ہی کھانے پر ہرگز صبر نہ کرینگے اس لئے اپنے پروردگار سے ہمارے واسطے
دُعا کرو کہ وہ ہمارے لئے ساگ پات ککڑی۔ گیہوں۔ مسور اور پیاز کہ زمین سے اُگتے ہیں
پیدا کرے یہ سن کر موسیٰؑ نے ان سے کہا آیا تم اس عمدہ کے چیز کے عوض میں ناقص چیز کو تبدیل
کرنا چاہتے ہو (اسوقت حکم ہوا) تم شہر میں جاؤ کہ جن جن چیزوں کی تم نے درخواست کی
ہے وہ سب تم کو وہاں ملیں گی اور ان پر ذلت اور محتاجی لازم کی گئی اور خدا کے غضب میں
گرفتار ہوئے یہ اسلئے ہوا کہ وہ آیات خدا کا انکار کرتے تھے اور پیغمبران خدا کو ناحق قتل کرتے
تھے۔ ان سب خرابیوں کا باعث یہ تھا کہ انہوں نے خدا کی نافرمانی اور ناشکری کی تھی اور حق سے
تجاوز کرتے تھے۔ ایمان لانے والوں اور یہودیوں اور نصرانیوں اور ستارہ پرستوں میں سے
جو لوگ کہ صدق دل سے خدا پر اور روز قیامت پر ایمان لائیں اور نیک عمل کریں ان کو خدا کے
ہاں سے انکی جزا ملے گی۔ اور کسی قسم کا خوف ان کو نہ ہوگا اور نہ وہ مغموم و محزون ہونگے ؀

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا فرماتا ہے اے بنی اسرائیل تم اُسوقت کو یاد کرو
اِذْ قُلْنَا جبکہ ہم نے تمہارے باپ دادا سے کہا کہ اُدْخُلُوْا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ تم اس بستی
میں داخل ہو اور وہ اریحا بلاد شام سے ایک شہر ہے اور یہ حکم اسوقت ہوا تھا جبکہ وہ
صحرائے تیہ سے نکلے فَكُلُوْا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ رَغَدًا اور اس شہر میں سے جہاں سے
تمہارا جی چاہے بے زحمت و رنج پیٹ بھر کر اور سیر ہو کر کھاؤ وَّادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا
اور شہر کے دروازے میں سجدہ کرتے ہوئے اندر داخل ہو۔ اور حق تعالیٰ نے شہر کے دروازے پر

ان کے لئے محمدؐ اور علیؑ کی صورتوں کو متمثل کیا تھا اور ان کو حکم دیا تھا کہ ان مثالی صورتوں کی تعظیم کے لئے سجدہ کریں اور ان کی بیعت اور محبت کے ذکر کو اپنے نفسوں میں تازہ کریں اور جو اقرار ان کی ولایت و اعتقاد افضلیت کا ان سے لیا گیا ہے اس کو یاد کریں وَقُوْلُوْا اور حطہ کہو یعنی یہ کہو کہ یہ ہمارا محمدؐ و علیؑ کی مثالوں کی تعظیم کے لئے خدا کو سجدہ کرنا اور ان کی ولایت کا اعتقاد کرنا ہمارے گناہوں کا کھینے والا اور ہمارے قصوروں کا مٹانے والا ہے نَغْفِرْ لَكُمْ خَطَايَاكُمْ تاکہ ہم اس عمل کے سبب تمہاری گزشتہ خطاؤں کو بخشدیں اور پہلے گناہوں کو زائل کر دیں وَسَنَزِيدُ الْمُحْسِنِينَ اور جلد ہم نیکوکاروں کے ثواب کو زیادہ کرینگے یعنی جو لوگ تم میں سے ایسے ہیں کہ انہوں نے وہ گناہ نہیں کئے جو مخالفان ولایت نے کئے ہیں اور ان کی ولایت کا عہد جو اپنے نفس میں خدا سے کیا تھا اس پر ثابت قدم رہے اس عمل کے بجالانے سے ہم ان کے درجات اور ثواب زیادہ کرینگے اور آیہ وَسَنَزِيدُ الْمُحْسِنِينَ سے یہی مراد ہے فَبَدَّلَ الَّذِينَ ظَلَمُوا قَوْلًا غَيْرَ الَّذِي قِيلَ لَهُمْ پس اس گروہ نے کہ انہوں نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا تھا اس قول کو جو ان سے کہا گیا تھا اور طرح پر بدل دیا خدا نے ان کو سجدہ کرنے کا حکم دیا انہوں نے سجدہ نہ کیا اور جس لفظ کے کہنے کا حکم دیا تھا وہ نہ کہا بلکہ دروازے کی طرف پشت کر لی اور پیٹھ کی طرف سے شہر میں داخل ہوئے نہ تو جھکے اور نہ داخل ہوتے وقت سجدہ کیا اور کہنے لگے اتنے بلند دروازے کے ہوتے ہم جھک کر کیوں داخل ہوں دیکھیے یہ موسیٰ اور یوشعؑ ہم سے ہنسی کرتے رہینگے اور بیکار اور فضول امور کے لئے ہم سے سجدے کرائینگے اور بجائے حطہ کہنے کے حنطۃ سمقانہ کہا یعنی لال گیہوں جو ہم کھاتے ہیں وہ اس قول و فعل سے زیادہ پسندیدہ ہے فَأَنْزَلْنَا عَلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا رِجْزًا مِنَ السَّمَاءِ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ یعنی ہم نے ان لوگوں پر کہ انہوں نے اس لفظ کو جو ان سے کہا گیا تھا بدل دیا اور محمدؐ و علیؑ اور ان کی آل اطہار کی ولایت کے مطیع و فرمانبردار نہ ہوئے ان کے فسق و فجور اور حکم اطاعت سے نکل جانے کے سبب آسمان سے عذاب ان پر نازل کیا اور وہ مرض طاعون تھا کہ ایک دن کے تھوڑے سے حصے میں ایک لاکھ بیس ہزار آدمی

ان میں سے اس مرض سے ہلاک ہوگئے اور یہ لوگ وہ تھے جن کی بابت خدا کے علم میں گذر چکا تھا کہ وہ نہ ایمان لائینگے اور نہ توبہ کرینگے اور جن کی بابت خدا کو یہ معلوم تھا کہ وہ توبہ کرینگے یا ان کے صلبوں سے ایسے پاک لوگ پیدا ہونگے جو توحید الٰہی کے قائل ہونگے اور حضرت محمدؐ پر ایمان لائینگے اور ان کے وصی اور بھائی علیؑ کی ولایت کو پہچانیں گے ان پر یہ عذاب نازل نہ ہوا اب خدا فرماتا ہے وَاِذِ اسْتَسْقٰی مُوْسٰی لِقَوْمِهٖ اور اُس وقت کو یاد کرو جبکہ موسیٰؑ نے اپنی قوم کے لئے پانی طلب کیا جبکہ ان کو صحرائے تیہ میں پیاس لگی اور فریاد و زاری کرتے حضرت موسیٰؑ کے پاس آکر عرض کی ہم کو پیاس مارے ڈالتی ہے تب موسیٰؑ نے دعا کی اے خدا محمدؐ سید انبیاء اور علیؑ سید اوصیاء اور فاطمہ سیدۃ النساء اور حسنؑ بہترین اولیاء اور حسینؑ سید الشہداء اور ان کی عترتؑ طاہرہ و خلفاء کا جو بہترین اذکیا ہیں واسطے کر التماس کرتا ہوں کہ اپنے ان بندوں کو پانی سے سیراب کر فَقُلْنَا اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ تب ہم نے وحی کی کہ اے موسیٰؑ اپنے عصا کو پتھر پر مار جب اس نے عصا کو پتھر پر مارا فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا تو اس میں سے بارہ چشمے جاری ہو گئے قَدْ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ اور اولاد یعقوب کے ہر گروہ نے اپنے پانی پینے کی جگہ کو معلوم کر لیا تاکہ دوسرے گروہ اور قبیلہ سے مزاحم نہ ہوں اور باہم ایک دوسرے سے پانی پر جھگڑا نہ کریں پھر خدا نے ان سے خطاب کیا كُلُوْا وَاشْرَبُوْا مِنْ رِّزْقِ اللّٰهِ اس رزق کو جو خدا نے تم کو عطا کیا ہے کھاؤ اور پیو۔ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ اور مفسد اور عاصی ہو کر زمین میں توڑ پھوڑ مت کرو

اور جناب رسالتمآبؐ نے فرمایا ہے کہ جو شخص محبت اہلبیتؑ پر قائم ہو خدا اسکو اپنی محبت کا ایسا پیالہ پلاتا ہے کہ وہ اس کو کسی سے تبدیل کرنا نہیں چاہتا اور اسکے سوا کسی کو اپنا کفایت کرنے والا اور نگہبان اور مددگار بنانا پسند نہیں کرتا اور جو کوئی اپنے نفس کو ہماری محبت میں سختیوں اور تکلیفوں کا متحمل بنا لیتا ہے خدا قیامت کے دن میدان حشر میں اسقدر درجات عالیہ اس کو عطا فرمائیگا کہ تمام اہل محشر کی آنکھیں اسکے درجات کے دیکھنے سے قاصر ہونگی اور ہر ایک کو اسکے درجات اس طرح احاطہ کرینگے جیسا کہ وہ دنیا میں اپنے مال و متاع پر جو اس کے سامنے رکھے ہوں قابض اور محیط ہو پھر اسکو خطاب ہوگا کہ تو نے

محمدؐ و آلِ محمدؐ کی ولایت میں اپنے نفس کو سختیوں اور تکلیفوں کا متحمل بنایا سو اس کی عوض میں اللہ تعالےٰ نے تم کو اختیار اور قدرت دی ہے کہ اہلِ محشر میں سے جس کو شدتِ عذاب و تکلیف سے چھڑانا چاہو تب وہ اپنی آنکھ کھول کر سب کو دیکھے گا پھر ان میں سے اس شخص کو جس نے اس سے نیکی کی ہوگی یا دُنیا میں کوئی احسان اس پر کیا ہوگا خواہ فعلی ہو یا قولی یا اس سے شیریں کلامی سے بات کی ہوگی یا اس کے ساتھ کسی طرح کی نرمی یا ملائمت عمل میں لایا ہوگا تمام اہلِ محشر میں سے علیحدہ کرے گا جیسا کہ کھرے روپیوں کو پرکھ کر کھوٹے روپیوں سے الگ کر لیتے ہیں پھر اس کو کہا جائیگا ان کو جنت میں لے جاؤ اور جہاں جی چاہے ان کو ٹھیراؤ تب وہ ان کو جنت میں لے جاکر اتارے گا پھر اس کو ندا آئیگی ہم نے تجھ کو مختار کیا اور قدرت دی کہ جس کو تیرا جی چاہے آتشِ دوزخ میں داخل کر یہ ندا سُنتے ہی وہ آنکھ اُٹھا کر ان کی طرف دیکھے گا اور ہر طرف نظر مارکر ان میں سے دوزخیوں کو اس طرح چُن لیگا جس طرح روپیوں میں سے اشرفیوں کو الگ کر لیتے ہیں پھر ندا آئیگی دوزخ کے جس درجے میں تیرا جی چاہے ان کو داخل کر تب وہ جہنم کی جن تنگناؤں میں ان کو داخل کرنا چاہیگا کریگا۔

الغرض خدا بنی اسرائیل سے جو زمانۂ آنحضرتؐ میں موجود تھے فرماتا ہے جبکہ تمہارے پہلے بزرگوں کو محمدؐ و آلِ محمدؐ کی موالات (دوستی) کی طرف دعوت کی گئی اب تم نے چونکہ ان کو مشاہدہ کر لیا اور ولایتِ محمدؐ و آلِ محمدؐ کی اعلیٰ غرض و منشا کو پہنچ گئے اس لئے تم کو مناسب ہے کہ اہلبیت کے تقرب سے خدائے بزرگ و برتر کا قُرب حاصل کرو اور اس کے قہر و غضب کے قریب مت جاؤ اگر ایسا کروگے تو اس کی رحمت سے دُور ہو جاؤگے۔

اب خدا فرماتا ہے وَاِذْ قُلْتُمْ یٰمُوْسٰی لَنْ نَّصْبِرَ عَلٰی طَعَامٍ وَّاحِدٍ اور اُسوقت کو یاد کرو جبکہ تمہارے اسلاف نے موسیٰؑ سے کہا کہ ہم اس من و سلویٰ کے ایک کھانے پر ہرگز صبر نہ کرینگے اور اسکے ساتھ اور چیزوں کا ملانا ضروری ہے۔ فَادْعُ لَنَا رَبَّکَ یُخْرِجْ لَنَا مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ مِنْۢ بَقْلِهَا وَقِثَّآئِهَا وَفُوْمِهَا وَعَدَسِهَا وَبَصَلِهَا اس لئے تو اپنے پروردگار سے دُعا کر کہ وہ زمین کی نباتات میں سے ساگ پات اور ککڑیاں اور گیہوں اور مسور اور پیاز ہمارے واسطے پیدا کرے قَالَ اَتَسْتَبْدِلُوْنَ الَّذِیْ هُوَ اَدْنٰی بِالَّذِیْ

هُوَ خَيْرٌ تو حضرت موسیٰؑ نے ان سے کہا کہ کیا تم چاہتے ہو کہ عمدہ چیز تو تم سے لے لی جائے اور ناقص چیز تم کو مل جائے اِهْبِطُوا مِصْرًا فَإِنَّ لَكُم مَّا سَأَلْتُمْ اگر تم یہی چاہتے ہو تو تم اس صحرائے تیہ سے نکل کر کسی شہر میں چلے جاؤ کہ وہاں تم کو مطلوبہ چیزیں مل جائیں گی اب خدا فرماتا ہے کہ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ اُس نافرمانی اور ناشکری کی عوض رُسوائی اور محتاجی ان پر لازم کی گئی کہ اس کے باعث وہ خدا اور اس کے مومن بندوں کے نزدیک رُسوا ہوئے اور مسکنت سے فقیری اور ذلت مراد ہے۔ وَبَاءُوا بِغَضَبٍ مِّنَ اللَّهِ اور اللہ کا غضب اور اس کی لعنت ان پر ڈالی گئی۔ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ كَانُوا يَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ غضب خدا میں ان کے مبتلا ہونے کا باعث یہ ہے کہ وہ ذلت و محتاجی میں پڑنے سے پہلے خدا کی نشانیوں کا انکار کرتے تھے وَيَقْتُلُونَ النَّبِيِّينَ بِغَيْرِ الْحَقِّ اور ناحق پیغمبروں کو قتل کرتے تھے کہ نہ تو اُنہوں نے ان کا کچھ قصور کیا تھا نہ کسی اور کا ذَٰلِكَ بِمَا عَصَوا یہ فروگذاشت اور ترک مروت جو ان پر غالب ہو گئی تھی یہاں تک کہ ان سے ایسے گناہ سرزد ہوئے جن کے باعث ذلت و محتاجی ان کے لئے لازم کی گئی اور غضب خدا میں مبتلا ہوئے اس سبب سے تھی کہ وہ خدا کی نافرمانی کرتے تھے وَكَانُوا يَعْتَدُونَ اور حد سے گزرتے تھے کہ امر الٰہی سے تجاوز کر کے امر شیطانی بجالاتے تھے۔

اور جناب سول خدا نے فرمایا ہے اے میری اُمت کے لوگو تم ایسا نہ کرنا جیسا کہ بنی اسرائیل نے کیا اور اللہ کی نعمتوں کو خفیف نہ جاننا اور خدا سے من گھڑت اور اٹکل پچو سوال نہ کرنا اور جب تم میں سے کسی کی حق تعالیٰ اس کے رزق و معاش کے باب میں آزمائش کرے جس کو وہ شخص ناپسند کرتا ہے تو اس کو چاہیئے کہ کسی چیز کا اس سے سوال نہ کرے شائد وہ چیز اسکی موت اور ہلاکت کا باعث ہو بلکہ یُوں دُعا کرنی چاہیئے اے خدا محمدؐ اور انکی آلؑ اطہار کے جاہ و مراتب کی تجھ کو قسم دیتا ہوں کہ یہ جو میرے کام میں تو نے سختی ڈالی ہے اگر یہ میرے واسطے بہتر اور میرے دین کے حق میں افضل ہے تو مجھ کو اس پر صبر عطا فرما اور اس تکلیف کے برداشت کرنے کی توفیق اور طاقت دے اور اسکی خستگی اور درماندگی اور بار گراں کا اُٹھانا مجھ پر سہل کر دے اور اگر اسکی برعکس حالت میرے لئے بہتر ہے تو وہ مجھ کو عطا کر اور ہر حال میں

مجھ کو اپنے حکم پر خوشنود اور رضا مند رکھ پس تمام قسم کی تعریفیں تیری ہی ذات کے لئے زیبا اور سزاوار ہیں جب تم اس طرح دُعا کروگے تو جو چیز تمہارے حق میں بہتر ہوگی اس کو تمہارے لئے مقرر اور مقدر کریگا اور اس کا حاصل کرنا تمہارے لئے سہل کردیگا۔

بعدازاں آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا۔ اے خدا کے بندو گناہوں میں منہمک اور ساعی ہونے اور ان میں تساہل اور سہل انگاری کرنے سے پرہیز کرو کیونکہ گناہوں کے سبب گنہگار پر خذلان اور فروگذاشت غالب ہوتی ہے جو اس کو ایسی بلا میں مبتلا کردیتی ہے جو اُن (گناہوں) سے کہیں بڑھ کر ہے پس وہ برابر گناہ کئے جاتا ہے اور تساہل اور فروگذاشت کرتا رہتا ہے۔ اور گناہوں سے بھی بھاری بلا میں پڑتا جاتا ہے رفتہ رفتہ یہانتک نوبت پہنچتی ہے کہ وہ وصیؑ رسول کی ولایت کی تردید اور نبیؐ خدا کی نبوت کا انکار کرنے لگتا ہے آخرکار آہستہ آہستہ وحدانیت خدا کا منکر ہو جاتا ہے اور دین الہٰی سے منحرف ہو کر ملحد بن جاتا ہے۔

پھر خدا فرماتا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا جو لوگ کہ خدا پر اور اس چیز پر جس پر ایمان لانا فرض ہے اور وہ علیؑ ابن ابی طالب اور ان کی ذریت طاہرہ علیہم السلام کی ولایت ہے ایمان لائے۔ وَالَّذِیْنَ هَادُوْا اور جو لوگ کہ یہودی ہوئے وَالنَّصٰرٰی اور نصرانی اور نصرانی وہ لوگ ہیں جو گمان کرتے ہیں کہ ہم دین خدا میں ایک دوسرے کے ناصر اور مددگار ہیں وَالصَّابِئِیْنَ اور ستارہ پرست اور صائب وہ لوگ ہیں جو گمان کرتے ہیں کہ ہم دین خدا میں راستی پر ہیں اور دراصل وہ اپنے قول میں جھوٹے ہیں مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ ان کافروں میں سے جو کوئی خدا پر ایمان لائیگا اور اپنے کفر سے بالکل پاک ہو جائیگا اور ان مومنوں میں سے جو اپنی آئندہ عمروں میں ایمان لائینگے اور اس کو خالص رکھینگے اور اس عہد کو جو محمدؐ اور علیؑ اور ان کے خلفائے طاہرین علیہم السلام کی بابت ان سے لیا گیا ہے وفا کریں گے وَعَمِلَ صَالِحًا اور ان مومنوں میں سے جو لوگ نیک عمل کرینگے فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ان کو آخرت میں خدا کے ہاں سے ان کا ثواب ملیگا وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ اور وہاں ان کو کچھ خوف نہ ہوگا جبکہ فاسق خائف و ترساں ہونگے اور ان کو کسی قسم کا غم نہ ہوگا جبکہ مخالفان خدا محزون و مغموم ہونگے کیونکہ انہوں نے خدا کی مخالفت میں وہ عمل نہیں کیا کہ اس کا

کرنے والا اس (عمل) کے سبب سے خائف اور محزون ہو *
ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ امیر المومنین علیؑ ابن ابی طالب علیہ السلام نے ایک شخص کو دیکھا کہ آثار خوف اس سے ظاہر ہو رہے ہیں فرمایا اے شخص تجھے کیا ہوا اسنے عرض کی میں خدا سے ڈرتا ہوں فرمایا اپنے گناہوں سے خوف کر اور بندگان خدا کے جو حقوق تیرے ذمے ہیں ان میں اپنے لئے عدل خدا سے ڈر اور جس امر کی اسنے تجھ کو تکلیف دی ہے اس میں اسکی اطاعت کر اور جس کام میں وہ تیری اصلاح کرتا ہے اس میں اسکی نافرمانی اور سرکشی مت کر اسکے بعد پھر خدا سے مت ڈر کیونکہ وہ کسی پر ظلم نہیں کرتا اور ہرگز کسی کو اسکے استحقاق سے زیادہ عذاب نہیں دیتا مگر ہاں یہ کہ تو اپنی سوء عاقبت اور انجام بد سے ڈرے کہ ایسا نہ ہو میرے عقیدے میں کچھ تغیر و تبدل ہو جائے اگر تو یہ چاہے کہ خدا تجھ کو سوء عاقبت سے امن و امان میں رکھے تو یہ جان لے کہ جو نیکی کہ تو کرتا ہے وہ خدا کے فضل اور اسکے توفیق دینے کے باعث ہے اور جو بدی کہ تجھ سے سرزد ہوتی ہے اسکا باعث یہ ہے کہ خدا نے تجھ کو مہلت اور فرصت دے رکھی ہے اور اپنے حلم و تحمل کے سبب تجھ سے ایک مدت مقررہ تک درگزر کر رہا ہے *

قولہ عز و جل وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاذْكُرُوْا مَا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ فَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ لَكُنْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝ وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِيْنَ اعْتَدَوْا مِنْكُمْ فِي السَّبْتِ فَقُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِئِيْنَ ۝ فَجَعَلْنٰهَا نَكَالًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهَا وَمَا خَلْفَهَا وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ

ترجمہ اور تم اُسوقت کو یاد کرو جبکہ ہم نے تم سے عہد لیا اور تمہارے اوپر طور کو بلند کیا (اور تم سے کہا) کہ جو چیز ہم نے تم کو دی ہے اس کو کوشش اور قوت سے تھامو۔ اور جو کچھ اس میں ہے اس کو یاد کرو تاکہ تم گناہوں سے بچو پھر تم اس کے قبول کرنے کے بعد اس عہد سے پھر گئے پس اگر خدا کا فضل اور اسکی رحمت تمہارے شامل حال نہ ہوتی تو ضرور تم نقصان اُٹھاتے اور بیشک تم کو ان لوگوں کا حال معلوم ہے جنہوں نے تم میں سے سنیچر کے دن ہمارے حکم سے تجاوز کیا تب ہم نے ان سے کہا کہ تم ذلیل و خوار بندر بن جاؤ پس ہم نے اس نقمہ کو ان لوگوں کے واسطے جو اسوقت موجود تھے اور ان کے لئے جو ان کے بعد آنے والے تھے

باعث عبرت بنایا۔ اور یہ پرہیزگاروں کے لئے نصیحت ہے ۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ خدا اُن سے ارشاد فرماتا ہے کہ اے بنی اسرائیل تم اُسوقت کو یاد کرو اِذْ اَخَذْنَا مِیْثَاقَکُمْ جبکہ ہم نے تمہارے باپ دادا سے عہد لیا کہ جو کچھ توریت میں لکھا ہے اُس پر عمل کریں اور اس نامۂ مخصوص پر کاربند ہوں جو محمدؐ اور اسکی آلؑ اطہار کے باب میں موسیٰؑ کو عطا کیا کہ یہ بہترین خلق اور حق کے قائم کرنے والے ہیں اور اس امر کا اقرار کریں اور اسکو اپنی اولادوں کو پہنچائیں اور ان کو حکم دیں کہ پشت در پشت آخر دُنیا تک اپنی آئندہ نسلوں کو پہنچاتے رہیں کہ وہ محمدؐ پیغمبر خدا پر ایمان لائیں اور جو کچھ وہ خدا کی طرف سے علیؑ ابن ابی طالب ولی خدا کے باب میں ان کو بتلائے اور جو کچھ ان کو اسکے جانشینوں اور حق کے قائم کرنے والوں کی نسبت خبر دے اسکو قبول کریں لیکن انہوں نے ان باتوں کے قبول کرنے سے انکار اور استکبار کیا وَرَفَعْنَا فَوْقَکُمُ الطُّوْرَ تب ہم نے کوہ طور کو تم پر (یعنی تمہارے اسلاف پر) بلند کیا کہ جبرئیل کو حکم دیا کہ کوہ فلسطین کا ایک ٹکڑا انکے لشکرگاہ کے موافق ایک فرسخ لمبا اور ایک فرسخ چوڑا جدا کرے اس نے اس ٹکڑے کو وہاں سے علیحدہ کر کے انکے سروں پر ہوا میں بلند کیا اسوقت موسیٰؑ نے ان سے کہا کہ جو کچھ مینے تم کو حکم دیا ہے اسکو قبول کرو ورنہ یہ پہاڑ تم پر گرایا جائیگا تب مجبوراً انہوں نے قبول کیا مگر جن کو خدا نے عناد و فساد سے محفوظ رکھا تھا انہوں نے بہ طوع و رغبت اس کو مانا اس امر کے قبول کرنے کے بعد سجدے میں گئے اور اپنے رخساروں کو خاک پر رکھا اکثروں نے اپنے رخساروں کو صرف اسلئے خاک پر رکھا تھا کہ دیکھیں یہ پہاڑ ہم پر گرتا ہے یا نہیں اور خشوع و خضوع ان کو مطلوب نہ تھا اور باقیوں نے جو بہت ہی کم تھے دلی ارادے اور طوع و رغبت سے سجدہ کیا ۔

اور جناب رسالتمآبؐ نے فرمایا ہے اے ہمارے شیعوں کے گروہ تم خدا کا شکر کرو کہ اسنے تم کو اس امر کی توفیق عطا فرمائی ہے کہ تم کافران بنی اسرائیل کی طرح سجدہ کرتے وقت اپنے رخساروں کو خاک پر نہیں ملتے بلکہ ان کے نیکوں کی طرح بہ طوع و رغبت اس امر کو بجا لاتے ہو ۔

پھر خدا فرماتا ہے خُذُوْا مَا اٰتَیْنٰکُمْ بِقُوَّةٍ کہ جو کچھ ہم نے تم کو دیا ہے اسکو قوت سے پکڑو یعنی جو اوامر و نواہی اس امر جلیل یعنی محمدؐ و علیؑ اور ان کی آل طیبین کے ذکر کی نسبت ہمنے

تم کو عطا کئے ہیں انکو مضبوطی اور قوت سے پکڑو وَاذْكُرُوا مَا فِيهِ اور جو کتاب کہ ہم نے
تم کو دی ہے جو کچھ اس میں درج ہے اسکو یاد کرو ان اوامر و نواہی کے بجالانے پر جو ثواب
عظیم مقرر ہے اور ان کے انکار کرنے پر جو عذاب شدید معین ہے اسکو یاد کرو لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ
تاکہ تم اس مخالفت سے جو عذاب شدید و عقاب مؤید کا باعث ہے محفوظ رہو اور ثواب جزیل
کے مستحق ہو ثواب خدا فرماتا ہے ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ مِّنْ بَعْدِ ذَٰلِكَ پھر اس کے بعد تم پھر گئے
یعنی تمہارے بزرگ اسکے بعد اس امر پر قائم ہونے اور اس کے عہد کے پورا کرنے سے پھر گئے
فَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ پس اگر خدا کا فضل اور اس کی رحمت تم پر نہ ہوتی
یعنی اگر تمہارے بزرگوں پر خدا کا فضل نہ ہوتا کہ اس نے ان کو توبہ کرنے کی مہلت دی اور
پشیمانی اور انابت سے گناہوں کے محو کرنے کی فرصت دی لَكُنْتُمْ مِّنَ الْخَاسِرِينَ تو
بیشک تم نقصان اٹھانے والوں میں داخل ہوجاتے کہ دنیا اور آخرت میں نقصان اور خسارہ
اٹھاتے کیونکہ آخرت تو تمہارے کفر اختیار کرنے کے باعث فاسد ہوجاتی اور دنیا کی
نعمتیں اس لئے نصیب نہ ہوتیں کہ ہم تمہاری بیخ کنی کردیتے اور تمہارے نفسوں کی حسرتیں
اور تمہاری آرزوئیں جن کے پورا ہونے سے پہلے تم برباد ہوجاتے باقی رہ جاتے مگر ہم نے
تم کو توبہ کرنے اور اپنی طرف رجوع کرنے کی مہلت دی یعنی یہ سب باتیں تمہارے باپ دادا
کے ساتھ عمل میں لائی گئیں جس نے ان میں سے توبہ کی وہ نیک بخت اور سعادتمند ہوا اور
جس کی پشت سے پاک اولاد کا پیدا ہونا مقدر کیا گیا تھا جو دنیا میں معاش دنیوی سے
شادکام ہونے والی تھی اور طاعت خدا بجالانے کے سبب آخرت میں مراتب عالیہ پر
مشرف ہونے والی تھی پیدا ہوئی ۰

امام حسن بن علی علیہما السلام نے فرمایا ہے اگر وہ محمد اور انکی آل اطہار کا واسطہ دے کر
اپنی صدق نیت اور صحت اعتقاد قلبی سے ان آیات و معجزات باہرہ کے مشاہدہ کرنیکے بعد اسکی
معاندت اور مخالفت سے محفوظ رہنے کی دعا کرتے تو بیشک خدا اپنے جود و کرم سے ایسا ہی کردیتا
لیکن وہ دین سے پھر گئے اور ہوس دنیوی کو ہم پر فضیلت دی اور ہوائے نفسانی کے سبب طلب
لذات میں مشغول ہوگئے پھر خدا فرماتا ہے وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِينَ اعْتَدَوْا مِنْكُمْ فِي السَّبْتِ

شرح اصحاب سبت

اور بیشک تم کو ان لوگوں کا حال معلوم ہے جنہوں نے تم میں سے روز شنبہ کے حکم میں حد سے تجاوز کیا اور نافرمانی کی کیونکہ انہوں نے سنیچر کے دن مچھلیوں کا شکار کیا (جس سے ان کو منع کیا گیا تھا) فَقُلْنَا لَهُمْ كُونُوا قِرَدَةً پس ہم نے ان سے کہا کہ تم بندر بنجاؤ خَاسِئِينَ جو ہر امر خیر سے دُور رہوں فَجَعَلْنَاهَا نَكَالًا لِمَا بَيْنَ يَدَيْهَا وَمَا خَلْفَهَا وَمَوْعِظَةً لِلْمُتَّقِينَ پس ان کا یہ مسخ ہونا جس سے ہم نے ان کو ذلیل اور اپنی رحمت سے دُور اور ملعون کیا ان کے لئے باعث عذاب اور ان ہلاک کرنے والے گناہوں سے جو مسخ ہونے سے پہلے کرتے تھے کہ جن کے مرتکب ہونے کی وجہ سے ان عذابوں کے سزاوار ہوئے باز رکھنے کا ذریعہ اور وسیلہ بنایا اور اس قوم کو جس نے ان لوگوں کو مسخ شدہ حالت میں دیکھا اور ہمارے عذاب کو مشاہدہ کیا ان اعمال قبیحہ سے روکنے والا تھا جن کے کرنے کے باعث وہ اس بلا میں گرفتار ہوئے اور متقی اور پرہیزگار لوگوں کے لئے باعثِ پند و نصیحت تھا کہ ان کے عقوبت و عذاب کو دیکھ کر عبرت حاصل کریں اور امور حرام سے بچیں۔ اور لوگونکو نصیحت کریں اور ان کو ہلاک کرنے والے گناہوں سے خوف دلائیں +

اور امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ان لوگوں کا ایک گروہ تھا جو دریا کے کنارے پر رہا کرتے تھے اور خدا اور اسکے پیغمبروں نے ان کو سنیچر کے روز مچھلی کے شکار سے منع کیا تھا۔ اس لئے ان لوگوں نے ایک حیلہ بنایا کہ اسکے ذریعہ سے حرام خدا کو اپنے لئے حلال کرلیا اور وہ یہ تھا کہ حوضوں سے ملتی ہوئی ایسی نالیاں اور گڑھے کھودے کہ مچھلیاں ان حوضوں میں آ تو سکیں مگر نکل کر پھر دریا میں نہ جاسکیں جب شنبہ کا روز ہوتا تھا تو چونکہ مچھلیاں اس روز امان خدا میں ہوتی تھیں اس لئے وہ گڑھوں اور نالیوں کی راہ سے ان کے تالابوں اور حوضوں میں آجاتی تھیں اور جب وہ دن ختم ہوجاتا تھا تو شکاریوں کے شر سے بچنے کے لئے دریا میں واپس جانا چاہتی تھیں پر وہ نہ جاسکتی تھیں اور رات کو انہی حوضوں میں پھنسی رہتی تھیں کہ ان کو ہاتھ سے پکڑ سکتے تھے اور جال وغیرہ کی ضرورت نہ پڑتی تھی جب اتوار کا دن ہوتا تھا تو وہ لوگ ان کو پکڑ لیتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم نے شنبہ کے دن تو شکار نہیں کیا۔ بلکہ یک شنبہ کو کیا ہے حالانکہ وہ دشمنانِ خدا جھوٹ کہتے تھے بلکہ انہوں نے دراصل انہی گڑھوں اور نالیوں کے

سبب ان کو شکار کیا تھا جو شنبہ کے روز تیار کی تھیں - ایک عرصے تک وہ ایسا ہی کرتے
رہے یہاں تک کہ بڑے مالدار اور صاحب ثروت ہوگئے اور فارغ البالی اور خوشحالی کے
سبب بہت سی عورتوں کو اپنے تصرف میں لائے اور طرح طرح کے عیش و عشرت میں پڑ گئے
اور اس شہر میں اسی ہزار سے کچھ زیادہ آدمی آباد تھے ان میں سے ستر ہزار تو اس فعل کے
مرتکب ہوئے اور باقیوں نے اس سے پرہیز کیا - چنانچہ خدا سورۂ اعراف میں فرماتا
ہے وَاسْئَلْهُمْ عَنِ الْقَرْيَةِ الَّتِي كَانَتْ حَاضِرَةَ الْبَحْرِ اِذْ يَعْدُوْنَ فِي السَّبْتِ
اِذْ تَأْتِيْهِمْ حِيْتَانُهُمْ يَوْمَ سَبْتِهِمْ شُرَّعًا وَّيَوْمَ لَا يَسْبِتُوْنَ لَا تَأْتِيْهِمْ
كَذٰلِكَ نَبْلُوْهُمْ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ٥ وَاِذْ قَالَتْ اُمَّةٌ مِّنْهُمْ

پارہ ۹ سورۂ اعراف ع ۲۰

یعنی اے محمد ان لوگوں سے اس شہر کا حال دریافت کر جو دریا کے قریب آباد تھا جبکہ
وہ (اس شہر کے باشندے) سنیچر کے روز شکار کرنے کے سبب حکم خدا سے باہر
ہوگئے جبکہ ان کی مچھلیاں شنبہ کے دن نالیوں کی راہ ان کے پاس آتی تھیں اور اس کے سوا
اور دنوں میں نہ آتی تھیں اسی طرح ہوتا رہا ہم ان کے فسق سے ان کو آزماتے تھے اور جب
ان کی قوم میں سے ایک جماعت نے ان کو سمجھایا اور نصیحت اور زجر و توبیخ کی اور عذاب خدا سے
ان کو ڈرایا اور اس کے انتقام لینے اور عذاب شدید دینے سے خوف دلایا تو انہوں نے اس
وعظ و پند کا یہ جواب دیا کہ لِمَ تَعِظُوْنَ قَوْمَا نِ اللّٰهُ مُهْلِكُهُمْ اَوْ مُعَذِّبُهُمْ
عَذَابًا شَدِيْدًا تم ایسی قوم کو کس لئے نصیحت کرتے ہو جن کو خدا ان کے گناہوں کے
سبب عذاب استیصال سے ہلاک کریگا یعنی ان کی بیخ کنی کر دیگا آخرت میں عذاب سخت
میں مبتلا کریگا تو قَالُوْا ان نصیحت کرنے والوں نے جواب دیا کہ مَعْذِرَةً اِلٰى رَبِّكُمْ
تمہارے پروردگار کے آگے عذر کرنے کے لئے کیونکہ اس نے ہم کو امر معروف اور نہی منکر
کرنے کا حکم دیا ہے اسلئے ہم تم کو اس فعل بد سے منع کرتے ہیں تاکہ ہمارے پروردگار کو معلوم
ہو جائے کہ ہم اس کام میں تمہارے مخالف تھے اور تمہارے اس فعل سے کراہت رکھتے تھے اور
اسکو برا جانتے تھے وَلَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ نیز ہم اس لئے ان کو نصیحت کرتے ہیں کہ شاید ہماری
پند و نصائح ان میں اثر کرے اور وہ اس امر مہلک سے باز آئیں اور اسکے عقاب و عذاب سے

ڈریں۔ اب خدا فرماتا ہے۔ فَلَمَّا عَتَوْا عَمَّا نُهُوا عَنْهُ قُلْنَا لَهُمْ كُونُوا قِرَدَةً خَاسِئِينَ
جب انہوں نے ان واعظوں کی نصیحت سے روگردانی کی اور جس امر سے وہ ان کو منع کرتے تھے
اس میں ان کی زجر و توبیخ کو نہ مانا اور تکبر اور غرور اختیار کیا تب ہم نے ان سے کہا کہ تم بندر
بن جاؤ اور تمام قسم کی نیکیوں سے دُور ہو جاؤ جب ان لوگوں نے جو مطیع پروردگار تھے اور
جنکی تعداد دس ہزار سے کچھ زیادہ تھی دیکھا کہ یہ ستر ہزار آدمی ہماری نصیحت کو نہیں مانتے
اور ہمارے ڈرانے اور خوف دلانے کی کچھ پروا نہیں کرتے تو انکو چھوڑ کر ایک اور شہر میں جو اس
شہر کے قریب تھا چلے گئے۔ کہ کہیں ایسا نہ ہو عذاب خدا اُن پر نازل ہو اور ہم بھی انکے ہمراہ
اس میں مبتلا ہو جائیں اس لئے رات کو وہاں سے نکل گئے خدا نے ان سب کو مسخ کر کے بندر
بنا دیا اور شہر کا دروازہ اسی طرح بند رہا کہ نہ کوئی شہر میں جاتا تھا اور نہ کوئی باہر آتا تھا
آس پاس کی بستیوں والے یہ حال سُنکر وہاں آئے اور فصیل پر سیڑھیاں لگا کر اوپر چڑھے جب
اوپر گئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ سب عورتیں اور مرد بندر بن گئے ہیں اور اِدھر اُدھر پھرتے
ہیں اور یہ دیکھنے والے اپنے آشناؤں قریبیوں اور دوستوں کو شناخت کرتے تھے اور اگر کسی سے
کہتے تھے کہ تو فلاں مرد یا فلاں عورت ہے تو وہ آنکھوں میں آنسو بھر لاتے تھے اور سر کے اشارے
سے ہاں یا نہیں کا جواب دیتے تھے غرض تین روز اسی حال میں رہے پھر حق تعالیٰ نے ہوا اور بارش
کو ان پر بھیجا کہ اس نے ان کو دریا میں لے ڈالا اور سب کو ہلاک کر دیا اور تین دن کے بعد کوئی
مسخ شدہ دُنیا میں باقی نہ رہا اور یہ جو ویسی صورتیں دُنیا میں دیکھتے ہو یہ اُن کے مشابہ اور
ان سے ملتی جلتی ہیں۔ بعینہ وہی اور ان کی نسل سے نہیں ہیں +

امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ صرف مچھلی کا شکار کرنے سے ان لوگوں کے
ساتھ یہ سلوک ہوا پس خدا کے نزدیک ان لوگوں کا کیا حال ہو گا جنہوں نے اولاد رسولؐ کو قتل
کیا اور انکے حرم کی ہتک حُرمت کی اگرچہ خدا نے دُنیا میں ان کو مسخ نہیں کیا مگر آخرت میں جو عذاب
ان کے لئے مقرر کیا گیا ہے وہ مسخ ہونے کے عذاب سے کئی گنا زیادہ ہے کسی نے عرض کی اے فرزند
رسولؐ ہم نے یہ حدیث آپکی زبان سے سُنی۔ کسی ناصبی نے ہم سے کہا اگر امام حسینؑ کا قتل بیجا اور
باطل تھا تو اسکا گناہ شنبہ کے دن مچھلی کے شکار کرنے کے گناہ سے بہت بڑھ کر ہوا پھر کس لئے

قتل حسینؑ کا گناہ مچھلی کے شکار سے زیادہ ہے

اللہ تعالیٰ قاتلان حسینؑ پر غضب ناک نہ ہوا جیسا کہ مچھلی کے شکار کرنے والوں پر غضبناک ہوا تھا۔
حضرت نے فرمایا ان ناصبیوں سے کہدے کہ اگرچہ شیطان کے گناہ کا فرو نکے گناہوں سے جن کو اسنے بہکایا ہے بدرجہا بڑھ کر ہیں اور خدا نے ان میں سے جسکو چاہا ہے ہلاک بھی کیا ہے مثلاً قوم نوح و فرعون مگر شیطان کو کس لئے ہلاک نہیں کیا حالانکہ وہ ہلاکت کا انکی نسبت زیادہ تر مستحق ہے یہ کیا بات ہے کہ ان لوگونکو تو ہلاک کر دیا جو اعمال مہلک کے بجالانے میں شیطان سے کمتر تھے اور اسکو باقی رکھا حالانکہ رسوا کرنے والے گناہ اس سے انکی نسبت زیادہ تر ظہور میں آئے سُنو جبکہ ہمارا پروردگار حکیم ہے تو بعض کے ہلاک کرنے اور بعض کے باقی رکھنے میں جو اسکی تدبیر ہے وہ عین حکمت ہے پس ان شنبہ کے دن شکار کرنے والوں اور امام حسینؑ کے قاتلونکا بھی یہی حال ہے دونو فریقوں میں جس بات کو بہتر اور قرین مصلحت سمجھا عمل میں لایا اس کے کاروبار کی نسبت کوئی بندہ اعتراض اور سوال نہیں کر سکتا اور بندوں سے ان کے اعمال کی نسبت سوال کیا جائیگا۔

بعد ازاں فرمایا کہ اگر وہ لوگ جنہوں نے روز شنبہ کے حکم میں خدا کی مخالفت کی اس فعل قبیح کے عمل میں لانے کا ارادہ کرنے کے وقت محمدؐ اور انکی آل طیبین کے مراتب کا واسطہ دیکر اس معصیت سے محفوظ رہنے کی خدا سے دُعا کرتے تو ضرور حق تعالیٰ انکو اس معصیت سے محفوظ رکھتا اور ایسا ہی اگر وہ لوگ جو ان کو اس فعل بد سے منع کرتے تھے ان حضراتؑ کا واسطہ دیکر ان لوگونکے حق میں اس بدی سے بچنے کی دُعا کرتے تو بیشک انکی دُعا مقبول ہوجاتی اور وہ اس شر سے محفوظ رہتے لیکن خدا نے ان کو اس امر کی مہلت اور توفیق نہ دی یہانتک کہ جو کچھ لوح محفوظ پر ثبت ہوچکا تھا ان کے باب میں جاری ہوا۔

اور امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جب میرے والد ماجد امام زین العابدین علیہ السلام نے اس حدیث کو بیان فرمایا تو حاضرین مجلس میں سے ایک شخص نے عرض کی اے فرزند رسولؐ کیا سبب ہے کہ اللہ تعالیٰ باپ دادا کے گناہوں اور خطاؤں پر انکی اولادوں کو سرزنش کرتا اور دھمکاتا ہے حالانکہ وہ خود ارشاد فرماتا ہے وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی یعنی کوئی شخص کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اُٹھاتا حضرتؑ نے اس کے جواب میں ارشاد فرمایا کہ قرآن عربی

سورہ انعام رکوع ۸ اخیر

عربی زبان میں ہے اس لئے اللہ تعالیٰ اس زبان والوں کو انکے لغت میں خطاب کرتا ہے دیکھو مرد تمیمی جبکہ اسکی قوم (بنی تمیم) نے کسی شہر کو غارت کیا اور وہاں کے باشندوں کو قتل کر دیا ہو اس طرح سے کہتا ہے تم نے فلاں شہر کو لوٹا اور فلاں قوم کو قتل کیا اور اسی طرح مرد عربی کہتا ہے ہم نے فلاں قوم کو قتل کیا اور ہم نے فلاں کی اولاد کو قید کیا اور ہم نے فلاں شہر کو برباد کیا اس بات کے کہنے سے اسکا یہ منشا ہرگز نہیں ہوتا کہ ہم خود اسمیں شریک تھے بلکہ مقصود یہ ہوتا ہے کہ اس قوم کو ملامت اور سرزنش کرے اور اپنی قوم کا مصیبت جھیلنا بیان کرے کہ اسکی قوم نے ایسا کیا ہے۔

پس اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں جو کچھ ارشاد فرمایا ہے وہ صرف ان کے باپ دادا کے لئے سرزنش ہے نیز ان موجودہ لوگوں کو ملامت کرنا مطلوب ہے کیونکہ یہ وہی لغت ہے جس میں قرآن نازل ہوا ہے پس اب یہ ان کی اولاد بھی اپنے باپ دادا کے افعال پر راضی ہے اور ان کو راہ صواب پر بتلاتی ہے اس لئے یہ کہنا جائز ہے کہ تم نے یہ کام کیا جبکہ تم ان کے افعال قبیحہ اور اعمال شنیعہ پر رضامند ہو جائے ۔

قولہ عز و جل وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖٓ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَةً ؕ قَالُوْٓا اَتَتَّخِذُنَا هُزُوًا ؕ قَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ۝ قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا هِيَ ؕ قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا فَارِضٌ وَّلَا بِكْرٌ ؕ عَوَانٌۢ بَيْنَ ذٰلِكَ ؕ فَافْعَلُوْا مَا تُؤْمَرُوْنَ ۝ قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا لَوْنُهَا ؕ قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ صَفْرَآءُ فَاقِعٌ لَّوْنُهَا تَسُرُّ النّٰظِرِيْنَ ۝ قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا هِيَ ۙ اِنَّ الْبَقَرَ تَشٰبَهَ عَلَيْنَا ؕ وَاِنَّآ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ لَمُهْتَدُوْنَ ۝ قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا ذَلُوْلٌ تُثِيْرُ الْاَرْضَ وَلَا تَسْقِى الْحَرْثَ ۚ مُسَلَّمَةٌ لَّا شِيَةَ فِيْهَا ؕ قَالُوا الْـٰٔنَ جِئْتَ بِالْحَقِّ ؕ فَذَبَحُوْهَا وَمَا كَادُوْا يَفْعَلُوْنَ ۝ وَاِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا فَادّٰرَءْتُمْ فِيْهَا ؕ وَاللّٰهُ مُخْرِجٌ مَّا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ ۝ فَقُلْنَا اضْرِبُوْهُ بِبَعْضِهَا ؕ كَذٰلِكَ يُحْىِ اللّٰهُ الْمَوْتٰى وَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝ **ترجمہ** اور تم اسوقت کو یاد کرو جبکہ موسیٰ نے اپنی قوم سے

کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ تم کو حکم دیتا ہے کہ گائے کو ذبح کرو انہوں نے جواب دیا اے موسیٰ کیا تو ہم سے ہنسی کرتا ہے موسیٰ نے کہا معاذ اللہ کہ میں جاہلوں کا کام کروں تب وہ بولے کہ اپنے پروردگار سے درخواست کر کہ وہ اس گائے کا حال ہم پر ظاہر کرے موسیٰ نے کہا کہ خدا فرماتا ہے کہ وہ نہ بوڑھی ہے نہ بچھیا متوسط جوان ہے تم کو چاہیئے کہ خدا کا حکم بجالاؤ انہوں نے کہا کہ اپنے پروردگار سے دُعا کر کہ وہ اس گائے کا رنگ ہم پر ظاہر کرے موسیٰ نے ان سے کہا کہ خدا فرماتا ہے کہ وہ گائے شوخ زرد رنگ ہے کہ اسکا رنگ دیکھنے والوں کو خوش کرتا ہے انہوں نے جواب دیا کہ اپنے پروردگار سے دُعا کر کہ وہ ظاہر کرے کہ وہ گائے کیسی ہے کیونکہ وہ ہم پر مشتبہ ہوگئی ہے اور ہم انشاءاللہ (اس گائے کی طرف) راہ پانے والے ہیں موسیٰ نے کہا کہ خدا فرماتا ہے کہ وہ گائے نہ تو زمین جوتنے کے لئے سدھی ہوئی ہے اور نہ کھیتی کو سیراب کرنے کے لئے اور بے عیب ہے اور کوئی داغ اس میں نہیں ہے وہ بولے اب تو نے حق ظاہر کیا الغرض انہوں نے اس گائے کو ذبح کیا اور وہ اس کام کو کرنا نہ چاہتے تھے اور تم اسوقت کو یاد کرو جبکہ تم نے ایک شخص کو قتل کیا اور اسکے قتل میں اختلاف کیا اور اللہ اس امر کا ظاہر کرنے والا ہے جس کو کہ تم چھپاتے تھے پس ہم نے حکم دیا کہ اس گائے کے ایک ٹکڑے کو اس مقتول سے مس کرو (تب وہ زندہ ہوگیا) اسی طرح اللہ مردوں کو زندہ کرتا ہے اور تم کو اپنی نشانیاں دکھاتا ہے تاکہ تم سمجھو اور سوچ بچار کرو۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا مدینے میں رہنے والے یہودیوں سے مخاطب ہو کر فرماتا ہے کہ تم اسوقت کو یاد کرو وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَذْبَحُوا بَقَرَةً جبکہ موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ خدا تم کو حکم دیتا ہے کہ گائے کو ذبح کرو اور اس کا ایک ٹکڑا لے کر اس مقتول کے بدن سے لگاؤ جو کہ تمہارے محلے میں پڑا ہوا ہے تاکہ حکم خدا سے زندہ ہو کر کھڑا ہو جائے اور تم کو اپنے قاتل کے نام سے خبردار کرے۔

اور یہ اسوقت کا ذکر ہے جبکہ کوئی ایک شخص کو قتل کر کے ان کے محلے میں ڈال گیا تھا اور موسیٰ نے حکم خدا سے اُس قبیلہ پر جن کے درمیان سے وہ مردہ ملا تھا لازم کیا تھا کہ ان کے رؤسا و شرفا میں سے پچاس آدمی خدا کی شدید و قوی کی جو کہ بنی اسرائیل کا خدا اور محمدؐ اور

تفسیر حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام

اُن کی آلِ اطہار کا فضیلت دینے والا ہے قسم کھا کر کہیں کہ ہم نے نہ تو اس (مُردے) کو قتل کیا ہے اور نہ ہم اس کے قاتل کو جانتے ہیں اگر وہ قسم کھالیں تو اس قاتل کا خون بہا دیں اور اگر قسم نہ کھائیں تو قاتل کا پتہ بتلائیں تاکہ وہ اس کی عوض میں مارا جائے اگر وہ کچھ بھی نہ کریں تو ان کو ایک تنگ جیلخانہ میں قید کیا جائے یہانتک کہ یا تو قسم کھائیں یا اقرار کریں یا قاتل کا نشان دیں اسوقت اُنہوں نے عرض کی اے پیغمبرؐ خدا کیا ہماری قسمیں ہمارے مالوں کو نہ بچائیں گی اور ہمارے مال ہم کو قسم کھانے سے محفوظ نہ رکھیں گے (یعنی ہم قسمیں بھی کھائیں اور خونبہا بھی دیں) حضرت موسیٰؑ نے جواب دیا کہ نہیں خدا کا حکم یُوں ہی ہے۔

اور اس قتل کا قصہ اس طرح پر ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک عورت تھی جو اپنے حسن و جمال اور شرافت حسب و نسب اور پردہ نشینی اور پارسائی میں شہرۂ آفاق تھی اور بہت سے شخص اس سے نکاح کرنیکے خواستگار تھے اور اس کے تین چچیرے بھائی تھے وہ ان میں سے ایک کے ساتھ نکاح کرنے پر راضی ہو گئی جو علم اور پارسائی میں اور بھائیوں پر فوقیت رکھتا تھا باقی دونو بھائیوں کو یہ امر نہایت شاق اور ناگوار گزرا اور شدت رشک و حسد کے باعث اس کے قتل کے درپے ہوئے آخرکار ایک روز رات کے وقت ضیافت کے بہانے اپنے گھر بُلا کر اس کو قتل کر ڈالا اور اس کی لاش کو اُٹھا کر اپنی قوم کے سب سے بڑے قبیلے کے محلے میں ڈال آئے جب صُبح ہوئی اور لوگوں نے اسکی لاش دیکھی اور اس کا حال معلوم ہوا تو اس کے دونو چچیرے بھائی جو اسکے قاتل تھے گریبان چاک کئے سروں پر خاک ڈالے وہاں آئے اور اہل قبیلہ پر اس کے خون کا دعویٰ کیا حضرت موسیٰؑ نے اہل قبیلہ کو طلب کر کے اس مقتول کا حال دریافت کیا انہوں نے جواب دیا کہ نہ تو ہم نے قتل کیا ہے اور نہ اس کے قاتل کا حال ہم کو معلوم ہے حضرت موسیٰؑ نے فرمایا کہ اس حادثہ کے وقوع میں لانے والے (قاتل) کے باب میں جو کچھ حکم خدا صادر ہوا ہے وہ تم کو معلوم ہو چکا اب تم اس کی تعمیل کرو یعنی یا تو تم پچاس آدمی قسم کھاؤ اور خون بہا دو اور اگر یہ منظور نہیں تو قاتل کا نشان دو انہوں نے عرض کی کہ جب قسم کھانے پر ہم کو خونبہا دینا پڑا تو قسم کھانے کا فائدہ کیا ہُوا اور جب خونبہا کے ساتھ قسم کھانی پڑی تو خونبہا دینے سے کیا حاصل موسیٰؑ نے فرمایا کہ سب قسم کا نفع خدا کی فرمانبرداری اور

اس کے امر و نہی کے قبول کرنے میں ہے وہ بولے اے پیغمبرِ خدا یہ تاوان بہت بھاری ہے حالانکہ ہمارا کچھ قصور نہیں ہے اور یہ قسم بہت سخت ہے حالانکہ کسی قسم کا گناہ ہماری گردن پر نہیں ہے کیا ہی اچھا ہو اگر خدا اس کے قاتل کو ہم پر ظاہر کرے اور ہم کو اسکے بارگران سے سبکدوش فرمائے پس اے موسیٰؑ تو اپنے پروردگار سے دُعا کر کہ وہ اسکے قاتل کو ظاہر کرے تاکہ جس سزا کا وہ مستحق ہو تو اس کو دے اور اس کا معاملہ صاحبان عقل و ہوش پر منکشف ہو جائے تب حضرت موسیٰؑ نے اُن سے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے اس واقعہ کا حکم مجھ سے بیان فرمادیا ہے مجھے شایاں نہیں ہے کہ اسکے سوا اور حکم طلب کرنے کی جرأت کروں اور اس کے فعل پر معترض ہوں کیا تم نہیں دیکھتے کہ جب اس نے شنبہ کے دن کام کرنا اور اونٹ کا گوشت کھانا ہم پر حرام کیا تو ہم کو مناسب نہیں ہے کہ اس کے حکم میں تصرف کریں اور اس کے تبدیل کرنے کی درخواست کریں۔ بلکہ ہم پر لازم ہے کہ اس کے حکم کو قبول کریں اور جس شے کو اس نے ہمارے لئے لازم کیا اس کو لازم اور ضروری جانیں ؛

الغرض جب اس مقدمہ میں اس حکم کو جو ایسے مقدمات میں برتا جاتا تھا حضرت موسیٰؑ نے جاری کرنا چاہا تو حق تعالیٰ کی طرف سے وحی نازل ہوئی اے موسیٰؑ ان کی درخواست کو قبول کر اور مجھ سے اسکے قاتل کے ظاہر کرنے کی دُعا کر تاکہ وہ قتل کیا جائے اور دوسرے لوگ تہمت اور جرمانہ سے نجات پائیں کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ ان لوگوں کی درخواست کی قبولیت کے ضمن میں تیری اُمت کے نیکوں میں سے ایک شخص کی (جس کا دین محمدؐ اور اس کی آلؑ اطہار پر درود بھیجنا اور محمدؐ اور اس کے بعد علیؑ کو جمیع مخلوق پر فضیلت دینا ہے) روزی فراخ کروں اور اس قضیہ میں اس کو دُنیا میں مالدار اور غنی کر دوں تاکہ محمدؐ اور اس کی آلؑ اطہار کو اوروں پر فضیلت دینے کا کچھ ثواب اس کو مل جائے تب موسیٰؑ نے عرض کی اے پروردگار اس (مقتول) کے قاتل کو ہم پر ظاہر کر اسوقت جانب رب العزت سے وحی ہوئی کہ اے موسیٰؑ بنی اسرائیل سے کہدے کہ اللہ تعالیٰ اس کے قاتل کو تم پر ظاہر کریگا مگر تم یہ کرو کہ گائے کو ذبح کر کے اسکے گوشت کا ایک ٹکڑا اس مقتول کے بدن پر مارو تاکہ میں اسکو زندہ کروں پس اگر تم حق تعالیٰ کی فرمانبرداری کرتے ہو تو اس حکم کو مانو ورنہ میرے پہلے حکم کو قبول کرو۔ الغرض ان آیات کا

یہی مطلب ہے چنانچہ فرماتا ہے اِذْ قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِہٖٓ اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ
تَذْبَحُوْا بَقَرَۃً اے بنی اسرائیل تم اس وقت کو یاد کرو جبکہ موسیٰؑ نے اپنی قوم سے کہا کہ
عنقریب خدا تم کو گائے کے ذبح کرنے کا حکم دیگا اگر تم اس مقتول کے قتل کرنے والے
شخص سے واقف ہونا چاہتے ہو اور وہ اس طرح پر ہوگا کہ اس گائے کے گوشت کا ایک ٹکڑا
اس مُردے کے بدن پر مارنا خدا کی قدرت سے وہ زندہ ہوجائیگا اور اپنے قاتل کے حال
سے تم کو آگاہ کریگا۔ قَالُوْٓا اَتَتَّخِذُنَا هُزُوًا یہ بات سن کر وہ لوگ کہنے لگے اے موسیٰؑ تم ہم سے
مسخراپن کرتے ہو جو کہتے ہو کہ خدا کا حکم ہے کہ ہم گائے کو ذبح کر کے ایک مُردے کے ٹکڑے
کو دوسرے مُردے پر ماریں یہ کیونکر ہوسکتا ہے قَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ اَنْ اَکُوْنَ
مِنَ الْجٰہِلِیْنَ حضرت موسیٰؑ نے جواب دیا کہ میں خدا سے پناہ مانگتا ہوں کہ میں جاہلوں کا سا
کام کروں کہ جو بات خدا نے نہ فرمائی ہو اس کو اس سے منسوب کروں۔ یا خدائے عزوجل کے
قول کو رد کرنے کے لئے اپنے ناقص قیاس سے جو میرے مشاہدہ کے موافق ہے اس کے حکم
سے انکار کروں بعد ازاں حضرت موسیٰؑ نے بیان فرمایا کیا مرد اور عورت کے نطفے مُردہ نہیں
ہوتے اور جب وہ دونو رحم میں جا کر ملتے ہیں تو خداوند مطلق ان کے ملنے سے زندہ آدمی
پیدا کرتا ہے اور کیا مُردہ بیجوں اور گٹھلیوں کے زمین مُردہ کے ساتھ ملنے سے زمین کو
انواع واقسام کے تروتازہ خوشوں اور سرسبز اور ہرے بھرے درختوں سے آباد اور
زندہ نہیں کرتا جب حضرت موسیٰؑ نے اپنی تقریر سے ان کو لاجواب کر دیا تو قَالُوا
ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا هِيَ اس سے کہا کہ تو اپنے پروردگار سے دُعا کر کہ وہ
اس گائے کی حقیقت ہم پر ظاہر کرے تب موسیٰؑ نے اپنے پروردگار سے اس گائے کی نسبت
سوال کیا قَالَ اِنَّہٗ یَقُوْلُ اِنَّہَا بَقَرَۃٌ لَّا فَارِضٌ وَّلَا بِکْرٌ عَوَانٌۢ بَیْنَ ذٰلِکَ فَافْعَلُوْا مَا تُؤْمَرُوْنَ۔
اور اُن سے کہا کہ خدا فرماتا ہے کہ وہ گائے نہ تو بڑی عمر کی ہو اور نہ بہت چھوٹی عمر کی کہ فربہ نہ ہوئی
ہو بلکہ ان دونو حالتوں کے بیچ بیچ ہو تم کو چاہیئے کہ اس حکم کی تعمیل کرو جس پر تم مامور ہو
قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا لَوْنُهَا اس پر انہوں نے حضرت موسیٰؑ سے کہا کہ اپنے
پروردگار سے دُعا کرو کہ وہ ہم پر ظاہر کرے کہ اس گائے کا رنگ کیا ہے جس کے ذبح کرنیکے

لئے ہم کو حکم دینا چاہتے ہو قَالَ اِنَّھَا بَقَرَةٌ صَفْرَآءُ فَاقِعٌ لَّوْنُهَا تَسُرُّ النّٰظِرِيْنَ
حضرت موسیٰ نے خدا سے سوال جواب کر کے ان کو جواب دیا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ گائے زرد
رنگ کی ہے کہ اسکی زردی بہت اچھی ہو اور رنگ ناقص سفیدی مائل نہ ہو اور نہ بہت گہرا ہو
کہ سیاہی مائل ہو جائے اور ایسا رنگ ہو کہ اسکے دیکھنے سے ناظرین کا دل اسکی خوش رنگی اور
حسن وخوبی کے سبب خوش ہو جائے قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّن لَّنَا مَا هِيَ اِنَّ الْبَقَرَ تَشَابَهَ
عَلَيْنَا وَاِنَّا اِنْ شَآءَ اللّٰهُ لَمُهْتَدُوْنَ ٥ یہ سُن کر انہوں نے کہا اے موسیٰ ہمارے لئے اپنے
پروردگار سے دُعا کر کہ وہ اس گائے کی صفات اور زیادہ تر بیان کرے کیونکہ اس گائے میں
ہم کو اشتباہ ہو گیا ہے اس لئے کہ اس قسم کی گائیں بہت سی ہیں اور ہم انشاء اللہ اس گائے کی
طرف ضرور راہ پالیں گے جس کے ذبح کرنے کا اسنے ہم کو حکم دیا ہے قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ
لَّا ذَلُوْلٌ تُثِيْرُ الْاَرْضَ موسیٰ نے جواب دیا کہ خدا فرماتا ہے کہ وہ گائے ایسی ہے کہ
اسکو زمین جوتنے اور ہل چلانے کے لئے نہیں سدھایا گیا اور یہ ریاضت اس نے نہیں کی وَلَا
تَسْقِي الْحَرْثَ اور نہ رہٹ اور چرسے سے کھیتی کو سیراب کرتی ہے اور ان تمام کاموں سے بری
ہے مُسَلَّمَةٌ سب عیبوں سے پاک ہے اور کوئی عیب اس میں پایا نہیں جاتا لَّا شِيَةَ فِيْهَا
اور سوائے اصلی رنگ کے کوئی اور رنگ اس میں نہیں ہے جب ان لوگوں نے یہ صفات معلوم کیں
تو قَالُوا الْـٰٔنَ جِئْتَ بِالْحَقِّ فَذَبَحُوْهَا وَمَا كَادُوْا يَفْعَلُوْنَ ٥ حضرت موسیٰ سے کہا اب
تو نے ٹھیک پتا دیا الغرض انہوں نے اس کو لے کر ذبح کیا اور وہ گرانی قیمت کے سبب ذبح
کرنا نہیں چاہتے تھے مگر ان کا ہٹ کرنا اور موسیٰ کو اس امر کی تہمت لگانا کہ جو سوال ہم اس سے
کرتے ہیں وہ اس پر قادر نہیں ہے ان کے اس گائے کو ذبح کرنے کا باعث ہوا ۔

امام علیہ السلام نے فرمایا کہ جب ان لوگوں نے یہ اوصاف سُنے تو عرض کی اے موسیٰ حق تعالیٰ
نے ہم کو اس قسم کی گائے کے ذبح کرنے کا حکم دیا ہے حضرت موسیٰ نے جواب دیا کہ ہاں اور موسیٰ
نے ابتدا میں ان سے یہ بات نہ کہی تھی کہ خدا نے تم کو گائے کے ذبح کرنے کا حکم دیا ہے کیونکہ اگر یہ
کہا جاتا تو پھر اگر وہ درخواست کرتے کہ خدا سے ہمارے لئے دُعا کر کہ وہ اسکی کیفیت اور رنگ اور
حقیقت حال سے ہم کو آگاہ کرے تو حضرت موسیٰ کو خدا سے اس قسم کا سوال کرنے کی کچھ ضرورت نہ

نفی بلکہ ان کو اتنا ہی جواب دینا ضروری تھا کہ خدا نے تم کو گائے کے ذبح کرنے کا حکم دیا ہے پس جس پر گلئے کا نام صادق آئے اس کے ذبح کرنے سے تم اس حکم سے نکل جاؤ گے ❊

الغرض جب مذکورہ بالا قسم کی گائے کا ذبح ہونا قرار پا چکا اور انہوں نے اسکو تلاش کیا تو بنی اسرائیل میں سے ایک جوان کے پاس اسکو پایا کہ خدا نے عالم رویاء میں محمدؐ و علیؑ اور ائمہ اطہار علیہم السلام کی زیارت سے اسکو مشرف فرمایا تھا اور اُن حضرات نے اس سے فرمایا تھا کہ چونکہ تو ہمارا دوست ہے اور ہم کو اوروں پر فضیلت دیتا ہے اسلئے ہم چاہتے ہیں کہ تم کو اس عمل کا کچھ عوض دُنیا میں بھی دیں جب لوگ تیری گائے کی خریداری کو آئیں تو اپنی ماں کی بے اجازت فروخت نہ کرنا اگر تو ایسا کریگا تو خدا تیری ماں کے دل میں چند امور ایسا القا کر دیگا جو تیری اور تیری اولاد کی تونگری اور فراغ بالی کا باعث ہونگے وہ جوان یہ مژدہ سُنکر نہایت خوش ہوا جب صبح ہوئی تو بنی اسرائیل اس گلئے کی خریداری کو آئے اور کہنے لگے اسکا مول کیا ہے اسنے جواب دیا کہ دو اشرفیاں اور میری ماں کو اختیار ہے وہ بولے ہم ایک اشرفی دیتے ہیں جوان نے اپنی ماں سے دریافت کیا وہ بولی چار اشرفی کو بیچ جب اسنے اپنی ماں کی رائے سے بنی اسرائیل کو خبر دی تو وہ بولے ہم دو اشرفیاں دیتے ہیں تب اسنے اپنی ماں کو اس حال کی اطلاع دی وہ بولی آٹھ اشرفیوں کو دے اس پر اُنہوں نے چار اشرفیاں دینی قبول کی الغرض اس کی ماں جتنا مول کہتی تھی بنی اسرائیل اسکے نصف پر راضی ہو جاتے تھے اور جوان اپنی ماں کو خبر دیتا تھا اور وہ ہر دفعہ دو چند کرتی جاتی تھی یہانتک کہ اس کی قیمت ایک بڑے بیل کی کھال بھر اشرفیوں تک پہنچ گئی اور اس قیمت میں اسکو خرید کر ذبح کیا اور اسکے گوشت کا ایک ٹکڑا ارکہ وہ دُم کی جڑ کا حصہ تھا جس سے آدمی پیدا ہوتا ہے اور قیامت کے دن بھی اسکے اجزائے بدنی اسی پر پیوستہ ہو کر مرکب ہونگے لے کر اس مُردے کے جسم پر مارا اور دُعا کی اے خدا محمدؐ اور انکی آلؑ اطہار کے جاہ و مراتب کا واسطہ اس مُردہ کو زندہ کر اور بولنے کی طاقت عطا فرما القصہ وہ جوان صحیح و سالم ہو کر سیدھا اُٹھ کھڑا ہوا اور عرض کی اے پیغمبر خدا میرے ان دو چچیرے بھائیوں نے میری چچیری بہن کے بارے میں مجھ سے حسد کر کے مجھ کو قتل کر ڈالا اور مار کر اس قبیلے کے محلے میں ڈال گئے تاکہ میرا خونبہا ان سے وصول کریں پس موسیٰؑ نے ان دونوں قاتلوں کو گرفتار کر کے قتل کر دیا ❊

اور اوّل ہی اوّل جب اس پارۂ گوشت کو اس مُردے کے جسم پر مارا تو وہ زندہ نہ ہوا یہ حال دیکھ کر بنی اسرائیل پکار اُٹھے اے پیغمبر خدا وہ وعدہ جو تُو نے ہم سے کیا تھا کہاں گیا تب حق تعالیٰ نے موسیٰ پر وحی نازل کی کہ میرے وعدے میں فرق نہیں ہوتا مگر جب تک اس گائے کی کھال کو اشرفیوں سے بھر کر اسکے مالک کو نہ پہنچا دینگے یہ مُردہ زندہ نہ ہوگا یہ حکم سُن کر ان لوگوں نے اپنے مال جمع کئے اور خدا نے اس کھال کو اتنا کشادہ کیا کہ پچاس لاکھ اشرفی سے وہ پُر ہوئی ۔

جب وہ مال اس جوان کی سپرد کر دیا گیا اور اس عضو کے مارنے سے وہ مُردہ زندہ ہو گیا تو بنی اسرائیل میں سے بعض لوگوں نے کہا کہ ہم نہیں جانتے ان دونوں امروں میں سے کونسا امر زیادہ عجیب ہے آیا خدا کا اس مُردے کو زندہ کرنا اور بولنے کی طاقت دینا یا اس جوان کو اس مال کثیر سے غنی اور مالدار کرنا تب خدا نے وحی بھیجی کہ اے موسیٰ بنی اسرائیل سے کہدے کہ تم میں سے جو شخص یہ چاہتا ہے کہ میں اسکی دُنیاوی زندگی کو بہتر اور نیک کروں اور بہشت میں مقام بزرگ میں اسکو جگہ دوں اور آخرت میں محمدؐ و آلِ محمدؐ کا صاحب اور ہمنشین کروں اسکو مناسب ہے کہ اس جوان کی طرح سے عمل کرے کہ اسنے موسیٰ ابن عمران سے محمدؐ و علیؑ اور ان کی آلِ اطہار کا ذکر سُنا تھا پس وہ ہمیشہ اُن پر درود بھیجتا تھا اور ان کو تمام مخلوق جن و انس اور ملائکہ پر فضیلت دیتا تھا اس لئے یہ مال کثیر میں نے اسکو عطا کیا تاکہ خوشحالی اور فارغ البالی سے زندگی بسر کرے اور داد و دہش سے سرفراز ہو اور اپنے دوستوں سے نوازش اور مروت سے پیش آئے اور اپنے مصارف سے اپنے دشمنوں کو سرنگوں اور شرمسار کرے ۔

بعد ازاں اس جوان نے حضرت موسیٰ سے عرض کی یا نبی اللہ میں ان مالوں کی کیونکر حفاظت کروں اور حاسدوں کے حسد اور دشمنوں کی دشمنی سے کس طرح محفوظ رہوں موسیٰ نے فرمایا اے جوان اس مال پر درست اعتقاد سے محمدؐ و آلِ محمدؐ پر درود پڑھا کر جیسا کہ اسکے حاصل ہونے سے پیشتر پڑھا کرتا تھا پس جس خدا نے اس قول کی برکت سے تجھ کو یہ مال عطا فرمایا ہے وہی اسکی حفاظت بھی کریگا جوان نے ایسا ہی کیا جو حاسد حسد کے سبب اسکے خراب کرنے کی نیت کرتا یا جو چور اسکو چُرانا چاہتا یا کوئی غاصب اسکو غصب کرنے کا ارادہ کرتا تو خدا یا تو کچھ ایسا لطف و کرم اس شخص کے حال پر فرماتا کہ وہ خود ہی اس ارادے سے باز رہتا یا کسی آفت و بلا میں اس کو مبتلا کرتا کہ

مجبوراً اس کو اپنے اس بد ارادے سے رُکنا پڑتا۔

جب موسیٰؑ نے اس جوان صالح سے یہ باتیں کیں اور اللہ تعالیٰ اسکے کلام (درود) کے سبب اسکا محافظ ہوا تو اس جوان نے جو اسوقت زندہ ہوا تھا کہا میں اس جوان کی طرح محمدؐ و آل محمدؐ پر درود بھیج کر اور انکے انوار مقدسہ سے متوسل ہو کر تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ مجھ کو دنیا میں زندہ رکھ کر میرے چچا کی لڑکی سے بہرہ مند کر اور مجھ کو اسکے سبب خیر کثیر عطا فرما اسوقت وحی ہوئی کہ اے موسیٰ اس زندہ شدہ جوان کی عمر قتل ہونے کے بعد ساٹھ برس باقی رہی تھی اب چونکہ اسنے محمدؐ اور اسکی آل اطہار سے متوسل ہو کر مجھ سے درخواست کی ہے اس لئے ستر برس ہم نے اسکی عمر میں اور زیادہ کئے اور ایک سو تیس برس اسکی عمر کر دی کہ اس عرصے میں وہ صحیح و سالم رہیگا اور اسکے حواس میں کچھ فرق نہ آئیگا اور اسکے قویٰ میں ذرا بھر ضعف نہ ہوگا اور اسکی قوت شہوانی قوی رہیگی اور اس دنیا کے حلال سے بہرہ ور ہوگا اور چین سے زندگی بسر کریگا اور مرتے دم تک دونو میں جدائی نہ ہوگی اور دونو ایک ہی وقت مرینگے اور پھر جنت میں جا کر اکٹھے رہینگے اور اسکی نعمتوں سے متنعم اور بہرہ ور ہونگے اور اے موسیٰؑ اگر وہ بدبخت قاتل اس جوان کی طرح صحت اعتقاد کے ساتھ ان بزرگوں کے انوار مقدسہ سے متوسل ہو کر حسد سے محفوظ رہتا اور میرے رزق پر قناعت (جو کہ بڑی بادشاہی ہے) کرنے کا مجھ سے سوال کرتا تو بیشک میں اسکے سوال کو قبول کرتا اور حسد سے محفوظ رکھتا اور اپنے رزق مقسوم پر اسکو قانع کرتا اور اگر اس فعل شنیع کے مرتکب ہونے کے بعد توبہ کرتا اور ان سے متوسل ہو کر مجھ سے سوال کرتا کہ اے خدا مجھ کو رسوا نہ کر تو بیشک میں اسکو رسوا نہ کرتا اور ان لوگوں کے دلوں کو اظہار قاتل کے سوال کرنے سے پھیر دیتا اور اس جوان کو کسی اور ذریعہ سے اسی قدر مال سے غنی اور مالا مال کرتا اور اگر وہ رسوائی کے بعد بھی توبہ کرتا اور اس جوان کی طرح ان انوار مقدسہ سے متوسل ہو کر سوال کرتا کہ اے خدا اس بات کو لوگوں کے دلوں سے فراموش کرا دے اور اس مقتول کے وارثوں کو مجھ پر مہربان کر کہ وہ اسکا قصاص مجھ کو معاف کر دیں تو میں ضرور ایسا ہی کرتا اور کوئی شخص بھی اس کو اسکے فعل سے شرمندہ اور رسوا نہ کرتا بلکہ کوئی اس بات کا ذکر تک بھی نہ کرتا لیکن یہ (ان حضرات کی محبت اور ولایت اور ان سے متوسل ہونا) میرا فضل ہے جس کو میں چاہتا ہوں اپنی رحمت سے عطا کرتا ہوں اور میں فضل عظیم کا مالک و مختار ہوں اور جس سے چاہتا ہوں اسکو روک رکھتا ہوں۔

اور میں عادل اور صاحب حکمت ہوں ؛

الغرض جب بنی اسرائیل نے اس گائے کو ذبح کیا جیسا کہ خدا فرماتا ہے فَذَبَحُوْهَا وَمَا کَادُوْا یَفْعَلُوْنَ ٥ پس انہوں نے اس گائے کو ذبح کیا حالانکہ وہ کرنے والے نہ تھے یعنی اس گائے کی گرانی قیمت کے باعث ان کا قصد یہ تھا کہ یہ کام نہ کریں مگر اپنی لجاجت اور ہٹ دھرمی اور حضرت موسیٰؑ کو متہم کرنے کے سبب ان کو ایسا کرنا ہی پڑا اسوقت حضرت موسیٰؑ کے پاس آکر فریاد کرنے لگے اور عرض کی کہ تمام قبیلہ مفلس ہو گیا اور ہم اپنی لجاجت اور ہٹ دھرمی کے باعث اپنا تمام قلیل و کثیر مال اس گائے کی قیمت میں دے بیٹھے اب تو ہمارے حق میں خدا سے وسعت رزق کی دُعا کر موسیٰؑ نے جواب دیا واہ تم لوگ عجب کوردل ہو کیا تم نے اس گائے والے جوان کی دُعا نہیں سُنی اور اسکا اثر نہیں دیکھا اور اس زندہ شدہ جوان کی دُعا کو نہیں سُنا اور اسکے اثر پر نظر نہیں کی کہ اسکو عمر طویل اور سعادت اور نعمت اور اپنے حواس اور اعضائے بدنی اور عقل سے بہرہ ور ہونا نصیب ہوا تم ان دو نوجوانوں کی طرح سے دُعا کیوں نہیں کرتے اور اُن حضرات کے انوار مقدسہ سے متوسل کیوں نہیں ہوتے تاکہ خدا تمہاری تنگدستی اور محتاجی کو دُور کرے اور تمہاری روزی فراخ کرے تب انہوں نے دُعا کی اے خدا ہم تجھ سے التجا کرتے ہیں اور تیرے فضل پر بھروسہ رکھتے ہیں پس محمدؐ و علیؑ و حسنؑ و حسینؑ اور ائمہ اطہار کے جاہ و مراتب کا واسطہ ہماری تنگدستی اور محتاجی کو دُور کر اُسوقت وحی نازل ہوئی کہ اے موسیٰؑ ان لوگوں سے کہدے کہ انکے رؤساء فلاں کھنڈرات میں جاکر فلاں جگہ کو کھودیں اور جو کچھ وہاں دفن ہے اس کو نکال لیں اور وہ ایک کروڑ اشرفیاں ہیں اوّل یُوں کریں کہ گائے کی خرید میں جتنا جتنا روپیہ جس جسنے دیا ہے ان کو اتنا اتنا روپیہ واپس کردیں تاکہ وہ اپنی اصلی حالت پر عود کر آئیں اور باقی پچاس لاکھ کو اسی حساب سے آپس میں تقسیم کرلیں تاکہ محمدؐ و آل محمدؐ سے متوسل ہونے اور ان کی افضلیت کا اعتقاد کرنے کی عوض ان کا مال مضاعف اور چندہا ہو جائے ؛

الغرض اس قصہ کی طرف اشارہ کر کے خدا فرماتا ہے وَاِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا فَادّٰرَءْتُمْ فِیْهَا اور تم اُسوقت کو یاد کرو جبکہ تم نے ایک شخص کو قتل کیا پھر اس کے قاتل کے بارے میں باہم اختلاف کیا اور ہر ایک شخص اس گناہ کو اپنے اور اپنے اہل و عیال کے سر سے ٹالتا تھا اور دُوسرے

کے سر دھرتا تھا وَاللّٰہُ مُخۡرِجٌ مَّا كُنۡتُمۡ تَكۡتُمُوۡنَ تم جو قاتل کی خبر کو چھپاتے تھے اور موسیٰ کی تکذیب کے ارادے کو پوشیدہ کرتے تھے اسکو خدا ظاہر کرنے والا ہے اس لئے کہ تم نے اس سے سوال کیا تھا کہ اس مُردے کو زندہ کر اور تمہارا گمان یہ تھا کہ خدا اس کی دُعا قبول نہ کرے گا فَقُلۡنَا اضۡرِبُوۡهُ بِبَعۡضِهَا الغرض جب وہ گائے ذبح ہوچکی تو ہم نے حکم دیا کہ اس گائے کا ایک ٹکڑا لے کر اس مُردے کے بدن پر مار و كَذٰلِكَ يُحۡىِ اللّٰهُ الۡمَوۡتٰى جس طرح یہاں ایک مُردے کے دوسرے مُردے کے ساتھ ملنے سے خدا نے مُردے کو زندہ کیا ہے اسی طرح وہ دُنیا میں زندہ کرتا ہے اور آخرت میں بھی کریگا دُنیا میں تو یہ کہ مرد کی منی عورت کی منی سے ملتی ہے اور خدا اس سے ان کو زندہ کرتا ہے جو باپوں کی پشتوں اور ماؤں کے رحموں میں موجود ہیں اور آخرت میں یہ کہ پہلی دفعہ صور پھونکنے کے بعد اور دوسرے صور سے پہلے جبکہ تمام زندہ مُردے ہو جائینگے بحر مسجور سے جو آسمان کے قریب ہے (جس کی طرف اشارہ فرمایا ہے وَالۡبَحۡرِ الۡمَسۡجُوۡرِ) اور وہ مرد کی منی کی مانند ہے زمین پر ایک بارش برسائیگا وہ آب منی گلے سڑے مُردوں کے ساتھ ملیگا اور سب زمین سے روئیدہ ہو کر زندہ ہو جائینگے پھر خدا فرماتا ہے وَيُرِيۡكُمۡ اٰيٰتِهٖ اور تم کو اور نشانیوں کی طرح اپنی علامتیں اور نشانیاں دکھلاتا ہے جو اسکی وحدانیت اور اس کے پیغمبر موسیٰ کی نبوت اور محمدؐ (جو تمام بندوں اور کنیزوں کے سردار ہیں) اور اسکی آل اطہار کے تمام مخلوق سے افضل ہونے پر دلالت کرتی ہیں لَعَلَّكُمۡ تَعۡقِلُوۡنَ تاکہ تم اس امر میں تعقل و تفکر سے کام لو کہ جو خدا ان عجائبات کو ظاہر کرتا ہے وہ اپنی مخلوق کو ایسا حکم نہیں دیتا جو حکمت سے خالی ہو اور محمدؐ و آل محمدؐ کو اس نے اس لئے برگزیدہ کیا ہے کہ وہ تمام صاحبان عقل و شعور سے افضل اور اعلیٰ ہیں ٭

قولہ عزوجل ثُمَّ قَسَتۡ قُلُوۡبُكُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ ذٰلِكَ فَهِىَ كَالۡحِجَارَةِ اَوۡ اَشَدُّ قَسۡوَةً ‌ؕ وَاِنَّ مِنَ الۡحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنۡهُ الۡاَنۡهٰرُ ‌ؕ وَاِنَّ مِنۡهَا لَمَا يَشَّقَّقُ فَيَخۡرُجُ مِنۡهُ الۡمَآءُ ‌ؕ وَاِنَّ مِنۡهَا لَمَا يَهۡبِطُ مِنۡ خَشۡيَةِ اللّٰهِ‌ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعۡمَلُوۡنَ ۝ ترجمہ پھر اس واقعہ کے بعد تمہارے دل سخت ہوگئے کہ وہ سختی میں پتھروں کی مانند تھے یا قساوت اور سختی میں ان سے بھی بڑھ کر ہیں کیونکہ بعض پتھروں میں سے

پارہ ۱
سورہ بقرہ
۹

تو نہریں جاری ہوتی ہیں اور بعض میں سے پانی پھوٹ کر نکلتے ہیں اور بعض پتھر خدا کے خوف سے نیچے گر پڑتے ہیں اور اللہ تعالیٰ تمہارے عملوں سے غافل نہیں ہے۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا فرماتا ہے ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ پھر اے گروہ یہود بعد اس کے کہ تمہارے سامنے معجزات باہرہ زمانہ موسیٰ میں ظاہر ہوئے اور محمدؐ سے طرح طرح کی نشانیاں مشاہدہ کیں تمہارے دل سخت ہوگئے یعنی خیر و رحمت سے اندھے خشک اور ترش ہو گئے فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ پس وہ خشک پتھروں کی مانند ہیں کہ ان میں سے کسی قسم کی رطوبت نہیں نکلتی اور نہ ان میں سے کوئی ایسی چیز جدا ہوتی ہے جس سے کچھ نفع حاصل ہو یعنی تم نہ تو اپنے مالوں میں سے حق خدا ادا کرتے ہو اور نہ مویشیوں کو تصدق کرتے ہو اور نہ کسی قسم کی نیکی سے عزت حاصل کرتے ہو اور نہ کچھ جود و سخا عمل میں لاتے ہو نہ کسی محتاج ضعیف کو کھانا کھلاتے ہو نہ کسی مبتلائے رنج و محن سے کچھ نیک سلوک کرتے ہو اور نہ کوئی انسانوں کی سی طرز معاشرت اور معاملات کرتے ہو۔ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً یا قساوت میں ان سے سخت تر ہیں یعنی وہ دل یا تو پتھروں جیسے سخت ہیں یا قساوت اور سختی میں ان سے بھی بڑھ کر ہیں یہ بات سامعین پر مبہم رکھی ہے اور اس کو ظاہر نہیں کیا جیسا کہ اس مثال میں ہے اَكَلْتُ خُبْزًا اَوْ لَحْمًا آیا میں نے روٹی کھائی ہے یا گوشت متکلم کا اس فقرے سے یہ منشا نہیں ہے کہ مجھے معلوم نہیں ہے کہ میں نے کیا چیز کھائی ہے بلکہ اس کی غرض صرف یہ ہے کہ سننے والے پر یہ بات مبہم رہے اور اس کو یہ معلوم نہ ہو کہ میں نے کیا چیز کھائی ہے اگرچہ وہ خود جانتا ہے جو کچھ اس نے کھایا ہے اور اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً میں اَوْ بلکہ کے معنے میں نہیں ہے کیونکہ اس طرح پر کسی غلط شدہ کلام کا استدراک کیا جاتا ہے اور وہ جلشانہ اس سے برتر اور اعلیٰ ہے کہ کسی خبر میں غلطی کرے بعد ازاں اس غلطی کا اپنے نفس پر استدراک کرے کیونکہ وہ ایسا عالم ہے کہ جو چیزیں ہو چکیں اور جو ہونگی اور نہ ہونگی اور جو تھیں وہ کیونکر تھیں اور جو ہونگی وہ کیونکر ہونگی سب کی کیفیت اور ماہیت سے واقف ہے بلکہ اپنے نفس پر غلطی کا استدراک کرنا صرف مخلوق ناقص العقل و العلم کا کام ہے نیز یہ اَوْ واو کے معنے میں بھی نہیں ہے کیونکہ اس حالت میں دوسرا جملہ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً پہلے جملہ

ھِیَ کَالْحِجَارَۃِ کی تکذیب کرتا ہے اس لئے کہ اس نے جملۂ اول میں فرمایا کہ ان کے دل سختی میں پتھروں کی مانند ہیں نہ ان سے زیادہ سخت نہ ان سے زیادہ نرم تو جب جملۂ ثانی میں اَوْ اَشَدُّ قَسْوَۃً کہا یعنی اور اس سے بھی زیادہ سخت تو قول اول سے جس میں فرمایا تھا کہ وہ ان کی نسبت سخت تر نہیں ہیں رجوع کیا اور اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی کہے لَا یَجِیْئُ مِنْ قُلُوْبِکُمْ خَیْرٌ لَا قَلِیْلٌ وَّلَا کَثِیْرٌ یعنی تمہارے دلوں میں نیکی نہیں ہے نہ تھوڑی نہ بہت غرض خدا نے اول فقرے میں جہاں اَوْ اَشَدُّ فرمایا ابہام رکھا اور فقرہ ثانی میں اس کو صاف کر دیا اور ظاہر فرمایا کہ ان کے دل پتھروں سے بھی زیادہ سخت ہیں مگر اَوْ اَشَدُّ قَسْوَۃً کے کہنے سے وہ ابہام رفع نہیں ہوا بلکہ آیہ وَاِنَّ مِنَ الْحِجَارَۃِ لَمَا یَتَفَجَّرُ مِنْہُ الْاَنْھَارُ کے کہنے سے یعنی اے یہودیو تمہارے دل قساوت میں اس درجہ بڑھے ہوئے ہیں کہ ان سے کسی قسم کی نیکی اور امر خیر سرزد نہیں ہوتا اور بعض پتھر ایسے ہیں کہ ان میں سے نہریں جاری ہوتی ہیں وہ بنی آدم کے حق میں خیر خواہ اور فریادرس ہیں وَاِنَّ مِنْھَا لَمَا یَشَّقَّقُ فَیَخْرُجُ مِنْہُ الْمَآءُ اور بعض پتھر ایسے ہیں کہ وہ شق ہو جاتے ہیں اور ان میں سے پانی قطرہ قطرہ ہو کر نکلتا ہے یہ بھی ایک امر خیر ہے جو نہروں کے علاوہ ان سے ظاہر ہوتا ہے جو کہ بعض پتھروں میں سے پھوٹ کر نکلتی ہیں اور انکے دل ایسے سخت ہیں کہ نہ تو ان سے نہروں کی طرح خیر کثیر ظاہر ہوتی ہے اور نہ تقاطر آب کی طرح خیر قلیل ہی ان سے آشکارا ہوتی ہے بہت نہ بھی وَاِنَّ مِنْھَا لَمَا یَھْبِطُ مِنْ خَشْیَۃِ اللّٰہِ اور بعض پتھر ایسے ہیں کہ خوف خدا سے نیچے گر پڑتے ہیں جبکہ ان (پتھروں) پر خدا کا یا اسکے دوستوں محمدؐ و علیؑ و فاطمۂؑ و حسنؑ حسینؑ اور ان کی آلؑ اطہار علیہم الصلوٰۃ والسلام کا نام لیا جائے اور تمہارے دلوں میں اس قسم کی نیکیوں کا کہیں نشان تک بھی نہیں پایا جاتا وَمَا اللّٰہُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۹ اور اللہ تمہارے اعمال سے غافل نہیں ہے بلکہ وہ ان کو جانتا ہے اور تم کو ان کی جزا دیگا کیونکہ وہ عادل ہے اور ظالم نہیں ہے کہ تمہارے حساب میں سختی اور تشدد کرے اور عذاب عقاب سے تم کو ایذا دے۔

جس طرح اس آیت میں خدا نے ان یہودیوں کے دلوں کا وصف بیان کیا ہے اسی طرح سورۂ نساء میں فرماتا ہے اَمْ لَھُمْ نَصِیْبٌ مِّنَ الْمُلْکِ فَاِذًا لَّا یُؤْتُوْنَ النَّاسَ نَقِیْرًا

یعنی ان کے لئے سلطنت کا حصہ نہیں ہے اگران کو مل جائے تو وہ کھجور کی گٹھلی کے گڑھے کے برابر یعنی ذراسا بھی لوگوں کو نہ دیں ۔

اور جس طرح اس جگہ احجار یعنی پتھروں کی توصیف بیان کی ہے اسی طرح سورہ حشر میں فرماتا ہے لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ یعنی اگر ہم اس قرآن کو پہاڑ پر نازل کرتے تو اے محمدؐ تو دیکھتا کہ وہ پہاڑ خوف خدا سے ڈر کر خشوع و خضوع کرتا اور پھٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا اور یہ دھمکی اور ڈانٹ خدا کی طرف سے یہودیوں اور ناصبیوں کے لئے ہے جو کہ دوامر و نکے جامع اور دو خطائیں کے مرتکب تھے ۔

پارہ ۲۸ سورہ حشر ع ۳

جب یہ آیت آنحضرتؐ پر نازل ہوئی تو یہودیوں کو نہایت شاق گزری اور ان میں سے بہت سے رئیس اور زباں داں اور مقرر جمع ہو کر حاضر خدمت ہوئے اور کہنے لگے اے محمدؐ تو ہماری ہجو کرتا ہے اور ہمارے دلوں کے باب میں ایسا دعویٰ کرتا ہے جو بالکل برخلاف ہے حالانکہ خدا کو معلوم ہے کہ ان میں خیر کثیر موجود ہے ہم روزے رکھتے ہیں اور صدقے دیتے ہیں اور فقیروں اور محتاجوں کے ساتھ غمخواری اور ہمدردی سے پیش آتے ہیں حضرتؐ نے فرمایا کہ امر خیر وہ ہے جو محض خدا کے واسطے ہو۔ اور اسکے حکم کے مطابق کیا جائے اور جس عمل سے ریاکاری نامبری شہرت اور پیغمبر خدا کی مخالفت اور معاندت مقصود ہو اور اپنا غنی اور صاحب مقدور جتانا ہوتا اور اپنے فضل اور اشرف ہونے کا اظہار کرنا منظور ہو وہ عمل خیر نہیں ہے بلکہ محض شر ہے اور وہ اپنے بجالانے والے کے حق میں باعث وبال و نکال آخرت ہے کہ حق تعالیٰ اس عمل کے سبب اس شخص کو عذاب شدید میں مبتلا کریگا حضرتؐ کا یہ ارشاد سن کر یہودی بولے اے محمدؐ تو تو یہ کہتا ہے اور ہم یہ کہتے ہیں کہ جو کچھ ہم صرف کرتے ہیں وہ محض اس غرض سے ہے کہ تیرا کام باطل ہو اور تیری ریاست جاتی رہے اور تیرے اصحاب سب تجھ سے الگ ہو جائیں اور یہ جہاد اعظم ہے جس کے صلے میں ہم امید رکھتے ہیں کہ خدا ہم کو ثواب عظیم اور اجر جزیل عطا فرمائیگا اقل درجہ ہم اس بات کو فرض کر لیتے ہیں کہ تو اور ہم اپنے دعووں میں مساوی ہیں اب تو بتا کہ تجھ کو ہم پر کونسی فضیلت ہے تب حضرتؐ نے فرمایا کہ اے یہودیو دعووں میں اہل حق اور اہل باطل بیشک برابر ہوتے ہیں مگر اللہ کی دلیلیں اور اسکی حجتیں ان دونوں کا فرق ظاہر کرتی ہیں اور اہل باطل کا کذب و بہتان

اور اہل حق کی راستی اور ان کا حق پر ہونا منکشف ہو جاتا ہے اور محمدؐ جو خدا کا پیغمبر ہے تمہاری
جہالت کی باتوں سے غمگین نہیں ہوتا اور نہ تم کو بلا دلیل اپنی پیغمبری کے تسلیم کرنے کی تکلیف
دیتا ہے بلکہ تم پر خدا کی ایسی حجت قائم کرتا ہے جسکا دفعیہ تمہارے امکان میں نہیں ہے اور اس کے
حاصل اور لازمی نتیجہ سے بچنا تمہاری طاقت سے باہر ہے اور اگر محمدؐ کوئی نشانی اپنے پاس سے تم
کو دکھائے تو تم شک کروگے اور کہوگے کہ وہ تکلف اور بناوٹ ہے اور اسمیں کسی مکر و فریب سے
کام لیا گیا ہے یا اوروں سے مل جُل کر ایسا کیا گیا ہے اور جب تم خود سوال کروگے اور اپنی درخواست
کے موافق دیکھ لوگے تو تم کو اتنی بات کہنے کی گنجائش نہ رہیگی کہ یہ انہی کا کام ہے یا اوروں سے مل کر
ایسا کیا ہے یا اس میں کسی قسم کا مکر و فریب استعمال کیا گیا ہے اب تم بتاؤ کہ کونسا معجزہ دیکھنا چاہتے
ہو اور خدا نے مجھ سے وعدہ کر لیا ہے کہ جو کچھ تم درخواست کروگے ویسا ہی ظہور میں آئیگا تاکہ تم میں سے
کافروں کے عُذرات منقطع ہو جائیں اور مومنوں کی بصیرت میں زیادتی ہو یہودیوں نے عرض کی کہ
اے محمدؐ تو نے ہم سے انصاف کی بات کہی اگر تُو نے اس وعدۂ انصاف کو جو تو نے کیا ہے پُورا کیا
تو ہماری درخواست بجالانے سے تیرے عاجز ہونے اور اپنی طرف سے جو دعوےٰ نبوت کرتا ہے اسکے
باطل ہونے کے سبب تُو خود دعویٰ نبوت چھوڑ کر سب سے پہلے ہماری اُمت میں داخل ہو جائیگا اور احکام
توریت کو تسلیم کرنے لگیگا حضرتؐ نے فرمایا کہ دھمکانا کچھ مفید نہ ہوگا بلکہ حق اور صدق تمہارے حال سے
خبر دیگا تم جو درخواست کرنی چاہتے ہو کرو تاکہ اسمیں تمہارے عُذرات قطع ہو جائیں تب اُنہوں نے
عرض کی کہ اے محمدؐ تُو گمان کرتا ہے کہ ہمارے دلوں میں فقیروں اور محتاجوں کی ہمدردی اور ضعیفوں
کی امداد کرنے اور ابطال باطل اور احقاق حق کے لئے مال صرف کرنیکا ارادہ بالکل نہیں ہے
اور پتھر ہمارے دلوں کی نسبت زیادہ تر نرم ہیں اور ہم سے بڑھ کر خدا کے مطیع و فرمانبردار ہیں
یہ پہاڑ جو ہمارے نزدیک ہیں۔ آ۔ ان میں سے ایک پہاڑ کے پاس چلیں اور اس سے اپنی
راست گوئی اور ہماری دروغ بیانی کی شہادت طلب کر اگر اسنے تیری تصدیق کی تو ہم پر لازم
ہوگا کہ تیری متابعت کریں اور اگر اسنے تیری تکذیب کی یا خاموش رہا اور کچھ جواب نہ دیا تو ہم
جان لینگے کہ تو جھوٹا دعویٰ کرتا ہے اور اپنی نفسانی خواہش کے سبب امر باطل پر لڑتا بھڑتا
ہے حضرتؐ نے فرمایا بہت خوب آؤ جس پہاڑ کی طرف چلنا چاہتے ہو چلو تاکہ میں اپنے لئے اس سے

گواہی طلب کروں اور وہ تمہارے مقابلے میں میرے حق میں شہادت دے تب وہ ایک پہاڑ کی طرف چلے جو بستی سے دُور تھا اور وہاں پہنچ کر عرض کی اے محمدؐ اس پہاڑ سے گواہی طلب کر حضرتؐ نے اس پہاڑ سے مخاطب ہو کر فرمایا اے پہاڑ میں تجھ سے محمدؐ اور اسکی آلؑ اطہار رجنکے اسمائے گرامی کے ذکر کرنے کی برکت سے خدا نے آٹھ فرشتوں کے کندھوں پر عرش کو ہلکا کر دیا جس کو اس سے پہلے وہ مع اور فرشتوں کی جمعیت کثیر کے جن کی تعداد خدا کے سوا اور کسی کو معلوم نہیں جنبش بھی نہ دے سکتے تھے اور جن کے اسمائے گرامی کے ذکر کرنے سے خدا نے حضرت آدمؑ کی توبہ قبول کی اور ان کی خطا بخشی اور ان کو اپنا اصلی مرتبہ پھر عطا کیا اور جن کے ناموں کے ذکر کرنے اور ان کا واسطہ دے کر دُعا کرنے سے خدا نے ادریسؑ کو بہشت میں مکان بلند میں پہنچایا) کے مرتبہ عالیہ کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں کہ تو ان یہودیوں کے سامنے محمدؐ کے لئے گواہی دے جو خدا نے تیرے سپرد کی ہے جس میں ان کے دلوں کی سختی کے بیان کرنے میں اُس کی تصدیق اور ان یہودیوں کے مُنکر نبوتؐ ہونے میں ان کی تکذیب کا بیان ہو جب حضرتؐ یہ فرما چکے تو وہ پہاڑ حرکت میں آیا اور اس میں زلزلہ پیدا ہوا اور اس سے پانی جاری ہوا اور اُس نے آواز دی اے محمدؐ میں گواہی دیتا ہوں کہ تو رسولؐ رب العالمین اور سردار جمیع خلائق اولین و آخرین ہے اور میں شہادت دیتا ہوں کہ ان کے دل جیسا کہ حضرتؐ نے فرمایا ہے پتھروں سے بھی زیادہ سخت ہیں کہ ان میں سے کسی قسم کی نیکی کی بات نہیں نکلتی جس طرح پتھروں سے کبھی پانی کے سیلاب جاری ہوتے ہیں اور کبھی تھوڑا تھوڑا پانی رستا ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ لوگ جو آپ کو خدا پر افترا اور جھوٹ باندھنے کی نسبت دیتے ہیں اپنے قول میں جھوٹے اور کاذب ہیں پھر حضرتؐ نے اس پہاڑ سے فرمایا اے پہاڑ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ تو یہ بیان کر کہ خدا نے تجھ کو ہر امر میں میری اطاعت کرنے کا حکم دیا ہے جس کو میں محمدؐ و آلؑ محمدؐ کے ذکہ جن کی برکت سے خدا نے نوحؑ کو کرب عظیم سے نجات دی اور حضرت ابراہیمؑ خلیل اللہ پر آگ کو سرد کیا اور اسکو ان کے لئے باعث سلامتی قرار دیا اور ان کو آگ کے درمیان ایسے تخت مزین اور فرش نرم پر متمکن کیا کہ اس بادشاہ جابر نے نہ تو اپنی سرکار میں ان کی شکل دیکھے تھے اور نہ اور بادشاہان روئے زمین نے انکی نظیر دیکھی اور سنی تھی اور انواع و اقسام کے گل و ریحان اور میوہ جات

اِس جگہ اُگائے جو سال کی ہر چہار فصلوں میں جُدا جُدا اپنے اپنے وقت پر اُگا کرتے ہیں) مرتبہ کا واسطہ دے کر تجھ سے طلب کروں پہاڑ نے جواب دیا اے محمدؐ ہاں میں گواہی دیتا ہوں کہ جو کچھ تُو نے کہا حق ہے نیز مَیں شہادت دیتا ہوں کہ اگر تُو اپنے پروردگار سے سوال کرے کہ تمام دُنیا کے مردوں کو بندر اور سور بنا دے تو وہ بیشک ایسا ہی کر دے یا یہ سوال کرے کہ سب کو فرشتے بنا دے ایسا ہی ظہور میں آئے اور اگر تُو دُعا کرے کہ آگ کو یخ اور یخ کو آگ کی حالت میں منقلب کر دے تو بیشک ایسا ہی ہو جائے یا یہ دُعا کرے کہ آسمان کو زمین پر گرا دے اور زمین کو آسمان پر بلند کر دے تو اسی طرح ظہور میں آئے یا خدا سے تو یہ طلب کرے کہ مشرق اور مغرب اور نشیب ہائے زمین سب کو ایک تھیلی (کیسہ) کی مانند کر دے تو درحقیقت خدا ایسا ہی کر دکھائے اور مَیں شہادت دیتا ہوں کہ خدا نے تمام آسمانوں۔ زمینوں۔ پہاڑوں۔ دریاؤں اور جنگلوں کو تیرا فرمانبردار بنایا ہے اور ہوائیں۔ بجلیاں اور اعضائے حیوان و انسان تمام مخلوقات تیرے مطیع ہیں جو حکم تو ان کو کرے وہ اس کی تعمیل کرینگے۔

ان معجزات باہرہ کے مشاہدہ کرنے کے بعد یہودی بولے اے محمدؐ تو ہم کو دھوکا دیتا ہے تُو نے پہاڑ کے پتھروں کی آڑ میں اپنے کچھ اصحاب کو بٹھا رکھا ہے کہ وہ کلام کرتے ہیں اور ہم سے کہتا ہے کہ پہاڑ باتیں کر رہا ہے اب ہم کو معلوم نہیں ہے کہ یہ آواز جو ہم کو سُنائی دیتی ہے پہاڑ کی ہے یا اُن مردوں کی اس قسم کی باتوں سے نادان اور ضعیف العقل لوگ ہی دام فریب میں پھنس سکتے ہیں اگر تُو اپنے دعوے میں راستی پر ہے تو پہاڑ سے ہٹ کر دُور جا کھڑا ہو اور اسکو حُکم دے کہ جڑ سے اُکھڑ کر تیرے پاس آئے جب وہ ہمارے رُوبرو تیرے آگے آجائے تو اس کو حکم دے کہ ارتفاع میں جو دو برابر ٹکڑے ہو جائے اور نیچے والا نصف حصہ اوپر چلا جائے جب چوٹی والا حصہ جڑ میں آ جائیگا اور جڑ والا حصہ چوٹی پر چلا جائیگا تو ہم جانیں گے کہ یہ بات بیشک خدا کی طرف سے ہے کسی کی شراکت اور دھوکہ باز سرکشوں کی اعانت سے ایسا ظہور میں نہیں آ سکتا تب آنحضرتؐ نے ایک پتھر کی طرف جو پانچ رطل (۲½ سیر) وزن میں تھا اشارہ کیا اور فرمایا اے پتھر گردش میں آ وہ فوراً گردش میں آیا جب قریب پہنچا تو اس یہودی سے جو حضرتؐ سے

مخاطب تھا فرمایا اس پتھر کو اُٹھا کر اپنے کان کے برابر رکھ تاکہ جو شہادت اس پہاڑ نے دی تھی وہی یہ پتھر بھی دے اس لئے کہ یہ بھی اسی پہاڑ کا ایک ٹکڑا ہے جب اس نے اس پتھر کو اُٹھا کر کان سے لگایا تو قدرت خدا سے وہ پتھر بولنے لگا اور جو آواز پہاڑ سے پیدا ہوئی تھی کہ اس نے یہودیوں کے دلوں کی بابت جو کچھ حضرتؐ نے فرمایا تھا اور جو آنحضرتؐ نے خبر دی تھی کہ یہودیوں کے اخراجات جو محمدؐ کے دفعیہ کے لئے ہیں وہ بالکل فضول اور باطل ہیں بلکہ ان ہی کے لئے باعث وبال و نکال ہیں اس کی تصدیق کی تھی اس پتھر سے بعینہ وہی آواز پیدا ہوئی تب حضرتؐ نے فرمایا تو نے سُنا یہ پتھر کیا کہتا ہے اب بتا اس کے پیچھے بھی کوئی آدمی بیٹھا ہے جو تجھ سے کلام کر رہا ہے اور تجھ کو فریب دیتا ہے کہ یہ پتھر تجھ سے کلام کرتا ہے یہودی نے عرض کی یہ بات تو نہیں ہے مگر جو درخواست میں نے کی ہے اسکو پورا کر تب آنحضرتؐ وہاں سے دُور ہٹ گئے اور ایک وسیع میدان میں جا کر کھڑے ہوئے پھر آواز دی اے پہاڑ میں محمدؐ اور اسکی آلؑ اطہار کے مرتبے کا تجھ کو واسطہ دیتا ہوں جنکے مرتبے کے باعث اور بندگان خدا کے ان کا واسطہ دے کر دُعا کرنے کے سبب خدا نے قوم عاد پر تُند ہوائے صرصر کو بھیجا جو لوگوں کو اُکھاڑ کر گراتی تھی اور وہ ایسے معلوم ہوتے تھے گویا کھجوروں کے کندے گرے پڑے ہیں اور جبرئیلؑ کو حکم دیا کہ قوم صالح پر ایک خوفناک چیخ مارے چنانچہ ایسا ہی ہوا اور اسکے صدمے سے خشک گھاس کی طرح ریزہ ریزہ ہو کر رہ گئے) کہ تو حکم خدا سے اپنی جگہ سے اُکھڑ کر جُدا ہو اور یہاں میرے پاس آ اور ہاتھ کو اپنے سامنے زمین پر رکھ دیا وہ پہاڑ حرکت میں آیا اور اسپ تیز رو کی طرح نہایت تیزی سے چلا اور آکر جہاں حضرتؐ نے نشان دیا تھا ٹھیر گیا اور اس کی جڑ حضرتؐ کی اُنگلیوں کے نزدیک آگئی اور ان سے ملحق ہو گئی پھر قائم ہو کر عرض کی اے رسولؐ رب العالمین میں آپکے حکم کو گوش دل سے سُنتے اور دل و جان سے آپکی فرمانبرداری کو حاضر ہوں اگر آپ ان معاندوں کی ناکوں کو رگڑنا (یعنی ان کو ذلیل و خوار کرنا) چاہیں تو مجھے حکم دیں حضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ ان معاندوں نے درخواست کی ہے کہ میں تجھ کو حکم دوں کہ زمین سے اُکھڑ کر برابر دو ٹکڑے ہو جا اور اُوپر کا نصف حصّہ نیچے آجائے اور نیچے کا آدھا حصّہ اُوپر چلا جائے یعنی چوٹی جڑ میں آجائے اور جڑ چوٹی کی جگہ جا قائم ہو پہاڑ نے عرض کی

یا رسول اللہ آپ مجھ کو اس امر کے بجا لانے کا حکم دیتے ہیں؟ فرمایا ہاں وہ پہاڑ فوراً دو ٹکڑے ہو گیا نیچے کا حصہ اوپر چلا گیا اور اوپر کا حصہ نیچے آ گیا اور جڑ چوٹی کی جگہ اور چوٹی جڑ کی جگہ جا قائم ہوئی پھر پہاڑ نے آواز دی اے گروہ یہود آیا یہ معجزہ موسیٰ کے معجزوں سے کم ہے جن پر تم اپنے زعم میں ایمان لائے ہو یہ آواز سُن کر یہودی ایک دوسرے کی طرف تکنے لگے بعض نے کہا کہ اب ہم کو اسکے ہاتھ سے گریز کی صورت باقی نہ رہی اور بعض بولے کہ یہ شخص صاحب اقبال اور خوش نصیب ہے اور ایسا شخص جس چیز کا ارادہ کیا کرتا ہے وہی اسکے لئے مہیا ہو جایا کرتی ہے اور صاحب بخت کے لئے عجائبات ظہور میں آیا کرتے ہیں تم ان عجائبات کے مشاہدہ کرنے سے جو اس سے ظاہر ہوئے اسکے دام فریب میں مت پھنسو انکی یہ باتیں سُنکر پہاڑ نے آواز دی اے دشمنان خدا تم نے ان باتوں سے موسیٰ کی پیغمبری کو باطل کیا آیا تم نے موسیٰ سے نہیں کہا تھا کہ عصا کا اژدہا کی صورت میں بدل جانا اور دریا شگافتہ ہو کر اسمیں رستوں کا ظاہر ہو جانا اور پہاڑ کا سائبان کی طرح سروں پر آ کر ٹھیرنا صرف اسوجہ سے ہے کہ تو صاحب نصیب اور اقبالمند ہے تیرے نصیب ان عجائبات کو ظاہر کرتے ہیں اس لئے ہم تجھ سے ان عجائبات کے مشاہدہ پر فریفتہ اور گرویدہ نہیں ہوتے القصہ وہ پہاڑ بعد اس کلام زجر آمیز کے اُن یہودیوں کو نگل گیا اور حجت پروردگار اُن پر لازم ہو گئی۔

قولہ عز وجل اَفَتَطْمَعُوْنَ اَنْ یُّؤْمِنُوْا لَكُمْ وَقَدْ كَانَ فَرِیْقٌ مِّنْهُمْ یَسْمَعُوْنَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ یُحَرِّفُوْنَهٗ مِنْۢ بَعْدِ مَا عَقَلُوْهُ وَهُمْ یَعْلَمُوْنَ ۝ وَاِذَا لَقُوا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْۤا اٰمَنَّا ۖۚ وَاِذَا خَلَا بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ قَالُوْۤا اَتُحَدِّثُوْنَهُمْ بِمَا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَیْكُمْ لِیُحَآجُّوْكُمْ بِهٖ عِنْدَ رَبِّكُمْ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝ اَوَلَا یَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ یَعْلَمُ مَا یُسِرُّوْنَ وَمَا یُعْلِنُوْنَ ۝ **ترجمہ**

اے محمدؐ و اصحاب محمدؐ کیا تم طمع کرتے ہو کہ وہ یہودی تمہاری تصدیق کرینگے اور ایمان لائینگے حالانکہ ان میں سے ایک فریق ایسا تھا کہ کلام خدا کو سُنتے تھے اور اس کے سمجھ جانے کے بعد اس میں تحریف اور تبدیلی کر دیتے تھے اور وہ جانتے تھے کہ یہ خدا کا کلام ہے اور جب یہ یہودی مومنوں سے ملاقات کرتے ہیں تو ان سے کہتے ہیں کہ ہم تمہاری طرح ایمان

ئے ہیں (اور توریت میں صفات محمدؐ مرقوم ہیں) اور جب خلوت میں باہمدیگر ملاقات کرتے ہیں تو اور یہودی ان ملاقات کرنے والے یہودیوں سے کہتے ہیں کیا تم ان مسلمانوں سے وہ باتیں کرتے ہو جو خدا نے تم پر واضح کی ہیں تاکہ وہ لوگ (کل قیامت کے دن) اس کلام سے خدا کے سامنے تم پر حجت قائم کریں آیا تم نہیں سمجھتے (کہ اپنا راز دشمن کو بتاتے ہو) آیا ان یہودیوں کو یہ معلوم نہیں ہے کہ خدا ان کی پوشیدہ اور ظاہر باتوں کو جانتا ہے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا کہ جب رسولؐ خدا نے ان یہودیوں کو اپنے معجزے سے ساکت اور لاجواب کر دیا اور اپنی دلائل واضحہ اور براہین باہرہ سے ان کے عذروں کو قطع کیا تو پھر ان کو حضرتؐ سے حجت کے طلب کرنے اور ان کے معجزات میں اپنی تلبیسات کو داخل کرنے کی قدرت نہ رہی آخرکار لاچار ہو کر عرض کی اے محمدؐ ہم ایمان لائے کہ تو رسولؐ ہادی و مہدی ہے اور علیؑ جو تیرا بھائی ہے وہ تیرا وصی اور ولی ہے اور جب وہ یہودی اور یہودیوں سے ملتے جلتے تھے تو ان سے کہتے تھے کہ ہم نے جو اس پر اپنا ایمان لانا ظاہر کیا ہے اس سے ہم کو اس کے فسادکے رفع کرنے پر قدرت حاصل ہو گئی اور یہ ہمارا ظاہری ایمان لانا اس کی اور اس کے اصحاب کی بیخ کنی کرنے میں ہمارا معین و مددگار ہے کیونکہ ان کو یقین ہے کہ ہم ان کے ساتھ ہیں اس لئے وہ اپنے رازوں کو ہم سے ذرا نہیں چھپاتے اور بلا تامل ہم کو بتا دیتے ہیں اور ہم جا کر ان کے دشمنوں کو مطلع کر دیتے ہیں آخرکار وہ ہماری امداد و معاونت سے ایسے وقت میں ان پر حملہ آور ہونگے جبکہ وہ اپنے کاروبار میں مشغول اور مضطرب الحال ہونگے اور دشمنوں کا دفعیہ اور ان کی روک تھام ان کے لئے متعذر اور مشکل ہوگی اس قسم کی باتوں سے وہ لوگ باقی یہودیوں کے آگے حضرتؐ کے معجزات و آیات کا جو وہ مشاہدہ کرتے تھے انکار کرتے تھے۔

الغرض حق تعالیٰ نے ان کی بداعتقادی اور بداخلاقی اور قلبی برائیوں کے حال سے اپنے رسولؐ کو مطلع کیا اور خبر دی کہ جو شخص تیرے معجزات باہرہ اور دلائل واضحہ کو دیکھ کر تیری نبوت کا اقرار کرتا ہے یہ لوگ اسکے روبرو تیرے محمدؐ ہونے کا انکار کرتے ہیں چنانچہ خدا فرماتا ہے۔ اَفَتَطْمَعُوْنَ آیا تو اے محمدؐ اور تیرے اصحاب علیؑ اور اسکی آلؑ اطہار یہ طمع رکھتے ہیں کہ اَنْ یُّؤْمِنُوْا لَکُمْ یہ یہودی جن کو تم نے لاجواب اور ساکت کیا ہے اور آیات الٰہی اور اسکی دلائل واضحہ سے ان کو مغلوب

کیا ہے تم پر ایمان لائینگے اور دل سے تمہاری تصدیق کرینگے اور خلوت میں جا کر اپنے مثل شیاطین یا اشناؤں سے تمہارے بزرگ اور پسندیدہ احوال کو بیان کرینگے وَقَدْ كَانَ فَرِيقٌ حالانکہ ایک فریق ان یہودانِ بنی اسرائیل میں سے ایسا تھا کہ يَسْمَعُونَ كَلَامَ اللهِ طور سینا کی چوٹی میں جا کر خدا کے کلام اور اسکے اوامر و نواہی کو سُنتے تھے ثُمَّ يُحَرِّفُونَهُ پھر سُننے کے بعد جب اپنے باقی لوگوں کو پہنچاتے تھے تو اس کو بدل ڈالتے تھے مِنْ بَعْدِ مَا عَقَلُوهُ بعد اس کے کہ وہ اس کو سمجھتے تھے اور یہ جانتے تھے کہ ہم جو کچھ کہتے ہیں وہ جھوٹ ہے اور ہم اپنی بات میں جھوٹے ہیں۔

اور اسکا قصہ اس طرح سے ہے کہ جب وہ موسیٰؑ کے ہمراہ کوہ طور کی طرف گئے اور وہاں جا کر انہوں نے خدا کا کلام سُنا اور اسکے اوامر و نواہی سے مطلع ہو کر واپس آئے اور وہ احکام اپنے باقیماندہ لوگوں کو پہنچائے پس یہ امر ان کو شاق اور ناگوار گزرا لیکن ان میں جو لوگ مومن تھے وہ اپنے ایمان پر ثابت قدم رہے اور اپنے دلوں میں اس امر کی تصدیق کی اور جن یہودیوں نے اس قصہ میں رسولؐ خدا سے نفاق رکھا ان کے گزشتہ بزرگوں نے بنی اسرائیل سے بیان کیا تھا کہ خدا نے ہم سے یہ بات کہی اور اپنے اوامر کے بجالانے اور نواہی سے باز رہنے کا حکم دیا جو ہم تم سے ذکر کر چکے اسکے بعد حکم دیا کہ اگر تم کو میرے اوامر کا بجالانا دشوار اور ناگوار معلوم ہو تو ان کے نہ کرنے پر تم سے کچھ باز پرس نہ ہوگی اور اگر میرے نواہی سے باز رہنا تم پر شاق ہو تو اس امر منکر کے مرتکب ہونے اور اس فعل شنیع میں پڑنے سے تمہارا کچھ ہرج نہیں ہے وَهُمْ يَعْلَمُونَ حالانکہ ان کو معلوم ہے کہ وہ اپنے اس قول میں جھوٹے ہیں۔ اب خدا ان کے دوسرے نفاق اور ان کی جہالت کو ظاہر کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے وَإِذَا لَقُوا الَّذِينَ آمَنُوا اور جب وہ یہودی سلمانؓ۔ مقدادؓ۔ ابوذرؓ عمارؓ جیسے مومنوں سے ملاقات کرتے ہیں تو قَالُوا آمَنَّا ان سے کہتے ہیں کہ ہم بھی تمہاری طرح سے ایمان لائے ہیں کہ محمدؐ خدا کا پیغمبر اور اسکا بھائی علیؑ ابن ابی طالب امام برحق ہے اور وہ اس کا بھائی ہے جو خلق خدا کا ہادی اور رہنما ہے اور اسکا وزیر ہے جو حاکم و والی خلق ہے اور اس کی اُمت پر اس کا خلیفہ اور جانشین ہے اور اسکے وعدوں کا پُورا کرنے والا اور اس کو بری الذمہ کرنے والا اور اس کی سیاست کے بار گراں کو اُٹھانے والا ہے اور خلقت کے لئے ایسا پیشوا ہے کہ اگر وہ اس کی اطاعت کریں تو غضب رحمٰن سے محفوظ رہیں اور رضائے خدا ان کو

حاصل ہوا اور وہ خلفاء (ائمہ طاہرین) جو اسکے بعد ہونگے روشن ستارے اور چمکدار چاند اور نہایت پُرضیا آفتاب ہیں اور ان کے دوست خدا کے دوست ہیں اور ان کے دشمن خدا کے دشمن اور بعض یہودی کہتے تھے ہم گواہی دیتے ہیں کہ محمدؐ صاحب معجزات اور دلائل واضحہ کا قائم کرنے والا ہے اور وہ ایسا شخص ہے کہ جب کفار قریش اس کے قتل کرنے پر متفق ہوئے اور مار ڈالنے کے ارادے سے اس کو تلاش کیا تو خدا نے ان کے ہاتھیں اور پاؤں کو خشک کردیا (کام کرنے اور چلنے پھرنے سے معذور ہوگئے) اور وہاں سے خائب خاسر بے نیل مرام واپس چلے گئے اور اگر محمدؐ چاہتا تو تن تنہا ان سب کو قتل کر ڈالتا۔ اور وہ ایسا شخص ہے کہ جب کفار قریش نے اس سے مجادلہ کیا تو بولے کہ آ ہبل کے پاس چلیں اور اس کو اپنا حَکَم (منصف) قرار دیں تاکہ وہ ہماری صداقت اور تیری دروغگوئی کی شہادت دے جب وہ ہبل کے پاس پہنچا تو وہ بُت مُنہ کے بل گر پڑا اور اس نے شہادت دی کہ اے محمدؐ تُو نبی خدا ہے اور تیرا بھائی علیؑ امام ہے اور اسکے بعد اس کے فرزند اس کے وارث ہونگے اور اس کی سیاست اور امامت کو قائم کرینگے اور وہ ایسا شخص ہے کہ جب قوم قریش نے اس کو شعب ابو طالب میں محصور کیا اور اسکے دروازے پر چند شخصوں کو مقرر کیا تاکہ کوئی شخص ان کو غذا پہنچانے نہ پائے اور نہ کسی کو اندر سے نکلنے دیں تاکہ وہ ان کے لئے کہیں سے کھانا نہ لے آئے تو حق تعالیٰ نے سب کو جو محاصرے میں تھے خواہ کافر تھے یا مومن منّ و سلویٰ سے بہتر اور افضل غذا عنایت فرمائی اور انواع و اقسام کے میووں اور کھانوں میں سے جس چیز کی وہ خواہش کرتے تھے آنحضرتؐ کی دُعا کی برکت سے ان کے لئے مہیا کی اور لباسہائے فاخرہ ان کو پہننے کے لئے عطا فرمائے اور جب حضرت نے ان لوگوں کو اس درہ کی تنگی سے دل تنگ دیکھا تو اپنے دائیں اور بائیں ہاتھوں کو پہاڑوں کی طرف اُٹھا کر اشارہ کیا کہ یہاں سے ہٹ جاؤ وہ فوراً ہٹ گئے اور اس درے میں ایسا وسیع جنگل پیدا ہوگیا کہ اس کے دونوں سرے نظر نہ آتے تھے پھر اپنے دست مبارک سے اشارہ کیا اور فرمایا اے محمدؐ اور اس کے انصار کے امانت دار درخت اور میوجات اور گل ریاحین اور نباتات خدا نے تمہارے سپرد کی ہیں ان کو باہر نکالو تب قدرت خدا سے وہ تمام جنگل گھاس۔ سبزے۔ گل و ریحان اور انواع و اقسام کے درختوں اور میووں سے پُر ہوگیا۔

جن کے مشاہدے سے دل اور آنکھیں بشاش اور بہرہ ور ہوں اور فکر و غم دور ہوں اور اس جنگل میں عجیب و غریب درختوں کے موجود ہونے اور پھلوں کے گرنے اور نہروں کے جاری ہونے اور پھولوں کی طراوت اور نباتات کی تر و تازگی کے سبب وہ لوگ سمجھتے تھے کہ ایسا میدان دنیا کے کسی بادشاہ کو بھی نصیب نہیں ہے ؛

اور محمد ایسا شخص ہے کہ جب ابو جہل ملعون کا قاصد تہدید و تخویف کرتا اس کے پاس آیا اور کہنے لگا اے محمد وہ خبط جو تیرے سر میں سمائے ہیں انہوں نے مکہ میں تیرا رہنا دشوار کر دیا اور تجھ کو مدینہ میں پہنچایا اور وہ برابر تجھ میں قائم رہینگے یہاں تک کہ تجھ کو ایسے امور کے بجا لانے پر برانگیختہ کریں جو تجھ کو بگاڑ دیں اور اس درجہ پر پہنچا دیں کہ تو اس شہر کو اس کے باشندوں کے حق میں فاسد کر دے اور ان کو حزن و ملال میں مبتلا کرے اور تو اپنی حد اور طریقے سے باہر نکل جائے اور میں جانتا ہوں کہ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ قریش تیری بیخ کنی اور تیری بلا و ضرر کے دفعیہ کے ارادہ سے ایک دل ہو کر تجھ پر حملہ آور ہونگے اور تو اپنے نادان اور فریب خوردہ ہمراہیوں کے ساتھ ان کے مقابل ہوگا اور جو لوگ تیری نبوت کے منکر اور تیرے دشمن ہیں وہ بھی اس جنگ میں تیرے مددگار ہونگے اس لئے کہ ان کو خوف ہے کہ اگر تو مارا گیا تو وہ بھی مارے جائینگے اور تیرے بلا میں پھنسنے سے ان کے عیال و اطفال بھی بلا میں مبتلا ہونگے اور تیرے اور تیرے تابعین کے محتاج ہونے سے وہ اور ان کے خویش و اقارب سب محتاج اور تنگدست ہو جائینگے کیونکہ ان کو یقین واثق ہے کہ تیرے دشمن جب تجھ پر غالب ہو جائینگے اور بقہر و غلبہ ان کے شہر میں داخل ہونگے تو وہ تیرے دوستوں اور دشمنوں میں تمیز نہ کرینگے اور تیرے ساتھ ان کی بھی بیخ کنی کر دینگے اور جس طرح تیرے عیال و اطفال کو اسیر کرینگے اور مال و اسباب کو لوٹیں گے اسی طرح ان کے عیال و اطفال اور مال و متاع کے ساتھ بھی یہی سلوک کریں گے

وَاعْذَرَ مَنْ اَنْذَرَ وَبَالَغَ مَنْ اَوْضَحَ یعنی جس نے خوف دلایا اور ڈرایا اس نے عذر کو پورا کیا اور جس نے واضح طور پر بیان کیا اس نے حق رسالت ادا کیا ؛

جب ابو جہل علیہ اللعن کا یہ پیغام پہنچا تو حضرت مدینے کے باہر تشریف رکھتے تھے اور بہت سے اصحاب اور یہودان بنی اسرائیل کا ایک گروہ جو آنحضرتؐ کا منکر تھا وہاں موجود تھے

اور ابوجہل نے اپنے قاصد کو ایسا ہی حکم دیا تھا تاکہ یہودی مومنین کو بزدل کریں اور باقی کفار کو جو وہاں موجود ہوں آنحضرتؐ پر حملہ کرنے کی ترغیب دیں آخر کار آنحضرتؐ نے اس قاصد سے فرمایا آیا تو اپنی بات تمام کرچکا اور اپنے پیغام کو پورا پہنچا دیا وہ بولا ہاں حضرتؐ نے فرمایا اب میرا جواب سن ابوجہل تو مجھ کو مصیبتوں اور ہلاکتوں سے ڈراتا ہے اور پروردگار عالمین مجھ کو نصرت وظفر کا وعدہ دیتا ہے اور خدا کی خبر بہت ہی سچی ہے اور امر الٰہی کا قبول کرنا انسب اور اولےٰ ہے محمدؐ کو کسی شخص کے امداد نہ کرنے اور اس کے غضبناک ہونے سے کچھ ضرر نہیں ہے جبکہ خدا اس کا معین ومددگار ہو اور اپنے جود وکرم سے اس پر فضل واحسان کرے اے قاصد تو اس سے جاکر کہدینا کہ اے ابوجہل تو نے مجھ کو وہ پیغام دیا جو شیطان نے تیرے دل میں ڈالا تھا اور میں تجھ کو وہ جواب دیتا ہوں جو خدائے رحمٰن نے میرے دل میں القا کیا ہے (اور وہ یہ ہے) کہ میرے اور تیرے درمیان انتیس ۲۹ دن تک لڑائی ہوگی اور تجھ کو میرا ایک نہایت ضعیف صحابی قتل کریگا اور تو عنقریب عتبہ۔ شیبہ۔ ولید اور فلاں فلاں کو لے کر ہمارے مقابلے کو آئیگا اور حضرتؐ نے چند آدمیوں کے نام لئے جو چاہ بدر کے معرکہ میں شامل ہوئے تھے تم میں سے ستّر شخصوں کو قتل کرونگا اور ستّر کو قید کرونگا اور بھاری فدیہ لے کر چھوڑ دونگا بعد ازاں مومنین اور یہود ونصاریٰ اور دیگر حاضرین کو جو وہاں موجود تھے آواز دی اگر تم ان مقتولوں کا مقام قتل دیکھنا چاہتے ہو تو آؤ مقام بدر میں چلو کیونکہ وہ مقام معرکہ آرائی اور میدان جنگ ہے اور وہیں یہ بلائے عظیم وارد ہوگی تاکہ میں ہر ایک مقتول کے قتل گاہ پر اپنا قدم رکھوں اس کے بعد بہت جلد تم کو معلوم ہو جائیگا کہ ٹھیک وہی مقام ہے نہ زیادہ ہوگا نہ کم اور نہ کسی قسم کا تغیر اس میں ہوگا اور نہ ایک لحظہ آگے اور پیچھے ہوگا اور نہ اس سے تھوڑا ہوگا نہ بہت حاضرین میں سے کسی نے بھی اس بات کو آسان نہ سمجھا اور سوائے علیؑ ابن ابی طالب کے اور کسی نے قبول نہ کیا مگر اس ولیٔ خدا نے عرض کی ہاں یا رسول اللہ بسم اللہ تشریف لے چلئے اور باقی سب نے کہا کہ ہم کو سواری اور سامان سفر اور اخراجات کی ضرورت ہے ورنہ ہم کسی طرح وہاں نہیں جاسکتے کیونکہ وہ یہاں سے کئی دن کی راہ ہے پھر حضرتؐ نے یہودیوں سے مخاطب ہو کر فرمایا تمہاری کیا رائے ہے وہ بولے ہم اپنے

معجزہ

گھر ہی رہنا چاہتے ہیں ہم کو اس چیز کے دیکھنے کی کچھ حاجت نہیں ہے جسکے دعویٰ میں تو جیلہ گر ہے۔ حضرتؐ نے جواب دیا تم کو وہاں تک پہنچنے میں ایک قدم اُٹھانے سے زیادہ بھی تکلیف نہ ہوگی اس لئے کہ حق تعالیٰ زمین کو تمہاری خاطر سکیڑ دیگا اور دوسرے قدم میں وہاں پہنچا دیگا حضرتؐ کا یہ ارشاد سُن کر مخلص مومن بولے حضرتؐ سچ فرماتے ہیں اب ہم ان آیات الٰہی سے مشرف و ممتاز ہونگے اور کفار و منافقین نے کہا اب ہم اس جھوٹ کا امتحان کرینگے تاکہ محمدؐ کا عذر قطع ہو جائے اور اسکا دعویٰ اسی پر حجت ہو اور اسکے جھوٹ کو واضح اور آشکار کر دیں الغرض ان لوگوں نے جب پہلے قدم کے بعد دوسرا قدم طے کیا تو ناگاہ اپنے آپ کو چاہ بدر کے پاس پایا یہ معجزہ دیکھ کر سب حیران ہوئے اسوقت حضرتؐ نے فرمایا اس کوئیں کو اپنا نشان مقرر کرو اور اس سے اتنے گز کا فاصلہ ماپو جب پیمائش ختم ہوئی تو فرمایا یہاں ابوجہل مارا جائیگا اور اسکو فلاں انصاری زخمی کریگا اور میرا نہایت ضعیف صحابی عبداللہ ابن مسعود اس کو قتل کریگا۔ بعدازاں فرمایا کوئیں سے فلاں اور فلاں طرف اتنے اور اتنے گز ماپو جب ماپ چکے تو فرمایا یہ عتبہ کی قتل گاہ ہے یہ شیبہ کی اور یہ ولید کی اور عنقریب فلاں اور فلاں مارے جائینگے اور ستر کفار کے نام گنوائے اور فلاں فلاں قید ہونگے اور ستر کافروں کے نام اور ان کے باپ دادا کے نام مع ان کی صفات کے بیان فرمائے اور جو لوگ انکے آباؤ اجداد سے منسوب تھے ان کے نسب اور انکے دوستوں کے نسب بھی ذکر کئے بعدازاں فرمایا تم میری ان باتوں سے واقف ہو گئے سب نے عرض کی کہ ہاں یا رسول اللہؐ۔ حضرتؐ نے فرمایا یہ بات حق ہے اور خدا کا وعدۂ حتمی اور قضائے لازمی ہے جو اٹھائیس دن کے بعد انتیسویں دن ظہور میں آئیگا پھر فرمایا اے مسلمانو اور یہودیو جو کچھ تم نے سُنا اس کو لکھ لو انہوں نے عرض کی یا رسول اللہؐ ہمنے سُنا اور اس کو اپنے دلوں میں قائم کر لیا حضرتؐ نے فرمایا لکھی ہوئی بات زیادہ تر یاد رہتی ہے انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ اسوقت قلم دوات اور کاغذ کہاں سے لائیں فرمایا یہ کام فرشتوں کے ذمے ہے بعدازاں فرشتوں سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا اے فرشتگان پروردگار اس قصے کو جو تم نے سُنا ہے کاغذوں پر لکھ کر ان لوگوں میں سے ہر ایک کی آستین میں ایک ایک پرچہ رکھدو بعدازاں فرمایا اے مسلمانو اپنی اپنی آستینوں کو دیکھو اور جو کچھ ان میں ہے اس کو نکال کر پڑھو جب انہوں نے اپنی آستینوں کو ٹٹولا تو کیا دیکھتے ہیں کہ ہر ایک شخص کی آستین میں

ایک ایک پرچہ موجود ہے جب اس کو نکال کر پڑھا تو اس میں بعینہٖ وہی مضمون مندرج تھا جو آنحضرتؐ نے فرمایا تھا نہ اس سے ذرا کم نہ زیادہ نہ مقدم نہ موخر پھر حضرتؐ نے حکم دیا کہ ان پرچوں کو پھر اپنی آستینوں میں رکھ لو کہ یہ تحریر تم پر حجت ہوگی اور جو تم میں سے مومن ہیں ان کے لئے باعث شرف وعزت اور تمہارے دشمنوں پر حجت ہوگی اس کے بعد وہ پرچے ان کے پاس رہے جب بدر کا معرکہ پیش آیا تو سب امور اسی طرح پر ظہور میں آئے جس طرح سے آنحضرتؐ نے بیان فرمایا تھا اور اس میں کسی قسم کی کمی بیشی اور کچھ تقدیم و تاخیر نہ ہوئی مسلمانوں نے ان یہودیوں کی اِس ظاہری شہادت کو تسلیم کر لیا اور ان کے باطنی حال کو خالق غیب دان کے سپرد کیا۔ جب ان یہودیوں میں سے بعض لوگ اپنی قوم کے اور شخصوں سے ملے تو انہوں نے ان سے کہا کہ تم یہ کیا کام کرتے ہو کہ اَتُحَدِّثُوْنَهُمْ بِمَا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ وہ دلیلیں جو محمدؐ کی نبوت اور اس کے بھائی علیؑ کی امامت کے بارے میں خدا نے تم پر واضح کی ہیں ان سے مسلمانوں کو مطلع کرتے ہو لِيُحَاجُّوْكُمْ بِهٖ عِنْدَ رَبِّكُمْ تاکہ وہ خدا کے آگے تم پر حجت تام کریں کہ تم اس سے واقف تھے اور اسکو تم نے مشاہدہ کیا تھا پھر بھی تم اس پر ایمان نہ لائے اور اس کی اطاعت نہ کی ۔

وہ لوگ اپنی جہالت کے سبب یہ گمان کرتے تھے کہ اگر یہ ہمارے ہم قوم لوگ مسلمانوں کو یہ نشانیاں نہ بتائیں تو رسولؐ خدا اور کسی جہت سے ان پر حجت قائم نہ کر سکیں گے ۔

پھر خدا ارشاد فرماتا ہے اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ آیا تم نہیں سمجھتے کہ نبوت محمدؐ کی دلیلیں جو خدا نے تم پر ظاہر کی ہیں اور تم ان کو مسلمانوں کو بتاتے ہو وہ تمہارے پروردگار کے نزدیک تم پر حجت ہونگی ۔ پھر فرماتا ہے اَوَلَا يَعْلَمُوْنَ کیا وہ یہودی جو اپنے بھائیوں سے کہتے ہیں کہ تم مسلمانوں کو وہ دلیلیں جو خدا نے تم پر ظاہر کی ہیں بتاتے ہو اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ یہ نہیں جانتے کہ خدا کو معلوم ہے کہ وہ محمدؐ سے پوشیدہ طور پر عداوت رکھتے ہیں اور اپنے اظہار ایمان سے اس کو پوشیدہ کرتے ہیں تاکہ آنحضرتؐ اور اس کے اصحاب کی بیخ کنی اور بربادی پر دسترس حاصل ہو وَمَا يُعْلِنُوْنَ اور ایمان کے اظہار سے ان کی یہ غرض ہے کہ مسلمانوں سے مانوس ہو کر ان کے بھیدوں اور راز کی باتوں سے واقف ہو جائیں تاکہ ان کے رازوں کو ان کے دشمنوں پر جو ان کی ضرر رسانی کے درپے ہیں ظاہر کریں اور یہ بات انکو معلوم نہیں ہے کہ جب خدا

کو ان کی یہ بات معلوم ہو گی تو وہ محمدؐ کے امر کو تمام کرنے کی تدبیر کریگا اور اس کے مبعوث کر۔ ے جو غرض ہے اس کو سرانجام دیگا اور اس کے امر کو مکمل کریگا اور اتمام کو پہنچائیگا اور ان کے نفاق اور کید و فریب سے اس کو ضرر نہ پہنچیگا ؎

قولہ عزوجل وَمِنْهُمْ اُمِّيُّوْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ الْكِتٰبَ اِلَّآ اَمَانِيَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَظُنُّوْنَ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ يَكْتُبُوْنَ الْكِتٰبَ بِاَيْدِيْهِمْ ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ لِيَشْتَرُوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۔ فَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا كَتَبَتْ اَيْدِيْهِمْ وَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا يَكْسِبُوْنَ ۔ **ترجمہ** اور ان میں سے بعض لوگ ناخواندہ اور محض جاہل ہیں کہ کتاب خدا (توریت) کو اپنی نفسانی آرزوؤں کا مجموعہ جانتے ہیں اور وہ صرف ظن و گمان کرتے ہیں پس عذاب ہے ان لوگوں کے لئے جو کتاب کو اپنے ہاتھوں سے لکھتے ہیں پھر کہتے ہیں کہ یہ خدا کی طرف سے ہے تاکہ اسکی عوض میں دنیا کے سرمایۂ قلیل کو خریدیں پس ان علماء کے لئے عذاب ہے بسبب اس تحریر کے جس کو انکے ہاتھوں نے لکھا ہے اور بسبب اس مال کے جسکو وہ اس تحریف و تبدیل کی عوض میں حاصل کرتے ہیں ؎

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ خدا آنحضرتؐ سے مخاطب ہوکر فرماتا ہے اے محمدؐ وَمِنْهُمْ اُمِّيُّوْنَ ان یہودیوں میں سے بعض لوگ ان پڑھ ہیں کہ وہ لکھنا پڑھنا کچھ نہیں جانتے جیسے اُمّی ہوتا ہے جو کہ اُمّ سے منسوب ہے یعنی ایسا ہے جیسے ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے کہ اس کو لکھنا پڑھنا کچھ نہیں آتا لَا يَعْلَمُوْنَ الْكِتٰبَ اور وہ لوگ ایسے ہیں کہ وہ کتاب آسمانی اور اس کی تکذیب کرنے والی کتاب کو نہیں جانتے اور ان دونو میں وہ کچھ تمیز نہیں کرسکتے اِلَّآ اَمَانِيَّ مگر یہ کہ کوئی ان کو پڑھکر سنادے اور یہ کہدے کہ یہ کتاب خدا اور اسکا کلام ہے اور اس کتاب میں جو مضمون درج ہے اگر اس کے برخلاف ان کو پڑھکر سنایا جائے تو وہ ہرگز شناخت نہیں کرسکتے وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَظُنُّوْنَ اور وہ لوگ محض ظنی باتیں کرتے ہیں یعنی ان کے سردار محمدؐ کی نبوت اور اس کی عترتؑ طاہرہ کے سردار علیؑ ابن ابی طالب کی امامت کی تکذیب کے باب میں جو کچھ ان سے کہتے ہیں وہ لوگ ان کی تقلید کرتے ہیں حالانکہ ان کی تقلید ان پر حرام ہے ؎

کسی شخص نے امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی اے فرزند رسول کیا سبب ہے کہ خدا عوام یہود کی مذمت کرتا ہے کہ وہ اپنے علماء سے سُنے بغیر کتاب خدا کو پہچان نہیں سکتے اور ان کو اس کے سوا اور کچھ چارہ بھی نہیں ہے پھر ان کی تقلید کرنے اور ان کے اقوال کو ماننے میں ان کی مذمت کیوں کی گئی حالانکہ ان کے عوام ہمارے عوام کی طرح ہیں کہ اپنے عالموں کی پیروی کرتے ہیں جبکہ ان کے لئے اپنے علماء کے قول کا قبول کرنا جائز نہیں رکھا تو ان (مسلمانوں) کے لئے بھی جائز نہ ہوا کہ اپنے علماء کے قول کو تسلیم کریں حضرتؑ نے فرمایا ہمارے عوام اور ہمارے علماء اور ان کے عوام اور ان کے علماء میں ایک طرح سے فرق ہے اور ایک جہت سے دونو مساوی ہیں مگر جس صورت میں کہ وہ دونو مساوی ہیں اس میں خدا نے ہمارے عوام کی بھی اپنے علماء کی تقلید کرنے کے باب میں مذمت کی ہے جس طرح ان کے عوام کو بُرا کہا ہے مگر جس صورت میں عوام اور علماء میں فرق ہے تو ہمارے عوام کی تقلید علماء کے بارے میں مذمت نہیں کی گئی اس شخص نے عرض کی اس کا سبب بیان فرمائیے حضرتؑ نے فرمایا کہ عوام یہود اس بات کو جانتے تھے کہ ان کے علماء صریح جھوٹ بولتے ہیں اور حرام مال کھاتے ہیں اور رشوت لیتے ہیں اور کسی کی سفارش سے یا کسی پر مہربانی کر کے یا رشوت لے کر احکام خدا میں تغیر و تبدل کر دیتے ہیں اور وہ جانتے تھے کہ ان کے عالم سخت متعصب ہیں کہ اس تعصب کے باعث اپنے دین سے الگ ہو جاتے ہیں اور جب وہ تعصب پر آتے ہیں تو جسکے ساتھ تعصب کا طریق برتا ہے اس کے حقوق کو زائل کر دیتے ہیں اور جسکی طرفداری منظور ہوتی ہے ناحق غیر کا مال اسکو دے ڈالتے ہیں اور اسکی خاطر حقدار پر ظلم کرتے ہیں نیز ان کو معلوم ہے کہ وہ عالم فعل حرام کے مرتکب ہوتے ہیں پھر باوجود اسکے کہ ان کے دل اس بات کو پہچانتے ہیں کہ جو کوئی اُن علماء کے سے عمل کرے وہ فاسق ہے اور خدا اور اسکے انبیا کی جو اسکے اور اسکی مخلوق کے مابین واسطہ ہوتے ہیں تصدیق نہیں کرتا پھر بھی وہ انکی تقلید کرتے ہیں اسی سبب سے حق تعالیٰ نے انکی مذمت کی ہے کیونکہ اُنہوں نے ان لوگوں کی تقلید کی جنکو وہ جانتے تھے اور جنکی بابت ان کو معلوم تھا کہ انکی خبر کو قبول کرنا اور انکی بات کو تصدیق کرنا اور جس شخص کو انہوں نے مشاہدہ نہیں کیا اسکی بابت جو باتیں وہ عالم ان کو

پہنچاتے ہیں ان پر عمل کرنا جائز نہیں ہے اور رسول اللہ کے بارے میں غور کرنا خود ان پر واجب تھا کیونکہ آنحضرتؐ کے دلائل پوشیدہ نہ تھے بلکہ عین روشن اور صاف واضح تھے اور نہایت مشہور و معروف تھے اور ان کی نظروں میں خوب واضح ہو چکے تھے اور اس امّت مرحومہ کے عوام کیواسطے بھی یہی حکم ہے کہ جب وہ معلوم کرلیں کہ ان کے علما وظاہر طور پر فسق و فجور میں مبتلا ہیں اور سخت تعصب کے مرتکب ہوتے ہیں اور اموال دنیوی اور افعال حرام کی خاطر کھلم کھلا عداوتیں کرتے ہیں اور جس سے تعصب کرتے ہیں اسکو ہلاک کردیتے ہیں اگرچہ وہ شخص اس بات کا مستحق و سزاوار تھا کہ اس کے امر کی اصلاح کی جاتی اور جس کی پاسداری اور رعایت کرتے ہیں اس سے احسان اور مروت سے پیش آتے ہیں خواہ وہ ذلت واہانت کا سزاوار ہی کیوں نہ ہو پس جو لوگ ہمارے عوام میں سے ایسے فقہاء کی تقلید کرتے ہیں وہ عوام یہود کی مانند ہیں جنکی خدا نے اپنے فاسق و فاجر علماء کی تقلید کرنے کی وجہ سے مذمت بیان کی ہے لیکن جو عالم ایسے ہوں کہ اپنے نفسوں کی حفاظت کرتے ہوں اور اپنے دین کے محافظ اور مخالفان دین کے مخالف ہوں اور امر الٰہی کے مطیع و فرمانبردار ہوں عوام پر لازم ہے کہ ان کی تقلید کریں اور یہ صفات شیعوں کے فقط بعض علماء میں پائی جاتی ہیں نہ کہ سب میں کیونکہ جو عالم عامہ کے فاسق فقہاء کی طرح فواحش و قبائح کا مرتکب ہو ان کی زبانی ہمارے کسی حکم کو مت قبول کرو اور نہ ان کی کسی قسم کی تعظیم و تکریم کرو صرف اسی تعظیم کی غرض کے پورا کرنے کے لئے ہم اہلبیتؑ کے اقوال و احکام میں لوگوں نے اپنی طرف سے بہت کچھ شامل کردیا ہے کیونکہ فاسقوں کو جو ہمارے احکام پہنچتے ہیں وہ اپنی جہالت کے سبب ان کو بالکل تبدیل کردیتے ہیں اور اپنی کم عقلی کے باعث چیزوں کو بے موقع رکھدیتے ہیں اور بعض دیدہ و دانستہ ہم پر افترا کرتے ہیں تاکہ اسکے ذریعے سے مال و متاع دنیوی کو حاصل کریں جو ان کے لیے جہنم کا زاد راہ بنے گا۔ اور ایک فرقہ ناصبیوں کا ہے کہ وہ ہمارے حق میں کسی قسم کے رد و قدح کرنے پر قادر نہیں ہیں مگر ہمارے صحیح علوم کو سیکھ لیتے ہیں اور پھر اس کو لے کر ہمارے شیعوں کے پاس جاتے ہیں اور ہمارے دشمنوں سے ہمارے نقص بیان ہیں پھر اس میں چند در چند ایسے جھوٹی باتیں شامل کرتے ہیں جن سے ہم بالکل پاک اور سخت بیزار ہیں اور ہمارے بعض فرمانبردار اور مطیع شیعہ ان باتوں کو ہم اہلبیتؑ کا علم سمجھ کر قبول کرلیتے

ہیں پس ایسے لوگ خود بھی گمراہ ہوتے ہیں اور ان کو بھی گمراہ کرتے ہیں اور اس قسم کے لوگ ہمارے ضعیف شیعوں کو اس کی نسبت بہت زیادہ ضرر پہنچاتے ہیں جتنا کہ لشکر یزید پلید علیہ اللعن والعذاب الشدید نے امام حسین علیہ السلام اور انکے اصحاب باوفا علیہم الرضوان کو پہنچایا کیونکہ وہ ان کی جانوں اور مالوں کو چھین لیتے ہیں اور ان لوگوں کا جن کے مال و جان کو ان ناصبیوں نے چھین لیا ہے ان کے دشمنوں کے ہاتھ سے ضرر پہنچنے کے سبب بہت بڑا رتبہ ہے اور یہ خبیث علمائے نواصب اپنے آپ کو ہمارے دوست اور ہمارے دشمنوں کے دشمن ظاہر کرکے ہمارے ضعیف شیعونکے اعتقادات میں طرح طرح کے شک ڈال کر ان کو گمراہ کرتے ہیں اور ان کو حق اور پاک طریق پر چلنے سے روکتے ہیں مگر ان گمراہ شدہ عوام میں سے جسکے دل کی نسبت خدا کو یہ علم ہے کہ اسکا ارادہ اور منشا یہ ہے کہ دین خدا کی حفاظت کرے اور ولی خدا کی تعظیم اور عزت کرے اس کو ایسے پُر تلبیس کافر کے ہاتھ میں نہیں رہنے دیتا بلکہ اسکے لئے ایک مومن کو مقرر فرماتا ہے جو اسکو راہ صواب اور طریق حق سے واقف کرتا ہے پھر اس کو اس مومن کی باتوں کے تسلیم کرنے کی توفیق دیتا ہے اور اس طرح سے اس شخص کے واسطے دُنیا اور آخرت دونو جگہ کی بہتری اور اس بھکانے والے مردود کے لئے دُنیا کی لعنت اور آخرت کا عذاب جمع کرتا ہے بعد ازاں امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ ہماری اُمت کے علماء شرار وہ عالم ہیں جو لوگونکو ہماری طرف سے گمراہ کرتے ہیں اور ہماری طرف کی راہوں کو قطع کرتے ہیں اور ہمارے ناموں اور لقبوں سے ہمارے اضداد کو نامزد اور ملقب کرتے ہیں اور ان (ہمارے دشمنوں) پر درود و سلام بھیجتے ہیں حالانکہ وہ لعنت کے سزاوار ہیں اور ہم پر لعنت کرتے ہیں حالانکہ ہم کرامات و افضال خدا میں مستور اور مغمور ہیں اور خدا اور اس کے فرشتوں کے درود و سلام کے باعث ان کے درود و سلام سے مستغنی اور بے پروا ہیں *

اور کسی شخص نے جناب امیر علیہ السلام سے عرض کی کہ ائمہ اطہار علیہم الصلوٰۃ والسلام (جو خلق خدا کے ہادی اور تاریکی کفر و ضلالت میں مشعلوں کی مانند ہیں) کے بعد کون لوگ تمام مخلوق سے بہتر اور افضل ہیں فرمایا کہ عالم نیکو کار اور صالح پھر اس شخص نے عرض کی

کہ ابلیس۔ فرعون۔ نمرود اور ان اشقیائے اُمت کے بعد جو آپ حضرات اہلبیتؑ کے ناموں اور لقبوں سے نامزد اور ملقب ہوئے اور انہوں نے آپ کے عہدوں اور منصبوں کو لے لیا اور آپکی سلطنت پر حکمران ہوئے ایسا کون ہے جو تمام خلق خدا سے بدتر ہے فرمایا علمائے مُفسد جو امورِ باطلہ کا اظہار کریں اور امورِ حق کو چھپائیں اور انہی کے حق میں خدا نے فرمایا ہے۔

اُولٰٓئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَبَيَّنُوْا فَاُولٰٓئِكَ اَتُوْبُ عَلَيْهِمْ وَاَنَا التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ یعنی یہ وہ لوگ ہیں جن پر خدا لعنت کرتا ہے اور لعنت کرنے والے بھی کہ وہ ملائکہ اور مومنین جن وانس ہیں ان پر لعنت کرتے ہیں مگر ان میں سے جو لوگ توبہ کریں اور نیک اور صالح بنیں اور حق کو ظاہر کریں ان کی توبہ کو میں قبول کرتا ہوں اور میں توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا ہوں +

اب خدا فرماتا ہے فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ يَكْتُبُوْنَ الْكِتٰبَ بِاَيْدِيْهِمْ ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ لِيَشْتَرُوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۭ فَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا كَتَبَتْ اَيْدِيْهِمْ وَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا يَكْسِبُوْنَ ترجمہ پس وائے ہے ان لوگوں پر جو کتاب کو اپنے ہاتھوں سے لکھتے ہیں پھر لوگوں سے کہتے ہیں کہ یہ خدا کی طرف سے ہے تاکہ اس کی عوض میں سرمایہ قلیل خرید کریں پس وائے ہے اُن پر بسبب اس اپنے ہاتھوں کی تحریر کے اور وائے ہے ان پر بسبب اس متاعِ قلیل کے جس کو وہ اس تحریف کردہ کتاب کی عوض میں حاصل کرتے ہیں +

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا ان آیات میں اُن یہودیوں کا ذکر کرتا ہے کہ انہوں نے کچھ صفات لکھیں اور گمان کیا کہ وہ محمدؐ کی صفات ہیں حالانکہ وہ آنحضرتؐ کی صفات کے برخلاف تھیں اور اپنے ضعیف الاعتقاد لوگوں سے کہا کہ یہ نبی آخر الزمان کی صفتیں ہیں کہ وہ دراز قد اور بڑے ڈیل ڈول والا اور بزرگ شکم اور سُرخ بالوں والا ہوگا اور محمدؐ میں یہ اوصاف موجود نہیں ہیں اور وہ پیغمبر اب سے پانسو برس کے بعد ہوگا اور اس بات سے ان کو صرف یہ مقصود تھا کہ ضعفائے قوم پر سرداری قائم رہے اور ان لوگوں سے ہمیشہ آمدنی ہوتی رہے اور جو روپیہ رسولؐ خدا اور ان کے خواص کی خدمات میں صرف ہوتا ہے وہ

ان ہی کے کام آئے اس لئے خدا فرماتا ہے فَوَيْلٌ لَّهُم مِّمَّا كَتَبَتْ أَيْدِيهِمْ پس اس سبب سے کہ ان کے ہاتھوں نے ان صفات محرفہ کو جو صفات محمدؐ و علیؑ کے برخلاف ہیں لکھا وہ سخت ترین عذاب میں مبتلا ہونگے اور جہنم میں بدترین مقام میں معذب ہونگے اور پھر فرماتا ہے وَوَيْلٌ لَّهُم مِّمَّا يَكْسِبُونَ اور پھر دوبارہ ان کے لئے سخت تر عذاب عذاب اوّل میں اضافہ کیا جائیگا اس سبب سے کہ وہ اپنے عوام کو محمدؐ کی نبوت اور ان کے وصی اور بھائی علیؑ ولی خدا کی وصایت اور امامت کے انکار پر ثابت اور قائم رکھ کر ان سے مال و زر حاصل کرتے ہیں۔

قولہ عزوجل وَقَالُوا لَن تَمَسَّنَا النَّارُ إِلَّا أَيَّامًا مَّعْدُودَةً قُلْ أَتَّخَذْتُمْ عِندَ اللَّهِ عَهْدًا فَلَن يُخْلِفَ اللَّهُ عَهْدَهُ أَمْ تَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ٥ بَلَىٰ مَن كَسَبَ سَيِّئَةً وَأَحَاطَتْ بِهِ خَطِيئَتُهُ فَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ٥ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ٥ ترجمہ اور ان یہودیوں نے کہا کہ ہم کو آتش دوزخ صرف چند روز مس کرے گی اے محمدؐ تو ان یہودیوں سے کہدے کہ کیا تم نے خدا سے اس بات کا عہد لے لیا ہے کہ وہ اپنے عہد کے خلاف ہرگز نہ کرے گا یا خدا کی شان میں وہ باتیں کہتے ہو جن کا تم کو علم نہیں ہے ہاں جو لوگ کہ گناہ کرینگے اور ان کی خطائیں ان کو احاطہ کرلیں گی وہ اہل دوزخ ہیں کہ وہ ہمیشہ اس میں رہیں گے اور جو لوگ کہ ایمان لائینگے اور اعمال نیک کرینگے وہ اہل جنت ہیں اور اس میں ہمیشہ رہینگے۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا فرماتا ہے وَقَالُوا اور ان یہودیوں نے جو اپنی باتوں پر اصرار کرتے تھے اور ظاہر میں اظہار ایمان کرتے تھے اور باطن میں نفاق رکھتے تھے اور رسول خدا اور ان کے اہلبیتؑ کے برخلاف ایسی تدبیریں کرتے تھے جو ان حضرات کی ہلاکت کا باعث ہوں یہ بات کہی کہ لَن تَمَسَّنَا النَّارُ إِلَّا أَيَّامًا مَّعْدُودَةً آتش دوزخ ہم کو فقط چند روز مس کرے گی اور ان لوگوں کے اس قول کا باعث یہ تھا کہ مسلمانوں میں انکے رضاعی بھائی اور سمدھی رشتہ دار موجود تھے جو نسبی رشتہ داری اور سمدھیانے کی رعایت سے

ان کے کفر کو آنحضرتؐ اور ان کے اصحاب سے چھپاتے تھے حالانکہ خود اچھی طرح سے واقف تھے ان مسلمانوں نے ان یہودیوں سے کہا کہ تم نے یہ طریق نفاق کیوں اختیار کیا ہے حالانکہ تم کو معلوم ہے کہ تم اسکی وجہ سے غضب خداوندی کے سزاوار اور عذاب دوزخ میں گرفتار ہوگے وہ یہودی ان مسلمان رشتہ داروں کے جواب میں کہتے تھے کہ ان گناہوں کی عوض میں جو عذاب ہم کو دیا جائیگا اس کی میعاد چند روزہ ہوگی جس کے ختم ہونے پر ہم بہشت کی نعمتوں کی طرف منتقل ہو جائینگے اس لئے ہم اس عذاب سے بچنے کے لئے جو فقط ہمارے گناہ کرنے کی مدت کے موافق ہوگا مکروہات دنیوی کی طرف عجلت اور جلد بازی نہیں کرتے کیونکہ وہ مدت عذاب تو ختم اور منقضی ہو جائیگی اور ایسا طریق اختیار کرنے سے ایک تو ہم نے خدمت سے آزاد رہنے کی لذت حاصل کی اور دوسرے دنیوی نعمتوں سے متلذذ اور متنعم ہوئے پھر بعد میں عذاب کی بھی ہم کو چنداں پرواہ نہیں ہے کیونکہ جب وہ ہمیشہ کے لئے نہ ہوگا تو گویا وہ فنا ہی ہو گیا۔ الغرض خدا فرماتا ہے اے محمد قُلْ اَتَّخَذْتُمْ عِنْدَ اللّٰهِ عَهْدًا ان یہودیوں سے کہدے کہ آیا تم نے خدا سے کوئی عہد لے لیا ہے کہ محمدؐ کی نبوت کے منکر ہونے اور اسکی نشانیوں کے رفع کرنے میں جو اسکی نبوت اور علیؑ اور اسکے باقی خلفاء و اولیاء کی امامت کے باب میں ہیں جو عذاب کہ تم کو ملیگا وہ ہمیشہ تک نہ رہیگا اور چند روز کے بعد اسکی میعاد ختم ہو جائیگی نہیں بلکہ وہ ہمیشہ تک رہیگا کہ کبھی رفع نہ ہوگا اس لئے تم کو مناسب یہ ہے کہ خدا اور اسکے رسولؐ اور اسکے ولی کے رجوا سکے بعد اسکی امت میں اسکا جانشین ہوگا تاکہ ان کی حفاظت اور نگہبانی کرے جسطرح کہ مہربان اور رحیم و کریم باپ اپنی اولاد کی حفاظت کرتا ہے اور مشفق و مہربان دوست اپنے خاصوں کی رعایت اور نگہداشت کیا کرتا ہے) منکر ہو کر گناہوں اور بدکاریوں پر جرأت مت کرو۔ فَلَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ عَهْدَهٗ کہ خدا اپنے عہد کے برخلاف ہرگز نہ کریگا پس اسی واسطے تم اپنے ان گناہوں کی نسبت عذاب کے فنا ہونے کا دعوی کرنے کے سبب امن و امان میں ہو اَمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ یا تم خدا پر تہمت اور افترا کر کے وہ بات کہتے ہو جو تم کو معلوم نہیں ہے یعنی یا تو تم نے عہد لے لیا ہے یا تم خود ہی اس بات کے قائل ہو بلکہ درحقیقت تمہارے یہ دونوں دعوی جھوٹے ہیں اب خدا ان یہودیوں کی تردید میں فرماتا ہے

بَلٰی مَنۡ کَسَبَ سَیِّئَۃً وَّ اَحَاطَتۡ بِہٖ خَطِیۡٓـئَتُہٗ ہاں جو لوگ کہ خطا کریں اور ان کی خطائیں ان کو احاطہ کرلیں اور وہ سیئہ (گناہ) جو آدمی کو احاطہ کرلیتا ہے وہ ہے جو اس کو دین خدا سے خارج کردے اور ولایت الٰہی سے باہر نکال دے اور سخط و غضب خداوندی میں مبتلا کردے اور سخط یہ ہے کہ وہ شرک و کفر الٰہی اختیار کرے اور محمد رسولؐ خدا کی نبوت اور علیؑ ابن ابی طالب کی ولایت کا انکار کرے اور ان مذکورہ بالا خطاؤں میں سے ہر ایک خطا اس شخص کو یعنی اس کے اعمال کو احاطہ کرلیتی ہے اور ان کو باطل اور نیست و نابود کردیتی ہے فَاُولٰٓئِکَ اَصۡحٰبُ النَّارِ ۚ ہُمۡ فِیۡہَا خٰلِدُوۡنَ بس یہ لوگ جو ان خطاؤں کو جو ان کے اعمال کو احاطہ کرکے نیست و نابود کردیتی ہیں عمل میں لاتے ہیں اہل دوزخ ہیں اور وہ ہمیشہ اسی میں پڑے رہینگے ۔

اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ علیؑ کی دوستی ایسا حسنہ ہے کہ اسکے ہوتے کوئی گناہ ضرر رساں نہیں اگرچہ وہ گناہ بہت ہی بڑے ہوں مگر ایسے گنہگاروں کو ان گناہوں سے پاک کرنے کے لئے کچھ دنیاوی تکلیفیں پہنچتی ہیں اور کچھ عذاب آخرت میں ملتا ہے یہانتک کہ اپنے آقایانِ طیبینؑ و طاہرینؑ علیہم السلام کی شفاعت سے ان گناہوں سے بری ہوجاتے ہیں اور دشمنانِ علیؑ کی محبت اور علیؑ کی مخالفت ایسا گناہ ہے کہ اسکی موجودگی میں کسی قسم کی نیکی نفع نہیں دیتی مگر ان (دشمنان علیؑ) کی اطاعت سے اتنا فائدہ ضرور ہوتا ہے کہ دنیا میں طرح طرح کی نعمتوں اور تندرستی سے مستفیض ہوتے ہیں اور جب عالم آخرت میں جاتے ہیں تو عذاب ابدی میں گرفتار ہوتے ہیں بعد ازاں ارشاد فرمایا کہ ولایت علیؑ کا منکر جنت کو آنکھ سے بھی ہرگز نہ دیکھیگا مگر اتنا ضرور دکھایا جائیگا جس سے وہ یہ شناخت کرلے کہ اگر میں اس ولیٔ خدا کو دوست رکھتا تو یہ میرا محل اور آرامگاہ ہوتا اور اسکے معلوم کرنے سے اسکی حسرت اور ندامت زیادہ ہوگی اور جو کوئی علیؑ کو دوست رکھیگا اور اسکے دشمنوں سے بیزار ہوگا اور اسکے اولیاء کرام علیہم السلام کو تسلیم کریگا وہ آتش جہنم کو آنکھ سے بھی نہ دیکھیگا مگر اتنا ضرور ہوگا کہ اسکو دکھلا کر یہ کہا جائیگا کہ اگر تو اسکے مخالف طریق پر ہوتا تو یہ تیری منزل اور جائے پناہ ہوتی اور اگر اس شخص نے کفر کے سوا اور گناہوں کا مرتکب ہو کر اپنے نفس پر ظلم کیا ہوگا تو اسکو جہنم میں بھیجا جائیگا اور اتنی مدت تک اسمیں رہیگا کہ آتش جہنم اسکو گناہوں سے پاک کردے جیسا کہ بدن کی کثافت کو حمام کا گرم

حب علی ایسی نیکی ہے کہ اسکے ساتھ کوئی گناہ ضرر رساں نہیں اور بغض علی ایسی بدی ہے کہ اسکے ہوتے کوئی نیکی نفع نہیں دیتی

پانی صاف کر دیتا ہے بعد ازاں اپنے مولایانِ کرام علیہم السلام کی شفاعت سے جنت میں داخل ہوگا اسکے بعد حضرتؑ نے فرمایا اے ہمارے شیعونکے گروہ تم خدا سے ڈرو بہشت ضرور تم کو ملیگا خواہ اپنے اعمال قبیحہ کے باعث دیر میں میسر ہو پس تم کو چاہیئے کہ اسکے درجات کے حاصل کرنے کی خواہش کرو حاضرین میں سے کسی نے عرض کی یا رسولؐ اللہ آپکے اور علیؑ کے دستوں میں سے بھی کوئی جہنم میں جائیگا فرمایا ہاں جس شخص نے محمدؐ و علیؑ کی مخالفت سے اپنے نفس کو ناپاک اور پلید کیا ہو اور محرمات کا مرتکب ہوا ہو اور مومن مردوں اور عورتوں پر ظلم کیا ہو اور ہماری شریعت کی رسموں کی خلاف ورزی کی ہو وہ شخص ناپاک اور آلایش میں لتھڑا ہوا میدان حشر میں وارد ہوگا اس سے محمدؐ اور علیؑ کہینگے اے شخص تو گندہ اور آلائشوں میں آلودہ ہے تو اپنے موالیان خیار کی رفاقت اور حُوران خُوب رُو کے معانقے اور ملائکہ مقربین کی ملاقات کے قابل نہیں ہے اور تجھ کو وہاں پہنچنا نصیب نہ ہوگا جب تک کہ ان نجاستوں سے پاک نہ ہو یعنی ان گناہوں سے جو تیرے ذمے ہیں بری نہ ہو تب اس کو جہنم کے اُوپر والے طبقے میں داخل کیا جائیگا اور اپنے بعض گناہوں کی عوض وہاں عذاب میں مبتلا ہوگا اور ان میں سے بعض گنہگاروں کو ان کے بعض گناہوں کی عوض میدان حشر کی سختیاں پہنچائی جائیں گی پھر وہاں سے ان کو نیک شیعہ جن کو کہ موالیان کرامؑ نے بھیجا ہوگا اس طرح اُٹھا لے جائینگے جس طرح پرندے دانوں کو چُن لیتے ہیں اور بعض شیعونکے گناہ بہت ہی کم اور نہایت خفیف ہوتے ہیں اور وہ بادشاہوں وغیرہ کی سختیوں اور تکلیفوں کے پہنچنے اور دُنیا میں جسمانی آفتوں اور بلاؤں میں مبتلا ہونے کے سبب پاک ہو جاتے ہیں تا کہ قبر میں گناہوں سے پاک ہو کر دفن ہوں اور بعض شیعہ ایسے ہیں کہ مرتے وقت تک گناہ ان کے ذمے باقی رہ جاتے ہیں سو ان کو جانکنی کی شدت ہوتی ہے اور وہی ان کے گناہوں کا کفارہ بنتی ہے اور اگر پھر بھی کچھ گناہ کسی کے ذمے باقی رہ جائیں اور وہ گناہ سخت ہوں اور روز وفات مرض اسہال یا اضطراب اسکو لاحق ہو اور جو لوگ وہاں موجود ہوں وہ اسوجہ سے وہاں سے چلے جائیں اور اس سبب سے اس کو ذلت لاحق ہو پس یہ بھی اسکے گناہوں کا کفارہ ہوگا اگر پھر بھی کچھ گناہ باقی رہ جائیں تو

جب اسکو لحد میں رکھا جائے اور سب لوگ اسکو وہاں اکیلا چھوڑ کر متفرق ہو جائیں تو اس تنہائی کی تعب کی وجہ سے وہ گناہوں سے بالکل پاک ہو جائیگا اور یہ بات اسکے گناہوں کا کفارہ ہو جائیگی اور اگر اسکے گناہ بہت زیادہ اور نہایت عظیم ہوں تو میدان قیامت کی شدائد کے پہنچنے سے ان سے پاک ہو جائیگا اور اگر اس سے بھی زیادہ ہوں تو جہنم کے اوپر کے طبقے میں ڈال کر گناہوں سے پاک کیا جائیگا اور یہ عذاب ہمارے محبوں کے لئے سب سے بڑھ کر ہے اور یہی لوگ ان میں سب سے بڑھ کر گنہگار ہیں اور یہ لوگ ہمارے شیعہ نہیں ہیں بلکہ وہ ہمارے محب کہلاتے ہیں اور ہمارے دوستوں کے دوست اور ہمارے دشمنوں کے دشمن ہیں کیونکہ ہمارے شیعہ وہ لوگ ہیں جو ہماری پیروی کریں اور ہمارے طریقوں کی متابعت عمل میں لائیں اور ہمارے اعمال کی تقلید کریں ؛

ایک دن کسی شخص نے آنحضرتؐ کی خدمت میں عرض کی کہ فلاں شخص فلاں شخص کے حرم کی طرف نظر کرتا ہے اور اگر اسکو حرام میں پڑنا ممکن ہو تو وہ کبھی اس سے باز نہ رہے یہ بات سن کر رسولخدا غضبناک ہوئے اور اسکے حاضر کرنے کا حکم دیا اسی اثنا میں دوسرے شخص نے عرض کی وہ شخص تو تمہارے شیعوں میں سے ہے اور آنحضرتؐ اور علیؑ کی دوستی کا معتقد ہے اور تمہارے دشمنوں سے بیزاری ظاہر کرتا ہے حضرتؐ نے فرمایا اس کو ہمارا شیعہ مت کہو وہ اپنے اس دعوی میں جھوٹا ہے ہمارا شیعہ وہ شخص ہے جو ہماری پیروی کرے اور ہمارے اعمال کا تابع ہو اور یہ بات جو تو نے اس شخص کی نسبت ذکر کی ہمارے اعمال میں سے نہیں ہے ؛

اور جناب امیرؑ سے کسی نے عرض کی یا امیر المومنین فلاں شخص مہلک گناہوں کا مرتکب ہو کر اپنے نفس پر ظلم کرتا ہے اور باوجود اسکے وہ حضرتؑ کے شیعوں میں داخل ہے حضرتؑ نے فرمایا تجھ پر ایک جھوٹ یا دو جھوٹ لکھے گئے اگر وہ شخص گناہ کر کے اپنے نفس پر ظلم کرتا ہے اور ہم کو دوست رکھتا ہے اور ہمارے دشمنوں کا دشمن ہے تو یہ ایک جھوٹ ہوا کیونکہ وہ ہمارا محب ہے نہ کہ ہمارا شیعہ اور اگر وہ ہمارے دشمنوں کو دوست رکھتا ہے اور تمہارے بیان کے موافق گناہوں کا مرتکب نہیں ہے تو یہ بھی جھوٹ ہوا کیونکہ وہ گناہ کر کے اپنے نفس پر ظلم نہیں کرتا اور نہ ہم کو دوست رکھتا ہے اور نہ ہمارے دشمنوں کا

دشمن ہے اس صورت میں دو جھوٹ تم سے سرزد ہوئے ۔

ایک شخص نے اپنی بیوی سے کہا کہ جا جناب فاطمۃ الزہرا بنت رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہو کر میری نسبت دریافت کر کہ کیا میں تمہارے شیعوں میں سے نہیں ہوں چنانچہ اس عورت نے ایسا ہی کیا صدیقہ کبریٰ صلوات اللہ علیہا نے اس کے جواب میں فرمایا اپنے شوہر سے کہہ کہ اگر تو ہمارے اوامر کو عمل میں لاتا ہے اور ہمارے منع کئے ہوئے امور سے باز رہتا ہے تو بیشک تو ہمارے شیعوں میں داخل ہے ورنہ تو ہمارا شیعہ نہیں ہے اس عورت نے واپس آکر اپنے شوہر کو جناب صدیقہ طاہرہ کے ارشاد سے مطلع کیا یہ سُن کر اس کا شوہر بولا وائے ہو مجھ پر کون شخص گناہوں اور خطاؤں سے خالی ہو سکتا ہے پس میں تو ہمیشہ آتش جہنم میں جلونگا کیونکہ جو کوئی ان کے شیعوں میں داخل نہیں ہے وہ ہمیشہ جہنم میں رہیگا بعد ازاں اس کی بیوی پھر جناب فاطمہ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اپنے شوہر کا قول اس معصومہ سے عرض کیا جناب فاطمہ نے فرمایا اس سے کہدے یہ بات نہیں ہے جو تو کہتا ہے بلکہ اصل حقیقت یہ ہے کہ ہمارے شیعہ برگزیدگان اہل جنت سے ہیں اور ہمارے تمام محب اور ہمارے دوستوں کے دوست اور ہمارے دشمنوں کے دشمن اور ہم کو دل وجان سے قبول کرنے والے اگر ہمارے اوامر و نواہی کی مخالفت کریں تو وہ ہمارے شیعہ تو نہیں ہیں مگر پھر بھی وہ جنت میں جائینگے لیکن بعد اسکے کہ ان کو بلاؤں اور مصیبتوں میں مبتلا کر کے ان کے گناہوں سے پاک کیا جائے یا تو میدان قیامت کی انواع و اقسام کی سختیاں جھیل کر یا جہنم کے اوپر کے طبقے میں عذاب میں مبتلا رہ کر یہانتک کہ ہماری محبت کے سبب وہاں سے رہائی پاکر ہماری درگاہ میں حاضر ہوں ۔

اور ایک شخص نے امام حسن مجتبیٰ ابن علی مرتضیٰ علیہما التحیتہ والثنا کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی اے فرزند رسول خدا میں آپ کے شیعوں میں سے ہوں حضرت نے جواب دیا اے بندۂ خدا اگر تو ہمارے اوامر و نواہی میں ہمارا مطیع و فرمانبردار ہے تو بیشک تو نے سچ کہا اور اگر ایسا نہیں ہے تو خواہ مخواہ اس بزرگ مرتبہ کا جس کے تو قابل نہیں ہے دعویٰ کر کے اپنے گناہوں کو مت بڑھا اور مت کہہ کہ میں تمہارے شیعوں میں سے ہوں بلکہ یہ کہہ کہ میں تمہارا دوست

اور محب اور تمہارے دشمنوں کا دشمن ہوں اور اس حالت میں بھی تو خیر میں داخل ہے اور خیر کی طرف ہے ؛

اور کسی نے جناب سید الشہداء مظلوم کربلا حسینؑ ابن علیؑ علیہما التحیتہ والثنا کی خدمت میں عرض کی اے فرزند رسول اللہؐ میں آپ کا شیعہ ہوں فرمایا خدا سے ڈرا اور ایسی چیز کا دعویٰ مت کر جس کے دعویٰ کرنے سے خدا تجھ کو کاذب اور فاجر بتلائے کیونکہ ہمارے شیعہ وہ ہیں جنکے دل ہر قسم کے غلّ و غش اور دغل فریب سے سلامت ہوں مگر ہاں یہ کہہ کہ میں تمہارا محب ہوں ؛

اور ایک شخص نے امام زین العابدین سید الساجدین علی ابن حسین علیہما السلام سے عرض کی اے فرزند رسول خدا میں تمہارا مخلص شیعہ ہوں فرمایا اے بندۂ خدا اب تو تُو ابراہیمؑ خلیل اللہ کی مانند ہو گیا جس کے بارے میں خدا فرماتا ہے وَاِنَّ مِنْ شِيْعَتِهٖ لَاِبْرٰهِيْمَ ۘ اِذْ جَآءَ رَبَّهٗ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ ہ اور بیشک اسکے شیعوں میں سے ابراہیمؑ ہے اور اسوقت کو یاد کرو جبکہ وہ اپنے پروردگار کی طرف قلب سلیم سے رجوع ہوا پس اگر تیرا دل خلیل اللہ کے دل کی طرح سلیم ہے تو بیشک تو ہمارا شیعہ ہے اور اگر تیرا دل ویسا نہیں ہے جو کہ غلّ و غش سے کلی طور پر پاک تھا تو ہرگز تو ہمارا شیعہ نہیں ہے اور سُن اگر تو نے جان بُوجھ کر یہ جھوٹ بولا ہے تو تُو فالج کے عارضے میں مبتلا ہو گا جس سے مرتے دم تک تجھ کو خلاصی نہ ہو گی یا جذام میں گرفتار رہو گا تاکہ تیرے اس جھوٹ کا کفارہ ہو ؛

اور امام محمد باقر علیہ السلام نے ایک شخص سے جو فخریہ کہتا تھا کہ میں شیعہ آل طیبین محمدؐ ہوں فرمایا پروردگار کعبہ کی قسم تیرا اس بات پر فخر کرنا علاوہ جھوٹ بولنے کے غش کا بھی اضافہ کرتا ہے اے بندۂ خدا آیا تجھ کو اپنے مال کا اپنے نفس کے لئے صرف کرنا زیادہ بھلا معلوم ہوتا ہے یا اپنے مومن بھائیوں کے لئے اسکا خرچ کرنا زیادہ پسند ہے اس نے عرض کی بلکہ اپنے نفس کے لئے اسکا صرف کرنا زیادہ خوش آتا ہے فرمایا تو بس تو ہمارا شیعہ نہیں ہے کیونکہ ہم اپنے برادران ایمانی کے لئے جو کچھ خرچ کرتے ہیں وہ ہم کو اپنے نفس پر خرچ کرنے سے زیادہ بھلا معلوم ہوتا ہے لیکن اے شخص تو یہ کہہ کہ میں تمہارا محب ہوں اور تمہاری محبت کے سبب نجات عقبےٰ کا امیدوار ہوں ؛

اور امام جعفر صادق علیہ السلام سے کسی شخص نے عرض کی کہ عمار دہنی ایک روز ابو لیلے قاضی

کوفہ کی عدالت میں شہادت کے لئے حاضر ہوا قاضی نے اس کو دیکھ کر کہا اے عمار یہاں سے اُٹھ کھڑا ہو ہم تیری گواہی نہ لینگے کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ تُو رافضی ہے عمار یہ سُن کر کھڑا ہو گیا اور اسوقت اسکے اعضا لرز رہے تھے اور نہایت رقت اس پر طاری تھی یہ حال دیکھ کر قاضی نے اس سے کہا اے عمار تو ایک مرد صاحب علم و حدیث ہے اگر تجھ کو رافضی کہلانا بُرا معلوم ہوتا ہے تو رفض کو ترک کر دے پھر تو ہمارا بھائی ہے عمار نے جواب دیا اے قاضی میرا یہ خیال نہیں ہے جو تُو نے گمان کیا بلکہ میں تجھ پر اور اپنے نفس پر روتا ہوں اپنے لئے اسواسطے کہ تُو نے مجھ کو اس بزرگ مرتبے سے نسبت دی جسکے میں قابل نہیں ہوں تو گمان کرتا ہے کہ میں رافضی ہوں والے ہو تجھ پر امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھسے بیان فرمایا ہے کہ سب سے پہلے جو لوگ رافضی کے نام سے نامود ہوئے وہ جادوگر تھے (جن کو فرعون نے حضرت موسیٰ کے مقابلے کے لئے بلایا تھا) جب انہوں نے عصائے موسیٰ کا معجزہ دیکھا تو اس پر ایمان لائے اور اسکی متابعت اختیار کی اور امر فرعون کو ترک کیا اور جو بلا ان پر وارد ہوئی اس کو نہایت خوشی سے تسلیم کیا تب فرعون نے ان کو رافضی کے نام سے نامود کیا کیونکہ انہوں نے اس مردود کے دین کو ترک کر دیا تھا الغرض رافضی وہ شخص ہے جو ان امور کو ترک کرے جن کو خدا مکروہ جانتا ہے اور وہ امور عمل میں لائے جنکے عمل میں لانے کا اسنے حکم دیا ہے سو اس زمانے میں اس قسم کا آدمی کہاں میں صرف اس خوف سے اپنے نفس پر رویا کہ مبادا خدا میرے دل سے مطلع ہوا ور یہ کہ میں نے اس بزرگ نام سے اپنے آپ کو ملقب کیا ہو اور میرا پروردگار مجھ کو عتاب و عذاب میں گرفتار کرے اور یہ کہے کہ اے عمار آیا تو رافضی یعنی تمام امور باطلہ کا تارک تھا اور تمام طاعتوں کو عمل میں لاتا تھا جیسا کہ اسنے تجھ کو (رافضی) کہا پس یہ امر میرے درجات میں کمی کر دیگا اگر اس نے مجھ سے نرمی اور مہربانی کا طریق برتا اور جو اسنے مواخذہ اور مناقشہ کیا تو اس صورت میں میرے واسطے شدت عذاب کا باعث ہوگا مگر ہاں جو میرے آقایان نامدار میری شفاعت قبول کریں تو بیشک خلاصی کی امید ہو سکتی ہے اور میرا رونا تیرے حال پر اسوجسے ہے کہ تُو نے میری نسبت بڑا جھوٹ بولا کہ مجھ کو میرے غیر نام سے نامود کیا نیز اس لئے کہ میں تیرے عذاب خدا میں گرفتار ہونے سے ڈرا اس سببسے کہ تُو نے ایک بڑے بزرگ نام کو گھٹا کر نہایت رذیل قرار دیا نہ معلوم تیرا بدن اس

معنی رافضی در زبان اہلبیت [illegible]

عذاب میں کیونکر صبر کرسکیگا جو اس کلمہ کے کہنے سے تجھ کو لاحق ہوگا جب حضرتؑ نے یہ بات سُنی تو ارشاد فرمایا اگر آسمانوں اور زمینوں سے بھی بڑھ کر گناہ عمار کے ذمے ہوں تو ان کلمات کے کہنے سے ضرور محو ہو جائینگے اور خدا کے نزدیک اسکی نیکیاں اسقدر زیادہ ہونگی کہ ان کا ہر ایک ذرہ جو رائی کے دانہ کے برابر ہوگا وہ بھی دُنیا سے ہزار گُنا بڑا ہوگا +

اور امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے کسی شخص نے عرض کی کہ میں نے بازار میں ایک شخص کو دیکھا کہ وہ کہتا تھا کہ میں محمدؐ و آلِ محمدؐ کا مخلص شیعہ ہوں اور پکار پکار کر کہتا تھا کہ ان کپڑوں کو اُس شخص کے ہاتھ بیچونگا جو زیادہ قیمت دیگا حضرتؑ نے فرمایا جو کوئی اپنے نفس کی مقدار کو پہچانتا ہے وہ نادانی نہیں کرتا اور زیانکار نہیں بنتا سنو اس شخص کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی کہے کہ میں مثل سلمانؓ و مقدادؓ و ابوذرؓ و عمارؓ کے ہوں اور باوجود اس دعویٰ کے وہ بکتی چیز کی قیمت کو زیادہ کرے اور فروختنی شے کے عیوب کو اس گاہک سے چھپائے اور کوئی چیز ایک قیمت پر خریدی جاتی ہو اور اجنبی شخص کو دیکھ کر اسکی طلب میں زیادتی کرے اور وہ چیز اس قیمت میں اسکے نام پر ہو جائے پھر جب وہ خریدار چلا جائے تو کہے کہ میں تو اتنے کو لیتا ہوں حالانکہ اس کا منشا خریدنے کا نہیں ہے اب تم بتاؤ کہ ایسا شخص سلمانؓ و مقدادؓ و ابوذرؓ و عمارؓ کی مانند ہو سکتا ہے قسم خدا کی ہرگز ایسا شخص ان کی مثل نہیں ہو سکتا مگر ہاں اس بات سے ہم منع نہیں کرتے کہ وہ یہ کہے کہ میں محمدؐ و آلِ محمدؐ کا محب ہوں اور ان کے دوستوں کو دوست رکھتا ہوں اور ان کے دشمنوں کا دشمن ہوں +

اور جب ماموں رشید عباسی نے امام رضا علیہ السلام کو اپنا ولیعہد کیا تو ایک دربان نے آکر حضرتؑ سے عرض کی کہ کچھ لوگ دروازے پر حاضر ہیں اور اندر آنے کی اجازت طلب کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم علیؑ کے شیعہ ہیں آپ نے جواب دیا کہ مجھ کو فرصت نہیں ہے ان کو واپس کردے اس نے ان کو واپس کر دیا جب دوسرا دن ہوا وہ پھر حاضر ہو کر طالب اذن ہوئے مگر اس روز بھی وہی جواب ملا اور واپس چلے گئے یہانتک کہ اسی طرح آتے جاتے دو مہینے گزر گئے اور وہی جواب ملتا رہا جب وہ ملاقات سے مایوس ہوئے تو حاجب سے کہا کہ ہمارے آقا سے جاکر کہہ کہ ہم آپکے دادا علیؑ ابن ابی طالب کے شیعہ ہیں اور آپ کے اجازت نہ دینے سے دشمنان دین

ہم پر ہنستے ہیں اور ابکی بار ہم واپس جا کر پہلی خجالت اور رسوائی اور آئندہ کے غم و اندوہ اور دشمنوں کے طعن و تشنیع کے متحمل نہ ہو سکنے کے باعث اپنے شہر کو چھوڑ کر کہیں اور چلے جائینگے آخرکار ان کو اجازت ملی اور وہ اندر گئے اور حضرتؑ کو سلام کیا آپنے سلام کا جواب نہ دیا اور بیٹھنے کی اجازت دی اور بہت دیر تک کھڑے رہے آخر انہوں نے عرض کی اے فرزند رسولؐ اللہ اتنے دنوں کی سخت روک کے بعد اس قدر ناراضی اور استخفاف کا کیا باعث ہے اب کونسا قصور ہمارے ذمے باقی رہ گیا ہے حضرتؑ نے فرمایا تم اس آیت کو پڑھو وَمَا اَصَابَکُمْ مِنْ مُّصِیْبَۃٍ فَبِمَا کَسَبَتْ اَیْدِیْکُمْ وَیَعْفُوْا عَنْ کَثِیْرٍ یعنی جو مصیبت تم کو پہنچی ہے وہ تمہارے ہی اعمال کا نتیجہ ہے اور خدا بہت سی خطاؤں کو معاف کر دیتا ہے مَیں نے تمہارے باب میں اپنے پروردگار بزرگ و برتر کے حکم اور رسولؐ خدا و امیر المومنینؑ اور اپنے دیگر آبائے کرامؑ کی پیروی کی ہے کہ وہ سب تم سے ناراض ہوئے اس لئے میں نے بھی ان کی متابعت کی انہوں نے عرض کی اے فرزند رسولؐ اس کا کیا باعث فرمایا تمہارے شیعہ علیؑ ابن ابی طالب ہونے کا دعویٰ کرنے کے سبب والے ہو تم پر اس ولی خدا کے شیعہ حسنؑ حسینؑ۔ سلمانؓ۔ ابوذرؓ۔ مقدادؓ۔ عمارؓ اور محمد بن ابوبکرؓ ہیں کہ انہوں نے اسکے اوامر کی ذرا بھی مخالفت نہیں کی اور اسکے نواہی کو ذرا عمل میں نہیں لائے مگر تم کیونکر اس کے شیعہ ہونے کا دعویٰ کرتے ہو حالانکہ تم اپنے اکثر اعمال میں اسکے مخالف ہو اور بہت سے فرائض میں کوتاہی کرتے ہو اور اپنے دینی بھائیوں کے حقوق عظیمہ کے ادا کرنے میں سستی کرتے ہو اور جہاں تقیہ کرنا نہیں چاہئے وہاں کرتے ہو اور جہاں اسکی ضرورت ہے وہاں اسکو عمل میں نہیں لاتے اگر تم یہ کہتے کہ ہم اسکے دوست اور محب ہیں اور اسکے دوستوں کو دوست رکھتے ہیں اور اسکے دشمنوں کے دشمن ہیں تو مَیں تمہاری بات کو مان لیتا لیکن اس بزرگ مرتبے کا جب تم نے دعویٰ کیا تو اگر تمہارے اعمال تمہاری قول کی تصدیق نہ کرینگے تو تم ہلاک ہو جاؤ گے جب تک کہ رحمت پروردگار تمہاری خبرگیری نہ کرے۔ جب انہوں نے حضرتؑ کا یہ ارشاد سُنا تو عرض کی اے فرزند رسولؐ خدا ہم اللہ سے طلب مغفرت کرتے ہیں اور اپنے قول سے تائب ہوتے ہیں بلکہ ہم اسی طرح سے کہتے ہیں جس طرح ہمارے آقا اور مولا نے ہم کو تعلیم کیا ہے کہ ہم تمہارے اور تمہارے دوستوں کے محب اور تمہارے دشمنوں کے دشمن ہیں تب حضرتؑ نے ان سے فرمایا

مرحبا اے میرے بھائیو اور اے میرے دوستو آؤ اوپر آؤ اور برابر ان کو اوپر کی طرف بلاتے رہے یہاں تک کہ ان کو اپنے ساتھ ملالیا پھر دربان سے فرمایا تو نے گنتی دفعہ ان کو روکا اسنے عرض کی کہ برابر ساٹھ دفعہ فرمایا اب تو ان کو سلام کہہ اور میرا سلام ان کو پہنچا کیونکہ ان کے گناہ ان کے استغفار اور توبہ کرنے کے سبب محو ہو گئے اور ہماری محبت اور دوستی کے باعث کرامت اور بخشش کے مستحق ہو گئے پھر ان کے اور ان کے عیال کے حالات دریافت کئے اور ان کو بہت سا روپیہ اور جائداد اور انعام واکرام عطا فرمایا اور ان کے ضرر و تکلیف کو رفع کیا ✦

اور ایک دفعہ ایک شخص شاداں و فرحاں امام محمد تقی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی اے فرزند رسولؐ میں نے آپ کے والد ماجد کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ بندے کو اس دن سب سے زیادہ خوش ہونا چاہیئے جس دن خدا اسکو صدقات و خیرات کرنا اور اپنے برادران ایمانی کی حاجات کا رفع کرنا نصیب کرے سو آج میرے دینی بھائیوں میں سے دس عیالدار محتاج شخص فلاں شہر سے میرے پاس آئے میں نے اتنا اتنا ہر ایک سے سلوک کیا اسلئے میں خوش ہوں یہ سنکر حضرتؑ نے فرمایا میں اپنی جان کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ تجھ کو خوش ہونا اسوقت زیبا ہے جبکہ تو نے اس نیکی کو حبط نہ کیا ہو یا اسوقت کے بعد حبط نہ کرے اس نے عرض کی میں نے اپنی نیکی کو کیونکر حبط کر دیا حالانکہ میں تمہارا مخلص شیعہ ہوں فرمایا یہ لو تم نے اپنے بھائیوں سے اپنی کی ہوئی نیکی اور صدقات و خیرات کو باطل کر دیا اس نے عرض کی اے فرزند رسولؐ وہ کیوں فرمایا یہ آیت پڑھ یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقَاتِکُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰی یعنی اے مومنو اپنے صدقات و خیرات کو احسان و اذیت سے باطل مت کرو اس نے عرض کی اے فرزند رسول خدا میں نے ان لوگوں پر جن کو میں نے خیرات دی ہے کسی قسم کا احسان نہیں جتلایا اور ان کو کسی قسم کی ایذا دی ہے حضرتؑ نے فرمایا خدا نے تو اس آیت میں صرف یہ فرمایا ہے کہ اپنے صدقوں کو مطلق احسان اور اذیت سے باطل نہ کرو اور یہ نہیں فرمایا کہ خاص ان صدقہ لینے والوں پر احسان جتلا کر یا ان کو ایذا پہنچا کر اپنے صدقات کو باطل مت کرو بلکہ ہر ایک ایذا مراد ہے اب تو دیکھ کہ ان صدقہ لینے والوں کو تیرا ایذا دینا زیادہ بڑا ہے یا اپنے محافظ اور نزدیک کے فرشتگان خدا کو تیرا ایذا دینا یا تیرا ہم کو ایذا پہنچانا۔ اسنے عرض کی اے فرزند رسولؐ آپ کو ایذا دینا سب سے بڑا گناہ ہے فرمایا تو نے مجھ کو اور ان فرشتوں کو

اذیت پہنچائی اور اپنے صدقات کو باطل کیا اس نے عرض کی وہ کیونکر۔ فرمایا تیرے اس قول نے جو تُونے کہا تھا کہ میری نیکیاں کیونکر حبط ہونگی حالانکہ مَیں تمہارا مخلص شیعہ ہوں۔ وائے ہو تجھ پر کیا تجھ کو معلوم نہیں کہ ہمارا مخلص شیعہ کون ہے عرض کی نہیں فرمایا ہمارے مخلص شیعہ حزقیل مومن آل فرعون اور صاحب یٰس جس کے باب میں خدا فرماتا ہے وَجَاءَ رَجُلٌ مِّنْ اَقْصَی الْمَدِيْنَةِ يَسْعٰى (یعنی آخر شہر سے ایک شخص دوڑا ہوا آیا) اور سلمانؓ اور ابوذرؓ اور مقدادؓ اور عمارؓ ہیں جب تُونے اپنے آپ کو ان لوگوں کے برابر کر دیا تو گیا تونے ان فرشتوں کو اور ہم کو ایذا نہ دی تب اس شخص نے عرض کی مَیں خدا سے مغفرت طلب کرتا ہوں اور اپنے اس فعل سے تائب ہوتا ہوں اب فرمائیے اور کس طرح سے کہوں فرمایا یُوں کہہ کہ مَیں تمہارا دوست اور محب اور تمہارے دشمنوں کا دشمن اور تمہارے دوستوں کا دوست ہوں عرض کی اے فرزند رسولؐ مَیں اسی طرح کہتا ہوں اور مَیں ایسا ہی ہوں اور اس قول سے جس کو آپ نے اور فرشتوں نے ناپسند کیا مَیں نے توبہ کی اور اس قول کو تمہارا ناپسند کرنا خدا کی ناپسندیدگی کی وجہ سے تھا حضرتؑ نے فرمایا اب تیرے صدقات کے ثواب تیری طرف عود کر آئے اور ان کا حبط ہونا زائل ہوا ؛

ابو یعقوب یوسف ابن زیاد اور علی ابن سیار راویان تفسیر کہتے ہیں کہ ہم ایک دفعہ رات کے وقت امام حسن عسکری علیہ السلام کے بالا خانے پر حاضر تھے اور اس زمانے کا بادشاہ اور اسکے ارکانِ دولت حضرتؑ کی بہت تعظیم و تکریم کرتے تھے اسی اثنا میں والئ شہر جو بحرین کا حاکم تھا وہاں سے گزرا اور اسکے ہمراہ ایک شخص تھا جسکی مشکیں بندھی تھیں اور امام علیہ السلام بالاخانے سے باہر کو سر نکالے نیچے کو جھانک رہے تھے جب والی شہر نے حضرتؑ کو دیکھا تو آپ کی تعظیم کے سبب جھٹ گھوڑے سے کُود پڑا حضرتؑ نے سوار ہونے کا حکم دیا تب وہ سوار ہو گیا اور نہایت ادب سے عرض کی اے فرزند رسولؐ خدا مَیں نے اس شخص کو اس رات ایک صراف کی دکان کے دروازے پر دیکھا اور اس تہمت میں اسکو گرفتار کیا کہ اسکا ارادہ نقب لگانے اور چوری کرنیکا ہے اور میرا قاعدہ ہے جسکو تہمت میں گرفتار کرتا ہوں اسکو پانسو کوڑے لگایا کرتا ہوں تاکہ اسکو اپنے بعض گناہوں کا عوض مل جائے پیشتر اسکے کہ کوئی ایسا شخص میرے پاس آئے جس کو مَیں ہٹا نہ سکتا ہوں پس جب حسب دستور

جسنے اسکو پانسو کوڑے لگانے کا ارادہ کیا تو بولا خدا سے ڈر اور غضب خداوندی میں گرفتار مت ہو کیونکہ میں امیرالمومنین علیؑ اور انکے فرزند امام حسنؑ عسکری والد ماجد قائم آلِ محمدؐ علیہم السلام کا شیعہ ہوں یہ سُن کر میں باز رہا اور اس سے کہا کہ تجھ کو ان کے پاس لے چلتا ہوں اگر انہوں نے تیرا شیعہ ہونا قبول کیا تو تجھ کو چھوڑ دونگا ورنہ ہزار کوڑے لگوا کر ہاتھ پاؤں کٹوا ڈونگا اے فرزند رسولؐ خدا میں اسوقت اس لئے حاضر ہوا ہوں فرمائیے کیا وہ درحقیقت شیعہ علیؑ ہے جیسا کہ وہ کہتا ہے امام علیہ السلام نے فرمایا معاذاللہ یہ شیعہ علیؑ نہیں ہے اور خدا نے اسی سبب سے اس کو تیرے ہاتھ میں گرفتار کیا ہے کہ وہ اپنے دل میں اپنی نسبت شیعہ علیؑ ہونے کا اعتقاد رکھتا ہے والی نے عرض کی اسوقت حضرتؑ نے مجھ کو اس کو پانسو کوڑے لگانے کی زحمت سے بچا لیا خیر اس میں میرا کچھ ہرج نہیں ہے پھر وہاں سے کچھ دُور جا کر اسکے اوندھا لٹانے کا حکم دیا فوراً اسکو اوندھا لٹایا گیا بعد ازاں دو جلاد اسکے داہنے و بائیں کھڑے کر کے ان سے کہا کہ اسکو اذیت پہنچاؤ وہ اپنے اپنے سونٹے لیکر اس پر پل پڑے مگر ایک بید بھی اسکے چوتڑوں پر نہ لگتا تھا اور سب زمین پر پڑتے تھے یہ حال دیکھ کر والی نہایت تنگ ہوا اور ان سے کہا کہ تم زمین پر کیوں مار رہے ہو اسکے چوتڑوں پر مارو تب انکے ہاتھ ادھر سے مڑ گئے اور وہ آپس میں ایک دوسرے کو مارنے لگے اور انہوں نے چیخنا اور آہ وزاری کرنا شروع کیا یہ ماجرا دیکھ کر والی پکارا ارے ہو تم پر کیا تم دونو دیوانے ہو جو ایک دوسرے کو مارتے ہو اس شخص کو مارو وہ بولے ہم تو اسی کو مارتے ہیں اور یہی ارادہ کرتے ہیں مگر ہمارے ہاتھ پھر جاتے ہیں اور ہم ایک دوسرے کو مارنے لگتے ہیں تب والی نے چار اور شخصوں کو بلایا اور اب وہ چھ ہو گئے اور انہوں نے صلاح کر کے اس شخص کو گھیرے میں لے لیا اور مارنا شروع کیا مگر انکے ہاتھ پھر جاتے تھے اور بید اُوپر کی طرف اُٹھ جاتے اور والی کو آ کر لگتے تھے یہانتک کہ وہ اپنے گھوڑے سے گر پڑا اور پکارا تم نے مجھ کو قتل کیا۔ خدا تم کو قتل کرے یہ کیا کر رہے ہو وہ بولے ہم تو اسی کو مار رہے ہیں اسکے بعد اُسنے اور جلادوں کو اسکے بید لگانے کا حکم دیا وہ آئے اور والی ہی کو مارنے لگے پکارا تم تو مجھ ہی کو مارتے ہو وہ بولے خدا کی قسم ہم تو اسی شخص کو مارتے ہیں والی نے کہا اگر تم نے مجھ کو نہیں مارا تو یہ زخم میرے سر چہرے اور بدن پہ کہاں سے آ گئے وہ بولے خدا کرے ہمارے ہاتھ شل ہو جائیں جو ہم نے آپکو مارنے کا قصد کیا ہو اسوقت وہ شخص پکارا کہ اے بندۂ خدا اے والی شہر تو

خدا کی ان مہربانیوں سے عبرت حاصل نہیں کرتا جنکے باعث یہ ضربیں میری طرف سے پھر جاتی ہیں
وائے ہو تم پر تم مجھ کو میرے امام کے پاس پھر لے چلو اور میری نسبت جو حکم وہ کریں اسکی تعمیل کرو
غرض والی اس کو پھر امام کی خدمت میں لایا اور عرض کی اے فرزند رسول تعجب ہے کہ آپنے اس
شخص کی نسبت اپنا شیعہ ہونے سے انکار کیا اور جو کوئی تمہارا شیعہ نہیں وہ شیعۂ ابلیس ہے اور وہ
جہنم میں جائیگا اور مینے اس شخص سے وہ معجزے دیکھے جو پیغمبران خدا سے ہی ظاہر ہوا کرتے ہیں
حضرتؑ نے فرمایا کہ یُوں کہہ جو انبیا اور اوصیا ہی سے ظاہر ہوا کرتے ہیں پھر حضرتؑ نے والی
شہر سے فرمایا اے بندۂ خدا اس نے اپنے تئیں ہمارا شیعہ ہونے کا دعوے کرنے میں ایک جھوٹ
بولا اگر وہ جان بوجھ کر ایسا کرتا تو تیری سب سزاؤں کو بھگتتا اور تیس برس قید خانے میں رہتا
لیکن خدا ایک کلمہ کے اطلاق سے جو اس نے کہا اور اس کو جھوٹ جان کر اس نے نہیں کہا۔
اُس پر رحمت کی اور اے بندۂ خدا تجھ کو معلوم رہے کہ خدا نے اسکو تیرے ہاتھ سے چھڑایا اب تو
اس سے درگزر کر کیونکہ وہ ہمارا دوست اور محب ہے اور ہمارا شیعہ نہیں ہے والی نے عرض کی
کہ محب اور شیعہ ہمارے نزدیک تو یکساں ہی ہیں ان میں کیا فرق ہے حضرتؑ نے فرمایا ان کا فرق
سُن ہمارے شیعہ تو وہ لوگ ہیں جو ہمارے آثار کی متابعت کرتے ہیں اور ہمارے تمام اوامر و نواہی
میں ہماری اطاعت بجالاتے ہیں ایسے لوگ ہمارے شیعہ ہوتے ہیں لیکن جو لوگ بہت سے فرائض خدا
میں ہماری مخالفت کرتے ہیں وہ ہمارے شیعہ نہیں ہیں پھر حضرتؑ نے والی سے فرمایا تُو نے ایک
جھوٹ بولا اگر تُو دانستہ اسکو عمل میں لایا ہوتا تو خدا بیشک تجھ کو ہزار کوڑوں کی ضرب اور تیس برس کی
قید میں مبتلا کرتا اسنے عرض کی اے فرزند رسولؐ وہ کونسی بات ہے فرمایا تیرا یہ گمان کرنا کہ
اس سے معجزات ظہور میں آئے یہ اسکے معجزے نہ تھے بلکہ ہمارے تھے جو خدا نے اسکے ہاتھ پر ظاہر
کئے اور یہ اس کی نشانیاں ہیں جو ہمارے حجت کے اظہار اور ہماری جلالت اور شرافت کے اظہار
کرنے کے لئے ظاہر ہوئیں اور اگر تو یہ کہے کہ میں نے اس شخص میں معجزے مشاہدہ کئے تو میں تیری
اس بات کا انکار نہیں کرتا اب تو بتا کہ مُردہ کو زندہ کرنا عیسیٰؑ کا معجزہ تھا یا نہیں پس وہ معجزہ
عیسیٰؑ کا تھا یا مُردے کا کیا وہ مٹی سے پرندے کی صُورت نہ بناتے تھے اور وہ خدا کے حکم سے
سے پرندہ بن جاتا تھا اب وہ پرندے کا معجزہ تھا یا عیسیٰؑ کا آیا جو لوگ کہ ذلیل و خوار بندر بنائے گئے

کیا وہ معجزہ نہ تھا اب وہ بندروں کا معجزہ تھا یا اس زمانے کے پیغمبر کا حضرتؑ کا یہ ارشاد سُن کر والی نے عرض کی میں خدا سے اپنے گناہوں کی بخشش چاہتا ہوں اور اُس کی طرف توبہ اور رجوع کرتا ہوں ٭

پھر امام علیہ السلام نے اس شخص سے جو شیعہ علیؑ ہونے کا دعویٰ کرتا تھا فرمایا اے بندۂ خدا تو شیعہ علیؑ نہیں ہے بلکہ تو ان کا محب ہے اور شیعہ علیؑ صرف وہ لوگ ہیں جنکے بارے میں خدا فرماتا ہے وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ الْجَنَّۃِ ھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ ٥ یعنی جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک اعمال کئے وہ اہل بہشت ہیں اور وہ ہمیشہ اس میں رہینگے اور وہ لوگ وہ ہیں جو خدا پر ایمان لائے اور اسکی صفات ثبوتیہ سے اسکو موصوف کیا اور اسکی خلاف صفتوں سے اسکی تنزیہ اور تقدیس کی اور محمدؐ کے تمام اقوال کی تصدیق کی اور انکے تمام افعال کو درست اور صواب جانا اور علیؑ کو آنحضرتؐ کے بعد سید اور امام سردار صاحب ہمت سمجھا کہ اُمت محمدیؐ میں نہ تو کوئی ایک اور نہ سب کے سب مل کر اسکے ہمسر اور ہم پلہ ہو سکتے ہیں جب ان کو ایک پلہ میزان میں اور اس جناب کو دوسرے پلڑے میں رکھ کر وزن کیا جائے تو ہر گو برابر نکلیں بلکہ جناب امیرؑ کی طرف کا پلڑا اتنا جھک جائیگا جیسے آسمان و زمین کو ایک چاول پر ترجیح ہوتی ہے اور شیعیان علیؑ ایسے ہوتے ہیں کہ راہ خدا میں ان کو اس بات کی پروا نہیں ہوتی کہ موت ان پر آپڑے یا وہ موت پر جا پڑیں اور شیعیان علیؑ وہ لوگ ہیں جو اپنے ایمانی بھائیوں کو اپنے نفسوں پر ترجیح دیتے ہیں اگرچہ خود تنگی میں مبتلا ہوں ٭

اور وہ لوگ ہیں کہ جہاں سے خدا نے ان کو منع کیا ہے وہ اس طرف نظر نہیں کرتے اور جہاں کے لئے ان کو حکم دیا گیا ہے وہاں سے غائب نہیں ہوتے اور وہ ایسے ہوتے ہیں کہ اپنے دینی بھائیوں کے اکرام و اعزاز میں علیؑ کی پیروی کرتے ہیں اور میں یہ بات اپنی طرف سے نہیں کہتا بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول کو بیان کرتا ہوں اور قول خدا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ کے یہ معنی ہیں کہ انہوں نے بعد اقرار توحید و اعتقاد نبوت و امامت کے تمام فرائض کو ادا کیا اور برادران ایمانی کے حقوق کا ادا کرنا اور دشمنانِ دین سے کہ جو دشمنان خدا ہیں تقیہ کرنا اعلیٰ ترین فرائض ہے ٭

اور جناب سولخدا نے فرمایا ہے کہ جو مومن تقیہ نہیں کرتا وہ گویا ایک جسم ہے کہ اس پر سر نہیں ہے اور جو مومن کہ برادران ایمانی کے حقوق کی رعایت نہیں کرتا اسکی مثال اس شخص کی سی ہے جس کے حواس تو سب درست ہیں مگر وہ اپنی عقل سے تامل نہیں کرتا اور اپنی آنکھ سے نہیں دیکھتا اور کانوں سے نہیں سُنتا اور زبان سے اپنی حاجت کو بیان نہیں کرتا اور اپنے دلائل و براہین کی وساطت سے اپنے نفس سے مکروہات و تکلیفات کو رفع نہیں کرتا اور اپنے ہاتھوں سے کسی چیز کو نہیں پکڑتا اور پاؤں سے چل کر کہیں نہیں جاتا ایسا شخص گویا ایک پارۂ گوشت ہے جس سے سب قسم کے نفع فوت ہو گئے ہیں اور بمنزلہ اس چیز کے ہے جو جگہ گھیرے ہوئے ہے پس یہ مومن جب اپنے بھائیوں کے حقوق کو نہیں پہچانتا کیونکہ وہ ان کے حقوق کو فوت کرتا ہے تو اسکی مثال اس پیاسے کی سی ہے جو ٹھنڈے پانی کے پاس ہو اور اس کو پی کر اپنی پیاس کو نہ بجھائے اور بمنزلہ اس صاحب ہوش و حواس کے ہے جو مکروہات کے دُور کرنے اور اپنی خواہشوں کے حاصل کرنے میں ان سے کام نہ لے اور تمام نعمتوں کو زائل کر دے اور ہر آفت میں مبتلا ہو ۔

اور امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ مومن کے لئے تقیہ تمام اعمال سے بڑھ کر ہے کہ اس سے اپنے نفس کو اور اپنے بھائیوں کو بدکار اور بد عمل لوگوں سے محفوظ رکھتا ہے اور بھائیوں کے حقوق کا ادا کرنا پرہیزگاروں کے تمام اعمال سے اشرف ہے جس سے ملائکہ مقربین کی محبت اور حور العین کے اشتیاق کو حاصل کرتا ہے ۔

اور امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ وہ تقیہ جس سے خدا ایک گروہ کے کام کو درست کرے اسکے عمل میں لانے والے کو ان سب اعمال کے برابر ثواب ملتا ہے اور بعض وقت اس کے ترک کرنے سے ایک گروہ ہلاک ہو جاتا ہے اسکا ترک کرنے والا ان لوگوں کے ہلاک کرنے والے کے گناہ میں شریک ہوتا ہے اور برادران ایمانی کے حقوق کی معرفت خداوند رحمان کو پسند ہے اور بادشاہ و منتقم حقیقی کے قرب کو زیادہ کرتی ہے اور ان کا ترک کرنا خدائے رحیم کی عداوت کا موجب اور اس کریم منان کے نزدیک کمئ مراتب کا باعث ہے ۔

اور امام حسین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اگر تقیہ نہ ہوتا تو ہمارے دوست اور دشمن میں تمیز نہ ہوتی اور اگر معرفتِ حقوق برادران ایمانی نہ ہوتی تو تمام قسم کے گناہوں پر عقاب و عذاب دیا جاتا لیکن خدا

فرماتا ہے وَمَآ اَصَابَکُمْ مِّنْ مُّصِیْبَۃٍ فَبِمَا کَسَبَتْ اَیْدِیْکُمْ وَیَعْفُوْا عَنْ کَثِیْرٍ یعنی جو مصیبت تم کو پہنچتی ہے وہ تمہارے اعمال کی بدولت پہنچتی ہے اور وہ تمہارے بہتیرے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے ⁂

اور امام زین العابدین علی ابن حسین علیہما السلام نے فرمایا ہے کہ خدا مومن کے تمام گناہ معاف کر دیتا ہے اور اس کو دُنیا اور آخرت میں ان سے پاک کر دیتا ہے سوائے دو گناہوں کے کہ وہ تقیہ کا ترک کرنا اور برادرانِ ایمانی کے حقوق کا ادا نہ کرنا ہیں ⁂

اور امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ائمہ اور ہمارے بزرگ اور افضل شیعوں کے اخلاق میں سے سب سے بزرگ تر خُلق تقیہ کا استعمال اور اپنے نفس کو حقوقِ برادرانِ ایمانی کے ادا کرنے پر مجبور کرنا ہے ⁂

اور امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص برادرانِ ایمانی کی حفاظت کیلئے تقیہ کا استعمال کرے اگر وہ کسی خوف زدہ کی حمایت کرتا ہے تو یہ سب عادات و خصائل کریمہ سے اشرف اور اعلیٰ ہے اور برادرانِ ایمانی کے حقوق کی معرفت تمام صدقات اور زکوٰۃ اور نماز اور حج اور جہادوں سے افضل ہے ⁂

ایک دفعہ ایک محتاج مومن نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر کچھ خیرات طلب کی آپ نے ہنس کر اس سے فرمایا میں تجھ سے ایک مسئلہ دریافت کرتا ہوں اگر تُو نے اسکا ٹھیک جواب دیا تو تیری درخواست سے دس گنا دونگا اور اگر درست جواب نہ دیا تو صرف سوال کے موافق دونگا اور اس نے سَو درہم کا سوال کیا تھا کہ اس کو اپنا سرمایہ بنا کر زندگی بسر کرونگا اس شخص نے عرض کی فرمائیے وہ مسئلہ کیا ہے فرمایا اگر دُنیا میں تجھ کو اختیار دیا جاتا کہ جس چیز کو تیرا جی چاہے طلب کے وہی تجھ کو عطا ہوگی تو بتا تو کس چیز کی تمنا کرتا اسنے عرض کی میں یہ طلب کرتا کہ مجھ کو دین میں تقیہ کرنا اور برادرانِ ایمانی کے حقوق کو ادا کرنا نصیب ہو فرمایا کیا سبب ہے کہ تو نے ہم اہلبیت کی ولایت کی خواہش نہ کی عرض کی وہ تو مجھ کو مل چکی ہے اور یہ بات مجھ کو عطا نہیں ہوئی جو چیز کہ مل چکی ہے اس پر شکر خدا ادا کرتا ہوں اور جو چیز مجھ کو نہیں ملی اسکے واسطے خدا سے سوال کرتا ہوں اس شخص کا یہ جواب سُنکر حضرتؑ نے فرمایا تُو نے خوب کہا اور اسکو دو ہزار درہم دے کر

فرمایا ان کو عفص (مازو) میں صرف کرنا کہ وہ کھوٹا سرمایہ ہے اور ناقص ہو کر پھر درست ہو جاتا ہے اور سال بھر تک اِس کو ڈال رکھنا اور ہر روز ہمارے ہاں آیا کر اور اپنا وظیفہ لے جایا کر الغرض اس نے ایسا ہی کیا ابھی سال تمام نہ ہونے پایا تھا کہ مازو کی قیمت پندرہ گنی ہو گئی اسنے سارا مازو جو دو ہزار کو خریدا تھا تیس ہزار کو فروخت کیا ٭

اور امام رضا علیہ السلام کے ہاں ایک سرکش گھوڑا تھا اور وہاں کا کوئی چابک سوار اس پر سوار ہونے کی جرات نہ کرتا تھا اور اگر کوئی سوار ہوتا تھا تو ڈر کے مارے اسکو چلاتا نہ تھا کہ کہیں الف نہ ہو جائے اور گرا کر سموں میں نہ کچل ڈالے اور وہاں ایک لڑکا تھا جسکی عمر سات برس کی تھی اسنے عرض کی اے فرزند رسولؐ اگر آپ اجازت دیں تو میں اس پر سوار ہو کر اسکو چلاؤں اور اپنے قابو میں لاؤں فرمایا تو ایسا کریگا اس نے عرض کی کہ ہاں فرمایا وہ کیونکر عرض کی کہ مینے اس پر سوار ہونے سے پہلے اس سبب سے اس پر اعتماد کر لیا ہے کہ مینے محمدؐ اور انکی آل طیبین و طاہرین پر تسویا درود و سلام بھیجا ہے اور تم اہلبیت کی ولایت کو از سر نو اپنے نفس میں تازہ کیا ہے اس لڑکے کا یہ کلام سن کر حضرتؑ نے اسکو سوار ہونے کی اجازت دی اور وہ سوار ہو گیا پھر چلانے کا حکم دیا اسنے اسکو چلایا اور برابر دوڑاتا رہا یہاں تک کہ وہ گھوڑا تھک گیا اور پکارا کہ اے فرزند رسولؐ آج مجھ کو اس لڑکے نے تنگ کر دیا اسکے پنجے سے چھڑا دیجیے ورنہ اسکے نیچے صبر کرنے کی دعا کیجیے لڑکا بولا اُس چیز کا سوال کر جو تیرے حق میں بہتر ہو وہ یہ کہ تجھ کو مومن کی سواری میں دے امام علیہ السلام نے فرمایا لڑکا سچ کہتا ہے پھر حضرتؑ نے دعا کی کہ اے خدا فلاں گھوڑے کو صبر عطا کر اور وہ دوڑتا رہا آخر کار جب وہ لڑکا اس پر سے اُترا تو حضرتؑ نے اُس سے فرمایا اے لڑکے میرے گھر کے گھوڑوں۔ غلاموں۔ کنیزوں اور میرے خزانہ کے مال و اسباب میں سے جس چیز کو تیرا دل چاہے طلب کر۔ کیونکہ تو مومن ہے اور خدا نے ایمان کے ساتھ دنیا میں تجھ کو مشہور کیا ہے لڑکے نے عرض کی اے فرزند رسولؐ آیا میں اور جو چاہوں سوال کر سکتا ہوں فرمایا اے جوان جو تیرا جی چاہے سوال کر کیونکہ خدا تیرے دل کو نیک سوال کی توفیق دیگا اس نے عرض کی یا حضرتؑ آپ میرے حق میں خدا سے دعا کریں کہ وہ مجھ کو تقیہ حسنہ اور دینی بھائیوں کے حقوق کی معرفت عطا فرمائے اور ان میں سے جسکو میں پہچانوں اس پر چلنے اور عمل کرنے کی توفیق دے۔ حضرتؑ نے فرمایا خدا نے

تمہاری درخواست قبول کرنی تو تم نے اس وقت وہ سوال کیا جو نیک لوگوں کا سب سے افضل طریقہ ہے ۔

اور امام محمد تقی علیہ السلام سے کسی نے عرض کی کہ فلاں شخص نے اپنے ہمسایہ میں کسی کے گھر میں نقب لگائی انہوں نے اس تہمت میں اسکو گرفتار کر کے تو کوڑے لگائے فرمایا یہ جہنم کے دس کروڑ کوڑوں سے نہایت آسان ہیں اس سے اسکو توبہ کرنے کی تنبیہ ہو گئی تاکہ یہ اس کے گناہ کا کفارہ ہو حاضرین نے عرض کی اے فرزند رسولؐ اسکا واقعہ کیونکر ہے فرمایا جس روز اس پر یہ حادثہ گزرا اس نے اس دن صبح کے وقت ایک مومن بھائی کے حق کو ضائع کیا اور ابوالفضیل اور ابوالدواہی اور ابوالشرور اور ابوالملاہی کو کھلم کھلا برا بھلا کہا اور تقیہ کو ترک کیا اور اپنے بھائیوں اور دوستوں کی پردہ پوشی نہ کی اور ان کو مخالفوں کے نزدیک متہم کیا اور ان کو ان پر لعنت کرنے اور برا بھلا کہنے اور ایذا پہنچانے کا موقع دیا اور خود بھی ان بلاؤں میں مبتلا ہوا ۔ پس انہی لوگوں نے اسکو بلا میں ڈالا اور اس پر تہمت لگائی اب تم جاؤ اور اس کو اس کے گناہ سے مطلع کرو تاکہ وہ توبہ کرے اور جس بات میں اس سے تقصیر ہو گئی ہے اس کی تلافی کرے ۔ اور اگر وہ اس امر پر راضی نہ ہو تو اپنے نفس کو قید خانہ میں پانسو کوڑے کھانے کے لئے تیار رکھے کہ وہاں رات اور دن میں تمیز نہ کر سکے گا الغرض اس نے وہاں حاضر ہو کر توبہ کی اور اپنے بھائی کے حق میں جو کمی کی تھی اس کو ادا کیا جونہی وہ شخص توبہ سے فارغ ہوا چور بھی گرفتار ہو گیا اور اس سے مال برآمد ہوا اور جن لوگوں نے اس شخص کی چغلی کھائی تھی وہ اسکے پاس آئے اور عذر کیا ۔

اور امام علی نقی علیہ السلام سے کسی شخص نے پوچھا نیک خصال لوگوں میں سب سے کامل کون ہے فرمایا جو تقیہ کو عمل میں لاتا ہے اور اپنے بھائیوں کے حقوق کو سب سے بڑھ کر ادا کرتا ہے ۔

اور امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا ہے جو کوئی اپنے بھائیوں کے حقوق سب سے زیادہ پہچانتا ہے اور سب سے بڑھ کر ان کو ادا کرتا ہے اسکی شان خدا کے نزدیک سب سے بزرگتر ہے اور جو کوئی دنیا میں اپنے بھائیوں سے تواضع اور فروتنی سے پیش آئے فی الحقیقت وہ شخص خدا کے نزدیک شیعیان علیؑ اور صدیقوں میں داخل ہے ۔

اور ایک دفعہ دو برادران ایمانی کہ وہ باپ بیٹا تھے جناب امیرالمومنین علیہ السلام کی خدمت میں

حاضر ہوئے حضرتؑ ان کو دیکھتے ہی کھڑے ہو گئے اور انکی تعظیم و تکریم کی اور صدر مجلس میں بٹھایا
اور خود ان کے سامنے جلوہ افروز ہوئے پھر کھانا منگایا جب کھانے سے فارغ ہوئے تو قنبرؓ نے
ایک طشت اور ایک چوبی آفتابہ اور ایک دستمال حاضر کیا اور اس شخص کے ہاتھ دھلانے کا
قصد کیا مگر حضرتؑ نے بڑھ کر لوٹا اُٹھا لیا تا کہ خود اسکے ہاتھ دھلائیں یہ تواضع اور انکسار اس
مقتدائے انس و جان کا دیکھ کر وہ شخص خاک پر لوٹنے لگا اور عرض کی یا امیرالمومنینؑ یہ کیونکر ہو سکتا
ہے کہ خدا مجھ کو اس حالت میں دیکھے کہ آپ میرے ہاتھوں پر پانی ڈالتے ہوں۔ فرمایا اُٹھ کر ہاتھ دھو
کہ خدا تجھ کو دیکھتا ہے بحالیکہ تیرا بھائی جو تجھ سے جدا ہے اور در اصل تجھ سے الگ نہیں اس خدمت
کے بجالانے سے جنت میں اسکے خادموں کی تعداد میں اہل دُنیا کی شمار سے دس گنی زیادتی ہو گی
اور اسی حساب سے اس کے ممالک بہشت بڑھائے جائینگے یہ سُن کر وہ شخص اُٹھ بیٹھا تب حضرتؑ
نے اس سے فرمایا اے شخص میں تجھ کو اپنے حق عظیم کی جس کو تُو نے پہچانا ہے اور اس کو اپنی چادر
بنایا ہے اور خدا کے سامنے تیرے عجز و نیاز کرنے کی جس کے عوض میں مجھ کو تیری خدمت پر مامور
کیا اور اس سے تجھ کو مشرف اور معزز کیا قسم دیتا ہوں کہ تو ایسی اطمینان سے ہاتھ دھو جیسے اس
صورت میں جبکہ قنبر پانی ڈالتا اطمینان سے دھوتا اس نے حضرتؑ کے حکم کی تعمیل کی جب وہ
ہاتھ دھو چکا تو آفتابہ اپنے فرزند ارجمند محمد بن حنفیہ کو دے کر فرمایا اے بیٹا اگر یہ لڑکا اپنے باپ
سے علیحدہ میرے پاس آتا تو میں خود اس کے ہاتھ دھلاتا لیکن خدا کو یہ منظور نہیں ہے کہ باپ
بیٹے کے ساتھ یکساں سلوک کیا جائے جبکہ وہ ایک جگہ جمع ہوں۔ چونکہ باپ کے ہاتھ باپ نے
دھلائے ہیں اس لئے مناسب ہے کہ بیٹا بیٹے کے ہاتھ دھلائے۔ تب محمد حنفیہ نے اس لڑکے
کے ہاتھ دھلائے ۔

اور حسن ابن علی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو کوئی علیؑ کی متابعت کرے وہ بیشک شیعہ ہے ۔

قولہ عزوجل وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ
وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ
حُسْنًا وَّاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْكُمْ وَاَنْتُمْ مُّعْرِضُوْنَ
ترجمہ اور اے محمدؐ اسوقت کو یاد کرو جبکہ ہم نے بنی اسرائیل سے اس بات کا عہد لیا کہ اللہ کے سوا

اور کسی کی عبادت نہ کرو اور نماز پڑھو اور زکوٰۃ دو پھر تھوڑے شخصوں کے سوا (اے بنی اسرائیل)
تم اس عہد سے پھر گئے اور راہ حق سے اعراض (روگردانی) کر گئے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا کہ خدائے عزوجل بنی اسرائیل سے فرماتا ہے کہ تم اسوقت کو یاد کرو
وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ جب ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا جس میں ان کو
تاکید کی گئی تھی لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ کہ تم اللہ کے سوا اور کسی کی پرستش نہ کرو۔ یعنی
اس کو اس کی مخلوقات کے مشابہت کرو۔ اور اس کو اپنے حکم میں حق سے تجاوز کرنے والا مت
سمجھو اور ایسا مت کرو کہ جس عمل سے اسکی خوشنودی مقصود ہو اس سے اسکے غیر کی خوشنودی کا
ارادہ کرو (یعنی ریا نہ کرو) وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا نیز ہم نے ان سے عہد لیا کہ اپنے ماں
باپ کے ساتھ احسان کرو ان احسانات و انعامات کے عوض میں جو انہوں نے تم سے کئے ہیں
اور تم کو آرام دینے اور تمہاری نگہبانی کرنے میں جو جو سختیاں اور تکلیفیں انہوں نے جھیلی ہیں اسکا
بدلا دو وَذِي الْقُرْبٰى اور والدین کے قریبی رشتہ داروں سے والدین کی تعظیم کے سبب
احسان اور مروت سے پیش آؤ وَالْيَتٰمٰى اور یتیموں سے نیکی کرو اور یتیم وہ شخص ہے
جسکا باپ مرجائے جو اسکے امور کا کفیل تھا اور اسکے کھانے دانے کا سامان اس کو پہنچاتا تھا اور
اس کی معاش کو درست کرتا تھا وَالْمَسٰكِيْنِ اور مسکین اور محتاج لوگوں کے ساتھ نیکی سے پیش
آؤ وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا اور ایسے لوگوں سے جن کا نان و نفقہ تمہارے ذمے نہیں ہے
نرمی اور خوش خلقی سے بات کرو وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ اور پانچوں نمازوں کو ادا کرو نیز
اپنے غیظ و غضب اور خوشنودی اور سختی اور راحت اور دلوں کے تنگ کرنیوالے غموم و ہموم کی
حالتوں میں محمدؐ و آلِ محمدؐ پر درود بھیجا کرو وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ اور اپنے مالوں کی زکوٰۃ ادا
کرو ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْكُمْ پھر اے یہودیو تم چند آدمیوں کے سوا اس عہد کے
پورا کرنے سے جو تمہارے باپ دادا نے تم کو پہنچایا ہے پھر گئے وَاَنْتُمْ مُّعْرِضُوْنَ
اور تم اس عہد سے روگرداں اور اس کے تارک اور اس سے غافل ہو۔

اور خدا فرماتا ہے لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ یعنی صرف خدا کی عبادت کرو۔

جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس کسی کو اللہ کی عبادت کے سبب

سوال کرنے کی فرصت نہ ہو خداوند متعال اس کو سوال کرنے والوں سے بہتر عطا فرماتا ہے اور خدا اپنے عرش پر سے ندا کرتا ہے اے میرے بندو تم میری عبادت کرو جس طرح میں نے تم کو حکم دیا ہے اور اپنے امور کی مصلحتوں کو مجھے مت جتلاؤ کیونکہ میں تم سے زیادہ ان سے واقف ہوں اور ان مصلحتوں ہی میں تم سے بخل نہیں کرتا ÷

اور جناب فاطمہ زہرا صدیقہ کبریٰ علیہا التحیۃ والثنا نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو کوئی اپنی خالص عبادت کو خدا کی طرف بھیجتا ہے خدا اس کی عمدہ ترین مصلحت کو اس کی طرف نازل کرتا ہے ÷

اور امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہے جو کوئی خدا کی عبادت کرتا ہے خدا تمام چیزوں کو اس کا فرمانبردار اور مطیع کر دیتا ہے ÷

اور امام حسین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو کوئی خدا کی عبادت کرتا ہے جیسا کہ حق عبادت ہے اللہ تعالیٰ اس کو اس کی آرزو و حد کفایت سے بڑھ کر عطا فرماتا ہے ÷

اور امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ میں اس عبادت کو بُرا سمجھتا ہوں جس سے میرا مقصود صرف ثواب آخرت ہو اگر میں ایسا کروں تو میں اس غلام کی مانند ہونگا جو طمع کے سبب فرمانبرداری کرے اگر کچھ طمع ہوئی تو کام کیا ورنہ خیر اور اس بات کو میں مکروہ جانتا ہوں کہ صرف خوفِ عذاب سے اللہ کی عبادت کروں اس حالت میں میری مثال اس بُرے غلام کی سی ہوگی جو خوف کے وقت تو کام کرے اور جب خوف نہ ہو تو کچھ بھی نہ کرے کسی نے عرض کی پھر آپ کس لئے خدا کی عبادت کرتے ہو فرمایا اس لئے کہ وہ مجھ پر انعام واحسان کرنے کی وجہ سے عبادت کے قابل ہے ÷

اور امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ بندہ حق عبادات نہیں کر سکتا جب تک کہ تمام مخلوقات سے منقطع ہو کر اس کی طرف رجوع نہ کرے جب بندہ اپنے خدا کی طرف اس طرح سے رجوع کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ بندہ میرے لئے خالص ہو گیا ہے پھر اپنے کرم سے اس کی طرف متوجہ ہوتا ہے ÷

اور امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ بندہ پر اللہ تعالیٰ کی اس سے بڑھ کر اور کوئی نعمت اور بخشش نہیں ہے کہ اسکے دل میں خدا کے سوا اور کسی کو دخل نہ ہو ÷

اقسام عبادت

اور امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ شریف تر عمل یہ ہے کہ بندہ عبادت خدا کے ذریعے اس کا قُرب حاصل کرے ⁂

اور امام رضا علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ آیۂ اِلَیْهِ یَصْعَدُ الْکَلِمُ الطَّیِّبُ (یعنی کلمات پاکیزہ اس کی طرف صعود کرتے ہیں) میں کلمات طیبہ سے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ عَلِیٌّ وَلِیُّ اللّٰهِ وَخَلِیْفَةُ مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰهِ حَقًّا وَخُلَفَاؤُهٗ خُلَفَاءُ اللّٰهِ کا کہنا مراد ہے اور وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ یَرْفَعُهٗ (اور عمل نیک اس کو بلند کرتا ہے) میں عمل صالح سے مراد دل کا عمل ہے کہ یہ جو کچھ میں نے زبان سے کہا ہے وہ سب صحیح اور درست ہے ⁂

نیز اسی جناب نے فرمایا ہے کہ زمین پر بہت سے ریاکار بندے ہیں جو خدا کے نزدیک ایک پیر ضعیف زار و نزار اور خستہ کی برابر بھی قدر نہیں رکھتے ⁂

اور امام محمد تقی علیہ السلام کا قول ہے کہ اخلاص افضل عبادت ہے ⁂

اور امام علی نقی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اگر لوگ وادیوں اور غاروں میں سے چلیں تو میں اس شخص کے رستے پر چلونگا جو اپنے خدائے وحدہٗ لاشریک کی خالص مخلص عبادت کرتا ہو ⁂

اور امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اگر میں تمام دُنیا کو ایک لقمہ بناؤں اور اسکو خدا کی خالص عبادت کرنے والے کو کھلادوں تو بھی میں خیال کرتا ہوں کہ مینے اسکے حق میں کمی کی اور اگر کافر کو اس (دُنیا) سے منع کروں یہانتک کہ وہ بھوکا پیاسا مرجائے اور میں اسکو دُنیا سے ایک پیاس بھر پانی پلادوں تو بھی سمجھتا ہوں کہ مینے فضول خرچی کی ⁂

اور خدا فرماتا ہے وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا یعنی والدین کے ساتھ نیکی کرو ⁂

جناب رسالتمآب نے فرمایا ہے کہ تمہارے والدین سے بہتر اور ان سے بڑھ کر تمہاری شکر گذاری کے حق دار محمدؐ اور علیؑ ہیں ⁂

اور علیؑ ابن ابی طالب علیہ السلام نے روایت کی ہے کہ مینے رسولخدا کو کہتے سُنا ہے کہ میں اور علیؑ اس اُمت کے دو باپ ہیں اور ہمارا حق ان والدین سے جو انکی ہستی کا باعث ہیں بہت زیادہ ہے کیونکہ ہم ان کو اگر وہ ہماری اطاعت کریں آتش جہنم سے چھڑا کو بہشت میں کہ وہ دارالقرار ہے پہنچا دینگے اور درجہ غلامی سے نکال کر نہایت نیک آزاد لوگوں سے ملحق کرینگے ⁂

اور فاطمہ زہرا علیہا السلام نے فرمایا ہے کہ محمدؐ اور علیؑ اس اُمت کے دو باپ ہیں جو انکی ناراستی اور کجی کو سیدھا کرتے ہیں اور اگر یہ لوگ ان کی اطاعت کریں تو عذابِ دائمی سے ان کو نجات دیتے ہیں اور اگر ان سے موافقت رکھیں تو بہشت کی دائمی نعمتوں کو ان کے لئے مباح کرتے ہیں ؛

اور امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ محمدؐ اور علیؑ اس امت کے دو باپ ہیں پس خوش حال اس شخص کا جو ان کے حق کا عارف ہو اور ہر حال میں ان کی اطاعت کرے کیونکہ خدا اس کو اپنی جنت کے اعلےٰ باشندوں اور ساکنین میں سے قرار دیگا اور اپنی کرامتوں اور خوشنودی سے اسکو بہرہ ور اور کامیاب فرمائیگا ؛

اور امام حسین علیہ السلام نے فرمایا ہے جو شخص اپنے دو افضل باپوں یعنی محمدؐ اور علیؑ کا حق پہچانے اور ان کی اطاعت کرے جو اطاعت کرنے کا حق ہے قیامت کے دن اس سے کہا جائیگا جا بہشت میں جہاں تیرا جی چاہے چین سے رہ ؛

اور امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اگر والدین کا اپنی اولاد پر ان کے احسانات کی وجہ سے بڑا حق ہے تو چونکہ محمدؐ اور علیؑ کا احسان اس اُمت پر بہت ہی زیادہ اور بزرگ ہے اس لئے وہ دونوں اسکے باپ ہونے کے زیادہ حقدار اور سزاوار ہیں اور انکے حق کی رعایت نہایت ضروری ہے

اور امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو کوئی خدا کے نزدیک اپنی قدر و عزت کو معلوم کرنا چاہے اس کو غور کرنا چاہیئے کہ محمدؐ اور علیؑ جو اس اُمت کے دو افضل باپ ہیں انکی میرے نزدیک کتنی قدر و منزلت ہے (یعنی جتنی ان کی قدر اس کے نزدیک عظیم ہے اسی نسبت سے اسکی قدر خدا کے نزدیک بزرگ تر ہے) ؛

اور امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے جو کوئی اپنے دو افضل باپوں محمدؐ اور علیؑ کے حق کی رعایت کرے اس کو اپنے نفسانی والدین اور باقی بندگان خدا کے حقوق میں کمی کرنا کچھ ضرر نہیں پہنچاتا کیونکہ وہ دونوں بزرگوار باپ قیامت کے دن سب کو اپنی سعی و کوشش سے اس شخص سے رضامند کرا دینگے ؛

اور امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا ہے نماز گزار کو اس کی نماز کا ثواب اسکے اپنے دو افضل باپوں محمدؐ اور علیؑ کی تعظیم کرنے کے موافق ملتا ہے یعنی جس قدر وہ ان کی تعظیم میں زیادتی

کرتا ہے اسی کے موافق اس کے ثواب میں زیادتی ہوتی ہے ۔

اور امام رضا علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ آیا تم میں سے کسی کو اپنے جسمانی والدین سے جُدا کیا جانا بُرا معلوم نہیں ہوتا حاضرین نے عرض کی خدا کی قسم بیشک بُرا معلوم ہوتا ہے فرمایا پس اس شخص کو یہ کوشش کرنی چاہیئے کہ اپنے ان دو باپوں سے جو جسمانی والدین سے افضل ہیں الگ نہ کیا جائے ۔

اور امام محمد تقی علیہ السلام سے کسی شخص نے عرض کی میں محمدؐ اور علیؑ کو ایسا دوست رکھتا ہوں کہ اگر مجھ کو ٹکڑے ٹکڑے اور قینچی سے کاٹ کر ریزہ ریزہ بھی کر دیا جائے تو بھی میں انکی محبت سے دست بردار نہ ہونگا حضرتؑ نے فرمایا کہ محمدؐ و علیؑ بھی تجھ کو تیری محبت کے موافق عوض عطا کرینگے کہ قیامت کے دن تیرے لئے ایسے مراتب عالیہ اور درجات عظیمہ کی درخواست کرینگے کہ تیری محبت کا سارا عمل ان کے لاکھویں جزو کے برابر بھی نہ ہوگا ۔

اور امام علی نقی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جس شخص کے نزدیک اسکے دو دینی باپ محمدؐ اور علیؑ اسکے نسبی والدین سے گرامی تر نہ ہوں خدا کے نزدیک اس کی ذرا بھر عزت و حرمت نہ ہوگی ۔

اور امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو کوئی اپنے دو دینی باپوں کی اطاعت کو اپنے نسبی والدین کی اطاعت پر اختیار کرے خداوند متعال اس کو خطاب کرتا ہے کہ میں تجھ کو اختیار کرتا ہوں جیسا کہ تو نے ان دونوں کو اختیار کیا اور تجھ کو تیرے دو دینی باپوں کے حضور میں مشرف کرتا ہوں جیسا کہ تو نے اپنے نسبی والدین کی محبت پر ان کی محبت کو اختیار کر کے اپنے نفس کو مشرف کیا ۔

بعد ازاں امام علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ قول خدائے عز و جل وَ ذِی الْقُرْبٰی میں الدین کے قریبی رشتہ دار مراد ہیں اور بندے کو حکم دیا گیا ہے کہ ان کے حقوق پہچانے چنانچہ بنی اسرائیل سے اس بات پر عہد لیا گیا تھا اور اے اُمت محمدؐ تم سے بھی عہد و پیمان لیا گیا ہے کہ محمدؐ کے قرابت کا حق پہچانو اور وہ اقربا ائمہ طاہرینؑ ہیں جو آنحضرتؐ کے بعد ہوئے نیز وہ لوگ جو ان حضرات علیہم السلام کے بعد برگزیدگان دین میں سے ان سے ملحق ہیں ۔

اور جناب رسالتمآبؐ نے فرمایا ہے کہ جو کوئی اپنے والدین کے خویش و اقارب کے حق کی رعایت کرے خدا بہشت میں ہزار درجے اس کو عطا کریگا کہ ہر دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہوگا کہ

تیزرو گھوڑا اسّو سال میں اس کو طے کر سکے ایک درجہ چاندی کا ہوگا اور ایک سونے کا اور ایک مرواریدکا اور ایک زبرجد کا اور ایک زمرد کا اور ایک مشک کا اور ایک عنبر کا اور ایک کافور کا غرض یہ درجات انہی مختلف اقسام کی چیزوں سے بنے ہوئے ہیں ۰

اور جو کوئی محمدؐ اور علیؑ کے خویش و اقارب کے حقوق کی رعایت کرے اللہ تعالیٰ اسکے درجات اور ثوابوں میں اسقدر زیادتی کرتا ہے جسقدر کہ محمدؐ اور علیؑ کو اسکے نسبی والدین پر فضیلت اور بزرگی حاصل ہے ۰

اور جناب فاطمہ زہراؑ نے ایک عورت سے فرمایا کہ اپنے دو دینی باپوں محمدؐ اور علیؑ کو خوشنود اور رضامند کر خواہ نسبی والدین ناخوش ہوں اور اپنے دو دینی باپوں کو غضبناک کرکے نسبی والدین کو رضامند مت کر کیونکہ اگر تیرے نسبی والدین تجھ سے ناراض ہونگے تو محمدؐ اور علیؑ اپنی ایک ساعت کی طاعت کے دس ہزارویں حصہ کا ثواب ان کو دیکر تجھ سے رضامند کرا دینگے اور اگر تیرے دو نو دینی باپ تجھ سے ناراض ہوں تو تیرے نسبی والدین ان کے خوش کرنے پر قادر نہیں ہیں تمام دنیا کی طاعتوں کا ثواب ان کے غضب کی برابری نہیں کر سکتا ۰

اور امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ تجھ پر اپنے دو دینی باپوں محمدؐ اور علیؑ کے قریبیوں سے نیکی کرنا لازم ہے اگرچہ تو اپنے نسبی والدین کے اقربا کے حقوق کو ضائع کرے اور خبردار اپنے نسبی والدین کے قریبی رشتہ داروں کے حقوق کی تلافی کرنے میں اپنے دو دینی باپوں کے اقارب کے حقوق کو ہرگز ہرگز ضایع نہ کرنا اس لئے کہ اس جماعت کا تیرے دو دینی باپوں محمدؐ اور علیؑ کے آگے تیرا شکرگزار ہونا ان نسبی رشتہ دارونکے تیرے نسبی والدین کے آگے شکرگزار ہونے سے زیادہ فائدہ مند ہے کیونکہ جب تیرے دو دینی باپوں کے قریبی رشتہ داران کے پاس تیرے شکرگزار ہونگے تو انکی ایک تھوڑی سی نظر شفقت کرنے سے تیرے تمام گناہ زائل ہو جائینگے اگرچہ وہ اتنے زیادہ ہوں کہ ثرےٰ اور عرش کے مابین کو پُر کر دیں اور اگر تو نے دو دینی باپونکے اقارب کے حقوق کو چھوڑ کر نسبی والدین کے اقربا کے حقوق ادا کئے ہوں تو ان کی شکرگزاری تجھ کو کچھ نفع نہ بخشے گی ۰

اور امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ہمارے دو دینی باپونکے قریبیوں اور انکے دوستونکے حقوق کا ادا کرنا نسبی والدین کے قریبیونکے حقوق کے ادا کرنے سے زیادہ سزاوار ہے کیونکہ ہمارے دو دینی باپ محمدؐ اور علیؑ ہم سے ہمارے نسبی والدین کو رضامند کرا دینگے اور ہمارے نسبی

والدین ہمارے دو دینی باپوں محمدؐ اور علیؑ کو ہم سے رضامند کرانے پر قادر نہیں ہیں ۔

اور امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جس شخص کے نزدیک اسکے دو دینی باپ محمدؐ اور علیؑ اور انکے اقربا اپنے نسبی والدین اور انکے قریبی رشتہ داروں سے زیادہ برگزیدہ اور مکرم ہیں حق تعالیٰ اسکو خطاب کرتا ہے اے میرے بندے تُو نے افضل کو فضیلت دی مَیں بھی تجھ کو افضل قرار دونگا اور تو نے ان لوگوں کو اختیار کیا جن کا اختیار کرنا بہتر تھا پس مناسب یہ ہے کہ مَیں تجھ کو بہشت میں اپنے دوستوں کا ہم نشین اور ہم صحبت بناؤں ۔

اور امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو کوئی تنگدستی کے باعث پدران دینی و نسبی دونو کے قریبیونکے حقوق کی رعایت نہ کر سکے اس کو چاہیئے کہ پدرانِ دینی کے قریبیونکے حقوق کی رعایت کو نسبی والدین کے قریبیوں پر مقدم کرے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرشتوں سے فرمائیگا جس طرح اس نے اپنے دونو دینی باپوں کے اقربا کو نسبی والدین کے اقربا پر مقدم رکھا اسی طرح اس کو میرے بہشتوں کی طرف مقدم رکھو الغرض اس کے لئے جو کچھ پہلے مہیا کیا گیا تھا اس سے دس لاکھ گنا اس میں اور زیادہ کریں ۔

اور امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اگر کسی شخص کے سامنے دو سودے پیش کئے جائیں اور کل ہزار درہم اسکے پاس ہوں اور وہ ایک سودے کو کافی ہو سکتے ہوں اب وہ پُوچھے کہ ان دونوں میں سے کونسے سودے میں زیادہ نفع ہے اور لوگ اسکو جواب دیں کہ اس سودے کے خریدنے میں دوسرے سودے کی نسبت ہزار گنا فائدہ ہوگا اب بمقتضائے عقل اسکو بہتر سودا اختیار کرنا چاہیئے یا نہیں ؟ حاضرین نے عرض کی بیشک حضرتؑ نے فرمایا تو بس اسی طرح نسبی والدین پر اپنے دونو دینی باپوں کے اختیار کرنے کا ثواب اس سے بدرجہا بڑھ کر ہے ۔

اور ایک شخص نے امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی یا حضرتؑ آپ چاہتے ہیں کہ میں آپکو زیانکار و پسماندہ شخص سے آگاہ کروں فرمایا وہ کون ہے عرض کی فلاں شخص کے پاس دس ہزار اشرفیاں تھیں اسنے وہ اشرفیاں دے کر انکی عوض میں دس ہزار درہم لے لئے یہ سُنکر حضرتؑ نے فرمایا اگر وہ دس ہزار اشرفیاں ہزار درہم کو بیچے تو اسکو اس سے زیادہ نقصان ہوگا یا نہیں حاضرین نے عرض کی بیشک زیادہ نقصان ہوگا فرمایا کیا مَیں تم کو ایسی صورت بتاؤں جس کا

نقصان اور اسکی حسرت اس سے بھی زیادہ ہو حاضرین نے عرض کی فرمائیے فرمایا اگر اسکے پاس ہزار پہاڑ سونے کے ہوں اور وہ ان کو ہزار حبہ کھوٹی چاندی کے عوض بیچ ڈالے آیا اس صورت میں اس کو پہلے کی نسبت بہت زیادہ نقصان اور حسرت نہ ہوگی حاضرین نے عرض کی بیشک پھر فرمایا آیا اس سے بھی زیادہ تر نقصان اور حسرت کی صورت سے تم کو مطلع کروں انہوں نے عرض کی فرمائیے۔ فرمایا اس سے بڑھ کر زیانکار اور پرحسرت وہ شخص ہے جو بمروا احسان کرنے میں اپنے نسبی والدین کے قریبیوں کو اپنے دو دینی باپوں محمدؐ اور علیؑ کے قریبیوں پر فوقیت دیوے اسکا سبب یہ ہے کہ محمدؐ اور علیؑ کے اقربا کو نسبی والدین کے اقربا پر اس سے زیادہ فضیلت حاصل ہے جتنی کہ سونے کے ہزار پہاڑوں کو ہزار حبہ کھوٹی چاندی پر ۔

اور امام محمد تقی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو کوئی اپنے دینی باپوں محمدؐ اور علیؑ کے قریبیوں کو اپنے نسبی والدین کے قریبیوں پر اختیار کرے اللہ تعالےٰ قیامت کے دن سب کے سامنے اسکو اپنی کرامت کے خلعتوں سے مشہور اور سرفراز فرما کر اسکو اپنے تمام بندوں پر شرف عطا فرمائیگا۔ سوا اس شخص کے جو اس فضیلت میں اس کی مثل یا اس سے بڑھ کر ہو ۔

اور امام علی نقی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ دونو دینی باپوں محمدؐ اور علیؑ کے قریبیوں کو نسبی والدین کے قریبیوں پر ترجیح دینا جلال خداوندی کی تعظیم میں داخل ہے اور نسبی والدین کے اقربا کو دونو دینی باپوں کے اقربا پر ترجیح دینا حقارت جلال خداوند متعال کو شامل ہے ۔

اور امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ایک شخص کا کنبہ بھوکا تھا وہ ان کے واسطے کچھ کمانے گھر سے نکلا اور ایک درہم کمایا اور روٹی سالن خرید کر گھر کو روانہ ہوا راہ میں ایک مرد اور ایک عورت سے جو محمدؐ اور علیؑ کے قریبیوں میں سے تھے ملاقات ہوئی اور وہ دونو بھوکے تھے یہ دیکھ کر اس نے دل میں کہا کہ یہ میرے قریبیوں سے زیادہ مستحق ہیں یہ سوچ کر وہ روٹی اور سالن جو خرید کیا تھا ان کو دے ڈالا۔ اور حیران تھا کہ گھر والوں کو کیا جواب دونگا کہ جو درہم کمایا تھا وہ کیا کیا۔ اسی فکر میں آہستہ آہستہ چل کر تھوڑی دور گیا تھا کہ ناگاہ ایک قاصد کو دیکھا کہ اس کو تلاش کرتا پھرتا ہے جب اس کو پتا لگا

تو ایک چٹھی اور پانسو اشرفیوں کی تھیلی اس کو دی اور کہا کہ یہ تیرے چچیرے بھائی کا جو مصر میں فوت ہوگیا ہے بقیہ مال ہے اور ایک لاکھ دینار اس کے تاجران مکہ و مدینہ کے ذمے قرض ہیں اور اس سے بہت زیادہ جائداد اور زمینیں اور مال مصر میں ہیں الغرض وہ پانسو اشرفیاں لے کر گھر گیا اور اپنے عیال کے لئے خوب ساز و سامان کیا جب رات کو سویا خواب میں محمدؐ اور علیؑ کو دیکھا کہ فرماتے ہیں تُو نے جو ہمارے قریبیوں کو اپنے قریبیوں پر ترجیح دی تو دیکھ ہم نے بھی تجھ کو کیسا غنی اور مالدار کر دیا پھر مکہ اور مدینہ میں وہ لاکھ دینار جس جس شخص کے ذمے تھے ان میں سے ہر ایک محمدؐ اور علیؑ کو خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں اگر تُو نے صبح کو فلاں شخص کا جو حق میراث تیرے ذمے ہے اس کو نہ پہنچایا تو صبح ہم تجھ کو ہلاک اور مستاصل کر ڈالینگے اور تیری نعمت کو تجھ سے زائل کر دینگے اور تجھ کو تیرے جاہ و حشم سے الگ کر دینگے۔ آخر کار جب صبح ہوئی تو ہر ایک قرضدار اپنے اپنے قرض کے موافق رقم لے کر اسکے پاس حاضر ہوا اور وہ لاکھ دینار اسی روز جمع ہوگئے اور مصر میں جس جس کے پاس اس کا مال تھا آپ دونو حضراتؑ ان کو خواب میں نظر آئے اور نہایت تہدید اور تاکید سے حکم دیا کہ جہانتک ہو سکے بہت جلد اس شخص کا مال اس کو پہنچاؤ بعد ازاں پھر دونو حضراتؑ اُس مرد مومن (جس نے قرابت رسولؐ کو اپنی قرابت پر فوقیت دی تھی) کے خواب میں تشریف لائے اور فرمایا تو نے صنعت الٰہی کو اپنی نسبت کیسا پایا ہم نے سب مصریوں کو جنکے پاس تیرا مال تھا حکم دیدیا ہے کہ وہ بہت جلد تیرے پاس پہنچاویں۔ اب اگر تیرا منشا ہو تو ہم حاکم مصر کو حکم دیں کہ وہ تمہاری زمینوں اور مُلکوں کو فروخت کر کے ان کا روپیہ تیرے پاس مدینہ میں بھجوا دے کہ تو انکی عوض یہاں املاک و جائداد خرید لے اس نے عرض کی ہاں میں چاہتا ہوں۔ الغرض محمدؐ اور علیؑ نے عالم رؤیا میں حاکم مصر کو حکم دیا کہ اسکی املاک کو فروخت کر کے روپیہ اسکے حوالے کرے حاکم نے وہ تمام املاک تین لاکھ دینار میں فروخت کر کے قیمت اسکے پاس بھیجدی اور وہ شخص تمام اہل مدینہ سے زیادہ مالدار ہوگیا پھر رسولؐ خدا نے اس سے خواب میں فرمایا تُو نے جو میری قرابت کو اپنی قرابت پر ترجیح دی یہ تو اسکی جزا دُنیا میں ہے اور آخرت میں

اس مال کے ہر حصّہ کی عوض بہشت میں ہزار ہزار محل عطا کرونگا ان میں سب سے چھوٹا محل تمام دُنیا سے بہت بڑا ہوگا اور ان کا ایک سُوئی برابر حصّہ دُنیا و مافیہا سے بہتر ہوگا۔

اور جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے وَالْيَتَامٰى کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ خدائے عزوجل نے یتیموں سے نیکی کرنے کی ترغیب اس لئے دی ہے کہ وہ اپنے باپوں سے جدا ہو گئے ہیں پس جو کوئی انکی حفاظت کرے خدا اسکی حفاظت کرتا ہے اور جو کوئی ان کا اکرام و اعزاز کرتا ہے اللہ تعالیٰ اُس کا اعزاز و اکرام فرماتا ہے اور جو کوئی محبّت اور مہربانی سے یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرے حق تعالیٰ اُس شخص کو ہر بال کی عوض جو اسکے ہاتھ کے نیچے ہیں بہشت میں ایک محل عطا کریگا جو دُنیا و مافیہا سے زیادہ تر وسیع ہوگا اور وہاں ہر قسم کی نعمتیں اس کے لئے مہیا ہونگی اور وہ ان سے متلذذ اور کامیاب ہوگا وَفِيْهَا مَا تَشْتَهِي الْاَنْفُسُ وَتَلَذُّ الْاَعْيُنُ وَهُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ اور جنّت میں ہر قسم کی چیزیں موجود ہیں جن کی بہشتی لوگوں کے نفس خواہش کرتے ہیں اور ان کی آنکھیں ان سے لذّت پاتی ہیں اور وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

پھر امام علیہ السلام نے فرمایا سب یتیموں سے بڑا وہ یتیم ہے جو اپنے امام سے جُدا ہو جائے اور اسکے پاس نہ پہنچ سکے اور جن مسائل شرعی کی اس کو ضرورت پڑتی ہے ان میں اسکو یہ معلوم نہ ہو کہ امام کا حکم کیا ہے پس جو شخص ہمارے علوم کا عالم ہو اور یہ جاہل شریعت جو ہماری حضوری سے دُور ہے اسکے پاس ہو اسکو چاہیئے کہ اسکو ہدایت کرے اور آگاہ ہو کہ جو کوئی اُسکو ہدایت کرے اور راہ راست پر لگائے وہ جنّت کے اعلیٰ طبقے میں ہمارا رفیق اور ہمنشین ہوگا اس حدیث کو مجھ سے میرے باپ نے بیان کیا اور انھوں نے اپنے آبائے کرام کی زبانی رسولِ خدا سے روایت کی ہے۔

اور جناب امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ہمارے شیعوں میں جو کوئی ہماری [illegible] کا عالم ہو اور ہمارے ضعیف شیعوں کو انکی تاریکی جہالت سے نکال کر اس علم کی روشنی کی طرف لائے جو ہم نے اسکو عطا کیا ہے قیامت کے دن وہ شخص اس طرح وارد محشر ہوگا کہ نور کا ایک تاج اسکے سر پر ہوگا جسکی روشنی تمام اہل محشر تک پہنچیگی اور ایسا حُلّہ زیب تن کئے ہوگا کہ تمام دُنیا و مافیہا

اسکے ادنے تار کی قیمت کا مقابلہ بھی نہیں کر سکتی پھر ایک منادی ندا کریگا اے بندگانِ خدا آگاہ ہو یہ عالم آلِ محمدؐ میں سے کسی کا شاگرد ہے جن جن کو دُنیا میں اس نے حیرتِ جہالت سے نکالا ہے ان کو چاہیئے کہ اس کے نور سے متمسک ہو جائیں تاکہ یہ ان کو اس عرصۂ محشر کی حیرت ظلمت سے نکال کر گلگشت جناں کی طرف لے جائے الغرض جس جس کو اس نے کوئی امر خیر تعلیم کیا ہوگا یا جس کے دل سے جہالت کا قفل کھولا ہوگا یا کسی شبہ کو رفع اور واضح کیا ہوگا ان سب کو وہاں سے نکال کر بہشت میں لے جائیگا ۔

اور ایک عورت نے جناب فاطمہ زہرا صدیقہ کبریٰ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ میری ماں ضعیف ہے اور نماز کے ایک مسئلہ میں اسکو کچھ شبہ ہو گیا ہے اسکے دریافت کرنے کے لئے مجھ کو آپ کی خدمت میں بھیجا ہے جناب صدیقہ نے اس مسئلہ کا جواب دیا اسنے پھر پوچھا اس معصومہ نے پھر جواب دیا اسنے پھر دریافت کیا آپ نے پھر جواب دیا یہانتک کہ اس نے دس بار تکرار کیا اور برابر جواب پایا پھر اس عورت نے کثرت سوال سے شرمندہ ہو کر عرض کی اے بنت رسولؐ میں اب آپ کو تکلیف دینا نہیں چاہتی جناب فاطمہؑ نے اس سے فرمایا کوئی مضائقہ نہیں جو جی میں آئے پوچھ اگر کسی شخص کو ایک لاکھ اشرفی اُجرت مقرر کر کے کہا جائے کہ اس بھاری بوجھ کو کوٹھے پہ چڑھا دے کیا اسکو یہ بات ناگوار گزرے گی اسنے عرض کی کوئی نہیں فرمایا میرے واسطے ہر مسئلہ کی عوض اسقدر موتی اُجرت میں مقرر ہوئے ہیں جو فرش سے لے اور عرش کے درمیانی خلا کی پُری سے بھی زیادہ ہوں اسلئے مجھ کو مسائل کا جواب دینا بدرجہا اولے ناگوار نہ معلوم ہونا چاہیئے اور میں نے اپنے والد بزرگوار صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو یہ بات فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ قیامت کے دن ہمارے علماء شیعہ کو ان کے کثرت علوم اور ہدایت بندگان میں ان کی سعی و کوشش کے موافق خلعتہائے کرامت عطا ہونگے یہانتک کہ ایک ایک پر ہزار حلّے نور کے ہونگے پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک منادی ندا کریگا اے تیمیانِ آلِ محمدؐ کی کفالت اور پرورش کرنے والو جبکہ وہ اپنے آبائے حقیقی یعنی ائمہ کرام علیہم السلام سے جدا ہو گئے تھے یہ تمہارے شاگرد اور وہ تیمیم جن کی تم نے کفالت اور پرورش کی ہے حاضر ہیں پس جس طرح تم نے دُنیا میں خلعتہائے علوم سے ان کو مزین کیا تھا اسی طرح اب خلعتہائے جنت سے آراستہ کرو تب وہ علماء ان تیموں اور شاگردوں کو انکی تحصیل علوم کے

مطابق علائے حسب مراتب خلعت پہنائینگے یہاں تک کہ بعض یتیم لاکھ لاکھ خلعت پا جائیں گے اسی طرح یہ یتیم اپنے شاگردوں کو خلعت تقسیم کرینگے - بعد ازاں خدا پھر حکم کریگا کہ ان یتیموں کی کفالت کرنے والے علماء کو پھر خلعت دو تب ان کو خلعت ملیں گے یہاں تک کہ ان کے خلعت پورے کرکے ان کو دگنا کر دیا جائیگا - اور شاگردوں کو تقسیم کرنے سے پہلے جس قدر خلعت ان کے پاس ہونگے اس قدر پورے کرکے دوچند کر دیا جائیگا اسی طرح علائے قدر مراتب ان کے خلعت یافتہ شاگردوں کا حال ہوگا ۔

پھر جناب فاطمہ نے اس عورت سے فرمایا اے کنیز خدا ان خلعتوں کا ایک تار ان تمام اشیائے جن پر آفتاب چمکتا ہے لاکھ مرتبہ افضل اور اعلیٰ ہے کیونکہ وہ چیزیں مکدر اور منغص ہیں ۔

اور امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہے جو کوئی کسی یتیم آل محمدؐ کی جو اپنے آقاؤں اور اماموں سے الگ ہو اور صحرائے جہالت میں سرگردان و پریشان ہو کفالت کرے کہ اسکو اسکی جہالت سے نکالے اور اسکے امور مشتبہ کو اس پر واضح کرے اسکو اس شخص پر جو کسی یتیم کا کفیل ہو کر اس کو کھانا کھلائے اور پانی پلائے اس قدر فضیلت ہے جیسے آفتاب کو سہا ستارے پر ۔

اور امام حسین ابن علی علیہما السلام نے فرمایا ہے کہ جو کوئی ہمارے کسی یتیم کی جس کو ہمارے پوشیدہ ہونے نے ہم سے جدا کیا ہے کفالت کرے اور اسکو ہمارے علوم جو اسکے پہنچے ہیں تعلیم کرے یہاں تک کہ اس کو راہ راست اور طریق مستقیم پر لے آئے اللہ تعالیٰ اس سے فرماتا ہے اے میرے کریم اور غمخوار بندے میں کرم و بخشش کے لئے اولیٰ تر ہوں اے میرے فرشتو اس کے لئے ہر حرف کی عوض جو اس نے تعلیم کئے ہیں لاکھ محل بہشت میں تیار کر دو اور تمام قسم کی نعمتیں جو وہاں کے مناسب ہوں ان میں مہیا کرو ۔

اور امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ خدا نے حضرت موسیٰ پر وحی نازل کی کہ اے موسیٰ مجھ کو میری مخلوق کا محبوب بنا اور میری مخلوق کو میرا محبوب کر موسیٰ نے عرض کی اے پروردگار میں کس طرح کروں ارشاد ہوا کہ ان کو میری نعمتیں اور بخششیں یاد دلا اگر تو میرے دروازے سے کسی بھاگنے والے یا میری درگاہ سے کسی بھٹکے ہوئے کو میری طرف پھیر لائے تو یہ عمل تیرے لئے سو برس کی عبادت سے کہ دن کو روزہ رکھا اور راتوں کو محراب عبادت میں

کھڑا رہے بہتر اور افضل ہے۔ عرض کی اے پروردگار وہ بندہ کونسا ہے جو تجھ سے گریز کرتا ہے وحی ہوئی جو عصیان اور سرکشی کرتا ہے موسیٰ نے عرض کی وہ بندہ کونسا ہے جو تیری درگاہ سے بھٹکا ہوا ہے فرمایا وہ شخص جو اپنے زمانہ کے امام کو نہیں پہچانتا جو شریعت کے طریقے اور وہ امور جن سے عبادت پروردگار کی جائے اور جن کی وجہ سے خدا کی رضامندی سے متوسل ہو سکے تعلیم کرتا یا بعد اس کے کہ اس کو پہچان لیا ہے اس سے دُور ہو گیا ہے اور اس کے دین کے طریق سے ناواقف ہے +

اور امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا ہے ہمارے علماء شیعہ کے گروہ کو ثواب اعظم اور جزائے اوفر کی بشارت دو +

اور امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے عالم اس شخص کی مانند ہے جسکے ساتھ شمع ہو کہ وہ اس سے لوگوں کو روشنی پہنچاتا ہے پس جس کسی کو اپنی شمع سے روشنی پہنچاتا ہے وہ اسکے لئے نیک دُعا کرتا ہے اسی طرح عالم اپنی شمع علم سے جہالت اور حیرت کی تاریکی کو زائل کرتا ہے پس جس کسی کو وہ اپنی شمع کی روشنی پہنچاتا ہے اور وہ اس کے سبب حیرت سے نکلتا ہے یا جہالت سے نجات پاتا ہے وہ شخص آتش جہنم سے اس کا آزاد کردہ ہے اور اللہ تعالیٰ اس عالم کو اس کی جزا میں اس شخص کے جسکو اسنے آتش جہنم سے آزاد کیا ہے ہر بال کی عوض اس قدر ثواب عطا کریگا جو لاکھ تھیلیاں صدقہ کرنے کے ثواب سے بہتر ہو گا جو ایسی جگہ صرف کی جائیں جہاں کے لئے خدا نے حکم نہ دیا ہو بلکہ اس قسم کا صدقہ اسکے دینے والے پر وبال ہو گا لیکن اللہ تعالیٰ اسکو اس قدر ثواب عطا فرمائیگا جو کعبہ کے سامنے نماز ادا کرنے کے ثواب سے زیادہ ہو گا +

اور امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے ہمارے شیعہ عالم اس حد میں چڑھائی کرنے والے ہیں جو ابلیس اور اسکے جنگجو دیوؤں کی سرحد سے ملتی ہے اور ان کو ہمارے ضعیف شیعوں پر خروج کرنے سے باز رکھتے ہیں اور ابلیس اور گروہ نواصب کو ان پر مسلط نہیں ہونے دیتے پس جو کوئی ہمارے شیعوں میں سے اس کام کے لئے مستعد ہو وہ اہل روم و ترکستان و خزر کے ساتھ جہاد کرنے والوں سے لاکھ مرتبہ بہتر ہے کیونکہ یہ ہمارے محبوں کے دین کو دشمنان دین کے حملوں سے بچاتے ہیں اور وہ ان کے بدنوں سے دشمنوں کے رنج و آزار کو دُور کرتے ہیں +

اور امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ایک عالم جو ہمارے کسی یتیم کو جو ہماری صحبت سے الگ ہے ایسی تعلیم دے کہ جس کی اس کو ضرورت ہے گمراہی اور جہالت سے چھڑاتا ہے وہ ابلیس پر ہزار عابد سے زیادہ گراں ہے کیونکہ عابد صرف اپنے نفس کو بچانا چاہتا ہے اور عالم یہ چاہتا ہے کہ اپنے نفس کو نیز دیگر بندگان و کنیزان خدا کو ابلیس اور اس کے سرکش شاگردوں کے ہاتھ سے نگاہ رکھے اور اسی طرح خدا کے نزدیک وہ لاکھ عابدوں سے بہتر ہے ۔

اور امام رضا علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن عابد سے کہا جائیگا کہ تو بہت اچھا آدمی تھا کہ تو نے اپنے نفس کی غمخواری کی اور لوگوں کو اپنی تکلیف سے بچایا پس تو جا اور بہشت میں داخل ہو حالانکہ اس عالم نے لوگوں پر اپنی خیر کو جاری کیا ہے اور ان کو دشمنوں کے ہاتھ سے چھڑایا ہے اور جنت کی نعمتوں کو ان پر زیادہ لیا ہے اور خوشنودی خدا کو انکے لئے حاصل کیا ہے پھر اس عالم کو خطاب ہوگا اے یتیمان آل محمدؐ کی کفالت کرنے والے اور انکے ضعیف محبوں اور دوستوں کو ہدایت کرنے والے ذرا توقف کر اور جس جس نے تجھ سے کچھ حاصل کیا ہے یا کچھ سیکھا ہے انکی شفاعت کر یہ ندا سن کر وہ ٹھیر جائیگا اور ان کی شفاعت کرنیکے بعد جنت میں داخل ہوگا اور اسکے ہمراہ دس قیام[1] آدمی ہونگے اور یہ وہ لوگ ہونگے جنہوں نے اس سے علوم حاصل کئے ہونگے اور قیامت تک جو اسکے شاگردوں کے شاگرد ہوتے رہے ہونگے اب تم دیکھو کہ ان دونو درجوں میں کتنا فرق ہے ۔

اور امام محمد تقی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو لوگ یتیمان آل محمدؐ کی کہ جو اپنے امام سے جدا ہوں اور اپنی جہالت میں متحیر اور سرگرداں ہوں اور اپنے شیطانوں اور ہمارے دشمن ناصبیوں کے ہاتھ میں گرفتار ہوں، کفالت کریں اور ان کو ان کے پنجے سے چھڑائیں اور ان کو ان کی حیرت اور سرگردانی سے نجات دیں اور شیاطین کے وسوسوں کو رد کرکے ان کو مغلوب کریں اور اپنے پروردگار کی حجتوں اور اپنے اماموں کی دلیلوں کے ذریعہ ناصبیوں پر غالب آئیں ان کو خدا کے نزدیک بندوں پر آسمان کے زمین سے افضل ہونے اور عرش کرسی اور حجابوں سے زیادہ تر فضیلت حاصل ہے اور ان کو عابد پر ایسی فضیلت ہے جیسی چودھویں رات کے

---

[1] قیام آدمیوں کا گروہ اور حدیث میں ایک لاکھ فرمایا ہے ۔ کذا فی مجمع البحرین ۔ مترجم عفی عنہ

چاند کو آسمان کے ایک مدھم ستارے پر ۔

اور امام علی نقی علیہ السلام نے فرمایا ہے اگر تمہارے قائم علیہ السلام کی غیبت کے بعد ایسے علماء جو لوگوں کو اس کی طرف دعوت کرتے ہیں اور ان کو اسکی طرف رہبری کرتے ہیں اور دلائل و براہین الہٰی کے ساتھ اسکے دین کی حفاظت کرتے ہیں اور خدا کے ضعیف بندوں کو ابلیس اور اس کے سرکش شاگردوں اور ناصبیوں کے دام فریب سے نکالتے ہیں موجود نہ ہوتے تو کوئی فرد بشر دین خدا پر قائم نہ رہتا اور سب مرتد ہو جاتے لیکن وہ ضعیف شیعوں کے دلوں کی باگ ڈور کو تھامتے ہیں جیسے ملاح اپنی کشتی کے دنبالہ کو تھاما کرتا ہے یہی لوگ خدا کے نزدیک افضل اور اعلیٰ ہیں ۔

اور امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ہمارے علمائے شیعہ جو ہمارے ضعیف محبوں اور دوستوں کی خبر گیری کرتے ہیں وہ قیامت کے دن اس طرح وارد محشر ہونگے کہ ہر ایک کے سر پر ایک خوبصورت تاج دھرا ہوگا کہ نور اس سے ساطع ہوتا ہوگا اور ان تاجوں کے نور تمام میدان قیامت میں جسکا دورہ تین لاکھ برس کی راہ ہوگی پھیل جائینگے اور جس جس یتیم کی انہوں نے کفالت کی ہے اور علم کے نور سے اسکو تاریکی جہالت سے نجات دی ہے اور گمراہی اور دھوکے کی حیرت سے اسکو نکالا ہے وہ سب انکے نوروں کی ایک ایک شاخ میں چمٹ جائینگے اور وہ ان کو اُٹھا کر اتنا بلند کریگا کہ فوق جنان کے مقابل ہو جائینگے پھر ان کو ان کی منزلوں میں جو ان کے اُستادوں اور معلموں کے ہمسایہ اور ان اماموں کے حضور میں جنکی طرف ان کو بلایا جاتا تھا ان کے واسطے تیار کی گئی ہونگی لیجا کر اُتار دینگے اور جس جس ناصبی کو انکے تاجوں کی شعاعیں پہنچینگی وہ اندھے بہرے اور گونگے ہو جائینگے اور آگ کے سخت ترین شعلوں کو ان پر مقرر کیا جائیگا جو ان کو اُٹھا کر دھکیلتے ہوئے زبانیہ کی طرف لے جائینگے اور وہ ان کو جہنم میں ڈال دیگا ۔

بعد ازاں امام علیہ السلام نے وَالْمَسَاكِينِ کی تفسیر میں فرمایا کہ مسکین وہ شخص ہے کہ فقر اور تنگدستی اس کی حرکت کو ساکن کر دے جو کوئی اپنے زائد مال سے اسکی غمخواری کرے اللہ تعالیٰ اپنی جنت کو اسکے لئے فراخ کریگا اور اپنی مغفرت اور خوشنودی اس کو عطا فرمائیگا ۔

اور جناب محمدؐ اور علیؑ کے محبوں میں جو مسکین ہیں انکی غمخواری کرنا مسکین فقراء کی غمخواری کرنے بہتر ہے اور وہ وہ لوگ ہیں جنکے اعضا اور قواء دشمنان خدا کے مقابلے سے عاجز اور ضعیف

ہو گئے ہیں جوان کو ان کے دین کے بارے میں سرزنش کرتے ہیں اور ان کی عقلوں کو سفاہت سے نسبت دیتے ہیں جو شخص اپنے فقہ اور علم سے ان کو ایسا قوی کر دے کہ ان کی مسکنت زائل ہو جائے اور ان کو دشمنانِ ظاہری یعنی نواصب اور دشمنان باطنی یعنی ابلیس اور اسکے سرکش مددگاروں پر مسلط اور غالب کر دے یہانتک کہ دین خدا کے قُرب وجوار سے ان کو بھگا دیں اور آلِ رسولؐ کے دوستوں کے پاس سے ان کو دُور کر دیں پس اللہ تعالےٰ اس مسکینی کو مومنین سے دُور کر کے انکے شیطانوں پر ڈال دیتا ہے اور ان کو ان کے گمراہ کرنے سے عاجز کر دیتا ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولؐ کی زبانی اپنا سچّا حکم فرمایا ہے۔

اور جناب امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا ہے جو کوئی کسی دینی مسکین اور ضعیف المعرفت شخص کو اسکے مخالف ناصبی کے مقابلے میں ایسا قوی کر دے کہ وہ اس کو خاموش اور لاجواب کر دے اللہ تعالیٰ اس شخص کو اس روز جبکہ وہ قبر میں رکھا جائیگا یہ تلقین کریگا کہ اے میرے بندے کہہ اللہ میرا رب ہے اور محمدؐ میرا نبیؐ ہے اور علیؑ میرا ولی ہے اور کعبہ میرا قبلہ ہے اور قرآن میرا سرمایہ شادمانی اور زادِ راہ ہے اور مومنین میرے بھائی ہیں اسوقت خدا اس سے خطاب کریگا اے بندے تجھ کو حُجّت بتا دی گئی۔ میں نے اپنی جنّت کا ایک دروازہ تیرے لئے واجب کیا پس اسوقت اس کی قبر گلشن جنّت سے بہتر ہو جائیگی۔

اور جناب فاطمہ زہراؑ کی خدمت میں دو عورتیں ایک دینی مسئلے میں جھگڑتی ہوئی حاضر ہوئیں ایک مومنہ تھی اور دوسری معاندِ اہلبیتؑ۔ جناب فاطمہؑ نے مومنہ پر اسکی دلیل کو واضح کر دیا کہ اسکے ذریعے سے وہ اس معاندہ پر غالب آگئی اور اس فتحیابی سے نہایت مسرور اور شادکام ہوئی جناب صدیقہؑ نے اس سے فرمایا تیرے اس مخالف عورت پر فتحیاب ہونے سے فرشتوں کو جو خوشی حاصل ہوئی ہے وہ تیری خوشی سے کہیں بڑھ کر ہے اور اسکو اپنے شکست پانے سے جو رنج و ملال لاحق ہوا ہے اس سے ابلیس اور اسکے سرکش معاونوں کا رنج و ملال بہت زیادہ ہے اور خدا نے اپنے فرشتوں کو حکم دیا ہے کہ فاطمہؑ نے جو اس مسکین اور اسیر عورت پر اسکی دلیل کو واضح کیا ہے اس کے صلے میں بہشت میں اسقدر سامان اسکے لئے مہیا کریں جو ان چیزوں سے جو پہلے اس کے لئے تیار کی ہیں لاکھ گنے زیادہ ہوں اور ہر ایک شخص کے لئے جو کسی اسیر و مسکین پر

دلائل دینی کو واضح کر کے اس کو معاند مذہب پر غالب کرا دے یہی قاعدہ مقرر ہے کہ جو سامان بہشت میں اس کے لئے تیار ہو چکا ہے اس سے لاکھ گنا زیادہ کیا جائے ۔

اور امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کی خدمت میں ایک شخص کچھ تحفہ لے کر حاضر ہوا حضرتؑ نے اس سے فرمایا اے شخص تجھ کو ان دو باتوں میں سے کونسی بات زیادہ تر پسند ہے کہ میں اس تحفہ کی عوض بیس ہزار درہم دیدوں جو اسکی قیمت سے بیس گنے ہیں یا علم کا ایک دروازہ تیرے لئے کھولدوں جسکے ذریعے سے تو فلاں ناصبی پر جو تیری بستی میں رہتا ہے غالب ہو جائے اور نا بکے رہنے سے ضعیف شیعوں کو اسکے ہاتھ سے چھڑائے اگر تُو نے بہتر چیز کو پسند کیا تو میں دونو چیزیں تجھ کو دونگا اگر تو نے پسند کرنے میں غلطی کی تو میں تجھ کو اختیار دیتا ہوں ان میں سے ایک جس کو تیرا جی چاہے لے لے اُسنے عرض کی اے فرزند رسولؐ کیا میرا اس ناصبی کو مغلوب کرنے اور ان ضعیف شیعوں کو اس کے پنجے سے چھڑانے کا ثواب بیس ہزار درہم کے برابر ہے؟ فرمایا بلکہ تمام دُنیا سے بیس لاکھ دفعہ بڑھ کر تب اسنے عرض کی اے فرزند رسولؐ یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ میں اعلیٰ کو چھوڑ کر ادنے کو اختیار کر دوں بلکہ میں تو اس کلمۂ بزرگ کو اختیار کرتا ہوں جسکے ذریعے دشمن خدا کو مغلوب کروں اور اس کے شر کو دوستانِ خدا سے دفع کروں اسکی یہ تقریر سُن کر حضرتؑ نے فرمایا تو نے بہت اچھا انتخاب کیا اور اسکو وہ کلمہ بھی تعلیم کیا اور بیس ہزار درہم بھی عطا فرمائے اسنے وہاں جا کر اس ناصبی کو لاجواب کیا اور یہ خبر امام علیہ السلام کو بھی پہنچی جب وہ حاضر خدمت ہوا تو اس سے فرمایا اے بندۂ خدا تیری طرح کسی نے نفع نہیں پایا اور جو بات تو نے حاصل کی وہ کسی دوست کو حاصل نہیں ہوئی اوّل تو نے محبت الٰہی حاصل کی دوسرے محبت محمدؐ و علیؑ تیسرے ان دونوں کی آل اطہار کی محبت چوتھے ملائکہ مقربین کی محبت پانچویں اپنے مومن بھائیوں کی محبت اور تمام مومنین اور کافروں کی تعداد کے موافق ایسی چیزیں حاصل کیں کہ ان میں سے ہر ایک اس دنیا سے بہتر ہے خدا تجھ کو یہ نعمتیں مبارک اور گوارا کرے ۔

اور امام حسین علیہ السلام نے ایک شخص سے فرمایا تجھ کو ان دو باتوں میں سے کونسی بات زیادہ پسند ہے ایک شخص کسی ضعیف مسکین کو جو نہایت زار و نزار ہے قتل کرنا چاہتا ہے اور تو اسکو اس ظالم کے پنجے سے نجات دیتا ہے یا ایک ناصبی ہمارے ضعیف شیعوں میں سے کسی مسکین

مومن کو گمراہ کرنا چاہتا ہے اور تو اس (مومن) کو ایسی بات بتاتا ہے جسکے ذریعہ وہ مسکین بچ جائے اور اس ناصبی کو ساکت کر دے اور دلائل الٰہی سے اسکو شکست دے اس شخص نے عرض کی میں اس مسکین مومن کو اس ناصبی کے ہاتھ سے چھڑانا پسند کرتا ہوں کیونکہ خدا فرماتا ہے وَمَنْ اَحْیَاهَا فَکَاَنَّمَا اَحْیَا النَّاسَ جَمِیْعًا یعنی جسنے ایک نفس کو زندہ کیا اس نے گویا تمام آدمیوں کو زندہ کیا پس جس شخص نے ایک نفس کو زندہ کیا اور اس کو کفر سے ایمان کی طرف ہدایت کی گویا اسنے تمام آدمیوں کو زندہ کیا پیشتر اس کے کہ ان کو آہنی تلواروں سے قتل کرے ۔

اور امام زین العابدین علیہ السلام نے کسی شخص سے فرمایا تجھ کو ان دوستوں میں سے کونسا دوست زیادہ عزیز ہے ایک تو ایسا دوست ہے کہ جب تجھ کو دیکھتا ہے اشرفیوں کا توڑا تیرے حوالے کر دیتا ہے اور ایک ایسا ہے کہ جب کبھی تجھ سے ملاقات کرتا ہے شیطانوں کے دام فریب سے تجھ کو نکالنے میں تیری مدد کرتا ہے اور وہ باتیں تجھ کو بتاتا ہے جسکے ذریعہ تو انکے مکروں کو باطل کر دے اور انکے جالونکو توڑ ڈالے اور انکی رسیوں کو قطع کر دے اس نے عرض کی یا حضرت میں تو اُس دوست کو اچھا سمجھتا ہوں جو ہر وقت ملاقات مجھ کو یہ تعلیم کرے کہ میں شیطان کو کیونکر ذلیل و خوار کر کے اپنے نفس سے ٹالوں اور اسکی بلا کو اپنے اوپر سے دفع کروں اسکے بعد حضرت نے فرمایا تجھ کو ذیل کی دو باتوں میں سے کونسی بات زیادہ پسند ہے ایک مسکین کو جو کفار کے ہاتھ میں گرفتار ہے قید سے چھڑانا یا ایک مسکین کو ناصبیوں کی قید سے رہا کرانا اسنے عرض کی اے فرزند رسول آپ میرے لئے خدا سے دعا کیجئے کہ وہ مجھ کو جواب باصواب کی توفیق عطا فرمائے حضرت نے دعا کی اے خدا اسکو توفیق دے تب اسنے عرض کی کہ مسکین کو ناصبی کے ہاتھ سے چھڑانا مجھ کو زیادہ تر پسند ہے کیونکہ اس صورت میں اس پر جنت کی نعمتیں زیادہ ہونگی اور وہ آتش جہنم سے نجات پائیگا اور دوسری صورت میں اس پر دنیا کی زندگی زیادہ ہوگی اور دنیاوی ظلم اس سے رفع ہو گا حالانکہ خدا اس مظلوم کو ان ظلموں کے بدلے میں جو کفار کے ہاتھوں سے اسنے اٹھائے ہیں چند در چند ثواب جنت میں عطا کریگا اور اپنے عدل و انصاف کے موافق اس ظالم سے انتقام لیگا اس شخص کا یہ جواب سنکر حضرت نے فرمایا خدا تجھے توفیق دے تو نے بالکل اسکے موافق جواب دیا جو میرے سینے میں تھا اور اس باب میں جو کچھ جناب رسالتمآب نے فرمایا تھا تو نے اس میں سے ایک حرف بھی کم نہیں کیا

اور امام محمد باقر علیہ السلام سے کسی شخص نے سوال کیا کہ محبان اہلبیتؑ میں سے ایک مومن کا ناصبی کے ہاتھ سے جو اپنی فضیلتِ لسانی سے اسکو گمراہ کرنا چاہتا ہے چھڑانا بہتر ہے یا ایک قیدی کا اہل روم کے ہاتھ سے رہا کرانا حضرتؑ نے اس سے فرمایا تو مجھے یہ بتا کہ ایک شخص نے کسی برگزیدہ اور نیکوکار مومن اور ایک چڑیا کو دیکھا کہ دونو دریا میں ڈوب رہے ہیں اور وہ شخص ان دونو کو غرق ہونے سے نہیں بچاسکتا اگر ایک کے نکالنے میں مشغول ہوتا ہے تو دوسرا ڈوب جاتا ہے اب تیری رائے میں کس کا بچانا بہتر ہے اس نے جواب دیا کہ نیک کردار مومن کا بچانا افضل ہے تب حضرتؑ نے فرمایا تو نے جو سوال کیا ہے اس کی فضیلت اس دوسری صورت کی فضیلت سے بدرجہا بڑھ کر ہے کیونکہ مومن کو بہکانے والے ناصبی کے ہاتھ سے چھڑانے والا اس مومن پر اس کے دین اور پروردگار کے بہشت کو زیادہ کرتا ہے اور آتش جہنم سے اس کو نجات دیتا ہے اور وہ مظلوم جو کفار روم کی قید میں گرفتار ہے سیدھا جنت کو جائیگا +

اور امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے جو شخص اپنی ہمت کو ہم اہلبیتؑ کے مسکین محبوں کے مقابلے میں ناصبیوں کے شکست دینے میں مصروف کرے کہ ان کی طرف سے ان کو شکست دے اور انکی رسوائیوں اور ننگ و عار کی باتوں کو ظاہر کرے اور محمدؐ و آل محمدؐ کے امر کو بزرگ کرے اللہ تعالیٰ اسکے صلے میں جنت کے فرشتوں کی ہمت کو اسکے لئے محل اور مکان تعمیر کرنے میں مشغول کرے اور دشمنان خدا کے مقابلے میں جو دلائل اس نے پیش کی ہونگی ان کے ہر ایک حرف کی عوض اس قدر فرشتے اس کام میں لگائے جنکی تعداد اہل دنیا کی شمار سے زیادہ ہو اور ہر فرشتے کی قوت آسمانوں اور زمینوں کے اٹھانیکی قوت سے زیادہ ہو اب ان مکانوں اور محلوں کی تعداد پروردگار عالم کے سوائے اور کون جا سکتا ہے +

اور امام موسیٰؑ کاظم علیہ السلام نے فرمایا ہے جو کوئی ہمارے کسی محب کی ہمارے کسی دشمن کے مقابلے میں مدد کرے اور اسکو اسقدر قوی اور دلیر کردے کہ وہ حق کو جو ہماری فضیلت پر دال ہو بوجہ احسن ظاہر کرے اور باطل کو جسکے ذریعے ہمارے دشمن ہمارے حق کو ہٹانا چاہتے ہیں بدترین صورت میں ظاہر کرے جسکو سن کر غافل متنبہ اور خبردار ہو جائیں اور طالبانِ علم کو بصیرت حاصل ہو اور علما کی بصیرت زیادہ ہو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسکو بہشت کی اعلیٰ منزلوں میں مبعوث کریگا اور اس سے مخاطب ہو کر فرمائیگا اے میرے دشمنوں کو شکست دینے والے اور میرے دوستوں کی

مدد کرنے والے اور خیر الانبیاء محمدؐ کی فضیلت اور افضل اولیا علیؑ کی بزرگی کو بیان کرنے والے وران دونو کے دشمنوں اور ان دونوں کے اور ان کے جانشینوں کے ناموں سے نامزد ہونے والوں اور انکے القاب سے ملقب ہونے والوں کی دشمنی کو ظاہر کرنے والے بندے اور خدا اس آواز کو تمام اہل محشر کے کانوں میں پہنچائیگا یہ آواز سُن کر تمام فرشتے اور جابر لوگ اور سارے شیطان اس دشمنان محمدؐ کو شکست دینے والے پر درود بھیجیں گے اور دُنیا میں ناصبیان محمدؐ و علیؑ میں سے جو لوگ اس سے لڑتے بھڑتے تھے اُن پر لعنت کرینگے ۔

اور امام رضا علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ہمارا محب اور دوست عالم جو اعمال اپنے فقر و فاقہ اور ذلت و مسکنت کے دن کے لئے آگے روانہ کرتا ہے ان میں سب سے بہتر عمل یہ ہے کہ وہ دُنیا میں ہمارے کسی مسکین محب کی فریاد کو پہنچے جو ناصبیوں کے ہاتھ میں گرفتار ہو جو دشمنان خدا ورسولؐ ہیں قیامت کے دن جب وہ عالم اپنی قبر سے نکلیگا تو فرشتے کنارۂ قبر سے لے کر اس کی منزل بہشت تک صف باندھے ہونگے اور اس کو اپنے بازوؤں پر اُٹھا لینگے اور اُس سے کہینگے مرحبا خوشا حال تیرا اے نیک لوگوں سے ناپاک کتّوں کو دفع کرنے والے اور اپنے ائمہ کرامؑ کی حمایت و یاری کرنے والے ۔

اور امام محمد تقی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ دین خدا کی دلائل و براہین کو بہت بڑا غلبہ ہوتا ہے کہ ان کی وساطت سے خدا اسکو اپنے بندوں پر مسلط کرتا ہے پس جسکو ان کا زیادہ حصّہ ملا ہے وہ اپنے دل میں یہ نہ سمجھے کہ خدا نے مجھ کو میری دلیل کی وجہ سے اس پر فضیلت دی ہے گو اس کو بزرگی اور مال و جمال کے پہاڑ کی بلند چوٹی پر ہی کیوں نہ پہنچا دیا ہو کیونکہ اگر وہ ایسا خیال کریگا تو اسنے خدا کی نعمت بزرگ کو حقیر سمجھا اور اس کا اس علم کی مدد سے جو اسنے ہم اہلبیتؑ کے علوم سے سیکھا ہے ہمارے ناصبی دشمنوں میں سے ایک دشمن کا دفع کرنا اسکے لئے اس مال سے بہتر ہے جو اس شخص کے پاس موجود ہے جس پر اسکو فضیلت دی گئی ہے اگرچہ وہ اس سے ہزار گنا مال تصدق کرے

اور ایک دفعہ امام علی نقی علیہ السلام کو خبر پہنچی کہ ایک شیعہ عالم کی کسی ناصبی سے بحث ہوئی اور اس نے اپنی دلائل قویہ سے اس ناصبی کو لاجواب کر کے سب کے سامنے اس کو رُسوا کیا آخر کار وہ عالم حضرتؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اسوقت صدر مجلس میں ایک مسند عظیم نصب کی ہوئی تھی

اور حضرتؑ خود مسند سے الگ تشریف رکھتے تھے اور بہت سے ہاشمی اور علوی وہاں موجود تھے حضرتؑ نے اس عالم کو آگے کرتے کرتے عین اس مسند پر لا بٹھایا اور آپ اسکے سامنے ہو بیٹھے یہ امر اُن بوزرگان قوم کو نہایت ناگوار اور شاق گذرا علویوں نے تو باوجود غصّہ کے اس کی تعظیم قبول کر لی مگر ہاشمیوں میں سے ایک بڈھا بولا اے فرزند رسولؐ تم سادات بنی ہاشم پر جو اولاد ابوطالبؑ و عباسؑ ہیں ایک عام آدمی کو اس طرح ترجیح دیتے ہو؟ حضرتؑ نے اسکے جواب میں فرمایا خبردار ان لوگوں میں مت داخل ہو جن کے بارے میں خدا فرماتا ہے اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُدْعَوْنَ اِلٰى كِتٰبِ اللّٰهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ وَهُمْ مُّعْرِضُوْنَ یعنی کیا تو نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا۔ جن کو کچھ حصّہ کتاب خدا کا دیا گیا ہے کہ وہ کتاب خدا کی طرف دعوت کئے جاتے ہیں تاکہ وہ کتاب ان کے درمیان حکم کرے اور پھر ان میں سے ایک گروہ پھر جاتا ہے اور وہ حق سے روگردانی کرنے والے ہیں ٭

سیپارہ ۳ آل عمران ۳

کیا تم کتاب خدا کو اپنا حکم بنانے پر رضامند نہیں ہو سب نے عرض کی ہم راضی ہیں تب حضرتؑ نے فرمایا کہ کیا خدا نہیں فرماتا ہے کہ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا قِيْلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوْا فِى الْمَجٰلِسِ فَافْسَحُوْا يَفْسَحِ اللّٰهُ لَكُمْ وَاِذَا قِيْلَ انْشُزُوْا فَانْشُزُوْا يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ یعنی اے ایمان والو جب تم سے کہا جائے کہ مجلسوں میں کشادگی کرو تو تم کشادگی کرو خدا تمہارے لئے کشادگی کریگا اور جب کہا جائے کہ تم اُٹھ کھڑے ہو تو تم کھڑے ہو جاؤ اللہ تعالیٰ تم میں سے مومنوں اور علم والوںکے درجے بلند کریگا۔ پس اللہ تعالیٰ جب ہی خوشنود اور رضامند ہوتا ہے کہ مومن عالم کو مومن غیر عالم پر ترجیح اور فوقیت دی جائے جیسے مومن کو غیر مومن پر فوقیت دئے بغیر رضامند نہیں ہوتا اب تم مجھے بتاؤ کہ خدا نے قرآن میں يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ (یعنی خدا اہل علم کے درجے بلند کرتا ہے) فرمایا ہے یا يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اُوْتُوْا شَرَفَ النَّسَبِ دَرَجٰتٍ (یعنی خدا بزرگ نسب والے لوگوںکے درجے بلند کرتا ہے) فرمایا ہے ٭

۱ / ۲۸ سورۂ مجادلہ ۲۔۶

اور کیا قرآن میں یہ نہیں فرمایا ہے قُلْ هَلْ يَسْتَوِى الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ

۲۳ / ۲۰ زمر ۱۔۶

یعنی اے محمدؐ کہہ دے کہ کیا جاننے والے اور نہ جاننے والے برابر ہوتے ہیں۔ جبکہ میں نے اس شخص کا درجہ بلند کیا جیسا کہ خدا نے اس کا رتبہ بلند کیا ہے تو پھر تم کیوں کر اس امر کو بُرا جانتے ہو جو دلیلیں میں نے اس شخص کو تعلیم کی تھیں ان کے ذریعہ سے اس نے جو فلاں ناصبی کو شکست دی ہے وہ بزرگی اس کے لئے تمام نسبی شرافتوں سے بہتر ہے یہ سُن کر عباسیوں نے عرض کی اے فرزند رسولؐ تو نے کم نسب شخص کو ہم پر شرف دیا حالانکہ وہ نسب میں ہمارے برابر نہیں ہے اور ابتدائے اسلام سے یہ دستور چلا آیا ہے کہ بزرگ نسب والا شخص کم نسب والے آدمی پر مقدم رکھا جاتا ہے حضرتؑ نے فرمایا سُبحان اللہ کیا خوب بھلا عباسؓ نے ابو بکرؓ کی بیعت نہ کی تھی حالانکہ ابو بکر تیمی تھا اور عباس ہاشمی کیا عبداللہ بن عباس عمر بن خطاب کی خدمت نہیں کیا کرتا تھا حالانکہ وہ ہاشمی اور خلیفوں کا باپ تھا اور عمر عدی اور یہ کیا بات ہے کہ عمر نے بعید النسب قریشیوں کو تو شورے میں داخل کیا اور عباسؓ کو شامل نہ کیا اب اگر ہمارا غیر ہاشمی کو ہاشمی پر فوقیت دینا تمہارے نزدیک بُرا ہے تو مناسب ہے کہ عباسؓ نے جو ابو بکرؓ کی بیعت کی۔ اور عبداللہ بن عباس نے اوّل عمرؓ کی بیعت کی پھر اس کی خدمت گزاری کرتا رہا ان دونو باتوں کو بھی بُرا سمجھو اور اگر وہ دونو امر جائز تھے تو یہ بھی جائز اور درست ہے۔

جب اس بڈھے ہاشمی نے حضرتؑ کی یہ تقریر سُنی تو کچھ جواب نہ بن آیا اور اس طرح خاموش رہ گیا گویا پتھر کا لقمہ اس کے مُنہ میں ٹھونسا گیا ہے۔

ایک روز کا ذکر ہے کہ بہت سے محبان و دوستانِ آلِ رسولؐ جمع ہو کر امام حسن عسکری علیہ السلام کے حضور میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ اے فرزند رسولؐ ہمارا ایک ہمسایہ ناصبی ہے وہ ہم کو اذیت پہنچاتا ہے اور جناب امیرؑ سے اوّل و ثانی و ثالث کے افضل ہونے کی دلیلیں ہمارے سامنے پیش کرتا ہے اور ایسے اعتراض وارد کرتا ہے کہ ہم ان کے جواب میں عاجز اور قاصر رہ جاتے ہیں حضرتؑ نے فرمایا میں تمہارے پاس ایک ایسے شخص کو بھیجونگا جو اسکو تمہارے مقابلے میں لاجواب کرکے اسکی وقعت کو تمہاری نظر میں کم کر دیگا پھر اپنے ایک شاگرد کو بلا کر اس سے فرمایا جب یہ لوگ جمع ہوں تو ان کے پاس سے گزرنا اور ان کی باتیں سُننا یہ لوگ تجھ سے کچھ تقریر کرنے کی درخواست کرینگے اسوقت تقریر کرنا اور ان کے مُقرّر کو لاجواب کر دینا اور اسکی چرب زبانی کو

توڑ دینا اور اسکی تیزی کو کُند کر دینا اور اس کی کوئی حیل و حجت باقی نہ چھوڑنا ۔

الغرض وہ شاگرد حسب الارشاد اس مجمع میں حاضر ہوا اور اس ناصبی سے مباحثہ کرکے اسکو ساکت کر دیا اور اسکی ایسی گت بنائی کہ اسکو یہ معلوم نہ رہا کہ مَیں آسمان پر ہوں یا زمین پر ۔

وہ لوگ راوی ہیں کہ ہم کو اس واقعہ سے اتنی خوشی حاصل ہوئی کہ جس کا اندازہ خدا کے سوا اور کسی کو معلوم نہیں اور جتنی ہم کو خوشی ہوئی اسی قدر اس ناصبی اور اس کے پیروؤں کو رنج و ملال لاحق ہوا جب ہم پھر امام علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرتؑ نے فرمایا کہ اس دشمن خدا کے شکست پانے سے آسمانوں پر جو خوشیاں ہو رہی ہیں وہ تمہاری نسبت بہت زیادہ ہیں اور ابلیس اور اس کے نافرمان و سرکش شیطانوں کو اس واقعہ سے جو حزن و ملال لاحق ہوا ہے وہ ان لوگوں کی نسبت زیادہ تر ہے اور آسمانوں اور حجابوں اور کرسی کے فرشتوں نے اس شکست دینے والے شخص پر درود بھیجا اور خدا نے اسکو قبول فرمایا اور اسکی بازگشت بزرگ کی اور اسکے ثواب کو زیادہ کیا اور انہی فرشتوں نے اس شکست یافتہ دشمن خدا پر لعنت کی اور خدا نے اسکو قبول کیا اور اسکی ذلت و خواری کو سخت کیا اور اس کا عذاب بڑھایا ۔

پھر خدا فرماتا ہے وَقُولُوا لِلنَّاسِ حُسْنًا اور لوگوں سے خوبی کے ساتھ کلام کرو ۔

فضیلت خوش خلقی و نیکی گفتار

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ہر ایک شخص سے نیکی اور خوش اخلاقی سے بات کرو خواہ مومن ہو یا مخالف مومنین سے تو کشادہ روئی اور خندہ پیشانی سے پیش آئے اور مخالفوں سے چاپلوسی اور مدارات سے کلام کرے تاکہ وہ ایمان کی طرف میل کریں اگر اس بات سے ناامید ہو تو ان کی شرارتوں سے اپنے نفس کو اور اپنے ایمانی بھائیوں کو تو بچائے رہیگا ۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ دشمنان دین کی مدارات کرنا اپنے نفس اور اپنے دینی بھائیوں کے لئے صدقہ دینے سے بہتر ہے ۔

ایک دن کا ذکر ہے کہ عبداللہ ابن ابی ابن ابی سلول جناب رسالتمآبؐ کے درِ دولت پر آ کر طالب اذن ہوا حضرتؐ نے فرمایا بہت بُرا آدمی آیا ہے اس کو اندر آنے کی اجازت دو ۔ جب اجازت ملی اور وہ اندر آیا تو حضرتؐ نے اس کو بٹھایا اور اس کو دیکھ کر بشاش ہوئے جب وہ منافق وہاں سے چلا گیا تو عائشہؓ نے عرض کی یا رسول اللہ مجھے تعجب ہے کہ حضرتؐ نے پہلے اسکی

مذمت کی اور پھر اس سے اس قدر بشاشت اور کُشادہ روئی سے پیش آئے حضرتؑ نے جواب دیا اے حُمیرا لے حمیرا قیامت کے دن خدا کے نزدیک سب سے بُرا آدمی وہ سمجھا جائیگا جو بدی سے پرہیز کرنے کو بُرا جانے ۔

اور امیرالمومنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ ہم بہت سے لوگوں کے سامنے شُکر گذاری کرتے ہیں حالانکہ دل سے ہم ان کو دشمن رکھتے ہیں یہ لوگ دشمنان خدا ہیں ہم ان سے اپنے بھائیوں کے بچاؤ کے لئے تقیہ کرتے ہیں نہ کہ اپنے نفس کے لئے ۔

اور جناب فاطمہ علیہا السلام نے فرمایا ہے کہ مومن کو دیکھ کر بشاش ہونا اس شخص پر جنّت کو واجب کرتا ہے اور معاند اور دشمن کو دیکھ کر خوش ہونا آدمی کو عذاب دوزخ سے محفوظ رکھتا ہے ۔

اور امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام نے روایت کی ہے کہ جناب رسالتمآبؐ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں کو صرف اس وجہ سے تمام مخلوقات پر فضیلت دی ہے کہ وہ اعلائے دین سے کمال تواضع اور مدارات سے پیش آتے ہیں اور اپنے دینی بھائیوں کے لئے ان سے تقیہ پسندیدہ عمل میں لاتے ہیں ۔

اور زہری نے روایت کی ہے کہ میں نے امام زین العابدینؑ کا نہ تو کوئی دلی دوست دیکھا اور نہ کوئی ظاہری دشمن اس لئے کہ جو شخص آپ کے فضائل باہرہ کو پہچانتا تھا اسکو ضرور حضرتؑ کی تعظیم کرنی پڑتی تھی نیز اس کا یہ بھی باعث تھا کہ آپ نہایت مدارات اور حسن معاشرت سے سلوک کرتے تھے اور نہایت نیک اور پسندیدہ تقیہ عمل میں لاتے تھے اور کوئی شخص ایسا نہ تھا جو ظاہر میں ان کو دوست رکھتا ہو اور باطن میں ان کے فضائل کے تمام مخلوقات کے فضائل سے مضاعف ہونے کے باعث ان سے حسد نہ رکھتا ہو ۔

اور امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو کوئی اپنے دوستوں سے انکے مانوس کرنے کیلئے شیریں کلامی اور خوش گفتاری سے پیش آئے اور اپنے مخالفوں سے کُشادہ روئی سے مُلاقات کرے تاکہ وہ خود اور اس کے دینی بھائی ان کی شرارت سے امن میں رہیں۔ وہ شخص خدا کے نزدیک اس قدر نیکیاں اور درجات عالیہ جمع کرتا ہے جن کا اندازہ اس غیب داں کے سوا اور کسی کو معلوم نہیں ہو سکتا ۔

اور ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ جناب امام جعفر صادق کے سامنے ایک مخالف نے ایک شیعہ سے

سوال کیا کہ تُو اصحاب عشرہ کے بارے میں کیا کہتا ہے اسنے جواب دیا کہ میں ان کو اس خیر جمیل سے یاد کرتا ہوں جسکے باعث خدا میرے گناہوں کو معاف کرے اور میرے درجات کو بلند کرے یہ جواب سُن کر وہ سائل بولا میں خدا کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اُس نے مجھ کو تیرے بُغض سے نجات دی میں تو تجھ کو بعض صحابہ کے بارے میں رافضی سمجھتا تھا تب اس شخص نے کہا آگاہ ہو جو کوئی ان میں سے ایک کے ساتھ بُغض رکھے اُس پر خدا کی لعنت ہو مخالف بولا شاید تو کچھ تاویل کرتا ہے تو اس شخص کی بابت کیا کہتا ہے جو اصحاب عشرہ سے بُغض رکھے اس مرد شیعہ نے جواب دیا جو کوئی عشرہ یعنی دسوں سے دُشمنی رکھے اس پر خدا اور فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہو یہ بات سُنتے ہی وہ شخص اُٹھ کھڑا ہوا اور دوڑ کر اس شیعہ کے سر پر بوسہ دیا اور کہنے لگا کہ میں نے جو تجھ کو آج سے پہلے رافضی ہونے کی تہمت لگائی تھی اس سے مجھ کو معاف کر اور میری خطا بخشدے شیعہ نے کہا میں نے تجھ کو معاف کیا اور تُو میرا بھائی ہے بعد ازاں وہ شخص وہاں سے چلا گیا اسکے جانے کے بعد حضرتؑ نے اس مومن سے فرمایا شاباش جزاک اللہ کیا خوب جواب دیا تیرے حسن توریہ اور عمدہ تلطف نے رجسنے تجھ کو اسکے ہاتھ سے چھڑایا اور تیرے دین میں کچھ رخنہ اندازی نہ کی) فرشتگان سماوی کو نہایت متعجب کیا خدا نے ہمارے مخالفوں کے لئے نہایت رنج و الم بڑھایا اور ہمارے دوستداروں کی مراد کو ان کے تقیہ میں ان سے مخفی رکھا۔ حضرتؑ کا یہ ارشاد سُن کر بعض اصحاب نے عرض کی اے فرزند رسولؐ ہماری سمجھ میں تو اسکا کلام اس ناصبی اور دشمن خدا و رسولؐ کے موافق ہی تھا حضرتؑ نے جواب دیا کہ اگر تم اس کی مراد کو نہیں سمجھتے تو ہم تو سمجھتے ہیں اور خدا اسکا شاکر ہے کیونکہ ہمارا دوست جو ہمارے دوستوں کا دوست اور ہمارے دشمنوں کا دشمن ہوتا ہے جب خدا اس کو امتحاناً مخالفانِ دین کے ساتھ مبتلا کرتا ہے تو اس کو ایسے جواب کی توفیق عطا کرتا ہے جس میں اسکا دین اور عزت سلامت رہیں اور اللہ تعالیٰ اس تقیہ کی عوض اسکو ثواب عظیم عطا فرماتا ہے دیکھو تمہارے اس رفیق نے پہلے یہ کہا تھا کہ جو کوئی ان میں سے ایک کو دشمن رکھے اُس پر خدا کی لعنت ہو یعنی جو کوئی ان میں سے ایک کو عیب لگائے اور وہ امیر المومنین علیؑ ابن ابی طالب علیہ السلام ہیں اور اس نے دوسری دفعہ یہ کہا تھا کہ جو کوئی ان دسوں کو عیب لگائے یا گالی دے اُس پر خدا کی لعنت ہو

اور یہ اسنے سچ کہا کیونکہ جس نے ان دسوں کو عیب لگایا اس نے علیؑ کو بھی بلا ریب عیب لگایا
اس لئے کہ وہ بھی اس تعداد میں شامل ہیں اور جب علیؑ کو عیب نہ لگایا اور انکی مذمت نہ کی
توان سب کو عیب نہ لگایا بلکہ صرف بعض کو معیوب ٹھیرایا اور خزبیل یا خرقیل مومن آل فرعون نے
جبکہ انہوں نے فرعون سے اس کی چغلی کھائی ایسا ہی توریہ برتا تھا خرقیل ان کو اس امر کی دعوت
کرتا تھا کہ خدا ایک ہے اور موسیٰؑ پیغمبر خدا ہے اور محمدؐ رسولؐ خدا جمیع رسولانِ خدا اور تمام مخلوق
الہٰی سے افضل ہیں اور علیؑ ابن ابی طالب اور تمام ائمہ کرامؑ تمام پیغمبروں کے وصیوں سے
افضل اور اعلیٰ ہیں اور فرعون کی ربوبیت سے بیزار ہونا چاہیئے چغلخوروں نے فرعون کے پاس
اس کی چغلی کھائی اور یہ کہا کہ خرقیل ہم کو تیری مخالفت کے لئے کہتا ہے اور تیرے دشمنوں کو
تیرے خلاف مدد دیتا ہے فرعون نے ان سے کہا کہ وہ میرا چچیرا بھائی اور میری سلطنت میں
میرا جانشین اور ولیعہد ہے اگر اس نے ایسا ہی کیا ہے جیسا کہ تم کہتے ہو تو وہ میری کفرانِ نعمت
کے سبب سخت تر عذاب کا سزاوار ہے اور اگر تم نے اُس پر جھوٹی تہمت لگائی ہے تو تم نہایت
سخت عذاب عقاب کے مستوجب ہو گے کیونکہ تم نے اس کی بُرائی کو اختیار کیا الغرض خرقیل اور
چغلخوروں کو اپنے سامنے حاضر کیا اور انہوں نے اس سے جھگڑنا شروع کیا اور کہا کہ اے خرقیل تو
فرعون بادشاہ کی ربوبیت کا انکار کرتا ہے اور اسکا کفرانِ نعمت کرتا ہے خرقیل نے فرعون سے مخاطب
ہو کر کہا اے بادشاہ تُو نے کبھی میرا جھوٹ دیکھا ہے فرعون نے کہا کبھی نہیں اسنے کہا ان سے پوچھ
کہ تمہارا پروردگار کون ہے وہ بولے کہ فرعون پھر اُسنے پُوچھا کہ تمہارا خالق کون ہے انہوں نے جواب دیا
کہ فرعون پھر پوچھا کہ تمہارا رازق جو تمہاری معاشوں کا کفیل ہے اور مکروہات کو تم سے دُور کرتا
ہے کون ہے انہوں نے جواب دیا کہ یہی فرعون اسکے بعد خرقیل نے فرعون سے کہا کہ اے بادشاہ
میں تجھ کو اوران تمام حاضرین کو شاہد کر کے کہتا ہوں کہ جوان کا پروردگار ہے وہی میرا پروردگار
ہے اور جوان کا خالق ہے وہی میرا خالق ہے اور جوان کا رازق ہے وہی میرا رازق ہے اور
جوان کی معاشوں کی اصلاح کرتا ہے وہی میری معاش کا مُصلح ہے ان کے پروردگار اور خالق
اور رازق کے سوا اور کوئی میرا پروردگار اور خالق اور رازق نہیں ہے اور میں تجھ کو اوران تمام
حاضرین کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ میں انکے پروردگار اور خالق اور رازق کے سوا اور ہر ایک

پروردگار اور خالق اور رازق سے اور اسکی ربوبیت سے بیزار ہوں اور اسکی الہیت کا منکر ہوں؟
حزقیل کا اس بات کے کہنے سے یہ مطلب تھا کہ ان سب کا پروردگار وہی اللہ ہے جو میرا پروردگار ہے اسلئے یہ نہ کہا کہ انہوں نے جسکو اپنا پروردگار کہا ہے وہ میرا پروردگار ہے بلکہ یہ کہا کہ انکا پروردگار اور یہ بات فرعون اور جملہ حاضرین پر پوشیدہ رہی اور انہوں نے یہ گمان کیا کہ وہ یہ کہتا ہے کہ فرعون میرا رب اور خالق اور رزاق ہے القصہ فرعون نے ان چغلخوروں سے کہا کہ اے بدآدمیوں اور اے میرے ملک میں فساد کے چاہنے والو اور میرے اور میرے چچیرے بھائی کے درمیان جو میرا قوت بازو ہے فتنہ ڈلوانیکا ارادہ کرنے والو تم ہی میرے عذاب عتاب کے سزاوار ہو اسلئے کہ تم نے ارادہ کیا تھا کہ میری سلطنت میں فساد ہو اور میرا چچیرا بھائی مارا جائے اور میری سلطنت میں رخنہ پڑ جائے۔ بعدازاں اسکے حکم سے ان میں سے ہر ایک کی پنڈلی اور چھاتی میں ایک ایک میخ ٹھونکی گئی پھر لوہے کے آروں والے جلادوں کو ان پر مقرر کیا اور انہوں نے انکے بدنوں کا گوشت چیر چیر کر ریزہ ریزہ کر ڈالا اسی واقعہ کو اللہ تعالیٰ قرآن میں ذکر فرماتا ہے فَوَقٰهُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِ مَا مَكَرُوْا یعنی اللہ تعالیٰ نے حزقیل کو ان چغلخوروں کے مکروفریب سے بچالیا جبکہ انہوں نے اسکے مروا ڈالنے کیلئے فرعون سے اسکی چغلی کھائی وَحَاقَ بِاٰلِ فِرْعَوْنَ سُوْٓءُ الْعَذَابِ اور آل فرعون کو جنہوں نے فرعون کے پاس اسکی چغلی کھائی تھی سخت عذاب نے گھیر لیا کہ فرعون نے ان کے جسموں میں میخیں گڑوائیں اور لوہے کے آروں سے ان کے جسموں کے گوشت پارہ پارہ کروا ڈالے۔

اور ایک خالص شیعہ نے خلوت میں امام موسیٰؑ کاظم سے عرض کی اور ڈر کے مارے اسکا بدن کانپ رہا تھا اے فرزند رسولؐ خدا مجھ کو آپکی وصیت اور امامت کے اعتقاد کے اظہار میں فلاں پسر فلاں کے منافق ہونے نے نہایت خوف زدہ کیا ہے حضرتؑ نے فرمایا اسکا واقعہ بیان کر اسنے عرض کی کہ میں آج اسکے ہمراہ بغداد کے فلاں رئیس کی مجلس میں شامل ہوا صاحب مجلس نے اس سے کہا کہ تو موسیٰ ابن جعفر کو امام جانتا ہے اور اس خلیفہ کو جو بغداد کی گدی پر بیٹھا ہے امام نہیں مانتا تب حضرت کے اس رفیق نے جواب دیا کہ میں اس بات کا قائل نہیں بلکہ میں گمان کرتا ہوں کہ موسیٰ ابن جعفر غیر امام ہیں اور اگر میں اسکے غیر امام ہونیکا معتقد نہ ہوں تو مجھ پر اور اس شخص پر جو اس بات کا معتقد نہو خدا اور تمام فرشتوں اور سارے آدمیوں کی لعنت ہو صاحب مجلس نے یہ بات سنکر اس سے کہا خدا تجھ کو

جزائے خیر دے اور تیری چغلی کھانے والے پر خدا کی لعنت ہو حضرتؑ نے جب یہ سرگذشت سُنی تو اس شخص سے فرمایا وہ بات نہیں ہے جو کہ تو گمان کرتا ہے بلکہ تیرا ساتھی تجھ سے زیادہ دانشمند ہے اسنے جو یہ کہا کہ موسیٰ ابن جعفرؑ غیر امام ہے اسکے یہ معنی ہیں کہ جو شخص کہ امام نہیں ہے مگر امام بن بیٹھا ہے موسیٰ ابن جعفر اس امام کا غیر ہے نتیجہ یہ ہوا کہ وہ خود امام ہے پس اس قول سے اس نے میری امامت کا اثبات کیا اور غیر کی امامت کی نفی کی اے بندہ خدا یہ جو تو نے اپنے اس مومن بھائی کی نسبت منافق ہونے کا گمان کیا ہے یہ تجھ سے کب زائل ہوگا خدا کے آگے توبہ کر یہ سُن کر وہ شخص اس بات کے مطلب کو سمجھ گیا اور اپنے کئے پر نہایت مغموم و محزون ہوا اور عرض کی اے فرزند رسولؐ میرے پاس مال تو موجود نہیں جو میں نے (?) اس کو خوش کر لوں مگر میں نے عبادت خدا اور تم اہلبیتؑ پر درود بھیجنے اور تمہارے دشمنوں پر لعنت کرنے کے جو تمام عمل کئے ہیں ان کا ایک حصہ اس کو ہبہ کرتا ہوں حضرتؑ نے فرمایا اب تو آتش دوزخ سے رہا ہوا ۔

امام علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھ سے ایک شخص نے بیان کیا کہ ہم امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھے اسی اثنا میں ایک شخص نے حاضر خدمت ہو کر عرض کی اے فرزند رسولؐ آج میں نے ایک شخص سے جو ہمارے ساتھ رہتا تھا اور ہم سے کہتا تھا کہ میں محب آل محمدؐ ہوں اور انکے دشمنوں سے بیزار ہوں ایک عجیب بات دیکھی آج کے دن میں نے اسکو دیکھا کہ خلعت شاہی پہنے ہے اور بغداد میں پھرایا جا رہا ہے اور اسکے آگے کچھ لوگ پکار پکار کر کہتے جاتے ہیں اس رافضی کی توبہ سُنو پھر اس سے کہتے ہیں کہ کہہ تب وہ کہتا ہے کہ خَیْرُ النَّاسِ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ اَبَابَکْرٍ جب وہ کہہ چکتا ہے تو وہ لوگ نہایت غُل مچاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس نے رافضی ہونے سے توبہ کی ہے اور ابوبکرؓ کو علیؑ ابن ابی طالب پر فضیلت دی ہے حضرتؑ نے اس شخص سے فرمایا کہ خلوت میں پھر اس بات کا ذکر کرنا جب خلوت ہوئی تو اسنے پھر عرض کی حضرتؑ نے فرمایا میں نے اس لئے ان بیوقوف لوگوں کے سامنے اس شخص کے کلام کی تفسیر نہیں بیان کی کہ ایسا نہ ہو کوئی جا کر ان مخالفوں سے کہہ دے اور وہ اسکے حال سے واقف ہو جائیں اور اسکو ایذا پہنچائیں دیکھو اگر اس شخص نے یہ کہا ہوتا کہ خیر الناس بعد رسول اللہ ابوبکرٍ تو بیشک ابوبکرؓ کو علیؑ پر فضیلت دیتا لیکن اسنے تو یہ کہا ہے کہ خَیْرُ النَّاسِ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ اَبَابَکْرٍ یعنی اے ابوبکر رسول خدا کے بعد سب آدمیوں سے بہتر ... اور

اس سے وہ مطلب نہیں نکلتا جو عوام سمجھتے ہیں اور یہ اس لئے کیا گیا تاکہ عام جہال جو اس کے سامنے جا رہے ہیں خوش ہو جائیں اور وہ ان کی شرارتوں سے محفوظ رہے کیونکہ اللہ تعالےٰ نے اس قسم کے توریہ کو ہمارے شیعوں اور محبوں کا محافظ مقرر کیا ہے ۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ کسی شخص نے امام محمد تقی علیہ السلام سے عرض کی کہ اے فرزند رسولؐ میں جو آج محلہ کرخ میں سے گزرا تو لوگوں نے مجھے دیکھ کر کہا کہ یہ شخص محمدؑ ابن علیؑ امام روافض کا ہمنشین ہے اس سے پوچھو کہ رسولخدا کے بعد سب سے بہتر کون ہے اگر اس نے جواب دیا کہ علیؑ بعد رسولخدا سب سے بہتر ہے تو اسکو قتل کرنا اور اگر کہا کہ ابوبکر ہے تو چھوڑ دینا غرض ایک جمعیت کثیر نے مجھ پر ہجوم کیا اور مجھ سے سوال کیا کہ بعد رسولؐ مختار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خیر الناس کون شخص ہے تب میں نے انکو جواب دیا کہ خیر الناس بعد رسول اللہ ابوبکر و عمر و عثمانؓ (تینوں ناموں کو مقام استفہام میں کہا) اور اتنا کہکر خاموش ہو گیا اور علیؑ کا نام نہ لیا یہ سن کر بعض کہنے لگے کہ یہ تو ہم پر فوقیت لے گیا ہم تو اس جگہ علیؑ کو بھی ذکر کرتے ہیں میں نے ان سے کہا کہ اس میں مجھ کو کچھ تامل ہے میں یہ نہیں کہنے کا تب وہ باہم کہنے لگے کہ یہ تو ہم سے بھی زیادہ متعصب ہے ہمارا خیال اس کی نسبت غلط نکلا یہ کہہ کر وہ سب چلے گئے اور اس طرح سے میں نے ان کے پنجے سے رہائی پائی اے فرزند رسولؐ اس میں میرا کچھ حرج تو نہیں ہوا اس فقرے سے میرا مقصود استفہام تھا نہ کہ اخبار یعنی کیا رسولخدا کے بعد فلاں و فلاں و فلاں سب سے بہتر تھے حضرتؑ نے اس سے فرمایا خدا تیرے اس جواب کا شاکر ہوا اور اسکا اجر تیرے لئے لکھا اور اسکو کتاب حکیم یعنی لوح محفوظ میں ثبت کیا اور تیرے اس جواب کے ہر حرف کی عوض اس قدر چیزیں تیرے لئے واجب کیں کہ تمنا کرنے والوں کی تمنائیں اس سے قاصر ہیں اور آرزومندوں کی آرزوئیں وہاں تک نہیں پہنچتیں ۔

اور ایک شخص نے امام علی نقی علیہ السلام کی خدمت بابرکت میں عرض کی آج میں شہر کے عام لوگوں کی ایک جماعت میں جا پھنسا اور انہوں نے مجھ کو پکڑ لیا اور کہنے لگے اے شخص کیا تو ابوبکر بن ابو قحافہ کی امامت کا قائل نہیں ہے اے فرزند رسولؐ انکی یہ بات سنکر میں ڈرا اور میں نے نہیں کا ارادہ کر کے از رُوئے تقیہ کہدیا کہ ہاں اسکا قائل ہوں تب ان میں سے ایک اپنا ہاتھ میرے منہ پر رکھ کر بولا تو تحریف کر کے کلام کرتا ہے جو میں تجھے بتاؤں اسطرح سے لوگوں کو جواب دے میں نے اس سے کہا کہ

تب اسنے مجھ سے کہا کیا تو قائل ہے کہ ابوبکر بن قحافہ رسولخدا کے بعد امام حق و عدل ہے اور علیؑ کا امامت میں بیشک کوئی حق نہیں ہے مینے اسکے جواب میں نَعَمْ کہا اور اسکو ہاں کے معنی میں نہیں رکھا تھا بلکہ اس سے اونٹ، گائے، بھیڑ وغیرہ چوپائے جانور مراد لی تھی وہ شخص بولا میں اس پر بس نہ کرونگا جبتک تو قسم نہ کھائے اب تو اس طرح کہہ کہ میں اُس خدا کی قسم کھاتا ہوں کہ اُسکے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے اور وہ طالب اور غالب اور ذلت دینے والا اور پلٹنے والا اور ہلاک کرنے والا اور پوشیدہ اور ظاہر کا یکساں جاننے والا ہے مینے جواب یا نعمًا اور میری اسکے کہنے سے چوپایہ مراد تھی نہ کہ ہاں پھر اس نے کہا کہ میں اس پر بھی بس نہیں کرتا جبتک کہ تو یوں نہ کہے کہ قسم ہے اُس خدا کی کہ اُسکے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے اور ایسی قسم کھا کر نہ کہے کہ ابوبکرؓ بن ابوقحافہ ہی امام ہے تب مینے جوابدیا کہ ابوبکر بن ابوقحافہ امام ہے ہاں وہ اُس شخص کا امام ہے جو اُس کا پیرو ہو اور اُسکا امام مانے قسم ہے اُس خدا کی جسکے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے اور دیگر صفات الٰہی اپنی زبان پر جاری کیں یہ سُن کر وہ خاموش ہوئے اور مجھ کو جزاک اللہ خیرا کہا اور مینے ان کے پنجے سے نجات پائی یا حضرتؑ اب فرمائیے خدا کے نزدیک میرا کیا حال ہے فرمایا تیرا حال نیک ہے خدا نے تیرے عمدہ تقیہ کی عوض اعلیٰ علیین میں تجھ کو ہمارا رفیق اور ہمنشین کیا ؛

ابو یعقوب اور علیؑ راویان تفسیر روایت کرتے ہیں کہ ایکدن ہم امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھے کہ حضرتؑ کے ایک اصحاب نے عرض کی کہ ہمارا ایک شیعہ بھائی جہال عامہ میں مبتلا تھا اور وہ امامت کے باب میں اسکی آزمائش کرتے تھے اور اسکو قسمیں دلاتے تھے اسنے مجھ سے کہا کہ ہم کیا تدبیر کریں جو انکے ہاتھ سے خلاصی ہو مینے پوچھا وہ کیا کہتے ہیں وہ بولا وہ مجھ سے کہتے ہیں اے شخص کیا تو قائل ہے کہ رسولخدا کے بعد فلاں ہی امام ہے پس مجھ کو نعم کہنے کے سوا اور کچھ بن نہیں پڑتا ورنہ وہ مجھے مارتے ہیں اور جب مینے نعم کہا تو لے کر واللہ کہہ تب مینے کہا نعم اور میرا منشا اس نعم کے کہنے سے اونٹ گائے، بھیڑ وغیرہ چوپائے جانور تھا مینے اس شخص سے کہا کہ جب واللہ کہلائیں تو واللہ (جیسے وَلّی زَیْدٌ عَنْ اَمْرِکذا یعنی زید فلاں کام سے پھر گیا) کہنا یا کہ وہ اسکو تمیز نہ کرسکیں گے اور تو سلامت رہیگا یہ سُنکر اسنے مجھ سے کہا کہ اگر وہ میری ابات کو معلوم کرلیں اور کہیں کہ وَاللّٰہ کہو اور ہا کو ظاہر کر مینے جواب دیا کہ وَاللّٰہُ بضمہ ہا کہدیا کر کیونکہ جب تا پر کسرہ نہ ہوگا

تو قسم میں داخل نہ ہوگا یہ سُن کر وہ چلا گیا اور واپس آکے کہنے لگا کہ انہوں نے اس امر کو میرے سامنے پیش کیا اور مجھ کو قسم دلائی اور جس طرح تُو نے تعلیم دی تھی میں نے اُسی طرح سے کیا +

اس شخص کی یہ تقریر سُنکر حضرتؑ نے اس سے فرمایا کہ تو بموجب حدیث جناب رسالتمآب اَلدَّالُ عَلَی الْخَیْرِ کَفَاعِلِہٖ (نیکی کی طرف رہبری کرنے والا گویا خود اس نیکی کا بجا لانیوالا ہے) گویا خود اس فعل کا عمل میں لانے والا ہے خدا نے تیرے اس ساتھی کے لئے اس تقیہ کی عوض اسقدر نیکیاں اسکے نامۂ اعمال میں درج کیں کہ انکی تعداد ہمارے تقیہ کرنے والے شیعوں اور محبوں اور دوستوں کے مقام تقیہ میں استعمال کردہ الفاظ کے حروف اور ان تقیہ کرنے والوں کی تعداد کے برابر ہے کہ اگر صد سالہ گناہ بھی ان میں سے ایک ادنٰے نیکی کے مقابل ہوں تو البتہ معاف ہو جائیں اور چونکہ تُو نے اسکو ہدایت کی ہے اس لئے تجھ کو بھی اس کی مانند ثواب ملا +

اور قول خدا وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ کے معنے یہ ہیں کہ نماز کو ادا کرو اس طرح پر کہ اسکے رکوع اور سجود کو کامل طور پر بجا لاؤ اور اوقات کی پابندی کرو اور اسکے ان حقوق کو ادا کرو جنکے ادا نہ کرنے سے پروردگار عالم نماز کو قبول نہیں کرتا آیا تم جانتے ہو کہ وہ کونسے حقوق ہیں؟ وہ حقوق یہ ہیں کہ نماز کے بعد محمدؐ اور علیؑ اور ان کی آلؑ اطہار پر درود بھیجے مگر ساتھ ہی یہ بھی اعتقاد رکھتا ہو کہ وہ حضرت علیہم السلام برگزیدگان خدا میں سب سے بہتر اور افضل ہیں اور خدا کے حقوق کو قائم کرنے والے اور دین خدا کے ناصر و مددگار ہیں +

وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ اور اپنے مال اور مرتبے اور قوت بدنی کی زکوٰۃ ادا کرو مال سے اپنے دینی بھائیوں کی غمخواری کرو اور مرتبے سے ان کو ان کی دلی حاجتوں تک پہنچاؤ کہ اپنے ضعف ناتوانی کے سبب وہ وہاں تک پہنچنے اور انکے پورا کرنے سے عاجز ہیں۔ اور قوت سے اپنے بھائی کی یُوں امداد کرو کہ جس کا گدھا مثلاً کسی نہر میں گر پڑا ہو یا اسکا بوجھ کسی جنگل یا کسی رستے میں پڑا ہو اور وہ فریاد کرتا ہو اور کوئی اس کی فریاد کو نہ پہنچتا ہو اور تو اس کی امداد کرے یہانتک کہ اس کا بوجھ اس پر لدوا دے اور اس کو سوار کرا دے اور ہنکا کر قافلہ سے ملا دے اور باایں ہمہ تو محمدؐ و آلؑ محمدؐ طیبین و طاہرین کی دوستی کا معتقد ہو اور یہ اعتقاد بھی رکھتا ہو کہ تیرے ان کے دوست رکھنے اور ان کے دشمنوں سے تبرا اور بیزاری کرنے سے خدا تمہارے اعمال کو پاکیزہ اور دو چند کر دیتا ہے +

پھر خدا فرماتا ہے ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ اِلَّا قَلِيلًا مِّنْكُمْ وَاَنْتُمْ مُّعْرِضُوْنَ پھر اے گروہ یہود کہ تم سے وہی عہد لیا گیا ہے جو تمہارے پہلے بزرگوں سے لیا گیا تھا تم اس عہد سے پھر گئے تھوڑے سے آدمیوں کے سوا کہ وہ اس پر قائم رہے اور تم حکم خدائے عز و جل سے جو اس نے فرض کیا تھا روگرداں ہو گئے ◆

جناب رسولخدا نے فرمایا ہے کہ جب صبح ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں سمیت بندونکی طرف متوجہ ہوتا ہے تاکہ اگر بندہ اپنی نماز کو پروردگار کے سامنے پیش کرے تو وہ اپنی رحمت کو اسکی طرف متوجہ کرے اور اپنی کرامت سے اسکو مستفیض کرے اگر بندہ اپنے عہد کو وفا کرتا ہے اور نماز کو اس کے مقررہ طریق کے موافق ادا کرتا ہے تو خدا ان فرشتوں سے جو خازنانِ جنت اور حاملان عرش ہیں فرماتا ہے دیکھو میرے بندے نے اپنا عہد پورا کیا اب تم بھی اپنے عہد (ثواب) کو پورا کرو اور اگر کوئی بندہ اپنے وعدہ کو وفا نہیں کرتا تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ میرے اس بندے نے اپنا اقرار پورا نہیں کیا مگر میں حلیم و کریم ہوں اگر وہ توبہ کرے تو میں قبول کرونگا اور اگر وہ میری عبادت کی طرف متوجہ ہوا تو میں بھی اپنی خوشنودی اور رحمت کو اسکی طرف متوجہ کرونگا ◆

بعد ازاں حضرتؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اگر میرا بندہ میرے فرائض کے پورا کرنے میں سستی کرتا ہے تو میں اس کے محلوں کی خوبصورتی رونق اور عظمت میں کمی کر دیتا ہوں اور جنت میں مشتہر کر دیتا ہوں کہ ان کا مالک مُقَصِّر یعنی کوتاہی کرنے والا ہے ◆

اور جناب رسولخدا نے فرمایا ہے کہ جب شب معراج جبرئیلؑ نے حکم خدا سے مجھ کو قصور جنت کی سیر کرائی تو مینے دیکھا کہ وہ محل سونے اور چاندی کے بنے ہوئے ہیں اور مجھنے یا گارے کی جگہ مشک عنبر لگا ہوا ہے مگر یہ بات ہے کہ بعض تو نہایت پُر رونق اور عالیشان ہیں اور بعض اس شرافت سے بالکل خالی ہیں تب مینے جبرئیلؑ سے پوچھا اے بھائی یہ محل بے شرف کیوں ہیں ان میں اور محلوں کی سی شان نہیں کیوں نہیں انسنے جواب دیا یا رسول اللہ یہ اُن نماز گذارونکے محل ہیں جو بعد ادائے فرض تجھ پر اور تیری آل پر درود و بھیجنے میں سستی اور کاہلی کرتے ہیں اگر وہ محمدؐ اور اسکی آلؑ اطہار پر درود بھیجکر اس شرف کے بنا کرنے کا مادہ بھیجیں گے تو ان کو شرف دیا جائیگا ورنہ اسی طرح پڑے رہینگے جب اہل جنت دیکھیں گے تو اُن سے کہا جائیگا کہ وہ محل بے شرف ہیں جن کے مالک نمازوں کے بعد

محمد و آل محمد پر درود بھیجنے میں کاہلی کرتے تھے ۔

اور مینے بہشت میں کچھ محل ایسے دیکھے جو نہایت بلند اور شرف دار اور بہت خوبصورت تھے مگر نہ تو انکے آگے دہلیز تھی اور نہ انکے پیچھے باغ لگا ہوا تھا مینے جبرئیلؑ سے پوچھا کیا باعث ہے کہ ان مکانوں کے آگے نہ تو دہلیز ہے اور نہ انکے پیچھے کی طرف باغ ہے اسنے جواب دیا کہ اے محمدؐ یہ اُن نمازیوں کے مکان ہیں جو پانچوں نمازوں کو ادا کرتے ہیں اور اپنی وسعت کا کچھ حصہ اپنے دینی بھائیوں کے حقوق کی ادائیگی میں صرف کرتے ہیں مگر پوری قوت کو صرف نہیں کرتے اسلئے انکے محل اس طرح پر تعمیر کئے گئے ہیں کہ نہ تو ان کے آگے دہلیز ہے اور نہ پیچھے باغ ۔

نیز جناب رسالتمآبؐ نے فرمایا ہے اے لوگو آگاہ ہو صرف ہماری ولایت ہی پر بھروسا نہ کرو بلکہ اس کے بعد فرائض خدا کو ادا کرو اور اپنے دینی بھائیوں کے حقوق کو پورا کرو اور تقیہ کا استعمال کرو کیونکہ یہ دونو (آخری) باتیں اعمال کو کامل اور ناقص کرتی ہیں (یعنی ان کے بجالانے سے اعمال کامل ہوتے ہیں اور ترک کرنے سے ناقص) ۔

قولہ عزوجل وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ لَا تَسْفِكُوْنَ دِمَآءَكُمْ وَلَا تُخْرِجُوْنَ اَنْفُسَكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ ثُمَّ اَقْرَرْتُمْ وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ ٥ ثُمَّ اَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ تَقْتُلُوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَتُخْرِجُوْنَ فَرِيْقًا مِّنْكُمْ مِّنْ دِيَارِهِمْ تَظٰهَرُوْنَ عَلَيْهِمْ بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ٥ وَاِنْ يَّاْتُوْكُمْ اُسٰرٰى تُفٰدُوْهُمْ وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْكُمْ اِخْرَاجُهُمْ اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ ٥ فَمَا جَزَآءُ مَنْ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ اِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُرَدُّوْنَ اِلٰٓى اَشَدِّ الْعَذَابِ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ٥ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ٥

ترجمہ ۔ اور اے بنی اسرائیل اسوقت کو یاد کرو جبکہ ہم نے تم سے عہد لیا تھا کہ تم خون نہ گرانا (یعنی آپس میں خونریزیاں نہ کرنا) اور اپنے نفسوں (بھائی بندوں) کو اپنی ولایت سے نہ نکالنا پھر تم نے اس عہد کا اقرار کیا اور تم اسکے شاہد ہو پھر تم ایسے لوگ ہو کہ اپنے نفسوں کو قتل کرتے ہو اور ایک فریق کو اپنی ولایت سے نکالتے ہو اور انکے مقابلے پر گناہ اور سرکشی کے سبب

مخالف کی مدد کرتے ہو اور اگر وہ تمہارے پاس قیدی ہو کر آتے ہیں تو تم ان کا فدیہ دیتے ہو حالانکہ ان کا وطن سے نکالنا تم پر حرام ہے آیا تم کتاب کے بعض حصے پر ایمان لاتے ہو اور بعض کا انکار کرتے ہو تم میں سے جو لوگ اس کار بد کو عمل میں لائیں ان کا عوض اسکے سوا اور کچھ نہیں کہ زندگی دنیا میں تو ان کو رسوائی ہو گی اور آخرت میں سخت ترین عذاب کی طرف پھیرے جائینگے اور خدا تمہارے اعمال سے غافل نہیں ہے یہ ایسے لوگ ہیں کہ انہوں نے زندگانی دنیا کو آخرت کی عوض خرید لیا ہے پس ان پر سے عذاب آخرت ہلکا نہ کیا جائیگا اور نہ کوئی ان کی امداد کریگا ۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ خدا فرماتا ہے وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَكُمْ لَا تَسْفِكُونَ دِمَاءَكُمْ وَلَا تُخْرِجُونَ أَنفُسَكُم مِّن دِيَارِكُمْ کہ اے بنی اسرائیل اس وقت کو یاد کرو جبکہ ہم نے تمہارے بزرگوں سے اور ان کی اولاد میں سے جن کو یہ خبر پہنچے کہ تم بھی ان میں داخل ہو یہ عہد لیا کہ تم آپس میں خونریزی نہ کرنا اور ایک دوسرے کو اپنے ملک سے نہ نکالنا ثُمَّ أَقْرَرْتُمْ وَأَنتُمْ تَشْهَدُونَ پھر تم نے اس عہد کا اقرار کیا جیسا کہ تمہارے پہلے بزرگوں نے کیا تھا اور ان کی طرح سے اسکا التزام کیا اور تم اپنے بزرگوں اور اپنے نفسوں پر اس امر کے شاہد ہو ثُمَّ أَنتُمْ هَٰؤُلَاءِ تَقْتُلُونَ أَنفُسَكُمْ وَتُخْرِجُونَ فَرِيقًا مِّنكُم مِّن دِيَارِهِمْ تَظَاهَرُونَ عَلَيْهِم بِالْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ پھر اے یہودیو تم وہ لوگ ہو کہ باہمدیگر ایک دوسرے کو قتل کرتے ہو اور قہر و غضب سے اپنی قوم کے ایک فرقہ کو ان کے ملک سے نکالتے ہو اور تم جن کو جلاوطن کرتے ہو ان کے جلاوطن کرنے پر اور جنکو ان میں سے ناحق قتل کرتے ہو ان کے قتل پر تم میں سے بعض بعضوں کو گناہ اور سرکشی کے ساتھ مدد دیتے ہیں وَإِن يَأْتُوكُمْ أُسَارَىٰ تُفَادُوهُمْ اور اگر وہ لوگ جن کو تم نکالتے ہو اور یہ تمہارا ان کو نکالنا اور قتل کرنا ظلم کی راہ سے ہے اگر قید ہو کر آئیں کہ ان کو تمہارے اور انکے دشمن قید کریں تو تم اپنے مالوں سے ان کا فدیہ دے کر دشمنوں کے ہاتھ سے انکو چھڑا لیتے ہو وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْكُمْ إِخْرَاجُهُمْ حالانکہ ان کا جلاوطن کرنا تم پر حرام کیا ہے اس آیت میں لفظ إِخْرَاجُهُمْ لایا گیا اور وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْكُمْ پر اکتفا نہ کی کیونکہ اگر ایسا کہا جاتا تو یہ معنی ہوتے کہ مُحَرَّمٌ عَلَيْكُمْ مُفَادَاتُهُمْ یعنی فدیہ دینا حرام ہے حالانکہ یہ بات نہیں ہے اب خدا فرماتا ہے أَفَتُؤْمِنُونَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ کیا تم کتاب خدا کے

بعض احکام پر تو ایمان لاتے ہو اور بعض کا انکار کرتے ہو کہ ہم نے مفادات (فدیہ دینا) کو تم پر واجب کیا ہے اور اسکو تم مانتے ہو اور ان کا قتل کرنا اور جلا وطن کرنا حرام کیا ہے اور اسکے تم منکر ہو الغرض خدا فرماتا ہے کہ جب ہماری کتاب (توریت) نے قتل نفوس اور جلا وطنی کو حرام کیا ہے اور قیدیوں کا فدیہ دینا اسنے واجب کیا ہے تو کیا باعث ہے کہ تم بعض احکام میں تو اسکی پیروی کرتے ہو اور بعض میں اسکی نافرمانی اور عصیان اختیار کرتے ہو گویا تم بعض احکام میں تو کافر ہو اور بعض میں مومن پھر فرماتا ہے فَمَا جَزَآءُ مَنْ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ اِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُرَدُّوْنَ اِلٰٓى اَشَدِّ الْعَذَابِ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ پس اے یہودیو جو لوگ کہ تم میں سے یہ کام کریں انکی جزا اسکے سوا اور کچھ نہیں کہ وہ زندگانی دُنیا میں تو ذلیل خوار اور رسوا ہوں اور قیامت کے دن ایسے عذاب میں ان کو ڈالا جائے جو سب قسم کے عذابوں سے سخت تر ہو کیونکہ وہ (عذاب) گناہوں کی کمی اور زیادتی کے موافق کم و بیش اور متفاوت ہوتے ہیں اور اے یہودیو خدا تمہارے اعمال سے غافل نہیں ہے پھر اللہ تعالیٰ ان یہودیوں کے اوصاف بیان کرتا ہے کہ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ؁ وہ لوگ ہیں جنہوں نے دُنیاوی زندگانی کو آخرت کی عوض خرید لیا اور جنت کی نعمتوں کی عوض جو طاعات الٰہی کے صلے میں ملتی ہیں دُنیا اور اسکے قلیل مال و اسباب پر راضی ہو گئے۔ پس عذاب آخرت اُن پر سے کم نہ کیا جائیگا اور نہ کوئی ان کی امداد کریگا کہ عذاب کو ان سے ہٹا دے ؛

جب یہ آیت یہودیوں کے باب میں نازل ہوئی جنہوں نے عہد خدا کو توڑ ڈالا تھا اور اسکے رسولوں اور پیغمبروں کو قتل کیا تھا تو جناب سرورِ کائنات نے ارشاد فرمایا اے لوگو تم چاہتے ہو کہ میں تم کو ان لوگوں کے حال سے مطلع کروں جو میری اُمت میں ان یہودیوں کے مشابہ ہونگے صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ فرمائیے فرمایا میری اُمت میں سے کچھ لوگ ہونگے جو میرے دین پر ہونیکا دعوےٰ کرینگے اور باایں ہمہ میری ذریت کے بزرگتر اور میرے خاندان کے پاکیزہ تر لوگوں کو قتل کرینگے اور میری شریعت اور سنت کو تبدیل کر دینگے اور میرے دونو فرزندوں حسنؑ اور حسینؑ کو قتل کرینگے جس طرح ان یہودیوں کے باپ دادا نے زکریا اور یحییٰؑ کو قتل کیا آگاہ ہو کہ جس طرح خدا نے ان یہودیوں پر لعنت کی ہے اسیطرح ان پر بھی لعنت کریگا اور ان ملاعنہ کی باقی اولادوں پر قیامت سے پہلے حسینؑ مظلوم کی اولاد سے ایک

ہادی مہدی کو مبعوث کریگا جو کر اپنے دوستوں کی تلواروں کی مدد سے ان کو آتش جہنم کی طرف روانہ کریگا۔ آگاہ ہو کہ حسینؑ کے قاتلوں اور ان ملعونوں کے دوستوں اور مددگاروں اور اُن لوگوں پر جو بغیر تقیہ کے ان ملاعنہ پر لعنت کرنے سے ساکت اور خاموش رہیں خدا لعنت کرے اور جو لوگ اس مظلوم کربلا پر از روئے رحمت اور شفقت کے روئیں اور اس کے دشمنوں پر لعنت کریں اور ان پر نہایت غضبناک اور پرُ خشم رہیں ان پر خدا رحمت کرے اور اے لوگو سُنو جو لوگ قتل حسینؑ سے خوش اور رضامند ہوں وہ اس کے قاتلوں میں شامل ہیں۔ سُنو۔ حسینؑ کے قاتل اور ان کے مددگار اور پیروکار جو ان ملعونوں کی پیروی کریں وہ سب دین خدا سے بیزار اور ناراض ہیں اللہ تعالیٰ ملائکہ مقربین کو حکم فرماتا ہے کہ حسینؑ کے مصیبت میں رونے والوں کے آنسو لے کر بہشت کے خوانچیوں کو دیدو اور وہ ان کو لے کر آب حیوان میں ملا دیتے ہیں اور اس سبب سے اس پانی کی شیرینی اور خوشبو ہزار گنی زیادہ ہو جاتی ہے اور جو لوگ قتل حسینؑ سے خوش ہوتے ہیں اور اُس پر ہنستے ہیں فرشتے ان کے آنسوئیں کو ہاویہ میں لے جاتے ہیں اور اسکے آب گرم اور اسکی صدید اور غساق اور غسلین (پیپ) میں ملاتے ہیں اس سے اس کی حرارت اور شدت عذاب ہزار گنی زیادتی ہو جاتی ہے اور جو دشمنانِ آلِ محمدؐ داخل جہنم ہونگے اس سے ان کے عذاب میں شدت اور زیادتی ہوگی یہ سُن کر ثوبان خادم رسولخدا نے کھڑے ہو کر عرض کی یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر سے فدا ہوں فرمائیے قیامت کب ہوگی رسولخدا نے اسکے جواب میں فرمایا اے ثوبان تو نے اسکے لئے کیا سامان تیار کیا ہے جو اسکا وقت دریافت کرتا ہے اسنے عرض کی یا رسول اللہ میں نے اسکے لئے بہت بڑا عمل تیار کیا ہے کہ میں خدا اور اسکے رسولؐ کو دوست رکھتا ہوں حضرتؐ نے فرمایا تیری محبت رسولخدا سے کس درجہ کو پہنچی ہے اسنے عرض کی مجھے قسم ہے اُس ذات کی جسنے آپکو سچا پیغمبر کرکے بھیجا ہے میرے دل میں حضرتؐ کی محبت اس درجہ کو پہنچ گئی ہے کہ اگر مجھ کو تلواروں سے کاٹا جائے اور آروں سے چیرا جائے اور قینچیوں سے کتر کر ریزہ ریزہ کیا جائے اور آگ میں جلایا جائے اور پتھر کی چکیوں میں پیسا جائے تو یہ سب تکلیفیں مجھ کو نہایت گوارا اور آسان ہیں بہ نسبت اسکے کہ میں آپ کی دشمنی یا آپ کے کسی اصحاب یا آپکے اہلبیتؑ یا ان کے سوا اور مومنین میں سے کسی کا کینہ یا کھوٹ یا عداوت اپنے دل میں معلوم کروں اور آپکے بعد مجھ کو تمام

مخلوق سے زیادہ وہ شخص پیارا ہے جو آپ کو سب سے زیادہ پیارا ہے اور جو کوئی آپ کو دوست نہ رکھے اُس کو میں سب سے زیادہ دشمن رکھتا ہوں جو کوئی آپ سے یا آپ کے کسی دوست سے بُغض رکھے میں بھی اُس سے بُغض رکھتا ہوں اگر اس عمل کو قبول کر لیا گیا تو میں ضرور سعادتمند اور کامیاب ہونگا اور اگر کوئی اور عمل طلب کیا گیا تو اس کے سوا اور کوئی عمل میں ایسا بجا نہیں لاتا جو اعتماد اور شمار کے قابل ہو اور میں آپ کو اور آپ کے اصحاب کو دوست رکھتا ہوں اگرچہ میرے اعمال اُن اصحاب کے اعمال کے مطابق نہیں ہیں حضرتؐ نے اُس سے فرمایا اے ثوبان تجھے بشارت ہو اسلئے کہ ہر شخص قیامت کے دن اُس شخص کے ساتھ محشور ہوگا جس کو وہ دوست رکھتا تھا اے ثوبان اگر تیرے گُناہ اتنے زیادہ ہوں کہ ثریٰ سے لے کر عرش تک کے درمیانی فاصلہ کو پُر کر دیں تو وہ سب اس محبت کے سبب اسکی نسبت بہت جلد زائل اور منخسر ہو جائینگے جیسے دھوپ پڑنے سے ہموار اور یکساں پتھر پر سے سایہ جلد ٹل جاتا ہے اور سُورج کے غروب ہونے سے دھوپ اس پر سے زائل ہو جاتی ہے ۔

قولہ عزوجل وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَقَفَّيْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ بِالرُّسُلِ وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ؕ اَفَكُلَّمَا جَآءَكُمْ رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰٓى اَنْفُسُكُمُ اسْتَكْبَرْتُمْ ۚ فَفَرِيْقًا كَذَّبْتُمْ وَفَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ ۝

ترجمہ اور البتہ ہم نے موسیٰؑ کو کتاب توریت دی اور اس کے پیچھے بہت سے پیغمبر بھیجے اور عیسیٰؑ ابن مریم کو معجزے عطا کئے اور رُوح القدس سے اسکو مدد دی جب ہمارا پیغمبر تمہارے پاس وہ چیز لے کر آیا جس کو تمہارے نفس نہیں چاہتے تھے تو تم نے غرور اور استکبار کیا پس پیغمبروں کے ایک فریق کو تو تم نے جھٹلایا اور ایک فریق کو قتل کیا ۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ خدا ان یہودیوں سے جن کو آنحضرتؐ نے ان پہاڑوں کے جنکا ذکر پہلے گذرا نزدیک جا کر معجزات دکھلائے تھے مخاطب ہو کر فرماتا ہے اور ان کو توبیخ اور سرزنش کرتا ہے وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ اور ہم نے موسیٰؑ کو کتاب توریت عطا فرمائی تھی جس میں ہمارے احکام اور محمدؐ اور اسکی آلؑ اطہار کی فضیلت اور علیؑ ابن ابی طالبؑ اور اسکے جانشینوں کی امامت اور اس کے ماننے والوں کی خوشحالی اور اس کے مخالفوں کی بدحالی کا ذکر درج تھا وَقَفَّيْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ بِالرُّسُلِ اور اسکے بعد ہم نے یکے بعد دیگرے بہت سے پیغمبر انکو بھیجا

وَ اٰتَیۡنَا عِیۡسَی ابۡنَ مَرۡیَمَ الۡبَیِّنٰتِ اور عیسیٰؑ ابن مریم کو آیات واضحہ اور معجزات باہرہ عطا کئے جیسے مُردوں کا زندہ کرنا مادرزاد اندھوں اور بہروں کا تندرست کرنا اور کھائی ہوئی اور گھروں میں جمع کی ہوئی چیزوں کی خبر دینا وَ اَیَّدۡنٰهُ بِرُوۡحِ الۡقُدُسِ اور رُوح القدس یعنی جبرئیلؑ سے ہم نے اس کی مدد کی جبکہ وہ اس کو گھر کے ایک روزن سے نکال کر آسمان پر لے گیا اور جس شخص نے اس کے قتل کا ارادہ کیا تھا اس کو عیسیٰؑ کی صورت بنا دیا اور وہ اسکی عوض مارا گیا اور لوگ اس کو جادوگر بتلاتے تھے +

پھر امام علیہ السلام نے فرمایا کہ پیغمبران سلف کو خدا کی طرف سے کوئی معجزہ ایسا عطا نہیں ہوا جسکی نظیر یا اس سے بڑھ کر محمدؐ اور علیؑ کو عنایت نہ ہوا ہو یہ بات سُنکر کسی شخص نے عرض کی اے فرزند رسولِ خدا بیان فرمائیے کہ محمدؐ اور علیؑ کو کونسا معجزہ عنایت ہوا جو کہ عیسیٰؑ کے معجزات کی نظیر ہے کہ وہ مُردوں کو زندہ کرتے تھے اور مادرزاد اندھے اور جذامی کو تندرست کر دیتے تھے اور کھائی ہوئی چیزوں اور گھروں کے ذخیروں سے خبر دیتے تھے حضرتؑ نے فرمایا کہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ جناب رسالتمآبؐ شہر مکہ میں چلے جا رہے تھے اور انکے بھائی علیؑ ابن ابی طالب آپکے ساتھ تھے اور حضرتؐ کا چچا ابولہب ملعون آنحضرتؐ کے پیچھے سے پتھر مارتا تھا اور پکار پکار کر کہتا تھا کہ اے گروہ قریش یہ جادوگر اور جھوٹا ہے تم اسکو دُور کرو اور اس سے الگ ہو جاؤ۔ اور اسکے جادو سے پرہیز کرو اور اوباش قریشیوں کو برانگیختہ کر کے انکے پیچھے لگا دیا اور وہ کمبخت ان دونو حضرات پر پتھر پھینکنے لگے ہیں جو پتھر آنحضرتؐ کو مارتے تھے وہی جناب امیرؑ کو بھی لگتا تھا تب ایک شریر پکارا اے علیؑ کیا تو محمدؐ کا پیرو اور اسکی طرف سے جنگ کرنے والا اور ایسا بہادر نہیں ہے کہ باوجود نوجوانی اور کسی جنگ میں شریک نہ ہونے کے کوئی تیرا مثل و نظیر نہیں ہے کیا سبب ہے کہ اب تو محمدؐ کی مدد نہیں کرتا اور اس پر سے اس آفت کو نہیں ٹالتا اس مردود کی یہ تقریر سُن کر جناب امیرؑ نے ان ملعونوں کو آواز دی اے اوباش قریشیو میں آنحضرتؐ کا ایسا فرمانبردار ہوں کہ کبھی نافرمانی اور سرکشی نہیں کرتا اگر وہ حکم دیں تو تم کو عجائبات دکھلاؤں الغرض وہ تمام اوباش پیچھے لگے چلے گئے یہانتک کہ آپ مکہ سے باہر نکل گئے قدرت خدا سے پہاڑ کے پتھر خود بخود آنحضرتؐ کی طرف لڑھکنے لگے یہ حال دیکھ کر وہ لوگ آپس میں کہنے لگے اب یہ

ذکر نظائر معجزات انبیاء سلف

پتھر محمدؐ اور علیؑ پر آ گرینگے اور ان کو ہلاک کرینگے اور ہم انکے ہاتھ سے نجات پائینگے آخر کار وہ لوگ اس خوف سے ڈر کر پھر یہ پتھر ... نہ آ پڑیں ایک طرف ہو لئے پھر کیا دیکھتے ہیں کہ وہ پتھر محمدؐ اور علیؑ کے آگے آئے اور ہر ایک پتھر پکارتا تھا السّلام علیک یا محمد ابن عبد اللّٰہ ابن عبد المطلب ابن ھاشم ابن عبد مناف السّلام علیک یا علی ابن ابیطالب ابن عبد المطلب ابن ھاشم ابن عبد مناف السّلام علیک یا رسول رب العالمین وخیر الخلق اجمعین السّلام علیک یا سیّد الوصیین و یا خلیفہ رسول رب العلمین ..…

یہ آوازیں سن کر وہ قریشی نہایت غمگین ہوئے آخر ان میں سے دس سرکش اور نافرمان بولے یہ پتھر نہیں بول رہے بلکہ محمدؐ نے ان پتھروں کے پاس زمین کے نیچے کسی گڑھے میں کچھ مردوں کو چھپا رکھا ہے وہ کلام کر رہے ہیں تا کہ ہم کو دھوکہ دے کر اپنے دام فریب میں پھنسائے جب یہ ناشائستہ کلام ان ملعونوں نے اپنی زبان پر جاری کیا تو ان پتھروں میں سے دس پتھر ان کی طرف بڑھے اور حلقہ باندھ کر ان دسوں کلام ناشائستہ کرنے والوں کے سروں پر بلند ہوئے اور ان کے سروں پر گرتے تھے اور پھر بلند ہوتے تھے اور گر کر ان کے سروں کو ریزہ ریزہ کرتے تھے یہاں تک کہ ہر ایک ملعون کا دماغ اور خون ناک کے نتھنوں میں سے بہنے لگا اور اس کا سر پیشانی ... چند پارہ ہو گئی اور وہ سب کے سب واصل جہنم ہوئے۔ یہ حال سن کر ان کے اہل وعیال اور کنبے والے روتے پیٹتے اور فریاد کرتے وہاں آئے اور کہنے لگے کہ ہم کو انکے مرنے کی نسبت زیادہ اس بات کا رنج ہے کہ محمدؐ خوش ہوتا ہے اور فخر کرتا ہے کہ وہ ان پتھروں سے مارے گئے جو میری نشانی اور دلیل اور معجزہ ہیں تب اللہ تعالیٰ نے انکے تابوتوں کو گویا کیا اور وہ پکارے کہ محمدؐ سچا ہے اور وہ جھوٹا نہیں اور تم جھوٹے ہو اور سچے نہیں پھر وہ تابوت لرزے میں آئے اور ان مردوں کو زمین پر گرا دیا اور ان تابوتوں سے صدا پیدا ہوئی ہم اسواسطے نہیں ہیں کہ دشمنان خدا کو اٹھا کر عذاب خدا کی طرف لے جائیں یہ واقعہ دیکھ کر ابوجہل ملعون بولا کہ محمدؐ نے ان تابوتوں پر بھی جادو کر دیا ہے جس طرح ان پتھروں پر کیا تھا جس کے باعث ان سے طرح طرح کے کلام سرزد ہوئے اگر ان پتھروں کا ان لوگوں کو قتل کرنا محمدؐ کا معجزہ اور اسکے قول کی تصدیق اور اسکی نبوت کا ثبوت ہے تو تم اس سے کہو کہ جس نے ان کو پیدا

کیا ہے اُس سے دُعا کر کہ وہ پھر ان کو زندہ کر دے ان کی یہ درخواست سُنکر حضرتؐ نے جناب امیرؑ سے فرمایا اے ابوالحسنؑ تم نے سُنا کہ یہ جاہل کیا سوال کرتے ہیں اور یہ دس آدمی ہیں جو اسوقت مارے گئے ہیں اب یہ بتاؤ کہ ان لوگوں نے جو پتھر ہماری طرف پھینکتے تھے ان سے کتنے زخم تمہارے جسم پر لگے جناب امیرؑ نے عرض کی کہ کُل چار زخم مجھ کو لگے ہیں۔ جناب رسولؐ خدا نے فرمایا چار زخم تم کو لگے اور چھ زخم مجھ کو لگے ہیں اس لئے ہم میں سے ہر ایک کو خدا سے دُعا کرنی چاہیئے کہ جتنے زخم مجھ کو لگے ہیں اتنے مُردے ان دسوں میں سے زندہ کر دے غرض حضرتؐ نے چھ کے لئے دُعا کی اور علیؑ نے چار کے لئے اور وہ زندہ ہو کر اُٹھ بیٹھے پھر ان زندہ ہوئے شخصوں نے آواز دی اے مسلمانوں محمدؐ اور علیؑ کی ان عالم میں جہاں ہم تھے بڑی قدر و منزلت ہے ہم نے دیکھا کہ محمدؐ کا ایک پُتلا ایک تخت پر بیت المعمور کے پاس ہے اور ایک عرش کے پاس اور علیؑ کے بھی ایک پُتلے بیت المعمور اور کرسی اور فرشتگان سمٰوات اور حجب و عرش کے نزدیک ہیں اور وہ ان دو نو حضراتؑ کے پُتلوں کے گرد جمع ہیں اور ان کی تعظیم و تکریم بجا لاتے ہیں اور ان پر درود بھیجتے ہیں اور ان کے احکام پر چلتے ہیں اور اپنی حاجتوں کے طلب کرنے میں خدا کو ان کی قسمیں دیتے ہیں القصہ ان میں سے سات آدمی ایمان لائے اور باقیوں پر شقاوت غالب ہوئی ٭

اور اللہ تعالیٰ نے عیسیٰؑ کی جو روح القدس سے مدد کی اسکی نظیر آنحضرتؐ کو یہ عطا ہوئی کہ جبرئیلؑ ایک روز حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسوقت حضرت عبائے قطوانی اوڑھے ہوئے تھے اور علیؑ فاطمہؑ اور حسنؑ و حسینؑ کو اس میں ڈھانپ رکھا تھا اور دُعا کرتے تھے کہ اے خدا یہ میرے اہلبیتؑ ہیں جو ان سے لڑے اُس سے میں بھی لڑتا ہوں اور جو ان سے صُلح رکھے اس سے میری بھی صُلح ہے اور جو ان کو دوست رکھے اسکا میں دوست ہوں اور جو ان سے دشمنی کرے اسکا دشمن ہوں تو بھی ان کے ساتھ لڑنے والوں سے لڑائی رکھ اور ان سے صُلح رکھنے والوں سے صُلح رکھ اور ان کے دوستوں کا دوست ہو اور ان کے دشمنوں کا دشمن تب اللہ تعالیٰ نے وحی نازل کی کہ اے محمدؐ میں نے تیری اِس دُعا کو قبول کیا اسی اثنا میں ام سلمہؓ نے عبا کا ایک گوشہ اُٹھا کر اس میں داخل ہونیکا ارادہ کیا حضرتؐ نے عبا کو اسکے ہاتھ سے چھڑا کر فرمایا تیرا یہ مقام نہیں ہے مگر ہاں تیرا حال نیک ہے اور تیری عاقبت بھی بخیر ہے اسوقت جبرئیلؑ کملی اوڑھے ہوئے حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ

مجھ کو بھی اپنے اہلبیتؑ میں داخل کر لو فرمایا تو ہم میں داخل ہے عرض کی تو میں عبا اُٹھا کر بیچ میں
آجاؤں فرمایا ہاں الغرض جبرئیلؑ عبا میں داخل ہوئے بعد ازاں وہاں سے نکل کر آسمان کے
ملکوت اعلےٰ کی طرف پرواز کی اور اسکا حسن اور چہرہ کی رونق دوچند ہوگئی تھی فرشتوں نے اس سے
پوچھا کیا باعث ہے کہ یہاں سے جاتے وقت جو تمہارا جمال تھا اب وہ بالکل بدل گیا ہے جبرئیلؑ نے
جواب دیا کیونکر ایسا نہ ہو کہ اب میں آل محمدؐ اور انکی اہلبیت میں شامل کیا گیا ہوں یہ سُن کر آسمانوں اور
حجابوں اور عرش و کرسی نے فرشتے کہنے لگے جبکہ یہ بات ہے جیسا کہ تم کہتے ہو تو یہ شرفؑ منزلت تم کو
زیبا اور سزاوار ہے اور جناب امیر علیہ السلام جب کسی جنگ میں تشریف لیجاتے تھے تو جبرئیلؑ انکے
دائیں اور میکائیلؑ بائیں اور اسرافیلؑ ان کے پیچھے اور عزرائیلؑ آگے آگے رہتے تھے ۔

حضرت عیسیٰؑ کا جو یہ معجزہ تھا کہ کور مادرزاد اور جذامی کو تندرست کر دیتے تھے اسکی نظیر پر یہ
معجزہ شاہد ہے منقول ہے کہ جناب سالتمآب مکہ معظمہ میں تشریف فرما تھے کہ مُشرکوں نے حاضر خدمت
ہو کر عرض کی کہ اے محمدؐ ہمارا پروردگار ہبل ہے جو ہمارے مریضوں کو تندرست کرتا ہے اور ہمارے
مُردوں کو نجات دیتا ہے اور ہمارے زخمیوں کا علاج کرتا ہے حضرتؐ نے فرمایا تم جھوٹ کہتے ہو ہبل
ان باتوں میں سے ایک بھی نہیں کرتا بلکہ خدا ان امور میں سے جو چاہتا ہے تمہارے ساتھ سلوک
کرتا ہے یہ بات سرکش مُشرکوں کو نہایت گراں گزری اور کہنے لگے اے محمدؐ ہم کو نہایت خوف ہے
کہ ہبل تیرے اسکے برخلاف دعوی کرنے سے تجھ کو لقوہ ۔ فالج ۔ جذام ۔ کوری اور طرح طرح کی
بلاؤں میں مبتلا نہ کر دے فرمایا اسکو ان امور میں سے کسی ایک کی بھی قدرت نہیں ہے مگر ہاں
اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہے جو چاہے سو کرے تب ان مُشرکوں نے عرض کی کہ اے محمدؐ اگر تیرا کوئی
پروردگار ہے جس کی تُو عبادت کرتا ہے اور اسکے سوا کوئی اور پروردگار نہیں ہے تو تُو اس سے
درخواست کر کہ وہ ہم کو مذکورہ بالا مرضوں اور بلاؤں میں مبتلا کرے پھر ہم جا کر ہبل سے التماس کریں
کہ وہ ہم کو ان بلاؤں سے نجات دے تا کہ تجھ کو معلوم ہو کہ ہبل تیرے اُس پروردگار کا شریک ہے
جسکی طرف تُو اشارہ کرتا ہے اسوقت جبرئیلؑ امین نے حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ ان میں سے بعض کیلئے
آپ بددُعا کریں اور بعض کیلئے علیؑ تب آنحضرتؐ نے بیس۲۰ مُشرکوں کیلئے اور علیؑ نے دس کیلئے بددعا
کی اور ابھی وہ اپنے گھر تک نہ پہنچے تھے کہ برص ۔ جذام ۔ فالج ۔ لقوہ اور کوری کے امراض میں مبتلا ہوئے

اور انکے ہاتھ اور پاؤں الگ ہو کر گر پڑے اور نہ ہاتھوں اور کانوں کے سوا انکے جسموں کا کوئی عضو بیماری سے نہ بچا الغرض جبکہ لوگ ان بلاؤں میں مبتلا ہوئے تو ان کو ہبل کے پاس اُٹھا کر لے گئے اور اس سے اس کی تندرستی کی درخواست کی اور کہا کہ یہ لوگ محمدؐ اور علیؑ کی بددعا سے ان آفات میں مبتلا ہوئے ہیں تو انکو شفا دے تب ہبل قدرت خدا سے گویا ہوا اور پکارا اے دشمنان خدا مجھ کو کسی چیز کے کرنے کی قدرت نہیں ہے مجھ کو اُس ذات کی قسم ہے۔ جسنے محمدؐ کو تمام مخلوقات پر مبعوث کیا ہے اور اسکو تمام نبیوں اور رسولوں سے بہتر اور افضل قرار دیا ہے اگر وہ میرے لئے بھی بددعا کرے تو بیشک میرے اعضائے بدنی اور اجزائے جسمانی جُدا جُدا اور ریزہ ریزہ ہو جائیں اور ہوائیں مجھ کو اُڑا کر اور میرے ذرّوں کو اُڑا کر لیجائیں یہاں تک کہ میرا وجود تو کہاں نشان تک بھی نظر نہ آئے اگر خدا میرے ساتھ ایسا سلوک کرے تو میرا ایک ایک جزو رائی کے دانے کے سویں حصہ سے بھی کم ہو جائے جب ان مشرکوں نے ہبل کی یہ تقریر سُنی تو مجبوراً روتے پیٹتے حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے کہ اب ہماری امیدیں سب طرف سے قطع ہو گئیں اور تیرے سوا ہمارا کوئی معین و مددگار نہیں تو ہماری فریاد رسی کر اور ہمارے ان ساتھیوں کے لئے اللہ سے صحت کی دُعا کر اسکے بعد وہ کبھی آپکی ایذا رسانی کے درپے نہ ہونگے اسوقت حضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ جس طرح یہ بیمار ہوئے ہیں اسی طرح یہ تندرست بھی ہونگے بیس میرے ذمے ہیں اور دس علیؑ کے ذمے آخر کار انہوں نے بیس بیماروں کو تو حضرتؐ کے سامنے کھڑا کیا اور دس کو علیؑ کے روبرو پیش کیا رسولخدا نے اُن بیس شخصوں سے فرمایا کہ اپنی آنکھیں بند کر لو اور اسطرح دُعا کرو کہ اے خدا اس شخص کے مرتبے کا واسطہ جسکی خاطر سے تو نے ہم کو ان آزاروں میں مبتلا کیا ہے محمدؐ و علیؑ اور انکی آلؑ اطہار کی خاطر سے ہم کو ان امراض سے صحت عطا کر اسی طرح جناب امیرؑ نے ان دس شخصوں سے فرمایا اور انہوں نے اسی طرح عمل کیا اور وہ فوراً تندرست ہو کر اس طرح کھڑے ہو گئے گویا رسیوں سے چھوٹے ہیں اور ان کو ذرا بھر کسی قسم کا مرض باقی نہ رہا اور ایسے تندرست ہو گئے کہ ان بلاؤں میں مبتلا ہونے سے پیشتر بھی ایسے نہ تھے اور تیسوں شخص اور کچھ انکے بھائی بند حضرتؐ پر ایمان لائے اور باقیوں پر شقاوت غالب ہوئی ۰

اور حضرت عیسیٰؑ کا جو یہ معجزہ تھا کہ وہ لوگوں کو ان کی کھائی ہوئی چیزوں اور گھر والوں کے ذخیرے سے خبر دیتے تھے اسکی نظیر یہ معجزہ دال ہے کہ جب ان بیماروں نے شفا پائی تو حضرتؐ نے ان سے فرمایا کہ مجھ پر ایمان لاؤ انہوں نے عرض کی کہ ہم ایمان لائے فرمایا تم چاہتے ہو کہ میں تمہاری بصیرت کو اور زیادہ

کروں انہوں نے عرض کی کہ ہاں فرمایا میں تم کو خبر دیتا ہوں کہ ان لوگوں نے کیا غذا کھائی ہے کیا دوا پی ہے اور فلاں نے یہ کھایا ہے اور فلاں نے یہ دوا پی ہے اور اسقدر اسکے پاس باقی ہے اسی طرح ان سب کا ذکر کیا پھر فرمایا اے پروردگار کے فرشتو انکی بقیہ غذاؤں اور دواؤں کو جوان کے طباقوں اور خوانوں میں دھری ہیں میرے پاس لے آؤ فرشتوں نے فوراً ان چیزوں کو حاضر کیا اور ان کے بقایا کھانے اور دوائیں آسمان سے اُتارے اور عرض کی یہ ان کی بچی ہوئی غذائیں اور دوائیں موجود ہیں بعد ازاں حضرتؐ نے ان طعاموں سے مخاطب ہوکر فرمایا تجھ میں سے انہوں نے کتنا کھایا ہے طعام نے جواب دیا کہ اسقدر تو مجھ میں سے کھالیا ہے اور باقی یہ آپ کے سامنے موجود ہے اور ایک طعام نے عرض کی یا رسولؐ اللہ میرے اس مالک نے اتنا تو مجھ میں سے کھالیا ہے اور باقی میں موجود ہوں پھر حضرتؐ نے فرمایا میں کون ہوں طعام اور دوا نے جواب دیا کہ تو خدا کا پیغمبر ہے خدا تجھ پر اور تیری آلؑ اطہار پر رحمت نازل کرے۔ پھر حضرتؐ نے جناب امیرؑ کی طرف اشارہ کرکے فرمایا یہ کون ہے طعام اور دوا نے عرض کی یہ تیرا بھائی سردار اوّلین و آخرین ہے اور تیرا وزیر ہے کہ سب وزیروں سے افضل ہے اور تیرا خلیفہ اور جانشین ہے کہ سب خلیفوں کا سردار ہے ۔

اب اللہ تعالیٰ ان یہودیوں کو جنکا ذکر آیہ ثُمَّ قَسَتْ قُلُوبُكُمْ اور اس قصے میں گورا ملامت کرتا ہے اور فرمایا کُلَّمَا جَآءَكُمْ رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰۤى اَنْفُسُكُمُ کہ جب تمہارے پاس ہمارے پیغمبر وہ احکام لے کر آئے جو تمہاری نفسانی خواہشوں کے برخلاف تھا اور وہ عہد و پیمان تم سے لئے گئے جن کو تم پسند نہ کرتے تھے کہ اپنے افضل دوستوں اور منتخب اور برگزیدہ بندوں یعنی محمدؐ اور اس کی آلؑ اطہار کی ان کے تمام اقوال میں اطاعت کرو جیسا کہ تمہارے بزرگوں نے تم کو پہنچایا کہ محمدؐ و آل محمدؐ کی ولایت اور دوستی ہی اصلی غرض اور اعلیٰ مطلب ہے اور اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات کو اسی لئے پیدا کیا ہے اور تمام پیغمبروں کو ان کی طرف اسواسطے بھیجا ہے کہ ان کو محمدؐ اور علیؑ اور اسکے جانشینوں کی طرف دعوت کریں اور اس بات کا ان سے عہد لیں کہ وہ اس پر قائم رہینگے اور سب اُمتوں کے عوام اس پر عامل ہونگے مگر تم نے اس بات سے اِسْتَكْبَرْتُمْ غرور کیا جس طرح تمہارے پہلے بزرگوں نے غرور کیا تھا یہانتک کہ انہوں نے یحییٰؑ اور زکریاؑ کو قتل کیا اور تم نے مغرور ہوکر محمدؐ اور علیؑ کے قتل کا ارادہ کیا مگر خدا نے تمہاری کوشش کو بیکار کیا اور تمہارے مکر و فریب کو تمہاری گردنوں پر ڈالا فَفَرِيْقًا كَذَّبْتُمْ

وَفَرِیْقًا تَقْتُلُوْنَ   تم نے ان میں سے ایک جماعت (پیغمبروں) کی تو تکذیب کی اور ایک فریق کو قتل کیا۔ اس آیت میں لفظ تَقْتُلُوْنَ قَتَلْتُمْ   (یعنی تم نے قتل کیا) کے معنی میں ہے مثلاً جب کسی کو سرزنش کرنی منظور رہتی ہے تو کہتے ہو وَیْلَكَ كَمْ تَكْذِبُ وَكَمْ تَمْخَرِقُ یعنی وائے ہو تجھ پر تو کب تک جھوٹ بولیگا اور دروغ کہیگا اور اس سے تیرا مطلب اس کا اسوقت کے بعد کا فعل نہیں ہے بلکہ صرف یہ مقصود ہے کہ کَمْ فَعَلْتَ وَاَنْتَ عَلَيْهِ مُوْطِنٌ   یعنی تو نے اس قدر کیا اور تو اس پر قائم ہے ۔

بعدازاں امام علیہ السلام نے فرمایا کہ شب عقبہ کا فرانِ بدکار نے ارادہ کیا کہ رسولِ خداؐ کو عقبہ (گھاٹی) پر قتل کر ڈالیں اور ان میں سے جو سرکش منافق مدینے میں پیچھے رہ گئے تھے انہوں نے علیؑ ابن ابی طالبؑ کے قتل کا ارادہ کیا مگر وہ ملاعنہ اپنے پروردگار پر غالب آسکے (کہ وہ ان دونوں حضرات کا حافظ تھا) اسکا باعث یہ تھا کہ رسولؐ خدا نے جو جناب امیرؑ کو منصب جلیل اور عہدۂ عظیم عطا کیا اور ان کو سب میں سے منتخب فرمایا تو ان کو حسد پیدا ہوا اس لئے کہ جب آنحضرتؐ   بعزم جنگ تبوک مدینہ منورہ سے باہر تشریف لائے اور علیؑ کو مدینہ میں اپنا جانشین مقرر کیا اور فرمایا کہ جبرئیلؑ مجھ پر نازل ہوئے اور یہ پیغام پروردگار لائے کہ خدائے علی الاعلیٰ بعد تحفہ درود و سلام کے ارشاد فرماتا ہے کہ اے محمدؐ یا تو تو باہر جائے اور علیؑ کو مدینہ میں چھوڑے یا علیؑ باہر جائے اور تو مدینے میں رہے اور اسکے سوا کچھ چارہ نہیں ہے کیونکہ میں نے علیؑ کو ان دونوں امور میں سے ایک کے لئے منتخب کیا ہے جو کوئی ان دونوں امروں میں میری اطاعت کریگا اس کے کُنہ جلالت اور عظمتِ ثواب کو میرے سوا اور کوئی جانتا ۔

آخرکار جب سولخدا علیؑ کو مدینہ منورہ میں اپنا خلیفہ کیکے خود جنگ تبوک کو روانہ ہوئے تو منافقوں نے اس باب میں بہت سی باتیں کیں اور کہنے لگے کہ محمدؐ کو علیؑ سے کچھ رنجش ہوگئی ہے اور وہ انکی صحبت سے ناراض ہے اس لئے اسکو اس سفر میں اپنے ہمراہ نہیں لے گیا جناب امیرؑ کو ان باتوں کے سُننے سے نہایت رنج ہوا اور آنحضرتؐ کے پیچھے روانہ ہوئے اور نواح مدینہ میں اُن سے جا ملے حضرتؐ نے ان کو دیکھ کر فرمایا تم نے اپنی جگہ سے کیوں حرکت کی عرض کی یا رسولؐ اللہ میں نے لوگوں سے ایسی ایسی باتیں سُنیں اور میں اُنکا متحمل نہ ہو سکا حضرتؐ نے فرمایا کہ اے علیؑ کیا تم اس بات پر رضامند نہیں ہو کہ تم مجھ سے ایسے ہو جیسے ہارونؑ موسیٰؑ سے تھے مگر یہ بات ہے کہ میرے بعد نبوت نہ ہوگی۔ القصہ علیؑ مدینہ کو واپس تشریف لائے اور منافقوں نے تجویز کی کہ راستے میں اس جناب کو قتل کر ڈالیں اور ایک گڑھا پچاس گز لمبا رستے میں

کھودا اور اسکا مُنہ بوریاؤں سے ڈھانپ دیا اور تھوڑی تھوڑی مٹی اُن پر بچھا کر ان کو ذرا پوشیدہ کر دیا اور یہ گڑھا اس جگہ کھودا گیا تھا جہاں سے آپ کو ضرور ہی گذرنا تھا اور وہ نہایت گہرا کھودا گیا تھا تاکہ جب حضرتؑ اپنے گھوڑے سمیت اس میں گریں تو ضرور ہی ہلاک ہو جائیں اور وہ گڑھا ایسی جگہ واقع تھا کہ اس کے گرد و نواح میں پتھر بہت تھے تاکہ جب حضرتؑ اس میں جا پڑیں تو پتھر اُن پر برسے ڈال دیں اور آپکے جسم مبارک کو پتھروں کے نیچے پوشیدہ کر دیں آخر کار جب جناب امیرؑ اس گڑھے کے قریب پہنچے تو گھوڑے نے اپنی گردن کو موڑا اور قدرت خدا سے وہ اتنی لمبی ہو گئی کہ اس کا مُنہ حضرتؑ کے کان کے پاس پہنچ گیا پھر عرض کی یا امیر المومنینؑ منافقوں نے یہاں ایک گڑھا کھودا ہے اور آپ کے قتل کی تدبیر کی ہے اور آپ بہتر جانتے ہیں آپ یہاں سے عبور نہ کریں حضرتؑ نے فرمایا خدا تجھے جزائے خیر دے کہ تو میرا خیر خواہ ہے اور میری بھلائی کی تدبیر کرتا ہے اللہ تعالیٰ تجھ کو اپنے لطف جلیل سے خالی نہ رکھیگا پھر گھوڑے کو ہنکایا یہانتک کہ گڑھے کے کنارے پر جا پہنچے اور گھوڑا گڑھے میں گرنے کے خوف سے کھڑا ہو گیا حضرتؑ نے اس سے فرمایا کہ خدا کے حکم سے چل تو صحیح و سلامت اس پر سے گذر جائیگا اور خدا تیری شان کو عجیب اور تیرے امر کو نادر کریگا آخر کار حضرتؑ کا گھوڑا اس پر دوڑنے لگا اور اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے زمین کو سخت اور اُستوار کر دیا تھا اور اس گڑھے کو بھر کر باقی اور زمینوں کی طرح بنا دیا تھا جب حضرت امیرؑ اُس پر سے عبور کر گئے تو گھوڑے نے اپنی گردن کو موڑ کر اپنا مُنہ حضرتؑ کے کان پر رکھ دیا اور عرض کی پروردگار عالمین کے نزدیک آپکا درجہ کس قدر بزرگ ہے کہ اس خالی گڑھے پر سے آپ کو گذار دیا حضرتؑ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تجھ کو میری اس خیر خواہی کا اجر دیا ہے کہ تو اس پر سے صحیح سلامت گذر گیا پھر گھوڑے کا مُنہ پیچھے کی طرف پھیرا اور وہ لوگ جنہوں نے یہ تدبیر کی تھی آپکے ہمراہ تھے بعض آگے تھے بعض پیچھے حضرتؑ نے ان سے فرمایا کہ اسجگہ کو کھولو جب کھولا تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ اندر سے خالی ہے اور اگر کوئی اس پر پاؤں دھرتا وہ گڑھے میں جا گرتا یہ معجزہ دیکھ کر منافقوں نے نہایت خوف اور تعجب ظاہر کیا پھر حضرتؑ نے ان سے دریافت کیا تم جانتے ہو کسنے یہ کام کیا ہے؟ وہ بولے ہم کو معلوم نہیں فرمایا میرا گھوڑا تو جانتا ہے کسنے یہ کام کیا ہے پھر گھوڑے سے مخاطب ہو کر فرمایا یہ معاملہ کیونکر ہے اور کسنے ایسا کیا ہے گھوڑے نے عرض کی یا امیر المومنینؑ خدا جب کسی کام کو مضبوط کرنا چاہے اور جاہل لوگ اسکو خراب کرنا چاہیں یا جس کام کو جاہل مضبوط کرنا چاہیں اور خدا اسکو

منافقین کا واسطے ہلاکت جناب امیرؑ کے گڑھا کھدوانا اور معجزہ گھوڑے کا

خراب کرنا چاہے تو خدا ہی غالب ہوتا ہے اور تمام خلقت مغلوب ہو جاتی ہے یا امیرالمومنینؑ یہ کام فلاں فلاں شخصوں کا ہے اور دس منافقوں کے نام لئے اور چوبیس آدمیوں کی رائے اور مشورے سے یہ کام ہوا ہے جو رسول خدا کے ہمراہ گئے ہیں اور انہوں نے تجویز کی ہے کہ آنحضرتؐ کو عقبہ پر قتل کریں اور اللہ تعالیٰ اپنے رسولؐ اور ولی کا محافظ ہے یہ بات سن کر امیرالمومنینؑ کے بعض اصحاب نے عرض کی کہ حضرتؐ کو یہ حال لکھ بھیجئے اور ایک تیز رو قاصد کو روانہ فرمائیے امیرالمومنینؑ نے فرمایا کہ خدا کا قاصد اور اس کا نامہ میرے قاصد اور نامے سے جلد تر رسولؐ خدا کے پاس پہنچیگا تم کچھ غم نہ کرو وہ لوگ ہرگز ایسا نہ کر سکیں گے ؛

الغرض جب آنحضرتؐ اس عقبہ کے قریب پہنچے جہاں منافقوں اور کافروں نے حضرتؐ کے قتل کی تدبیر کی تھی تو اسکے نیچے فروکش ہوئے اور ان منافقوں کو جمع کر کے فرمایا کہ یہ روح الامین جانب رب العالمین سے خبر دے رہے ہیں کہ منافقوں نے امیرالمومنینؑ کے ہلاک کرنے کیلئے حوالئے مدینہ میں ایسی تدبیر کی تھی اور پروردگار عالم نے اپنے لطف و کرم سے اس زمین کو ان کے گھوڑے اور انکے اصحاب کے قدموں کے نیچے سخت کر دیا اور صحیح سلامت اس پر سے گذر گئے پھر مڑ کر اس جگہ کو کھولا اور گڑھے کو دیکھا اور حق تعالیٰ نے اسکو اسی طرح خالی کر دیا جس طرح منافقوں نے تیار کیا تھا اور ان کا مکر مومنین پر ظاہر ہو گیا اور بعض مومنوں نے ان سے عرض کیا کہ اس واقعہ کو رسول خدا کو لکھ بھیجو مگر انہوں نے جواب دیا کہ خدا کا قاصد اور اسکا نامہ میرے قاصد اور نامے سے انکے پاس جلد پہنچیگا اور آنحضرتؐ نے اس واقعے سے جو امیرالمومنین نے مدینہ کے دروازے پر اپنے اصحاب کو بتلایا تھا ان کو مطلع نہ کیا کہ رسولؐ خدا کے ہمراہ چند منافق ہیں جو انکے قتل کا ارادہ رکھتے ہیں اور حق تعالیٰ ان کے مکر کو ان سے دفع کریگا۔ جب ان چوبیس منافقوں نے جو اصحاب عقبہ تھے حضرتؐ کی یہ تقریر سُنی جو آنحضرتؐ نے علیؑ کے بارے میں بیان فرمائی تھی تو آپس میں کہنے لگے کہ محمدؐ (معاذ اللہ) مکر و فریب میں کس قدر ماہر ہے ابھی کوئی تیز رو قاصد یا نامہ بر تو اسکے پاس خبر لایا ہے کہ علیؑ اس طرح سے مارا گیا اور یہ وہی بات ہے جسکی ہم اپنے ساتھیوں سے صلاح کی تھی اور اب اصلی بات کو ہم سے چھپاتا ہے اور اس کو بدل کر بیان کرتا ہے تاکہ اسکے ہمراہی مطمئن رہیں اور اس پر دست درازی نہ کریں یہ بات بہت بعید ہے اور ہرگز ایسا نہیں ہے قسم خدا کی علیؑ کو اسکی موت نے مدینہ میں رکھا ہے اور اسکو اس کی اجل یہاں لے کر آئی ہے اور علیؑ بیشک وہاں مارا گیا ہے اور یہ بھی ضرور یہاں مارا جائیگا لیکن خیر آؤ چلیں اور علیؑ کے بارے میں اس سے خوشی کا اظہار کر آئیں تاکہ اسکا دل ہماری طرف سے مطمئن

ہو جائیگا اور ہم آسانی سے اپنی تدبیر کو اسکے بارے میں پورا کریں آخرکار حاضر خدمت ہوئے اور حضرتؐ کو
دشمنوں کے ہاتھ سے علیؑ کے سلامت رہنے پر مبارکباد دی پھر عرض کی کہ یا رسولؐ اللہ فرمائیے علیؑ افضل ہے
یا ملائکہ مقربین فرمایا ملائکہ کو صرف اسی وجہ سے شرف ملا ہے کہ وہ محمدؐ اور علیؑ کو دوست رکھتے ہیں اور انہوں نے
ان دونوں کی ولایت کو قبول کیا ہے اور علیؑ کا کوئی محب ایسا نہیں ہے جس کا دل غل و غش اور کینہ کی
کثافت اور گناہوں کی نجاست سے پاک کیا گیا ہو اور وہ ملائکہ سے پاکیزہ تر اور نیکوتر نہ ہو اور ملائکہ
کو جو حکم ہوا تھا کہ آدمؑ کو سجدہ کریں وہ صرف اسی وجہ سے تھا کہ انہوں نے اپنے دل میں یہ بات ٹھانی تھی کہ
اگر خدا ان کو زمین سے اٹھا لیگا اور کسی اور کو ان کی عوض زمین میں پیدا کریگا تو بیشک ملائکہ ان سے
افضل اور خدا کے دین سے انکی نسبت زیادہ واقف ہونگے پس خدا نے ارادہ کیا کہ ان کو معلوم کرادے کہ
ان کا یہ گمان اور اعتقاد غلط ہے اسلئے آدمؑ کو پیدا کیا اور تمام نام اسکو سکھائے پھر ان ناموں والوں کو ملائکہ کے
روبرو پیش کیا اور وہ ان کو شناخت کرنے میں عاجز رہے بعد ازاں آدمؑ کو حکم دیا کہ ان کو ان ناموں اور
نام والوں کا شناسا کردے اور اس طرح سے ملائکہ کو معلوم کرادے کہ آدمؑ کو علم میں ان پر فضیلت حاصل ہے پھر
آدمؑ کے صلب سے ایک ذریت کو جدا کیا کہ ان میں پیغمبر اور رسولؐ اور خدا کے نیک بندے کہ محمدؐ و آلِ محمدؐ ان سب
افضل ہیں اور خدا کے برگزیدہ بندے کہ اصحاب نیکو کار اُمت محمدؐ ان میں سے ہیں داخل تھے اور اس طرح سے ملائکہ
کو معلوم کرا دیا کہ وہ ملائکہ سے افضل ہیں جبکہ وہ تکالیف شاقہ جو اُن پر ڈالی گئی ہیں ملائکہ پر ڈالی جائیں
اور جن بلاؤں میں ان کو مبتلا کیا گیا ہے ملائکہ کو مبتلا کیا جائے اور وہ بلائیں یہ ہیں کہ شیاطین سے معارضہ
کرینگے اور نفس امارہ سے مجاہدہ کرینگے اور عیالداری کی تکلیفیں اُٹھائینگے اور طلب حلال میں سعی کرینگے اور
چوروں اور ظالم اور جابر بادشاہوں کی جو ان کے دشمن ہیں سختیاں سہینگے اور اپنی اور اپنے عیال و اطفال کی
معاش وجہ حلال سے پیدا کرنے کے لئے تنگناؤں پہاڑوں ٹیلوں۔ دریاؤں اور جنگلوں کی دشواریاں
اُٹھائینگے الغرض خدا نے ان کو تنبیہ کی کہ نیک اور مومن بندے ان بلاؤں کے متحمل ہونگے اور ان سے خلاصی
چاہینگے اور شیطانوں سے محاربہ کرکے ان کو پسپا کرینگے اور اپنے نفسوں سے مجاہدہ کرینگے اور ان کو اپنی
خواہشوں اور شہوتوں سے باز رکھیں گے اور ان پر غالب ہونگے باوجودیکہ کہ خدا نے شہوت جماع اور محبت
لباس خوراک اور خواہش عزت و ریاست و فخر و غرور و تکبر کو انکے خمیر میں مرکب کیا ہے اور شیطان لعین انکے
اعوان انصار کے ہاتھ سے طرح طرح کے رنج اور بلائیں اُٹھائینگے کہ وہ انکے دلوں میں وسوسے ڈالیں گے اور

ان کو بہکائینگے اور ان سے گمراہ کرنے میں ساعی ہونگے اور بہ اسکے مکروں کو رفع کرینگے اور دشمنان خدا کا ظلم و ستم برداشت کرنا اور ان کا دوستان خدا کو گالیاں دینا اور سر زنش کرنا سن کر صبر کرکے غم و الم اٹھائینگے اور معاش کی طلب اور اعدائے دین سے بھاگنے اور ان مخالفان دین کی تلاش میں جن سے وہ اپنے معاملے میں کسی قسم کی امید رکھتے ہیں سفروں کی سختیاں جھیلیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے خطاب کیا اے میرے فرشتو تم ان سب جھگڑوں سے بری ہو نہ تو شہوت جماع تم کو بے قرار کرتی ہے اور نہ خواہش طعام تم کو بیتاب کرتی ہے اور نہ دشمنان دین و دنیا کا خوف تم کو اضطراب میں ڈالتا ہے اور نہ شیطان کو میرے فرشتوں کے بہکانے کے لئے میرے ملکیت آسمانی و ارضی میں کچھ دخل ہے جنکو بیٹے ان کے ہاتھ سے محفوظ و مصئون کیا ہے اے فرشتو بنی آدم میں سے جو کوئی میری اطاعت کریگا اور اپنے دین کو ان آفتوں اور بلاؤں سے نگاہ رکھیگا وہ میری محبت کی راہ میں ایسے چند امور کا متحمل ہوا ہے جنکے تم متحمل نہیں ہوئے اور اسنے میرے قرب ایسی چند چیزیں حاصل کی ہیں جو تم نے حاصل نہیں کیں **بالغرض** جب اللہ تعالیٰ نے اپنے فرشتوں کو امت محمدؐ کے نیکوکاروں اور علیؑ اور اسکے جانشینوں کے شیعوں کی فضیلت اور اپنے پرہیزگار کی محبت کے راستے میں ایسی مشقتوں کا متحمل ہونا جنکے فرشتے متحمل نہیں ہوئے معلوم کراکر ظاہر کردیا کہ پرہیزگاران و نیکوکاران بنی آدم ان سے افضل ہیں تو بعد ازاں ان کو حکم دیا کہ وجوہات مذکورۂ بالا کی وجہ سے تم آدمؑ کو سجدہ کرو کیونکہ اسمیں ان لوگوں کے انوار شامل ہیں جو تمام خلایق سے بہتر اور افضل ہیں اور ان کا سجدہ آدمؑ کے لئے نہ تھا بلکہ وہ ان کا قبلہ تھا کہ اس کی طرف خدا کو سجدہ کرتے تھے اور آدمؑ کے لئے یہ سجدہ تعظیمی تھا اور مخلوقات میں سے کسی کو سزاوار نہیں ہے کہ وہ خدا کے سوا کسی اور کو سجدہ کرے اور کسی کے لئے ایسا خشوع و خضوع کرے جیسا کہ خدا کے لئے کرتا ہے اور کسی کی ایسی تعظیم کرے جیسی سجدہ کرکے خدا کی تعظیم کرتا ہے اگر میں کسی کو حکم دیتا کہ وہ خدا کے سوا کسی اور کو ایسا سجدہ کرے تو میں حکم دیتا کہ ہمارے ضعیف اور تمام مکلف شیعہ اس شخص کو سجدہ کریں جو وصی رسول اللہ کے علوم کا واسطہ ہو اور محمدؐ کے بعد بہترین خلق اللہ یعنی علی ابن ابیطالب کی خالص محبت رکھتا ہو اور حقوق خدا کے اظہار کی تصریح میں شدائد و بلیات کا متحمل ہو اور جو اپنے حقوق بیٹے اس پر ظاہر کئے ہیں ان میں سے کسی ایک کا منکر نہ ہو خواہ وہ پہلے سے اس حق کو جانتا ہو یا نہ جانتا ہو بعد ازاں جناب سائلؑ نے فرمایا کہ ابلیس نے حق تعالیٰ کی نافرمانی کی اور ہلاک ہوا اسلئے کہ اسکی معصیت یہی تھی کہ اسنے حضرت آدمؑ پر تکبر کیا تھا اور حضرت آدمؑ نے درخت کا پھل کھانے میں خدا کی معصیت کی اور نیچ

گئے کیونکہ انہوں نے اپنی معصیت کو محمدؐ و آلِ محمدؐ پر تکبّر کرنیکے ساتھ شامل کیا تھا اس لئے کہ حق تعالیٰ نے آدمؑ کو وحی کی تھی کہ شیطان نے تیرے حق میں نافرمانی کی اور تجھ پر تکبّر کیا اس لئے وہ ہلاک ہوا اور اگر وہ میرے حکم سے تیرے سامنے متواضع ہوتا اور میری عزّت و جلالت کی تعظیم کرتا تو ضرور رستگار ہوتا جیسا کہ تو رستگار ہوا اور تُو نے درخت کا پھل کھانے میں میری نافرمانی کی اور محمدؐ و آلِ محمدؐ کے واسطے فروتنی اور تواضع کرنے کے باعث نجات پائی اور اس لغزش کا ننگ و عار جو تجھ سے سرزد ہوئی تھی زائل ہو جائیگا بس تجھ کو چاہیئے کہ محمدؐ و آلِ محمدؐ کا واسطہ دے کر مجھ سے دُعا کرتا کہ میں تیری حاجت پوری کروں غرض حضرت آدمؑ نے محمدؐ و آلِ محمدؐ کو اپنا شفیع بنایا اور ان کا واسطہ دے کر دُعا کی اور فلاح اور رستگاری کا اعلیٰ درجہ حاصل کیا اس لئے کہ اس نے ہم اہلبیتؑ کی محبّت کے دستے کو مضبوط کر کے پکڑا ۔

معجزہ

بعدازاں حضرتؐ نے اپنے اصحاب کو حکم دیا کہ رات کے نصفِ آخری کے شروع میں کُوچ کریں اور تمام مسلمانوں میں منادی کرا دی کہ کوئی شخص آنحضرتؐ سے پہلے عقبہ پر نہ جائے اور جبتک حضرتؐ عقبہ پر سے گزر لیں کوئی وہاں سے نہ گزرے پھر حذیفہؓ کو حکم دیا کہ عقبہ کی جڑ میں بیٹھ کر دیکھتا رہ کہ کون شخص حضرتؐ سے پہلے عقبہ سے گزرتا ہے اور حضرتؐ کو آ کر خبر دے اور حضرتؐ نے حذیفہؓ کو یہ حکم دیا تھا کہ ایک پتھر کے پیچھے چھپ رہے حذیفہؓ نے عرض کی کہ میں حضرتؐ کے لشکر کے سرداروں کے چہروں سے علامات شر معلوم کرتا ہوں اے یا رسول اللہ میں ڈرتا ہوں کہ اگر میں بن کوہ میں بیٹھوں تو جن لوگوں نے حضرتؐ کے قتل کی تدبیر کیلئے آپ سے پہلے وہاں جانیکا خوف ہے ان میں سے کوئی میرے پاس آ کر مجھ کو دیکھ لے اور مجھ کو آپ کی خیر خواہی سے متہم جان کر اور یہ خیال کر کے کہ میں ان کے حال سے آپ کو مطلع کر دونگا مجھ کو قتل کر ڈالے تب حضرتؐ نے اس سے فرمایا کہ جب تُو عقبہ کی جڑ میں پہنچے تو وہاں ایک بڑے پتھر کے پاس جانا جو بن عقبہ کی طرف ہے اور اس سے کہنا کہ رسولخدا تجھ کو حکم دیتا ہے کہ تو میرے لئے شگافتہ ہو جاتا کہ میں تیرے اندر داخل ہو جاؤں پھر اس سے کہنا کہ نیز رسولخدا یہ حکم دیتے ہیں کہ ایک سوراخ اپنے بیچ میں رکھنا جس میں سے میں عقبہ پر سے گزرنے والوں کو دیکھتا رہوں اور اس میں سے میرے سانس لینے کیلئے ہوا بھی آتی رہے تاکہ میں گھٹ کر نہ مر جاؤں جب تو پتھر سے جا کر یہ کہیگا تو وہ پروردگارِ عالم کے حکم سے تیرے کہنے کے موافق ہو جائیگا۔ **الغرض** حذیفہؓ نے حضرتؐ کا پیغام پتھر کو پہنچایا اور جو کچھ حضرتؐ نے فرمایا تھا اسی طرح وقوع میں آیا اور وہ پتھر کے جوف میں بیٹھ گیا

اور چوبیس آدمی اپنے اپنے اونٹوں پر سوار ہو کر آئے اور انکے پیادے ان کے آگے آگے تھے اور باہم ذکر کرتے جاتے تھے یہاں جب کسی کو دیکھو خواہ کوئی ہو قتل کر ڈالو تاکہ کہیں جا کر محمدؐ کو ہمارے حال کی خبر نہ کر دے اور وہ یہ بات سُن کر لوٹ جائے اور دن چڑھے بغیر عقبہ پر نہ چڑھے اور ہماری تدبیر یونہی بیکار جائے حذیفہؓ نے ان کی یہ باتیں سُنیں اور ان ملعونوں نے ہر چند تلاش کیا مگر کسی کو نہ پایا اور حق تعالیٰ نے حذیفہؓ کو پتھر کے اندر چھپا رکھا تھا بعد ازاں وہ لوگ جُدا جُدا ہو گئے بعض تو اس پہاڑ کے اوپر چڑھ گئے اور بعض راہ متعارفہ سے پھر گئے اور بعض دامن کوہ میں دائیں اور بائیں کھڑے ہو گئے اور باہم کہنے لگے دیکھو محمدؐ کی موت کے سامان کیونکر بہم پہنچ گئے کہ وہ خود لوگوں کو اپنے سے پہلے عقبہ پر چڑھنے سے منع کرتا ہے تاکہ ہمارے لئے خلوت ہو جائے اور ہم آسانی سے اپنی تدبیر اسکے لئے عمل میں لائیں اور اسکے اصحاب کے پہنچنے سے پہلے پہلے اپنے کام سے فارغ ہو جائیں اور خدا ان تمام دُور و نزدیک کی آوازوں کو حذیفہؓ کے کانوں تک پہنچاتا تھا اور وہ یاد کرتا جاتا تھا جب وہ لوگ پہاڑ میں اپنی اپنی مقررہ جگہوں پر قائم ہو گئے تو وہ پتھر قدرت خدا سے گویا ہوا اور حذیفہؓ سے کہا کہ رسولِ خدا کے پاس جا اور جو کچھ تُو نے دیکھا اور سُنا ہے اُن سے بیان کر حذیفہؓ نے اس سے کہا میں باہر کیونکر نکلوں کیونکہ اگر وہ لوگ مجھ کو دیکھ لینگے تو اپنی جانوں کے خوف سے مجھ کو قتل کر ڈالینگے کہ کہیں میں جا کر انکا حال حضرتؐ سے عرض نہ کر دوں پتھر نے جواب دیا کہ جس خدا نے تجھ کو میرے اندر جگہ دی ہے اور اس سوراخ میں سے جو اسنے میرے اندر پیدا کیا ہے ہوا کو تیرے پاس پہنچایا ہے وہی تجھ کو حضرتؐ تک پہنچا دیگا۔ اور دشمنوں کے ہاتھ سے بچائیگا آخر کار جب حذیفہؓ نے اُٹھنے کا ارادہ کیا پتھر شگافتہ ہو گیا اور خدا نے اس کو ایک پرندے کی صورت میں تبدیل کر دیا اور وہ ہوا میں اُڑنے لگا اور حضرتؐ کے پاس پہنچ کر زمین پر اُترا اور حق تعالیٰ نے اسکو اصلی صورت میں منتقل کر دیا پس حذیفہؓ نے جو کچھ دیکھا اور سُنا تھا سب حضرتؐ کو سُنایا حضرتؐ نے فرمایا کیا تو نے سب کو ان کے چہرے دیکھ کر شناخت کیا عرض کی انہوں نے اپنے چہروں پر نقاب ڈال رکھے تھے اور میں اکثر کو ان کے اونٹ دیکھ کر پہچانتا تھا پھر جب انہوں نے اس مقام کو اچھی طرح دیکھ بھال لیا اور کسی کو وہاں نہ پایا تو نقاب اپنے چہروں سے اُٹھا دئے تب میں نے انکے منہ دیکھے اور سب کو پہچان لیا اور وہ فلاں فلاں چوبیس ۲۴ آدمی ہیں یہ سُن کر حضرتؐ نے فرمایا اے حذیفہؓ جبکہ اللہ تعالیٰ محمدؐ کو قائم رکھنا چاہتا ہے تو یہ لوگ جملہ مخلوقات سمیت بھی اسکو اپنی جگہ سے حرکت نہیں

نے سنتے کیونکہ خدا اپنے امر کو محمدؐ کے بارے میں جاری کریگا اگرچہ کافر نا پسند کریں۔ پھر فرمایا اے حذیفہؓ تو
اور سلمانؓ اور عمارؓ میرے ہمراہ چلو اور خدا پر توکل کرو اور جب ہم اس دشوار گزار عقبہ (گھاٹی) سے
گزر جائیں تو اور لوگوں کو ہمارے پیچھے آنے کی اجازت دو پھر حضرتؐ اپنے ناقہ پر سوار ہو کر اوپر کو چلے اور حذیفہؓ
اور سلمانؓ دونوں میں سے ایک تو ناقہ کی مہار پکڑے اسکو کھینچتا تھا اور دوسرا پیچھے سے ہانکتا تھا اور عمارؓ ناقہ کے
برابر برابر چلتے تھے اور وہ ملعون منافق اپنے اونٹوں پر سوار تھے اور انکے پیادے اس عقبہ کے مختلف حصوں میں
مقیم تھے اور جو لوگ کہ راستے کے اوپر تھے انہوں نے مشکوں میں پتھر ڈال رکھے تھے کہ جب حضرتؐ ناقہ پر
سوار ہو کر یہاں پہنچینگے تو یہ مشکیں اوپر سے لڑھکا دینگے تاکہ ناقہ ڈر کر رسول خدا سمیت اس کھوہ میں جا گرے
جو اسقدر گہری ہے کہ اسکے دیکھنے سے جی ہول کھاتا ہے آخر کار جب پتھروں بھرے مشکیں ناقہ کے
قریب پہنچے تو حکم خدا سے بہت اونچے ہو گئے اور جب ناقہ گزر گیا تو کھوہ میں جا گرے اور سب یہی حال
ہوا اور ان مشکوں کی لڑھکاہٹ اس ناقہ کو محسوس تک بھی نہ ہوئی پھر آنحضرتؐ نے عمارؓ سے فرمایا کہ
پہاڑ پر چڑھ کر اپنا عصا ان کی اونٹنیوں کے منہ پر مار کر ان کو نیچے گرا دے عمارؓ نے ایسا ہی کیا ناقے
رم کرنے لگے اور بعض ان پر سے نیچے گر پڑے کسی کا بازو ٹوٹا کسی کا پاؤں اور کسی کا پہلو اور اس سبب سے
انکو نہایت تکلیف ہوئی اور زخم بھرنے اور اچھا ہو جانے پر بھی مرتے دم تک نشان باقی رہے یہی سبب ہے
کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے کہ حذیفہؓ اور امیر المومنینؑ کو منافقوں کا حال سب سے زیادہ معلوم ہے کیونکہ
اس نے عقبہ کے نیچے بیٹھ کر ان لوگوں کو دیکھا تھا جو رسولؐ خدا سے پہلے اس پر چڑھے تھے اور
خدا نے ان منافقوں کے شر سے اپنے حبیب اور رسولؐ کو محفوظ رکھا اور حضرتؐ بخیریت تمام
مدینہ منورہ میں واپس تشریف لائے اور خدا نے ان لوگوں کو جو آنحضرتؐ کے ساتھ جنگ میں نہ
گئے تھے جامۂ ننگ و عار پہنایا نیز جن لوگوں نے علیؑ کے مارنے کی تدبیر کی تھی ان کے شر کو
ولی خدا سے دور کر کے ان کو ذلیل و خوار کیا ۔

قولہ عزوجل وَقَالُوا قُلُوبُنَا غُلْفٌ ۚ بَل لَّعَنَهُمُ اللَّهُ بِكُفْرِهِمْ فَقَلِيلًا مَّا يُؤْمِنُونَ ۝

ترجمہ اور ان یہودیوں نے کہا کہ ہمارے دل غلاف میں ہیں یا ظرف خیرہ علوم ہیں ایسا نہیں بلکہ خدا نے
انکے کفر کے باعث انکو خیر سے دور کیا ہے پس انکا ایمان تھوڑا ہے اور تھوڑی چیزوں پر ایمان لائے ہیں ۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَقَالُوا اور ان یہودیوں نے جنکو سوائے

بہت سے معجزے دکھائے تھے جنکا ذکر آیہ فَهِیَ کَالْحِجَارَةِ کی تفسیر میں گزرا کہا کہ قُلُوبُنَا غُلْفٌ[1] ہمارے دل نیکیوں اور علموں کے برتن ہیں کہ انکو گھیرے ہیں اور انکو شامل ہیں باوجود اس دعوے کے پھر بھی اے محمدؐ وہ لوگ تیری فضیلتوں کو نہیں پہچانتے جو کسی آسمانی کتاب میں درج ہوں یا کسی پیغمبر کی زبان سے نکلی ہوں۔ اب اللہ تعالیٰ ان کے دعویٰ کی تردید کرتا ہے اور فرماتا ہے بَلْ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَقَلِيْلًا مَّا يُؤْمِنُوْنَ ان کے دل جیسا کہ وہ کہتے ہیں خیر و علوم کے ظروف نہیں ہیں بلکہ خدا نے انکے کفر کے باعث ان کو خیر سے دور کر دیا ہے پس ان کا ایمان کم ہے خدا کی نازل کی ہوئی بعض چیزوں پر تو ایمان لاتے ہیں اور بعض کا انکار کرتے ہیں جبکہ انہوں نے محمدؐ کو اسکے سب اقوال میں جھٹلایا تو اکثر امور میں تو تکذیب کی (جو کہ محمدؐ پر نازل ہوئے تھے) اور بہت تھوڑے امور میں اس کی تصدیق کی (جو ان کے انبیا کے صحف میں درج تھے)۔

اور جبکہ غُلْفٌ بسکون لام پڑھا جائے تو آیہ قَالُوْا قُلُوْبُنَا غُلْفٌ کے یہ معنی ہونگے کہ یہودیوں نے کہا کہ ہمارے دل پردے میں ہیں اسلئے ہم تیرے کلام اور تیری بات کو نہیں سمجھتے چنانچہ خدا دوسرے مقام پر انکے اس قول کو نقل فرماتا ہے وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا فِيْۤ اَكِنَّةٍ مِّمَّا تَدْعُوْنَاۤ اِلَيْهِ وَفِيْۤ اٰذَانِنَا وَقْرٌ وَّمِنْۢ بَيْنِنَا وَبَيْنِكَ حِجَابٌ (اور انہوں نے کہا کہ ہمارے دل اس چیز سے جس کی طرف تو ہم کو بلاتا ہے پردے میں ہیں اور ہمارے کانوں میں گرانی ہے (بہرے ہیں) اور تیرے اور ہمارے درمیان پردہ حائل ہے) اور دونو قرائتیں درست ہیں اور اسکے یعنی بسکون لام اور اُس کے یعنی بضمتین دونوں کے قائل ہوئے ہیں۔

پھر جناب سالتمآبؐ نے فرمایا اے یہودیو تم رسولِ رب العالمین سے عناد رکھتے ہو اور پھر اس امر کا اقرار کرتے ہو کہ ہم اپنے گناہوں سے جاہل ہیں اور حقیقت حال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جاہل گنہگاروں کی صورت میں کسی کو عذاب نہ دیگا اور رسولؐ سے عناد رکھنے والے سے اپنے عذاب کو کبھی زائل نہ کریگا دیکھو آدمؑ نے اپنے پروردگار سے اپنے گناہ کی مغفرت کا سوال توبہ کے ساتھ کیا اگر تم باوجود اسکے کہ رسولِ خدا سے عناد رکھتے ہو کیونکر اپنی مغفرت طلب کرتے ہو کسی نے عرض کی یا رسول اللہ حضرت آدمؑ نے کیونکر توبہ کی تھی اسکی حکایت بیان فرمائیے حضرتؐ نے فرمایا کہ جب حضرت آدمؑ سے خطا (ترک اولےٰ) سرزد ہوئی اور وہ جنت سے نکالے گئے

پارہ ۱ سورہ بقرہ ۱۰۴

[1] غلف بضمتین جمع غلاف یعنی ظرف مجمع البحرین ۱۲

اور ان پر عتاب ہوا اور ان کو سرزنش کیگئی تو آدمؑ نے عرض کی اے پروردگار اگر میں توبہ کروں اور اپنے آپ کو درست کروں پھر بھی تو مجھ کو جنت میں بھیج دیگا ارشاد ہوا اے آدمؑ بیشک عرض کی اے پروردگار میں کیونکر کروں جو تائب ہوں اور تو میری توبہ کو قبول کرے خدائے عزوجل نے فرمایا اسکا طریقہ یہ ہے کہ میری ایسی تسبیح کر جسکے میں لایق ہوں اور اپنی خطا کا ایسا اقرار کر جسکے تو قابل ہے پھر میرے ان افضل مخلوقات بندوں کو میری طرف اپنا وسیلہ بنا جن کے نام مینے تجھ کو سکھائے ہیں اور جن کے سبب سے مینے تجھ کو فرشتوں پر فضیلت دی ہے اور وہ محمدؐ اور اس کی آلؑ اطہار اور اس کے اصحاب اخیار ہیں غرض خدا کی توفیق سے آدمؑ نے اِس طرح دُعا کی یَا رَبِّ[1] لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ عَمِلْتُ سُوْءً وَظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَارْحَمْنِیْ اِنَّكَ اَنْتَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهِ الطَّیِّبِیْنَ وَخِیَارِ اَصْحَابِهِ الْمُنْتَجَبِیْنَ سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ عَمِلْتُ سُوْءً وَظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَتُبْ عَلَیَّ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَّاَصْحَابِهِ الْخَیِّرِیْنَ۝ جب آدم علیہ السلام دُعا سے فارغ ہوئے تو اللہ تعالےٰ نے فرمایا اے آدمؑ میں نے تیری توبہ قبول کرلی اور اسکی علامت یہ ہے کہ میں تیرے بشرے کو جو متغیر ہوگیا ہے پاک صاف کردونگا اور اس روز ماہ رمضان کی تیرھویں تاریخ تھی تجھ کو چاہئے کہ ان کے اگلے تین دنوں کے روزے رکھ اور یہ ایام بیض ہیں خدا ہر روز تیرے بشرے کا کچھ حصہ صاف کردیگا غرض آدمؑ نے روزے رکھے اور ہر روز ایک تہائی بشرہ صاف ہوجاتا تھا جب حضرت آدمؑ نے یہ حال دیکھا تو عرض کی کہ اے میرے پروردگار محمدؐ اور اسکی آلؑ اطہار اور اسکے اصحابؓ اخیار کی شان کس قدر بزرگ اور عظیم ہے تب خدا نے وحی نازل کی اے آدمؑ اگر تو میرے بندے محمدؐ اور اسکی آلؑ اطہار و اصحابؓ اخیار کے کنہ جلالت کو پہچانے تو تو اسکو ایسا دوست رکھیگا جو تیرے سب اعمال سے افضل ہوگا آدمؑ نے عرض کی اے پروردگار میرے سامنے بیان فرما تاکہ میں اسکو پہچانوں ارشاد فرمایا اے آدمؑ اگر محمدؐ کو تمام نبیوں اور رسولوں اور مقرب فرشتوں اور میرے تمام نیک اور

---

[1] یعنی اے پروردگار تیرے سوا کوئی قابل عبادت نہیں ہے تو پاک ہے اور میں تیری حمد کرتا ہوں مینے گناہ کیا ہے اور اپنے نفس پر ظلم کیا ہے پس تو مجھ پر رحم کر کیونکہ تو ہی سب رحم کرنے والوں سے زیادہ تر رحم کرنے والا ہے واسطہ محمدؐ اور ان کی آلؑ اطہار اور انکے اصحاب نیکوکار و منتجبین کا تو پاک ہے اور میں تیری حمد کرتا ہوں تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور مینے اپنے نفس پر ظلم کیا ہے پس تو محمدؐ اور آل محمدؐ اور انکے اصحاب اخیار کا واسطہ میری توبہ قبول کر۔ مترجم عفی عنہ

صالح بندوں کے ساتھ جو ابتدائے زمانہ سے آخر زمانہ تک ہونگے اور ثرےٰ سے لے کر عرش تک تمام دُنیا کے ساتھ رکھ کر وزن کیا جائے تو محمدؐ ہی وزنی نکلیگا اور اگر نیکوکاران آل محمدؐ میں سے کسی ایک شخص کو تمام انبیا کی آل کے ساتھ تولا جائے تو وہی زیادہ ہوگا اور اگر اسکے برگزیدہ اصحاب میں سے کسی ایک کو تمام انبیاءؑ کے اصحاب کے ساتھ وزن کیا جائے تو وہ ایک ہی سب وزنی ہوگا اے آدمؑ اگر کوئی ایک کافر یا انکی تمام جمعیت آلِ محمدؐ اور اسکے اصحابؓ اخیار میں سے کسی ایک کو دوست رکھے تو خدا اس عمل کی عوض میں اسکا خاتمہ توبہ اور ایمان پر کرے اور پھر اسکو بہشت میں داخل کرے کیونکہ حق تعالیٰ ہر شخص کو جو محمدؐ اور اسکی آلؑ اور اسکے اصحاب اخیار کا دوست ہے اس قدر اپنی رحمت سے مستفیض کرتا ہے کہ اگر ابتدائے زمانہ سے لے کر آخر زمانہ تک کی تمام مخلوق پر اس کو تقسیم کیا جائے اور وہ سب کافر ہوں تو سب کو کافی ہو اور ان کی عاقبت بخیر ہو جائے یعنی وہ خدا پر ایمان لے آئیں اور جنت کے حقدار ہو جائیں اور جو شخص کہ اس کی آلؑ اطہار و اصحابؓ اخیار سے یا ان میں سے کسی ایک سے بُغض رکھتا ہو اس کو حق تعالیٰ ایسے سخت عذاب میں مبتلا کریگا کہ اگر اس کو تمام خلق خدا پر بانٹا جائے تو سب کو ہلاک کر دے ✦

قولہ عزوجل وَلَمَّا جَآءَهُمْ كِتَابٌ مِّنْ عِندِ اللَّهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ وَكَانُوا مِن قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا فَلَمَّا جَآءَهُم مَّا عَرَفُوا كَفَرُوا بِهِ فَلَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكَافِرِينَ

ترجمہ اور جب ان کے پاس خدا کی طرف سے ایک کتاب آئی جو اُس کتاب کی تصدیق کرتی ہے جو ان کے پاس ہے اور وہ خود کافروں پر فتحیابی طلب کیا کرتے تھے مگر جب ان کے پاس وہ چیز آئی جس کو وہ پہچانتے تھے تو وہ اسکے مُنکر ہو گئے (کافر ہو گئے) پس کافروں پر خدا کی لعنت ہے ✦

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا یہودیوں کی مذمت کرتا ہے اور فرماتا ہے وَلَمَّا جَآءَهُمْ كِتَابٌ مِّنْ عِندِ اللَّهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ جب مذکورہ بالا یہودیوں اور دیگران کے یہودی بھائیوں کے پاس خدا کی طرف سے ایک کتاب آئی کہ وہ قرآن ہے جو کتاب توریت کی جو انکے پاس موجود ہے اور جس میں بیان کیا گیا ہے کہ محمدؐ امی جو اولاد اسمٰعیل سے ہے علیؑ ولی خدا کے ساتھ جو اسکے بعد تمام خلق خدا سے بہتر ہے تائید کیا گیا ہے تصدیق کرتی ہے وَكَانُوا يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا اور یہ یہودی محمدؐ کی رسالت کے ظہور سے پہلے خدا سے دعا کرتے تھے کہ ان کو انکے کافر دشمنوں پر فتح و ظفر عطا فرما اور

خدا ان کو انکے دشمنوں پر منصور اور فتحیاب کرتا تھا اسلئے فرماتا ہے فَلَمَّا جَآءَهُم مَّا عَرَفُوا كَفَرُوا بِهِ

کہ جب ان یہودیوں کے پاس محمدؐ کی وہ نعت و صفات جنکو وہ پہچانتے تھے آئیں تو از روئے حسد اور سرکشی کے اسکی نبوت کے منکر ہو گئے فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكَافِرِينَ پس کافروں پر خدا کی لعنت ہے ۔

امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولؐ کو اسکے ظہور سے پہلے یہودیوں کے اس پر ایمان رکھنے اور اسکے ذکر کرنے اور اس پر اور اس کی آلِ اطہار پر درود بھیجنے سے اپنے دشمنوں پر فتح و ظفر طلب کرنے کی خبر دی ہے ۔ اور حق تعالیٰ نے ان یہودیوں کو جو زمانہ موسیٰؑ میں یا اسکے بعد ہوئے حکم دیا تھا کہ جب کوئی امر درپیش ہو یا کوئی مصیبت وارد ہو تو محمدؐ اور اسکی آلِ اطہار کا واسطہ دے کر مجھ سے دعا کیا کرو اور ان حضرات کے توسل سے مدد مانگا کرو اور وہ برابر ایسا ہی کیا کرتے تھے یہانتک کہ مدینہ کی یہودی آنحضرتؐ کے ظہور سے پہلے بہت برسوں تک ایسا کرتے رہے اور بلاؤں اور سخت مصیبتوں کو ٹال لیتے تھے اور حضرتؐ کے ظہور سے دس برس پہلے کا ذکر ہے کہ مشرکوں کے دو قبیلے بنی اسد و بنی غطفان ان یہودیوں کے دشمن تھے اور انکی ایذا رسانی کے درپے تھے مگر وہ محمدؐ و آلِ محمدؐ کا واسطہ دے کر خدا سے انکے رفع شر کی دعا کرتے تھے یہانتک کہ ایک فوج بنی اسد و بنی غطفان تین ہزار سوار لے کر جوانی مدینہ میں یہودیوں کے ایک گاؤں پر حملہ آور ہوئے یہودی بھی تین سو سوار لے کر ان کے مقابل ہوئے اور محمدؐ و آلِ محمدؐ سے متوسل ہو کر خدا سے دعا کی اور ان کو شکست دی اور ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا پھر ان دونوں قبیلوں نے صلاح کی کہ آؤ انکے مقابلے کے لئے تمام قبائل سے مدد لیں سب قبیلوں نے انکو مدد دی اور وہ بہت ہو گئے یہانتک کہ انکی جمعیت تیس ہزار تک پہنچ گئی اور اس جمعیت کثیر کو لیکے یہودیوں کے اس گاؤں پر چڑھ گئے وہ بیچارے ڈر کے مارے اپنے گھروں میں محصور رہو گئے اور ان مشرکوں نے پانی کی نہریں جو گاؤں میں جاتی تھیں بند کر دیں اور اشیائے خوردنی کا جانا بند کر دیا یہودیوں نے امن کی درخواست کی مگر انہوں نے قبول نہ کی اور جواب دیا کہ ہم تم کو قتل کرینگے اور قیدی بنائینگے اور تمہارے اسباب لوٹ کر لیجائینگے ان کی یہ بات سن کر یہودی آپس میں کہنے لگے بتاؤ اب کیا تجویزیں کریں ان کے بزرگوں اور ذی رائے لوگوں نے جواب دیا کیا موسیٰؑ نے تمہارے اسلاف اور اخلاف کو یہ حکم نہ دیا تھا کہ محمدؐ و آلِ محمدؐ کے توسل سے طلب نصرت کیا کرنا اور شدائد و تکالیف کے موقع پر ان کا واسطہ دیکر خدا سے دعا مانگا کرنا وہ بولے اسی طرح کرو پھر انہوں نے اس طرح سے دعا کی اے پروردگار محمدؐ اور اسکی آلِ اطہار کا واسطہ ہم کو پانی سے سیراب کر کہ ظالموں نے ہمارے پانی کو روک لیا ہے اور پیاس کے مارے ہمارے جوان ضعیف اور بچے کمزور ہو گئے ہیں اور ہم سب جاں بہ لب

ہیں اسوقت حق تعالیٰ نے ایک بہت بھاری اور موسلا دھار بارش برسائی جس سے ان کے حوض۔ گھڑے
اور نہریں اور تمام برتن بھانڈے پانی سے بھر گئے یہ حال دیکھ کر وہ کہنے لگے کہ یہ ایک نیکی ہے پھر اپنے
کوٹھوں پر چڑھ کر اس لشکر کو جو ان کو محاصرہ کئے تھا دیکھنے لگے ناگاہ کیا دیکھتے ہیں کہ بارش نے انکو
سخت ایذا دی ہے اور ان کے اسباب ہتھیاروں اور مال و متاع کو خراب کر دیا ہے اور اس سبب سے
بعض آدمی لشکر سے واپس چلے گئے اور اس کا باعث یہ تھا کہ یہ بارش بے وقت عین شدت گرما
میں ہوئی تھی جبکہ مینہ نہیں برسا کرتی باقی لشکر والوں نے ان یہودیوں سے کہا بالفرض تم پانی سے
سیراب ہو گئے کھانا کہاں سے کھاؤ گے اور اگر یہ لوگ یہاں سے چلے گئے ہیں تو ہم تو جب تک کہ تم پر
اور تمہارے عیال و اطفال اور مال و متاع پر غالب نہ آجائیں اور تم کو ہلاک کر کے اپنے غیظ و غضب
فرو نہ کر لیں یہاں سے ہٹ کر نہ جائیں گے۔ یہودیوں نے جواب دیا کہ جس قادر مطلق نے محمدؐ
و آل محمدؐ کا واسطہ دے کر ہمارے دُعا کرنے کے سبب ہم کو پانی سے سیراب کیا ہے وہی ہم کو کھانا
پہنچانے پر بھی قادر ہے اور جتنے تم میں سے کچھ لوگ انکو یہاں سے واپس بھیجدیا ہے وہی باقیوں کے واپس کرنے کی
بھی قدرت رکھتا ہے بعد ازاں انہوں نے محمدؐ و آل محمدؐ کا واسطہ دیکر خدا سے دُعا کی کہ ہم کو طعام عطا فرما فوراً
انکی دُعا قبول ہوئی اور ایک بڑا قافلہ غلہ لے کر وہاں آیا کہ دو ہزار اُونٹ۔ خچر اور گدھے۔ گیہوں اور آٹے سے
لدے ہوئے انکے ہمراہ تھے اور ان کو اس لشکر کی کچھ خبر نہ تھی اور جب قریب پہنچے تو اہل لشکر سب سوئے ہوئے تھے اور ان کو
ان کے آنے کی ذرا بھی خبر نہ ہوئی کیونکہ خدا نے انکی نیند کو بہت غافل کر دیا تھا یہانتک کہ قافلہ گاؤں میں داخل ہوا اور
کوئی ان سے مزاحم نہ ہوا اور وہاں پہنچکر اپنے بوجھ انکو وہاں ڈالا اور اہل قریہ کے ہاتھ فروخت کر کے مال لے کر روانہ ہوگئے
اور لشکر کو سوتا چھوڑ کر دور نکل گئے اور ان میں سے کسی کی آنکھ تک نہ کھلی جب قافلہ دور نکل گیا تو لشکر والے بیدار ہوئے
اور یہودیوں سے لڑنے کی تیاریاں کرنے لگے اور باہم ایک دوسرے سے کہتے تھے جلدی کرو جلدی کرو وہ بھوکے
ارے انکو بھوک کی شدت ہو رہی ہے وہ جلد مطیع ہو جائینگے یہودیوں نے جواب دیا کہ یہ بات بہت بعید ہے
بلکہ ہمارے پروردگار نے ہم کو کھانا بھیجدیا ہے اور تم سوتے ہی رہے اور ہمارے پاس فلاں فلاں اناج پہنچ
گئے اور اگر ہم تم کو قتل کرنا چاہتے تو کر سکتے تھے مگر ہم نے تم پر ظلم کرنا ناپسند کیا اب تم یہاں سے پھر جاؤ ورنہ ہم
محمدؐ و آل محمدؐ کا واسطہ دے کر تمہارے حق میں بددعا کرینگے اور ان کے واسطہ سے خدا سے نصرت طلب کرینگے
کہ وہ تم کو ذلیل و خوار کرے جیسا کہ اسنے ہم کو آب و طعام سے سیر و سیراب کیا اہل لشکر نے طغیان اور سرکشی کی

راہ سے انکار کیا تب انہوں نے محمد و آل محمدؐ کا واسطہ دے کر انکے حق میں خدا سے بددعا کی اور ان حضرات کے واسطے سے نصرت طلب کی بعد ازاں وہ تین سو یہودی ان تیس ہزار کے مقابلے کو نکلے بعض کو قتل کیا اور بعض کو قید کر لیا اور ان کو شکست دے کر پسپا کیا اور ان سے اپنے قیدیوں کے لئے عہد لیا اس لئے وہ یہودیوں کے قیدیوں کو اپنے قیدیوں کے ڈر سے کچھ تکلیف نہ دیتے تھے مگر جب آنحضرتؐ نے ظہور فرمایا تو ان سے حسد کرنے لگے اس لئے کہ آپ اہل عرب سے تھے اور ان کی تکذیب کی۔

اور جناب موسیٰ نے فرمایا ہے کہ جب یہودیوں نے محمدؐ و آل محمدؐ کا ذکر کر کے مشرکوں پر فتحیاب ہونیکی دُعا کی تو خدا نے انکی کیسی نصرت کی اے اُمتِ محمدؐ آگاہ ہو جب تم پر مصائب اور شدائد وارد ہوں تو تم بھی محمدؐ و آل محمدؐ کا ذکر کیا کرو تاکہ اللہ تعالیٰ اس ذکر کی بدولت تمہارے فرشتوں کو ان شیطانوں پر جو تمہارے آزار کے درپے ہیں منصور اور فتحیاب کرے اور تم میں ہر ایک کے ساتھ ایک فرشتہ دائیں طرف ہوتا ہے جو اسکی نیکیاں لکھتا رہتا ہے اور ایک فرشتہ بائیں طرف ہوتا ہے جو اسکی برائیاں جمع کرتا ہے اور ہر ایک کے ساتھ ابلیس کی طرف سے دو شیطان بھی رہتے ہیں جو اسکو بہکاتے ہیں جب وہ بندے کے دل میں وسوسہ ڈالیں اور وہ خدا کا ذکر کرے اور کہے لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ وَصَلَّی اللّٰهُ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہِ الطَّیِّبِیْنَ[1] تو وہ دو نو شیطان ذلیل ہو کر واپس چلے جاتے ہیں اور جا کر ابلیس لعین سے شکایت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم اسکے معاملے میں عاجز ہو گئے ہیں تو اور شیطانوں سے ہماری مدد کر پھر وہ مردود انکی امداد کرتا ہے یہانتک کہ ردو بدل ہوتے ہوتے ہزار سرکش دیو انکی مدد کے لئے روانہ کرتا ہے تب وہ جمع ہو کر اس بندے کی طرف آتے ہیں اور جب وہ اسکا ارادہ کرتے ہیں تو وہ اللہ کا ذکر کرتا ہے اور محمدؐ و آل محمدؐ پر درود بھیجتا ہے اس سبب سے راہ چارہ ان ملاعنہ پر مسدود ہو جاتی ہے اور وہ ان پر قابو نہیں پاسکتے آخر کار ابلیس سے جا کر کہتے ہیں کہ یہ تیرے سوا اور کسی کا کام نہیں ہے تو ہی اپنے لشکر سمیت جا کر اس کو راہ حق سے پھرا اور بہکا تب وہ اپنا لشکر لے کر ادھر کا ارادہ کرتا ہے اسوقت خدا ندا کرتا ہے اے میرے فرشتو دیکھو ابلیس ملعون اپنا لشکر لے کر میرے فلاں بندے یا کنیز کی طرف چلا ہے تم بھی ان سے جنگ کرو الغرض اللہ تعالیٰ ہر شیطان رجیم کے مقابلے میں ایک لاکھ فرشتوں کو بھیجتا ہے اور وہ آگ کے گھوڑوں پر سوار ہاتھوں میں آگ کی تلواریں۔ نیزے۔ کمانیں۔ تیز چھریاں

[1] خلاصہ خدائے بزرگ و برتر کے سوا اور کسی کو طاقت اور قوت نہیں ہے اور خدا محمدؐ اور اسکی آل اطہار پر درود بھیجے

اور دیگر ہتھیار لئے ہوتے ہیں اور برابر ان سے ان ملعونوں کو زخمی کرتے ہیں اور انکو قتل کرتے ہیں اور ابلیس کو قید کرکے ان ہتیاروں کے نیچے اسکو دھر لیتے ہیں تب وہ عرض کرتا ہے اے میرے پروردگار تو نے وعدہ کیا ہے کہ مَیں تجھ کو روز قیامت تک زندہ رکھونگا اسوقت حق تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے اے فرشتو میں نے اس سے یہ وعدہ کیا ہے کہ اس کو موت نہ دونگا اور یہ وعدہ نہیں کیا کہ اس پر ہتیاروں اور عذابوں اور درد و آلام کو مسلط نہ کرونگا تم اسکو اپنے حربوں سے زخمی کردیں اسکو مارنے کا نہیں تب وہ اسکو زخم لگاتے ہیں اور چھوڑ دیتے ہیں اور وہ برابر اپنے لئے اور اپنی قتل شدہ اولاد کیلئے اشکہائے گرم آنکھوں سے برساتا رہتا ہے اور اسکا کوئی زخم مندمل نہیں ہوتا جب تک کہ مشرکوں کے کفر کی آوازیں اسکے کان میں نہیں پہنچتیں اگر وہ مومن ہمیشہ طاعت و ذکر خدا پر قائم رہے اور محمدؐ و آل محمدؐ پر درود بھیجا کرے تو ابلیس کے وہ زخم برابر موجود رہتے ہیں اور اگر وہ بندہ غافل ہو جائے اور مخالفت و عصیان الہی میں پڑ جائے تو اس ملعون کے سب زخم بھر جاتے ہیں پھر وہ اس بندۂ مومن پر قابو پا جاتا ہے یہانتک کہ گھوڑے کی طرح اس کے مُنہ میں لگام دیتا ہے اور اس کی پیٹھ پر زین رکھ کر سوار ہو جاتا ہے پھر آپ اُتر پڑتا ہے اور اپنے کسی شاگرد شیطان کو اس کی پُشت پر سوار کرتا ہے اور اپنے اصحاب سے مخاطب ہو کر کہتا ہے تم کو یاد ہوگا کہ اس شخص کی طرف سے ہم کو کس قدر ذلت اُٹھانی پڑتی تھی اور اب یہ ہمارا ایسا مطیع ہو گیا ہے کہ ہم اس پر سوار ہوتے ہیں ؞

پھر آنحضرتؐ نے فرمایا اگر تم چاہو کہ ابلیس کو ہمیشہ آنکھوں کی گرمی اور زخموں کے الم میں مبتلا رکھو تو تم ہمیشہ طاعت الہی اور ذکر خداوندی میں مشغول رہو اور محمدؐ و آل محمدؐ پر درود بھیجا کرو اور اگر تم اس سے غافل ہوئے تو ابلیس کے قیدی بن جاؤگے اور اسکے بعض سرکش شاگرد تمہاری پُشت پر سوار ہوا کرینگے ؞

اور جناب امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ زمانۂ سلف میں یہ بات مشہور و معروف تھی کہ جب محمدؐ اور علیؑ اور انکی آل اطہار کا واسطہ دے کر خدا سے سوال کیا جائے تو دُعا قبول ہو جاتی ہے اور سب حاجتیں پوری ہو جاتی ہیں یہانتک کہ جب کسی شخص کی مصیبت انکو طول ہو جاتا تھا تو کہا کرتے تھے کہ یہ طول اسوجہ ہے کہ محمدؐ اور ان کی آل اطہار کا واسطہ دے کر خدا سے دُعا کرنا اس کو فراموش ہو گیا ہے ؞

اور ان حضراتؑ کا واسطہ دیکر دعا کرنے سے تین شخصوں کو عجیب کشائش حاصل ہوئی ہے جو کسی جنگل میں پہاڑ کی طرف چلے جا رہے تھے کہ پانی کے ایک سیلاب نے ان کو آلیا اور ان کو ایک غار میں جسکو وہ جانتے تھے پناہ لینی پڑی ؞

غرض وہ غار میں داخل ہوئے تاکہ بارش سے محفوظ رہیں اور غار کے اوپر ایک بہت بڑا پتھر تھا جسکے پیچھے مٹی
تھی اور وہ اس مٹی کے اوپر دھرا تھا وہ مٹی پانی سے تر ہو گئی اور پتھر اپنی جگہ سے لڑھک کر غار کے منہ پر
آ رہا اور اسکو بند کر دیا اور تمام غار میں تاریکی چھا گئی یہ حال دیکھ کر وہ آپس میں کہنے لگے کہ ہمارا نشان
مٹ گیا اور خبر معدوم ہو گئی اور ہمارے گھر والوں کو ہمارا حال معلوم نہ ہوگا اور اگر معلوم بھی ہوا
تو بھی ہم کو کچھ فائدہ نہ ہوگا کیونکہ آدمیوں میں اس پتھر کو یہاں سے اُلٹ دینے کی طاقت کہاں خدا کی
قسم یہ ہماری قبر ہے اسی میں ہم مرینگے اور یہیں سے قیامت کو اُٹھیں گے پھر باہم ذکر کرنے لگے کہ کیا موسیٰؑ
ابن عمران اور اس کے بعد کے پیغمبروں نے یہ حکم نہیں دیا کہ جب کوئی مصیبت پیش آیا کرے تو محمدؐ و آل محمدؐ کا
واسطہ دے کر خدا سے دُعا کیا کریں وہ بولے کہ ہاں پھر کہنے لگے کہ ہم نہیں جانتے اس سے بڑھکر اور کونسی
مصیبت ہوگی آؤ محمدؐ اشرف و افضل مخلوقات اور ان کی آلؑ اطہار کا واسطہ دے کر خدا سے دُعا کریں
اور ہم میں سے ہر شخص اپنی ایک ایک نیکی کو جو محض خدا کے لئے کی گئی ہو ذکر کرے امید ہے کہ اللہ تعالےٰ
ہماری مصیبت کو دُور کرے۔ تب ایک نے عرض کی اے خدا تجھ کو معلوم ہے کہ میں ایک بڑا مالدار
شخص تھا اور میری حالت بہت اچھی تھی اور محل و مکانات اور حویلیاں تعمیر کراتا تھا اور بہت سے مزدور
میرے ہاں کام پر لگے ہوئے تھے اور ان میں ایک شخص تھا جو دو آدمیوں کے برابر کام کرتا تھا جب شام
ہوئی تو میں نے اکہری مزدوری اسکے سامنے پیش کی تو اسنے نہ لی اور بولا کہ میں نے دو مزدوروں کے برابر کام کیا ہے
اسلئے میں دُہری اُجرت چاہتا ہوں میں نے اس سے کہا کہ میں نے تو ایک آدمی کے کام کی شرط کی ہے دوسرے کا
تجھے اختیار ہے اسکی اُجرت کچھ نہ ملیگی یہ بات سُنکر وہ شخص ناراض ہو گیا اور اپنی مزدوری میرے ذمے
چھوڑ کر چلا گیا بعد ازاں میں نے اسکی مزدوری کے داموں کے گیہوں خریدے اور اسکو بو دیا اور وہ بہت
بڑھا اور خوب نشو و نما پائی پھر جو گیہوں پیدا ہوئے ان کو پھر زمین میں بو دیا اور وہ خوب بڑھے پھر جو
پیدا ہوئے ان کو پھر بو دیا اور وہ خوب پھولے پھلے اور میں برابر ایسا ہی کرتا رہا یہانتک کہ میں نے
اسکی قیمت میں بہت سی زمینیں۔ محل۔ گاؤں۔ گھر۔ مکانات۔ حویلیاں۔ اونٹنیں۔ گائیں اور
بکریوں کے گلے۔ لدو اونٹنیں اور چار پاؤں کے ریوڑ۔ گھر کے سامان اور اسباب۔ غلام اور لونڈیاں۔
فرش و آلات اور بڑی بڑی نعمتیں اور بے شمار درہم و دینار خرید کئے چند سال کے بعد وہ مزدور
پھر میرے پاس آیا اور اسکی حالت بہت ردّی ہو گئی تھی اور نہایت کمزور اور ضعیف ہو رہا تھا اور

اور مفلسی اور تنگدستی اس پر غالب آگئی تھی اور نظر کمزور ہوگئی تھی اور آکر مجھ سے کہنے لگا آیا تو مجھے
پہچانتا ہے میں وہی تیرا مزدور ہوں جو اس روز اکہری اُجرت پر ناراض ہوکر اور اپنی بے پروائی
کے سبب اس کو یہیں چھوڑ کر چلا گیا تھا آج میں محتاج ہوں اور اُتنی ہی پر راضی ہوں للہ ہی دیدے
میں نے جواب دیا کرے بھائی سنبھال یہ تمام زمینیں۔ گاؤں۔ محل ومکان۔ حویلیاں۔ عمارتیں
اُونٹ۔ گائے اور بکریوں کے گلّے۔ لدو اُونٹوں اور چار پاؤں کے ریوڑ اور یہ تمام اسباب اور
سامان۔ لونڈیاں اور غلام۔ فرش اور آلات اور یہ بڑی بڑی نعمتیں اور یہ تمام درہم و دینار ہائے
کثیر تیرا ہی مال ہے ان سب کو سنبھال خدا تجھ کو مبارک کرے یہ سب تیرے ہی ہیں میری یہ بات سُن کر
وہ شخص رو پڑا اور بولا اے بندۂ خدا تُو نے میری مزدوری اتنے دنوں تک روکے رکھی اب بھی
مجھ سے ہنسی کرتا ہے میں نے کہا میں کیا ہنسی کرتا ہوں میں تو واقعی امر بیان کرتا ہوں لے یہ سب کچھ
تیری مزدوری کا نتیجہ ہیں یہ تمام اسی سے پیدا ہوئے ہیں اصل چیز تیری تھی اور یہ تمام فروعات اس
اصل کے تابع ہیں اس لئے یہ بھی تیرے ہی ہیں آخر کار میں نے وہ تمام چیزیں اسکے حوالے کردیں اے اللہ
اگر تیرے نزدیک یہ کام مینے تیرے ثواب کی امید اور تیرے عذاب کے خوف سے کیا ہے تو محمدؐ کا واسطہ جو افضل
واکرم خلائق اور سردار اوّلین وآخرین ہے اور جس کو تو نے سب پر شرف دیا ہے اور اس کی آلؑ کا
واسطہ جو تمام انبیا کی آل سے افضل ہے اور اسکے اصحاب کا واسطہ جو تمام انبیا کے اصحاب سے مکرم تر ہیں
اور اس کی اُمّت کا واسطہ جو تمام اُمتوں سے بہتر ہے ہم سے اس بلا کو دُور کر غرض اس شخص کی دُعا
قبول ہوئی اور اس پتھر کا تیسرا حصہ ہٹ گیا اور روشنی اندر داخل ہوئی اور اجالا ہوگیا۔

پھر دوسرا شخص یُوں عرض کرنے لگا اے خدا تجھ کو معلوم ہے کہ میرے پاس ایک گائے تھی اور میں شام کو
اسکا دودھ نکال کر پہلے اپنی ماں کے پاس لے جایا کرتا تھا پھر اسکا جھوٹا اور بچا ہوا دودھ اپنے
اہل وعیال اور بال بچوں کے لئے لیکر جاتا تھا ایک رات کا ذکر ہے کہ مجھ کو کسی وجہ سے دیر ہوگئی اور
میری ماں سوگئی اور میں دودھ لئے اسکے سرہانے کھڑا رہا اور اسکے جاگنے کا منتظر رہا اور میں نے
یہ جرأت نہ کی کہ اسکو میٹھی نیند سے بیدار کروں اور میرے بال بچے بھوکے اور پیاسے چیختے رہے مگر
مینے انکے رونے پیٹنے کی ذرا پروا نہ کی اور اسی طرح کھڑا رہا یہانتک کہ وہ بیدار ہوئی اور مینے دودھ
اُس کو پلایا اور باقی بچا ہوا لے کر اپنے کنبے اور بال بچوں کے پاس گیا اے خدا اگر تیرے نزدیک

مینے یہ کام محض تیرے ثواب کی امید اور تیرے عذاب کے خوف سے کیا ہے تو محمدؐ کا واسطہ جو افضل و اکرم خلائق اور سردار اولین و آخرین ہے اور جس کو تو نے سب پر شرف دیا ہے اور اس کی آلؑ کا واسطہ جو تمام پیغمبروں کی آل سے افضل ہے اور اسکے اصحابؓ کا واسطہ جو تمام انبیا کے اصحاب سے اکرم اور افضل ہیں اور اس کی اُمت کا واسطہ جو تمام اُمتوں سے بہتر ہے ہم سے اس بلا کو دور کر پس اسکی دعا قبول ہوئی اور وہ پتھر ایک تہائی اور ہٹ گیا اور ان کو نجات کی امید قوی ہو گئی ؞

پھر تیسرا کہنے لگا اے خدا تجھ کو معلوم ہے کہ میں نے بنی اسرائیل میں سے ایک نہایت خوبصورت عورت کی خواہش کی اور اس کی طرف راغب ہوا عورت نے سو دینار مجھ پر لازم کئے اسوقت میرے پاس کچھ بھی موجود نہ تھا اس لئے میں نے تری خشکی۔ میدان اور پہاڑ کو طے کیا اور بڑے بڑے خطروں میں اپنی جان کو ڈالا اور جنگل اور بیابان طے کئے اور چار برس تک طرح طرح کے مہالک اور مخاطر میں پڑا جب جا کر وہ سو دینار جمع کر کے اس کو دئے اور اسکے نفس پر قابو پایا جب میں اس مقام پر بیٹھا جہاں مرد اپنی عورت کے بیٹھا کرتا ہے تو اسکے اعضا لرزنے لگے اور مجھ سے کہنے لگی اے بندۂ خدا میں کنواری لڑکی ہوں خدا کی مُہر کو حکم خدا کے بغیر مت توڑ مجھ کو حاجت مندی اور سختی نے اس امر پر مجبور کیا ہے جو مینے تجھ کو اپنے بدن پر مختار کیا ؞ اسکی یہ بات سُن کر میں اسکو چھوڑ کر وہاں سے اُٹھ کھڑا ہوا اور وہ سو دینار بھی اسکے پاس چھوڑے اے اللہ اگر تیرے نزدیک مینے یہ کام محض تیرے ثواب کی امید اور تیرے عذاب کے خوف سے کیا ہے تو محمدؐ کا واسطہ جو افضل اکرم خلائق اور سردار اولین و آخرین ہے اور جس کو تُو نے سب پر شرف دیا ہے اور اسکی آلؑ کا واسطہ جو تمام پیغمبروں کی آل سے افضل ہے اور اس کے اصحاب کا واسطہ جو تمام انبیا کے اصحاب سے اکرم اور افضل ہیں اور اس کی اُمت کا واسطہ جو تمام امتوں سے بہتر ہے ہم سے اس بلا کو دور کر جب اسکی دُعا ختم ہوئی تو اس پتھر کا باقی حصّہ بھی ہٹ گیا اور لڑھک گیا اور ایسی فصیح زبان سے جو صاف سمجھ میں آتی تھی کہتا تھا تُم نے اپنی نیک نیتوں کی بدولت نجات پائی اور محمدؐ افضل و اکرم خلائق سید اولین و آخرین اور اسکی آل افضل آل جملہ انبیاء اور اسکے اصحاب مومنین بزرگترین اور اسکی اُمت کے نیکوکاروں کے واسطے سے کامیابی حاصل کی اور درجات عالیہ پر فائز ہوئے ؞

قولہ عزوجل بِئْسَمَا اشْتَرَوْا بِهِ أَنفُسَهُمْ أَن يَكْفُرُوا بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ بَغْيًا

اَنۡ یُّنَزِّلَ اللّٰہُ مِنۡ فَضۡلِہٖ عَلٰی مَنۡ یَّشَآءُ مِنۡ عِبَادِہٖ ۚ فَبَآءُوۡ بِغَضَبٍ عَلٰی غَضَبٍ ؕ وَ لِلۡکٰفِرِیۡنَ عَذَابٌ مُّہِیۡنٌ ﴿ترجمہ﴾ وہ چیز بری ہے جس کی عوض انہوں نے اپنے نفسوں کو بیچا اور وہ خدا کی نازل کی ہوئی کتاب کا انکار کرنا ہے اس بات پر سرکشی کے سبب کہ خدا اپنے فضل کو جس بندے پر چاہتا ہے نازل کرتا ہے پس ان پر ایک غضب پر دوسرا غضب پڑا اور ذلیل و خوار کرنے والا عذاب خاص کافروں کے واسطے ہے ۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ یہودیوں کی مذمت کرتا ہے اور ان کے محمدؐ کی نبوت کے منکر ہونے میں ان کے فعل کو عیب لگاتا ہے اور فرماتا ہے بِئۡسَمَا اشۡتَرَوۡا بِہٖۤ اَنۡفُسَہُمۡ وہ چیز بری ہے جس کی عوض میں انہوں نے اپنے نفسوں کو فروخت کیا ہے یعنی ان کو لغو اور فضول امور کی عوض بیچا جو ان کو پہنچتے تھے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو حکم دیا تھا کہ ان کو طاعت خداوندی کی عوض خدا کے ہاتھ بیچ ڈالیں تاکہ ان کے نفس اور ان کی عوض آخرت کی نعمتوں سے بہرہ ور ہونا ان کے ہاتھ میں رہے پر انہوں نے وہ سودا نہ کیا بلکہ ان کو اس چیز کی عوض فروخت کیا جس کو عداوت رسول خدا میں خرچ کیا تاکہ ان کی دنیوی عزت اور جاہلوں پر ان کی سرداری بنی رہے اور محرمات کو حاصل کریں اور انہوں نے کمینہ لوگوں سے زائد مالوں کو حاصل کیا اور ان کو راہ ہدایت سے منحرف کیا اور گمراہی کے رستوں پر ان کو قائم کر دیا۔ اَنۡ یَّکۡفُرُوۡا بِمَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰہُ بَغۡیًا اَنۡ یُّنَزِّلَ اللّٰہُ مِنۡ فَضۡلِہٖ عَلٰی مَنۡ یَّشَآءُ مِنۡ عِبَادِہٖ اور وہ بری چیز ان کا خدا کی نازل کردہ چیز کا انکار کرنا ہے جو خدا نے حضرت موسیٰؑ پر نازل کی ہے اور وہ تصدیق محمدؐ ہے اور ان کا انکار بغاوت اور سرکشی کے باعث تھا کہ خدا اپنے فضل کو جس بندے پر چاہتا ہے نازل کرتا ہے ان کا یہ منکر ہونا صرف اس چیز کے اوپر سرکشی اور حسد کرنے کی وجہ سے تھا جس کو خدا نے اپنے فضل سے اپنے نبی پر نازل کیا اور وہ قرآن ہے جس میں اسکی نبوت کو بیان کیا ہے اور اسکے ذریعے سے اسکے آیات و معجزات کو ظاہر کیا ہے فَبَآءُوۡا بِغَضَبٍ عَلٰی غَضَبٍ پس انہوں نے اس حالت میں رجوع کی کہ ان پر خدا کی طرف سے ایک غضب دوسرا غضب تھا غضب اول کا وقت وہ تھا جبکہ انہوں نے عیسیٰ ابن مریم کی تکذیب کی پس حق تعالیٰ نے ان کو ذلیل و خوار بندر بنا دیا اور عیسیٰؑ ابن مریم کی زبانی ان پر لعنت کی اور غضب دوم

اسوقت نازل ہوا جبکہ انہوں نے حضرت محمدؐ کو جھٹلایا تب اللہ تعالیٰ نے محمدؐ اور اس کی آلؑ اور اصحاب اور ائمتہ کی تلواروں کو ان پر مسلط کیا یہانتک کہ انہوں نے بہ زور شمشیر ان کو اپنا مطیع کیا یا تو بطوع و رغبت مسلمان ہو گئے یا ذلت و خواری کے ساتھ جزیہ ادا کیا ؁

اور جناب امیر المومنین علیہ السلام نے روایت کی ہے کہ میں نے جناب رسالتمآبؐ کو کہتے ہوئے سُنا ہے کہ جس شخص سے کسی علم کی بابت سوال کیا جائے اور وہ اس کو پوشیدہ کرے حالانکہ ظاہر کرنا واجب ہو اور تقیہ کا عذر بھی زائل ہو چکا ہو جب وہ میدان حشر میں وارد ہوگا تو آگ کی لگام اس کے مُنہ میں پڑی ہوگی ؁

اور جابرؓ ابن عبد اللہ انصاری خدمت امیر المومنین علیہ السلام میں حاضر ہوا جناب امیر نے اس سے فرمایا اے جابرؓ اس دُنیا کا قیام چار شخصوں پر ہے اوّل وہ عالم جو اپنے علم کو استعمال کرے دوم وہ جاہل جو علم کے سیکھنے سے انکار نہ کرے۔ سوم وہ مالدار جو اپنے مال سے بخشش کرے۔ چہارم وہ فقیر جو اپنی آخرت غیر کی دُنیا کے بدلے نہ بیچ ڈالے۔ اے جابرؓ جس بندے پر خدا کی نعمتیں زیادہ ہوتی ہیں لوگ اکثر اپنی حاجتیں لے کر اسکی طرف جاتے ہیں پس اگر وہ شخص ایسے کام کرتا ہے جو خدا نے اس پر واجب کئے ہیں تو ان نعمتوں کو دائمی اور باقی رہنے والی کر لیتا ہے اور اگر واجباتِ الٰہی کے ادا کرنے میں کوتاہی کرتا ہے تو ان کو معرضِ زوال و فنا میں ڈالتا ہے اسکے بعد حضرت نے یہ اشعار فرمائے ؁

اشعار مَا اَحْسَنَ الدُّنْیَا وَ اِقْبَالَھَا۔ اِذَا اَطَاعَ اللّٰہَ مَنْ نَالَھَا یعنی دُنیا اور اسکا اقبال بہت ہی اچھا ہے جبکہ اسکا حاصل کرنے والا اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرے۔ مَنْ لَمْ یُوَاسِ النَّاسَ مِنْ فَضْلِہٖ عَرَّضَ لِلْاِدْبَارِ اِقْبَالَھَا جو کوئی کہ اپنی بزرگی اور فضل سے لوگوں کی غمخواری نہ کرے وہ اپنے اقبال کو معرضِ ادبار میں ڈالتا ہے فَاحْذَرْ زَوَالَ الْفَضْلِ یَا جَابِرُ وَ اَعْطِ مِنْ دُنْیَاکَ مَنْ سَالَھَا اے جابرؓ فضیلت کے زائل ہونے سے ڈر اور اپنی دولتِ دُنیا میں سے سائلوں کو عطا کر فَاِنَّ ذَا الْعَرْشِ جَزِیْلُ الْعَطَاءِ یُضْعِفُ بِالْجَنَّۃِ اَمْثَالَھَا کیونکہ خداوند عرش بڑی بخششیں کرنے والا ہے اس سے چند در چند نعمتیں جنت میں عطا فرمائیگا۔ بعد ازاں ارشاد فرمایا اے جابرؓ جبکہ عالم علم کو اس کے اہل سے پوشیدہ کرے اور جاہل ضروری اور لابدی علم کے سیکھنے سے باز رہے اور مالدار نیکی کرنے میں بخل کرے اور محتاج اپنے دین کو غیر کی دُنیا کی

عوض بیچ ڈالے تو خدا کی بلائیں اور اس کے عذاب جلیل اور عظیم ہو جاتے ہیں ۔

قولہ عزوجل وَاِذَا قِیْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا نُؤْمِنُ بِمَآ اُنْزِلَ عَلَیْنَا وَیَكْفُرُوْنَ بِمَا وَرَآءَهٗ ۗ وَهُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَهُمْ ؕ قُلْ فَلِمَ تَقْتُلُوْنَ اَنْۢبِیَآءَ اللّٰهِ مِنْ قَبْلُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۝ **ترجمہ** اور جب ان یہودیوں سے کہا جاتا ہے کہ تم اس چیز پر ایمان لاؤ جس کو خدا نے نازل کیا ہے تو وہ جواب میں کہتے ہیں کہ ہم اس چیز پر ایمان لاتے ہیں جو ہم پر نازل کی گئی ہے اور وہ اسکے ماسوا کے منکر ہیں حالانکہ وہ حق ہے اور اس چیز کی تصدیق کرتی ہے جو ان کے پاس موجود ہے اے محمدؐ تو ان سے کہدے کہ اگر تم مومن ہو تو تم (یعنی تمہارے آباء و اجداد) اس سے پہلے پیغمبرانِ خدا کو کیوں قتل کیا کرتے تھے ۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا فرماتا ہے وَاِذَا قِیْلَ لَهُمْ کہ جب یہودیوں سے جن کا ذکر پہلے گزرا کہا جاتا ہے کہ اٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ تم اس کتاب پر ایمان لاؤ جو خدا نے محمدؐ پر نازل کی ہے اور وہ قرآن ہے جو حلال و حرام اور فرائض و احکام پر مشتمل ہے تب یہودی قَالُوْا نُؤْمِنُ بِمَآ اُنْزِلَ عَلَیْنَا وَیَكْفُرُوْنَ بِمَا وَرَآءَهٗ وَهُوَ الْحَقُّ جواب دیتے ہیں کہ ہم توریت پر ایمان لائے ہیں جو ہم پر نازل ہوئی ہے اور وہ اسکے ماسوا پر ایمان نہیں لاتے حالانکہ وہ کتاب جس کو وہ یہودی ماسواء میں داخل کرتے ہیں وہ حق ہے کیونکہ وہ کتاب ناسخ کی جس کو خدا نے پہلے بھیجا تھا ناسخ ہے اب خدا اپنے پیغمبر سے خطاب کرکے فرماتا ہے اے محمدؐ قُلْ فَلِمَ تَقْتُلُوْنَ اَنْۢبِیَآءَ اللّٰهِ مِنْ قَبْلُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ان یہودیوں سے کہدے کہ اگر تم توریت پر ایمان رکھتے ہو تو اس سے پہلے تمہارے بزرگ پیغمبرانِ خدا کو کس لئے قتل کرتے تھے یعنی توریت میں تو پیغمبروں کے قتل کرنے کا کہیں حکم نہیں دیا گیا جبکہ تم نے انبیا کو قتل کیا تو ثابت ہوا کہ تم توریت پر جو تم پر نازل ہوئی ہے ایمان نہیں لائے کیونکہ اسمیں قتل انبیا کی حرمت درج ہے ایسا ہی جب تم محمدؐ اور قرآن پر جو اُس پر نازل ہوا ہے ایمان نہ لائے حالانکہ اُس کتاب (توریت) میں اُس پر ایمان لانے کا حکم دیا گیا ہے تو اس سے بھی یہی نتیجہ نکلا کہ تم اب بھی توریت پر ایمان نہیں رکھتے ۔

جناب سوخدا نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ جو کوئی قرآن پر ایمان نہیں لاتا وہ توریت پر بھی ایمان نہیں رکھتا کیونکہ خدا نے ان سے عہد لے لیا ہے کہ میں اُس شخص کا ایمان قبول نہ کرونگا جو

ایک پر ایمان لائے جبتک کہ وہ دوسری پر بھی ایمان نہ رکھتا ہو اسی طرح اللہ تعالیٰ نے علی ابن ابی طالب کی ولایت پر ایمان لانا فرض کیا ہے جس طرح محمدؐ پر ایمان لانا فرض کیا ہے پس جو کوئی یہ کہے کہ میں نبوت محمدؐ پر ایمان رکھتا ہوں اور علی کی ولایت کا منکر ہوں وہ محمدؐ کی نبوت پر بھی ایمان نہیں لایا کیونکہ جب خدا قیامت کے دن تمام مخلوقات کو محشور کریگا تو پروردگار عالم کی طرف سے ایک منادی ایسی ندا کریگا جس سے ان کے ایمان اور کفر میں تمیز ہو جائیگی اور وہ کہیگا اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اور دوسرا منادی پکاریگا اے گروہہائے مخلوقات تم بھی اس کلمہ کے کہنے میں اسکا ساتھ دو اسوقت دہریہ اور معطلہ[۱] فرقے تو گونگے ہو جائینگے اور انکی زبانیں نہ چلیں گی باقی سب لوگ ان کلمات کو کہینگے اس طرح دہریہ گونگے پن کے سبب باقی مذاہب والوں سے جدا ہو جائینگے بعد ازاں منادی ندا کریگا اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اس کلمہ شہادت کو مشرکان مجوس نصارےٰ اور بت پرستوں کے سوا سب لوگ کہینگے اور مشرک لوگ سب گونگے ہو جائینگے اور اس طرح جملہ خلائق سے الگ ہو جائینگے پھر منادی ندا کریگا اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ تمام مسلمان اس شہادت کو اپنی زبان پر جاری کرینگے اور یہود و نصارےٰ اور تمام مشرکین گونگے پن کے سبب اسکو ادا نہ کرسکیں گے پھر آخر میدانِ قیامت سے ایک ندا آئیگی کہ ان کو جنت کی طرف لے چلو اسی اثنا میں ناگاہ خدا کی طرف سے ایک اور ندا آئیگی کہ وَقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَّسْئُوْلُوْنَ ان کو ٹھیراؤ کہ ان سے کچھ سوال کیا جائیگا یہ ندا سن کر وہ فرشتے جو ان لوگوں کو انکے نبوت محمدؐ کی شہادت دینے کے سبب جنت میں لیجانے کو کہتے تھے عرض کرینگے اے پروردگار یہ لوگ کیوں ٹھیرائے جائیں اتنے میں ایک اور ندا جانب پروردگار سے آئیگی کہ وَقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَّسْئُوْلُوْنَ عَنْ وَلَايَةِ عَلِيِّ ابْنِ اَبِيْ طَالِبٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ ان کو ٹھیراؤ کہ ان سے علی ابن ابی طالب اور آل محمدؐ کی ولایت کی بابت سوال کیا جائیگا اے میرے بندو اور اے میری کنیزو میں نے ان کو محمدؐ کی شہادت کیساتھ ایک اور شہادت کا بھی حکم دیا ہے اگر اسکو ادا کرینگے تو اپنے ثوابوں کو زیادہ کرینگے اور اپنی موجودہ نیکیوں کو بڑھائینگے اور اگر اس کو ادا نہ کیا تو نبوتِ محمدؐ اور میری ربوبیت کی شہادت دینے سے ان کو کچھ حاصل نہیں ہے جو کوئی اس شہادت کو لے آیا ہے وہ کامیاب اور رستگار ہوگا اور جو کوئی اس کو نہیں لایا وہ ہلاک ہوگا اسوقت ایک

[۱] معطلہ وہ فرقہ ہے جو وجود خدا کا تو قائل ہے مگر یہ سمجھتا ہے کہ جو کچھ اس کو کرنا تھا کر چکا اب اس کو کام کی ضرورت نہیں ہے لہذا اب بیکار ہی بیٹھا ہے ۱۲ سید محمد ہارون قبلہ مدظلہ العالی ۔

سورہ صافات

شخص کہیگا کہ میں علیؑ کی ولایت کا شاہد اور آل محمدؐ کا محب ہوں حالانکہ وہ اس دعویٰ میں کاذب ہوگا اور اس کو گمان ہوگا کہ میں جھوٹ بول کر نجات پا جاؤنگا اس سے پروردگار عالم فرمائیگا اے شخص ہم تیرے اس دعویٰ پر علیؑ سے شہادت لینگے پھر فرمائیگا اے ابوالحسنؑ تو شہادت دے وہ عرض کرینگے اے پروردگار جنت خود ہی میرے دوستوں کی شاہد ہے اور دوزخ میرے دشمنوں کا گواہ ہے جو ان میں سے راستگو ہے اسکی طرف جنت کی ہوائیں آئینگی اور اس کو اُٹھا کر بہشت کی بلند منزلوں اور غرفوں میں لیجائینگی اور فضل خدا سے دار المقامہ میں اسکو اُتارینگی کہ اس میں نہ کسی قسم کی تکلیف پہنچیگی اور نہ کسی طرح کی سستی اور درماندگی عارض ہوگی اور جو لوگ ان میں جھوٹے ہیں جہنم کی گرم ہوائیں اور گرم پانی اور اس کا سایہ (دوزخ کی آگ کا دھواں) جو تین شاخوں والا ہے کہ نہ وہ سایہ کرتا ہے اور نہ شعلوں سے بچاتا ہے اسکی طرف آئینگے اور اس کو اُٹھا کر ہوا میں اونچا کرینگے اور آتش جہنم میں جاکر ڈال دینگے۔

جناب رسولؐ خدا نے فرمایا ہے اے علیؑ اس سبب سے تم قَسِیمُ النَّار ہو کہ تم جہنم سے کہوگے کہ یہ شخص تیرے واسطے ہے اور یہ میرے واسطے۔

اور جابرؓ ابن عبداللہ انصاری نے روایت کی ہے کہ ایک دن عبداللہ ابن صوریا جناب رسولخدا کی خدمت میں حاضر ہوا حضرتؐ نے فرمایا اے کانڑے یہودی کے لڑکے یہودی گمان کرتے ہیں کہ تو کتب سماوی اور علوم انبیا کا سب سے زیادہ ماہر ہے تب اسنے بہت سے مسئلے آزمائشی طور پر حضرتؐ سے دریافت کئے حضرتؐ نے ایسے جواب دئے جن میں اسکو مجالِ انکار نہ ہوئی پھر عرض کی اے محمدؐ خدا کی طرف سے یہ خبریں کون تیرے پاس لاتا ہے فرمایا جبرئیلؑ عرض کی اگر کوئی اور فرشتہ یہ خبریں لایا کرتا تو میں آپ پر ایمان لے آتا مگر منجملہ تمام فرشتوں کے جبرئیلؑ تو ہمارا دشمن ہے اگر میکائیل وغیرہ سوائے جبرئیلؑ کے آپکے پاس خبریں لایا کرتا تو میں آپ پر ایمان لے آتا فرمایا تم نے جبرئیلؑ کو اپنا دشمن کس وجہ سے قرار دیا اسنے عرض کی کہ وہ بنی اسرائیل پر بلائیں اور شدتیں نازل کرتا تھا اور اسنے دانیالؑ کو بخت نصر کے قتل سے منع کیا یہانتک کہ اسنے زبردست اور قوی ہو کر بنی اسرائیل کو ہلاک کیا اسی طرح ہر خوف اور سختی جبرئیلؑ ہی لیکر نازل ہوتا ہے اور میکائیل ہم پر رحمت لیکر آیا کرتا ہے حضرتؐ نے فرمایا وائے ہو تجھ پر تو امر الہی سے جاہل اور ناواقف ہے اور اگر جبرئیلؑ ان امور میں جو خدا تمہارے باب میں کرنا چاہتا ہے خدا کی اطاعت کرے تو اسکا کیا گناہ دیکھو ملک الموت بھی تمہارا دشمن ہے کہ خدا نے اسکو تمام مخلوق کی روحیں قبض کرنے کے لئے مقرر کیا ہے جن میں تم بھی داخل ہو تم نے دیکھا ہوگا

کہ ماں باپ اپنی اولاد کی بھلائی کی خاطر زجر و توبیخ کرکے ان کو مکروہ اور ناگوار شوائیں چلاتے ہیں توکیا یہ درست ہے کہ اولاد اس سختی کے سبب ماں باپ کو اپنا دشمن سمجھے مگر تم لوگ اللہ سے ناواقف ہو اور اس کی حکمت سے غافل۔ میں شہادت دیتا ہوں کہ جبرئیل اور میکائیل حکم خدا سے کام کرتے ہیں اور اسکے مطیع و فرمانبردار ہیں اور جو کوئی ان دونوں میں سے کسی ایک کو دشمن رکھتا ہے وہ دوسرے کا بھی دشمن ہے اور جو کوئی یہ گمان کرتا ہے کہ میں ایک کا دوست ہوں اور دوسرے کا دشمن وہ جھوٹا ہے دیکھو محمد رسول اللہ اور علیؑ دونو بھائی ہیں جس طرح جبرئیل اور میکائیل دونو بھائی ہیں اور جو کوئی ان دونو کو دوست رکھے وہ دوستان خدا میں داخل ہے اور جو کوئی دونو سے بغض رکھے وہ دشمنان خدا میں شامل ہے اور جو کوئی کسی ایک سے بغض رکھے اور گمان کرے کہ دوسرے کو دوست رکھتا ہوں وہ جھوٹا ہے اور وہ دونو اس سے بیزار ہیں۔ اور اسی طرح جو کوئی محمدؐ اور علیؑ دونو میں سے کسی ایک سے بغض رکھے پھر گمان کرے کہ میں دوسرے کو دوست رکھتا ہوں ہم دونو اس سے بیزار ہیں اور خدا اور اسکے فرشتے اور نیک بندے سب اس سے بیزار اور ناخوش ہیں ؛

قولہ عزوجل وَلَقَدْ جَآءَكُمْ مُوسٰى بِالْبَيِّنٰتِ ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْ بَعْدِهٖ وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ ؕ ترجمہ اور البتہ موسیٰؑ تمہارے پاس معجزات لے کر آیا تھا پھر تم نے اس کے پیچھے گوسالہ پرستی اختیار کی تھی اور اپنے نفسوں پر ظلم کیا تھا ؛

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ مذکورہ بالا یہودیوں سے فرماتا ہے وَلَقَدْ جَآءَكُمْ مُوسٰى بِالْبَيِّنٰتِ البتہ موسیٰؑ تمہارے پاس معجزات باہرہ لے کر آیا تھا جو اسکی نبوت اور محمدؐ کے اشرف و افضل خلائق ہونے پر دلالت کرتے تھے اور جن سے علیؑ کی خلافت اور وصایت کا ذکر اور اس کے بعد کے ائمہ علیہم السلام کا حال معلوم ہوتا تھا فَثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْ بَعْدِهٖ پھر اس کے پہاڑ پر جانے کے بعد تم نے بچھڑے کو خدا قرار دیا اور اس کے خلیفہ (ہارونؑ) کی مخالفت کی جس کی خلافت پر اس نے نص کیا تھا اور اس کو اپنے بعد تم پر اپنا جانشین کر گیا تھا اور وہ ہارونؑ تھا وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ اور تم اس فعل کے مرتکب ہونے سے کافر اور ظالم ہو گئے ؛

ایک دن کا ذکر ہے کہ رسول خدا کسی باغ میں تشریف لے گئے جو نہایت آراستہ و پیراستہ تھا علیؑ نے عرض کی یا رسول اللہ یہ باغ کیسا اچھا ہے فرمایا اے علیؑ تمہارے واسطے جنت میں اس سے بہتر باغ ہے پھر حضرتؐ دوسرے باغ میں تشریف لے گئے اور وہاں بھی جناب امیرؑ نے اس باغ کی تعریف کی اور وہی جواب پایا یہاں تک

کہ حضرت کا گذر سات باغوں سے ہوا اور علیؑ ہر دفعہ عرض کرتے تھے یہ باغ کیا ہی خُوب ہے اور حضرتؐ ہر دفعہ ارشاد فرماتے تھے یا علیؑ تمہارے لئے جنّت میں اس سے بہتر باغ موجود ہے پھر رسولخدا پر اسقدر رقت طاری ہوئی کہ امیرالمومنینؑ بھی اُن کے رونے سے رونے لگے پھر عرض کی یا رسولؐ اللہ آپ کس لئے گریہ فرماتے ہیں فرمایا اے میرے بھائی اے ابوالحسنؑ قوم کے سینوں میں تیرے کینے بھرے ہیں جن کو وہ میرے بعد ظاہر کرینگے عرض کی میرا دین تو سلامت رہیگا؟ فرمایا ہاں تیرا دین سلامت رہیگا عرض کی یا رسولؐ اللہ جبکہ میرا دین سلامت ہے تو مجھ کو کچھ غم نہیں ہے فرمایا اسی لئے تو خدا نے تجھ کو محمدؐ کا تابع اور اپنی خوشنودی اور مغفرت کی دعوت کرنے والا حلال زادوں کو (تم سے محبت رکھنے کے سبب) جزا دینے والا اور حرام زادوں کو (تم سے بُغض رکھنے کے سبب) سزا دینے والا اور قیامت کے دن محمدؐ کے علم کا اُٹھانے والا اور پیغمبروں اور رسولوں اور صابروں کو میرے علم کے سایہ میں جنّت کی طرف لے جانیوالا مقرر کیا ہے یا علیؑ موسیٰؑ کے بعد اسکے اصحاب نے گوسالہ پرستی اختیار کی اور اسکے خلیفہ ہارونؑ کی مخالفت کی اور عنقریب میری اُمّت بھی گوسالہ کو اختیار کریگی اس کے بعد ایک اور گوسالہ کو اور اسکے بعد ایک اور کو اور تیری مخالفت کرے گی اور تو میرا خلیفہ ہے یہ میری اُمّت کے لوگ گوسالہ کو اختیار کرنے میں قوم موسیٰؑ کے مشابہ ہیں مگر جو لوگ تیرے موافق اور مطیع ہونگے وہ جنّت رفیع اعلیٰ میں میرے ہمراہ ہونگے اور جو لوگ میرے بعد گوسالہ کو اختیار کرینگے اور تیری مخالفت کرینگے اور کبھی اس سے تائب اور پشیمان نہ ہونگے وہ قوم موسیٰؑ کے ان گوسالہ پرستوں کے ساتھ محشور ہونگے جو اپنے اس فعل سے تائب نہ ہوئے اور وہ ہمیشہ آتش جہنّم میں رہیں گے ؎

ابویعقوب راوی تفسیر روایت کرتا ہے کہ مینے امام حسن عسکریؑ سے عرض کی اے فرزند رسولؐ آیا رسولخدا اور امیرالمومنینؑ کے بھی ایسے معجزے تھے جو موسیٰؑ کے معجزات و آیات کے مشابہ تھے حضرتؑ نے فرمایا کہ علیؑ نفس رسولؐ ہے اور رسولؐ خدا کے معجزے بعین علیؑ کے معجزے ہیں اور علیؑ کے معجزے سو لخدا کے معجزے ہیں اور کوئی معجزہ ایسا نہیں ہے جو خدا نے کسی نبی یا رسول گذشتہ کو عطا کیا ہو اور اسکے مشابہ یا اس بہتر محمدؐ کو عنایت نہ کیا ہو دیکھو موسیٰؑ کا عصا اژدہا بن کر جادوگروں کی تمام لاٹھیوں اور رسیوں کو نگل گیا آنحضرتؐ کو اس سے افضل اور بہتر معجزہ عطا ہوا تھا اور اسکا قصّہ اس طرح سے ہے کہ ایک دفعہ یہودیوں کا ایک گروہ حاضر خدمت ہوا اور حضرتؐ سے بہت سے سوال کئے اور مجادلہ کیا اور حضرتؐ نے ان کے سوالوں کے انہی کی کتاب سے جواب دئے پھر انہوں نے عرض کی اے محمدؐ اگر تو پیغمبر ہے تو ہم کو عصائے

موسیٰ کی نظیر دکھلا۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ میں جو کتاب تمہارے پاس لے کر آیا ہوں وہ عصائے موسیٰ سے بہتر ہے کیونکہ وہ میرے بعد قیامت تک باقی رہے گی اور تمام دشمنان و مخالفان دین سے متعرض ہوگی اور کوئی شخص اس کی ایک سورت کے مقابلے پر بھی قادر نہ ہوگا اور عصائے موسیٰ جاتا رہا اور اس کے بعد باقی نہ رہا جو اس کو کوئی آزما سکے جس طرح قرآن باقی رہیگا اور برابر اس کی آزمائش ہوتی رہے گی تاہم میں ایک معجزہ دکھاتا ہوں جو عصائے موسیٰ سے بڑا اور نہایت عجیب ہوگا یہودیوں نے عرض کی دکھلائیے فرمایا موسیٰؑ اپنے عصا کو ہاتھ سے ڈال دیا کرتے تھے اور قبطی کافر کہتے تھے کہ موسیٰ اپنے عصا میں کچھ فریب کرتا ہے جو اس سے ایسا وقوع میں آتا ہے اور اللہ تعالیٰ میری حقیقت کے لئے لکڑیوں کو اژدہا بنائیگا کہ نہ تو میں ان کو اپنا ہاتھ لگاؤنگا اور نہ خود وہاں موجود ہونگا جب تم اپنے گھروں کو واپس جاؤگے اور رات کو اس مکان میں جمع ہوگے تو خدا اسکی چھت کی سب کڑیوں کو اژدہا بنادیگا اور وہ کڑیاں تئیں سے کچھ زیادہ ہیں ان کو دیکھ کر تم میں سے چار آدمی کے پتے پھٹ کر مر جائینگے اور باقی تم سب کل صبح تک غش میں پڑے رہوگے پھر اور یہودی تمہارے پاس آئینگے اور تم سارا ماجرا ان سے بیان کروگے اور وہ تمہاری بات کا یقین نہ کرینگے بعد ازاں دوسری دفعہ وہ کڑیاں تمہارے اور ان کے سامنے اژدہا بن جائینگی جس طرح رات کو بنی تھیں یہ حال دیکھ کر ان میں سے بہت سے آدمی مرجائینگے اور بہت سے دیوانے ہوجائینگے اور بہت سے غش کر جائینگے امام علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اس خدا کی قسم ہے جسنے محمدؐ کو سچا نبی کرکے بھیجا ہے یہ بات سن کر وہ یہودی حضرتؐ کے سامنے بیباک ہوکر ہنسنے لگے نہ ذرا شرم کی اور نہ کچھ خوف کیا اور آپس میں کہنے لگے دیکھو اسنے بڑا دعویٰ کیا ہے وہ کیسا اپنی حد سے باہر نکل گیا ہے حضرتؐ نے ان سے فرمایا اگرچہ تم اسوقت ہنستے ہو مگر عنقریب روؤگے اور حیران ہوگے۔ سنو جس پر یہ حالت طاری ہوا ور اپنی موت اور دیوانگی سے خوف کرے اس کو چاہیئے کہ اس طرح سے دعا کرے کہ اے خدا محمد مصطفیٰ اور علی مرتضیٰ اور ان کے جانشینوں کا واسطہ کہ جو کوئی ان کے امر امامت کو ان کے سپرد کردے اس کو تو برگزیدہ اور پسندیدہ کرتا ہے مجھ کو اس حادثے کے دیکھنے کی قوت عطا فرما اور اگر ان مُردوں میں سے کوئی اس کا دوست ہو اور وہ اس کا زندہ ہونا چاہے اس کو چاہیئے کہ اسی طرح سے دعا کرے حق تعالیٰ اس کو زندہ کردیگا اور قوت عطا کریگا۔

الغرض وہ لوگ وہاں سے جاکر اس جگہ جمع ہوئے اور آنحضرتؐ اور ان کے اس قول پر کہ کڑیاں اژدہا بن جائینگی ہنسنے لگے ناگاہ انہوں نے سُنا کہ چھت میں حرکت پیدا ہوئی اور یکایک تمام کڑیاں اژدہا بن گئیں اور اپنے سروں کو دیواروں پر لٹکا لیا اور اُنکی طرف بڑھے کہ جاکر ان کو لقمہ کرلیں جب ان کے پاس پہنچے تو پہلے انکو چھوڑ کر گھر کے مشکوں۔ گھڑوں۔ کوزوں۔ چوڑے چوڑے پتھروں۔ کرسیوں اور لکڑیوں۔ چوکھٹوں اور کواڑوں کا قصد کیا اور ان سب چیزوں کو نگل گئے اور جو کچھ حضرتؐ نے فرمایا تھا ظہور میں آگیا کہ چار آدمی تو مر گئے اور کچھ دیوانے ہوگئے اور بہت سے اپنی جانوں سے ڈرے اور حضرتؐ کے ارشاد کے موافق دُعا کی اور ان کے دل قوی ہوگئے پھر کسی نے ان چار مُردوں پر وہی دُعا پڑھی اور وہ زندہ ہوگئے جب انہوں نے یہ حال دیکھا تو بولے کہ یہ دُعا مُستجاب ہے اور محمدؐ سچا پیغمبر ہے مگر اس کی تصدیق اور پیروی ہم کو دُشوار معلوم ہوتی ہے اِس لئے مناسب ہے کہ ہم اسی طرح سے دُعا کریں تاکہ ہمارے دل اس پر ایمان لانے اور اس کی تصدیق کرنے اور اس کے اوامر و نواہی کی اطاعت کرنے کے لئے نرم ہوجائیں آخرکار انہوں نے دُعا کی اور خدائے بزرگ و برتر نے ایمان کو ان کا محبوب بنایا اور اس کو ان کے دلوں میں پاکیزہ کیا اور کُفر کو ان کے لئے مکروہ اور ناپسندیدہ کیا اور وہ خدا اور اس کے رسولؐ پر ایمان لائے +

جب صُبح ہوئی تو اور یہودی وہاں آئے اور کڑیاں رات کی طرح اژدہاؤں کی صورت ہوگئیں تو وہ یہ حال دیکھ کر حیران و ششدر رہ گئے اور شقاوت ان پر غالب ہوئی +

ید بیضا

اور ید بیضا کی نظیر جو معجزہ آنحضرتؐ کو عطا ہوا تھا وہ اس سے افضل اور ہزار دفعہ بڑھ کر تھا کیونکہ جب کبھی حضرتؐ اندھیری رات میں حسنؑ اور حسینؑ سے ملنا چاہتے تھے اور وہ حضراتؑ اپنے گھر ہوتے تھے تو ان کو آواز دیتے تھے اے ابو محمدؑ اور اے ابو عبداللہؑ میرے پاس آؤ اور باوجود اس فاصلے کے آپ کی آواز ان حضراتؑ تک پہنچتی تھی اور وہ آواز سُنتے ہی آنحضرتؐ کی طرف روانہ ہوتے تھے اسوقت حضرتؐ اپنی انگشت شہادت سے اشارہ کرتے تھے اور اسکو دروازے سے باہر نکال دیتے تھے تب چاند اور سُورج سے بھی کہیں زیادہ روشنی پھیل جاتی تھی اور اس روشنی میں وہ دونو سردارانِ جوانانِ بہشت اپنے نانا کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے بعد ازاں اُنگلی اپنی اصلی حالت پر آجاتی تھی جب حضرتؐ ان کی ملاقات اور باتوں سے اپنا مطلب پُورا کر چکتے تھے تو دونو شہزادوں کو

گھر واپس جانے کی اجازت دیتے تھے پھر اپنی انگشت شہادت کو اسی طرح دروازے سے باہر نکال لیتے تھے اور سورج اور چاند سے زیادہ تر روشنی پھیل جاتی تھی اور وہ دونو معصوم اس روشنی میں اپنے گھر واپس جاتے تھے بعد ازاں انگلی اپنی اصلی حالت پر عود کر جاتی تھی ٭

اور طوفان جیسا کہ خدا نے قبطیوں پر بھیجا تھا اسی طرح آنحضرتؐ کے معجزے کے طور پر مشرکوں پر بھی بھیجا اور اسکا قصہ اس طرح سے ہے کہ آنحضرتؐ کے اصحاب ثابت بن افلح نے کسی جہاد میں ایک مشرک کو قتل کیا تھا اور اس مقتول کی عورت نے نذر مانی تھی کہ اس قاتل کی کھوپری میں شراب پیونگی جب احد کا معرکہ ہوا اور مسلمانوں کو اس میں سخت صدمہ پہنچا تو ثابت مذکور بھی کسی ٹیلے پر مارا گیا جب مشرک چلے گئے اور آنحضرتؐ اپنے اصحاب سمیت اپنے ہمراہیوں کی تجہیز و تکفین میں مصروف ہوئے تو وہ عورت ابوسفیان کے پاس آئی اور آکر اس سے درخواست کی کہ کسی آدمی کو میرے غلام کے ہمراہ ثابت کی لاش پر بھیجدے کہ وہ جا کر اس کا سر کاٹ لائے تاکہ میں اپنی نذر پوری کروں اور اس کی کھوپری میں شراب پیوں اور جب اس کے غلام نے ثابت کے قتل کی بشارت اس کو پہنچائی تھی تو اسکو آزاد کر دیا تھا اور ایک لونڈی اس کو عطا کی تھی۔ الغرض جب اس نے آکر ابوسفیان سے درخواست کی تو اس نے رات کے وقت اپنے ہمراہیوں میں سے دو سو دلیر اور قوی ہیکل جوانوں کو روانہ کیا کہ ثابت کا سر کاٹ لائیں اور لا کر اس عورت کو دیدیں آخر کار وہ لوگ روانہ ہوئے اسی اثنا میں ایک ایسی آندھی چلی کہ اس لاش کو نشیب میں اُڑا کر لے گئی وہ لوگ ثابت کا سر کاٹنے کے ارادے سے لاش کے پیچھے چلے اتنے میں بارش برسنے لگی اور اس قدر پانی برسا کہ وہ دو سو مرد سب کے سب غرق ہو گئے اور اس لاش اور ان دو سو مردوں کا کہیں نشان تک نہ ملا اور خدا نے اس مشرکہ کے ارادہ کو پورا نہ ہونے دیا پس حضرتؐ کا یہ معجزہ قبطیوں کے طوفان سے بہت بڑھ کر ہے ٭

اور ٹڈی دل جو بنی اسرائیل پر بھیجا گیا تھا خدا نے اس سے بہت بڑا اور عجیب تر محمدؐ کے دشمنوں پر بھیجا کیونکہ ان پر ٹڈی کو اسلئے بھیجا تھا کہ ان کو کھا جائے اور موسیٰ کے ٹڈی دل نے قبطیوں کے آدمیوں کو نہیں کھایا تھا بلکہ اس نے انکی زراعت کو چٹ کیا تھا اور اسکا قصہ اس طرح سے ہے کہ ایک دفعہ آنحضرتؐ شام کی طرف سفر کو تشریف لے گئے جب وہاں سے مکہ کو واپس آنیکا ارادہ کیا تو دو سو

نفر یہودی حضرتؐ کے قتل کرنے کے ارادہ سے پیچھے لگ گئے کہ ایسا نہ ہو کہ خدا دولت یہود کو انکے ہاتھ سے برباد کردے اس لئے حضرتؐ کے قتل پر کمربستہ ہوئے حالانکہ حضرت ہمیشہ قافلہ میں رہتے تھے مگر ان کو آپ پر ہاتھ اُٹھانے کی جرات نہ پڑتی تھی اور حضرتؐ کا دستور تھا کہ جب رفع حاجت کا ارادہ کرتے تھے تو لوگوں سے دُور فاصلے پر تشریف لیجاتے تھے یا درختوں میں یا کسی دُور کے کھنڈرات میں پوشیدہ ہوجایا کرتے تھے القصہ ایک روز معمول کے موافق قافلہ سے دُور تشریف لے گئے اور وہ دشمنان دین پیچھے لگے اور جاکر ہر طرف سے احاطہ کرلیا اور تلواریں سونت کر قتل پر آمادہ ہوگئے اسوقت اللہ تعالےٰ نے حضرتؐ کے پاؤں کے نیچے سے اس ریگستان میں بیشمار ٹڈیوں کو ظاہر کیا اور انہوں نے نکل کر ان یہودیوں کو گھیر لیا اور کھانے لگیں یہ حال دیکھ کر ان کو اپنی پڑگئی اور اُدھر کا خیال چھوٹ گیا جب حضرتؐ رفع حاجت سے فارغ ہوئے تو ان کو ٹڈی دل میں چھوڑ قافلہ میں تشریف لائے قافلے والوں نے دریافت کیا کہ وہ لوگ جو آپ کے پیچھے گئے تھے کیا ہوئے کہ اُن میں سے کوئی بھی واپس نہ آیا حضرتؐ نے فرمایا کہ وہ میرے قتل کرنے کے ارادے سے آئے تھے خدا نے ان پر ٹڈیوں کو مسلط کیا ہے اور آپ اپنی بلا میں گرفتار ہیں جب انہوں نے جاکر دیکھا تو کیا دیکھتے ہیں کہ بعض تو مرگئے ہیں اور بعض مرنے کے قریب ہیں اور ٹڈیاں ان کو کھارہی ہیں وہ کھڑے دیکھتے رہے یہانتک کہ ٹڈیاں ان کو خورد برد کر گئیں اور ایک ذرہ بھی ان کے جسم کا باقی نہ چھوڑا ۔

اور معجزہ قمل (جوں) کی نظیر اس طرح وقوع میں آئی کہ جب آنحضرتؐ نے اپنے امر نبوت کو مدینہ میں ظاہر کیا اور آپکی شان و منزلت وہاں بہت بڑھ گئی تو ایک روز اپنے اصحاب سے خدا کا اپنے انبیا کے امتحان کرنے اور طاعت خدا کے باعث اذیتوں میں انکے صبر کرنیکا حال بیان کیا اور اثنائے وعظ میں ارشاد فرمایا کہ رکن و مقام کے مابین ستر پیغمبروں کی قبریں ہیں جو فقط بھوک اور جوؤں کے صدمے سے فوت ہوئے ہیں جب یہ بات بعض یہودی منافقوں اور قریشی سرکش کافروں نے سُنی تو آپس میں مشورہ کیا کہ محمدؐ کو بھی ان ہی سے ملحق کردو چلو اپنی تلواروں سے اسکو قتل کریں تاکہ جھوٹی باتیں نہ بنایا کرے آخرکار یہ صلاح ٹھیری کہ جب کبھی آنحضرتؐ کو مدینہ کے باہر اکیلا پائیں سب چل کر رستہ احاطہ کرلیں اور وہ سب دو سو آدمی تھے ایک روز کا ذکر ہے کہ آپ تن تنہا مدینے کے باہر تشریف لے گئے اور ان مردودوں نے پیچھا کیا اتفاقاً ان میں سے ایک کو اپنے کپڑوں میں جوئیں نظر پڑیں پھر اسنے جوؤں کے سبب اپنے

بدن ہاور بیٹھ کو کھجانا شروع کیا اور اسکو اپنے ساتھیوں سے شرم آئی اور حیا کے مارے الگ ہو کر چلا گیا بعدازاں ایسا ہی ہوتا رہا کہ ایک کے کپڑوں میں جوئیں معلوم ہوتی تھیں اور وہ علیحدہ ہو کر چلا جاتا تھا آخر رفتہ رفتہ سب بچے گئے بعدازاں ان پر جوؤں کی اور زیادتی ہوئی یہانتک کہ جوؤں نے اُن پر غلبہ پایا اور ان کے حلق بند ہو گئے کہ کھانا پینا موقوف ہو گیا اور دو ماہ کے عرصہ میں سب مر گئے کوئی پانچ دن میں کوئی دس دن میں کوئی کم میں اور کوئی زیادہ میں غرض دو ماہ سے زیادہ کوئی نہ جیا اور ان جوؤں کی اذیت اور بھوک پیاس کے صدمہ سے سب کے سب ہلاک ہو گئے یہ جوئیں تھیں جن کو اللہ تعالیٰ نے بطور ایک آیت الٰہی کے آنحضرتؐ کے دشمنوں پر نازل کیا تھا ہ

اور مینڈکوں کے معجزے کی نظیر کو بھی اللہ تعالیٰ نے دشمنان محمدؐ پر جو آپکے قتل کا ارادہ رکھتے تھے نازل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے چوہے بھیج کر ان کو ہلاک کیا ہے اور اسکا قصہ اس طرح سے ہے کہ کفار عرب اور یہودیوں اور دیگر اقوام میں سے دو سو آدمی حج کے موسم میں مکہ میں جمع ہوئے اور اپنے دلوں میں حضرتؐ کے قتل کا ارادہ کیا اور مدینہ منورہ کا رُخ کیا چلتے چلتے ایک منزل میں جو اُترے تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہاں کے حوض کا پانی اس پانی سے جو انکے پاس موجود تھا نہایت صاف اور خوشگوار ہے یہ دیکھ کر جو پانی پاس تھا سب گرا دیا اور اپنی مشکوں اور توشہ دانوں کو اس پانی سے بھر لیا اور وہاں سے روانہ ہوئے آخر چلتے چلتے ایک جگہ پہنچے جہاں چوہے بہت تھے اور ڈیرے ڈالدئیے خدا نے انکی مشکیں اور توشہ دانوں پر چوہوں کو مسلط کیا اور انہوں نے ان سب کو کاٹ کاٹ کر چھلنی کر دیا اور سارا پانی اس سنگلاخ زمین میں بہ گیا اور ان کو کچھ خبر نہ ہوئی جب پیاس لگی اور مشکوں میں پانی نہ پایا تو ہٹ کر انہی حوضوں تک گئے جہاں سے وہ پانی بھرا تھا مگر چوہے وہاں پہلے ہی سے پہنچ گئے تھے اور حوضوں کے کناروں میں سوراخ کر کے تمام پانی اس سنگلاخ زمین پر بہا دیا تھا اب وہ پانی سے ناامید ہو گئے اور پیاسے مر گئے اور صرف ایک آدمی جیتا پھرا جو اپنی زبان اور پیٹ پر محمدؐ کا نام لکھتا تھا اور کہتا تھا اے پروردگار محمدؐ و آل محمدؐ میں نے محمدؐ کی ایذا رسانی سے توبہ کی و آل محمدؐ کے مرتبے کا واسطہ اس بلا کو مجھ سے دفع کر اس طرح وہ سلامت رہا اور خدا نے اس کی پیاس کو بجھا دیا اور وہاں پر ایک قافلہ وارد ہوا اور وہ اس کو ان سب (مُردوں) کے اسباب اور اُونٹوں سمیت اُٹھا لائے اور وہ پیاس میں اپنے ناقوں کی نسبت زیادہ صابر تھا پھر مدینہ میں آکر حضرتؐ پر ایمان لایا حضرتؐ نے وہ سب اونٹ

اور سارا اسباب اس کے حوالے کیا ؛

اور معجزہ دم یعنی خون کی نظیر یہ ہے کہ ایک دفعہ رسول خدا نے پچھنے لئے اور جو خون نکلا وہ ابو سعید خدری کو دیا کہ اس کو لیجا کر کہیں دبادے اس نے لیجا کر پی لیا۔ حضرتؐ نے پوچھا تو نے خون کیا کیا عرض کی میں نے پی لیا فرمایا میں نے تو دبانے کو کہا تھا عرض کی میں نے اس کو محفوظ برتن میں پوشیدہ کیا ہے حضرتؐ نے فرمایا خبردار پھر کبھی ایسا نہ کرنا بعدازاں فرمایا اے ابو سعیدؓ خدا نے تیرے گوشت اور خون کو آتش جہنم پر حرام کر دیا کیونکہ میرا گوشت اور خون اس میں مل گیا ہے یہ بات سنکر چالیس منافق حضرتؐ پر ہنسنے لگے اور کہنے لگے کہ وہ گمان کرتا ہے کہ خدری کے خون میں میرا خون ملنے کے سبب اسکو آتش جہنم سے نجات ملی حالانکہ وہ شخص کذاب اور مفتری ہے ہم تو اسکے خون کو گندہ جانتے ہیں جب آنحضرتؐ کو وحی خدا سے یہ حال معلوم ہوا تو ارشاد فرمایا کہ خدا ان لوگوں کو خون کے عذاب میں گرفتار کریگا اور اسی سے ان کو ہلاک کریگا اگرچہ قبطی عذاب خون سے ہلاک نہیں ہوئے تھے اس واقعہ کو کچھ عرصہ نہ گزرا تھا کہ ان کو دائمی نکسیر اور داڑھوں سے خون بہنے کا عارضہ لاحق ہوا اور یہ خون ان کے کھانے پینے کی چیزوں میں مل جاتا تھا اور وہ اسی طرح کھا جاتے تھے آخرکار چالیس روز اسی عذاب میں مبتلا رہ کر جہنم واصل ہوئے اور قحط سالی اور کمی میوجات کے معجزے کی نظیر یہ ہے کہ آنحضرتؐ نے بنی مضر کے حق میں بددعا کی کہ اے خدا اپنے عذاب کو ان پر سخت کر اور زمانہ یوسفؑ کا سا قحط ان پر ڈالدے الغرض خدا نے ان کو قحط سالی اور بھوک میں مبتلا کیا اور ہر ملک سے غلہ وہاں آتا تھا جب وہ لوگ غلہ خرید کر اسپر قابض ہو جاتے تو ابھی گھر تک پہنچنے نہ پاتا تھا کہ کیڑا اسمیں لگ جاتا اور وہ گندہ اور بدبودار ہو جاتا تھا اور روپیہ مفت برباد جاتا تھا اور ان کو اس غلہ سے کچھ حاصل نہ ہوتا تھا رفتہ رفتہ قحط سالی اور سخت بھوک سے یہاں تک نوبت پہنچی کہ مردہ کتے کھائے اور مردوں کی ہڈیاں جلا کر اور مردہ لاشوں کو قبروں میں سے نکال کر کھا گئے یہاں تک کہ بعض اوقات عورتیں اپنے بچوں کو چٹ کر گئیں آخرکار روساء قریش جمع ہو کر گروہ گروہ حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی اے محمدؐ بالفرض ہمارے مرد ونکا تو تو دشمن ہے مگر عورتوں اور بچوں اور چوپاؤں کا کیا قصور حضرتؐ نے جواب دیا کہ تمہارے لئے تو یہ عذاب ہے اور تمہارے بچوں اور حیوانوں کے لئے عذاب نہیں ہے بلکہ انکے لئے سراسر نفع ہے جب خدا چاہیگا دنیا یا آخرت میں انکو اس مصیبت کا عوض دیگا پھر حضرتؐ نے بنی مضر کا قصور معاف کیا اور دعا کی کہ اے

خدا ان پر سے اس بلا کو دور کر الغرض قحط سالی جاتی رہی اور ارزانی اور خوشحالی اور رفاہیت از سر نو عود کر آئی چنانچہ خدا ان کی نعمتوں کا ذکر کرتا ہے اور فرماتا ہے فَلْيَعْبُدُوا رَبَّ هٰذَا الْبَيْتِ الَّذِيْ أَطْعَمَهُمْ مِنْ جُوْعٍ وَّآمَنَهُمْ مِنْ خَوْفٍ پس سزاوار ہے کہ وہ اس گھر (کعبہ) کے مالک کی عبادت کریں جسنے ان کو بھوک میں کھانا دیا اور خوف سے ان کو امن دیا ٭

اور امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ معجزہ طمس جس سے قوم فرعون کا مال و اسباب پتھر بن گیا تھا اسکی نظیر بھی محمدؐ و علیؑ کو خدا نے عطا فرمائی ہے اور اسکا قصہ اس طرح سے ہے کہ ایک بوڑھا آدمی اپنے بیٹے کو لے کر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور رو رو کر عرض کرتا تھا یا رسول اللہ میںنے اپنے اس بیٹے کی بچپن میں حق مد کی اور بہت پیارا اور عزت سے رکھا اور مال کثیر سے اس کی امداد کی اب جبکہ یہ زبردست اور مالدار ہو گیا اور میری قوت اور مال سب اس پر صرف ہو چکا اور ضعف کے مارے میری یہ حالت ہو گئی جو کہ آپ دیکھتے ہیں تو اسنے میری طرف سے رُخ پھیر لیا ہے اور اتنی قوت (خوراک) سے بھی میری غمخواری نہیں کرتا جو میرے سدِ رمق کو کافی ہو تب جناب رسالتمآبؐ نے اس جوان سے فرمایا تو کیا کہتا ہے عرض کی یا رسول اللہ میرے پاس اور میری اور میرے عیال کی قوت سے زیادہ موجود نہیں ہے تب حضرتؐ نے اسکے باپ سے فرمایا اے شیخ اب کیا کہتا ہے بڈھے نے عرض کی یا رسول اللہ اسکے پاس گیہوں۔ جو۔ خرما اور انجیر وغیرہ کے انبار اور بہت کچھ نقد درہم و دینار موجود ہیں اور یہ بڑا مالدار ہے یہ سنکر حضرتؐ نے لڑکے سے فرمایا اب بتا اسنے جواب دیا کہ یا رسول اللہ ان میں سے ایک چیز بھی میرے پاس نہیں ہے حضرتؐ نے اس سے فرمایا اے جوان خدا سے ڈر اور اپنے محسن باپ کے ساتھ نیکی سے پیش آ خدا تجھ سے نیکی کریگا اسنے عرض کی میرے پاس کچھ نہیں حضرتؐ نے فرمایا خیر اس مہینے تو تیری طرف سے ہم دیدیتے ہیں بعد ازاں تم خود دیا کرنا پھر اسامہ کو حکم دیا کہ اس بڈھے کو ایک مہینے کا نفقہ (خرچ) سو درہم دیدے تاکہ وہ اور اسکے عیال کھائیں پئیں اور ایسا ہی ہوا جب دوسرا مہینہ شروع ہوا تو بڈھا لڑکے کو لیکر پھر حاضر ہوا اور لڑکے نے کہا کہ میرے پاس کچھ نہیں حضرتؐ نے اس سے فرمایا کہ تیرے پاس اسوقت تو مال بہت ہے مگر آج شام کو تو اپنے باپ سے بھی زیادہ تنگدست اور محتاج ہو جائیگا کہ در اصل کوئی شے تیرے پاس نہ رہیگی آخر کار وہ جوان واپس چلا گیا ناگاہ وہ لوگ جو اسکے غلے کے ذخیرے کے پڑوس میں رہتے تھے جمع ہو کر آئے اور بولے کہ یہاں سے اپنا اناج اٹھا کر کہیں اور لیجا کہ ہم اسکی بدبو سے مرے جاتے ہیں جب وہ وہاں گیا تو کیا دیکھتا ہے کہ گیہوں۔ جو۔ خرما اور انجیر

تمام گندے اور بدبودار ہو گئے ہیں اور ان لوگوں نے اسکو غلوں وغیرہ کے وہاں سے اُٹھالینے پر مجبور کیا تو اسنے سارا روپیہ صرف کرکے مزدور لگائے انہوں نے اس غلے وغیرہ کو اُٹھاکر شہر سے کچھ فاصلے پر جا ڈالا پھر مزدوروں کو ساتھ لے کر گھر گیا کہ درہم و دینار کی تھیلیوں میں سے روپیہ نکال کر ان کی مزدوری ادا کرے ناگاہ کیا دیکھتا ہے کہ وہ روپیہ پیسہ سب پتھر بن گیا ہے۔ اور حمالوں نے اُجرت کے لئے زور دیا لاچار سب کپڑے فرش۔ گھر بار وغیرہ فروخت کرکے انکی مزدوری ادا کی اور آپ بالکل خالی ہاتھ باہر آیا اور ایسا محتاج اور تنگدست ہو گیا کہ ایک دن کی روٹی بھی دستیاب نہ ہوتی تھی اور اسی غم میں کُڑھ کُڑھ کر بیمار ہو گیا۔ پھر آنحضرتؐ نے فرمایا اے ماں باپ کے عاق اور نافرمان لوگو عبرت پکڑو اور جان لو کہ جس طرح دُنیا میں اس جوان کے مال تباہ ہو گئے ہیں اسی طرح جنت میں جو درجات اس کے لئے تیار کئے گئے تھے ان کی عوض درکاتِ جہنم مہیا کئے گئے۔

بعد ازاں حضرتؑ نے فرمایا کہ خدا یہودیوں کی مذمت کرتا ہے کہ انہوں نے ان آیات کے دیکھنے کے بعد بھی خدا کو چھوڑ کر گوسالہ پرستی اختیار کی تھی خبردار تم کہیں ان کے مشابہ نہ ہو جانا صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہؐ ہم کیونکر ان کے مشابہ ہو سکتے ہیں فرمایا اس طرح سے کہ خدا کے گنہگار بن کر کسی مخلوق کی اطاعت کرو اور خدا کے سوا اس پر بھروسا کرو اگر ایسا کرو گے تو تم بھی ان کے مشابہ ہو جاؤ گے۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ اس معجزے کی نظیر جناب امیرؑ سے اسطرح بر ظاہر ہوئی کہ آپکے ایک محب نے مُلک شام سے یہ عریضہ لکھا یا امیر المومنینؑ میں اپنے عیال میں مشغول ہو رہا ہوں اگر چھوڑ کر جاتا ہوں تو ان کے تباہ اور برباد ہونے کا ڈر ہے میری عدم موجودگی میں مال و متاع کے بھی لُٹ جانے کا اندیشہ ہے اور میرا ارادہ یہ ہے کہ آپ سے ملحق ہوں اور آپکے پاس رہ کر حضرتؑ کی خدمتگذاری میں مصروف ہوں یا امیر المومنینؑ میری امداد کیجیے حضرتؑ نے اسکو کہلا بھیجا کہ اپنے اہل و عیال کو جمع کرا اور تمام مال انکے حوالے کرکے سب پر اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ پڑھ اور خدا سے عرض کر کہ یا اللہ میری یہ تمام چیزیں تیرے بندے اور ولی علیؑ ابن ابی طالبؑ کے حکم کے بموجب تیرے پاس امانت ہیں بعد ازاں وہاں سے اُٹھ کر میری طرف چلا آ۔ اس مرد مومن نے ایسا ہی کیا اور روانہ

ہوا مخبروں نے جاکر معاویہ کو خبر دی کہ فلاں شخص علیؑ ابن ابی طالب کی طرف بھاگ گیا ہے معاویہ نے حکم دیا کہ اس کے عیال کو اسیر کر کے غلام بنایا جائے اور مال و اسباب لوٹ لیا جائے۔ جب معاویہ کے آدمی وہاں گئے تو خدا نے ان کو معاویہ کے عیال اور یزید کے خاص مصاحبوں کے عیال کے مشابہ کر دیا۔ وہ لوگ کہتے ہیں کہ وہ مال ہم نے لوٹا اور اس پر قابض ہو گئے رہا اس کا عیال سو اس کو اسیر کر کے بازار میں بکنے کے لئے بھیج دیا مگر جب لوگوں نے مشابہت دیکھی تو اسکے خریدنے سے باز رہے اور اللہ تعالیٰ نے اس شخص کے عیال کو یہ بات معلوم کرا دی کہ ان کو عیال معاویہ اور یزید کے خواص کے عیال کے مشابہ کر دیا گیا ہے جب انہوں نے اس مخمصے سے نجات پائی تو یہ خوف ہوا کہ کہیں چور ہمارے مال کو نہ چرالے جائیں اس کے لئے خدا نے یہ انتظام کیا کہ جب چور اسکے مال چرانے کے ارادے سے وہاں آتے تھے تو وہ بچھوؤں اور سانپوں کی صورت میں بدل جاتا تھا اور وہ ان کو ڈنک مارتے اور کاٹتے تھے اس طرح بہت سے چور مر گئے اور باقی کمزور اور ضعیف ہو گئے اور خدا نے اس طریق سے اس شخص کے مال کو محفوظ رکھا آخرکار ایک روز جناب امیرؑ نے اس شخص سے فرمایا تو چاہتا ہے کہ تیرا عیال اور مال یہاں آ جائے اسنے عرض کی کہ ہاں اس وقت حضرتؑ نے یہ کلمہ زبان مبارک پر جاری کیا اَللّٰھُمَّ ائْتِ بِھِمْ اے خدا انکو لا۔ ناگاہ وہ سب اپنے مال و اسباب سمیت اس شخص کے سامنے آموجود ہوئے اور اس کے مال میں سے ایک شے رہ بھی کم نہ ہوا تھا پھر اسکے گھر والوں نے اپنی تمام سرگزشت اس سے بیان کی کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو معاویہ اور اس کے خواص کے عیال کے مشابہ کر دیا تھا اور ہمارے مال کو بچھوؤں اور سانپوں کی شکل میں بدل دیا تھا جو چوروں کو کہ چرانے کے ارادے سے وہاں آتے تھے کاٹتے تھے اور ڈستے تھے ؛

اور جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ بعض وقت اس قسم کی باتیں بعض مومنوں کے لئے ظاہر کرتا ہے تاکہ ان کی بصیرت زیادہ ہو اور بعض وقت کافروں کے لئے ایسا کرتا ہے تاکہ ان کے عذر کے قطع کرنے میں کوئی دقیقہ باقی نہ رکھے ؛

قولہ عزوجل وَاِذْ اَخَذْنَا مِیْثَاقَکُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَکُمُ الطُّوْرَ خُذُوْا مَآ اٰتَیْنٰکُمْ بِقُوَّۃٍ وَّاسْمَعُوْا قَالُوْا سَمِعْنَا وَعَصَیْنَا وَاُشْرِبُوْا فِیْ قُلُوْبِھِمُ الْعِجْلَ بِکُفْرِھِمْ قُلْ بِئْسَمَا یَاْمُرُکُمْ بِہٖٓ اِیْمَانُکُمْ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ٥ **ترجمہ** اور اس وقت کو یاد کرو

جبکہ ہم نے تم سے عہد لیا اور کوہ طور کو تم پر بلند کیا جو چیز کہ ہم نے تم کو دی ہے اسے قوت سے پکڑو اور سنو انھوں نے کہا کہ ہم نے سُنا اور سرکشی کی اور ان کے دلوں میں ان کے کفر کے سبب بچھڑے کی محبت پلائی گئی۔ اے محمدؐ ان سے کہدے کہ وہ چیز بُری ہے جس کے لئے تمہارا ایمان حکم دیتا ہے اگر تم مومن ہو ❖

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بنی اسرائیل سے کہتا ہے کہ تم اسوقت کو یاد کرو وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ جبکہ ہم نے تمہارے بزرگوں سے عہد لیا اور کوہ طور کو ان پر بلند کیا جبکہ انھوں نے یہ حرکت کی کہ موسیٰؑ جو دین خدا اور احکام الٰہی انکے پاس لایا اور انکو امر کیا کہ محمدؐ اور علیؑ اور انکے جانشین تمام مخلوقات سے افضل ہیں تو وہ منکر ہو گئے خُذُوْا مَا اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ اور ہمنے ان سے کہا تھا کہ یہ فرائض جو ہمنے تم کو بھیجے ہیں انکو اس قوت سے پکڑو جو ہم نے تم کو عطا کی ہے اور جسکے سبب تم کو صاحب مقدور کیا ہے اور اسکو تمہارے جسم میں مرکب کر کے تمہاری بیماریوں کو دور کر دیا ہے وَاسْمَعُوْا اور جو بات تم سے کہی جائے اور جو حکم تم کو دیا جائے اس کو سُنو۔ قَالُوْا سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا انھوں نے کہا کہ ہمنے تیرے قول کو سُنا اور تیرے حکم کو نہ مانا یعنی انھوں نے بعد میں سرکشی کی یا اسوقت بھی وہ عصیان اور نافرمانی کو پوشیدہ رکھتے تھے وَاُشْرِبُوْا فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْعِجْلَ بِكُفْرِهِمْ اور ان کے دلوں میں گوسالہ کی محبت انکے کفر کے سبب پلائی گئی اور اس پانی کے پینے کا ان کو حکم ملا تھا تاکہ شناختہ ہو جائے کہ کس نے اسکی عبادت کی ہے اور کس نے نہیں کی اور یہ حکم انکو کفر کی وجہ سے ملا تھا قُلْ بِئْسَمَا يَاْمُرُكُمْ بِهٖۤ اِيْمَانُكُمْ اے محمدؐ ان سے کہدے کہ تمہارا یہ موسیٰؑ پر ایمان لانا جو تم کو حکم دیتا ہے کہ محمدؐ اور علیؑ اور ان اولیاء اللہ کا جو ان دونوں کی اولاد میں ہیں انکار کرو وہ بُرا ہے اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ اگر تم توریت موسیٰؑ پر ایمان رکھتے ہو لیکن بپناہ بخدا تمہارا توریت پر ایمان لانا تم کو یہ حکم نہیں دیتا کہ محمدؐ اور علیؑ علیہما الصلوٰۃ والسلام کا انکار کرو ❖

اور امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ بنی اسرائیل کو جو زمانہ آنحضرتؐ میں جو تھے ان کے بزرگان سلف کا حال یاد دلاتا ہے جو زمانہ موسیٰؑ میں گذرے ہیں کہ ہم نے ان سے محمدؐ اور علیؑ اور انکی آل اطہار کیلئے جو خلقت کی خلافت کیلئے منتخب کئے گئے ہیں اور ان کے اصحاب اور شیعوں کے لئے

اور باقی اُمت محمدی کے واسطے کیونکر عہد و پیمان لیا۔ چنانچہ فرماتا ہے وَاِذْ اَخَذْنَا مِیْثَاقَکُمْ یعنی اسوقت کو یاد کرو جبکہ ہم نے تمہارے آبا و اجداسے عہد لیا وَرَفَعْنَا فَوْقَکُمُ الطُّوْرَ اور جب انہوں نے ہمارے منشا کے قبول کرنے اور اسکے مقر ہونے سے انکار کیا تو ہم نے کوہ طور کو ان پر بلند کیا خُذُوْا مَآ اٰتَیْنٰکُمْ بِقُوَّۃٍ وَّاسْمَعُوْا جو چیز کہ ہم نے تم کو عطا کی ہے اس کو اس قوت سے پکڑو جو ہم نے تم کو عنایت فرمائی ہے اور اس امر کے شایان ہے اور اس میں ہماری اطاعت کرو قَالُوْا سَمِعْنَا وَعَصَیْنَا انہوں نے کہا کہ ہم نے کانوں سے سُنا اور دلوں سے نافرمانی کی۔ الغرض ظاہر میں ان سب نے نہایت ذلت و خواری سے اطاعت کی۔ پھر خدا فرماتا ہے۔ وَاُشْرِبُوْا فِیْ قُلُوْبِھِمُ الْعِجْلَ بِکُفْرِھِمْ وہ بچھڑا جس کی انہوں نے پرستش کی تھی پینے کے لئے ان کو دیا گیا یہاں تک کہ جو حصہ اس کا انہوں نے پیا تھا وہ ان کے دلوں تک پہنچا ؞

بعدازاں ارشاد فرمایا کہ جب حضرت موسیٰؑ نے کوہ طور سے مراجعت کی اور بنی اسرائیل نے اسکے پیچھے گوسالہ پرستی کی اور واپس آنے پر اسکی عبادت سے ہٹ گئے تب موسیٰؑ نے ان سے کہا کہ تم میں سے کس کس نے اس کی پوجا کی ہے تا کہ میں اُن پر حکم خدا کو جاری کروں مگر وہ حکم خدا کے جاری ہونے سے خوف کھا کر اس کی پرستش کا صاف انکار کر گئے اور ہر ایک یہی کہتا تھا کہ میں نے تو اس کی پرستش نہیں کی ہاں میرے سوا اور لوگوں نے بیشک کی ہے اور ایک دوسرے کی چغلیاں کھائیں چنانچہ اللہ تعالیٰ موسیٰؑ کے اس قول کو جو اس نے سامری سے کہا تھا نقل فرماتا ہے۔ وَانْظُرْ اِلٰٓی اِلٰھِکَ الَّذِیْ ظَلْتَ عَلَیْہِ عَاکِفًا لَنُحَرِّقَنَّہٗ ثُمَّ لَنَنْسِفَنَّہٗ فِی الْیَمِّ نَسْفًا یعنی اے سامری اپنے معبود کو جس کی تو عبادت کرتا تھا دیکھ کہ ہم اس کو جلائیں گے۔ پھر ریزہ ریزہ کرکے دریا میں ڈال دینگے آخر حکم خدا سے اس کو سوہان سے رگڑ دیا اور اسکے بُرادہ کو لے کر دریائے شیریں میں ڈلوایا پھر ان کو حکم دیا کہ اس پانی کو پیو جب انہوں نے وہ پانی پیا تو جس جس نے اس کی پرستش کی تھی ان میں سے جس کے ہونٹ اور ناک سفید رنگ تھے سیاہ رنگ ہو گئے اور جس جس کے پہلے سے سیاہ تھے وہ سفید ہو گئے اسوقت حضرت موسیٰؑ نے حکم خدا کو ان کے درمیان جاری کیا ؞

اب خدا ان یہودیوں سے جو زمانۂ رسول خدا میں تھے ارشاد فرماتا ہے قُلْ بِئْسَمَا یَاْمُرُکُمْ بِہٖ

اِیْمَانُکُمْ اے محمدؐ ان یہودیوں سے جو اس عہد کو جو تیرے اور علیؑ اور تمہاری آل اور شیعوں کے باب میں انکے اجداد سے لیا گیا تھا توڑ کر پھر تجھ کو جھٹلاتے ہیں کہدے کہ تمہارا ایمان جو تم کو یہ حکم دیتا ہے کہ محمدؐ کا انکار کرو اور علیؑ اور اسکی آلؑ اور اس کے شیعوں کو خفیف و حقیر جانو اس کا یہ حکم بُرا ہے اِنْ کُنْتُمْ مُؤْمِنِیْنَ اگر تم اپنے گمان کے مطابق موسیٰؑ اور توریت پر ایمان رکھتے ہو۔

بعد ازاں ارشاد فرمایا کہ موسیٰؑ نے بنی اسرائیل سے وعدہ کیا تھا کہ جب تم کو فرعون اور اسکی قوم کے ہاتھ سے نجات ہوگی تو میں خدا کی طرف سے ایک کتاب لاؤنگا جسمیں اسکے اوامر و نواہی اور حدود و فرائض مندرج ہونگے آخر کار جب انہوں نے وہاں سے نجات پائی اور شام کے قریب پہنچے تو حضرت موسیٰؑ نے حسب وعدہ خدا کی طرف سے کتاب لا کر انہیں دی جس میں لکھا تھا کہ میں اس شخص کے کسی عمل کو قبول نہیں کرتا جو محمدؐ اور علیؑ اور ان دونوں کی آلؑ اطہار کی تعظیم نہ کرے اور ان کے اصحاب اور شیعوں اور محبوں کی تعظیم و تکریم جیسی کہ چاہیئے بجا نہ لائے اے میرے بندو آگاہ ہو اور گواہ رہو کہ محمدؐ میری تمام مخلوق سے بہتر اور افضل ہے اور علیؑ اس کا بھائی اور صفی اور اسکے علوم کا وارث اور اس کی اُمت میں اس کا جانشین اور اس کے بعد تمام مخلوقات سے بہتر ہے اور اسکی آلؑ سب پیغمبروں کی آل سے اور اسکے اصحاب تمام پیغمبروں کے اصحاب سے اور اس کی امت ساری امتوں سے بہتر اور افضل ہے بنی اسرائیل نے کہا کہ اے موسیٰؑ ہم اس امر کو قبول نہیں کرتے یہ نہایت عظیم ہے اور ہم کو گراں معلوم ہوتا ہے بلکہ ان میں سے صرف ان احکام کو تسلیم کرتے ہیں جو ہم کو ہلکے معلوم ہوتے ہیں اور جب ہم اس شریعت کو قبول کرینگے تو اس طرح سے کہیں گے کہ ہمارا پیغمبر سب پیغمبروں سے بہتر ہے اور اسکی آل اور اسکے اصحاب سب پیغمبروں کی آل اور اصحاب سے افضل ہیں اور ہم جو اسکی امت ہیں سب انبیا کی امتوں سے اشرف اور بزرگتر ہیں اور ہم اُس قوم کی شرافت اور فضیلت کا اقرار نہیں کرتے جن کو ہم نے نہ تو دیکھا ہے اور نہ ہم ان کو پہچانتے ہیں اس وقت حق تعالیٰ نے جبرئیلؑ کو حکم دیا اور اسنے کوہستان فلسطین میں سے پہاڑ کا ایک ٹکڑا جو حضرت موسیٰؑ کے لشکرگاہ کے موافق ایک فرسخ لمبا اور ایک فرسخ چوڑا تھا جدا کیا اور اس کو اٹھا کر ان کے سروں پر ہوا میں رکھا اور آواز دی کہ یا تو موسیٰؑ کے لائے ہوئے احکام کو قبول کرو ورنہ یہ پہاڑ تم پر گرا کر تم کو اسکے نیچے کچل ڈالتا ہوں یہ سانحہ دیکھ کر ان کو اضطراب اور بیقراری لاحق ہوئی جو ایسے موقعوں پر

ہوا کرتی ہے اور حضرت موسیٰ سے عرض کی اب ہم کیا کریں موسیٰ نے حکم دیا کہ تم خدا کے آگے سجدہ کرو پہلے اپنی پیشانیاں زمین پر رکھو پھر دائیں رُخسارے بعد ازاں بائیں رُخساروں کو خاک پر ملو اور زبان سے کہو کہ اے ہمارے پروردگار ہم نے سُنا اور طاعت کی اور قبول کیا اور اقرار کیا۔ اور تسلیم کیا اور تیرے احکام پر راضی ہوئے انہوں نے ایسا ہی کیا سجدہ بھی کیا اور وہ کلمات بھی زبان سے کہے مگر اکثروں کا ظاہری فعل انکے قلبی فعل کے برخلاف تھا زبان سے تو اسی طرح کہتے تھے اور دل سے کہتے تھے ہم نے سُنا اور نافرمانی کی جو زبان سے کہنے کے برخلاف تھا اور اپنے رُخساروں کو جو زمین پر رکھا تو ان کا یہ فعل خدا کے سامنے عجز وانکسار اور اپنی خلاف ورزی پر شرمساری اور ندامت کی غرض سے نہ تھا بلکہ یہ مقصود تھا کہ دیکھیں پہاڑ ہم پر گرتا ہے یا نہیں پھر اسی مطلب کے لئے بائیں رُخساروں کو خاک پر رکھا اور ان افعال کو اس طور پر بجا نہ لائے جس طرح ان کو حکم دیا گیا تھا۔ یہ حال دیکھ کر جبرئیلؑ نے موسیٰ سے عرض کی کہ ان میں سے اکثر آدمی خدا کے نافرمانبردار ہیں مگر اللہ تعالیٰ نے مجھ کو حکم دیا ہے کہ دُنیا میں ان کے اس ظاہری اقرار کے سبب اس پہاڑ کو ان پر سے ہٹالوں کیونکہ خدا دُنیا میں ان سے صرف انکے ظاہری احوال کے موافق سلوک کرتا ہے تاکہ ان کے خون محفوظ اور یہ خود امن وامان میں رہیں اور آخرت میں ان کا معاملہ خدا کے سپرد ہے کہ ان کے اعتقادوں اور دلی ارادوں پر ان کو عذاب دیگا پھر انہوں نے دیکھا کہ وہ پہاڑ دو ٹکڑے ہو گیا ایک ٹکڑا تو سراسر دُر آبدار بن گیا اور اُونچا ہوتے ہوتے آسمانوں کو چیر کر نکل گیا اور وہ برابر اس کو دیکھ رہے تھے آخرکار ایسے مقام پر پہنچ گیا جہاں نظر کام نہ کرتی تھی اور دُوسرا ٹکڑا آگ بن کر ان کے سامنے زمین پر گر پڑا اور اس کو پھاڑ کر بیچ میں گھس گیا اور نظروں سے غائب ہو گیا یہ دیکھ کر وہ کہنے لگے یہ کیا بات ہے کہ پہاڑ کا ایک ٹکڑا تو موتی بن کر اُوپر چڑھ گیا اور دُوسرا ٹکڑا آگ بن کر زمین میں گھس گیا موسیٰ نے جواب دیا کہ جو ٹکڑا اُوپر کو گیا ہے وہ آسمان پر پہنچا اور اس کو پھاڑ کر جنت میں جا شامل ہوا اور اتنے گنا زیادہ کیا گیا کہ اسکے اضعاف (گنوں) کی تعداد خدا کے سوا اور کسی کو معلوم نہیں اور اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ اس سے اس کتاب (توریت) کے احکام پر واقعی اور حقیقی ایمان لانے والوں کے لئے بہشت میں محل ومکان اور مسکن اور حویلیاں تعمیر کی جائیں۔ جن میں انواع واقسام کی نعمتیں موجود ہوں جن کا پرہیزگار بندوں سے وعدہ کیا گیا ہے اور وہ

درخت اور باغ اور میوجات اور حسین حوریں اور ہمیشہ رہنے والے لڑکے جو بکھرے ہوئے موتیوں کی طرح معلوم ہوتے ہیں اور جنت کی اور نعمتیں اور وہاں کے عجائب غرائب اور نفیس چیزیں ہیں اور جو ٹکڑا زمین پر اُترا تھا وہ اسکے طبقوں کو پھاڑتا ہوا چلا گیا اور جہنم میں جا ملا اور خدا نے اس کو کئی گنا زیادہ کر دیا اور حکم دیا ہے کہ اس کتاب (توریت) کے احکام کو نہ ماننے والونکے لئے محل۔ حویلیاں۔ منزلیں اور مکانات اس سے تعمیر کئے جائیں جن میں سے ہر ایک میں قسم قسم کے عذاب موجود ہوں جنکا کافرونکے لئے وعدہ کیا گیا ہے مثلاً آگ کے دریا اور غسلین (وہ پیپ جو اہل دوزخ کے بدن سے رواں ہوگی) اور غساق (گندی پیپ) کے حوض اور پیپ خون اور زخموں کی پیپ کی نہریں اور شعلے جو گرز ہیں ہاتھ میں لئے ہیں اور زقوم اور ضریع کے درخت اور سانپ اور افعی اور بیڑیاں اور طوق اور زنجیریں اور تکلیفیں اور طرح طرح کی بلائیں اور عذاب جو وہاں مہیا کئے گئے ہیں ۔

پھر رسولؐ خدا نے بنی اسرائیل سے فرمایا کہ تم جو محمدؐ اور علیؑ اور ان کی آلؑ اطہار کے فضائل مختصہ کا انکار کرتے تھے تو کیا تم کو عذاب و عقاب خدائے قہار کا کچھ خوف نہیں ہے ۔

کسی نے عرض کی کہ یا امیر المومنینؑ بنی اسرائیل میں سے جو لوگ اوامر الٰہی کو قبول نہ کرتے تھے ان کے سروں پر یہ پہاڑ کا بلند کرنا حضرت موسیٰؑ کا ایک معجزہ تھا کیا آنحضرتؐ سے بھی کوئی ایسا معجزہ ظہور میں آیا ہے جناب امیرؑ نے فرمایا اُس خدا کی قسم ہے جسنے اسکو برحق پیغمبر کیا ہے کہ آدمؑ سے لیکر حضرت محمدؐ تک جتنے پیغمبر گزرے ہیں ان میں سے کسی کو کوئی ایسا معجزہ نہیں دیا گیا جسکی مثل یا اس سے بہتر آنحضرتؐ کو نہ دیا گیا ہو اور بیشک آنحضرتؐ سے بھی ایک ایسا معجزہ مع اور نشانیوں کے ظہور میں آیا ہے اور اس کا قصہ اس طرح پر ہے کہ جب آنحضرتؐ نے مکہ معظمہ میں نبوت کا دعوی کیا اور خدا کے منشا کو ظاہر فرمایا تو تمام اہل عرب نے حضرتؐ کے لئے اپنی عداوت کے تیر کمانوں میں جوڑے اور ہر طرح سے آپکے دفع کرنے کی تدبیریں عمل میں لائے آخر کار ایک دن اُن کے قتل کا ارادہ کیا اور جسنے سب سے پہلے اسلام کو قبول کیا تھا اور دوشنبہ کے دن حضرتؐ کی بیعت کی تھی اور منگل کے دن آپکے ہمراہ نماز پڑھی تھی اور سات برس تک میں اکیلا آپ کے ہمراہ نماز پڑھتا رہا یہانتک کہ چند لوگ مسلمان ہوئے اور بعد ازاں حق تعالیٰ نے اپنے دین کی حمایت کی الغرض مشرکوں کی ایک قوم حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگے اے محمدؐ تو گمان کرتا ہے کہ میں رسول رب العالمین

ایک درخت کے معجزات کا ذکر جو آنحضرتؐ سے ظاہر ہوئے

ہوں اور پھر اس پر بھی راضی نہیں ہوتا یہانتک کہ تو اپنے آپ کو سب پیغمبروں کا سردار اور سب سے افضل خیال کرتا ہے اگر تو نبی ہے تو جس طرح اور انبیائے گذشتہ کے تو معجزے بیان کرتا ہے خود بھی کوئی معجزہ دکھلا۔ جیسے تو کہتا ہے کہ نوحؑ نے طوفان کا معجزہ دکھلایا کہ سب کفار تو غرق ہوگئے اور خود مومنوں سمیت کشتی میں بیٹھکر نجات پا گیا۔ اور جیسے تو نے ابراہیمؑ کا ذکر کیا ہے کہ آگ اس پر سرد ہوگئی اور وہ صحیح سلامت رہا۔ اور موسیٰؑ کی نسبت خیال کرتا ہے کہ پہاڑ اس کے اصحاب کے سروں پر بلند کیا گیا یہانتک کہ انہوں نے ذلیل وخوار ہو کر اسکی دعوت قبول کی۔ اور عیسیٰؑ کی بابت کہتا ہے کہ وہ کھائی ہوئی چیزوں اور گھروں کے ذخیروں کی خبر دیا کرتا تھا اور ان مشرکوں کی چار ٹولیاں بن گئیں۔ ایک جماعت کہتی تھی کہ ہمارے لئے معجزۂ نوحؑ ظاہر کر اور دوسرا فرقہ کہتا تھا کہ ہم کو معجزہ موسیٰؑ دکھلا۔ اور ایک فرقہ معجزہ ابراہیمؑ کا طالب تھا اور ایک جماعت معجزہ عیسیٰؑ کی طلبگار تھی، حضرتؐ نے ان سب کے فرمایا کہ میں ظاہر ڈرانے والا ہوں اور ایک روشن نشانی لے کر تمہاری طرف آیا ہوں اور وہ قرآن ہے کہ تم اور دیگر امتیں اور تمام اہل عرب اس کے مقابلے سے عاجز ہیں حالانکہ وہ تمہاری ہی زبان اور لغت میں ہے پس وہ تم پر اور ان لوگوں پر جو تمہارے بعد ہونگے ظاہر حجت ہے اور اسکے سوا دیگر آیات کیلئے پروردگار سے سوال کرنا مجھ کو مناسب نہیں ہے پیغمبر کے لئے یہی ضروری ہے کہ اپنی سچائی کی حجت اور راستی کی آیت کے اقرار کرنیوالوں کی طرف پیغام خدا کو ظاہر طور پر پہنچا دے اور یہ اسکا فرض نہیں ہے کہ حجت کے قائم کرنیکے بعد اپنے پروردگار سے ایسی درخواست کرے جو ایسے لوگ اس سے طلب کریں جن کو یہ خبر نہیں کہ ہماری اس درخواست میں کچھ بہتری کی صورت ہے یا خرابی کی ابھی اثنا میں جبرئیلؑ امین نازل ہوئے اور عرض کی کہ اے محمدؐ خدائے علی الاعلیٰ بعد تحفۂ درود وسلام کے ارشاد فرماتا ہے کہ میں ابھی ان نشانیوں کو ان لوگوں کے واسطے ظاہر کرونگا اور یہ ان کا انکار کرینگے مگر ہاں جسکو خدا بچائے وہ محفوظ رہیگا لیکن میں تیری حجتوں کو تعداد میں بڑھا کر اور خوب واضح کرکے انہیں دکھلاؤنگا اب تو ان لوگوں سے جو معجزۂ نوحؑ کے طالب ہیں کہدے کہ کوہ ابوقبیس کی طرف جائیں جب تم پائیں کوہ کے قریب پہنچ گئے تو بہت جلد تم کو معجزۂ نوحؑ نظر آئیگا اور جب تم گرداب ہلاکت میں گھر جاؤ تو تم اس (علیؑ) کو اور ان دو لڑکوں کو جو اسکے آگے ہونگے پکڑ لینا یعنی ان سے اپنی حفاظت طلب کرنا۔ اور جو فریق معجزۂ ابراہیمؑ کا

طالب ہیں ان سے کہدے کہ مکہ کے باہر جہاں تمہارا جی چاہے چلے جاؤ وہیں آتشِ ابراہیمؑ کا مشاہدہ کرو گے اور جب تم بلا میں گرفتار ہو گے تو تم کو اوپر ہوا میں ایک عورت نظر آئیگی جو اپنی چادر کا پلہ لٹکائے ہو گی تم اس پلے کو تھام لینا اس طرح تم ہلاکت سے بچ جاؤ گے اور آگ تم سے ہٹ جائے گی اور تیسرے فریق سے کہدے کہ تم کعبہ کے نزدیک جاؤ کہ وہاں تم عنقریب معجزہ موسیٰؑ کا مشاہدہ کرو گے اور میرا چچا امیر حمزہؓ تم کو وہاں سے نجات دیگا۔ اور چوتھے فریق سے جن کا سردار ابوجہل ہے کہدے کہ تم میرے پاس رہو تاکہ ان تینوں کی خبریں تم کو معلوم ہوں۔ اور جس معجزے کی تم نے درخواست کی ہے وہ یہیں میرے سامنے ظہور میں آئیگا۔ تب ابوجہل ملعون نے ان تینوں فریقوں سے کہا کہ الگ الگ ہو کر اپنے اپنے مقام پر جاؤ تاکہ تم کو محمدؐ کا جھوٹ معلوم ہو جائے۔ الغرض فریق اول کوہ ابوقبیس کی طرف روانہ ہوا جب پہاڑ کے دامن میں پہنچے تو انکے نیچے سے پانی کا چشمہ نکلنے لگا اور اوپر آسمان سے بغیر بادل کے مینہ برسنا شروع ہوا اور پانی کی یہ کثرت ہوئی کہ ان کے منہ تک پہنچ گیا اور ان کو بند کر دیا اور ناچار پہاڑ کی چوٹی پر ان کو پناہ لینی پڑی کیونکہ اس کے سوا اور کوئی صورت رہائی کی نظر نہ آئی جوں جوں پہاڑ پر چڑھتے تھے پانی اور اونچا ہوتا جاتا تھا یہانتک کہ وہ چوٹی پر جا پہنچے اور پانی نے ان کے منہ تک چڑھ کر ان کے سانس بند کر دئے اور ان کو غرق ہونے کا یقین ہو گیا تھا کیونکہ مفر کی کوئی صورت نظر نہ آتی تھی ناگاہ کیا دیکھتے ہیں کہ علیؑ پہاڑ کی چوٹی کے اوپر سطحِ آب پر تشریف رکھتے ہیں اور ان کے دائیں اور بائیں ایک ایک لڑکا موجود ہے پس علیؑ نے ان کو آواز دی کہ میرا یا دونو لڑکوں میں سے جس کا چاہو ہاتھ پکڑ لو ان لوگوں کو جب اسکے سوا کوئی اور تجویز نہ بن پڑی تو مجبور ہو کر کسی نے تو علیؑ کا ہاتھ پکڑا اور کسی نے ایک لڑکے کا کسی نے دوسرے کا اور ان حضراتؑ نے ان مشرکوں کو لیکر پہاڑ سے نیچے اترنا شروع کیا اور پانی بھی ان کے آگے سے اترتا جاتا تھا یہانتک کہ ان کو زمین پر پہنچا دیا اور پانی کچھ تو زمین میں داخل ہو گیا اور کچھ آسمان پر اڑ گیا اور وہ اپنی اصلی حالت میں زمین پر آئے اس کے بعد علیؑ ان کو لے کر رسولؐ خدا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور وہ لوگ رو رو کر کہتے تھے کہ ہم شہادت دیتے ہیں کہ تو تمام پیغمبروں کا سردار اور تمام مخلوقات سے بہتر ہے ہم نے طوفانِ نوحؑ کی نظیر دیکھ لی اور ہم کو اس شخص (علیؑ) نے اور دونو بچوں نے جو اسکے ہمراہ تھے اور

اب نظر نہیں آتے اِس طوفان سے نجات دی + حضرتؐ نے فرمایا کہ وہ حسنؑ اور حسینؑ تھے جو عنقریب میرے اس بھائی کے گھر پیدا ہونگے اور وہ دونو بہشت کے جوانوں کے سردار ہیں اور ان کا باپ ان دونو سے بہتر ہے وائے لوگو تم کو معلوم رہے کہ دُنیا بحر عمیق ہے کہ اس میں خلق کثیر غرق ہو چکی ہے اور اس سے نجات پانے کا سفینہ آل محمدؐ ہے کہ وہ علیؑ اور اس کے دونو لڑکے جو تم نے دیکھے ہیں اور وہ عنقریب پیدا ہونگے اور میری اہلبیتؑ کے باقی افضل اور اکرم لوگ ہیں جو کوئی اس کشتی میں سوار ہوگا وہ نجات پائیگا اور جو اس سے منحرف ہوگا وہ غرق ہوگا +

بعدازاں حضرتؐ نے فرمایا کہ اسی طرح آخرت کے بہشت اور دوزخ سمندر کی مثل ہیں اور یہ لوگ میری اُمت کی کشتیاں ہیں کہ یہ اپنے دوستوں اور محبوں کو جہنم سے پار لیجاکر جنت میں پہنچا دینگے + پھر ابوجہل سے فرمایا تُو نے سُنا کہ یہ لوگ کیا کہتے ہیں وہ بولا ہاں سُنا اب دوسرے اور تیسرے فریق کا منتظر ہوں اسی اثنا میں دُوسرا فریق گریہ کرتا ہوا آیا اور وہ کہتے تھے کہ ہم شہادت دیتے ہیں کہ تو تمام پیغمبروں کا سردار اور ساری مخلوقات سے افضل ہے۔ ہم آپ کے قول کا تذکرہ کرتے ہوئے ایک نرم اور ہموار صحرا میں پہنچے ناگاہ کیا دیکھتے ہیں کہ آسمان شق ہوا اور اس میں سے آگ کی چنگاریاں گرنی شروع ہوئیں اور زمین کو دیکھا کہ وہ شگافتہ ہوئی اور اس میں سے آگ کے شعلے نکلنے لگے یہاں تک کہ زمین آگ سے معمور ہوگئی اور ہم کو اس سے نہایت گرمی محسوس ہوئی رفتہ رفتہ یہ نوبت پہنچی کہ شدّت حرارت سے ہماری کھال کے جوش کھانے کی آوازیں ہمارے کانوں میں آنے لگیں اور ہم کو یقین ہو گیا کہ جل بھُن کر خاک ہو جائیں گے۔ اور نہایت متعجب تھے کہ باوجود اس کثرت کے وہ آگ ہمارے سروں تک نہیں پہنچی اسی اثناء میں یکایک ہوا میں ہمارے لئے ایک عورت کا وجود بلند ہوا جس نے اپنی چادر کو لٹکا رکھا تھا پھر اس نے ایک پلے کو ہمارے قریب کیا کہ وہ ہمارے ہاتھوں تک پہنچ گیا اور آسمان سے ایک منادی نے ندا دی کہ اگر نجات چاہتے ہو تو چادر کی تاروں کو تھام لو تب تو ہر ایک ایک ایک تار میں ملک گیا اور وہ عورت ہم کو لے کر ہوا میں بلند ہوئی اور ہم آگ کی چنگاریوں اور اس کے شعلوں کو چیرتے ہوئے جا رہے تھے مگر اس کے شرارے ہم کو محسوس نہ ہوتے تھے ورنہ اسکی چنگاریاں اور اسکی حرارت ہم کو کچھ ایذا دیتی تھی اور نہ ہم اس چادر کی تاروں پر جن کو ہم تھامے ہوئے تھے بھاری معلوم

ہوتے تھے اور نہ وہ تار باوجود باریک ہونے کے ہمارے ہاتھ سے چھوٹتے تھے الغرض اسی طرح
ہم کو اس آگ سے پار لگادیا اور ہم سب کو اپنے اپنے گھر کے صحن میں بخیر و عافیت اور صحیح سلامت
جا چھوڑا بعد ازاں ہم گھروں سے نکلے اور جمع ہو کر آپ کی طرف روانہ ہوئے اور ہم کو معلوم
ہوگیا کہ تیرے دین سے اور تجھ سے کہیں مفر نہیں ہے اور تو سب سے بہتر جائے پناہ اور بعد خدا کے
سب سے عمدہ سہارا اور جائے اعتماد ہے اور اپنے اقوال میں سچا اور اپنے افعال میں حکیم ہے تب حضرتؐ نے
ابوجہل سے فرمایا یہ دوسرا فریق ہے جس کو اللہ نے اپنی نشانیاں دکھائی ہیں ابوجہل بولا میں
تیسرے فرقے کو دیکھنے اور ان کی باتیں سننے کا منتظر ہوں پھر حضرتؐ نے اس دوسرے فریق سے
جبکہ وہ ایمان لے آئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جس عورت کے ذریعے تمہاری فریادرسی کی آیا تم کو معلوم
ہے کہ وہ کون عورت ہے انہوں نے عرض کی کہ نہیں ہم نہیں جانتے فرمایا وہ میری بیٹی فاطمہؑ
ہے جو پیدا ہوگی اور وہ تمام زنانِ عالم کی سردار ہے جب پروردگارِ عالم قیامت کے دن تمام
اگلی اور پچھلی خلقت کو محشور کریگا تو عرش کے تلے سے ایک منادی پروردگار ندا کریگا اے تمام
مخلوقات تم سب اپنی آنکھیں بند کر لو تاکہ فاطمہؑ بنت محمدؐ سیدۃ لنساء العالمین پُل صراط سے گزر
جائے تب تمام خلقت خدا آنکھیں بند کرلے گی اور فاطمہؑ صراط سے گزر جائیگی اور اسوقت
کوئی شخص ایسا نہ ہوگا جو اپنی آنکھیں بند نہ کرے مگر ہاں محمدؐ۔ علیؑ۔ حسنؑ۔ حسینؑ اور ان کی
اولاد اطہار اپنی آنکھیں بند نہ کرینگے کیونکہ وہ اسکے محرم ہیں جب وہ جنت میں داخل ہو جائیگی
تو اس کی چادر صراط پر پھیلی ہوگی کہ اس کا ایک کنارہ جنت میں اس معصومہ کے ہاتھ میں ہوگا اور
دوسرا کنارہ میدان حشر میں تب ایک منادی جانب پروردگار سے ندا کریگا اے فاطمہؑ کے
دوستو فاطمہؑ سیدۃ النساء العالمین کی چادر کے تاروں میں لٹک جاؤ یہ ندا سُن کر فاطمہؑ
کے سارے محب اس چادر کے تاروں میں چمٹ جائینگے اور وہ دو ہزار فیام سے بھی زیادہ
ہونگے نہوں نے عرض کی یا رسول اللہ فیام کتنے کا ہوتا ہے فرمایا دس لاکھ آدمیونکا ایک فیام ہوتا ہے
بعد ازاں تیسرے فریق کے لوگ روتے ہوئے حاضر ہوئے اور وہ کہتے تھے کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ
تو خدا کا رسولؐ اور تمام مخلوقات کا سردار ہے اور علیؑ تمام نبیوں کے وصیوں سے افضل ہے اور
تیری آلؑ جملہ انبیا کی آل سے بہتر ہے اور تیرے اصحاب تمام پیغمبروں کے اصحاب سے بہتر ہیں اور

تیری اُمّت تمام پہلی اُمتوں سے افضل اور اکرم ہے اور ہم نے تیرے ایسے معجزے اور نشانیاں دیکھیں جن سے ہم کو کسی طرح مفر نہیں ہے حضرتؐ نے ان سے فرمایا کہ تم نے کیا دیکھا انہوں نے عرض کی کہ ہم خانہ کعبہ کے سایہ میں بیٹھے آپ کا ذکر کر رہے تھے اور تیری خبروں اور تیرے آیت موسیٰؑ کی نظیر کے اپنے لئے دعویٰ کرنے پر ہنس رہے تھے اسی اثنا میں کعبہ اپنی جگہ سے اُٹھ کر بلند ہوا اور ہمارے سروں پر آ رہا اور ہم اپنی جگہ پر بیٹھے کے بیٹھے رہ گئے اور ہم کو اتنا مقدور نہ ہوا کہ وہاں سے حرکت کریں اتنے میں حضرتؐ کا چچا امیر حمزہؓ وہاں آیا اور اس نیزے کی بھال سے جو آپکے پاس ہے اسکو اُٹھالیا اور باوجود اسکے کہ وہ بہت بڑا تھا اس کو نیزے پر تول کر ہوا میں ہمارے سروں پر اونچا کئے رہا اور ہم سے کہا کہ نکل جاؤ تب ہم اسکے نیچے سے نکلے پھر کہا کہ دُور ہٹ جاؤ ہم وہاں سے دُور ہٹ گئے پھر حمزہؓ نے نیزے کی بھال کو اسکے نیچے سے نکالا اور وہ اُتر کر اپنی اصلی جگہ پر جم گیا یہ معجزہ دیکھ کر ہم مسلمان ہو گئے اور خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تب حضرتؐ نے ابوجہل سے فرمایا یہ تیسرا فرقہ بھی تیرے پاس آ گیا اور جو کچھ انہوں نے مشاہدہ کیا تھا تجھ سے بیان کیا ابوجہل بولا کیا معلوم کہ یہ سچ کہتے ہیں یا جھوٹ در اصل ایسا وقوع میں آیا ہے یا ان کو محض خیال ہی ہو گیا ہے مگر ہاں میں نے جو تجھ سے معجزہ عیسیٰؑ ابن مریم کی درخواست کی ہے اگر اسکو میں مشاہدہ کر لوں تو بیشک مجھ پر لازم ہو جائیگا کہ تجھ پر ایمان لاؤں ورنہ ان لوگوں کی تصدیق کرنی مجھ پر لازم نہیں ہے حضرتؐ نے فرمایا اے ابوجہل اگر باوجود ان لوگوں کی کثرت اور تیزیٔ عقل کے انکی تصدیق تجھ پر لازم نہیں ہے تو تو نے اپنے باپ دادا کی خوبیوں اور اپنے گذشتہ دشمنوں کی برائیوں کی کیونکر تصدیق کی اور جب مُلک چین اور عرب اور شام کا ذکر کیا جاتا ہے تو کیونکر اسکی تصدیق کرتا ہے حالانکہ وہاں کے حالات کی خبر دینے والے ان معجزات کی خبر دینے والوں سے کم ہی ہونگے باوجودیکہ ان کے ساتھ اور بہت سے ایسے لوگوں نے ان کو مشاہدہ کیا ہے جو کبھی امر باطل پر مجتمع نہیں ہوتے جو وہ انکل پچو باتیں کیا کوئی ان کے پاس سے ایسا شخص نہیں گذرا جو ان کی تکذیب کرتا اور ان کے برخلاف بیان کرتا اے ابوجہل خبردار ہو کہ ان میں سے ہر ایک فریق پر وہ معجزے جو انہوں نے مشاہدہ کئے ہیں حجّت ہیں اور تو نے جو ان سے مشاہدوں کا ذکر سُنا وہ تجھ پر حجّت ہے ۔

پھر فریق سوم کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ اس حمزہؓ عمِ رسول اللہؐ کو محمدؐ اور علی ابن ابی طالب کی

زیادتی محبت نے منازل رفیعہ اور درجات عالیہ پر پہنچایا ہے اور فضائل محاسن کریمہ پر فائز کیا ہے دیکھو میرے چچا حمزہؓ نے جس طرح کعبہ کو تمہارے اوپر گرنے سے روکا اسی طرح قیامت کے دن اپنے محبّوں پر سے جہنّم کو دفع کریگا انہوں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ یہ کیونکر ہوگا فرمایا کہ وہ قیامت کے دن اپنے محبّوں کے ایک گروہ کثیر کو جن کی تعداد خدا کے سوا اور کسی کو معلوم نہیں پل صراط کی طرف دیکھے گا کہ ان میں سے اکثر گنہگار ہونگے اور آتش جہنّم کی دیواریں ان کے سامنے حائل ہونگی اور ان کو صراط پر گذر کر جنّت میں جانے سے مانع ہونگی تب وہ پکارینگے کہ اے حمزہؓ تم دیکھتے ہو کہ ہم کس حالت میں ہیں اور حمزہؓ مجھ سے اور علیؑ ابن ابی طالب سے کہیگا تم دیکھتے ہو کہ میرے دوست کیونکر مجھ سے فریاد کر رہے ہیں یہ سنکر میں علیؑ ولی اللہ سے کہونگا کہ اپنے چچا کی امداد کر کہ وہ اپنے دوستوں کی فریادرسی کرے اور ان کو آتش جہنّم سے بچائے تب علیؑ ابن ابی طالب وہ نیزہ جسکے ساتھ حمزہؓ دشمنان خدا سے جنگ کرتا ہے لیکر آئیگا اور اپنے چچا کو دیکے اس سے کہیگا کہ اے رسولخدا اور اسکے بھائی کے چچا اس اپنے نیزے کی مدد سے اپنے دوستوں سے جہنّم کو پرے ہٹا جس طرح دنیا میں دوستان خدا سے دشمنان خدا کو ہٹایا کرتا تھا آخرکار حمزہؓ نیزہ لے کر اس کی انی کو ان دیواروں پر رکھیگا جو اس کے دوستوں کو صراط پر سے گزرنے اور جنّت میں داخل ہونے سے مانع ہونگی اور ان کو ایسا دھکا دیگا کہ وہ پانسو برس کی راہ کے برابر ان سے پرے ہٹ جائینگی پھر ان لوگوں سے جو دنیا میں اس کو دوست رکھتے تھے کہیگا کہ جلد صراط پر سے گزرو اور وہ صحیح سلامت اس پر سے گزر جائینگے کہ جہنّم کی آگ اور دوزخ کے ہول اور اس کی وحشتیں ان سے دور اور نہایت بعید ہونگی اور فتح و ظفر اور کامیابی کے ساتھ جنّت میں وارد ہونگے ؛

بعد ازاں حضرتؐ نے ابوجہل سے فرمایا اس تیسرے فریق نے بھی آیات خدا اور معجزات رسول اللہ کو مشاہدہ کرلیا اب تیری درخواست باقی رہی ہے بتا کونسی نشانی دیکھنی منظور ہے وہ بولا تو کہتا ہے کہ عیسیٰ ابن مریم کھائی ہوئی چیزوں اور گھر کے ذخیروں کا حال بتا دیا کرتا تھا سو اب تو بتا کہ میں نے آج کیا کھایا ہے اور کیا اپنے گھر میں جمع کیا ہے اور چونکہ تو خیال کرتا ہے کہ خدا نے تجھ کو عیسیٰ ابن مریمؑ پر فوقیت دی ہے اسلئے یہ بھی بتا کہ میں نے کھانا کھا کر کیا کام کیا ہے حضرتؐ نے فرمایا میں تجھ کو خبر دونگا کہ تو نے کیا کھایا ہے اور آج خدا تجھ کو تیری اس درخواست میں رسوا کریگا مگر ہو تو خدا پر ایمان لے آیا تو اس رسوائی سے تجھ کو کچھ ضرر نہ پہنچیگا اور اگر تو نے اپنے کفر پر اصرار کیا تو دنیوی رسوائی پر آخرت کی

رسوائی زیادہ کی جائیگی جس سے ابد تک تجھ کو رہائی نہ ہوگی ابوجہل نے کہا میرے سوال کا جواب دے
حضرتؐ نے فرمایا اے ابوجہل آج تُو نے ایک فربہ مُرغی کباب کروائی تھی جب تو اسکو کھانے بیٹھا اور ہاتھ
اس کی طرف بڑھایا تو تیرے بھائی ابوالبختری بن ہشام نے دروازے پر آکر آواز دی اور اندر آنے کی
اجازت چاہی تجھ کو بخل کے سبب یہ خوف ہوا کہ کہیں وہ اس میں سے نہ کھالے اس لئے اسکو دامن کے
نیچے چھپالیا اور جب تک وہ نہ گیا دامن اس پر سے نہ اُٹھایا یہ سُنکر ابوجہل بولا اے محمدؐ یہ تُو نے جھوٹ کہا
اس میں سے نہ کم نہ زیادہ کچھ بھی وقوع میں نہیں آیا اور نہ مینے مُرغی کھائی ہے اور نہ اس میں سے کچھ
بچا کر رکھا ہے خیر اب یہ بتا کہ کھانیکے بعد تیرے خیال میں مینے کیا کیا حضرتؐ نے فرمایا کہ تیرے پاس
تین سو دینار تو اپنے تھے اور دس ہزار دینار لوگوں کے امانت تھے کسی کے سو تھے کسی کے دو سو
کسی کے پانسو کسی کے سات سو اور کسی کے ہزار وغیرہ وغیرہ اور ہر ایک کا مال جدا جدا تھیلیوں میں
ہے اور تُو نے ان امانتوں میں خیانت کرنیکا ارادہ کیا ہے اور اُن سب کو جواب دیدیا ہے اور کسی کو کچھ
نہیں دیا اور آج جو مُرغی تو نے کھائی ہے اسکا سینہ تو کھایا ہے اور باقی کو رکھ چھوڑا ہے اور اس تمام
مال کو خیانت کر کے اور یہ سمجھ کر کہ اب یہ میرا ہو گیا ہے خوشی خوشی زمین میں دفن کر دیا ہے اور
خدا کی تدبیر تیری تدبیر کے برخلاف ہے ابوجہل نے کہا اے محمدؐ یہ بات بھی تم نے سچ نہیں کہی اس میں سے نہ
تھوڑا نہ بہت کچھ بھی نہیں ہوا اور مینے کوئی چیز زمین میں دفن نہیں کی اور وہ دس ہزار دینار جو لوگوں
کی امانتوں کے میرے پاس تھے ان کو چور لے گئے حضرتؐ نے فرمایا اے ابوجہل میں یہ باتیں اپنی
طرف سے نہیں کہتا جو تو مجھ کو جھٹلاتا ہے یہ جبرئیل امین موجود ہے اور خدا کی طرف سے یہ خبریں پہنچا رہا
ہے اور انکی شہادت کی صحت اور بات کی تحقیق اسکے ذمے ہے بعد ازاں حضرتؐ نے جبرئیلؑ سے فرمایا اس
مُرغی کو لا جس میں اسنے کھایا ہے ناگاہ وہ مُرغی حضرتؐ کے روبرو آموجود ہوئی تب حضرتؐ نے فرمایا اے
ابوجہل تُو اسکو پہچانتا ہے وہ بولا نہیں اور مینے اس مُرغی میں سے نہیں کھایا اور تُو نے کچھ نہیں بتایا
اور ایسی مُرغیاں جن میں سے کچھ حصہ کھایا ہو دنیا میں بہت ہیں اس کی یہ تقریر سُن کر حضرتؐ نے فرمایا
اے مُرغی ابوجہل نے مجھ کو جبرئیلؑ کے باب میں اور جبرئیل کو پروردگار عالم کے بارے میں جھٹلایا ہے
اب تُو محمدؐ کی راستگوئی اور ابوجہل کے جھوٹ کی شہادت دے تب وہ مرغی قدرت خدا سے گویا ہوئی اور
اسنے عرض کی اے محمدؐ میں شہادت دیتی ہوں کہ تو رسول رب العالمین اور سردار جمیع مخلوقات ہے

اور یہ ابوجہل دشمن و معاند خداوند متعال ہے اور اس امر واقعی کا جو اس کو معلوم ہے انکار کرتا ہے
میری اس طرف کو تو اس نے کھالیا ہے اور باقی کو رکھ چھوڑا ہے اور تُو نے اس کو اس حال کی خبر دی
ہے اور مجھ کو اس کے سامنے حاضر کیا ہے پھر اُس نے اس امر کی تکذیب کی اس پر خدا کی اور تمام لعنت
کرنے والوں کی لعنت ہو کیونکہ یہ باوجود کافر ہونے کے بخیل بھی ہے جب اس کے بھائی نے اندر
آنے کی اجازت چاہی تو اس ڈر سے کہ کہیں وہ مجھ میں سے کوئی لقمہ نہ کھالے مجھ کو دامن کے نیچے
چھپالیا پس اے رسولؐ خدا تُو تمام مخلوق سے زیادہ راست گو ہے اور ابوجہل کاذب۔ مُفتری اور
ملعون ہے پھر حضرتؐ نے ابوجہل سے فرمایا کہ کیا تجھ کو یہ معجزہ کافی نہیں ہے اب تو ایمان لاتا کہ عذاب خدا
سے امن میں رہے ابوجہل نے جواب دیا کہ میں تو ان باتوں کو وہم و خیال سمجھتا ہوں حضرتؐ نے فرمایا
کہ کیا تو خود اس مرغی کو دیکھنے اور اس کی گفتگو سُننے میں اور اپنے آپ کو اور تمام قریش اور اہل
عرب کو دیکھنے اور ان کا کلام سُننے میں کچھ فرق پاتا ہے وہ بولا کچھ نہیں فرمایا تو جو کچھ تو دیکھتا ہے
اور اپنے حواس سے دریافت کرتا ہے وہ سب تخیلات ہیں بولا کہ وہ تو تخیلات نہیں۔ حضرتؐ
نے فرمایا تو یہ بھی تخیل نہیں ورنہ یہ کیونکر صحیح ہو گا کہ تو دُنیا میں کسی چیز کو دیکھے اور اس پر
اعتماد کرے۔ بعد ازاں حضرتؐ نے اس مرغی کی کھائی ہوئی جگہ پر اپنا ہاتھ پھیرا وہاں پہلے کی نسبت
زیادہ تر گوشت پیدا ہو گیا پھر فرمایا اے ابوجہل تو نے یہ معجزہ دیکھا ؟ وہ بولا اے محمدؐ مجھے کچھ
توہم سا ہے اور اعتماد اور وثوق نہیں ہے۔ بعد ازاں حضرتؐ نے جبرئیلؑ سے فرمایا کہ جو مال
اس دُشمن حق نے دفن کئے ہیں میرے سامنے لا شاید کہ وہ ایمان لے آئے ناگاہ جن دس ہزار
تین سَو دیناروں کا حضرتؐ نے اس سے ذکر کیا تھا ان کی تمام تھیلیاں حضرتؐ کے سامنے آموجود
ہوئیں حضرتؐ نے ابوجہل کے سامنے ایک تھیلی اُٹھاکر فرمایا کہ فلاں ابن فلاں کو بلاؤ وہ حاضر ہوا
اور وہ اس تھیلی کا مالک تھا۔ حضرتؐ نے اس سے فرمایا لے یہ وہ تھیلی ہے جس میں ابوجہل نے تیری
خیانت کی تھی۔ یہ کہہ کر اس کا مال اس کے حوالے کیا پھر ایک ایک کر کے سب کو بلایا اور وہ دس ہزار
دینار کے سب اُن مالکوں کے سپرد کئے اور ابوجہل کو ان کے سامنے نہایت رُسوا کیا اور تین سَو
دینار حضرتؐ کے سامنے رہ گئے تب اُس سے فرمایا کہ اب تو ایمان لا تاکہ یہ تین سَو دینار تجھ کو
مل جائیں اور اللہ تعالیٰ تیرے املاک میں برکت عطا کرے اور تو اہل قریش میں سب سے بڑھ کر

امیر اور مالدار ہو جائے وہ مردود ازل بولا کہ میں ایمان تو نہیں لاتا مگر ہاں اپنے دینار لے لیتا ہوں کہ وہ میرے ہی ہیں جب وہ ملعون ان کے لینے کے لئے آگے بڑھا حضرتؐ نے مُرغی کو آواز دی کہ ابوجہل کو روک اور اسکو دینار نہ لینے دے اور اس کو پکڑ لے حضرتؐ کا یہ ارشاد سُنتے ہی مُرغی جھپٹی اور ابوجہل کو اپنے پنجوں میں پکڑ لیا اور اُٹھا کر اُونچا کیا اور لے جا کر اس کے گھر کے کوٹھے پر جا چھوڑا اور حضرتؐ نے وہ دینار محتاج مومنوں کو بانٹ دیئے۔

بعدازاں آپنے اصحاب سے فرمایا اے صحابہ اس معجزے کو پروردگار عالم نے ابوجہل کے لئے ظاہر فرمایا مگر وہ معاند ہی رہا اور ایمان نہ لایا اور یہ جانور جو زندہ ہوا ہے جنت کے پرندوں میں سے ہوگا اور یہاں اُڑتا پھریگا۔ اور جنت میں بہت سے پرندے اُونٹنیوں جیسے ہیں کہ ان پر رنگارنگ کی دھاریاں اور چتیاں پائی جاتی ہیں اور وہ جنت کے آسمان و زمین کے مابین اُڑتے پھرتے ہیں جب کوئی مومن محبّ محمدؐ و آل محمدؐ ان میں سے کسی کو کھانا چاہتا ہے تو وہ پرندے اپنے آپ کو اس محب کے سامنے ڈال دیتا ہے اور اس کے پر و بال سب الگ ہو جاتے ہیں اور صاف ہو جاتا ہے پھر بھُن جاتا اور پختہ ہو جاتا ہے اس کی ایک جانب سے تو وہ خشک گوشت کھاتا ہے اور دوسری طرف سے بغیر آگ کے بھُنا ہوا تناول کرتا ہے جب اس مومن کی خواہش پوری ہو چکتی ہے اور وہ الحمد للہ رب العالمین کہتا ہے تو وہ پرندہ زندہ ہو کر اپنی اصلی حالت پر آجاتا ہے اور ہوا میں اُڑنے لگتا ہے اور جنت کے اَور پرندوں پر فخر کرتا ہے اور کہتا ہے میری مانند اور کون ہو سکتا ہے کہ خدا کے دوست نے خدا کے حُکم سے میرا گوشت کھایا ہے۔

بعدازاں ارشاد فرمایا اے لوگو تم ہمارے ساتھ ہمارے دوستوں کو بھی دوست رکھو یہ زیدؓ ابن حارثہ اور اس کا بیٹا اسامہؓ ہمارے خاص دوستوں میں سے ہیں تم ان دونو کو دوست رکھو مجھے اُس خدا کی قسم ہے جسنے مجھ کو سچا پیغمبر کر کے بھیجا ہے کہ ان دونو کی محبت تم کو نفع دیگی صحابہ نے عرض کی ان کی محبت کیونکر ہم کو نفع دیگی فرمایا یہ دونو قیامت کے دن اپنے دوستوں کی ایک جمعیت کثیر کو جن کی تعداد بنی ربیعہ اور بنی مضر کے تمام قبیلوں سے زیادہ ہوگی لے کر علیؑ کے پاس آئینگے اور کہینگے اے برادر رسولؐ خدا یہ لوگ رسولؐ خدا اور تم کو دوست رکھتے ہیں تب علیؑ ان کے لئے صراط پر سے گزرنے کا حُکم دینگے اور وہ صحیح سلامت اس پر سے گزر کر جنت میں داخل

ہونگے اور میری تمام اُمّت میں سے کوئی شخص جنت میں نہ جائیگا جب تک کہ علیؑ اس کو صراط سے نہ گذاریں اگر تم صحیح سلامت صراط پر سے گزرنا اور بخیر وخوبی جنت میں داخل ہونا چاہو تو محمدؐ و آل محمدؐ سے محبت رکھنے کے بعد ان کے دوستوں کو دوست رکھو پھر اگر تم یہ چاہتے ہو کہ محمدؐ تمہارے مراتب و منازل کو خدا کے نزدیک بزرگ کر دے تو محمدؐ اور علیؑ کے شیعوں کو دوست رکھو اور اپنے دینی بھائیوں کے حقوق کے ادا کرنے میں کوشش کرو پس اے ہمارے شیعو اور محبو جب خدا تم کو جنت میں داخل کر دیگا تو وہاں ایک منادی ندا کریگا اے میرے بندو تم میری رحمت کے سبب جنت میں داخل ہوئے ہو اب تم اس کو اپنے شیعیان محمدؐ و علیؑ کو دوست رکھنے اور برادران ایمانی کے حقوق کو ادا کرنے کے موافق باہم تقسیم کر لو غرض ان میں سے جو کوئی ہمارے شیعوں کو محض برائے خدا زیادہ دوست رکھتا ہوگا اور برادران ایمانی کے حقوق اسنے بوجہ احسن ادا کئے ہونگے اُس کے درجات سب سے اعلیٰ ہونگے یہانتک کہ ان میں سے بعض کے سیرگاہ اور محل و مکان بعض کے محل و مکانات سے اسقدر بلند ہونگے کہ ان میں ایک لاکھ برس کی راہ کا فاصلہ ہوگا ؛

قولہ عزوجل قُلْ اِنْ كَانَتْ لَكُمُ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ عِنْدَ اللّٰهِ خَالِصَةً مِّنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ وَلَنْ يَّتَمَنَّوْهُ اَبَدًۢا بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ۝ وَلَتَجِدَنَّهُمْ اَحْرَصَ النَّاسِ عَلٰى حَيٰوةٍ ۚ وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا ۚ يَوَدُّ اَحَدُهُمْ لَوْ يُعَمَّرُ اَلْفَ سَنَةٍ ۚ وَمَا هُوَ بِمُزَحْزِحِهٖ مِنَ الْعَذَابِ اَنْ يُّعَمَّرَ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ۝ **ترجمہ** اے محمدؐ ان یہودیوں سے کہدے کہ اگر خانہ آخرت خدا کے نزدیک خاص تمہارے ہی واسطے ہے اور دوسرے آدمیوں کا اس میں کچھ دخل نہیں ہے تو تم اگر اپنے اس قول میں سچے ہو تو مرنے کی خواہش کرو حالانکہ وہ اپنے ان اعمال بد کے سبب جو انہوں نے آگے بھیجے ہیں کبھی مرنے کی آرزو نہ کرینگے اور اللہ ظالموں کو خوب طرح جانتا ہے اور البتہ تو ان (یہودیوں) کو تمام لوگوں اور مشرکوں سے زیادہ جینے کا حریص پائیگا ؛ اور ان میں سے بعض یہ تمنا کرتے ہیں کہ ہزار برس کی عمر ہو حالانکہ وہ بڑی عمر کا جینا ان کو عذاب خدا سے نہ چھڑائیگا اور اللہ تمہارے اعمال سے خوب واقف ہے ؛

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ
جب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولِ برحق حضرت محمدؐ کی زبانی ان یہودیوں کی سرزنش فرمائی اور ان کے
عذرات کو قطع کیا اور واضح دلیلوں کو ان پر قائم کیا جن سے ثابت ہوتا تھا کہ محمدؐ تمام پیغمبروں کا سردار
اور ساری مخلوقات سے بہتر ہے اور علیؑ سب اوصیا کا سردار اور حضرتؐ کے بعد سب مخلوق سے افضل
ہے اور اسکی آلؑ اظہار دین خدا کے قائم کرنے والے اور بندگان خدا کے پیشوا ہیں اور ان کے سب
عذرات باطل کر دئے اور وہ کوئی حجت اور شبہ وارد نہ کرسکے تب وہ مکابرہ پر آمادہ ہوئے اور کہنے
لگے کہ ہم تیری بات کو نہیں سمجھتے لیکن ہم یہ کہتے ہیں کہ بہشت خاص ہمارے واسطے ہے اور اے محمدؐ
تیرا اور علیؑ کا اور تیرے دین و ملت والونکا اور تیری اُمت کا اسمیں کچھ دخل نہیں اور تم کو تمہارے
ساتھ مبتلا کیا ہے اور آزمائش میں ڈالا ہے اور ہم خدا کے خالص دوست اور اسکے برگزیدہ بندے
ہیں اور ہماری دعائیں مقبول ہیں اور ہمارا پروردگار ہمارے کسی سوال کو رد نہیں کرتا جب انہوں نے
یہ گفتگو کی تو خدا نے اپنے نبیؐ پر وحی نازل کی قُلْ اِنْ كَانَتْ لَكُمُ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ اے محمدؐ
ان یہودیوں سے کہدے کہ اگر جنت اور اس کی نعمتیں خَالِصَةً مِّنْ دُوْنِ النَّاسِ خالص تمہارے
لئے مخصوص ہیں اور محمدؐ اور علیؑ اور ائمہ اطہارؑ اور دیگر اصحاب مومنین امت محمدی کا اس میں کچھ
دخل نہیں ہے اور محمدؐ اور اسکی ذریت طاہرہ کے ذریعہ تمہارا امتحان لیا گیا ہے اور تمہاری دُعا
کبھی رد نہیں ہوتی اور ہمیشہ قبول ہوجاتی ہے فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ تو اپنی قوم میں سے اور اپنے مخالفوں
میں سے کاذبوں کے مرنے کی تمنا کرو کیونکہ محمدؐ اور علیؑ اور ان دونوں کے اہلبیتؑ کہتے ہیں کہ ہم ہی
دوستان خدا ہیں اور وہ لوگ جو ہمارے دین کے مخالف ہیں ان میں داخل نہیں اور ہماری
دعائیں مقبول ہیں۔ الغرض اے گروہ یہود اگر تم کو یہ دعویٰ ہے تو تم ان لوگوں کے لئے
جو تم میں سے اور تمہارے مخالفوں میں سے جھوٹے ہوں موت کی آرزو کرو اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ
اگر تم اپنے اس دعویٰ میں سچے ہو کہ مخالفوں کے لئے تمہاری بددعا جلد قبول ہوجاتی ہے اور تم اس طریق
سے دعا کرو کہ اے خدا ہم میں سے اور ہمارے مخالفوں میں سے جو جھوٹے ہوں ان کو موت دے تاکہ ہم میں
جو اہل صدق ہیں وہ راحت پائیں اور تیری حجت اور زیادہ تر واضح ہوجائے جو پہلے صحیح اور
واجب ہوچکی ہے۔ پھر حضرتؐ نے اس بات کو ان کے سامنے پیش کرنیکے بعد فرمایا کہ جو کوئی تم

میں سے اس طرح سے کہیگا وہ فوراً تھوک گلے میں اٹک کر اسی جگہ مرجائیگا اور یہودی خوب جانتے تھے کہ محمدؐ اور علیؑ اور ان دونو کی تصدیق کرنے والے ہی سچے ہیں اس لئے ان کو اس طرح دعا کرنے کی جرات نہ ہوئی۔ کیونکہ وہ جانتے تھے کہ اگر ہم دعا کریں گے تو خود ہی مرجائیں گے۔ پھر خدا فرماتا ہے۔ وَلَنْ يَّتَمَنَّوْهُ اَبَدًا بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ اور خدا اور اس کے رسولؐ اور نبی اور صفی محمدؐ اور اس کے نبی اور صفی کے بھائی علیؑ اور ائمہ طیبین وطاہرین کے کفر وانکار کے اعمال جو ان یہودیوں نے کئے ہیں اس لئے وہ کبھی موت کی تمنا نہ کرینگے وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ اور خدا یہودی ظالموں سے خوب واقف ہے کہ وہ جھوٹے کی موت کی تمنا کرنے کی جرات اور دلیری نہ کرینگے کیونکہ ان کو معلوم ہے کہ ہم خود ہی جھوٹے ہیں اسی لئے اس نے تجھ کو حکم دیا ہے کہ ان کو اپنی حجت باہرہ سے ساکت کردے اور ان سے کہدے کہ کاذب کے لئے بددعا کریں تاکہ وہ دعا کرنے سے باز رہیں اور ضعیف لوگوں کو معلوم ہوجائے کہ وہی جھوٹے ہیں۔ پھر خدا فرماتا ہے کہ اے محمدؐ لَتَجِدَنَّهُمْ اَحْرَصَ النَّاسِ عَلٰى حَيٰوةٍ تو ان یہودیوں کو سب لوگوں سے بڑھ کر زندگی کا حریص پائیگا اور اس کا باعث یہ ہے کہ وہ کفر میں ساعی ہونے کی وجہ سے نعیم جنت کے ملنے سے ناامید ہیں کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ اس کفر کے ہوتے جنت کی نفیس اشیا میں سے ہم کو کچھ بھی حصہ نہ ملیگا وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا اور وہ مشرکوں یعنی مجوس کی نسبت بھی زیادہ تر زندگی کے حریص ہیں کیونکہ وہ نعمتوں کو دنیا ہی میں سمجھتے ہیں اور آخرت کی بھلائی کی ان کو کچھ امید نہیں ہے اس سے سب لوگوں سے بڑھ کر ان کو زندگی کی طمع ہے اب خدا پھر یہودیوں کا وصف بیان کرتا ہے يَوَدُّ اَحَدُهُمْ لَوْ يُعَمَّرُ اَلْفَ سَنَةٍ وَمَا هُوَ بِمُزَحْزِحِهٖ مِنَ الْعَذَابِ اَنْ يُّعَمَّرَ کہ ان میں سے بعض یہ تمنا کرتے ہیں کہ ہزار برس کی عمر پائیں حالانکہ بڑی عمر پانا عذاب خدا سے نہ بچائیگا اور اس آیت میں جو مَا هُوَ بِمُزَحْزِحِهٖ مِنَ الْعَذَابِ اَنْ يُّعَمَّرَ فرمایا اور صرف بِمُزَحْزِحِهٖ نہ فرمایا اس کا سبب یہ ہے کہ اگر وَمَا هُوَ بِمُزَحْزِحِهٖ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌ فرماتا تو یہ احتمال ہوسکتا تھا کہ آیت کی تاویل یہ ہے کہ وَمَا هُوَ مَعَ وُدِّهٖ وَتَمَنِّيْهِ بِمُزَحْزِحِهٖ مِنَ الْعَذَابِ یعنی وہ باوجود خواہش اور آرزو کرنے کے عذاب سے نہ چھوٹیگا مگر چونکہ ان کا منشا درازی عمر کا ہے

اِس لئے فرمایا وَمَا هُوَ بِمُزَحْزِحِهِ مِنَ الْعَذَابِ اَنْ يُّعَمَّرَ۔ بعدازاں خدا فرماتا ہے۔ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ اور اللہ انکے عملوں سے خوب واقف ہے اس لئے ان کو انکے اعمال کے موافق جزا دیگا اور ان کے ساتھ عدل کریگا اور کسی قسم کا ظلم نہ کریگا ۔

امام حسن علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جب یہودی اس تمنا کے کرنے سے خائف ہوئے اور خدا نے انکے عذروں کو قطع کردیا تو ان میں سے ایک گروہ خائف اور عاجز ہو کر آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی اے محمدؐ بس تو اور تیرے خالص مومن اور تیرا بھائی اور وصی علیؑ جوان کا سردار اور ان سب سے افضل ہے مستجاب الدعوات ہیں فرمایا ہاں وہ بولے اے محمدؐ اگر ایسا ہی ہے جیسا کہ تیرا گمان ہے تو علیؑ سے کہہ کہ وہ ہمارے اس رئیس کے بیٹے کے لئے دعا کرے کہ وہ نہایت حسین شکیل بزرگ اور وجیہ جوان ہے اور اس کو برص اور جذام کا عارضہ لاحق ہوگیا ہے اس لئے اس کو الگ کردیا ہے اور کوئی اس کے نزدیک نہیں جاتا اور ایسا چھوڑا ہے کہ کوئی اس سے معاشرت نہیں کرتا نیزے کی بھال پر رکھ کر اس کو روٹی دی جاتی ہے حضرتؐ نے فرمایا اس کو یہاں لاؤ وہ جا کر اس کو لے آئے اور رسولخدا اور اصحاب نے دیکھا کہ اسکی شکل نہایت قبیح کریہ اور بدصورت ہے پھر حضرتؐ نے جناب امیرؑ سے فرمایا اے ابوالحسنؑ اسکے لئے صحت کی دعا کرو کیونکہ وہ قادر مطلق اسکے حق میں تمہاری دعا کو قبول فرمائیگا جناب امیرؑ نے اسکے لئے دعا کی ابھی دعا ختم نہ ہونے پائی تھی کہ اس جوان کی تمام بیماریاں اور نقص جاتے رہے اور پہلے سے زیادہ حسین شکیل جمیل اور خوبصورت ہوگیا رسولخدا نے اس جوان سے فرمایا کہ اے جوان اُس خدا پر ایمان لا جس نے تجھ کو اس بلائے بے درمان سے نجات بخشی اس نے عرض کی یارسول اللہ میں ایمان لایا۔ اور اس کا ایمان بہت اچھا ہوا ۔ یہ حال دیکھ کر اس کا باپ بولا اے محمدؐ تو نے مجھ پر ظلم کیا ۔

(یہاں کی عبارت مفقود ہوگئی۔ مترجم)

اور عبادت خدا بجالاؤ تاکہ وہ تم کو ثواب ہائے عظیم عطا فرمائے اور جہاد میں دشمنان خدا سے مقابلہ کرکے دنیا میں اپنی عمروں کو کم کرو تاکہ جنت کی دائمی نعمتوں میں آخرت کی عمر طویل کو حاصل کرو اور لازمی حقوق میں اپنے مال صرف کرو تاکہ جنت میں تمہاری دولت زیادہ ہو حضرتؐ کا یہ ارشاد سُن کر بہت سے لوگ کھڑے ہوگئے اور عرض کی یارسول اللہ ہمارے بدن ضعیف ہیں اور ہم جہاد میں نہیں جاسکتے

اور ہمارے مال بہت کم ہیں اور اہل عیال کے خرچ سے کچھ بچت نہیں ہوتی فرمائیے ہم کیا کریں فرمایا تم کو دل اور زبان سے صدقے دینے چاہئیں عرض کی وہ کیونکر فرمایا دلوں میں خدا اور اس کے رسول محمدؐ اور ولی خدا اور وصی رسول اللہ علیؑ ابن ابی طالب اور دین خدا کے قیام کے چاہنے والوں اور انکے شیعوں اور محبوں اور اپنے دینی بھائیوں کی محبت رکھو اور کینہ اور دشمنی کے اعتقادات سے ان کو باز رکھو اور زبانوں سے خدا کا ذکر کرو جسکے وہ قابل ہے اور اس کے نبی محمدؐ اور علیؑ اور اسکی آلؑ اطہار پر درود بھیجا کرو ایسا کرنے سے خدا تم کو درجات عالیہ پر پہنچائیگا اور مراتب عظیمہ تم کو عطا فرمائیگا۔

قولہ عزوجل قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيلَ فَإِنَّهُ نَزَّلَهُ عَلَىٰ قَلْبِكَ بِإِذْنِ اللَّهِ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُدًى وَبُشْرَىٰ لِلْمُؤْمِنِينَ ۝ مَن كَانَ عَدُوًّا لِّلَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَرُسُلِهِ وَجِبْرِيلَ وَمِيكَالَ فَإِنَّ اللَّهَ عَدُوٌّ لِّلْكَافِرِينَ ۝ ترجمہ اے محمدؐ کہدے کہ جو کوئی جبرئیل کا دشمن ہے وہ اپنے غیظ و غضب میں مرجائے اسواسطے کہ اس نے خدا کے حکم سے اس (قرآن) کو تیرے دل پر نازل کیا ہے جو اپنے سے پہلی آسمانی کتابوں کی تصدیق کرنے والا اور مومنوں کو ہدایت کرنے والا اور خوشخبری دینے والا ہے جو کوئی کہ خاص خدا کا اور اسکے فرشتوں اور پیغمبروں اور جبرئیل اور میکائیل کا دشمن ہے وہ کافر ہے اور خدا کافروں کا دشمن ہے۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان آیتوں میں یہودیوں کی مذمت بیان فرماتا ہے کہ وہ جبرئیلؑ سے بغض رکھتے ہیں جو ان کے باب میں احکام خدا کو جن کو وہ مکروہ جانتے تھے جاری کرتا تھا نیز ان کی اور ناصبیوں کی مذمت کرتا ہے کہ وہ جبرئیل و میکائیل اور دیگر فرشتگان خدا کے جو کفار کے مقابلہ میں علیؑ ابن ابی طالب کی مدد کیلئے نازل ہوتے تھے اور وہ حضرتؑ ان دشمنان خدا و رسولؐ کو اپنی شمشیر براں سے ذلیل و خوار کرتے تھے۔ دشمن ہیں اور فرماتا ہے۔ قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيلَ اے محمدؐ کہدے کہ جو یہودی جبرئیلؑ کا دشمن ہے اسلئے کہ اسنے دانیالؑ کو بخت نصر کے مارنے سے منع کیا جس سے کوئی قصور سرزد نہیں ہوا تھا یہاں تک کہ یہودیوں کے بارے میں جو حکم الٰہی ہو چکا تھا اسکا وقت پہنچ گیا اور جو کچھ اس کے علم میں پہلے گذر چکا تھا وہ ان پر وارد ہوا۔ نیز جو کوئی باقی فرقات کفار اور نواصب دشمنان محمدؐ و علیؑ میں سے جبرئیلؑ کا دشمن ہے اسواسطے کہ خدا نے اسکو علیؑ کی مدد اور اپنے دشمنوں پر اس کو نصرت دینے کے لئے بھیجا اور جو کوئی جبرئیلؑ کا اسلئے

دشمن ہے کہ اس نے محمدؐ اور علیؑ کی یاری و مددگاری کی اور بندگان خدا میں سے اس کے دشمنوں کے ہلاک کرنے کے لئے پروردگار عزوجل کی قضا (حکم) کو جاری کیا وہ اپنے غیظ و غضب میں مرے فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰهِ کیونکہ اے محمدؐ اس نے اس قرآن کو حکم خدا سے تیرے دل پر نازل کیا ہے چنانچہ اسی طرح اور مقام پر فرماتا ہے نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ عَلٰى قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ یعنی اس قرآن کو جبرئیلؑ امین نے تیرے دل پر نازل کیا ہے تاکہ تو صاف عربی زبان میں لوگوں کو خوف خدا سے ڈرائے۔ پھر خدا فرماتا ہے۔ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ یعنی جبرئیلؑ نے اس قرآن کو تیرے دل پر نازل کیا ہے جو توریت، انجیل، زبور، صحف ابراہیم و کتب شیث وغیرہ سابقہ کتب سماوی کی تصدیق کرنے والا اور ان کے موافق ہے +

اور جناب رسالتمآبؐ نے فرمایا ہے کہ یہ قرآن نور مبین اور حبل متین اور عروۃ وثقےٰ اور درجہ علیا اور شفاء اشفےٰ اور فضیلت کبرےٰ اور سعادت عظمیٰ ہے جو کوئی اس سے روشنی طلب کریگا وہ اس کو منور اور روشن کریگا اور جو کوئی اپنے امور کو اس سے وابستہ کریگا وہ اس کو محفوظ رکھیگا اور جو کوئی اسکو مضبوط کرکے پکڑیگا وہ اسکو نجات دیگا اور جو کوئی اسکے احکام سے جدائی نہ کریگا خدا اسکے مراتب کو بلند کریگا اور جو کوئی اسکے وسیلے سے شفا طلب کریگا خدا اسکو شفا دیگا اور جو اسکے ماسوا کتابوں پر اس کو ترجیح اور فوقیت دیگا خدا اس کو ہدایت دیگا اور جو کوئی اسکے سوا اور کتب میں ہدایت کی تلاش کریگا خدا اس کو گمراہی میں پڑا رہنے دیگا اور جو کوئی اس کو اپنا شعار و دثار یعنی لباس بنائیگا خدا اسکو نیک بخت اور کامیاب کریگا اور جو کوئی اس کو اپنا امام اور پیشوا اور معتمد علیہ اور پشت پناہ بنائیگا خدا اسکو جنات نعیم اور عیش سلیم میں پہنچائیگا اسی لئے خدا فرماتا ہے وَهُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ یعنی یہ قرآن مومنوں کے لئے موجب ہدایت ہے اور آخرت میں ان کے لئے باعث بشارت ہوگا +

اور قیامت کے دن ایک نحیف و زار شخص کو خدا کے سامنے حاضر کیا جائیگا اور قرآت قرآن (قرآن کا پڑھنا) عرض کرے گی اے پروردگار میں نے اس شخص کو دنوں کو پیاسا رکھا اور راتوں کو جگایا اور تیری رحمت کی طمع اسکے لئے قوی کرتی رہی اور تیرے بخشش کے باب میں اسکی امیدوں کو وسیع کرتی رہی اب اے پروردگار میرا اور اس کا تیری نسبت جو گمان ہے اسکو پورا کر تب خدا حکم دیگا کہ بادشاہی اس کے داہنے ہاتھ میں اور خلد اسکے بائیں ہاتھ میں دو اور اس کو حوروں سے جو اس کی بیویاں

ہیں ملحق کردو اور اس کے ماں باپ کو ایسا حلہ پہناؤ کہ دُنیا اپنی تمام اشیا سمیت اسکا تخمینہ نہیں کھاتی اسوقت تمام خلقت ان کی طرف دیکھے گی اور ان پر رشک کرے گی اور خود بھی اپنی طرف دیکھ کر متعجب ہونگے اور عرض کرینگے اے پروردگار یہ حلہ ہم کو کیونکر مرحمت ہوا ہمارے اعمال تو اس قابل نہ تھے اسوقت حکم خدا سے تاج کرامت ان کے سروں پر رکھا جائیگا کہ اس کی شل نہ کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سُنا ہو گا اور نہ کسی کے خیال میں گزرا ہو گا تب خدا فرمائیگا کہ یہ سب کچھ اس بات کا نتیجہ ہے کہ تم نے اپنے فرزند کو قرآن کی تعلیم دی اور اس کو دین اسلام کی بصیرت دلائی اور محمدؐ رسولؐ اللہ اور علیؑ ولی اللہ کی محبت پر اس کو ریاضت کرائی اور ان کے فقہ کا اس کو عالم کیا کیونکہ وہ دونو میرے نزدیک ایسا مرتبہ رکھتے ہیں کہ میں ان دونو کی دوستی اور ان کے دشمنوں کی دشمنی رکھے بغیر کسی شخص کے عمل کو قبول نہیں کرتا اگرچہ اس نے ثرٰے سے لیکر عرش تک کے خلا کو سونے سے بھر کر میری راہ میں تصدق کیا ہو پس یہ بھی ان بشارتوں میں سے ایک بشارت ہے جو مومنوں کو قیامت کے دن دی جائینگی اور آیہ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ میں مومنین سے محمدؐ اور علیؑ کے شیعہ اور ان کی اولاد و اخلاف میں جو ان کے تابع ہیں۔ مراد ہیں ؛

پھر خدا فرماتا ہے مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ جو کوئی کہ خدا کا دشمن ہے اس لئے کہ اسنے محمدؐ اور علیؑ اور ان کی آلؑ اطہار کو اپنی نعمت عطا کی اور وہ دشمنان خدا وہ لوگ ہیں جن کی جہالت اس حد کو پہنچی ہے کہ کہتے ہیں ہم اُس اللہ کو دشمن رکھتے ہیں جس نے محمدؐ اور علیؑ کو وہ بزرگی عطا کی جسکا وہ دعویٰ کرتے ہیں اور جبرئیلؑ کو بھی دشمن رکھتے ہیں اس لئے کہ خدا نے اس کو دشمنوں کے مقابلے میں محمدؐ اور علیؑ کا مددگار بنایا اور اسی طرح اور انبیا اور مرسلوں کا اس کو معین کیا وَمَلٰٓئِكَتِهٖ اور جو لوگ کہ ان فرشتگانِ خدا کے دشمن ہیں جو دین خدا کی نصرت اور اس کے دوستوں کی امداد کے لئے بھیجے گئے اور یہ بعض نواصب و معاندین اہلبیتؑ کا قول ہے کہ ہم جبرئیلؑ سے جو معاون علیؑ ہے بیزار ہیں وَرُسُلِهٖ اور جو لوگ کہ موسیٰؑ اور عیسیٰؑ اور دیگر پیغمبروں کے دشمن ہیں جنھوں نے نبوت محمدؐ اور امامتِ علیؑ کی طرف خلق خدا کو دعوت کی وَجِبْرِيْلَ وَمِيْكٰىلَ اور جو لوگ کہ جبرئیل اور میکائیل کے دشمن ہیں اور یہ ایک ناصبی کا قول ہے جو اسنے اسوقت کہا تھا جب رسولؐ خدا نے علیؑ کے باب میں فرمایا تھا کہ جبرئیل اس کے داہنے ہے

اور میکائیل بائیں اور اسرافیل پیچھے اور ملک الموت آگے اور اللہ تعالیٰ جو عرش پر سے اپنی خوشنودی سے اس کی طرف نظر کرتا ہے اس کا ناصر و مددگار رہے حضرتؐ کا یہ ارشاد سُن کر ایک ناصبی نے کہا کہ میں اللہ سے اور جبرئیل و میکائیل اور ان فرشتوں سے جو علیؑ کے ہمراہ اِس طور پر رہتے ہیں جیسے محمدؐ کہتا ہے بیزار ہوں اس لئے خدا فرماتا ہے کہ جو کوئی علیؑ ابن ابیطالب کے تعصب کی راہ سے ان کا دشمن ہے ۔ فَاِنَّ اللّٰہَ عَدُوٌّ لِّلْکٰفِرِیْنَ پس خدا بھی کافروں کا دشمن ہے کہ ان کے ساتھ ایسا برتاؤ کریگا جیسا دشمن دشمن سے کیا کرتا ہے کہ ان کو طرح طرح کے سخت عذاب و عقاب میں مبتلا کریگا ۔

اور ان دونو آیتوں کے نزول کا باعث وہ قول بد ہے جو جبرئیل اور میکائیل اور دیگر فرشتوں کے باب میں کہا گیا تھا اور ناصبیوں کا جو دشمنان خدا ہیں وہ قول ہے جو انہوں نے اس سے بھی بدتر خدا اور جبرئیل و میکائیل اور دیگر فرشتگان خدا کی شان میں کہا تھا ۔ ناصبیوں کے بدتر قول کا قصہ اِس طرح پر ہے کہ حضرتؐ ہمیشہ علیؑ کے فضائل مخصوصہ اور خداداد شرفوں کو بیان کیا کرتے تھے اور ہر ایک کے ضمن میں فرمایا کرتے تھے کہ جبرئیل امین نے خدا کی طرف سے مجھ کو اس امر سے مطلع کیا ہے بعض دفعہ فرماتے تھے کہ جبرئیلؑ اسکے دائیں ہے اور میکائیل بائیں اور جبرئیلؑ میکائیل پر فخر کرتا ہے کہ میں علیؑ کے دائیں ہوں اور تو بائیں اور دایاں بائیں سے افضل ہے جیسے دنیا کے کسی عظیم الشان بادشاہ کا دائیں بیٹھنے والا مصاحب بائیں طرف والے مصاحب پر فخر کیا کرتا ہے اور وہ دونو اسرافیل پر جو خدمت کے لئے پیچھے رہتا ہے اور ملک الموت پر جو خدمت گزاری کیلئے آگے آگے رہتا ہے فخر کرتے ہیں کہ دایاں اور بایاں دونو آگے اور پیچھے سے بہتر ہیں جس طرح بادشاہ کے مقربانِ خاص کو بادشاہ کے پاس زیادہ قرب ہونے کی وجہ سے دیگر حاشیہ نشینوں پر فخر ہوا کرتا ہے ۔

اور آنحضرتؐ بعض وقت فرمایا کرتے تھے کہ خدا کے نزدیک وہ فرشتے سب فرشتوں سے افضل اور اشرف ہیں جو علیؑ ابن ابیطالب کو سب سے زیادہ دوست رکھتے ہیں اور فرشتوں کا باہم دگر قسم کھانے کا یہ طریقہ ہے مجھ کو اس ذات کی قسم ہے جسنے محمدؐ مصطفیٰ کے بعد علیؑ کو تمام عالم پر شرف دیا ہے ۔

اور بعض وقت ارشاد فرماتے تھے کہ آسمانوں کے فرشتے علیؑ ابن ابی طالب کی زیارت کے ایسے مشتاق رہتے ہیں جیسے مہربان ماں اپنے نیکوکار اور شفیق بیٹے کی مشتاق ہوتی ہے جو دسوں بیٹوں کے مرنے کے

وہ فرشتے جو جناب امیرؑ کو زیادہ تر دوست رکھتے ہیں وہ سب ملائکہ سے افضل ہیں ۔

بعد زندہ رہا ہو ۔ حضرتؐ کی یہ باتیں سُن کر ناصبی کہا کرتے تھے کہ محمدؐ کب تک جبرئیلؑ و میکائیلؑ
اور دیگر فرشتوں کا ذکر کرتا رہیگا یہ سب علیؑ کی بڑائی اور اس کی شان بڑھانے کے واسطے ہے اور
خلا تمام مخلوقات کو چھوڑ کر ایک علیؑ ہی کا ذکر کرتا ہے ہم ایسے پروردگار سے اور جبرئیلؑ
و میکائیلؑ اور دیگر فرشتوں سے بیزار ہیں جو محمدؐ کے بعد علیؑ کو سب سے افضل بتاتے ہیں اور ہم ان
پیغمبروں سے بھی بیزار ہیں جو علیؑ کو محمدؐ کے بعد سب پر فضیلت دیتے ہیں ۔

اور یہودیوں نے جو کہا تھا اس کا قصہ اس طرح پر ہے کہ جب آنحضرتؐ مدینہ منورہ میں تشریف لائے
تو یہود عنود جو دشمنان خدا تھے عبداللہ ابن صوریا کو لے کر حاضر خدمت ہوئے ابن صوریا نے حضرتؐ سے
دریافت کیا اے محمدؐ تیری نیند کا کیا حال ہے کیونکہ ہم کو آنے والے نبی کی نیند کا حال معلوم ہے حضرتؐ نے فرمایا
میری آنکھیں تو سویا کرتی ہیں اور دل جاگتا رہتا ہے عبداللہ نے کہا یہ سچ ہے اب یہ بتا کہ بچہ باپ سے
بنتا ہے یا ماں سے فرمایا ہڈیاں ۔ پٹھے اور رگیں تو باپ کی طرف سے ہوتی ہیں اور گوشت ۔ خون اور بال ماں کی
طرف سے ۔ وہ بولا درست ہے پھر عرض کی یا محمدؐ کیا سبب ہے کہ بچہ کبھی تو چچا کے مشابہ ہوتا ہے اور ماموں سے ذرا بھی
نہیں ملتا اور کبھی ماموں کے مشابہ ہوتا ہے اور چچا سے ذرا نہیں ملتا فرمایا دونوں میں سے جس کا پانی
غالب آجاتا ہے اس کے مشابہ ہو جاتا ہے وہ بولا ٹھیک ہے پھر کہا کہ اے محمدؐ کیا وجہ ہے کہ بعض کے
تو بچہ پیدا ہوتا ہے اور بعض کے نہیں فرمایا جبکہ نطفہ سُرخ اور گدلا ہو جاتا ہے تو بچہ پیدا نہیں ہوتا اور
جب نطفہ صاف ہوتا ہے تو بچہ پیدا ہو جاتا ہے ۔ پھر اس نے کہا کہ مجھ کو بتا تیرا پروردگار کیا چیز
ہے تب سورہ توحید نازل ہوئی ابن صوریا بولا کہ درست ہے اب ایک بات باقی رہ گئی ہے اگر تو نے
اس کا جواب درست دیا تو میں تجھ پر ایمان لاؤنگا اور تیری پیروی کرونگا یہ بتا کہ یہ احکام کونسا
فرشتہ خدا کی طرف سے تجھ کو پہنچاتا ہے فرمایا جبرئیلؑ وہ بولا کہ یہ تو فرشتوں میں ہمارا دشمن ہے جو
قتال و جدال اور شدت اور جنگ کے مصائب لے کر نازل ہوتا ہے ہمارا ایلچی تو میکائیل ہے جو
خوشی اور آرام کو لے کر آتا ہے اگر میکائیل فرشتہ تیرے پاس احکام خدا لے کر آیا کرتا تو ہم تجھ پر
ایمان لے آتے میکائیل تو ہماری سلطنت کو مضبوط کیا کرتا تھا اور جبرئیل اس کو تباہ اور برباد
کرتا تھا اس لئے وہ ہمارا دشمن ہے ابن صوریا کا یہ کلام سُن کر سلمانؓ فارسی علیہ الرحمہ نے اس
سے کہا کہ اس کی عداوت کی ابتدا کیونکر ہوئی اس نے جواب دیا کہ اے سلمانؓ ہاں اس نے بارہا

ابن صوریا کا حضرت سے سوال کرنا اور جواب پانا

باعث عداوت جبرئیل

ہم سے عداوت برتی ہے اور سب سے سخت تر وہ موقع تھا کہ جب خدا نے اپنے پیغمبروں کو یہ وحی بھیجی کہ بیت المقدس کو ایک شخص بخت نصر نامی برباد کریگا اور اس کے زمانہ میں بھی ہم کو خبر ملی کہ اس کے ہاتھ سے خراب ہوگا اور اللہ تعالیٰ ایک امر کو دوسرے امر کے بعد پیدا کرتا ہے اور جس چیز کو چاہتا ہے محو کر دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے قائم کرتا ہے جب بیت المقدس کے خراب ہونے کی خبر پہنچی تو ہمارے بزرگوں نے ایک شخص کو جس کا نام دانیال تھا اور اس زمانے کا پیغمبر شمار کیا جاتا تھا اور بنی اسرائیل میں سب سے زیادہ قوی اور افضل تھا بخت نصر کی تلاش میں بھیجا کہ اسکو ڈھونڈ کر قتل کرے اور بہت سا مال خرچ کے لئے ساتھ کیا جب وہ اس کی تلاش میں چلا تو اس کو شہر بابل میں ایک نہایت ضعیف اور مسکین لڑکا ملا جس میں کسی قسم کی قوت اور توانائی باقی نہ رہی تھی ہمارے آدمی نے اس کو قتل کرنا چاہا مگر جبرئیلؑ نے اس کو اس کے قتل سے منع کیا اور ہمارے ساتھی سے کہا کہ اگر یہ وہی شخص ہے جس کو خدا نے تمہاری ہلاکت کے لئے مقرر کیا ہے تو وہ تجھ کو اس پر مسلط نہ ہونے دیگا اور اگر یہ وہ نہیں ہے تو پھر تو کس لئے اس کو قتل کرتا ہے ہمارے ساتھی نے اس کی بات کی تصدیق کی اور اس کو چھوڑ کر ہماری طرف واپس چلا آیا اور آکر ہم کو خبر دی اور بخت نصر طاقتور ہو گیا اور بادشاہ بن کر ہم سے لڑنے آیا اور بیت المقدس کو خراب کیا اِس لئے ہم اس کو اور جبرئیلؑ کو دشمن جانتے ہیں سلمانؓ نے کہا اے ابن صوریا تم اپنی عقل سے بے راہ چل کر گمراہ ہو گئے دیکھو تمہارے بزرگوں نے جو بخت نصر کے قتل کے لئے آدمی مقرر کیا ان کا یہ فعل کیسا تھا حالانکہ خدا نے اپنے رسولوں کی زبانی اپنی کتابوں میں خبر دیدی تھی کہ وہ بادشاہ ہوگا اور بیت المقدس کو خراب کریگا اب انہوں نے یا تو خدا کے پیغمبروں کی خبروں کے جھٹلانے اور ان کو تہمت دینے کا ارادہ کیا تھا یا یہ کہ خدا کی طرف سے ان کی پہنچائی ہوئی خبروں کو تو صحیح مان لیا تھا مگر باوجود اس کے اللہ پہ غلبہ پانا چاہا تھا اور وہ لوگ جن کا یہ منشا تھا اور جو بخت نصر سے لڑنے گئے سراسر کافر تھے اور جبرئیلؑ سے کسی قسم کی عداوت کرنی کیونکر جائز ہو سکتی ہے حالانکہ اس نے دانیال کو خدا پر غلبہ چاہنے اور اس کی خبر کے جھٹلانے سے باز رکھا تھا۔ ابن صوریا نے جواب دیا کہ بیشک خدا نے اپنے پیغمبروں کی زبانی یہ خبر دی تھی لیکن جس چیز کو وہ چاہتا ہے محو کر دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے قائم

کرتا ہے۔ سلمانؓ نے کہا کہ اگر یہی بات ہے تو تم توریت کی کسی اگلی یا پچھلی خبر پر اعتماد نہ کرو کیونکہ خدا جس کو چاہتا ہے مٹاتا ہے اور جس کو چاہتا ہے قائم کرتا ہے نیز یہ بھی ممکن ہے کہ خدا نے موسیٰؑ و ہارونؑ کو شاید پیغمبری سے برطرف کر دیا ہو اور ان کا دعویٰ باطل ہو گیا ہو کیونکہ خدا جو چاہتا ہے محو کرتا ہے اور جو چاہتا ہے قائم کرتا ہے اور ان دونوں نے جس امر کے وقوع میں آنے کی تم کو خبر دی ہے شاید وہ وقوع میں نہ آئے اور جس کے نہ ہونے کی خبر دی ہے شاید وہ ہو جائے اور ایسا ہی جس واقعے کی انہوں نے تم کو خبر دی ہے شاید وہ وقوع میں نہ آیا ہو اور جس کی بابت انہوں نے یہ خبر دی ہے کہ وہ نہیں ہوئی وہ شاید ہو گئی ہو اور خدا نے جو ثواب کا وعدہ فرمایا ہے شاید وہ اس کو محو کر دے اور جو عذاب و عقاب کا وعدہ کرتا ہے شاید اس کو بھی محو کر دے۔ کیونکہ وہ جس چیز کو محو کرنا چاہتا ہے محو کر دیتا ہے اور جس کو ثبت کرنا چاہتا ہے ثبت کر دیتا ہے آخر کار سلمانؓ نے اس سے کہا کہ تم لوگ یَمْحُوا اللّٰهُ مَا یَشَآءُ وَ یُثْبِتُ کے معنی سے ناواقف ہو اسی لئے تم کافر ہو اور غیب کی خبروں کو جھٹلاتے ہو اور دین خدا سے نکل گئے ہو پھر سلمانؓ نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ جو کوئی جبرئیلؑ کا دشمن ہے وہ میکائیل کا بھی دشمن ہے اور وہ دونوں اس شخص کے دشمن ہیں جو ان کا دشمن ہے اور دونوں اس شخص سے صلح رکھتے ہیں جو ان سے صلح رکھتا ہے تب اللہ تعالےٰ نے سلمانؓ کے قول کے موافق یہ آیت نازل کی قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ اے محمدؐ کہدے کہ جو کوئی جبرئیلؑ کا دشمن ہے اس وجہ سے کہ وہ دشمنان خدا کے مقابلے میں دوستانِ خدا کی مدد کرتا ہے اور خدا کی طرف سے علیؑ ولی اللہ کے فضائل لے کر نازل ہوتا ہے پس ایسا شخص میرا دشمن ہے اور میں اس کا دشمن ہوں فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰهِ کیونکہ جبرئیلؑ نے حکم خدا سے اس قرآن کو تیرے دل پر نازل کیا ہے مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْهِ جو تمام آسمانی کتابوں کی جو اس سے پہلے نازل ہو چکی ہیں تصدیق کرتا ہے۔ وَهُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ اور وہ گمراہوں کو ہدایت کرتا ہے اور محمدؐ کی نبوت اور علیؑ اور باقی ائمہ طاہرین کی (کہ وہ درحقیقت دوستان خدا ہیں) ولایت پر ایمان رکھنے والوں کے لئے باعث بشارت ہے جبکہ وہ محمدؐ اور علیؑ اور ان کی

آلِ اطہار کی محبت پر قائم رہیں ۔

بعد ازاں حضرتؐ نے سلمانؓ سے فرمایا کہ اے سلمانؓ خدا نے تیرے قول کی تصدیق کی اور تیری رائے سے اتفاق کیا اور جبرئیلؑ خدا کی طرف سے بیان کرتا ہے کہ سلمانؓ اور مقداد دو بھائی ہیں جو تیری اور تیرے بھائی اور وصی اور صفی علیؑ ابن ابی طالب کی خالص محبت رکھتے ہیں اور وہ دو تیرے اصحاب میں ایسے ہیں جیسے جبرئیلؑ و میکائیلؑ فرشتوں میں جو کوئی ان میں سے کسی ایک سے دشمنی رکھتا ہے وہ دونو اس کے دشمن ہیں اور جو ان دونو کو اور محمدؐ اور علیؑ کو دوست رکھے وہ دونو بھی اس کو دوست رکھتے ہیں اور جو کوئی محمدؐ اور علیؑ اور ان کے دوستوں سے دشمنی رکھے اس کے یہ دونو دشمن ہیں اور اگر اہل زمین سلمانؓ اور مقدادؓ کو اس طرح دوست رکھتے جیسے آسمانوں اور حجابوں اور کرسی اور عرش کے فرشتے دونو کو انکے محمدؐ و علیؑ سے خالص محبت کرنے اور ان کے دوستوں کو دوست رکھنے اور ان کے دشمنوں کو دشمن رکھنے کے باعث دوست رکھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان میں سے کسی ایک کو بھی کسی قسم کا عذاب نہ دیتا ۔

امام حسینؑ ابن علیؑ علیہما السلام نے فرمایا ہے کہ جب آنحضرتؐ نے سلمانؓ اور مقدادؓ کے باب میں یہ ارشاد فرمایا تو مومن تو اسکو سن کر نہایت خوش ہوئے اور ان کے مطیع و فرمانبردار ہوئے اور منافقوں کو نہایت ناگوار اور شاق گزرا اور دشمنی کہنے اور عیب بیان کرنے لگے اور کہا کہ محمدؐ بیگانوں کی تو مدح و ثنا کرتا ہے اور قریبیوں کو چھوڑ دیتا ہے نہ تو ان کی کچھ مدح کرتا ہے نہ ان کا کچھ ذکر کرتا ہے رفتہ رفتہ یہ خبر آنحضرتؐ کو بھی پہنچی حضرتؐ نے فرمایا ان کو کیا ہو گیا خدا ان کو اپنی رحمت سے دور کرے اور یہ مسلمانوں کا برا چاہتے ہیں اور میرے اصحاب کو جو فضیلت کے درجے حاصل ہوئے ہیں وہ صرف مجھ کو اور میری اہلبیت کو دوست رکھنے کی وجہ سے حاصل ہوئے ہیں اور میں اُس ذات کی قسم کھاتا ہوں جس نے محمدؐ کو سچا پیغمبر بنایا ہے کہ تم ہرگز مومن نہ بنوگے جب تک محمدؐ اور اس کی آلؑ کو اپنی جانوں اور اہل و عیال اور زر و مال اور روئے زمین کی جمیع موجودات سے زیادہ دوست نہ رکھوگے بعد ازاں علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنؑ اور حسینؑ کو پاس بلا کر سب کو اپنی عبائے قطوانی میں ڈھانپ لیا اور اس طرح دعا کی کہ اے خدا یہ پانچ تن ہیں اور چھٹا آدمی کوئی ان کے ساتھ شریک نہیں ہے جو کوئی ان سے جنگ کرے میں بھی اُس سے جنگ کرونگا اور جو ان سے

صلح رکھے میں بھی اُس سے صلح رکھونگا ۔

جناب فاطمہ علیہا السلام نے روایت کی ہے کہ اُم سلمہؓ نے اندر داخل ہونے کی نیت سے عبا کا ایک گوشہ اٹھایا مگر حضرتؐ نے اس کو منع کر دیا اور فرمایا اے ام سلمہؓ تیرا یہ مقام نہیں ہے مگر یاں تو یہاں بھی نیکی میں ہے اور آخرت میں بھی خیر کی طرف رجوع کرے گی یہ سُن کر اس نے عبا کا گوشہ چھوڑ دیا اور جبرئیلؑ ان کے ہمراہ عبا میں تھا اسنے عرض کی یا رسول اللہؐ میں چھٹا ہوں فرمایا ہاں بعد ازاں اس نے آسمان کی طرف پرواز کی اور اللہ تعالیٰ نے کثرت انوار سے اِس قدر اس کو منور کیا کہ ملائکہ نے اس کو شناخت نہ کیا یہانتک کہ اس نے خود کہا کہ مبارک ہو مبارک ہو اب کون میرا ہمسر ہو سکتا ہے مَیں جبرئیلؑ ہوں اور محمدؐ اور علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنؑ اور حسینؑ پنجتن اہلبیت میں چھٹا میں بھی شامل ہوں اور اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے جبرئیلؑ کو تمام فرشتگان ارضی سماوی پر فضیلت عطا فرمائی ہے ۔ اس کے بعد حضرتؐ نے حسنؑ کو دائیں پہلو میں اور حسینؑ کو بائیں پہلو میں بٹھایا پھر اُس کو دائیں کندھے اور اس کو بائیں کندھے پر اُٹھایا پھر دونو کو زمین پر چھوڑ دیا اور وہ ایک دوسرے کی طرف چلے اور کشتی کرنے لگے پس آنحضرتؐ یا ابا محمدؐ کہہ کر حسنؑ کو حوصلہ دلاتے تھے اور وہ حسینؑ پر غالب ہونے کو ہوتے تھے کہ حسینؑ کا حوصلہ بڑھ جاتا تھا۔ تب وہ بھائی کا مقابلہ کرتے تھے یہ حال دیکھ کر جناب سیدہ نے عرض کی اے بابا آپ بڑے کو چھوٹے پر دلیر کرتے ہیں حضرتؐ نے فرمایا اے فاطمہؑ یہ جبرئیلؑ و میکائیلؑ دونو موجود ہیں جب مَیں حسنؑ کو یا ابا محمدؐ کہتا ہوں تو یہ دونو حسینؑ کو کہتے ہیں یا اباعبد اللہ اسی لئے یہ دونو مقابلے میں برابر رہے اور جب میں حسنؑ کو یا ابا محمدؐ اور جبرئیلؑ حسینؑ کو یا ابا عبد اللہ کہتے تھے تو ان میں اس قدر طاقت پیدا ہو جاتی تھی کہ اگر کوئی سا ان میں سے یہ ارادہ کرتا کہ زمین کو پہاڑوں دریاؤں ٹیلوں اور دیگر تمام اشیا سمیت اُٹھالے تو وہ اس کو اپنے بدن کے ایک بال سے بھی زیادہ ہلکی معلوم ہوتی اور یہ دونو مقابلے میں اس لئے یکساں رہے کہ وہ باہم ایک دوسرے کی نظیر ہیں یہ دونو میری آنکھوں کی ٹھنکی اور میرے دل کے میوے ہیں یہ دونو میری پیٹھ کے سہارے ہیں یہ دونو تمام اولین و آخرین اہل جنت کے جوانوں کے سردار ہیں اور ان کا باپ ان دونو سے بہتر ہے اور ان

کشتی حسنین

دونوں کا نانا رسولؐ خدا ان سب سے بہتر ہے ۔

جب آنحضرتؐ نے یہ ارشاد فرمایا تو یہودیوں اور ناصبیوں نے کہا کہ اب تک تو ہم جبرئیلؑ ہی کو دشمن رکھتے تھے اب میکائیلؑ سے بھی عداوت اور بغض رکھیں گے کیونکہ یہ دونو محمدؐ اور علیؑ اور ان کے دونو بیٹوں کے فرمانبردار اور اطاعت گزار ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مَنْ کَانَ عَدُوًّا لِّلّٰہِ وَمَلٰٓئِکَتِہٖ وَرُسُلِہٖ وَجِبْرِیْلَ وَمِیْکٰلَ فَاِنَّ اللّٰہَ عَدُوٌّ لِّلْکٰفِرِیْنَ ہ جو کوئی خدا اور اس کے فرشتوں اور اس کے رسولوں اور جبرئیلؑ اور میکائیلؑ کا دشمن ہو (وہ کافر ہے) اور اللہ تعالیٰ کافروں کا دشمن ہے ۔

قولہ عزوجل وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَیْکَ اٰیٰتٍۭ بَیِّنٰتٍ وَمَا یَکْفُرُ بِھَآ اِلَّا الْفٰسِقُوْنَ

ترجمہ اور بے شک ہم نے تیری طرف روشن نشانیوں کو نازل کیا ہے اور بدکاروں کے سوا اور کوئی ان کا انکار نہیں کرتا ۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ خدا ارشاد فرماتا ہے کہ اے محمدؐ وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَیْکَ اٰیٰتٍۭ بَیِّنٰتٍ ہم نے تیری طرف ایسی نشانیوں کو نازل کیا ہے جو تیری نبوت کی تصدیق کرتی ہیں اور تیرے بھائی اور وصی اور صفی علیؑ ابن ابی طالب کی امامت کو ظاہر کرتی ہیں اور جو کوئی تیرے یا تیرے بھائی کے باب میں کسی قسم کا شک کرے یا تم دونو کے کسی امر کے مقابلے میں سوائے تسلیم کے کوئی اور بات پیش کرے یہ اس کے کفر کو واضح کر دیتی ہیں ۔ وَمَا یَکْفُرُ بِھَآ اِلَّا الْفٰسِقُوْنَ اور ان آیات کا جو تیری فضیلت اور تیرے بعد تیرے بھائی علیؑ کے تمام عالم سے افضل ہونے پر دلالت کرتی ہیں خدا کے دین اور اس کی اطاعت سے باہر نکل جانے والوں کے سوا کہ وہ جھوٹے یہودی اور نام کے مسلمان ناصبی ہیں اور کوئی شخص انکار نہیں کر سکتا ۔

امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جب عبداللہ بن سلام مسلمان ہوا تو اس نے ایک مسئلہ حضرتؐ سے پوچھا جب اسکا جواب باصواب سُن لیا تو عرض کی یا رسولؐ اللہ ایک اور مسئلہ دریافت کرنا چاہتا ہے اور وہ بہت بڑا اور غرض اعلیٰ ہے وہ کون شخص ہے جو تیرے بعد خلیفہ ہوگا اور تیرے قرضوں کو ادا کریگا اور تیرے وعدوں کو پورا کریگا اور تیری امانتوں کو ادا کریگا اور تیرے آیات و معجزات کو

واضح کریگا حضرتؐ نے اس سے فرمایا اے عبداللہ یہ میرے اصحاب بیٹھے ہیں ان کو جاکر دیکھ کر میرے بعد کی پیشانی اور رخساروں سے نور چمکتا ہوا تجھ کو معلوم ہوگا اور یہ تیرا صحیفہ قدرت خدا سے تجھ سے بیان کریگا کہ وہی وصی رسولؐ ہے اور ابھی تیرے اعضا اس امر کی شہادت دینگے آخرکار عبداللہ وہاں گیا اور علیؑ کو دیکھا کہ اس کے چہرہ سے ایسا نور ساطع ہو رہا ہے جو آفتاب کے نور کو مات کرتا ہے اور اسکا صحیفہ اور اس کے اعضاء جسمانی قدرت خدا سے گویا ہوئے اور بولے اے ابن سلام یہ علیؑ ابن ابی طالب ہے جو جنت کو اپنے محبوں سے پُر کریگا اور جہنم کو اپنے دشمنوں سے بھریگا اور دین خدا کو زمین کے اطراف و جوانب میں پھیلائیگا اور کفر کو اس کے نواحی اور کناروں سے خارج کردیگا تو بھی اسکی ولایت کو مضبوط کرکے پکڑ کامیاب اور سعادتمند ہوگا اور اس کو تسلیم کرکے اس پر ثابت قدم رہ رشد و ہدایت پائیگا تب عبداللہ بن سلام نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے وہ واحد ہے کوئی اس کا شریک نہیں ہے اور میں شہادت دیتا ہوں کہ محمدؐ اس کا بندہ اور برگزیدہ رسولؐ اور پسندیدہ امین اور تمام عالم پر اس کا امیر ہے ۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ علیؑ جو اسکا بھائی اور صفی اور وصی ہے وہ اس کے امر شریعت کو قائم کریگا اور اس کے وعدہ کو پورا کریگا اور اس کی امانتوں کو ادا کریگا اور اس کے آیات و بینات (دلائل) کو واضح کریگا اور امور باطلہ کو اپنی دلیلوں اور معجزوں سے شکستہ کریگا ۔

اور میں گواہی دیتا ہوں کہ تم دونو وہ شخص ہو جن کی بابت موسیٰؑ اور اس سے پہلے پیغمبروں نے بشارت دی تھی اور اصفیا میں سے برگزیدہ اور پسندیدہ لوگوں نے تم دونو کی طرف رہبری کی ہے۔ بعدازاں حضرتؐ سے عرض کی میری حجتیں ختم ہوگئیں اور سب علتیں رفع ہوگئیں اور تمام عذر قطع ہوگئے اب مجھ کو حضرتؐ سے الگ ہونے کے لئے کوئی عذر باقی نہیں رہا اور آپ کی متابعت کا ترک کرنا میرے لئے کسی طرح اچھا نہیں پھر عرض کی یا رسولؐ اللہ یہودی ایک چوپایہ صفت قوم ہے اگر وہ میرے اسلام کا حال سن پائینگے تو میرے پیچھے پڑجائینگے اس لئے مجھ کو اپنے پاس چھپا لیجئے جب وہ لوگ حضرتؐ کے پاس آئیں تو ان سے میری بابت سوال کیجئے اور میرے اسلام لانے کا حال ان پر ظاہر ہونے سے پہلے کی اور اسکا حال کھل جانے کے بعد کی باتیں سنئے تا کہ ان کا حال حضرتؐ کو معلوم ہو آخرکار حضرتؐ نے عبداللہ کو اپنے گھر میں پوشیدہ کیا اور چند یہودیوں کو بلا بھیجا جب وہ حاضر ہوگئے تو اپنا امر نبوت ان کے سامنے

پیش کیا انہوں نے انکار کیا حضرتؐ نے ان سے فرمایا کہ تم میرے اور اپنے درمیان کس کو منصف بنانا چاہتے ہو وہ بولے کہ عبداللہ بن سلام کو فرمایا وہ کون شخص ہے یہودیوں نے کہا کہ وہ ہمارا رئیس اور رئیس زادہ اور ہمارا سردار اور سردار زادہ اور عالم اور عالم زادہ اور ہمارا پرہیزگار اور پرہیزگار زادہ اور ہمارا زاہد اور زاہد زادہ ہے حضرتؐ نے فرمایا کہو اگر وہ مجھ پر ایمان لے آئے تو کیا تم رضامند ہو گے وہ بولے کہ اللہ نے اس سے اسکو بچا لیا ہے اور پھر اسی کو دہرایا تب حضرتؐ نے عبداللہ کو حکم دیا کہ باہر آکر جو کچھ خدا نے محمدؐ کے باب میں تجھ پر ظاہر کیا ہے اس کو ان کے سامنے ظاہر کر وہ یہ کہتا ہوا باہر آیا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی قابل عبادت نہیں ہے اور وہ واحد اور لاشریک ہے اور شہادت دیتا ہوں کہ محمدؐ اسکا بندہ اور رسولؐ ہے جسکا ذکر توریت۔ انجیل صحف ابراہیم اور تمام کتب سماوی میں موجود ہے جن میں اس کی اور اس کے بھائی علیؑ ابن ابیطالب کی طرف رہبری کی گئی ہے جب ان یہودیوں نے عبداللہ کی زبان سے یہ کلمات سُنے تو کہنے لگے اے محمدؐ یہ ہماری قوم کا سفیہ (بیوقوف) اور سفیہ زادہ اور شریر اور شریر زادہ اور فاسق اور فاسق زادہ اور جاہل اور جاہل زادہ ہے ہم نے اس کی عدم موجودگی میں اسکی بُرائیاں بیان کرنے کو مکروہ سمجھا تھا اس لئے تعریف کی تھی۔ عبداللہ نے عرض کی یا رسولؐ اللہ مجھ کو اسی بات کا خوف تھا پھر عبداللہ بن سلام کا اسلام بہت اچھا ہوا اور اس کو اپنے یہودی ہمسایوں سے سخت ایذا پہنچی ایک روز کا ذکر ہے کہ گرمی نہایت زور کی پڑ رہی تھی اور رسولؐ خدا مسجد میں تشریف رکھتے تھے اور بلالؓ اذان سے فارغ ہو چکا تھا اور لوگ نماز میں مصروف تھے کہ ناگاہ عبداللہ ابن سلام وہاں آیا حضرتؐ نے جو اس کی طرف نگاہ کی تو دیکھا کہ چہرہ متغیر ہے اور آنکھوں میں آنسو بھرے ہیں فرمایا اے عبداللہ کیا حال ہے عرض کی یا رسولؐ اللہ یہودی میری ایذا رسانی پر آمادہ ہو گئے میرے ہمسایوں نے مجھ سے بدی کی اور جو سامان خانگی مجھ سے عاریتاً مانگ کر لیگئے تھے سب توڑ پھوڑ کر تلف کر دیا اور جو کوئی چیز میں نے ان سے عاریتاً مانگی وہ نہ دی پھر اس کے بعد جب ان کو تقویت ہو گئی تو سب نے جمع ہو کر صلاح کی اور قسمیں کھائیں کہ کوئی میرے پاس نہ بیٹھے اور مجھ سے کسی قسم کی خرید و فروخت کرے اور نہ کوئی صلاح مشورہ مجھ سے کرے اور نہ کوئی مجھ سے کلام کرے اور نہ مجھ سے میل جول رکھے اور یہاں تک نوبت پہنچ گئی کہ جو لوگ میرے مکان

میں بھی رہتے ہیں وہ بھی میرے اہل و عیال سے بات چیت نہیں کرتے اور میرے تمام ہمسائے یہودی ہیں اور مجھ کو ان سے کمال وحشت آتی ہے اور ان سے کسی قسم کا انس مجھ کو باقی نہیں رہا اور میرے گھر اور حضرتؐ کی مسجد اور گھر کے درمیان فاصلہ بڑا ہے اور میں ہر وقت حضرتؐ کی مسجد اور گھر کی طرف آ نہیں سکتا اور میں ان سے نہایت دلتنگ ہوں۔

جب حضرتؐ نے عبداللہ بن سلام کی یہ گفتگو سنی تو فوراً وہ حالت آپ پر طاری ہوئی جو تعظیم مرحلہ کے باعث نزول وحی کے وقت ہوا کرتی تھی بعدازاں اس سے افاقہ ہوا اسوقت یہ آیت نازل ہوئی اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رَاكِعُوْنَ ۝ وَمَنْ يَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ ۝ یعنی تمہارا مالک اور حاکم صرف اللہ اور اس کا رسولؐ اور وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے ہیں اور نماز کو اس کے شرائط اور ارکان کے ساتھ ادا کرتے ہیں اور بحالت رکوع میں زکوٰۃ دیتے ہیں اور جو کوئی خدا اور اس کے رسولؐ اور مومنوں کو دوست رکھے وہ لشکرِ خدا میں شامل ہے اور بیشک اللہ کا لشکر ہی رستگاری اور فلاح پائیگا۔

حضرتؐ نے فرمایا اے عبداللہ تمہارا ولی اور ناصران یہودیوں کے مقابلے میں جو تیری ایذا رسانی کے درپے ہیں صرف اللہ اور اس کا رسولؐ اور وہ مومن ہیں جو صفات ذیل سے موصوف ہیں کہ نماز کو درست طور پر بجا لاتے ہیں اور بحالت رکوع میں زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔ بعدازاں ارشاد فرمایا اے عبداللہ جو شخص خدا اور اس کے رسولؐ کو اور مومنین اور ان کے دوستوں کو دوست رکھے اور ان کے دشمنوں کا دشمن ہو اور اپنی ضروریات و مہمات میں اول خدا کی طرف رجوع کرے پھر ان کی طرف وہ لشکر خدا میں شامل ہے اور اس میں شک نہیں کہ خدا کا لشکر ہی یہودیوں اور دیگر کافروں پر غالب ہوگا اے عبداللہ غمگین مت ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ اور یہ لوگ تیرے معین و مددگار ہیں اور وہ شر و ایذا اور مکائد دشمنان کو تیرے سر سے ٹالیگا بعدازاں فرمایا اے عبداللہ خوش ہو کہ اللہ تعالےٰ نے ان (یہودیوں) سے بہتر دوست تیرے لئے مقرر کئے کہ وہ اللہ اور اس کا رسولؐ اور وہ مومن ہیں جو نماز کو درست طور پر ادا کرتے ہیں اور بحالت رکوع میں زکوٰۃ دیتے ہیں عبداللہ نے عرض کی یارسول اللہ وہ لوگ کون ہیں جو آیہ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا میں داخل ہیں اسوقت حضرتؐ نے

ایک سائل کو دیکھا اس سے پوچھا کہ تجھ کو کسی نے کچھ دیا ہے اس نے عرض کی کہ ہاں اس نماز پڑھنے والے نے اپنی انگلی سے مجھ کو اشارہ کیا کہ میری انگوٹھی لے لے میں نے انگوٹھی لے لی جب میں نے انگوٹھی کو اور اس نمازی کو غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ علیؑ ابن ابی طالب کی انگوٹھی ہے، یہ سن کر حضرتؐ نے فرمایا اَللّٰهُ اَكْبَرُ میرے بعد یہ تمہارا ولی ہے اور میرے پیچھے لوگوں کا مالک و مختار علیؑ ابن ابی طالب ہے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اس واقعہ کو تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا کہ عبداللہ ابن سلام کا ایک پڑوسی بیمار ہوا اور ایسا محتاج ہوا کہ گھر بار بیچنے کی ضرورت پڑی اور عبداللہ کے سوا اور کوئی اسکا خریدار نہ ہوا اسی طرح ایک اور ہمسایہ قید ہوگیا اور ضرورت کے سبب اس کو بھی اپنا مکان فروخت کرنا پڑا اور اس کو بھی عبداللہ کے سوا اور کسی نے نہ خریدا بعد ازاں عبداللہ کے ہمسایوں میں کوئی بھی ایسا نہ رہا جس پر کوئی نہ کوئی مصیبت نہ پڑی ہو اور اس کو اپنا مکان بیچنے کی ضرورت پیش نہ آئی ہو رفتہ رفتہ وہ اس محلہ کا مالک ہوگیا اور اللہ تعالیٰ نے اس کے دشمنوں کی بیکلنی کردی اور اس نے ان مکانوں میں مہاجروں کو آباد کر دیا اور وہ اس کے انیس و جلیس ہوگئے اور اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کے مکر و فریب کو ان ہی کے گلوں کا ہار کر دیا اور رسولؐ خدا پر ایمان لانے اور علیؑ ولی اللہ کی دوستی اختیار کرنے کے سبب اس کی دنیوی زندگی کو پاکیزہ کیا۔

قولہ عز و جل اَوَكُلَّمَا عٰهَدُوْا عَهْدًا نَّبَذَهٗ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ ترجمہ کیا ایسا ہی ہے کہ جب انہوں نے کامل طور پر عہد کیا تو ان میں سے ایک فریق نے اس کو توڑ ڈالا بلکہ ان میں سے اکثر لوگ ایمان نہیں لائینگے۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ امام محمدؐ باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان یہودیوں کو جن کے عناد کا پہلے ذکر آچکا ہے اور ان ناصبیوں کو جنہوں نے اس عہد کو جو ان سے لیا گیا تھا توڑ ڈالا تھا زجر و توبیخ کرتا ہے اور فرماتا ہے۔ اَوَكُلَّمَا عٰهَدُوْا عَهْدًا کیا ایسا ہی ہے کہ جب انہوں نے عہد واثق کیا تھا کہ ہم محمدؐ کی اطاعت کرینگے اور اسکے بعد علیؑ کے ماتحت اور فرمانبردار رہینگے اور اس کی حکومت کو تسلیم کرینگے نَّبَذَهٗ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ ان میں سے ایک فریق نے اس عہد کو توڑ ڈالا اور اسکی خلاف ورزی کی۔ اب خدا فرماتا ہے بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ

بلکہ یہ اکثر یہودی اور نواصب ایمان نہ لائینگے یعنی اپنی آیندہ زندگی میں کچھ رعایت ایمانی نہ کرینگے اور باوجود ان نشانیوں اور دلیلوں کے مشاہدہ کرنے کے توبہ نہ کرینگے ۔

جناب رسالتمآبؐ نے فرمایا ہے اے بندگانِ خدا خُدا سے ڈرو اور اسکے رسولؐ نے جو حکم تم کو دیا ہے کہ خدا کو واحد جانو اور محمدؐ رسول اللہ کی نبوت پر ایمان لاؤ اور علیؑ ولی اللہ کی ولایت کے معتقد ہو اس پر ثابت قدم رہو تم اپنی نمازوں اور روزوں اور گذشتہ عبادتوں پر فریفتہ اور مغرور نہ ہونا کیونکہ اس عہد کی مخالفت کی صورت میں ان سے تم کو کچھ نفع نہ ہوگا ہاں جو کوئی اس عہد پر وفا کریگا اس سے وفا کی جائیگی یعنی اسکے اعمال کا اسکو پورا ثواب ملیگا بلکہ پروردگار عالم اپنے فضل وجلال سے اس پر تفضل کریگا یعنی زیادہ عطا فرمائیگا اور جو کوئی اس عہد کو توڑیگا وہ اپنا ہی نقصان کرے گا اور خدا اس سے انتقام لینے کا مختار ہے اور اعمال سے اسی حالت میں نفع ہوگا جبکہ خاتمہ بالخیر ہو ۔

یہ وصیت تمام صحابہ کو اسوقت کی گئی تھی جبکہ حضرتؐ غار میں تشریف لے گئے اور اس کا قصہ اس طرح پر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرتؐ پر وحی نازل کی کہ اے محمدؐ خدا نے بعد تحفۂ درود وسلام کے ارشاد فرمایا ہے کہ ابوجہل اور رؤساء قریش نے تیرے قتل کی تجویز کی ہے اور تجھ کو امر فرمایا ہے کہ آج کی شب علیؑ کو اپنے بستر پر سلا دے اور یہ فرمایا ہے کہ علیؑ کا درجہ تیرے نزدیک ایسا ہے جیسے ابراہیم خلیل اللہ کے نزدیک اسمٰعیلؑ ذبیح اللہ کا رتبہ کہ وہ اپنی جان کو تیری جان پر سے فدا کریگا اور اپنی رُوح کو تیری رُوح کی سپر بنائیگا نیز یہ حکم دیا ہے کہ ابوبکرؓ کو اپنے ساتھ لے جا کہ اگر وہ تجھ سے مانوس ہوگا اور تیری اعانت کریگا اور ان عہدوں اور اقراروں پر جو اس نے تجھ سے کئے ہیں قائم رہیگا تو جنت میں تیرا رفیق اور اسکے غرفات میں تیرا خاص مصاحب ہوگا الغرض حضرتؐ نے علیؑ سے فرمایا کہ یا علیؑ کیا تجھ کو یہ منظور ہے کہ مجھے تلاش کریں اور میں نہ ملوں اور تو مل جائے اور اس وقت شاید جاہل لوگ تجھ پر حملہ کریں اور تجھے قتل کر دیں جناب امیرؑ نے عرض کی یا رسول اللہ مجھ کو بخوشی منظور ہے کہ میری رُوح آپ کی رُوح کی سپر ہو اور میری جان آپ کی جان پر فدا ہو جائے بلکہ میں تو اس پر بھی راضی ہوں کہ میری جان اور رُوح حضرتؐ کے کسی بھائی یا کسی قریبی رشتہ دار یا کسی جانور پر جس سے حضرتؐ کو کچھ نفع ہو نثار کر دی جائے اور میں تو زندگی کو صرف حضرتؐ کی خدمت اور آپ کے اوامر ونواہی میں استعمال کرنے اور

جناب کے دوستوں کی محبت اور آپ کے خالص احباب کی نصرت اور حضور کے دشمنوں سے جہاد کرنے کے لئے پسند کرتا ہوں اور اگر ایسا نہ ہو تو ایک ساعت بھی دُنیا میں زندہ رہنا مجھ کو مطلوب نہیں ہے جناب امیرؑ کا یہ کلام سُن کر حضرتؐ ان کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اے ابوالحسن لوح محفوظ کے موکلوں نے تیری یہ گفتگو مجھ سے بیان کی اور جو ثواب عظیم و اجر جزیل اس گفتگو کی عوض خدا نے تیرے واسطے مقرر کیا ہے مجھ سے ذکر کیا اور وہ اس قدر ہے کہ نہ کسی نے کان سے سُنا ہے اور نہ آنکھ سے دیکھا ہے اور نہ کبھی کسی کے دل میں اس کا خیال گزرا ہے۔

بعد ازاں حضرتؐ نے ابوبکرؓ سے فرمایا کہ آیا تو اس امر پر راضی ہے کہ میرے ساتھ رہے اور دشمن جس طرح میری تلاش میں ہوں اسی طرح تیری جُستجو بھی کریں اور وہ تیری نسبت یہ معلوم کرلیں کہ تو ہی مجھ کو اس دعوے نبوت پر آمادہ کرتا ہے اسوجہ سے تجھ کو میرے باعث بہت سی تکلیفیں اُٹھانی پڑیں اس نے جواب دیا یارسولؐ اللہ اگر میں تمام دُنیا کے برابر عُمر پاؤں اور ہمیشہ سخت تر عذابوں میں مُبتلا رہوں اور مجھ کو نہ تو آرام کی موت نصیب ہو اور نہ کسی قسم کی راحت ملے اور یہ سب کچھ حضرتؐ کی محبت میں ہو تو میں اس بات کو زیادہ پسند کرتا ہوں بہ نسبت اسکے کہ حضرتؐ کی مخالفت میں مجھ کو تمام دُنیا کی بادشاہی مل جائے اور میں عیش و عشرت سے زندگی بسر کروں یارسولؐ اللہ میرے اہل و عیال اور اولاد سب آپ پر نثار ہیں حضرتؐ نے اس کی یہ تقریر سُن کر ارشاد فرمایا کہ خدا تیرے دل پر مطلع ہونے اور معلوم کرنے کے بعد اگر تیری زبان کے موافق تیرے دل کو پائیگا تو بیشک تجھ کو میرے لئے ایسا کردیگا جیسے جسم کے لئے کان۔ آنکھ اور سر اور جیسے بدن کے لئے جان جیسا کہ علیؑ بھی میرے نزدیک ایسا ہی ہے اور علیؑ اپنے فضائل مزیدہ اور خصائل شریفہ کے باعث اس سے بھی بڑھ کر ہے اے ابوبکرؓ جو کوئی خدا سے معاہدہ کرے اور پھر اس کو نہ توڑے اور اس میں کسی قسم کا تغیر و تبدل نہ کرے اور جس کے فضائل کو خدا نے ظاہر کیا ہے اس سے حسد نہ کرے کہ وہ شخص بہشت کی اعلیٰ منزل میں میرے ہمراہ ہوگا اور جب تو خدا کے پسندیدہ طریق پر چلیگا اور بعد ازاں ایسا طریق اختیار نہ کریگا جو اس کے غضب اور ناخوشی کا باعث ہو اور اس پسندیدہ طریق پر اس سے وفا کرچکا ہوگا تو جب وہ قیامت کے دن تجھ کو مبعوث کریگا تو تو ولایت خدا کا مستحق اور اس کی جنت میں ہماری مصاحبت و ہمرافقت کا سزاوار ہوگا۔ پھر ارشاد

فرمایا اے ابوبکرؓ اُوپر کو دیکھ جب اس نے کنارہ ہائے آسمان کی طرف نظر اُٹھائی تو ناگاہ کیا دیکھتا ہے کہ آگ کے فرشتے آگ کے گھوڑوں پر سوار ہاتھوں میں آگ کے نیزے سنبھالے ہیں اور ہر ایک پکارتا ہے اے محمدؐ ہم کو حکم دیجئے کہ آپ کے دشمنوں کو ریزہ ریزہ کر ڈالیں پھر حضرتؐ نے اس سے فرمایا اے ابوبکرؓ زمین پر کان لگا جب اسنے زمین پر کان لگائے تو سُنا کہ زمین پکارتی ہے یا محمدؐ مجھ کو اپنے دشمنوں پر حملہ کرنے کا حکم دیجئےؐ تاکہ تعمیل کروں پھر فرمایا کہ پہاڑوں کی طرف کان لگا جب اسنے ادھر کان لگائے تو سُنا کہ وہ پکار رہے ہیں کہ یا محمدؐ ہم کو اجازت دیجئےؐ تاکہ ہم آپکے دشمنوں کو ہلاک کر ڈالیں پھر فرمایا کہ دریاؤں کی طرف کان لگا اور دریا موجیں مارتے ہوئے اسکے سامنے آگئے اور پکارتے تھے کہ یا محمدؐ ہم کو اپنے دشمنوں کے ہلاک کرنے کی اجازت عطا فرمائیے ہم بسر و چشم تعمیل کرینگے بعد ازاں اسنے سُنا کہ آسمان اور زمین اور دریا سبکے سب پکار رہے ہیں کہ تیرے پروردگار نے تجھ کو غار میں چھپنے کا حکم اس لئے نہیں دیا ہے کہ تو ان کے مقابلے سے عاجز ہے بلکہ ان کی نسبت تیرے حلم و تحمل اور صبر و بردباری کا امتحان کرنا منظور ہے تاکہ اس کے خبیث اور پاکیزہ بندوں اور کنیزوں میں تمیز ہو جائے اے محمدؐ جو کوئی تیرے عہد و پیمان کو پورا کریگا وہ جنت میں تیرا رفیق ہوگا اور جو کوئی عہد شکنی کریگا وہ اپنا ہی بگاڑیگا اور طبقات جہنم میں ابلیس لعین کا ہمنشین ہوگا بعد ازاں حضرتؐ نے علیؑ سے فرمایا یا علیؑ تو میرے لئے ایسا ہے جیسے جسم کے لئے کان۔ آنکھ اور سر اور جیسے بدن میں جان اور تو مجھ کو ایسا عزیز ہے جیسے پیاس کی بیماری والے شخص کو ٹھنڈا پانی۔ پھر فرمایا اے ابوالحسنؑ میری چادر اوڑھ لے جب وہ کُفار تیری طرف آئینگے تو خدا اپنی توفیق کو تیرے شامل حال کریگا اور اس سبب سے تو ان کے ہاتھ سے نجات پائیگا •

آخر کار جب ابوجہل اور دیگر کُفار تلواریں کھینچے وہاں آئے تو ابوجہل بولا کہ اس کو بے خبر سوتے کو مت مارو پہلے پتھر پھینک کر جگاؤ پھر قتل کرو تب انہوں نے بھاری بھاری پتھر نشانہ باندھ کر ادھر کو پھینکے جب ان کافروں نے یہ حرکت کی تو جناب امیرؑ نے اپنے سر پر سے کپڑا اُتار کر فرمایا یہ کیا کرتے ہو جب ان مردودوں نے غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ علیؑ ہے یہ دیکھ کر ابوجہل لعین اپنے ہمراہیوں سے بولا تم نے دیکھا کہ محمدؐ نے اس کو تو اپنی جگہ سلا دیا اور خود بچ کر نکل گیا تاکہ ہم اس میں مشغول رہیں اور وہ نجات پا جائے تم علیؑ کو کچھ نہ کہو کہ وہ اس کے فریب میں

آگیا ہے تاکہ یہ ہلاک ہوجائے اور محمدؐ نجات پاجائیگا اور اگر یہ بات نہیں ہے تو وہ خود اپنی جگہ کیوں نہ سویا جب کہ اسکے گمان کے موافق خدا اسکا محافظ تھا۔ اس ملعون کی یہ بیہودہ تقریر سُن کر جناب امیرؑ نے اس سے فرمایا اے ابوجہل کیا یہ باتیں میری نسبت کہہ رہا ہے ؟ ایسا نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو اتنی عقل عطا فرمائی ہے کہ اگر تمام دُنیا کے احمقوں اور دیوانوں پر اسکو تقسیم کیا جائے تو وہ سب کے سب عقلمند ہوجائیں اور اُس نے مجھ کو اس قدر قوت عنایت کی ہے کہ اگر ساری دُنیا کے ضعیفوں پر بانٹی جائے تو وہ سب قوی ہوجائیں اور اتنی شجاعت مرحمت فرمائی ہے کہ اگر اس کو تمام عالم کے بُزدلوں پر تقسیم کریں تو سب شجاع ہوجائیں اور اس قدر حلم مجھ کو عطا فرمایا ہے کہ اگر اس کو تمام سفیہانِ روزگار پر بانٹا جائے تو وہ سب حلیم اور بُردبار ہوجائیں اور اگر حضرتؐ نے مجھ کو یہ حکم نہ دیا ہوتا کہ کسی قسم کا جھگڑا نہ کرنا یہانتک کہ تو مجھ سے ملاقات کرے تو بیشک مجھ میں اور تم میں بڑا جھگڑا ہوتا اور میں تم کو خوب طرح قتل کرتا۔ اے ابوجہل والے ہو تجھ پر آسمان اور زمین اور دریاؤں اور پہاڑوں نے راستے میں آنحضرتؐ سے تمہاری ہلاکت کے لئے اجازت طلب کی حضرتؐ نے اجازت نہ دی بلکہ وہ تم سے رفق و مدارات کرتے ہیں تاکہ تم میں سے جس شخص کا ایمان لانا علم الٰہی میں گذر چکا ہے وہ ایمان لے آئے اور مومن کا فرمردوں کی پشتوں اور کافر عورتوں کے رحموں سے نکلتے ہیں اور خدا تمہاری بیخ کنی کرکے ان (مومنوں) کو اپنی کرامت اور بخشش سے منقطع کرنا پسند نہیں کرتا اگر یہ بات مدنظر نہ ہوتی تو تمہارا پروردگار تم کو ہلاک کر دیتا کیونکہ اللہ غنی اور بے پروا ہے اور تم فقیر و محتاج ہو وہ تم کو مضطر اور بے قرار کرکے اپنی اطاعت کی طرف نہیں بلاتا بلکہ جس امر کی تم کو تکلیف دی ہے اس کا تم کو مقدور بھی دیا ہے اور تمہارے عُذروں کو قطع کردیا ہے جناب امیرؑ کی یہ تقریر سُن کر ابوالبختری ابن ہشام غضبناک ہوا اور تلوار لے کر حضرتؐ پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا۔ ناگاہ کیا دیکھتا ہے کہ پہاڑ اس کی طرف بڑھے کہ اس پر آپڑیں اور زمین شق ہوگئی تاکہ اس ملعون کو نیچے لے جائے اور دریاؤں کی لہروں کو اپنی طرف آتا دیکھا کہ اس کو لے جاکر سمندر میں ڈبو دیں اور آسمان نیچے کو اُترا کہ اس پر گر پڑے یہ حال دیکھ کر تلوار اس شقی کے ہاتھ سے چھوٹ گئی اور بیہوش ہوکر گر پڑا۔ اور لوگ اس کو اٹھا کر لے گئے ابوجہل اپنے ہمراہیوں کو تسلی دینے اور ان پر اس امر کو مشتبہ

کرنے کی غرض سے کہنے لگا کہ اس پر صفراء کا غلبہ ہو گیا ہے اس لئے اس پر غشی طاری ہو گئی ہے اور کچھ بات نہیں ہے ۔

جب جناب امیرؑ رسولؐ خدا کی خدمت میں پہنچے تو حضرتؐ نے فرمایا کہ اے علیؑ تو نے جو اس رات ابوجہل سے گفتگو کی اللہ تعالیٰ نے تمہاری آواز کو اوپر کی طرف بلند کیا اور اس کو جنت میں پہنچایا وہاں کے خزانچی اور حوران خوبرو اس آواز کو سن کر کہنے لگیں یہ کون ہے جو ایسے وقت میں محمدؐ کا تابع ہے جبکہ مکہ والوں نے اس کو جھٹلایا اور وطن سے نکال دیا ان سے کہا گیا کہ یہ اسکا نائب ہے اور اس کے فرش پر سو رہا ہے تا کہ اپنی جان کو اس کی جان کی سپر بنائے ۔ اور اپنی روح کو اس کی روح پر فدا کرے تب خازنان جنت نے عرض کی اے پروردگار ہم کو اسکا خزانچی بنا اور حوروں نے عرض کی کہ اے خدا ہم کو اس کی بیویاں کر ۔ اللہ تعالیٰ نے ان سے فرمایا کہ تم اس کے لئے اور اس کے برگزیدہ دوستوں اور محبوں کے لئے ہو کہ وہ میرے حکم سے تم کو ان لوگوں پر تقسیم کریگا جن کی بہتری کو وہ خوب جانتا ہے آیا تم رضامند ہو انہوں نے عرض کی کہ اے ہمارے پروردگار اور ہمارے سردار ہاں ہم خوش ہیں ۔

قولہ عزوجل وَلَمَّا جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ نَبَذَ فَرِيْقٌ مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ ۙ كِتٰبَ اللّٰهِ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ كَاَنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمٰنَ ۚ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ ۗ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَمَارُوْتَ ۭ وَمَا يُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى يَقُوْلَآ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ ۭ فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهٖ ۭ وَمَا هُمْ بِضَاۗرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَيَتَعَلَّمُوْنَ مَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ ۭ وَلَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرٰىهُ مَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ڜ وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَهُمْ ۭ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝ وَلَوْ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَمَثُوْبَةٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ خَيْرٌ ۭ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝ **ترجمہ** اور جب ان کے پاس خدا کی طرف سے رسولؐ آیا جو اس چیز کی تصدیق کرتا ہے جو ان کے پاس ہے تو

اہل کتاب کے ایک فریق نے کتاب خدا کو پس پشت ڈال دیا گویا وہ اس کو جانتے ہی نہیں اور انہوں نے اس چیز کی متابعت کی جو شیاطین سلطنت سلیمان میں پڑھا کرتے تھے اور سلیمان نے کفر نہیں کیا بلکہ شیطانوں ہی نے کفر کیا ہے کہ وہ لوگوں کو جادو سکھاتے تھے اور وہ اس چیز کی پیروی کرتے ہیں جو بابل میں دو فرشتوں ہاروت اور ماروت پر نازل کی گئی تھی اور وہ دونو فرشتے کسی شخص کو کچھ نہ سکھاتے تھے جب تک کہ یہ نہ کہہ دیتے کہ ہم صرف آزمائش کے واسطے ہیں تو کافر نہ ہو جانا پس وہ ان دونو جادوؤں میں سے وہ چیز سیکھتے تھے جس سے میاں بیوی کے درمیان جدائی ڈالدیتے تھے۔ حالانکہ وہ اس سے بے اذن خدا کسی کو کچھ نقصان نہ پہنچاتے تھے اور وہ چیز سیکھتے تھے جو اُن کو نقصان پہنچائے اور فائدہ نہ دے اور ان کو خوب معلوم تھا کہ جس نے اس کو خریدا ہے اس کا آخرت میں کچھ حصّہ نہیں ہے اور بیشک وہ چیز بہت بُری ہے جس کی عوض میں انہوں نے اپنی جانوں کو بیچ ڈالا ہے کاش وہ جانتے اور اگر وہ ایمان لاتے اور پرہیزگاری کرتے تو خدا کے ہاں ضرور بہت اچھا ثواب ملتا کاش وہ جانتے ۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ خدا فرماتا ہے کہ لَمَّا جَآءَهُمْ جب ان یہودیوں اور ناصبیوں کے پاس جو حکم یہود میں ہیں رَسُوْلٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ خدا کی طرف سے رسول یعنی قرآن آیا جس میں محمدؐ اور علیؑ کے فضائل اور انکی اور ان کے دوستوں کی دوستی رکھنے اور ان کے دشمنوں سے دشمنی کرنے کا واجب ہونا مندرج ہے وہ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ اس کتاب کی تصدیق کرتا ہے جو انکے پاس ہے نَبَذَ فَرِيْقٌ مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ تو اہل کتاب میں سے ایک فریق نے کہ وہ یہودی ہیں كِتٰبَ اللّٰهِ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ کتاب خدا یعنی توریت اور دیگر کتب انبیا کو اپنی پیٹھوں کے پیچھے ڈال دیا یعنی ان کے احکام پر عمل کرنا چھوڑ دیا اور محمدؐ کی نبوت اور علیؑ کی ولایت پر حسد کیا اور ان دونو کے جو فضائل اُن کو معلوم تھے ان کا انکار کیا كَاَنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ انہوں نے ان فضائل کا انکار اور حضرتؐ کی نبوت کا رد اس طور پر کیا کہ گویا ان کو معلوم ہی نہیں ہے حالانکہ وہ جانتے تھے کہ وہ حق ہے وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمٰنَ اور ان یہودیوں اور ناصبیوں نے اس جادو کی پیروی کی کہ جو شیاطین سلطنت سلیمانؑ میں پڑھا کرتے تھے اور وہ یہ گمان کرتے تھے

کہ سلیمانؑ نے یہ سلطنتِ عظیم اسی جادو اور نیرنجات کی بدولت حاصل کی ہے پس ان شیطانوں نے اس جادو کے سبب ان کو کتاب خدا سے باز رکھا۔ اور اسکا قصہ اس طرح سے ہے کہ جب ملحد یہودیوں اور ناصبیوں نے جو الحاد میں یہودیوں کے ساتھ شریک ہیں رسولخدا سے علیؑ ابن ابی طالب کے فضائل سُنے اور آنحضرتؐ اور علیؑ کے معجزات جوان مردودوں کی ہدایت کے لئے خدا نے ان دونو حضرات کے ہاتھ پر ظاہر کئے ہیں مشاہدہ کئے تو بعض یہود و نواصب بعضوں کے پاس جا کر کہنے لگے کہ محمدؐ فقط ایک طالب دُنیا شخص ہے اور طرح طرح کے حیلے اور خرق عادات اور جادو اور نیرنجات جو اسنے سیکھے ہیں اور ان میں سے بعض علیؑ کو بھی سکھا دئے ہیں ان کو طلب دُنیا کا ذریعہ بنایا ہے اسکا ارادہ یہ ہے کہ اپنی زندگی میں ہمارا بادشاہ بن جائے اور اپنے بعد علیؑ کے واسطے سلطنت کی بنیاد دیکھ کر جائے اور یہ جو وہ کہتا ہے ذرا بھر خدا کی طرف سے نہیں ہے اور سب کچھ اسی کا ساختہ پرداختہ ہے تاکہ ہم پر اور خدا کے ضعیف بندوں پر اس جادو اور نیرنجات کو جو وہ استعمال کرتا ہے بستہ کر دے اور سب سے بڑا جادوگر سلیمانؑ ابن داؤدؑ تھا جو اپنے جادو کی بدولت تمام دُنیا اور جن وانس اور شیاطین کا مالک ہو گیا تھا اور ہم بھی جب اس عمل سلیمان میں سے کچھ سیکھ لینگے تو محمدؐ اور علیؑ کی سی عجیب عجیب باتیں ظاہر کرنے لگیں گے اور علیؑ کی پیروی کرنے سے بے پرواہ ہو جائینگے پس اسوقت اللہ تعالیٰ تمام یہود و نواصب کی مذمت فرماتا ہے کہ انہوں نے کتاب خدا کو جو محمدؐ اور علیؑ کی ولایت کا حکم دیتی ہے اپنی پیٹھوں کے پیچھے ڈال دیا اور اس پر عمل نہ کیا اور اس سحر و نیرنجات کی پیروی کی جس کو کفار شیاطین سلیمانؑ کی بادشاہی میں پڑھا کرتے تھے اور یہ گمان کرتے تھے کہ سلیمان نے اسی کی بدولت سلطنت حاصل کی ہے اور ہم بھی اسکے ذریعے سے عجائبات ظاہر کیا کرینگے یہانتک کہ لوگ ہمارے مطیع اور پیرو ہو جائینگے اور ہم علیؑ کی پیروی سے مستغنی ہو جائینگے ۔

نیز ان کا یہ بھی مقولہ تھا کہ سلیمان کافر اور جادوگر تھا اور جادو میں اس کو بڑی مہارت تھی جسکے باعث اتنی عظیم الشان سلطنت اسکو نصیب ہوئی تھی اور اس قدر طاقت اور مقدرت پائی تھی اس لئے حق تعالیٰ ان کی تردید میں فرماتا ہے وَمَا كَفَرَ سُلَيْمَانُ اور سلیمانؑ کافر نہ تھا اور نہ وہ جادو کا استعمال کرتا تھا جیسا کہ یہ کفار کہتے ہیں وَلَكِنَّ الشَّيَاطِينَ كَفَرُوا يُعَلِّمُونَ النَّاسَ السِّحْرَ بلکہ شیاطین ہی کافر ہیں اس سبب سے کہ انہوں نے لوگوں کو وہ جادو سکھایا

جس کو وہ سلیمان کی طرف منسوب کرتے تھے وَمَا اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَ مَارُوْتَ اور اس سبب سے (وہ شیاطین کافر ہیں) کہ انہوں نے لوگوں کو وہ چیز سکھائی جو شہر بابل میں دو فرشتوں ہاروت اور ماروت پر نازل کی گئی تھی +

اور امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ حضرت نوحؑ کے بعد جادوگروں اور ممّو ہیں یعنی تلبیسات کرنے والوں کی بہت کثرت ہو گئی تھی اس لئے حق تعالیٰ نے دو فرشتوں کو اس زمانہ کے پیغمبر کے پاس بھیجا اور انہوں نے آکر جادو کرنے والوں کے جادو کرنے کی ترکیب بیان کی پھر انکے جادو کے باطل کرنے اور انکے فریب کے رد کرنے کے طریق کا ذکر کیا اور اس پیغمبر نے ان فرشتوں سے سیکھ کر حکم خدا سے لوگوں کو سکھایا اور ان کو حکم دیا کہ اس کے ذریعہ جادو سے واقف ہو اور اسکو باطل کر دو اور تم خود کسی کو جادو مت کرو اور یہ تعلیم بعینہ ایسی ہے جیسے کوئی کسی کو بتلائے کہ دیکھو یہ چیز زہر ہے اور اس چیز سے اسکا اثر زائل ہو جاتا ہے پھر اس شاگرد کو جسے زہر کی تعلیم دی ہے کہا جائے کہ جس کسی کو زہر چڑھا دیکھو اس ترکیب سے اسکے اثر کو دور کرنا اور خبردار خود کسی کو زہر دیکر ہلاک نہ کرنا اور اس پیغمبر نے ان دونو فرشتوں کو حکم دیا تھا کہ دو آدمیوں کی صورت میں لوگوں کے سامنے ظاہر ہوں اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے انہیں سکھایا ہے لوگوں کو سکھا دیں اسی لئے خدا فرماتا ہے وَمَا يُعَلِّمَانِ مِنْ اَحَدٍ اور وہ دونو فرشتے کسی شخص کو جادو اور اس کے باطل کرنیکا طریق سکھاتے تھے حَتّٰى يَقُوْلَا اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ جب تک کہ اس سے یہ نہ کہدیتے تھے کہ ہم بندگان خدا کے لئے صرف امتحان اور آزمائش ہیں تاکہ وہ اس جادو اور اسکے باطل کرنیکی ترکیب کے سیکھنے میں خدائے بزرگ و برتر کی اطاعت کریں اور لوگوں کو جادو نہ کریں فَلَا تَكْفُرْ پس تو کافر نہ ہو جانا یعنی امور رذیل کو اختیار کر کے کافر بن جانا کہ تو اس جادو کو استعمال کرے اور کسی کی ضرر رسانی کے درپے ہو اور لوگوں کو اس امر کا معتقد کرے کہ میں اس جادو کے ذریعے سے زندہ کرتا ہوں اور مارتا ہوں اور ایسے کام کرتا ہوں جنکے کرنے کی خدا کے سوا اور کوئی قدرت نہیں رکھتا کیونکہ یہ سب کفر کے کام ہیں فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهٖ پس طالبان سحر ان دونو قسم کے جادوؤں میں سے (کہ ایک تو وہ نیرنجات تھے جو شیطانوں نے سلیمانؑ کی سلطنت میں لکھے تھے اور دوسرا وہ جو بابل میں دو فرشتوں ہاروت و ماروت پر نازل ہوا تھا) وہ سحر

سیکھتے تھے جس کے ذریعے سے میاں بیوی میں جدائی ڈلوا دیتے تھے یہ وہ لوگ تھے جو لوگوں کو ضرر پہنچانے کے لئے جادو سیکھتے تھے کہ وہ طرح طرح کے حیلوں اور چغلخوریوں اور شکوک و شبہات ڈالنے سے جدائی ڈلوانے کے لئے سیکھتے تھے کبھی تو کچھ دفن کرتے تھے اور کبھی کچھ عمل کرتے تھے تاکہ مرد کا دل عورت کی طرف سے فاسد ہو جائے اور عورت کا دل مرد کی طرف سے اور آخر کار دونوں میں جدائی ہو جائے پھر خدا فرماتا ہے وَمَا هُمْ بِضَارِّينَ بِهِ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ اور وہ لوگ جو اس قسم کے جادو کو سیکھتے تھے وہ اس سے بے اذنِ خدا کسی کو کچھ ضرر نہ پہنچاتے تھے یعنی وہ جل شانہ ان کے اس فعل کو جانتا تھا مگر ان کو ان کے حال پر چھوڑ رکھا تھا کیونکہ اگر وہ چاہتا تو ان کو زبردستی منع کر سکتا تھا بعد ازاں خدا فرماتا ہے وَيَتَعَلَّمُونَ مَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ اور وہ لوگ اس چیز کو سیکھتے تھے جو ان کو ضرر پہنچائے اور کچھ نفع نہ دے کیونکہ جب وہ اس جادو کو اس غرض سے سیکھتے تھے کہ اس کے ذریعہ لوگوں کو جادو کریں اور ان کو ضرر پہنچائیں تو وہ حقیقت میں وہ چیز سیکھتے تھے جو ان کے دین کو ضرر پہنچاتی تھی اور اس سے کسی قسم کا دینی فائدہ حاصل نہ ہوتا تھا بلکہ اس کی بدولت وہ دین خدا سے خارج ہو جاتے تھے وَلَقَدْ عَلِمُوا لَمَنِ اشْتَرَاهُ مَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ اور بے شک اس جادو کے سیکھنے والے یہ بات جانتے تھے کہ جس شخص نے اس جادو کو جس کے سیکھنے سے دین سے خارج ہو جاتا ہے اپنے دین کی عوض خریدا ہے اسکو آخرت میں ثواب جنت سے کچھ بھی حصہ نہ ملیگا وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهِ أَنْفُسَهُمْ اور بیشک وہ چیز جس کی عوض میں انہوں نے اپنی جانوں کو فروخت کر دیا ہے اور ان کو عذاب خدا میں مبتلا کیا ہے بری ہے لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ کاش کہ ان کو یہ معلوم ہوتا کہ انہوں نے آخرت کو بیچ ڈالا ہے اور اپنے جنت کے حصہ کو ترک کر دیا ہے کیونکہ اس جادو کے سیکھنے والے وہی لوگ تھے جو خدا و رسول اور روز قیامت کے معتقد نہ تھے اسی لئے خدا فرماتا ہے وَلَقَدْ عَلِمُوا لَمَنِ اشْتَرَاهُ مَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ کہ اس جادو کے خریداروں نے جان لیا تھا کہ ان کا عاقبت میں کچھ حصہ نہیں ہے کیونکہ وہ عاقبت کے قائل ہی نہ تھے اس لئے وہ سمجھتے تھے کہ جب آخرت نہیں ہے تو دنیا کے بعد کسی اور گھر میں ہمارا کچھ حصہ بھی نہیں ہے اور اگر آخرت ہے تو بھی کفر کے سبب اس میں ہمارا کچھ واسطہ نہیں ہے پھر خدا فرماتا ہے وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهِ أَنْفُسَهُمْ وہ چیز بیشک بری ہے جسکی عوض انہوں نے اپنی جانوں کو

بیچ ڈالا یعنی دُنیا کی عوض آخرت کو فروخت کیا اور اپنی جانوں کو عذاب خدا کا گروی بنایا
لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ کاش ان کو معلوم ہوتا کہ انہوں نے عذاب آخرت کی عوض اپنے نفسوں کو
فروخت کیا ہے لیکن ان کو یہ بات معلوم ہی نہیں ہے کیونکہ وہ عذاب آخرت کو مانتے ہی نہیں نیز
یہ باعث ہے کہ انہوں نے دلائل الہٰی میں غور کرنا ترک کر دیا ہے یہانتک کہ انہوں نے سمجھ لیا ہے
کہ ہمیں ان کو ان کے باطل اعتقاد رکھنے اور حق کے منکر ہونے پر عذاب نہ دیگا ؎

ابو یعقوب اور **ابو الحسن** راویان تفسیر روایت کرتے ہیں کہ ہم نے امام حسن عسکری والد
ماجد قائم آل محمد عجل اللہ فرجہ کی خدمت بابرکت میں عرض کی کہ ہمارے ہاں ایک قوم یہ گمان کرتی
ہے کہ ہاروت و ماروت دو فرشتے ہیں جن کو خدا نے اسوقت فرشتوں میں سے انتخاب کیا تھا جب
بنی آدم نہایت عاصی اور سرکش ہو گئے تھے اور ایک اور فرشتہ ان کے ہمراہ کر کے ان کو دُنیا میں بھیجا
اور وہ دونوں زہرہ پر عاشق ہو گئے اور اسکے ساتھ زنا کرنے کا ارادہ کیا اور شراب پی اور ایک شخص
کو بے گناہ قتل کر ڈالا اللہ تعالیٰ نے ان کو بابل میں عذاب میں مبتلا کیا ہے اور جادوگر ان سے جادو
سیکھتے ہیں اور خدا نے اس عورت کو مسخ کر کے زہرہ ستارے کی صورت میں تبدیل کر دیا ہماری یہ بات
سُن کر امام علیہ السلام نے فرمایا مَعَاذَ اللهِ مِنْ ذٰلِكَ میں اس قول سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں
بعد ازاں فرمایا فرشتگان الہٰی لطف خداوندی کے باعث خطاؤں سے معصوم اور کفر و قبائح سے محفوظ
ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کے وصف قرآن میں اس طرح فرماتا ہے لَا يَعْصُوْنَ اللهَ مَا اَمَرَهُمْ
وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ وہ خدا کے حکم سے کبھی سرکشی اور نافرمانی نہیں کرتے اور جو حکم ان کو
دیا جاتا ہے وہی کرتے ہیں نیز فرماتا ہے وَلَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ عِنْدَهٗ لَا
يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَلَا يَسْتَحْسِرُوْنَ ۝ يُسَبِّحُوْنَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لَا يَفْتُرُوْنَ
اور جو کچھ کہ آسمانوں اور زمین میں ہے اُسی کا ہے اور جو اشخاص کہ اسکے پاس ہیں یعنی فرشتے وہ اسکی
عبادت سے انکار اور تکبر نہیں کرتے اور کبھی اس سے نہیں تھکتے رات دن تسبیح کرتے ہیں اور کبھی سستی ان کو
عارض نہیں ہوتی۔ ایک اور مقام پر فرشتوں کے باب میں فرمایا ہے بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ لَا
يَسْبِقُوْنَهٗ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِاَمْرِهٖ يَعْمَلُوْنَ ۝ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ
وَلَا يَشْفَعُوْنَ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى وَهُمْ مِّنْ خَشْيَتِهٖ مُشْفِقُوْنَ

پارہ ۲۸ سورہ تحریم ع ۱
پارہ ۱۷ سورہ انبیاء ع ۲
پارہ ۱۷ سورہ انبیاء ع ۲

بلکہ وہ (فرشتے) مکرم اور معزز بندے ہیں کہ بات کرنے میں خدا پر سبقت نہیں کرتے اور وہ اسکے حکم سے کام کرتے ہیں خدا ان کے آگے اور پیچھے کی چیزوں کو جانتا ہے وہ کسی کی شفاعت نہیں کرتے مگر ہاں اس شخص کی جس کے لئے خدا پسند کرے اور وہ اس کے خوف سے ڈرتے ہیں ۔

بعد ازاں حضرتؑ نے فرمایا کہ اگر ایسا ہی ہو جیسا کہ وہ لوگ بیان کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے تو ان فرشتوں کو اپنا خلیفہ مقرر کیا تھا اور وہ دُنیا میں پیغمبروں اور اماموں کی طرح تھے کیا پیغمبروں اور اماموں سے بھی قتل نفس اور زنا کاری سرزد ہوا کرتی ہے اور یہ بات تم کو معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دُنیا کو کبھی کسی آدم زاد نبی یا امام سے خالی نہیں رکھا چنانچہ فرماتا ہے۔ وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِیْٓ اِلَيْهِمْ مِّنْ اَهْلِ الْقُرٰى اور ہم نے تجھ سے پہلے سوائے مردانِ بنی آدم کے اور کسی کو (ملائکہ وغیرہ میں سے) پیغمبر کرکے نہیں بھیجا کہ وہ اہل قریہ یعنی بستی والوں میں سے ہوتے تھے نہ کہ صحرانشین) اور ہم ان کی طرف وحی بھیجتے تھے (جیسا کہ تیری طرف بھیجتے ہیں۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ خبر دیتا ہے کہ ہم نے فرشتوں کو زمین پر اس غرض سے نہیں بھیجا کہ وہ وہاں جا کر امام اور حاکم بنیں بلکہ وہ انبیا کی طرف صرف ایلچی بنا کر بھیجے گئے ہیں ۔ راویاں تفسیر بیان کرتے ہیں کہ ہم نے عرض کی کہ اس بنا پر تو ابلیس بھی فرشتہ نہ ہوا فرمایا نہیں بلکہ وہ تو جن ہے چنانچہ خدا فرماتا ہے وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ كَانَ مِنَ الْجِنِّ اور اے محمدؐ اسوقت کو یاد کر جبکہ ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدمؑ کو سجدہ کرو۔ یہ حکم سُنتے ہی سب فرشتوں نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے جو جن تھا سجدہ نہ کیا پس یہ آیت ابلیس کے جن ہونے پر دال ہے اور جنوں کے باب میں خدا فرماتا ہے وَالْجَآنَّ خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ اور ہم نے جان کو کہ وہ جنوں کا باپ ہے آدمؑ سے پہلے تیز آگ مساموں میں گھسنے والی بے دود سے پیدا کیا ہے ۔

بعد ازاں امام علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے والد ماجد نے مجھ سے اپنے آبائے کرام علیہم السلام کی زبانی روایت کی ہے کہ رسول خدا نے ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم گروہ آل محمدؐ کو منتخب کیا اور پیغمبروں کو منتخب کیا اور ملائکہ مقربین کو منتخب کیا اور ان کو صرف اس بنا پر منتخب کیا ہے کہ اس کو معلوم تھا کہ ان سے کبھی کوئی ایسا امر سرزد نہ ہوگا جس کے باعث وہ اس کی ولایت سے

خارج ہو جائیں اور اس کی عصمت سے نکل کر عذاب خدا کے مستحقوں میں شامل ہوں +

راوی بیان کرتے ہیں کہ ہم نے عرض کی کہ روایت میں مذکور ہے کہ جب آنحضرتؐ نے علیؑ کی امامت پر نص کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی امامت کو آسمانوں میں لاکھوں فرشتوں کے سامنے پیش کیا اور انہوں نے اس سے انکار کیا اس لئے خدا نے ان کو مینڈک کی صورت میں مسخ کر دیا یہ بات سُن کر حضرتؑ نے فرمایا معاذ اللہ یہ لوگ ہم پر جھوٹ باندھتے ہیں ملائکہ بھی خدا کے رسول ہیں اس لئے وہ بھی اُن پیغمبروں کی مانند ہیں جو خلقت کی طرف بھیجے گئے ہیں کیا اُن پیغمبروں سے کفر الٰہی سرزد ہوتا ہے ہم نے عرض کی ہرگز نہیں فرمایا پس فرشتوں کا یہی حال ہے اور ملائکہ کی شان عظیم اور ان کا درجہ نہایت جلیل ہے +

قولہ عزوجل يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقُولُوا رَاعِنَا وَقُولُوا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوا وَلِلْكَافِرِينَ عَذَابٌ أَلِيمٌ **ترجمہ** اے ایماندار و لفظ رَاعِنا (ہماری رعایت کر) مت کہو اور اُنْظُرْنَا (یعنی ہمارے احوال کو دیکھ) کہو اور دل سے سُنو۔ اور کافروں کے لئے عذاب دردناک ہے +

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب رسولؐ خدا مدینہ منورہ میں تشریف لائے اور مہاجرین و انصار کا آپ کے پاس ہجوم ہوا اور مسائل کی کثرت ہوئی اور ان لوگوں کا دستور تھا کہ حضرتؐ سے نہایت ادب و آداب کے ساتھ جو آپ کے شایاں تھا گفتگو کرتے تھے اور اس کا سبب یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو حکم دیا تھا کہ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ اے ایماندار و اپنی آوازوں کو پیغمبرؐ کی آواز پر بلند مت کرو اور بات کرنے میں اس سے بلند آواز سے کلام نہ کرو جس طرح تم میں سے ایک دوسرے کو بلند آواز سے پکارتا ہے اگر ایسا کرو گے تو تمہارے اعمال ساتھ ہو جائینگے اور تمہیں کچھ بھی خبر نہ ہوگی اور آنحضرتؐ ان کے حال پر نہایت رحم کرتے تھے اور بہت شفقت اور مہربانی سے پیش آتے تھے اور ان کے گناہوں کے زائل کرنے میں کوشش فرماتے رہتے تھے یہانتک کہ اپنے مخاطبین میں سے ہر ایک کی طرف دیکھتے جاتے تھے اور

اپنی آواز کو اس شخص کی آواز پر بلند کرتے تھے تاکہ خدا نے جو اس سے اعمال کے ساقط کرنے کا وعدہ کیا ہے وہ موقع اس سے زائل ہو جائے یہانتک کہ ایک دن آنحضرتؐ دیوار کے پیچھے تشریف رکھتے تھے کہ ایک مرد اعرابی نے دوسری طرف سے چلا کر پکارا یا محمدؐ حضرتؐ نے اس سے بھی زیادہ چلا کر جواب دیا تاکہ اپنی آواز کی بلندی کے باعث اعرابی گنہگار نہ ہو اعرابی نے عرض کی اے محمدؐ فرمائیے توبہ کب تک قبول ہوتی ہے فرمایا اے اعرابی توبہ کا دروازہ بنی آدم کے لئے ہمیشہ کھلا ہے جب تک کہ سورج مغرب کی طرف سے طلوع نہ کرے اور اس کی شاہد یہ آیت ہے کہ خدا فرماتا ہے هَلْ يَنظُرُونَ إِلَّا أَن تَأْتِيَهُمُ الْمَلَائِكَةُ أَوْ يَأْتِيَ رَبُّكَ أَوْ يَأْتِيَ بَعْضُ آيَاتِ رَبِّكَ يَوْمَ يَأْتِي بَعْضُ آيَاتِ رَبِّكَ لَا يَنفَعُ نَفْسًا إِيمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِن قَبْلُ أَوْ كَسَبَتْ فِي إِيمَانِهَا خَيْرًا ؕ وہ صرف اس بات کا انتظار کرتے ہیں کہ فرشتے قبض روح کے لئے یا عذاب خدا لے کر ان کے پاس آئیں یا تیرے پروردگار کا حکم عذاب ان کے پاس آئے یا تیرے پروردگار کی بعض نشانیاں ان کے پاس آئیں جس دن کہ تیرے پروردگار کی بعض نشانیاں آئینگی تو جو شخص کہ اسوقت سے پہلے ایمان نہ لایا ہوگا اس کو اسوقت کا ایمان لانا کچھ فائدہ نہ دیگا یا اگر پہلے سے ایمان تو لایا ہوگا مگر اس میں کچھ نیکی حاصل نہ کی ہوگی تو بھی اس کو اس وقت کچھ نفع نہ ہوگا ۔

پارہ
سورہ

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ لفظ رَاعِنَا کو مسلمان آنحضرتؐ سے گفتگو کرتے وقت استعمال کیا کرتے تھے اور اس کا مطلب یہ تھا کہ ہمارے احوال کی حفاظت اور رعایت کر اور ہماری باتیں سُن جیسے ہم تیری باتیں سُنتے ہیں اور یہودیوں کی زبان میں یہ لفظ ایک گالی تھی اور اس کے یہ معنی تھے اِسْمَعْ لَا سَمِعْتَ یعنی سُن خدا تجھے نہ سُنائے جب یہودیوں نے سُنا کہ مسلمان حضرتؐ سے باتیں کرتے وقت لفظ رَاعِنَا استعمال کرتے ہیں تو باہم کہنے لگے بھئی آج تک تو ہم محمدؐ کو چھپ چھپا کر گالیاں دیا کرتے تھے آؤ اب کھلم کھلا برا بھلا کہا کریں اس وقت سے وہ بھی حضرتؐ سے گفتگو کرتے ہوئے لفظ رَاعِنَا کہنے لگے اور اس سے گالی مراد لیتے تھے سعدؓ ابن معاذ انصاری نے ان کی یہ ناشائستہ حرکت معلوم کرلی اور ان سے کہا اے دشمنانِ خدا خدا تم پر لعنت کرے میں دیکھتا ہوں کہ تم رسولؐ خدا کو

گالیاں دیتے ہو اور ہم کو اس شبہ میں ڈالتے ہو کہ ہم تمہاری طرح گفتگو کرتے ہیں خدا کی قسم اگر میں نے تم میں سے کسی کی زبان سے یہ لفظ سنا تو وہیں اس کی گردن اُڑا دونگا اور اگر میں آنحضرتؐ کی نیابت میں امور اُمت کے بجالانے سے پہلے تم پر ہاتھ اُٹھانا مکروہ نہ جانتا تو جس شخص کی زبان سے مینے یہ لفظ سُنا ہے اس کو ضرور قتل کرڈالتا جب سعدؓ یہودیوں سے یہ گفتگو کر رہا تھا اسوقت اللہ تعالیٰ نے آیت ذیل نازل فرمائی مِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا وَاسْمَعْ غَيْرَ مُسْمَعٍ وَّرَاعِنَا لَيًّا بِاَلْسِنَتِهِمْ وَطَعْنًا فِي الدِّيْنِ وَلَوْ اَنَّهُمْ قَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا وَاسْمَعْ وَانْظُرْنَا لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَاَقْوَمَ وَلٰكِنْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ بعض یہودی کلمات کو ان کی جگہوں سے بدل دیتے ہیں اور زبانوں کو اور دشمنی کی راہ سے کہتے ہیں کہ ہم نے تیری بات سُنی اور تیرے حکم کی نافرمانی کی اور ہم سے وہ بات سُن جو تیرے سُننے کے قابل نہیں اور جس کو تو پسند نہیں کرتا لفظ رَاعِنَا (جس کے معنی عربی میں ہماری رعایت کریں اور عبرانی میں گالی ہے) اپنی زبانی کو موڑ کر اور دین میں طعن کی راہ سے کہتے ہیں اور اگر وہ سَمِعْنَا یعنی ہم نے سُنا اور اَطَعْنَا یعنی ہمنے اطاعت کی اور اسْمَعْ یعنی ہماری بات سُن اور اُنْظُرْنَا یعنی ہمارے احوال کو دیکھ اور توقف کر کہ ہم تیرے کلام کو سُنیں اور سمجھیں کہتے تو یہ ان کے لئے بیشک (اس ہنسی اور طعن سے) بہتر اور درست تر ہوتا لیکن خدا نے ان کے کفر اور عناد و تکبر کی وجہ سے ان پر لعنت کی ہے اور ان کو اپنی رحمت سے دور کیا ہے پس وہ تھوڑا سا ایمان لاتے ہیں (کہ بعض کتاب پر تو ایمان لاتے ہیں اور بعض پر نہیں اور یہ قابل شمار نہیں) نیز یہ آیت نازل فرمائی يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا اے ایمان لانے والو حضرتؐ سے گفتگو کرتے وقت لفظ رَاعِنَا مت کہا کرو کیونکہ یہودیوں میں سے جو تمہارے دشمن ہیں وہ اس لفظ سے ایک ایسا لفظ مراد لیتے ہیں جس سے وہ رسول اللہ کو اور تم کو گالیاں دیتے ہیں وَقُوْلُوا انْظُرْنَا اور راعنا کی جگہ اُنْظُرْنَا (یعنی ہمارے حال کو دیکھ) کہا کرو کیونکہ اس میں وہ نقص نہیں ہے جو رَاعِنَا میں ہے اور اس لفظ (انظرنا) کو گالی میں شامل نہیں کر سکتے جیسا کہ رَاعِنَا کو کر سکتے ہیں وَاسْمَعُوْا اور جب

رسولُ اللہ تم سے بات کرے اس کو سُنو اور اطاعت کرو۔ وَلِلْکَافِرِیْنَ عَذَابٌ اَلِیْمٌ
اور کافروں یعنی یہودیوں اور رسولِ خدا کو گالیاں دینے والوں کے لئے عذاب دردناک ہے
دُنیا میں بھی اگر وہ پھر گالیاں دیں اور عاقبت میں ہمیشہ اس عذاب میں گرفتار رہینگے۔

بعد ازاں رسولِ خدا نے فرمایا اے بندگانِ خدا یہ سعدؓ ابن معاذ خدا کے نیکوکار بندوں میں سے
ہے اس نے اس کی خوشنودی کو اپنے یہودی قریبیوں اور دامادوں کی ناراضی پر پسند کیا ہے
اور ان کو نیک کام کے بجالانے کا حُکم دیا اور بُرے کام سے منع کیا اور محمدؐ رسول اللہ اور
علیؑ ولی اللہ وصی رسول اللہ کی خاطر اس بات پر غضب ناک ہوا کہ ان دونوں سے اس طرح سے
گفتگو کرنی چاہیئے جو ان کی عزت وجلالت کے شایاں ہو چونکہ اس نے محمدؐ اور علیؑ کی حمایت کی ہے
اس لئے اللہ تعالیٰ اُس کا شکر گزار ہوا اور جنت میں اس کے لئے منازل کریمہ مقرر کئے اور ان منزلوں
میں اس قدر بے شمار نفیس چیزیں اس کے لئے مہیا کی ہیں کہ زبانیں ان کا وصف بیان نہیں
کر سکتیں اور دل ان کا وہم وخیال بھی نہیں کر سکتے اور جنت میں اس کے دسترخوانوں کا
ایک تار دُنیا اور اس کے تمام سونے چاندی جواہرات اور سب مالوں اور نعمتوں سے بہتر ہے
اور جو کوئی جنت میں اس کا رفیق اور شریک بننا چاہے اس کو چاہیئے کہ دوستوں اور
رشتہ داروں کے غضب کا متحمل ہو اور رسولِ خدا کی خاطر غضب ناک ہو کر رضائے خدا کو
ان پر مقدم کرے اور جب دیکھے کہ حق چھوٹ گیا ہے اور باطل پر عمل ہو رہا ہے تو اس کو
دیکھ کر غضب ناک ہو اور خبردار ایسی خواہشوں میں نہ پڑنا جو باوجود طاقت اور مقدور اور
زوال تقیہ کے منافی حق ہوں۔ کیونکہ اس حالت میں حق تعالےٰ تمہارے کسی عُذر کو قبول نہ
کریگا۔

اور زمانہ سابق میں خدا نے جبرئیلؑ کو حکم دیا کہ فلاں شہر کو جس کے باشندے کافر اور فاجر
ہیں زمین میں دھنسا دے جبرئیلؑ نے عرض کی کہ اے پروردگار آیا فلاں زاہد کے سوا سب کو زمین
میں دھنسا دوں اور اس سوال سے یہ غرض تھی کہ اس زاہد کے باب میں جو حکم خدا ہو معلوم
ہو جائے تب اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے جبرئیلؑ بلکہ اسکو ان سب سے پہلے زمین میں دھنسا جبرئیلؑ نے
عرض کی اے پروردگار اسکا باعث ارشاد فرمائیے وہ شخص تو زاہد اور عابد ہے فرمایا میں نے اسکو

طاقت و مقدرت عطا کی ہے پھر بھی وہ امر معروف اور نہی منکر عمل میں نہیں لاتا اور باوجودیکہ
اُن پر غضب ناک ہونے کے یہ ان سے زیادہ محبت کرتا ہے صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ ہمارا
کیا حال ہوگا کہ ہم بُرے کاموں کو دیکھتے ہیں اور ان کے منع کرنے پر قادر نہیں ہیں حضرتؐ نے
فرمایا کہ تم ضرور امر معروف اور نہی منکر کرو اور خدا سے لوگوں کو مطلع کرو بعد ازاں ارشاد فرمایا کہ
جو کوئی تم میں سے کسی فعل بد کو دیکھے اس کو چاہیئے کہ اگر مقدور ہو تو ہاتھ سے منع کرے اور اگر
یہ نہ ہو سکے تو زبان سے اور اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو دل سے نفرت کرے ایسی حالت میں اس کے
لئے اتنا ہی کافی ہے کہ خدا کو اس کی نسبت یہ معلوم ہو جائے کہ وہ اس فعل سے دلی نفرت اور
کراہت رکھتا ہے ٭

آخر کار جب سعدؓ ابن معاذ بنی قریظہ کے تمام قبیلے کے قتل کے بعد ان کی طرف سے مطمئن ہوا اور
پھر کچھ عرصے کے بعد وفات پائی تو آنحضرتؐ نے فرمایا اے سعدؓ خدا تجھ پر رحم کرے تو کافروں کے
گلے میں اٹکی ہوئی ہڈی کی مانند تھا اگر تو زندہ رہتا تو گوسالہ کے نصب کرنے سے رکتا جس کو
گوسالہ موسیٰ کی طرح بیضۃ المسلمین یعنی مدینہ میں قائم کرنا چاہتے ہیں صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ
کیا آپ کے اس مدینہ میں بھی کوئی گوسالہ نصب کرنا چاہتے ہیں فرمایا ہاں خدا کی قسم چاہتے ہیں
اگر سعد زندہ رہتا تو کبھی ان کی تدبیر کو جاری نہ ہونے دیتا اور وہ لوگ اپنی بعض تدبیروں کو
جاری کریں گے بعد ازاں اللہ تعالیٰ ان کو باطل کر دیگا اصحاب نے عرض کی فرمائیے وہ کیونکر
ہوگا فرمایا اس کو جانے دو یہانتک کہ حق تعالیٰ کی تدبیر اس بات میں ظاہر ہو ٭

اور امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جب سعدؓ ابن معاذ نے رحلت کی اور آنحضرتؐ
نے تبوک کی طرف کوچ فرمایا تو منافقانِ اُمت محمدی نے ابو عامر راہب کو اپنا امیر اور رئیس بنایا اور
اس کی بیعت کی اور مدینہ کے لوٹنے اور آنحضرتؐ کی ذریت اور دیگر اہل و عیال اور آپکے صحابکے بال بچوں
کے قید کرنے کی صلاح کی اور یہ تجویز کی کہ آنحضرتؐ کو تبوک کی راہ میں چھاپہ مار کر قتل کر ڈالیں مگر خدا نے
حضرت کو بوجہ احسن محفوظ رکھا اور منافقوں کو نہایت رُسوا اور ذلیل کیا اسی لئے آنحضرتؐ نے فرمایا
تھا کہ تم پہلی اُمتوں کے طریقوں پر چلو گے جیسے ایک جُوتی دوسری جُوتی کے اور تیر کا ایک پر دوسرے
پر کے برابر ہوتا ہے اور بالکل ان کے مشابہ ہو جاؤ گے یہانتک کہ اگر وہ سوسمار کے سوراخ میں

گھسے ہونگے تو تم بھی ضرور اس میں داخل ہو گے ۔

حاضرین نے عرض کی اے حضرت خود سلع بیان فرمائیے وہ گوسالہ کون تھا اور وہ تدبیر کیا تھی امام کاظم علیہ السلام نے فرمایا سنو حضرتؐ کو دومۃ الجندل رئیس بادشاہ کی طرف سے خبریں آتی تھیں اور یہ اس نواح میں ایک عظیم الشان سلطنت کا مالک تھا جو شام کے قریب تھی اور وہ حضرتؐ کو ڈرایا کرتا تھا کہ میں مدینہ پر چڑھائی کر کے تیرے اصحاب کو قتل کرونگا اور ان کی بیخ کنی کر دونگا حضرتؐ کے اصحاب اس سے نہایت خائف رہتے تھے یہاں تک کہ ہر روز میں اصحاب نوبت بہ نوبت حضرتؐ کی حفاظت کرتے تھے اور جب کوئی شخص چیختا چلاتا تو یہی خیال کرتے کہ لو وہ اسکی ہراول فوج کے سوار آپہنچے اور منافق لوگ بہت سی جھوٹی اور بد خبریں اڑایا کرتے تھے اور حضرتؐ کے اصحاب کو وسوسوں اور خدشوں میں ڈالتے تھے اور کہتے تھے کہ اکیدر نے تمہارے مقابلے کے لئے اتنے لشکر اور اس قدر گھوڑے اور اتنا مال تیار کیا ہے اور اپنے پاس کے علاقوں میں منادی کرادی ہے کہ مدینے کا تاخت وتاراج کرنا تمہارے لئے مباح کیا پھر ضعیف مسلمانوں کو بہکاتے تھے اور ان سے کہتے تھے بھلا محمدؐ کے اصحاب اکیدر کے ہمراہیوں کا مقابلہ کہاں کر سکتے ہیں اور وہ عنقریب مدینہ کی طرف آنے والا ہے تاکہ مردوں کو قتل کرے اور بچوں اور عورتوں کو قید کر کے لے جائے آخر کار منافقوں کی ان باتوں سے مومنوں کو سخت ایذا پہنچی اور انہوں نے آنحضرتؐ سے اپنے رنج والم کی شکایت کی۔ بعد ازاں منافقوں نے متفق ہو کر ابو عامر راہب سے جس کو حضرتؐ نے فاسق کے نام سے نامزد کیا تھا بیعت کر لی اور اس کو اپنا سردار بنایا اور اس کی اطاعت اپنے اوپر لازم کی اس نے اُن سے کہا کہ میری رائے یہ ہے کہ میں مدینہ سے کہیں باہر چلا جاؤں تاکہ میں تہمت سے محفوظ رہوں یہانتک کہ تمہاری تدبیر کامل ہوجائے نیز انہوں نے دومۃ الجندل میں اکیدر کو لکھ بھیجا کہ مدینے پر چڑھائی کرے اور ہم تیری مدد کرینگے اور ان کی بیخ کنی کر دینگے جب منافقین یہ سب تجویزیں کر چکے تو اللہ تعالیٰ نے حضرتؐ کو وحی کے ذریعہ ان کی تمام تجویزوں سے مطلع کیا اور حکم دیا کہ تبوک کی طرف کوچ کرے ۔ اس سے پہلے جب آنحضرتؐ کسی جہاد کو تشریف لے جاتے تھے تو جہاں کا ارادہ ہوتا تھا اس کے سوا اور مقام کا ذکر ہوا کرتا تھا اور اس کو پوشیدہ رکھا جاتا تھا مگر اس موقع پر اپنے ارادے کو ظاہر فرمایا اور اس کے لئے سامان اور اسباب مہیا

کرنے کا حکم دیا اور یہ وہ جہاد ہے جس میں منافق رسوا ہوئے اور اس سے باز رہنے کے باعث اللہ تعالیٰ نے ان کی مذمت کی اور حضرتؐ کو وحی کے ذریعہ جو کچھ معلوم ہوا تھا اس کو آپ نے ظاہر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو اکیدر پر غالب کریگا اور وہ گرفتار ہوگا اور اس شرط پر ہم سے صلح کریگا کہ ہزار اوقیہ سونا اور دو سو حُلّے ماہ صفر میں دیا کرے اور ہزار اوقیہ سونا اور دو سو حُلّے ماہ رجب میں اور میں اسی دن تک صحیح سلامت مدینہ میں واپس آجاؤنگا ۔

بعد ازاں اصحاب سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ حضرت موسیٰؑ نے اپنی قوم سے چالیس راتوں کا وعدہ کیا تھا اور میں وعدہ کرتا ہوں کہ اسی راتوں کے بعد صحیح سلامت اور بن لڑے فتح پا کر مدینہ میں واپس آؤنگا اور کوئی مومن اس میں شک نہ کرے حضرتؐ کی یہ گفتگو سن کر منافق کہنے لگے خدا کی قسم ہرگز ایسا نہ ہوگا بلکہ یہ اس کی آخری شکست ہے کہ اس کے بعد کبھی نہ سنبھلے گا کیونکہ اسکے بعض اصحاب تو اس گرمی اور جنگلوں کی ہواؤں اور خراب و ایذا دینے والے مقامات کے پانیوں کے سبب مر جائینگے اور جو اس بلا سے بچ رہیں گے وہ اکیدر کے ہاتھ سے زخمی ہو کر مارے جائینگے یا قید ہو جائینگے اور منافقوں نے حضرتؐ سے اجازت طلب کی اور طرح طرح کے عذر و حیلے بہانے پیش کئے کوئی گرمی کا بہانہ کرتا تھا اور کوئی کہتا تھا کہ میں بیمار رہوں کوئی اپنے عیال کی بیماری کا عذر پیش کرتا تھا اور حضرتؐ ان کو اجازت دیتے جاتے تھے جب رسول خدا کا تبوک کی طرف روانہ ہونے کا ارادہ پختہ ہو گیا تو منافقوں نے مدینہ کے باہر ایک مسجد تعمیر کی جو مسجد ضرار کہلاتی ہے اور اسکے تعمیر کرنے سے ان کا یہ ارادہ تھا کہ اس میں جمع ہوا کرینگے اور لوگوں سے یہ کہیں گے کہ نماز کے واسطے جمع ہوتے ہیں حالانکہ وہ صرف اس لئے بنائی گئی تھی کہ نماز کے بہانے سے اسمیں جمع ہوں تاکہ ان کی تجویز کامل ہو جائے اور جو کچھ ان کا ارادہ ہے اس کے سہل طور پر سرانجام دینے کا کوئی موقع وہاں ہاتھ آجائے بعد ازاں کچھ لوگ جمع ہو کر حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ ہمارے گھر آپ کی مسجد سے بہت دور ہیں اور ہم بے جماعت نماز کو بُرا سمجھتے ہیں اور یہاں حاضر ہونا ہم کو دشوار معلوم ہوتا ہے اس لئے ہم نے ایک مسجد بنائی ہے اگر آپ مناسب سمجھیں تو وہاں تشریف لے چلیں اور اس میں نماز پڑھیں تاکہ آپ کی نماز کے سبب وہ مسجد متبرک ہو جائے حضرتؐ کو ان کی بابت میں جو کچھ وحی کے ذریعے

مسجد ضرار

معلوم ہو چکا تھا ان کو نہ بتایا اور حکم دیا کہ میرا گدھا لاؤ۔ آخر کار یعفور حاضر ہوا حضرت مسجد
کو جانے کے ارادے سے اس پر سوار ہوئے ہر چند حضرتؐ نے اور اصحاب نے اسکو ہانکا مگر وہ نہ
چلا اور جب دوسری سمت کو لگام پھیری تو جھٹ روانہ ہوا منافقوں نے عرض کی کہ یہ گدھا اس
راہ میں شاید کسی چیز سے ڈرتا ہے اس لئے اب اس رستے جانا نہیں چاہتا پھر حضرتؐ اس پر سے
اُترے اور گھوڑا منگا کر اس پر سوار ہوئے ہر چند اس کو زجر د توبیخ کی مگر اس نے مسجد کی طرف کو
قدم نہ اٹھایا ہاں جب اور طرف کو منہ پھراتے تھے تو جلد جلد چلنے لگتا تھا منافق بولے کہ یہ گھوڑا
بھی اس راہ میں کسی چیز سے ڈر گیا ہے اس لئے اس رستے اب جانا نہیں چاہتا تب حضرتؐ نے
فرمایا چلو پیدل ہی چلیں جب آنحضرتؐ اور دیگر ہمراہیوں نے مسجد ضرار کی طرف چلنے کا قصد کیا
تو سب کے قدم جم گئے اور ذرا حرکت نہ کر سکتے تھے اور جب کسی اور طرف کا ارادہ کرتے تھے تو چلنا
آسان ہو جاتا تھا اور بدن ہلکے اور دل خوش ہو جاتے تھے یہ حال دیکھ کر حضرتؐ نے فرمایا ہمارا یہ
کام خدا کو ناپسند ہے اور اس کو اس حالت میں جبکہ ہم سفر کو تیار ہیں ہمارا وہاں جانا منظور
نہیں ہے اتنے دنوں تامل کرو کہ ہم انشاء اللہ سفر سے واپس آجائیں بعد ازاں جو کچھ خدا کو منظور ہوگا
اس باب میں عمل میں لائینگے پھر حضرتؐ نے تبوک کی طرف روانہ ہونے میں جد و جہد کی اور منافقوں
نے یہ عزم کیا کہ جب یہ یہاں سے چلے جائیں تو ان کے پسماندوں کی بیخ کنی کر دیں پس جبرئیلؑ
جانب پروردگار سے حضرتؐ پر نازل ہوئے اور عرض کی کہ یا محمدؐ خدائے علی الاعلے بعد تحفہ درود وسلام
کے ارشاد فرماتا ہے کہ یا تو تم سفر میں جاؤ اور علیؑ کو پیچھے مدینہ میں چھوڑ دو یا علیؑ کو سفر میں بھیجو
اور خود یہاں رہو حضرتؐ نے خدا کا یہ فرمان علیؑ کو پہنچایا انہوں نے عرض کی مجھ کو حکم خدا و رسولؐ
بسر و چشم منظور ہے اگرچہ میں یہ چاہتا ہوں کہ کسی حالت میں حضرت کا ساتھ نہ چھوڑوں حضرتؐ
نے فرمایا یا علیؑ کیا تم اس بات پر رضامند نہیں ہو کہ تمہارا مرتبہ میرے نزدیک ایسا ہو جیسے
ہارون کا مرتبہ موسیٰؑ کے نزدیک تھا مگر اتنا فرق ہے کہ میرے بعد کوئی پیغمبر نہ ہوگا جناب امیرؑ
نے عرض کی یا رسول اللہ میں راضی ہوں حضرتؐ نے فرمایا اے ابا الحسن تم کو مدینہ میں اس
قیام کرنے میں سفر کا ثواب ملیگا اور اللہ تعالیٰ نے تم کو حضرت ابراہیمؑ کی طرح اُمت تنہا قرار دیا
ہے یعنی جس طرح حضرت ابراہیمؑ کو حالت تنہائی میں اس زمانہ کے مشرکوں سے معارضہ کرنے کی

تکلیف دی گئی تھی اسی طرح تم بھی تن تنہا ان کافروں اور منافقوں سے معارضہ کرو اور تمہاری ہیبت اور رُعب سے منافق لوگ مسلمانوں پر کسی قسم کی دست درازی نہ کرسکیں گے ٭

الغرض جب آنحضرتؐ تبوک کی طرف روانہ ہوئے اور علیؑ مشایعت کے لئے ہمراہ گئے تو منافق باہم ذکر کرنے لگے کہ محمدؐ ناراضی اور ملال کی وجہ سے علیؑ کو مدینہ میں چھوڑ گیا ہے اور یہاں چھوڑ جانے سے اس کا یہی منشا ہے کہ ہم چھاپا مار کر اس کو قتل کر ڈالیں اور لڑکر ہلاک کر دیں جب یہ خبر حضرتؐ کو پہنچی تو جناب امیرؑ نے عرض کی یا رسولؐ اللہ آپ سُنتے ہیں کہ یہ منافق کیا کہتے ہیں حضرت نے فرمایا یا علیؑ کیا یہ بات تجھ کو کافی نہیں ہے کہ تو میری آنکھ کی پتلی اور بینائی کے نُور اور جسم میں رُوح کی مانند ہے۔ بعد ازاں حضرتؐ اپنے اصحاب سمیت روانہ ہوئے اور علیؑ کو مدینہ میں اپنا قائمقام چھوڑا جب کبھی منافق لوگ مسلمانوں پر حملہ کرنے کی کوئی تدبیر کرتے تھے تو جناب امیرؑ خیبر گیر سے ڈر جاتے تھے اور خوف کرتے تھے کہ اس کے ساتھ ہمارے مقابلے پر اور لوگ ایسے نہ کھڑے ہو جائیں جو ہم کو اس امر سے باز رکھیں اور باہم ذکر کرتے تھے کہ محمدؐ کا یہ آخری سفر ہے اور وہ اس لڑائی سے واپس نہ آئیگا ٭

آخر کار جب آنحضرتؐ اور اکیدر کے درمیان ایک منزل کا فاصلہ رہا تو اس دن شام کے وقت حضرتؐ نے زبیر بن عوام اور سماک بن خراشہ سے فرمایا کہ تم دونو بیسؑ مسلمانوں کو اپنے ہمراہ لے کر اکیدر کے محل کے دروازے کی طرف جاؤ اور اس کو پکڑ کر میرے پاس لے آؤ زبیر نے عرض کی یا رسولؐ اللہ ہم اسکو کیونکر پکڑ لائیں حالانکہ اسکے ہمراہ جو لشکر ہے اسکا حال حضرتؐ کو معلوم ہے اور علاوہ حشم کے ہزار یا کچھ کم لونڈی غلام اور خدمتگار ہیں حضرتؐ نے فرمایا کسی تدبیر اور حیلہ سے گرفتار کر لینا انہوں نے عرض کی یا حضرتؐ ہم کیا تدبیر کر سکتے ہیں اول تو رات چاندنی ہے دوسرے ہمارا راستہ ہموار زمین میں ہے بھلا ہم اس میدان میں کیونکر نظروں سے پوشیدہ ہو سکتے ہیں فرمایا آیا تم چاہتے ہو کہ خدا تم کو انکی نظروں سے پوشیدہ رکھے اور چلتے وقت تمہارا سایہ نہ ہو اور تمہارے جسم ایسے روشن ہو جائیں کہ چاندنی میں اور ان میں ذرا بھر تمیز نہ ہو سکے انہوں نے عرض کی کہ ہاں یا رسولؐ اللہ ہم ایسا ہی چاہتے ہیں فرمایا تم دونو پر لازم ہے کہ محمدؐ و آلِ محمدؐ پر درود بھیجو اور یہ اعتقاد رکھو کہ علیؑ ابن ابیطالب میری تمام آلِ اطہار سے افضل ہے اور اے

زبیر خاص کر تو اس امر کا معتقد ہو کر علیؑ جس قوم میں موجود ہو ان کی سرداری اور ولایت کا سب
زیادہ وہی حقدار ہے اور کسی کو اس پر سبقت کرنی جائز نہیں ہے جب تم دونو یہ عمل کر دگے اور اسکے
محل کی دیوار کے سائے تلے پہنچو گے تو اللہ تعالیٰ ہرنوں اور پہاڑی بکریوں کو اسکے دروازے کی طرف
بھیجے گا اور وہ دروازے پر اپنے سینگوں کو رگڑیں گے جب ان وحشی جانوروں کی آوازیں اسکے
کان میں پہنچینگی تو وہ کہے گا کہ کوئی شخص جا کر ان جانوروں کو میرے لئے شکار کر لائے۔ اس کی
بیوی اس کو منع کرے گی اور کہے گی کہ خبردار اسوقت باہر نہ نکلنا کیونکہ محمدؐ ہمارے قلعہ کے پاس
آتا ہوا ہے مجھے ڈر ہے کہ کہیں اسنے اپنے کچھ ہمراہیوں کو ادھر نہ بھیجا ہو کہ کسی تدبیر سے تجھ کو
گرفتار کر لیں وہ جواب دیگا کہ اسوقت لشکر سے جدا ہونے کی کون جرات کر سکتا ہے کیونکہ اس
چاندنی رات میں ہمارے آدمی اسکو دور ہی سے آتا دیکھ لینگے اور اسوقت تمام عالم روشن ہو رہا
ہے اور یہاں کوئی نہیں ہے اور بالفرض اگر کوئی آدمی ہمارے محل کے سایہ میں ہوتا بھی تو یہ وحشی
اس کو دیکھ کر بھاگ جاتے آخرکار وہ ہرنوں اور بکریوں کے شکار کے لئے قلعہ سے نیچے اُتریگا
اور وہ جانور اس کے سامنے سے بھاگ جائینگے اسوقت تم دونو اس کے پیچھے لگ کر اسکو گھیر لوگے
اور تمہارے ہمراہی اس کو گرفتار کر لیں گے ؂

الغرض آنحضرتؐ نے جس طرح ارشاد فرمایا تھا ویسا ہی ظہور میں آیا اور انہوں نے اسکو گرفتار کر لیا
اکیدر نے ان سے کہا کہ میری تم سے ایک درخواست ہے وہ بولے بیان کر ہم تیری سب درخواستوں کو
پورا کرینگے مگر ہاں جو تو یہ کہے کہ ہم تجھ کو چھوڑ دیں یہ نہ مانیں گے اکیدر نے کہا کہ تم میرا یہ لباس
تلوار اور پٹکا اُتار لو اور ان کو حضرتؐ کے پاس لیجاؤ اور مجھ کو فقط ایک کُرتے میں جو میں پہنے
ہوں آپکے سامنے لے چلو تاکہ وہ مجھ کو اس زیب و زینت کے لباس میں نہ دیکھیں بلکہ عاجزانہ
لباس میں ملاحظہ کریں شاید کہ وہ مجھ پر رحم کریں انہوں نے ایسا ہی کیا محتاج مسلمان اور اعرابی
لوگ اس زرق برق کے لباس کو اس چاندنی رات میں دیکھ کر کہنے لگے یا رسول اللہ یہ لباس
اور زیورات تو جنت کے معلوم ہوتے ہیں حضرتؐ نے فرمایا نہیں یہ تو اکیدر کا لباس اور اسکی تلوار اور
پٹکا ہے اور اگر میری پھوپھی کا بیٹا زبیر اور سماک میرے عہد پر قائم رہیں یہانتک کہ محشر میں حوض کوثر
پر مجھ سے ملاقات کریں تو ان کا ایک دومال جنت میں ان سب سے افضل ہے صحابہ نے عرض کی

کہ وہ رومال ان سے افضل ہوگا فرمایا اگر اس قسم کے سونے سے زمین اور آسمان کے درمیانی فاصلے کو بھر دیا جائے تو اس تمام سونے سے اس رومال کا ایک تار بھی بہتر ہے جو جنت میں ان دونوں کے ہاتھ میں ہوگا۔

جب اکیدر کو حضرتؐ کے پاس لائے تو اس نے عرض کی کہ آپ مجھ کو چھوڑ دیں تاکہ میں آپکے دشمنوں کو جو میرے ملک سے پرے رہتے ہیں آپ پر حملہ کرنے سے باز رکھوں۔ حضرتؐ نے اس سے فرمایا اگر تو نے اس عہد کو پورا نہ کیا تو پھر کیا ہوگا اسنے عرض کی کہ اے محمدؐ اگر میں وفا نہ کرونگا تو اگر آپ خدا کے پیغمبر ہیں تو وہ خدا جسنے آپکے اصحاب کا سایہ زمین پر نہ پڑنے دیا یہاں تک کہ انہوں نے مجھ کو پکڑ لیا اور جس نے ہرنوں کو میرے دروازے پر بھیجا اور مجھ کو محل سے نکالا اور آپ کے اصحاب کے ہاتھوں میں لا ڈالا اور اگر پیغمبر نہیں ہیں تو آپ کا وہ اقبال جس نے اس طرز عجیب اور سبب لطیف سے مجھ کو آپکے ہاتھ میں ڈالا پھر بہت جلد اسی طرح مجھ کو آپکے ہاتھ میں گرفتار کرا دیگا۔ آخر کار آنحضرتؐ نے اُس سے اس شرط پر صلح کی کہ ہر سال دو ہزار اوقیہ سونا اور دو سو حُلّے ماہ رجب میں ادا کرے اور ہزار اوقیہ سونا اور دو سو حُلّے ماہ صفر میں ادا کرے اور جو مسلمان انکے پاس سے گزرے اسکو تین دن مہمان رکھے اور اپنی سرحد تک اس کو زادِ راہ دے اور اگر ان شرطوں میں سے ایک کو بھی توڑ ڈالے تو امانِ خدا و رسولؐ سے نکل گیا۔ بعد ازاں حضرتؐ نے مدینہ منورہ کی طرف مراجعت فرمائی۔

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ وہ شخص رسولؐ خدا کا گوشہ لہ وہی ابو عامر راہب تھا جس کو حضرتؐ نے فاسق کے نام سے نامزد کیا تھا جب آپ ظفریاب ہو کر مدینہ میں تشریف لائے اور منافقوں کا جعل خدا نے باطل کر دیا تو حضرتؐ نے مسجد ضرار کے جلانے کا حکم صادر فرمایا اور خدا نے یہ آیت نازل کی وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَكُفْرًا وَتَفْرِيقًا بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ وَإِرْصَادًا لِّمَنْ حَارَبَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ مِن قَبْلُ ۚ وَلَيَحْلِفُنَّ إِنْ أَرَدْنَا إِلَّا الْحُسْنَىٰ ۖ وَاللَّهُ يَشْهَدُ إِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ ۝ لَا تَقُمْ فِيهِ أَبَدًا آخر آیت تک اور وہ لوگ ہیں جنھوں نے مومنین کو ضرر پہنچانے اور کفر کو تقویت دینے اور مومنوں کے درمیان تفرقہ ڈالنے اور اس شخص کا انتظار کرنے کے لئے جس نے اس سے پہلے خدا اور اس کے رسولؐ سے جنگ کی ہے۔ مسجد تعمیر کی ہے اور البتہ وہ قسمیں کھاتے ہیں

کہ اس مسجد کی تعمیر سے ہماری نیت نیکی کے سوا اور کچھ نہیں ہے اور اللہ شہادت دیتا ہے کہ وہ بیشک جھوٹے ہیں اے محمدؐ تو ہرگز اس میں نہ کھڑا ہو یعنی اس مسجد میں نماز مت پڑھ ۔

پھر امام ہمتم علیہ السلام نے فرمایا کہ جو کو سالہ آنحضرتؐ کی زندگی میں تھا اللہ تعالیٰ نے اس پر ہلاکت ڈالی اور وہ قولنج ۔ برص ۔ جذام ۔ فالج اور لقوہ کے امراض میں مبتلا ہوا اور اس حالت میں چالیس دن سخت عذاب میں گرفتار رہا بعد ازاں جہنم کے سخت عذاب کی طرف منتقل ہوا لعنۃ اللہ علیہ والعذاب الشدید ۔

قولہ عز و جل مَا يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَلَا الْمُشْرِكِينَ أَنْ يُنَزَّلَ عَلَيْكُمْ مِنْ خَيْرٍ مِنْ رَبِّكُمْ وَاللَّهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ۔ ترجمہ کفار اہل کتاب و مشرکین نہیں چاہتے ہیں کہ تمہارے پروردگار کی جانب سے تم پر کوئی نیکی نازل ہو اور اللہ جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت سے مخصوص کرتا ہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے ۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ امام رضا علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ یہود و نصاریٰ اور مشرکین و نواصب کی مذمت میں ارشاد فرماتا ہے مَا يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ کفار اہل کتاب یعنی یہود و نصاریٰ وَلَا الْمُشْرِكِينَ اور کفار مشرکین کہ نواصب بھی انہیں میں داخل ہیں جو ذکر خدا و ذکر محمدؐ اور فضائل علیؑ اور اس ولی خدا کے مذاہب شریفہ کے بیان کرنے سے غضبناک ہوتے ہیں نہیں چاہتے ہیں کہ أَنْ يُنَزَّلَ عَلَيْكُمْ مِنْ خَيْرٍ مِنْ رَبِّكُمْ تم پر تمہارے پروردگار کی طرف سے کوئی نیکی یعنی محمدؐ اور علیؑ اور ان دونوں کی آل اطہار کے شرف و فضل کے بارے میں کوئی اور آیت نازل ہو نیز وہ نہیں چاہتے کہ آسمان سے ان کے لئے معجزات کی کوئی دلیل نازل ہو اور محمدؐ اور علیؑ اور ان کی آل اطہار سے ظاہر ہو اسی سبب سے وہ لوگ اپنے مذہب والوں کو تمہارے ساتھ بحث کرنے سے منع کرتے ہیں کیونکہ ان کو یہ خوف ہے کہ تمہاری حجت ان کو لاجواب کر دیگی اور آخرکار ان کے عوام تم پر ایمان لے آئینگے اور اپنے سرداروں سے بگڑ جائینگے اس لئے ان میں سے جو کوئی تیرے امر کو دریافت کرنے کی غرض سے تیرے پاس آنا چاہتا ہے اس کو یہ بات کہہ کر تیری طرف آنے سے روک دیتے ہیں کہ میاں وہ تو

بڑا لطیفہ گو قسمیں کھانیوالا اور جادو بیان ہے تیرے دین و دنیا کے بچاؤ کے لئے یہی بہتر ہے کہ نہ تو تو اس سے ملاقات کرے اور نہ وہ تجھ سے ملے اسی طرح عوام الناس کو بھی تیرے آنے سے منع کرتے ہیں ۔

بعد ازاں ارشاد فرماتا ہے وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ اور اللہ جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت کے ساتھ مخصوص کرتا ہے کہ اس کو دین اسلام اور محمدؐ اور علیؑ ابن ابی طالب کی محبت کی توفیق دیتا ہے۔ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ اور اللہ تعالےٰ اُس شخص پر بہت بڑا فضل کرتا ہے جس کو تیرے دین کی توفیق دیتا ہے اور تیری اور تیرے بھائی علیؑ ابن ابی طالب کی دوستی کی ہدایت فرماتا ہے ۔

جب رسول خدا نے ان کو اس حکم سے ڈرایا تو ان میں سے ایک جماعت حاضر خدمت ہوئی اور آکر حضرتؐ سے لڑنا جھگڑنا شروع کیا اور بولے کہ اے محمدؐ تو ہمارے دلوں میں اس چیز کے جیسنے کا دعوے کرتا ہے جو ان میں پائی نہیں جاتی ہم اس بات کو برا نہیں سمجھتے کہ تم پر حجت خدا نازل ہو جس کی متابعت لازم ہو اور اسکی متابعت کی جائے حضرتؐ نے ان سے فرمایا اگر تم آج محمدؐ سے جھگڑتے ہو تو کیا مضائقہ عنقریب تم پروردگار عالم سے جھگڑو گے جبکہ تمہارے اعمال نامے تمہارے اعمال کو بیان کرینگے تم کہو گے کہ حافظان اعمال فرشتوں نے ہم پر ظلم کیا ہے اور جو عمل ہم نے نہیں کئے تھے وہ ہمارے اعمال ناموں میں درج کر دئے ہیں اس وقت تمہارے اعضا سے شہادت لی جائیگی اور وہ تمہارے برخلاف شہادت دینگے۔ حضرتؐ کی یہ تقریر سُن کر انہوں نے عرض کی کہ اے محمدؐ اپنے شاہد کو اس قدر دُور مت کر کہ یہ کام جھوٹوں کا ہے ہم میں اور روز قیامت میں بہت فاصلہ ہے جس بات کا تو دعوے کرتا ہے وہ ہم کو ہمارے نفسوں میں دکھادے تاکہ ہم کو تیری راست گوئی معلوم ہو اور یہ معلوم ہی ہے کہ یہ کام تجھ سے ہرگز ہرگز نہ ہو سکیگا کیونکہ تو جھوٹا ہے ان کی یہ بیہودہ گفتگو سُن کر حضرتؐ نے جناب امیرؑ سے فرمایا اے علیؑ ان کے اعضائے گواہی طلب کر علیؑ نے ان سے گواہی طلب کی ان کے تمام اعضا نے ان کے برخلاف گواہی دی کہ یہ لوگ نہیں چاہتے ہیں کہ تمہارے پروردگار کی طرف سے محمدؐ کی زبان پر کوئی آیت بطور آیت بینہ اور حجت کے جو اس کی نبوت اور اس کے بھائی علیؑ کی امامت کے لئے معجزہ ہو نازل ہوئے کیونکہ ان کو یہ خوف ہے کہ دلیل سے ان کو ساکت اور لاجواب کردیگا اور ان کے عوام

اس پر ایمان نے آئینگے اور اکثر لوگ ان سے برگشتہ ہو جائینگے یہ شہادتیں سُن کر وہ ناہنجار کہنے لگے کہ اے محمدؐ ہم ان شہادتوں کو نہیں سُنتے جن کا تو دعویٰ کرتا ہے کہ ہمارے اعضا گواہی دیتے ہیں یہ کلام ان کا فرونکا سُن کر حضرتؐ نے فرمایا اے علیؑ یہ لوگ اس گروہ میں داخل ہیں جن کے باب میں خدا فرماتا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ حَقَّتْ عَلَیْهِمْ كَلِمَتُ رَبِّكَ لَا یُؤْمِنُوْنَ وَلَوْ جَآءَتْهُمْ كُلُّ اٰیَةٍ حَتّٰى یَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِیْمَ جن لوگوں پر تیرے پروردگار کا قول ثابت اور واجب ہو چکا ہے وہ ایمان نہ لائینگے اگرچہ ان کے پاس ہر نشانی آئے یہاں تک کہ عذاب دردناک کو دیکھیں ان کی ہلاکت کے لئے بددعا کر جناب امیرؑ نے ان کی ہلاکت کے لئے بددعا کی اسوقت یہ حالت ہوئی کہ ان کے اعضا گویا ہوئے اور ہر ایک عضو اپنے مالک کے برخلاف گواہی دیتا تھا اور اس کے جسم سے جُدا ہو جاتا تھا یہاں تک کہ وہ سب کے سب وہیں مر گئے ان کے مرنے کے بعد اور یہودی وہاں آئے اور بولے اے محمدؐ تو کس قدر سخت دل ہے کہ سب کو مار ڈالا حضرتؐ نے جواب دیا کہ جن لوگوں پر خدائے قہار نہایت غضب ناک ہوئیں اُن سے نرمی کیوں برتوں ہاں اگر وہ محمدؐ اور علیؑ اور ان دونو کی آلِ اطہار کا واسطہ دے کر خدا سے التماس کرتے کہ وہ ان کو مہلت دے اور درگزر کرے تو حق تعالیٰ ضرور ان کی دُعا کو قبول کرتا جیسا کہ اس سے پہلے گوسالہ پرستوں کی دُعا قبول کی گئی تھی جبکہ انہوں نے محمدؐ اور علیؑ اور ان کی آلِ اطہار کا واسطہ دے کر دُعا کی تھی اور اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کی زبانی ان سے فرمایا تھا کہ اگر ان حضرات کا واسطہ دے کر اس قاتل کے لئے بھی دُعا کی جاتی تو خدا محمدؐ اور علیؑ اور ان کی آلِ اطہار کی کرامت و شرافت کے باعث اس کو بھی قتل کا گناہ معاف کر دیتا ۔

قولہ عزوجل مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰیَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَیْرٍ مِّنْهَاۤ اَوْ مِثْلِهَا اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ مَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِیٍّ وَّ لَا نَصِیْرٍ ۝

ترجمہ۔ جس آیت کو کہ ہم منسوخ کرتے ہیں یا اس کو بھلا دیتے ہیں تو اس سے بہتر یا اس کی مانند اور آیت لاتے ہیں اے محمدؐ کیا تجھ کو معلوم نہیں ہے کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے کیا تجھ کو معلوم نہیں ہے کہ آسمانوں اور زمین کی سلطنت خدا ہی کی ہے اور اللہ کے سوا اور کوئی تمہارا نہ دوست ہے اور نہ مددگار ہے

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ امام محمد تقی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبر سے خطاب کرکے فرماتا ہے مَا نَنسَخْ مِنْ آيَةٍ اَوْ نُنسِهَا اگر ہم کسی آیت کے حکم کو رفع کرتے ہیں یعنی منسوخ کر دیتے ہیں یا اس کے رسم خط کو رفع کرتے ہیں یعنی اس کو محو کر دیتے ہیں اور لوگوں کے دلوں سے اور تیرے دل سے اس کی یاد جاتی رہتی ہے یعنی وہ بھول جاتی ہے چنانچہ ایسا ہی اور مقام پر فرماتا ہے سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنسَىٰ اِلَّا مَا شَاءَ اللّٰهُ عنقریب ہم تجھ کو پڑھائینگے کہ تو اس کو نہ بھولیگا مگر جس کو خدا چاہے گا تجھ کو بھلا دیگا اور اس کا ذکر تیرے دل سے جاتا رہے گا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَا تو اس سے بہتر آیت لاتے ہیں یعنی اس دوسری آیت پر عمل کرنا بہتر ہے اور اس کا ثواب بہت بڑا ہے اور آیت منسوخہ کی نسبت تمہاری بہتری کے لئے زیادہ تر مفید ہے اَوْ مِثْلِهَا یا تمہاری بہتری کے حق میں پہلی آیت (منسوخہ) کی مانند ہے یعنی اس منسوخ اور تبدیل کرنے سے ہم کو صرف تمہاری بہتری اور مصلحت مطلوب ہوتی ہے۔

بعد ازاں ارشاد فرماتا ہے کہ اے محمد اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ کیا تجھ کو معلوم نہیں ہے کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے یعنی وہ منسوخ کرنا وغیرہ سب امور کی قدرت رکھتا ہے اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اور اے محمد کیا تو نہیں جانتا کہ آسمانوں اور زمین کی سلطنت کا مالک خدا ہی ہے اور وہی اس کی تدبیروں اور مصلحتوں کو جانتا ہے اس لئے وہی اپنے علم سے تمہاری تدبیریں کرتا ہے وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ اور اس کے سوا اور کوئی تمہارا ولی نہیں ہے جو تمہاری بہتری کا متولی ہو جب کہ مصلحتوں کا عالم وہی خدائے بزرگ و برتر ہے اور اس کے سوا اور کوئی ان سے واقف نہیں ہے وَلَا نَصِيْرٍ اور نہ کوئی اس کے سوا تمہارا ناصر و مددگار ہے جو مکروہات و بلیات میں تمہاری مدد کرے جبکہ خدا ان مکروہات کو تم پر نازل کرنا چاہے یا کسی عذاب میں تمہارا مددگار ہو جب وہ تم کو اس عذاب میں ڈالنا چاہے۔

اور امام محمد تقی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آیات کا منسوخ اور تبدیل کرنا تمہاری مصلحتوں اور فائدوں کی غرض سے مقرر کیا ہے تاکہ تم ان پر ایمان لاؤ اور وہ تمہارے ان آیتوں کی تصدیق کرنے کی وجہ سے تمہارے ثواب کو زیادہ کرے پس وہ وہی نسخ اور

رہ ہم
سج ہم
۱۰۶

تبدیلی عمل میں لاتا ہے جس میں تمہاری بہتری اور بھلائی ہو ۔
بعد ازاں خدا ارشاد فرماتا ہے اَلَمۡ تَعۡلَمۡ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلۡكُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ
اے محمدؐ کیا تو نہیں جانتا کہ آسمانوں اور زمین کی سلطنت اللہ ہی کی ہے اور وہ اپنی قدرت سے
ان پر حکومت کرتا ہے اور اپنی مشیت کے موافق ان میں تصرف کرتا ہے جس چیز کو وہ موخر کرے
کوئی اس کو مقدم نہیں کر سکتا اور جس کو وہ مقدم کرے اس کو کوئی موخر نہیں کر سکتا ۔
وَمَا لَكُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ مِنۡ وَّلِىٍّ وَّلَا نَصِيۡرٍ اور اے یہودیو اور محمدؐ کے جھٹلانے والو
اور شرائع کے تبدیل اور منسوخ ہونے کا انکار کرنے والو اللہ کے سوا اور کوئی تمہارا ولی نہیں ہے
جو تمہاری مصلحتوں کا متولی ہو اگر تمہارا پروردگار تمہاری مصلحتوں کا والی نہ ہو اور نہ اللہ کے سوا اور
کوئی تمہارا ناصر اور مددگار ہے جو تمہاری نصرت کرے اور اس کے عذاب کو تم سے دفع کرے ۔
منقول ہے کہ جب آنحضرتؐ مکہ معظمہ میں تشریف رکھتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو حکم دیا تھا کہ نماز
پڑھتے وقت بیت المقدس کی طرف منہ کیا کرو اور جب ممکن ہو تو کعبہ کو اپنے اور بیت المقدس کے بیچ
میں کر لیا کرو اور جب نہ ہو سکے تو جہاں پر ہوا کرو وہاں صرف بیت المقدس کی طرف رُخ کر لیا کرو۔
غرض آنحضرتؐ تیرہ برس تک جب تک کہ مکہ میں رہے اِس حکم کی تعمیل کرتے رہے اور مدینہ منورہ میں
آنے پر بھی سترہ مہینے تک بیت المقدس ہی قبلہ رہا اور کعبہ کی طرف رُخ نہ کیا چند سرکش یہودی
آپس میں ذکر کرنے لگے خدا کی قسم محمدؐ کو یہ معلوم نہیں کہ میں کیونکر نماز پڑھتا ہوں یہاں تک
کہ وہ ہمارے قبلہ کی طرف منہ کرتا ہے اور ہمارے طریقوں اور عبادت کے طرزوں پر چلتا ہے
حضرت کو ان یہودیوں کی یہ گفتگو نہایت ناگوار اور شاق گزری اور ان کے قبلہ کو مکروہ جانا اور کعبہ کو
پسند کیا جب جبرئیلؑ امین آپ کے پاس آئے تو ان سے فرمایا مجھ کو یہ بات نہایت مرغوب ہے کہ
اللہ تعالیٰ بیت المقدس کی جگہ کعبہ کو میرا قبلہ مقرر کر دے کیونکہ یہودیوں کی جو باتیں ان کے قبلہ کے باب
میں میں نے سُنی ہیں ان سے مجھ کو ایذا پہنچی ہے جبرئیلؑ نے عرض کی یا رسول اللہؐ اپنے پروردگار سے
التماس کریں کہ وہ قبلہ کو ادھر تبدیل کر دے اللہ تعالیٰ تمہاری درخواست کو ہرگز رد نہ کرے گا
اور تم کو اپنی آرزو میں محروم نہ رکھیگا آخر کار جب حضرتؐ کی دعا ختم ہوئی تو جبرئیلؑ نے آسمان پر
جا کر پھر زمین پر نزول کیا اور عرض کی کہ اے محمدؐ پڑھ قَدۡ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجۡهِكَ فِى السَّمَآءِ

فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ الخ بیشک ہم انتظار وحی میں آسمان کی طرف تیرے منہ کا پھرنا دیکھتے ہیں پس جس قبلہ کو تو پسند کرتا ہے اس کی طرف ضرور، ہم تجھ کو پھیر دینگے اب تو مسجد حرام کی طرف اپنا منہ پھرا اور جہاں کہیں تم (اے مومنین) ہوا کرو وہیں سے اسکی طرف منہ کر لیا کرو۔

جب بحکم خدا حضرتؐ نے کعبہ کی طرف رُخ کیا تو یہودیوں نے اعتراض کے طور پر کہا جسکو حق تعالےٰ قرآن میں نقل فرماتا ہے مَا وَلّٰهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِيْ كَانُوْا عَلَيْهَا ان مسلمانوں کو اس قبلہ سے جس کی طرف وہ پہلے نماز پڑھنے میں رُخ کیا کرتے تھے کس چیز نے پھیر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان یہودیوں کو نہایت عمدہ جواب دیا چنانچہ فرماتا ہے اے محمدؐ قُلْ لِّلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ مشرق اور مغرب خدا ہی کا ہے اور وہی ان دونو کا مالک ہے اور اس کا کسی طرف کو پھرنے کی تکلیف دینا ایسا ہی ہے جیسے تم کو کسی اور طرف پھیر دیوے يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ جس کو چاہتا ہے راہ راست کی طرف ہدایت کرتا ہے جو ان کے لئے موجب صلاح و فلاح ہے اور ان کی طاعت ان کو بہشت کی طرف لے جاتی ہے۔

اور یہودیوں کی ایک جماعت نے حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی اے محمدؐ قبلۂ بیت المقدس کی طرف تو نے چودہ برس نماز پڑھی اور اسکو چھوڑ دیا جس بات پر کہ تو پہلے قائم تھا اگر وہ حق تھی تو اس کو ترک کر کے اب تو ضرور باطل کی طرف چلا گیا کیونکہ جو چیز حق کے خلاف ہوتی ہے وہ باطل ہوتی ہے یا اگر وہ باطل تھی تو پھر تو ضرور اتنی مدت تک باطل پر قائم رہا پس ہم اپنے باطل پر ہونے کا یقین نہیں کر سکتے حضرتؐ نے ان کے جواب میں فرمایا کہ پہلا امر بھی حق تھا اور اب یہ بھی حق ہے کیونکہ خدا فرماتا ہے قُلْ لِّلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ یعنی اے محمدؐ کہہ دے کہ مشرق اور مغرب خدا ہی کا ہے جس کو چاہتا ہے راہ راست کی طرف ہدایت کرتا ہے اے بندگان خدا جب وہ مشرق کی طرف منہ کرنا تمہارے لئے مصلحت سمجھتا ہے تو مشرق کی طرف منہ کرنے کا تم کو حکم دیتا ہے اور جب مغرب کی طرف منہ کرنا مصلحت جانتا ہے تو اس کے لئے امر فرماتا ہے اور اگر ان دونو کے سوا اور کسی طرف میں تمہاری بہتری

معلوم کرے تو اسی کا تم کو حکم دے پس تم لوگ اپنے بندوں کے بارے میں خدا کی تدبیروں اور ان کی مصلحتوں کے باب میں اسکے ارادے کے منکر مت ہو بعدازاں فرمایا کہ اے یہودیو تم نے پہلے تو شنبہ کے روز کام کرنا ترک کر دیا تھا پھر کچھ مدت بعد کرنے لگے تھے پھر چھوڑ دیا تھا بعدازاں پھر کرنے لگے اب تم بتاؤ کہ تم نے حق کو چھوڑ کر باطل کو اختیار کیا یا باطل کو چھوڑ کر حق کو اختیار کیا یا ایک باطل کو ترک کر کے دوسرے باطل کی طرف عود کیا یا حق سے حق کی طرف رجوع کی جو کچھ کہ تم میرے اس اعتراض کا جواب دوگے وہی میری طرف سے اپنے اعتراض کا جواب سمجھ لو یہودی بولے کہ پہلے شنبہ کے دن کام کا ترک کرنا حق تھا بعدازاں دوسری بار اس دن کام کا کرنا بھی حق ہے حضرتؐ نے فرمایا تو بس اسی طرح سے بیت المقدس کو قبلہ بنانا اپنے وقت پر حق تھا اب کعبہ کو قبلہ مقرر کرنا اپنے وقت میں حق ہے۔ اس کے بعد یہودیوں نے کہا کہ پہلے تو جیسا کہ تیرا خیال ہے خدا نے تجھ کو بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کا حکم دیا تھا اور پھر کعبہ کی طرف رُخ کرنے کا تجھ کو حکم دیا تو اس میں بدا واقع ہوا حضرتؐ نے فرمایا کہ اس میں اس کو بدا واقع نہیں ہوا کیونکہ وہ انجاموں سے واقف اور مصلحتوں پر قادر ہے اور اپنے نفس میں کسی قسم کی غلطی نہیں پاتا اور نہ کسی رائے کو پہلی رائے کے برخلاف قائم کرتا ہے وہ اس بات سے بری اور برتر ہے نیز اس کو کوئی رکاوٹ ایسی پیش نہیں آتی جو اس کو اپنی منشا سے باز رکھے اور بدا اسی شخص کو پیش آیا کرتا ہے جس میں یہ وصف موجود ہوں اور حق تعالیٰ جلشانہ ان صفات سے بہت بزرگ و برتر ہے۔

بعدازاں فرمایا کہ اے یہودیو دیکھو خدا بیمار کرتا ہے پھر تندرست کر دیتا ہے پھر بیمار کر دیتا ہے تو کیا اس میں بدا واقع ہوا نیز وہ زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے کیا ان دونوں صورتوں میں سے ہر ایک میں بدا واقع ہوا وہ بولے کہ نہیں فرمایا تو بس اسی طرح سے اس نے اپنے پیغمبر محمدؐ کو پہلے بیت المقدس کی طرف رُخ کر کے نماز پڑھنے کا حکم دیا تھا اس کے بعد کعبہ کی طرف منہ کر کے عبادت کرنے کا حکم فرمایا اور اس کو اس صورت میں بدا واقع نہیں ہوا۔ بعدازاں ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ گرمی کے بعد سردی لاتا ہے اور سردی کے بعد گرمی کیا یہاں بھی ہر ایک صورت میں بدا واقع ہوا وہ بولے کہ نہیں فرمایا تو بس اسی طرح قبلہ کے باب میں بھی بدا وقوع میں نہیں آیا بعدازاں فرمایا کہ دیکھو خدا نے تمہارے لئے لازم کیا ہے کہ سردیوں میں خزنہ کے

لباس پہنو اور گرمی کے لئے جاڑے کے برخلاف حکم دیا تو کیا اس میں اس کو بداپیش آیا وہ بولے کہ نہیں۔ فرمایا دیکھو اسی طرح اس نے ایک وقت تو اپنی مصلحت کے موافق ایک چیز میں تم سے خدمت لی پھر دوسرے وقت کسی اور مصلحت کے موافق دوسری چیز میں جب تم نے دونو حالتوں میں اس کی اطاعت کی تو تم اس کے ثواب کے مستحق ٹھیرے اس وقت حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ اور مشرق مغرب اللہ ہی کا ہے جس طرف کو تم منہ پھیرتے ہو وہیں اللہ کی ذات موجود ہے یعنی جبکہ تم اس کے حکم سے کسی سمت کو منہ کرو وہیں وہ ذات موجود ہے جس سے تم اللہ مراد لیتے ہو اور اس کے ثواب کی آرزو کرتے ہو۔

پارہ الم سورہ بقر ع ۱۴

بعدازاں حضرتؑ نے فرمایا اے بندگان خدا تم گویا بیمار ہو اور اللہ مثل طبیب کے ہے اور مریض کے لئے وہی چیز بہتر ہوتی ہے جس کو طبیب بہتر سمجھے اور اس کے لئے تجویز کرے نہ کہ جس میں مریض اس کو اشتباہ میں ڈال دے اور خود اس سے درخواست کرے اے لوگو آگاہ ہو اور اللہ کے کام کو اسی کے سپرد کرو اس میں تم کامیاب ہوگے اور اپنی مراد کو پہنچوگے۔

کسی نے امام محمد تقی علیہ السلام سے عرض کی کہ اے فرزند رسولؐ بیت المقدس کو پہلا قبلہ کیوں مقرر کیا گیا حضرتؑ نے فرمایا کہ اس کی وجہ خدا خود بیان فرماتا ہے وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِيْ كُنْتَ عَلَيْهَا اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ يَّنْقَلِبُ عَلٰى عَقِبَيْهِ اور ہم نے بیت المقدس کو جس پر تو پہلے قائم تھا اس لئے قبلہ مقرر کیا تھا کہ ہم معلوم کرلیں کہ کون ہمارے رسولؐ کی پیروی کرتا ہے اور کون اپنی دونو ایڑیوں پر مڑ جاتا ہے یعنی نافرمانی کرتا ہے۔ یعنی تاکہ ہم اس بات کو جس کی بابت ہم کو پہلے ہی معلوم ہے کہ وہ عنقریب اس سے وجود میں آئیگی اس سے ظہور میں آئی ہوئی معلوم کرلیں اور اس کا قصہ اس طرح سے ہے کہ اہل مکہ کعبہ کو پسند کرتے تھے اس لئے اللہ تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ حضرتؐ کے تابعین اور مخالفین میں تمیز ہو جائے اس طرح سے کہ جس قبلہ کو وہ ناپسند کرتے ہیں اور محمدؐ اس کی بابت حکم دیتا ہے اگر اس میں حضرتؐ کی متابعت کریں تو مطیع اور فرمانبردار ہیں ورنہ مخالف اور نافرمان۔ اور اہل مدینہ بیت المقدس کو چاہتے تھے اس لئے ان کو اس کی مخالفت کرنے اور کعبہ کی طرف متوجہ ہونے کا حکم دیا تاکہ معلوم

سورہ بقر دوسرا پارہ

ہو جائے کہ اپنے ناپسندیدہ اور مکروہ امر میں کون شخص محمدؐ کی موافقت کرتا ہے جو کوئی ایسا کرے وہی اس کا مُصدِق اور موافق ہے چنانچہ فرماتا ہے وَاِنْ كَانَتْ لَكَبِيْرَةً اِلَّا عَلَى الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ یعنی اگرچہ اُس وقت بیت المقدس کی طرف مُنہ کرنا ان کو ناگوار اور دُشوار معلوم ہوتا تھا مگر جن کو خدا نے ہدایت کی توفیق دی تھی ان کا یہ حال نہ تھا۔

اس سے معلوم ہو گیا کہ پروردگار عالم اپنے بندوں سے ان کی رائے کے برخلاف اپنی طاعت اور بندگی لینا چاہتا ہے تاکہ ان کی نفسانی خواہش کی مخالف صورت میں ان کی طاعت گزاری کی آزمائش ہو جائے۔

قولہ عزوجل اَمْ تُرِيْدُوْنَ اَنْ تَسْاَلُوْا رَسُوْلَكُمْ كَمَا سُئِلَ مُوْسٰى مِنْ قَبْلُ وَمَنْ يَّتَبَدَّلِ الْكُفْرَ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ترجمہ۔ آیا تم یہ ارادہ رکھتے ہو کہ اپنے رسولؐ سے ایسا سوال کرو جیسا کہ اس سے پہلے موسیٰؑ سے کیا گیا تھا اور جو کوئی کفر کو ایمان کے ساتھ بدل ڈالے یعنی ایمان کو چھوڑ کر کفر اختیار کرے وہ سیدھے رستے سے بھٹک گیا یعنی گمراہ ہو گیا۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ امام علی نقی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے اَمْ تُرِيْدُوْنَ اَنْ تَسْاَلُوْا رَسُوْلَكُمْ کہ اے کفار قریش و یہود تم جو اپنے رسول سے ایسے آیات و معجزات طلب کرتے ہو جن کی بابت تم کو یہ معلوم نہیں کہ وہ تمہارے حق میں باعث صلاح ہیں یا موجب فساد تو کیا تم اس سے ایسا سوال کرنے کا ارادہ رکھتے ہو كَمَا سُئِلَ مُوْسٰى مِنْ قَبْلُ جیسا کہ اس سے پہلے موسیٰؑ سے سوال کیا گیا تھا اور وہ یہ تھا کہ لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى نَرَى اللّٰهَ جَهْرَةً فَاَخَذَتْكُمُ الصّٰعِقَةُ ہم ہرگز تجھ پر ایمان نہ لائینگے جب تک کہ اللہ کو ظاہر طور پر نہ دیکھ لیں اسوقت اے بنی اسرائیل تم کو بجلی نے گھیر لیا تھا وَمَنْ يَّتَبَدَّلِ الْكُفْرَ بِالْاِيْمَانِ اور جو کوئی بعد اس کے کہ رسولؐ خدا اس کو یہ جواب دے کہ جو کچھ تُو نے مجھ سے سوال کیا ہے اسکی بابت خدا سے درخواست کرنی بہتر نہیں ہے ایمان سے کُفر کو تبدیل کرے یا اگر اس کی درخواست درست ہو اور اللہ تعالیٰ اس کو ظاہر کر دے اور وہ اپنی مطلوبہ آیات کے مشاہدہ کرنے کے بعد ایمان نہ لائے یا جبکہ اس کو معلوم ہو جائے کہ اس کو سوال کرنا مناسب نہیں ہے اور جن دلائل کو خدا نے قائم کیا

پارہ ۱
سورہ ۲
ع ۱۳

ہے اور جن بینات کو اس نے واضح فرمایا ہے انہی پر اکتفا کرنا واجب ہے پھر بھی وہ ایمان سے کفر کو
تبدیل کرے کہ معاندہ کرے اور خدا نے جس حجت کو اس پر قائم کیا ہے اسکا التزام نہ کرے فَقَدْ ضَلَّ سَوَاءَ
السَّبِيلِ وہ ضرور اس سیدھے رستے سے بھٹک گیا جو جنت میں پہنچاتا ہے اور اس راہ پر ہولیا
جو جہنم کی طرف لے جاتی ہے ۔
امام علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ اے یہودیو اَمْ تُرِيدُونَ اَنْ
تَسْئَلُوا رَسُولَكُمْ ..... الخ بلکہ تم بعد اس چیز کے جو ہم نے تم کو عطا کی ہے یہ ارادہ رکھتے ہو کہ
اپنے رسولؐ سے موسیٰ علیہ السلام کا سا سوال کرو اور اس کا قصہ اس طرح سے ہے کہ دس یہودی
اس ارادے سے حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ آپ سے ایسے سوالات کریں جن میں عتاب
وخطاب سے پیش آئیں اسی اثنا میں ایک اعرابی اس طرح دوڑتا ہوا وہاں آیا گویا پیچھے سے اس کو
کوئی دھکیلتا تھا اور وہ اپنے کندھے پر ایک لاٹھی رکھے تھا اور اسکے سرے پر ایک تھیلی لٹک رہی تھی جس کا
منہ بندھا ہوا تھا اور بیچ میں کوئی چیز بھری ہوئی تھی جس کا حال کسی کو معلوم نہ تھا اور آتے ہی
آواز دی اے محمدؐ میں جو کچھ پوچھتا ہوں اس کا جواب دے حضرتؐ نے اس سے فرمایا اے بھائی
عرب یہ یہودی بھی تجھ سے پہلے کچھ دریافت کرنے آئے ہیں اگر تو اجازت دے تو پہلے ان کے سوالوں کا
جواب دوں اعرابی بولا کہ نہیں کیونکہ میں مسافر اور چلا جانے والا ہوں حضرتؐ نے فرمایا بیشک
تو مسافر اور راہی ہونے کے سبب ان کی نسبت زیادہ حقدار ہے اعرابی نے عرض کی ایک اور بات
بھی ہے حضرتؐ نے فرمایا وہ کیا اس نے عرض کی کہ ان لوگوں کے پاس ایک کتاب بھی ہے جس کو
یہ اپنے خیال میں سچا سمجھتے ہیں اور مجھے یہ خوف ہے کہ تو کوئی ایسی بات کہے جس میں وہ تیرے ساتھ
متفق ہو جائیں اور لوگوں کا دین بگاڑنے کے لئے تیری تصدیق کریں اور میں ایسی بات پر قناعت نہ
کرونگا اور کوئی ظاہر اور روشن نشانی دیکھے بغیر فارغ نہ ہونگا تب حضرتؐ نے اصحاب سے فرمایا
کہ علیؑ ابن ابی طالب کہاں ہے اس کو یہاں بلاؤ حسب ارشاد جب جناب امیرؑ وہاں آئے تو حضرتؐ کے
پاس گئے اعرابی نے کہا کہ اے محمدؐ میرے تجھ سے گفتگو کرنے وقت اس سے کیا مطلب ہے فرمایا
اے اعرابی تو نے مجھ سے توضیح مطلب کا سوال کیا ہے اور یہ بیان شافی اور علم کافی کا مالک ہے
میں علم و حکمت کا شہر ہوں اور یہ اُس شہر کا دروازہ ہے جو کوئی علم و حکمت کا ارادہ کرے

اس کو چاہیئے کہ دروازے سے داخل ہو جب جناب امیرؑ آنحضرتؐ کے سامنے جاکر کھڑے ہوئے
توحضرتؐ نے بلند آواز سے فرمایا کہ اے بندگانِ خدا جو کوئی آدمؑ کی جلالت اور شیثؑ کی حکمت اور
ادریسؑ کی دانش و ہیبت اور نوحؑ کا شکر و عبادت اور ابراہیمؑ کی وفا اور خلت اور موسیٰؑ کا
تمام دشمنان و مخالفانِ خدا کو دشمن رکھنا اور عیسیٰؑ کا سب مومنوں سے محبت اور معاشرت کرنا
دیکھنا چاہے اس کو چاہیے کہ اس (علیؑ ابن ابی طالب) کی طرف دیکھ لے حضرتؐ کا یہ ارشاد
سُن کر مومنوں کا تو ایمان اور زیادہ ہو گیا اور منافقوں کا نفاق بڑھ گیا اعرابی بولا کہ اے محمدؐ
یہ تو نے اپنے چچا کے بیٹے کی تعریف کی ہے اس کا شرف تیرا شرف ہے اور اس کی عزت
تیری عزت۔ مَیں ان میں سے ایک بات بھی قبول نہیں کرتا جب تک کہ کوئی ایسا شخص شہادت نہ
دے جس کی شہادت میں جھوٹ اور فساد کا گمان نہ ہو۔ جب اس سے دریافت کیا گیا
کہ وہ ایسا شخص کون ہے تو بولا کہ اگر یہ سوسمار گواہی دے تو مَیں تسلیم کرونگا حضرتؐ نے
فرمایا کہ اے بھائی عرب اس کو تھیلی سے نکال اور اس سے گواہی طلب کر تاکہ وہ میری
نبوت اور میرے اس بھائیؑ کی فضیلت کی شہادت دے اعرابی بولا کہ مَیں نے اس کے شکار
کرنے میں بڑی تکلیف اُٹھائی ہے اور مَیں ڈرتا ہوں کہ یہ چھوٹ کر بھاگ نہ جائے حضرتؐ نے
فرمایا تو کچھ خوف نہ کر یہ بھاگنے کی نہیں بلکہ یہاں توقف کر کے ہماری صداقت اور فضیلت کی
گواہی دے گی۔ اعرابی نے کہا مجھے تو اس کے چھوٹ جانے کا ڈر ہے حضرتؐ نے فرمایا اگر
یہ بھاگ گئی تو تجھ کو ہمارے جھٹلانے اور ہم پر حجت قائم کرنے کے لئے یہی امر کافی ہوگا یہ
ہرگز نہ جائیگی بلکہ ہمارے حق میں سچی گواہی دے گی پس جب وہ شہادت دے چکے تو
اس کو جانے دینا کہ مَیں اس کی عوض میں تجھ کو وہ چیز دونگا جو تیرے لئے اس سے بہتر
ہوگی۔ الغرض اعرابی نے سوسمار کو تھیلی سے نکال کر زمین پر چھوڑ دیا وہ وہیں ٹھیر گئی
اور حضرتؐ کی طرف منہ کیا اور اپنے رخساروں کو عاجزی سے خاک پر ملا پھر اپنا سر اُٹھایا
اور اللہ تعالےٰ نے اس کو بولنے کی طاقت عطا فرمائی اور وہ بولی کہ مَیں گواہی دیتی ہوں کہ
اللہ کے سوا اور کوئی قابل عبادت نہیں وہ واحد ہے کوئی اس کا شریک نہیں اور
مَیں شہادت دیتی ہوں کہ محمدؐ اس کا بندہ اور پیغمبر اور اس کا برگزیدہ ہے اور یہ بندہ

ایسا رسول ہے جو تمام پیغمبروں کا سردار اور تمام مخلوق سے افضل اور خاتم الانبیا اور تمام
مومنوں کو بہشت کی طرف لے جانے والا ہے اور مَیں گواہی دیتی ہوں کہ تیرا بھائی علیؑ ابن ابیطالب
ان اوصاف اور فضائل سے موصوف ہے جو تو نے بیان کئے ہیں اور یہ شہادت دیتی ہوں
کہ اس کے دوست جنت میں معظّم و مکرّم ہونگے اور اس کے دشمن جہنّم میں ذلیل خوار ہونگے
یہ معجزہ دیکھ کر اعرابی رونے لگا اور عرض کی کہ یا رسولؐ اللہ مَیں بھی ان تمام باتوں کی شہادت
دیتا ہوں جن کی اس سوسمار نے شہادت دی ہے میں نے جو باتیں دیکھیں اور سُنیں ان سے مجھ کو
کسی طرح انکار اور گریز نہیں ہو سکتی پھر وہ ان یہودیوں سے مخاطب ہو کر کہنے لگا وائے ہو تم پر
اِس معجزے کے بعد تم اور کونسا معجزہ دیکھنا چاہتے ہو اور اس کے بعد اور کونسی آیت الہٰی کی
درخواست کرتے ہو اب یا تو ایمان لے آؤ ورنہ سب ہلاک ہو جاؤ گے اعرابی کی یہ تقریر
سُن کر وہ یہودی سب کے سب مسلمان ہو گئے اور کہنے لگے کہ اے بھائی عرب تیری یہ سوسمار
ہمارے حق میں بڑی متبرک ہوئی۔ بعد ازاں حضرتؐ نے اعرابی سے فرمایا کہ اے عرب اس
سوسمار کو اس شرط پر چھوڑ دے کہ اللہ تعالیٰ تجھ کو اس کے عوض میں اس سے بہتر شے عطا
کرے اس لئے کہ یہ اللہ اور اس کے رسولؐ اور برادرِ رسولؐ پر ایمان لائی ہے اور اس نے سچّی
گواہی دی ہے ایسے جانور کا شکار کرنا اور قید رکھنا مناسب نہیں ہے بلکہ اس کو چھوڑ دینا
چاہیئے تا کہ فضیلت خداداد کے باعث تمام سوسماروں پر سرداری کرے اسوقت سوسمار نے
عرض کی یا رسولؐ اللہ اس کو معاوضہ دینا میرے حوالے فرمایئے تا کہ مَیں اس کو پہنچا دوں اعرابی
بولا تو کیا معاوضہ مجھ کو دے سکتی ہے اسنے جواب دیا کہ اے اعرابی تو اُس سوراخ کے پاس جا جہاں سے
تُو نے مجھ کو پکڑا تھا اس میں دس ہزار دینار کسرائی اور تین لاکھ درہم موجود ہیں ان کو لے لے
اعرابی بولا مَیں کیا کروں اِس سوسمار کی گفتگو ان تمام حاضرین نے سُنی ہے اور مَیں اسوقت نہایت
خستہ ہو رہا ہوں پس جو لوگ آرام کر چکے ہیں وہ جائینگے اور اس مال کو اٹھا لائینگے سوسمار نے
کہا کہ اے اعرابی اللہ تعالیٰ نے وہ مال میری عوض میں تیرے واسطے مقرر کیا ہے وہ کسی کو
تجھ سے پہلے نہ اُٹھانے دیگا اور جو کوئی اِس مال کے لینے کا ارادہ کریگا اسکو خدا ہلاک کریگا چونکہ
اعرابی تھکا ماندہ تھا اس لئے آہستہ آہستہ روانہ ہُوا مگر منافقوں کی ایک جماعت جو حضرتؐ کی خدمت میں

حاضر تھی۔ وہاں اُس سے پہلے ہی جا پہنچی اور جب انھوں نے اس مال کے لینے کے لئے اس سوراخ میں اپنے ہاتھ ڈالے ایک بڑا سا کالا سانپ نکلا اور ان کو کاٹ کھایا اور سب کو ہلاک کر ڈالا اور اعرابی کے آنے تک وہیں ٹھیرا رہا جب وہ وہاں پہنچا تو پکارا اے بھائی عرب ان لوگوں کی طرف دیکھ کہ خدا نے مجھ کو ان کے قتل کے لئے مقرر کیا پیشتر اس کے کہ وہ اس مال کو لیں جو تیری سوسمار کی عوض میں تجھ کو مرحمت ہوا ہے اور خدا نے مجھ کو اس مال کا محافظ مقرر کیا ہے تو اس کو لے لے تب اعرابی نے ان درہموں اور دیناروں کو وہاں سے باہر نکالا مگر ان کو اٹھا نہ سکا یہ حال دیکھ کر وہ افعی پکارا کہ اپنی کمر کی رسّی کھول کر اس کا ایک سرا اس تھیلی میں باندھ اور دوسرا سرا میری دُم میں باندھ دے میں اس کو کھینچ کر تیرے گھر میں پہنچا دونگا اور وہاں تیری اور تیرے اس مال کی حفاظت کیا کرونگا الغرض وہ افعی اس مال کو لے کر اعرابی کے گھر آیا اور جب تک اسنے اس مال کو زمین اور جائداد اور باغات کی خریداری میں صرف نہ کیا وہیں رہا اور اس کی اور اس کے مال کی حفاظت کرتا رہا بعد ازاں وہاں سے چلا گیا +

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ میں نے اپنے والد ماجد علی ابن محمد علیہما السلام سے عرض کی کہ کیا رسولؐ خدا اسوقت بھی لوگوں سے مناظرہ اور مباحثہ کرتے تھے جبکہ وہ حضرتؐ سے بعتاب پیش آتے تھے فرمایا بہت دفعہ چنانچہ ان کے بعض اقوال کو خدا قرآن میں ذکر فرماتا ہے وَقَالُوا مَالِ هٰذَا الرَّسُولِ يَأْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِي فِي الْأَسْوَاقِ ۙ لَوْلَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ مَلَكٌ فَيَكُونَ مَعَهُ نَذِيرًا ۙ أَوْ يُلْقَىٰ إِلَيْهِ كَنْزٌ أَوْ تَكُونُ لَهُ جَنَّةٌ يَأْكُلُ مِنْهَا ۚ وَقَالَ الظَّالِمُونَ إِنْ تَتَّبِعُونَ إِلَّا رَجُلًا مَسْحُورًا ۝ اور کفار نے کہا کہ اس رسولؐ کو کیا ہوا ہے کہ یہ ہماری طرح سے کھانا کھاتا ہے اور ہماری طرح بازاروں میں پھرتا ہے اس کی طرف کوئی فرشتہ کیوں نہ نازل کیا گیا کہ وہ اس کے ساتھ ڈرانے والا ہوتا یا اس کی طرف کوئی خزانہ ڈالا جاتا یا اس کے لئے کوئی باغ ہوتا کہ وہ اس میں سے کھاتا اور ظالموں نے کہا کہ تم تو ایسے شخص کی پیروی کرتے ہو جس پر کسی نے جادو کر دیا ہے +

پارہ سورہ

ایک اور مقام پر ان کے قول کو نقل فرماتا ہے۔ لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْآنُ عَلَىٰ رَجُلٍ مِنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيمٍ ۝ یہ قرآن دو بستیوں طائف اور مکہ میں سے کسی بڑے آدمی پر کیوں نہ

رادمیں

نازل کیا گیا ۔ نیز اور جگہ فرماتا ہے وَقَالُوا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْاَرْضِ يَنْبُوْعًا اَوْ تَكُوْنَ لَكَ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّعِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الْاَنْهٰرَ خِلٰلَهَا تَفْجِيْرًا اَوْ تُسْقِطَ السَّمَآءَ كَمَا زَعَمْتَ عَلَيْنَا كِسَفًا اَوْ تَاْتِيَ بِاللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ قَبِيْلًا ۝ اَوْ يَكُوْنَ لَكَ بَيْتٌ مِّنْ زُخْرُفٍ اَوْ تَرْقٰى فِي السَّمَآءِ وَلَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ حَتّٰى تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتٰبًا نَّقْرَؤُهٗ ۝ اور کفار نے کہا کہ اے محمدؐ ہم تجھ پر ہرگز ایمان نہ لائینگے جب تک کہ تو ہمارے لئے زمین سے چشمے جاری نہ کرے یا کھجوروں اور انگوروں کا کوئی باغ تیری ملکیت میں نہ ہو کہ تو اس کے درمیان خوب طرح نہریں جاری کرے یا جیسا کہ تو خیال کرتا ہے آسمان کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے ہم پر نہ گرا دے یا اللہ اور فرشتوں کو ہمارے سامنے نہ لائے یا تیرے لئے کوئی طلائی مکان نہ ہو یا تو آسمان پر نہ چڑھے اور ہم تیرے آسمان پر چڑھنے کا یقین نہ کرینگے جب تک کہ تو کوئی تحریر ہم پر نازل نہ کرے جس کو ہم پڑھیں ۔

یہ کہہ کر ان کافروں نے حضرتؐ سے کہا کہ اگر تو موسیٰؑ کی طرح پیغبر ہوتا تو تجھ سے ہمارے اس سوال کرنے کی وجہ سے ہم پر بجلی ضرور گرائی جاتی کیونکہ ہمارا سوال قوم موسیٰؑ کے سوالات سے بہت سخت ہے اور اس کا قصہ اس طرح پر ہے کہ رسولؐ خدا ایک روز مکہ معظمہ میں صحن کعبہ کے اندر تشریف رکھتے تھے کہ رؤسائے قریش مثل ولید ابن مغیرہ مخزومی ابوالبختری ابن ہشام ابوجہل ابن ہشام عاص ابن وائل سہمی عبداللہ ابن ابو میہ مخزومی وہاں آکر جمع ہوئے اور ان کے خویش و اقارب کی ایک جماعت کثیر ان کے ہمراہ تھی اور اسوقت آنحضرتؐ کے پاس چند اصحاب حاضر تھے اور آپ اُن کو قرآن سُنا رہے تھے اور خدا کے اوامر و نواہی ان کو پہنچا رہے تھے یہ دیکھ کر وہ مُشرک باہم ذکر کرنے لگے کہ دیکھو محمدؐ کا کام بہت جلد بن گیا اور اس کا معاملہ بہت زور پکڑ گیا ہے آؤ اس کو زجر و توبیخ اور سرزنش کریں اور اس پر احتجاج کر کے اسکے دین کو باطل کر دیں تاکہ اسکی شان اسکے اصحاب کی نظروں میں کم ہو جائے اور ان کے نزدیک اسکی قدر و منزلت گھٹ جائے شاید ایسا کرنے سے وہ اپنی گمراہی اور جھوٹے دعویٰ اور سرکشی اور طغیانی سے باز آجائے اگر وہ اس طرح ہٹ جائے تو بہتر ورنہ پھر شمشیر بُراں سے کام لینگے ابوجہل بولا کہ اس سے مکالمہ و مجادلہ کون کریگا عبداللہ

حضرت کا مشرکوں کے سوالوں کا جواب دینا

بن ابو امیہ نے کہا کہ میں کیا تو مجھ کو اس کا اچھا ہمسر اور کافی طور پر اس سے مجادلہ کرنے والا نہیں سمجھتا ابوجہل نے جواب دیا کہ ہاں آخر کار سب جمع ہو کر وہاں آئے اور عبداللہ مذکور نے گفتگو شروع کی اور بولا کہ اے محمد تُو نے ایک امر عظیم کا دعویٰ کیا ہے اور ایک ہولناک بات کا قائل ہوا ہے تو گمان کرتا ہے کہ میں رسول رب العالمین ہوں حالانکہ تمام عالموں کے پروردگار اور جمیع مخلوقات کے آفریدگار کے شایاں نہیں ہے کہ تجھ سا اس کا رسولؐ ہو جو ہم جیسا ایک بشر ہے کہ ہماری طرح کھانا کھاتا ہے اور ہماری طرح بازاروں میں خرید و فروخت کرتا پھرتا ہے اور شاہانِ روم و ایران کا قاعدہ ہے کہ ایسے شخص کو اپنا پیام بر مقرر کرتے ہیں جو نہایت مالدار اور عظیم الشان ہوتا ہے اور حویلیوں مکانوں سرا پردوں خیموں اور غلاموں اور خدمتگاروں کا مالک ہوتا ہے اور پروردگار عالمین ان تمام بادشاہوں سے برتر ہے اور یہ سب اس کے بندے ہیں اگر تو پیغمبر ہوتا تو تیرے ہمراہ کوئی ایسا شخص بھی ضرور ہوتا جو تیری تصدیق کرتا اور ہم اسکو دیکھتے بلکہ اگر حق تعالیٰ ہماری طرف پیغمبر کو بھیجنا چاہتا تو وہ فرشتے کو بھیجتا نہ کہ ہم جیسے بشر کو اے محمد تجھ کو تو کسی نے جادو کر دیا ہے اور تُو نبی نہیں ہے۔ حضرتؐ نے اس سے فرمایا کہ کچھ اور کہنا باقی ہے؟ وہ بولا کہ ہاں اگر اللہ ہم پر کسی پیغمبر کو مبعوث کرنا چاہتا تو ہم میں سے کسی مالدار اور صاحب حشمت و جاہ شخص کو پیغمبر مقرر کرتا بھلا یہ قرآن جس کی نسبت تو گمان کرتا ہے کہ اللہ نے تجھ پر نازل کیا ہے اور اس کے ساتھ تجھ کو رسولؐ بنا کر بھیجا ہے ہماری دونو بستیوں مکہ اور طائف کے کسی بڑے رئیس پر کیوں نازل نہ ہوا کہ مکہ میں تو ولید ابن مغیرہ ہے اور طائف میں عروہ ابن مسعود ثقفی جب اس کی تقریر اس مقام پر پہنچی تو حضرتؐ نے اس سے فرمایا اے عبداللہ اب بھی کچھ کہنا باقی ہے؟ وہ بولا کہ ہاں اور ہم تجھ پر ہرگز ایمان نہ لائینگے جب تک کہ تو مکہ کی زمین سے کوئی چشمہ جاری نہ کر دے کہ وہاں کی زمین نہایت سخت سنگلاخ اور پہاڑی ہے تو اس کو کھود کر اور شگافتہ کر کے اس میں چشمے جاری کر دے کیونکہ ہم کو انکی ضرورت ہے یا تیرے پاس کھجوروں اور انگوروں کا باغ نہ ہو کہ تو آپ بھی کھائے اور ہم کو بھی کھلائے اور ان کھجوروں اور انگوروں کے درمیان خوب نہریں جاری کرے (اس صورت میں ہم ایمان لا سکتے ہیں) یا جیسا کہ تو گمان کرتا ہے آسمان کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے ہم پر نہ گرا دے کیونکہ تو نے ہم سے کہا ہے کہ وَاِنْ یَّرَوْا کِسْفًا۔

مِّنَ السَّمَآءِ سَاقِطًا یَّقُوْلُوْا سَحَابٌ مَّرْکُوْمٌ اگر وہ آسمان کا کوئی ٹکڑا گرتا ہوا دیکھتے ہیں تو کہتے ہیں کہ یہ تہ بتہ ملا ہوا بادل ہے شاید ہم یہی بات کہیں یا جب تک کہ تو اللہ کو اور فرشتوں کو ہمارے سامنے نہ لائے کہ تو ان کو لائے اور وہ ہمارے مقابل ہوں تب تک ہم ہرگز تجھ پر ایمان نہ لائینگے یا یہ کہ تیرے پاس سونے کا گھر ہو کہ تو اس میں سے مال و زر عطا کرکے ہم کو مالدار اور غنی کر دے اسوقت شاید ہم سرکشی اور نافرمانی اختیار کریں کیونکہ تو نے ہم سے کہا ہے کَلَّآ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَیَطْغٰٓی اَنْ رَّاٰہُ اسْتَغْنٰی نہیں نہیں جب انسان اپنے آپ کو غنی جانتا ہے تو ضرور سرکش اور نافرمان ہو جاتا ہے یا جب تک تو آسمان میں نہ چڑھ جائے اور ہم تیرے چڑھنے کا کبھی یقین نہ کرینگے جب تک کہ تو ہم پر کوئی تحریر نازل نہ کرے جس کو ہم پڑھیں اور اس میں یہ مضمون درج ہو کہ یہ تحریر خدائے عزیز و حکیم کی طرف سے عبداللہ ابن ابو امیہ مخزومی اور اس کے ہمراہیوں کی طرف ہے کہ وہ محمدؐ بن عبداللہ بن عبدالمطلب پر ایمان لائیں کیونکہ وہ میرا پیغمبر ہے اور اس کے قول کی تصدیق کریں کیونکہ وہ میری طرف سے کہتا ہے۔ اس کے بعد عبداللہ نے کہا کہ اے محمدؐ جب تو یہ سب کچھ کر چکے تو بھی میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ تجھ پر ایمان لاؤنگا یا نہیں بلکہ اگر تو ہم کو آسمان کی طرف لے جائے اور اس کے دروازے کھول کر ہم کو اسکے اندر داخل کرے تو بھی ہم یہی کہینگے کہ ہماری آنکھیں نشہ میں آگئیں اور ہم کو کسی نے تسخیر کر لیا ہے ؛

اسوقت حضرتؐ نے درگاہ باری تعالیٰ میں عرض کی یا اللہ تو ہر ایک آواز کو سنتا ہے اور ہر چیز کو جانتا ہے تیرے بندوں نے جو کچھ کہا وہ تجھ کو معلوم ہے اسوقت آیۂ وَقَالُوْا مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ یَاْکُلُ الطَّعَامَ..... رَجُلًا مَّسْحُوْرًا ؁ نازل ہوئی پھر ارشاد فرماتا ہے کہ اے محمدؐ اُنْظُرْ کَیْفَ ضَرَبُوْا لَکَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا فَلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ سَبِیْلًا ۝ تو دیکھ کہ تیرے واسطے انہوں نے کیونکر مثالیں بیان کی ہیں پس وہ گمراہ ہوگئے اور یہ کبھی راہ ہدایت پر نہیں آسکتے بعدازاں یہ آیت نازل کی کہ اے محمدؐ تَبٰرَکَ الَّذِیْٓ اِنْ شَآءَ جَعَلَ لَکَ خَیْرًا مِّنْ ذٰلِکَ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ وَیَجْعَلْ لَّکَ قُصُوْرًا ؁ وہ ذات بہت بزرگ و برتر ہے کہ اگر وہ چاہے تو ان باغوں (جن کا وہ تجھ سے ذکر کرتے ہیں) سے بہتر باغ تجھ کو عطا کرے کہ ان کے درختوں کے نیچے نہریں جاری ہوں اور تیرے واسطے بلند محل مقرر کر دے اور یہ

آیت نازل کی اے محمد فَلَعَلَّكَ تَارِكٌ بَعْضَ مَا يُوحَىٰ إِلَيْكَ وَضَائِقٌ بِهِ صَدْرُكَ أَنْ يَقُولُوا لَوْلَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ كَنْزٌ أَوْ جَاءَ مَعَهُ مَلَكٌ ۞ شاید تو اس چیز کے بعض حصے کو ترک کرنے والا ہے جو تیری طرف وحی کی گئی ہے اور اس کے ظاہر کرنے سے تیرا سینہ تنگ ہے کہ مبادا وہ یہ کہیں کہ اس پر خزانہ کیوں نہ نازل کیا گیا یا اس کے ساتھ فرشتہ کیوں نہ آیا جو اس کی تصدیق کرتا اور یہ آیت نازل ہوئی وَقَالُوا لَوْلَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ مَلَكٌ ط وَلَوْ أَنْزَلْنَا مَلَكًا لَقُضِيَ الْأَمْرُ ثُمَّ لَا يُنْظَرُونَ ۞ وَلَوْ جَعَلْنَاهُ مَلَكًا لَجَعَلْنَاهُ رَجُلًا وَلَلَبَسْنَا عَلَيْهِمْ مَا يَلْبِسُونَ ۞ اور ان کافروں نے کہا کہ اس پر فرشتہ کیوں نہ نازل کیا گیا اور اگر ہم فرشتے کو نازل کرتے تو ان کی ہلاکت کا امر فیصل ہو جاتا پھر ان کو مہلت نہ ملتی اور اگر ہم پیغمبر فرشتہ کو کرتے یعنی فرشتے کو پیغمبر مقرر کرتے تو ضرور اس کو مرد کی صورت میں کرتے اور ضرور ان پر اس چیز کو مشتبہ کرتے جس کی بابت وہ اب شبہ میں ہیں یعنی جب فرشتہ مرد کی صورت پیغمبر ہو کر آتا تو ان کو وہی اعتراض باقی رہتا اور کہتے کہ ہم جیسا آدمی پیغمبر کیونکر ہو سکتا ہے ۔

بعد ازاں حضرت نے ارشاد فرمایا کہ اے عبداللہ یہ جو تو نے کہا کہ میں تمہاری طرح کھانا کھاتا ہوں اور یہ گمان کیا کہ ایسا شخص خدا کا رسول نہیں ہو سکتا سو تمام کام اللہ ہی کے ہاتھ میں ہیں جو چاہتا ہے کرتا ہے اور جو ارادہ کرتا ہے حکم دیتا ہے اور وہ محمود یعنی تعریف کیا گیا ہے اور نہ تجھ کو اور نہ کسی اور کو اسکے کاروبار میں چون وچرا اور اعتراض کی گنجائش ہے دیکھ اللہ تعالیٰ نے کسی کو فقیر اور محتاج بنایا ہے اور کسی کو غنی اور مالدار اور کسی کو عزت عطا کی ہے اور کسی کو ذلت اور کسی کو تندرست کیا ہے اور کسی کو بیمار کسی کو شریف بنایا ہے اور کسی کو کمینہ اور یہ سب کھانا ہی کھاتے ہیں اب فقیروں کی مجال نہیں کہ وہ یہ کہہ سکیں کہ تو نے ہم کو فقیر کیوں کیا اور ان کو کس لئے غنی اور نہ کمینے یہ کہہ سکتے ہیں کہ تو نے ہم کو کم درجہ کیوں بنایا اور ان کو شرف کیوں دیا اور نہ مصیبت زدہ اور نہ ضعیف لوگوں کو اتنا کہنے کا مقدور ہے کہ تو نے ہم کو مصیبت میں کس لئے مبتلا کیا ۔ اور کیوں ضعیف و ناتواں کر دیا اور ان کو صحیح سلامت رکھا نہ ذلیل لوگ دم مار سکتے ہیں کہ ہم کو ذلت میں کس لئے ڈالا اور ان کو عزت کیوں دی اور نہ بدصورت کہہ سکتے ہیں کہ ہم کو بدصورت کیوں بنایا اور

ان کو خوبصورتی کیوں عطا کی بلکہ اگر وہ اس طرح کہیں تو اپنے پروردگار پر معترض اور اسکے احکام میں جھگڑنے والے اور اس کے منکر اور کافر ٹھیریں گے اور اس کی طرف سے ان کو یہ جواب ملیگا کہ میں ایسا بادشاہ ہوں کہ کسی کو پست کرتا ہوں اور کسی کو بلند اور کسی کو غنی کرتا ہوں اور کسی کو فقیر اور کسی کو عزت دیتا ہوں اور کسی کو ذلت کسی کو تندرستی عطا کرتا ہوں اور کسی کو بیماری میں مبتلا کرتا ہوں اور تم میرے بندے ہو تم کو میری فرمانبرداری اور میرے حکم کی متابعت کے سوا اور کچھ چارہ نہیں ہے اگر تم میری فرمانبرداری کروگے تو میرے مومن بندے قرار پاؤگے اور اگر نافرمانی کروگے تو کافر ہو جاؤگے اور میرے عذابوں میں پڑکر ہلاک ہوگے بعد ازاں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰـهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ اے محمدؐ ان سے کہہ دے کہ بلحاظ بشریت کے میں تم ہی جیسا آدمی ہوں لیکن اتنا فرق ہے کہ پروردگار عالم نے تم میں سے مجھ کو اپنی نبوت کے لئے خاص کیا ہے (کہ میری طرف وحی کی ہے کہ تمہارا خدا ایک ہی ہے) جیسا کہ بعض کو امیری اور تندرستی اور خوبصورتی سے مخصوص کرتا ہے اور بعض کو یہ چیزیں نہیں دیتا پس تم نبوت کے ساتھ میرے مخصوص ہونے کا انکار مت کرو ۔

رہ ۱۵۵
رہ کہف
یر سورہ

بعد ازاں حضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ اے عبداللہ یہ جو تو نے کہا کہ روم و ایران کے بادشاہ ایسے شخص کو اپنا پیام بر مقرر کرتے ہیں جو بڑا مالدار اور نہایت خوبصورت ہوتا ہے اور محلوں مکانوں سراپردوں خیموں غلاموں اور خدمتگاروں والا ہوتا ہے اور پروردگار عالم ان سب بادشاہوں سے برتر ہے اور یہ سب اسکے بندے ہیں اسکا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مدبر اور حکیم ہے وہ نہ تو تیرے گمان اور سمجھ کے موافق کرتا ہے اور نہ تیری درخواست اور آرزو کے مطابق بلکہ جو کچھ وہ خود چاہتا ہے کرتا ہے اور جو چاہتا ہے حکم دیتا ہے اور وہ محمود یعنی تعریف کیا گیا ہے اے عبداللہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو صرف اس لئے بھیجا ہے کہ لوگوں کو ان کے دین سے خبردار کرے اور ان کو ان کے پروردگار کی طرف بلائے اور اس کام میں رات دن اپنی جان کو کھپائے اگر وہ پیغمبر محلوں والا ہوتا تو ان میں چھپا رہتا اور اس کے نوکر چاکر اور خدمتگار لوگوں کی نظروں سے اس کو چھپائے رکھتے اس طرح سے رسالت ضائع جاتی اور کاموں میں تاخیر

ہو جاتی آیا تو نے نہیں دیکھا کہ بادشاہ جب حجابوں میں پوشیدہ رہتے ہیں تو ملک میں کیسے
فساد اور خرابیاں پڑجاتی ہیں اور ان کو خبر تک بھی نہیں ہوتی اے عبداللہ اللہ تعالےٰ نے
مجھ کو بے مال اسی واسطے مبعوث کیا ہے کہ تم کو اس جلشانہ کی قدرت اور قوت معلوم کراؤں
اور یہ ظاہر کروں کہ وہ اپنے رسولؐ کا ناصر و مددگار ہے اور تم نہ تو اس کو قتل کر سکتے ہو اور نہ
رسالت سے ہٹا سکتے ہو اس سے اُس کی قدرت اور تمہارا عجز صاف ظاہر ہوتا ہے اور یہ کہ
عنقریب اللہ تعالیٰ مجھ کو تم پر فتحیاب کریگا اور مجھ کو تمہارے قتل کرنے اور قید کر لینے کی قدرت
حاصل ہوگی بعدازاں مجھ کو تمہارے مُلک پر ظفریاب کریگا اور مومنین اس پر قابض ہونگے اور
تم کو اور تمہارے ہم مذہبوں کو اس سے کچھ سروکار نہ ہوگا ؂

بعدازاں ارشاد فرمایا اور یہ جو تُو نے میری نسبت کہا کہ اگر تُو رسولؐ ہوتا تو تیرے ساتھ ضرور
ایک فرشتہ ہوتا جو ہمارے سامنے تیری تصدیق کرتا بلکہ اگر وہ ہماری طرف پیغمبر بھیجنا چاہتا تو
فرشتے کو پیغمبر بنا کر بھیجتا نہ کہ ہم جیسے ایک آدمی کو اس کا جواب سُن کہ فرشتے کو تمہارے
حواس مشاہدہ نہیں کر سکتے کیونکہ وہ اس ہوا کی جنس سے ہے جو غیر مرئی ہے اور اگر تمہاری
نظروں کو اس قدر تیز کر دیا جاتا کہ تم اس کو مشاہدہ کر لیتے تو تم یہ کہتے کہ یہ فرشتہ نہیں ہے
بلکہ یہ تو بشر ہے کیونکہ وہ تم کو بشر ہی کی صورت میں دکھایا جاتا جس سے تم مانوس ہوتا کہ تم اسکی
گفتگو پورے طور سے سُنو اور اس کی بات اور مراد کو سمجھو پھر تم کو کیونکر اس فرشتے کی صداقت
اور اس کے قول کی سچائی معلوم ہوتی (جس طرح میری سچائی تم کو معلوم نہیں ہوتی) بلکہ حق تعالیٰ
نے بشر ہی کو اپنا پیغمبر مقرر کیا اور اس کے ہاتھ پر ایسے ایسے معجزات ظاہر کئے جو ان لوگوں کے
طبیعتوں میں نہیں پائے جاتے جن کے دلوں کا حال تم کو معلوم ہے اس وجہ سے جو چیز
اس نے ظاہر کی اس سے تمہارے عاجز ہونے سے تم کو معلوم ہو گیا کہ وہ معجزہ ہے اور یہی خدا
کی طرف سے اس کی صداقت کی شہادت ہے ؂

اور اگر فرشتہ تمہارے سامنے ظاہر ہوتا اور اس کے ہاتھ پر کوئی ایسی چیز ظاہر ہوتی جس سے بشر
عاجز ہو اس سے تم کو یہ معلوم نہ ہوتا کہ یہ بات اس کے اور ہم جنس فرشتوں کی طبیعتوں میں نہیں
پائی جاتی جو اس کو معجزہ کہہ سکیں دیکھو پرندوں کا اُڑنا معجزہ میں داخل نہیں ہے کیونکہ ان کی

اور جلسوں میں بھی یہ بات پائی جاتی ہے اور اگر کوئی آدمی پرندوں کی طرح اُڑنے لگے تو اس کا یہ فعل معجزے میں داخل ہوگا پس اللہ تعالیٰ نے امر نبوت کا تسلیم کرنا تمہارے واسطے سہل کر دیا ہے اور اس کو اس طرح رکھا ہے کہ اپنی حجت کو تم پر قائم کرے حالانکہ تم ایسے ضعیف عمل کی درخواست کرتے ہو جس میں کسی قسم کی حُجت نہیں ہے ۔

اس کے بعد فرمایا کہ تو نے میری نسبت جو یہ کہا کہ مجھ کو کسی نے جادو کر دیا ہے اب تو بتا کہ میں کیونکر ایسا ہوں حالانکہ تم کو معلوم ہے کہ میں صحت تمیز و عقل میں تم سب سے بڑھ کر ہوں تم نے بھی ابتدا سے لے کر چالیس سال کی عمر تک کبھی مجھ سے کسی قسم کی رُسوائی یا لغزش یا جھُوٹ یا بدکاری یا خطائے قولی یا سفاہت رائے دیکھی ہے ؟ کیا تم گمان کر سکتے ہو کہ جو شخص اتنی مدّت تک ان خطاؤں سے محفوظ رہے وہ اپنی قوت نفس سے محفوظ رہا ہے یا پروردگار عالم کی قوت اور مدد سے ۔ دیکھو اسی واسطے خدا فرماتا ہے اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوا لَكَ الْأَمْثَالَ فَضَلُّوا فَلَا يَسْتَطِيعُونَ سَبِيلًا ۝ اے محمدؐ تو دیکھ کہ ان لوگوں نے تیرے لئے کیونکر مثالیں بیان کی ہیں پس وہ گمراہ ہو گئے اور وہ اس بات کی طرف راہ نہ پا سکیں گے کہ اپنے اکثر باطل دعووں کو جن کا باطل ہونا تامل سے ظاہر ہو جاتا ہے میری طرف سے کسی حُجت کے ساتھ تیرے اوپر ثابت کریں ۔

پھر حضرتؐ نے ارشاد فرمایا اے عبداللہ یہ جو تو نے کہا کہ لَوْلَا نُزِّلَ هَٰذَا الْقُرْآنُ عَلَىٰ رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيمٍ یہ قرآن مکہ اور طائف کے دو سرداروں ولید ابن مغیرہ (سردار مکہ) اور عروہ ابن مسعود ثقفی (سردار طائف) میں سے کسی ایک سردار پر کیوں نہ نازل کیا گیا اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ دُنیا کے مال کو بزرگ اور عظیم نہیں جانتا جیسا کہ تو سمجھتا ہے اور اس کے نزدیک اس کی کچھ وقعت نہیں جیسی کہ تیرے نزدیک ہے بلکہ اگر اسکے نزدیک دُنیا کی وقعت مچھر کے پر کے برابر بھی ہوتی تو وہ کافر اور مخالف کو پیاس بھر پانی سے بھی سیراب نہ کرتا اور اللہ کی رحمت کی تقسیم تیرے اختیار میں نہیں ہے بلکہ وہ خود ہی اپنی رحمتوں کا تقسیم کرنے والا ہے اپنے بندوں اور کنیزوں کے بارے میں جو چاہتا ہے کرتا ہے اور جس طرح تو کسی مالدار کے مال و جاہ سے خوف کرتا ہے اس طرح وہ پروردگار بزرگ و برتر اس سے خوف نہیں کرتا جو اس کو

نبوت کے لئے انتخاب کرے اور نہ اس کو تیری طرح سے کسی کے مال اور حال کی طمع ہے کہ
اِس باعث سے اس کو نبوت کے لئے خاص کرے اور نہ وہ کسی کو اپنی خواہش نفسانی کے
لئے دوست رکھتا ہے جیسا کہ تُو رکھتا ہے کہ جو غیر مستحق کو مستحق پر مقدم کرے بلکہ اس کا
معاملہ عین عدل و انصاف پر مبنی ہے اس لئے دین اور اپنے جلال کا اعلیٰ مرتبہ اسی شخص کو
عطا فرماتا ہے جو اس کی اطاعت کے بجالانے میں سب سے افضل ہو اور اس کی خدمتگذاری
میں سب سے زیادہ سرگرم اور ساعی ہو اور ایسا ہی دین اور اپنے جلال کے مراتب میں سب سے
موخر اس شخص کو رکھتا ہے جو اس کی طاعت کے بجالانے میں سب سے بڑھ کر سستی کرتا ہو اور جب وہ
اِس صفت سے موصوف ہے تو وہ مال اور حال کی طرف نظر نہ کریگا بلکہ یہ مال اور حال محض اسکا
تفضل اور احسان ہے اور اس پر کسی بندے کا کوئی لازمی حق نہیں ہے یہی وجہ ہے کہ جب وہ اپنے
فضل و کرم سے کسی بندے کو مال عطا کرے تو اس کو یہ نہیں کہہ سکتے کہ اسی طرح سے اسکو نبوت بھی عنایت
فرمائے کیونکہ نہ تو کوئی اس کو اس کے منشا کے خلاف پر مجبور کر سکتا ہے ورنہ فضل و احسان
کرنا اس پر لازم کر سکتا ہے کہ اس سے پہلے اس نے اپنے فضل و کرم سے بہت سی نعمتیں عطا فرمائی ہیں
اے عبداللہ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ ایک شخص کو کس قدر مالدار کرتا ہے اور بدصورت رکھتا ہے اور ایک کو
خوبصورت بناتا ہے اور محتاج کر دیتا ہے ایک کو شرف عظیم عطا فرماتا ہے مگر تنگدست کر دیتا ہے اور
ایک کو صاحب مال کرتا ہے مگر رذیل کر دیتا ہے اب اس غنی کو یہ کہنے کا اختیار نہیں ہے کہ مجھ کو
اِس ثروت اور دولت کے ساتھ فلاں شخص کا سا جمال کیوں نہ عطا فرمایا اور نہ اس خوبصورت
شخص کو اختیار ہے کہ یہ کہہ سکے کہ مجھ کو اس خوبصورتی کے ساتھ فلاں شخص کی سی ثروت اور
دولت کیوں نہ مرحمت فرمائی اور نہ شریف یہ کہہ سکتا ہے کہ مجھ کو فلاں شخص کا سا مال بھی
کیوں نہ دیا اور نہ رذیل یہ کہہ سکتا ہے کہ مجھ کو فلاں شخص کی سی شرافت کیوں نہ عطا فرمائی
مگر خدا حاکم ہے جس طرح چاہتا ہے تقسیم کرتا ہے اور جیسا چاہتا ہے کرتا ہے اور وہ اپنے
افعال میں حکیم اور اپنے اعمال میں محمود (تعریف کیا گیا ہے) چنانچہ آیۂ ذیل اس پر دال ہے
وَقَالُوا لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ ٥
اَهُمْ يَقْسِمُوْنَ رَحْمَتَ رَبِّكَ نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَّعِيْشَتَهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا

کفار قریش نے کہا کہ یہ قرآن مکہ اور طائف کے دو رئیسوں میں سے کسی ایک پر کیوں نہ نازل ہُوا ۔ (اب خدا ان کا جواب دیتا ہے) کہ خدا کی رحمت کو کیا وہ تقسیم کرتے ہیں ؟ اے محمدؐ ان کی زندگی دُنیا میں ان کی معاش کو ہم ہی نے تقسیم کیا ہے اور ایک کو دوسرے کی طرف جانیکا محتاج کیا ہے کوئی کسی کے پاس طلب مال کے لئے جاتا ہے اور کوئی اسباب کے لئے کسی کے پاس جاتا ہے اور کوئی خدمت کرنے کے لئے تو دیکھتا ہے کہ ایک شاہنشاہ عظیم الشان اور سب سے بڑھ کر مالدار اور غنی شخص کو بعض ضروریات میں ایک نہایت محتاج اور تنگدست آدمی کی ضرورت پڑتی ہے یا تو اس سبب سے کہ کوئی اسباب مثلاً اس محتاج آدمی کے پاس موجود ہے اور اس بادشاہ کے پاس نہیں ہے یا وہ کسی ایسی خدمت کے قابل ہے جس سے وہ بادشاہ مستغنی نہیں ہے یا علم و حکمت کا کچھ حصّہ اس شخص کو حاصل ہے کہ وہ بادشاہ اس محتاج سے اسکا فائدہ اُٹھانا چاہتا ہے اور یہ فقیر اس بادشاہ غنی کے مال کا محتاج ہے اور یہ بادشاہ اس فقیر کے علم یا رائے یا معرفت کا محتاج اب فقیر کو یہ کہنا مناسب نہیں ہے کہ مجھ کو اس رائے اور علم اور فنون حکمت کے ساتھ مال کیوں نہ دیا گیا اور نہ اس بادشاہ کو سزاوار ہے کہ وہ یہ کلمہ زبان پر لائے کہ مجھ کو اس مُلک و دولت کے ساتھ اس فقیر کا سا علم بھی کیوں نہ عطا فرمایا پھر خدا فرماتا ہے وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَاتٍ لِيَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا سُخْرِيًّا ۗ وَرَحْمَةُ رَبِّكَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُونَ ○ ہم نے بعض آدمیوں کو بعض آدمیوں پر درجوں میں بلند کیا ہے تاکہ بعض آدمی بعضوں کو اپنا تابع اور محکوم بنائیں اور تیرے پروردگار کی رحمت مال و متاع دُنیوی سے جس کو وہ لوگ جمع کرتے ہیں بہتر ہے ۔

سہ آیتِ بالا

بعد ازاں حضرتؐ نے فرمایا اے عبد اللہ یہ جو تُو نے کہا کہ ہم ہرگز تجھ پر ایمان نہ لائینگے جب تک کہ تُو یہ معجزات نہ دکھائے اسکا بھی جواب سُن کہ تُو نے محمدؐ سے وہ چیزیں طلب کی ہیں کہ بعض تو ان میں سے ایسی ہیں کہ اگر وہ ان کو ظاہر کردے تو وہ رسولؐ خدا کی نبوت کی دلیل نہ ٹھیرینگی اور پیغمبرؐ خدا اس سے برتر ہے کہ جاہلوں کی جہالت کو غنیمت جانے اور ایسی چیز کو حجت کے طور پر پیش کرے جس میں کسی قسم کی حُجّت نہ ہو اور بعض ایسی ہیں کہ اگر وہ ظاہر ہو جائیں تو تُو اور

تیرے ہمراہی ہلاک ہو جائیں اور دلائل و براہین صرف اس لئے پیش کی جاتی ہیں کہ بندگانِ خدا پر ایمان لانا لازم ہو جائے نہ اسواسطے کہ وہ ان کے لئے موجب ہلاکت ہوں اور تُونے اپنی ہلاکت کی درخواست کی ہے اور پروردگار عالم اپنے بندوں پر سب سے بڑھ کر رحیم اور مہربان ہے اور ان کی مصلحتوں کو سب سے زیادہ جانتا ہے اور ان کی درخواست پر ان کو ہلاک نہیں کرتا ✦

اور منجملہ ان کے بعض چیزیں محال ہیں کہ ان کا وقوع میں آنا درست اور جائز نہیں ہے اور رسولِ خدا ان سے تجھ کو آگاہ کرتا ہے اور تیرے عُذروں کو قطع کرتا ہے اور تجھ پر اپنی مخالفت کا رستہ تنگ کرتا ہے اور دلائل خدا کے ذریعہ اپنی تصدیق کی طرف مائل کرتا ہے یہانتک کہ تجھ کو فرار اور گریز کی صورت باقی نہ رہے ✦

اور بعض چیزیں ایسی ہیں جن کی نسبت تُونے اپنے دل میں ٹھان رکھا ہے کہ مَیں ان میں مخالفت اور سرکشی کرونگا اور رسولِ خدا کی حُجّت کو قبول نہ کرونگا اور کوئی دلیل نہ سُنوں گا اور جو شخص کہ ایسا ہو اس کا علاج آگ کا عذاب ہے کہ آسمان پر سے اس پہ نازل ہو یا جہنم واصل ہو یا دوستانِ خدا کی تلواروں سے قتل کیا جائے ✦

اے عبداللہ تُونے جو یہ کہا کہ ہم تجھ پر ہرگز ایمان نہ لائینگے جبتک کہ مکّہ کی زمین میں کوئی چشمہ جاری نہ کرے کیونکہ وہاں کی زمین پتھریلی اور پہاڑی ہے تو اسکی زمین کو شگافتہ کرے اور کھود کر اس میں چشمے جاری کرے کیونکہ ہم کو ان کی ضرورت ہے تُونے یہ سوال تو کیا مگر خدا کی دلیلوں سے تو واقف نہیں ہے اگر مَیں ایسا کر دکھاؤں تو کیا اسکے سبب مَیں نبی ہو جاؤنگا دیکھ تو سہی طائف میں تیرے کئی ایک باغ ہیں کیا وہاں پر کئی مقام خراب اور سخت نہ تھے کہ تُونے ان کو سنوارا اور برابر کیا اور کھود کر ان میں کئی چشمے زمین سے نکال کر جاری کئے عبداللہ نے جوابدیا کہ ہاں حضرتؐ نے فرمایا کہ اور لوگ بھی ایسے ہونگے کہ انھوں نے تیری طرح چشمے نکالے ہونگے وہ بولا کہ ہاں ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ اے عبداللہ کیا تُو اور وہ لوگ اس کام کے کرنے سے پیغمبر ہو گئے اسنے جوابدیا کہ نہیں فرمایا اسی طرح اگر مَیں یہ بات کر دکھاؤں تو یہ میری نبوت کی دلیل نہ ہوگی تیرا یہ قول ایسا ہی ہے جیسے تو یہ کہے کہ ہم تجھ پر ہرگز ایمان نہ لائینگے جب تک کہ تُو کھڑا ہو کر زمین پر نہ چلے یا جس طرح لوگ کھانا کھاتے ہیں تو کھانا نہ کھائے ✦

اور تُو نے یہ جو کہا کہ ہم ہرگز تجھ پر ایمان نہ لائینگے جب تک کہ کھجوروں اور انگوروں کا باغ تیرے پاس نہ ہو کہ اس میں سے تو آپ بھی کھائے اور ہم کو بھی کھلائے اور اس میں خوب طرح سے نہریں جاری کرے اسکا جواب بھی سُن لے کیا تیرے پاس اور تیرے ساتھیوں کے پاس کھجوروں اور انگوروں کے باغ نہیں ہیں کیا تم سب ان باغوں کے سبب پیغمبر بن گئے اس نے جواب دیا کہ نہیں فرمایا پھر تم رسولؐ خدا سے کیوں ایسے سوال کرتے ہو کہ اگر وہ تمہاری درخواست کے مطابق ان کو کر دکھائے تو وہ اس کی سچائی کی دلیل نہ ہونگے بلکہ اگر وہ ان کو پیش کرے تو اسکا یہ فعل اس کے کاذب ہونے پر دلالت کریگا کیونکہ اس وقت وہ ایسی چیزوں کو حجت کے طور پر پیش کرتا ہے جن میں کسی قسم کی حجت نہیں پائی جاتی اور ضعیف لوگوں کی عقلوں اور دینوں کو فریب دینے والا کہلائیگا اور رسولؐ رب العالمین اس عیب سے بالکل پاک اور بری ہے ؛

اور یہ جو تُو نے کہا کہ ہم ہرگز تجھ پر ایمان نہ لائینگے جب تک کہ تو جیسا کہ تیرا گمان ہے آسمان کو پارہ پارہ کر کے ہم پر نہ گرادے کیونکہ تو کہتا ہے کہ کُفار جس وقت آسمان کا کوئی ٹکڑا گرتا ہوا دیکھتے ہیں تو کہتے ہیں کہ یہ تہ بتہ ملا ہُوا بادل ہے اس کا جواب یہ ہے کہ آسمان کا گرنا تمہاری ہلاکت اور موت کا باعث ہے اور اس درخواست سے تیرا یہی ارادہ ہے کہ رسولؐ خدا تجھ کو اس کے ساتھ ہلاک کردے مگر وہ تیرے حال پر بہت مہربان ہے اور وہ تجھ کو ہلاک نہ کریگا بلکہ خدا کی حُجتوں کو تجھ پر قائم کریگا اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی درخواست کے موافق ہی اپنے نبی کو حجتیں اور دلیلیں عطا نہیں فرماتا کیونکہ بندے اس بات سے ناواقف ہوتے ہیں کہ ہماری درخواست کے قبول کرنے میں کیا کیا فساد اور خرابیاں وقوع میں آئیں گی اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ان کی درخواست باہم مختلف اور متضاد ہوتی ہے کہ اس کا وقوع میں آنا محال ہوتا ہے مثلاً اگر یہ سب مجھ سے جُدا جُدا درخواستیں کرتے تو جائز تھا کہ تُو یہ درخواست کرے کہ آسمان ہم پر گرایا جائے اور دوسرا شخص یہ کہے کہ آسمان ہم پر نہ گرایا جائے بلکہ زمین کو آسمان کی طرف بلند کیا جائے اور آسمان زمین پر آپڑے اور یہ متضاد اور منافی ہوتیں اور اس کا وقوع میں آنا محال ہوتا اور اللہ اپنی تدبیروں کو ایسے طریق پر جاری نہیں کرتا جس میں محال لازم آئے ؛

بعدازاں ارشاد فرمایا اے عبداللہ کیا تُو نے کسی طبیب کو دیکھا ہے کہ بیماروں کو ان کی خواہش کے موافق دوا دے وہ تو وہی تدبیر عمل میں لاتا ہے جس میں ان کی بہتری سمجھتا ہے خواہ مریض اس کو پسند کرے یا نہ کرے پس تم لوگ بیمار ہو اور اللہ تمہارا طبیب ہے اگر تم اس کی دوا کی پیروی کروگے تو تم کو شفا عنایت کریگا اور اگر سرکشی کروگے تو اس سے محروم رکھیگا ؀

اے عبداللہ تُو نے کبھی ایسا بھی سُنا ہے کہ کسی حاکم نے زمانہ گذشتہ میں کسی مدعی پر اس بات کو لازم کیا ہو کہ اپنے دعویٰ کے ثبوت میں مدعیٰ علیہ کی درخواست کے موافق گواہ اور دلیل پیش کرے اگر ایسا کیا جائے تو کبھی کسی کا کسی پر کوئی دعویٰ اور حق ثابت نہ ہو اور ظالم اور مظلوم اور سچے اور جھوٹے میں فرق نہ ہوسکے ؀

بعدازاں فرمایا اور یہ جو تُو نے کہا کہ ہم کبھی تجھ پر ایمان نہ لائینگے جب تک کہ تُو خدا اور گروہ گروہ فرشتوں کو نہ لائے کہ وہ ہمارے سامنے ہوں اور ہم ان کو دیکھیں اس کا جواب یہ ہے کہ اس بات کا وقوع میں آنا بالکل محال ہے اور اس کی وجہ صاف ظاہر ہے کیونکہ ہمارا پروردگار مخلوقات کی طرح نہیں ہے کہ آئے جائے اور چلے پھرے اور کسی چیز کے مقابل ہو جو اس کو لایا جائے یہ تم نے ناممکن امر کا سوال کیا ہے اور یہ بات جس کی تُو نے خواہش کی ہے تیرے ضعیف اور ناقص بُتوں ہی کی صفت ہے جو نہ سُنتے ہیں نہ دیکھتے ہیں اور نہ کسی چیز کو جانتے ہیں اور نہ تُجھ کو اور نہ کسی اور کو کچھ فائدہ پہنچا سکتے ہیں اے عبداللہ کیا تیرے پاس کھیت اور باغات اور زمینیں ہیں اور ان پر رکھوالے اور منتظم رکھے ہوئے ہیں وہ بولا کہ ہاں۔ فرمایا تو کیا تُو بذات خود ان کے حالات کو دیکھتا بھالتا ہے یا اپنے اور اپنے اہل معاملہ کے درمیان کچھ وکیل اور سفیر مقرر کر رکھے ہیں جو تجھ کو ان کے حالات سے مطلع کرتے رہتے ہیں عبداللہ نے جواب دیا کہ سفیروں کے ذریعے سے کارروائی ہوتی ہے فرمایا دیکھ اگر تیرے اہل معاملہ اور کاشتکار اور نوکر چاکر تیرے سفیروں کو کہیں کہ ہم تمہاری اس سفارت کی تصدیق نہیں کرتے جب تک کہ تم عبداللہ ابن ابوامیہ کو ہمارے سامنے نہ لاؤ پھر ہم تمہاری ان باتوں کو جو اس کی طرف سے کہہ رہے ہو بالمشافہ سنیں گے اب بتا کہ تو ان کی اس بات کو قبول کریگا یہ بات تیرے نزدیک ان کے لئے جائز ہوگی وہ بولا کہ نہیں فرمایا تو اب تیرے سفیروں کو کیا کرنا چاہیئے کیا ان کو تیری طرف سے

کوئی ایسی صحیح نشانی ان کے سامنے نہیں پیش کرنی چاہیئے جو ان کی صداقت پر دال ہو؟ جس کو دیکھ کر ان منکروں پر بھی ان سفیروں کی تصدیق کرنی لازم اور واجب ہو جائے عبداللہ نے جواب دیا کہ ہاں۔ فرمایا دیکھو اگر تیرا سفیر ان لوگوں کی یہ درخواست سن کر تیرے پاس واپس آئے اور تجھ سے کہے کہ تو اُٹھ کر میرے ساتھ چل کیونکہ انہوں نے تجھ کو بلایا ہے کیا یہ بات تیری طبیعت کے برخلاف نہ ہوگی اور تو اس سے یہ نہ کہیگا کہ تو فقط میرا ایلچی ہے اور صلاح کار اور حاکم نہیں ہے اس نے جواب دیا کہ ہاں ایسا ہی ہوگا حضرتؐ نے فرمایا تو پھر جس درخواست کا اپنے کاشتکاروں اور اہل معاملہ کی طرف سے اپنے ایلچی سے کیا جانا پسند نہیں کرتا اس کو رسول رب العالمین سے کیوں کرتا ہے اور کیونکر تو نے یہ ارادہ کیا کہ رسولؐ خدا اپنے پروردگار پر امر و نہی کرے اسکے نزدیک بُرا بنے حالانکہ تو ایسی بات کو اپنے ایلچی کے لئے جس کو تو نے اپنے کاشتکاروں اور کارندوں کی طرف بھیجا ہے پسند نہیں کرتا۔ ان سب باتوں کے باطل کرنے کے لئے جو تیری تمام درخواستوں میں مذکور ہیں یہ حُجت قاطعہ ہے ۔

اور اے عبداللہ یہ جو تُو نے کہا کہ ہم تجھ پر ہرگز ایمان نہ لائینگے جب تک کہ سونے کا ایک مکان تیرے پاس نہ ہو اے عبداللہ کیا تُو نے نہیں سُنا کہ عزیز مصر کے پاس سونے کے بہت سے گھر ہیں وہ بولا کہ ہاں سُنا ہے۔ فرمایا تو کیا وہ ان مکانوں کے سبب پیغمبر ہو گیا اس نے جواب دیا کہ نہیں فرمایا اسی طرح یہ امر محمدؐ کے لئے ضروری نہیں ہے اگر وہ پیغمبر ہے اور محمدؐ دلائل الٰہی سے تیرے ناواقف ہونے کو غنیمت نہیں سمجھتا ۔

اور اے عبداللہ جو تو نے کہا کہ ہم ہرگز تجھ پر ایمان نہ لائینگے جب تک کہ تُو آسمان میں نہ چڑھ جائے اور پھر کہا کہ ہم تیرے آسمان میں چڑھ جانیکا یقین نہ کرینگے جب تک کہ تو ایک نوشتہ ہم پر نازل نہ کرے جس کو ہم پڑھیں اے عبداللہ آسمان پر چڑھنا اس سے اُترنے کی نسبت زیادہ تر دشوار ہے اور جبکہ تُو نے اپنی نسبت یہ بیان کر دیا کہ جب تو چڑھیگا تو میں یقین نہ کرونگا تو ایسا ہی اُتر آنے میں بھی ہوگا پھر تو نے کہا کہ ہم تیرے چڑھنے کا یقین نہ کرینگے جب تک کہ تو ایک نوشتہ ہم پر نہ اُتارے جسکو ہم پڑھیں۔ پھر بھی میں یہ نہیں جانتا کہ تجھ پر ایمان لاؤں یا نہ لاؤں اے عبداللہ اس سے معلوم ہوا کہ جو حُجت الٰہی تیرے سامنے پیش کی جائیگی تو اس سے معاندت اور

مخالفت کرنے کا مقر ہے پس تیرا علاج اس کے سوا اور کچھ نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ (دُنیا میں) اپنے دوستوں کے ہاتھ سے کہ وہ آدمی ہیں یا (آخرت میں) اپنے ملائکہ کے ہاتھ سے کہ وہ زبانیہ (شعلہ ہائے آتش) ہیں سزا دے۔ اور اللہ تعالیٰ نے تیرے تمام سوالات کے باطل کرنے کے لئے حکمت جامعہ کو مجھ پر نازل کیا ہے اور فرمایا ہے کہ اے محمدؐ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّیْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا ان کافروں سے کہدے کہ میرا پروردگار اس بات سے نہایت بعید ہے کہ وہ چیزوں کو جاہلوں کی درخواست کے موافق کرے خواہ انہوں نے جائز چیز کی درخواست کی ہو یا ناجائز کی اور مَیں فقط ایک بشر ہوں کہ رسولؐ ہو کر آیا ہوں مجھ پر اتنا ہی لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حُجت کو جو اُس نے مجھ کو عطا کی ہے بندوں پر قائم کروں اور یہ مجھ کو شایاں نہیں ہے کہ اپنے پروردگار کو کسی شے کے کرنے کا حکم دوں یا کسی بات سے اس کو منع کر دوں یا اس کو کوئی مشورہ دوں اگر مَیں ایسا کروں تو میری مثال اس ایلچی کی سی ہو گی جس کو کوئی بادشاہ اپنے مخالف گروہ کی طرف بھیجے اور وہ واپس آکر بادشاہ کو حکم دے کہ جو کچھ ان لوگوں نے درخواست کی ہے ان کے ساتھ اسی کے موافق عملدرآمد کر۔

بعدازاں ابوجہل بولا کہ اے محمدؐ ابھی ایک بات باقی ہے کیا تو گمان نہیں کرتا ہے کہ موسیٰؑ کی قوم نے جبکہ موسیٰؑ سے یہ سوال کیا تھا کہ ہم کو خدا کو ظاہر طور پر دکھا دے تو گویا انہوں نے اپنے اوپر بجلی گرنے کی درخواست کی تھی اور اسی سبب سے ان پر بجلی گری پس اگر تو نبی ہے تو ہم بھی اپنی درخواست کے سبب اس کے مستوجب ہیں اور ہمارا سوال قوم موسیٰ کے سوال سے زیادہ سخت ہے کیونکہ انہوں نے تیرے زعم کے موافق یہ کہا تھا کہ اے موسیٰؑ ہم کو خدا کو ظاہر طور پر دکھا دے اور ہمارا یہ قول ہے کہ ہم تجھ پر ہرگز ایمان نہ لائینگے جب تک کہ تو خدا اور گروہ فرشتوں کو ہمارے سامنے نہ لائے کہ ہم ان کو بالمشافہ معاینہ کریں حضرتؐ نے فرمایا اے ابوجہل کیا تجھ کو ابراہیم خلیل اللہؑ کا قصہ معلوم نہیں ہے جبکہ اس کو ملکوت میں بلند کیا گیا چنانچہ میرا پروردگار قرآن میں فرماتا ہے وَكَذٰلِكَ نُرِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلِيَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ اور اسی طرح ہم نے ابراہیمؑ کو آسمانوں اور زمین کی بادشاہی دکھلائی اور تاکہ وہ یقین کرنے والوں میں سے ہو جب کہ اس کو آسمان کے نزدیک بلند کیا تو خدا نے اس کی نظر کو

ایسا قوی کر دیا کہ اس نے زمین کو اور اس کی تمام اندرونی اور بیرونی اشیاء کو دیکھ لیا اس وقت ایک مرد اور ایک عورت کو زنا کرتے دیکھا اور ان کی ہلاکت کے لئے خدا سے بد دعا مانگی وہ دونو ہلاک ہوگئے بعد ازاں دو اور شخصوں کو اسی حالت میں دیکھا اور ان کے لئے بدُعا کی اور وہ ہلاک ہوگئے پھر اور دو آدمیوں کو اسی خرابی میں مبتلا پایا اور ان کے واسطے بھی بد دعا کا ارادہ کیا۔ تب اللہ کی طرف سے وحی ہوئی کہ اے ابراہیم میرے بندوں اور کنیزوں سے اپنی بددُعا کو روک لے کیونکہ میں بخشنے والا مہربان بہت احسان کرنے والا اور بُردبار ہوں میرے بندوں کے گناہ مجھ کو کچھ ضرر نہیں پہنچاتے جیسا کہ ان کی طاعت اور عبادت سے مجھ کو کوئی نفع حاصل نہیں ہوتا میں ان کو اس طرح پر سیاست اور تادیب نہیں کرتا کہ تیری طرح جلدی اپنے غصّے کا تدارک کروں پس تو اپنی بد دعا کو میرے بندوں سے باز رکھ کیونکہ تو فقط میرا ایک بندہ ہے کہ میرے اور بندوں کو میرے عذاب سے ڈراتا ہے اور میری سلطنت میں شریک نہیں ہے اور نہ میرے بندوں کا محافظ ہے اور میں اپنے بندوں کے ساتھ ان تین طریقوں میں سے ایک طریق برتتا ہوں یا تو وہ توبہ کر لیتے ہیں اور میں ان کی توبہ کو قبول کر لیتا ہوں اور ان کے گناہوں کو معاف کرتا ہوں اور ان کے عیبوں کو پوشیدہ کر دیتا ہوں یا اپنے عذاب کو ان سے باز رکھتا ہوں اس لئے کہ میں جانتا ہوں کہ ان کی پُشتوں سے چند مومن فرزند پیدا ہونگے پس میں ان کے کافروں سے نرمی برتتا ہوں اور ان کی کافرمائی سے تانی اور تاخیر کرتا ہوں اور اپنے عذاب کو ان پر سے ہٹا لیتا ہوں تا کہ وہ مومن ان کی پُشتوں سے نکل آئیں جب وہ مومن ان کافروں کی پُشتوں اور رحموں سے جُدا ہو جاتے ہیں تو میرا عذاب ان پر نازل ہوتا ہے اور میری بلا ان کو گھیر لیتی ہے اور اگر نہ یہ ہو اور نہ وہ تو جو عذاب کہ میں نے ان کے لئے آخرت میں مہیا کیا ہے وہ اس عذاب سے جو تُو (دُنیا میں) ان کے واسطے چاہتا ہے بہت بڑھ ہے کیونکہ میں نے جو عذاب اپنے بندوں کے لئے مقرر کیا ہے وہ میری جلالت اور کبریائی کے موافق ہے اے ابراہیم میرے بندوں کو مجھ ہی پر چھوڑ دے کیونکہ تیری نسبت میں اُن پر زیادہ مہربان ہوں اور میرے بندوں کو میرے حوالے کر دے کیونکہ میں بہت زبردست

بُردبار بہت جاننے والا اور صاحب حکمت ہوں اپنے علم کے موافق ان کی تدبیریں کرتا ہوں اور اپنی قضا و قدر کو ان میں جاری کرتا ہوں ؛

بعد ازاں حضرتؐ نے ارشاد فرمایا اے ابوجہل اللہ تعالیٰ نے اپنے عذاب کو اس لئے تجھ پر سے اُٹھا لیا ہے کہ تیری پُشت سے عنقریب پاک اولاد عکرمہ تیرا بیٹا ہوگا اور وہ تھوڑی مدت کے بعد مسلمانوں کے امور کا والی ہوگا کہ اگر وہ اس امر میں خدا کی اطاعت کریگا تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کو رُتبہ جلیل حاصل ہوگا اگر یہ بات مانع نہ ہوتی تو تجھ پر اور اُن باقی اہل قریش پر جنہوں نے عذاب کا سوال کیا ہے اسی وقت عذاب نازل ہو جاتا جبکہ انہوں نے اسکی درخواست کی تھی ان کو صرف اسوجہ سے مہلت دی گئی ہے کہ علم الہیٰ میں گزر چکا ہے کہ ان میں سے بعض اشخاص محمدؐ پر ایمان لاکر سعادت حاصل کرینگے اور وہ باری تعالیٰ اس سے بزرگ تر ہے کہ ان کو اس سعادت سے محروم رکھے اگر یہ امر مانع نہ ہوتا تو تم سب پر عذاب نازل ہوتا ؛

پھر اُن سب سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ تم آسمان کی طرف نگاہ کرو جب اُنہوں نے اوپر کو دیکھا تو ناگاہ کیا دیکھتے ہیں کہ آسمان کے دروازے کھُل گئے ہیں اور وہاں سے آگ نازل ہوئی اور ان کے سروں کے برابر آکر ٹھیر گئی اور ان کے اس قدر نزدیک پہنچ گئی کہ اس کی گرمی ان کے مونڈھوں کے درمیان معلوم ہونے لگی یہ حال دیکھ کر ابوجہل اور باقی لوگوں کے اعضا کانپنے لگے حضرتؐ نے ان سے فرمایا کہ تم ڈرو نہیں کیونکہ حق تعالیٰ تم کو اس عذاب سے ہلاک نہ کریگا اس کو تو فقط تمہاری عبرت کے لئے ظاہر کیا ہے پھر انہوں نے دیکھا کہ اس جماعت کی پُشتوں سے کچھ نُور نکلے اور اس آگ کے سامنے ہوئے اور اس کو اُونچا کر کے ہٹاتے ہٹاتے آسمان کی طرف لوٹا دیا جہاں سے وہ آئی تھی حضرتؐ نے فرمایا کہ ان نُوروں میں بعض نُور تو ان لوگوں کے ہیں جن کی نسبت خدا کے علم میں گزر چکا ہے کہ وہ تم میں سے عنقریب مجھ پر ایمان لاکر کامیاب ہونگے اور بعض نُور اس پاک اولاد کے ہیں جو عنقریب تم میں سے بعض ایمان نہ لانے والوں کے ہاں پیدا ہوگی اور وہ مومن ہوگی ؛

قولہ عزوجل وَدَّ كَثِيرٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَوْ يَرُدُّونَكُم مِّن بَعْدِ إِيمَانِكُمْ كُفَّارًا حَسَدًا مِّنْ عِندِ أَنفُسِهِم مِّن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ فَاعْفُوا وَاصْفَحُوا حَتَّىٰ يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرِهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

ترجمہ۔اہل کتاب میں سے بہت سے لوگ از روئے حسد کے جو ان کو تمہارے ساتھ ہے اپنے دل سے اِس بات کو چاہتے ہیں کہ تم کو ایمان لانے اور مومن ہونے کے بعد کفُر کی طرف پھیر دیں بعد اس کے کہ حق ان پر ظاہر ہو گیا ہے پس اے مومنو تم ان کو معاف کرو۔ اور ان سے درگزر کرو یہاں تک کہ خدا اپنے حکم کو لائے البتہ خدا ہر چیز پر قادر ہے ۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَدَّ كَثِيرٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَوْ يَرُدُّونَكُم مِّن بَعْدِ إِيمَانِكُمْ كُفَّارًا اہل کتاب میں سے بہت سے آدمی یہ چاہتے ہیں کہ ان شُبہات کے ذریعہ جو وہ تم پر وارد کرتے ہیں تم کو مومن ہونے کے بعد ہٹا کر پھر کافر کر دیں حَسَدًا مِّنْ عِندِ أَنفُسِهِم تمہارے ساتھ حسد کرنے کی وجہ سے جو ان کے نفسوں میں موجود ہے اس سبب سے کہ خدا نے تم کو محمدؐ اور علیؑ اور ان کی آلِ اطہار کے ساتھ معزز اور مکرم کیا مِّن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ بعد اسکے کہ ان کو ان معجزات کے ذریعہ جو محمدؐ کی صداقت اور علیؑ اور ان کی آلِ اطہار کی فضیلت پر دلالت کرتے ہیں حق ظاہر ہو گیا ہے فَاعْفُوا وَاصْفَحُوا پس اے مومنو تم ان کو معاف کر دو اور ان کی جہالت سے درگزر کرو اور حجتہائے الٰہی سے ان کا مقابلہ کرو اور ان کی مدد سے ان کے باطلات کو دفع کرو حَتَّىٰ يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرِهِ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ فتح مکہ کے دن اپنے حُکم قتل کو ان میں جاری کرے اور اسوقت تم ان کو شہر مکہ اور جزیرۂ عرب سے جلا وطن کر دو گے اور وہ بحالت کفر وہاں نہ رہ سکیں گے إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ البتہ خدا ہر چیز پر قادر ہے کیونکہ اس کو تمام چیزوں پر اسطرح قُدرت حاصل ہے جو تمہارے لئے مناسب اور قرینِ مصلحت ہو کہ وہ تم کو ان مُشرکوں کے ساتھ مدارات کرنے اور عمدہ اور پسندیدہ طور پر مباحثہ کرنے پر قادر کر دیتا ہے اور عمدہ طریقہ پر مباحثہ کرنے پر قادر کر دینے کا قصہ اس طرح سے ہے کہ جب مسلمانوں کو جنگ احد میں نہایت صدمہ پہنچا تو اس کے چند روز بعد کچھ یہودی عمارؓ ابن یاسر اور حذیفہ ابن الیمان سے ملے اور کہنے لگے دیکھا تم کو احد کے دن کس قدر صدمہ پہنچا محمدؐ کی لڑائی تو مثل اور بادشاہوں کے ہے جو طالبانِ دُنیا ہوتے ہیں کبھی غالب ہوتا ہے اور کبھی مغلوب اگر پیغمبر ہوتا تو کبھی مغلوب نہ ہوتا اور ہمیشہ غالب ہی رہا کرتا تم کو چاہیئے کہ اس کے دین کو چھوڑ دو حذیفہؓ نے جو یہ

مدارات [illegible]

بات سُنی تو کہنے لگا کہ خدا تم پر لعنت کرے میں تمہارے پاس نہیں بیٹھتا اور نہ تم سے بات کرتا ہوں اور نہ تمہاری گفتگو سُنتا ہوں میں اپنی جان اور ایمان دونو کے لئے تم سے خوف کرتا ہوں اس لئے دونو کو لے کر یہاں سے بھاگتا ہوں یہ کہتے ہی اُٹھ کر وہاں سے چل دیا اور عمارؓ وہیں بیٹھا رہا اور ان سے کہا کہ اے یہودیو محمدؐ نے بدر کے دن اپنے اصحاب سے وعدہ فرمایا تھا کہ اگر تم نے صبر کیا تو فتح پاؤ گے چنانچہ انہوں نے صبر کیا اور فتح پائی اور اسی طرح احد کے دن بھی اسی صبر کی شرط پر فتح پانے کا وعدہ فرمایا تھا مگر انہوں نے بُودلی اور مخالفت کی اس لئے ان کو یہ صدمہ پہنچا اور اگر فرمانبرداری کرتے اور صابر رہتے اور حضرتؐ کے حکم کی مخالفت نہ کرتے تو ہرگز شکست نہ کھاتے اور ضرور فتحیاب ہوتے یہودی بولے کہ اے عمارؓ اگر تو محمدؐ کی اطاعت کرے تو کیا تو اپنی پتلی پنڈلیوں سے سادات قریش پر غلبہ پا جائے عمارؓ نے جواب دیا کہ بیشک مجھ کو اُس خدا کی قسم ہے جس کے سوا اور کوئی قابل عبادت نہیں ہے جس نے محمدؐ کو نبی برحق کر کے بھیجا ہے کہ حضرتؐ نے مجھ کو فضل و حکمت سے بھر دیا ہے کیونکہ اپنی نبوت کی خوبیاں اور اپنے بھائی اور وصی اور حضرت کے بعد بہترین مخلوقات کے فضائل مجھ کو سکھائے اور سمجھائے ہیں اور اپنی ذریت طاہرہؑ کی فرمانبرداری اور پیروی کرنے کا مجھ کو حکم دیا ہے اور سختیوں اور ضرورتوں کے وقت ان کے وسیلہ سے دُعا کرنے کے لئے ارشاد فرمایا ہے اور جس کام کے لئے آنحضرتؐ مجھ کو حکم دیں اور میں درست اعتقاد سے اس میں متوجہ ہوں اور آنحضرتؐ کی پیروی اور فرمانبرداری مجھ کو مقصود ہو تو میں ضرور ہی اس کام کو انجام کو پہنچاؤنگا یہانتک کہ اگر حضرت مجھ کو حکم دیں کہ میں آسمانوں کو زمین پر اُتار لاؤں اور زمین کو اُٹھا کر آسمان کی طرف لیجاؤں تو بیشک پروردگار عالم انہی پتلی پنڈلیوں کے ہوتے مجھ کو اس امر کے بجالانے کی قوت عطا کرے گا عمارؓ کی یہ گفتگو سُن کر وہ یہودی کہنے لگے ہرگز ایسا نہیں ہے اے عمارؓ خدا کی قسم خدا کے نزدیک محمدؐ کا درجہ اس سے بہت ہی کم ہے جیسا کہ تُو بیان کرتا ہے اور تیرا درجہ بھی خدا کے اور محمدؐ کے نزدیک اس سے بہت کم ہے جیسا کہ تُو نے دعویٰ کیا ہے اور اسوقت ان یہودیوں میں چالیس منافق بھی شامل تھے ان کی یہ بات سُن کر عمارؓ وہاں سے اُٹھ کھڑے ہوئے اور بولے کہ میں نے اپنے پروردگار کی حجت کامل طور پر تم کو پہنچا دی اور تم کو نصیحت کر دی

لیکن تم لوگ نصیحت کو بُرا سمجھتے ہو یہ کہہ کر وہاں سے چلے آئے اور حضرتؐ کی خدمت میں حاضر
ہوئے حضرتؐ نے فرمایا اے عمارؓ مجھ کو تم دونو کی خبر پہنچ گئی خذیفہؓ تو اپنے دین کو شیطان اور
اس کے دوستوں کے ہاتھوں سے بچا کر بھاگ آیا اور وہ خدا کے نیک بندوں میں سے ہے اور تو نے
دین خدا میں مجادلہ کیا اور محمدؐ پیغمبر خدا کی خیر خواہی کی پس تو مجاہدان راہِ خدا میں داخل ہے۔ ابھی
آنحضرتؐ اور عمارؓ میں یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ وہی یہودی جو عمارؓ سے ہمکلام ہوئے تھے وہاں
آگئے اور بولے کہ اے محمدؐ تیرا یہ رفیق کہتا ہے کہ اگر تو اس کو یہ حکم دے کہ زمین کو آسمان کی طرف بلند
کرے اور آسمان کو زمین کی طرف اُتار لائے اور یہ تیری فرمانبرداری کا اعتقاد کرے اور تیرے حکم
کے قبول کرنے کا عازم ہو تو بیشک خدا اس کو اس امر کے بجالانے میں مدد دیگا اگر تو پیغمبر ہے تو ہم
تجھ سے اور اس سے اس سے بھی کم چیز پر بس کرتے ہیں اگر عمارؓ اپنی پتلی پنڈلیوں کے ساتھ اسی پتھر کو
اُٹھالے تو کافی ہے اور اسوقت حضرتؐ مدینے کے باہر تشریف رکھتے تھے اور وہ پتھر حضرتؐ کے
سامنے پڑا ہوا تھا اور اس قدر بڑا تھا کہ اگر دو سو مرد بھی اکٹھے ہو کر اس کو ہلانا چاہتے تو ہلا نہ
سکتے پھر ان یہودیوں نے کہا کہ اے محمدؐ عمارؓ اگر اس پتھر کو اُٹھانے کا ارادہ کرے تو اس کو
حرکت بھی نہ دے سکیگا اور اگر اس حالت میں اس نے اُٹھا بھی لیا تو اس کی دونو پنڈلیاں
ٹوٹ جائینگی اور بدن چُور چُور ہو جائیگا حضرتؐ نے فرمایا اے یہودیو عمارؓ کی پنڈلیوں کو حقیر نہ
جانو کیونکہ وہ اس کی میزان اعمال میں کوہ ثور و کوہ ثبیر و کوہ حرا و کوہ ابو قبیس بلکہ تمام زمین اور
اس کی تمام چیزوں سے جو اس پر موجود ہیں زیادہ وزنی ہیں اور محمدؐ و آلِ محمدؐ پر درود بھیجنے
کی برکت سے جو چیز کہ اس پتھر سے بہت بھاری ہے ہلکی ہو گئی یعنی عرش آٹھ فرشتوں کے کندھوں
پر ہلکا معلوم ہوتا ہے حالانکہ اس سے پہلے ان کے ساتھ بیشمار فرشتے مل کر بھی اس کو نہ
اُٹھا سکتے تھے بعد ازاں حضرتؐ نے عمارؓ سے ارشاد فرمایا اے عمارؓ میری اطاعت کا اعتقاد کر
اور دُعا کر کہ اے خدا محمدؐ اور اس کی آل اطہار کے مرتبے کا واسطہ مجھ کو قوت عطا فرما تاکہ اس پتھر کا
اُٹھانا جس پر تو مامور ہے اللہ تیرے لئے آسان کر دے جیسے کالب بن یوحنا پر سطح آب پر سے
دریا کا گزرنا آسان کر دیا تھا کہ گھوڑے پر سوار ہو کر اس پر سے عبور کر گیا تھا کیونکہ اسنے ہم اہلبیت
کے مرتبے کا واسطہ دے کر خدا سے دُعا کی تھی الغرض عمارؓ نے اسی طرح دُعا کی اور آنحضرتؐ کی اطاعت کا

اعتقاد کیا اور اس پتھر کو اپنے سر پر اُٹھا لیا اور عرض کی کہ یا رسول اللہ اُس خدا کی قسم ہے جسنے آپ کو سچا نبی کر کے بھیجا ہے یہ پتھر میرے ہاتھوں پر ایک تنکے سے بھی ہلکا معلوم ہوتا ہے پھر حضرتؐ نے ایک پہاڑ کی طرف جو وہاں سے تین میل کے فاصلہ پر تھا اشارہ کر کے فرمایا کہ اِس پتھر کو اُس پہاڑ کی چوٹی پر پھینک دے عمارؓ نے حسب الارشاد اس کو ہوا میں پھینکا اور وہ پتھر اُونچا ہو کر اُس پہاڑ کی چوٹی پر جا گرا بعد ازاں حضرتؐ نے ان یہودیوں سے فرمایا تم نے عمارؓ کی قوت دیکھی؟ وہ بولے کہ ہاں دیکھی پھر عمارؓ سے فرمایا کہ اُس پہاڑ کی چوٹی پر جا وہاں تجھ کو ایک پتھر نظر آئیگا۔ جو اس پتھر سے وزن میں کئی گُنا ہوگا اس کو میرے پاس اُٹھا لا عمارؓ نے ایک ہی قدم اُٹھایا تھا کہ زمین سمٹ گئی اور دوسرے قدم میں وہ اُس پہاڑ کی چوٹی پر جا پہنچا اور وہاں سے اس پتھر کو اُٹھا کر تیسرے قدم میں حضرتؐ کی خدمت میں واپس آ گیا حضرتؐ نے فرمایا اس پتھر کو بہت زور سے زمین پر دے مار یہ حال دیکھ کر یہودی ڈر کے مارے بھاگ گئے اور عمارؓ نے اس زور سے اس پتھر کو زمین پر مارا کہ وہ ٹوٹ کر ریزہ ریزہ ہو گیا اور غبار کی طرح ہوا میں مل کر اِدھر اُدھر پراگندہ ہو گیا بعد ازاں حضرتؐ نے ان یہودیوں سے مخاطب ہو کر فرمایا اے یہودیو تم نے اللہ کی نشانیوں کو مشاہدہ کر لیا ہے اب تم ایمان لاؤ حضرتؐ کا یہ ارشاد سُن کر بعض تو ایمان لے آئے اور باقیوں پر شقاوت غالب ہوئی اور ایمان سے محروم رہے پھر حضرتؐ نے ارشاد فرمایا اے مسلمانو کیا تم جانتے ہو کہ یہ پتھر کس چیز کی مانند ہے انھوں نے عرض کی کہ نہیں فرمایا مجھے اُس ذات کی قسم ہے جسنے مجھ کو سچا پیغمبر بنایا ہے جب ہمارا کوئی شیعہ جس کے گُناہ اور خطائیں زمین اور پہاڑوں اور تمام آسمانوں سے چند در چند زیادہ ہوں توبہ کرتا ہے اور ہم اہلبیتؑ کی ولایت کو اپنے دل میں تازہ کرتا ہے تو اس کے گناہ اس پتھر کی نسبت زیادہ تر زور سے زمین پر مارے جاتے ہیں اور ایک اور شخص ہے جس کی عبادات و طاعات آسمانوں اور زمینوں اور پہاڑوں اور دریاؤں کی مانند ہوں مگر وہ ہم اہلبیتؑ کی ولایت کا منکر ہے پس اس کی عبادات و طاعات کو عمارؓ کے اس پتھر کو زمین پر مارنے کی نسبت زیادہ تر زور سے زمین پر مارا جاتا ہے کہ وہ اس پتھر کی مانند ریزہ ریزہ ہو کر منتشر ہو جاتی ہیں اور جب وہ آخرت میں وارد ہوگا تو ایک نیکی بھی اپنے نامۂ اعمال میں نہیں پائیگا

اور اس کے گناہ پہاڑوں اور زمین اور آسمان سے کئی گنے زیادہ ہونگے اور اس سے بہت سختی سے حساب لیا جائیگا اور ہمیشہ کے لئے عذاب میں گرفتار ہوگا ۔

جب عمارؓ نے اپنے بدن میں اس قدر قوت پائی کہ اس کے ذریعہ پتھر کو زمین پر مار کر ریزہ ریزہ کر دیا تو حیرت اس پر غالب ہوئی او عرض کی یارسولؐ اللہ اگر آپ اجازت دیں تو میں ان یہودیوں سے جنگ کروں اور اس قوت کے ذریعہ جو مجھ کو اسوقت عطا ہوئی ہے ان کو ہلاک کر ڈالوں حضرتؐ نے فرمایا اے عمارؓ خدا فرماتا ہے ۔ فَاعْفُوْا وَاصْفَحُوْا حَتّٰی یَاْتِیَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ان کو معاف کرو اور ان سے درگذر کرو یہاں تک کہ خدا اپنے امر کو بھیجے یعنی اپنے عذاب کو اور فتح مکہ اور باقی امور کو جن کا وعدہ کیا ہے ظاہر کرے ۔

الغرض مسلمان یہودیوں اور منافقوں کے وسوسے اور شبہ ڈالنے سے تنگ دل رہتے تھے حضرتؐ نے ان سے فرمایا اگر تم چاہو تو میں ایسی چیز تم کو تعلیم کروں جو تمہاری تنگ دلی کو جو دشمنانِ دین کے وسوسے ڈالنے سے عارض ہوتی ہے دُور کر دے انہوں نے عرض کی کہ ہاں یارسولؐ اللہ تعلیم فرمائیے حضرتؐ نے ان کو وہی چیز تعلیم کی جو اسوقت اپنے ہمراہیوں کو تعلیم کی تھی جبکہ وہ قریش کے جور و جفا کے سبب پہاڑ کی کھوہ میں جا گزیں تھے اور ان کے دل تنگ اور کپڑے میلے ہو گئے تھے اور حضرتؐ نے ان سے فرمایا تھا کہ اپنے کپڑوں پر اسی طرح بدن پر پہنے ہوئے پھونکیں مارو اور ہاتھ ان پر پھیرتے جاؤ اور محمدؐ و آلِ محمدؐ پر درود بھیجتے رہو اس عمل سے وہ پاک صاف سفید اور نہایت عمدہ ہو جائینگے اور تمہاری دلتنگی بھی رفع ہو جائیگی انہوں نے ایسا ہی کیا ۔ جیسا کہ حضرتؐ نے فرمایا تھا ان کے کپڑے ویسے ہی ہو گئے انہوں نے متعجب ہو کر عرض کی یارسولؐ اللہ یہ کیا بات ہے کہ آنحضرتؐ اور آپ کی آلؑ پر ہمارے درود بھیجنے سے ہمارے کپڑے طاہر ہو گئے ۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ محمدؐ و آلِ محمدؐ پر درود بھیجنے سے تمہارے دلوں کا کینے اور تنگی اور کھوٹ سے اور تمہارے بدنوں کا گناہوں سے پاک ہونا اسکے ذریعے تمہارے کپڑوں کے پاک ہونیکی نسبت زیادہ تر تعجب خیز اور حیرت انگیز ہے اور اسکے ذریعے تمہارے اعمال ناموں سے گناہوں کا دھویا جانا تمہارے کپڑوں کی میل کچیل کے دھوئے جانیکی نسبت زیادہ تر عجیب ہے اور اسکے وسیلے سے تمہاری نیکیوں کے صحیفوں کا نورانی ہونا تمہارے کپڑوں کے براق اور چمکدار ہونے سے اولٰے اور احسن ہے ۔

قولہ عزوجل وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ ۔ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۔ ترجمہ اور نماز کو قائم کرو اور زکوٰۃ کو ادا کرو اور جو نیکی کہ تم اپنے نفسوں کے لئے آگے بھیجو گے اس کو خدا کے پاس پاؤ گے کیونکہ خدا تمہارے اعمال سے واقف ہے ؛

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا ارشاد فرماتا ہے وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ اور نماز کو اُس کی ضروریات وضو۔ تکبیرات۔ قیام۔ قرآت۔ رکوع۔ سجود اور حدود کو کامل کر کے ادا کرو وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ اور زکوٰۃ اسکے مستحقوں کو دو اور کافروں اور ناصبیوں کو مت دو اور رسولِ خدا نے فرمایا ہے کہ جو کوئی ہمارے دشمنوں کو صدقہ دیتا ہے وہ گویا خانہ کعبہ میں چوری کرتا ہے وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ اور جو نیکی کہ تم اپنے نفسوں کے لئے آگے بھیجتے ہو یعنی جو مال کہ تم طاعت خدا میں خرچ کرتے ہو اور اگر مال تمہارے پاس نہ ہو تو اپنے جاہ و منصب کو جتنا اپنے ایمانی بھائیوں کے لئے صرف کرتے ہو اور اسکے ذریعے ان کو نفع پہنچاتے ہو اور نقصانوں کو ان سے دُور کرتے ہو تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ اس کو خدا کے پاس پاؤ گے یعنی اللہ تعالیٰ قیامت کے دن محمدؐ اور علیؑ اور ان کی آلِ اطہار کے مرتبے سے تم کو نفع پہنچائیگا کہ اسکی برکت سے تمہارے گناہ جھڑ جائینگے اور نیکیاں مضاعف ہو جائینگی اور درجے بلند ہو جائینگے اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ البتہ خدا تمہارے اعمال کو خوب طرح جانتا ہے کہ کسی کام کا ظاہر اور کسی دل کا باطن اُس پر پوشیدہ نہیں ہے اور وہ تم کو تمہارے اعتقادوں اور نیتوں کے موافق جزا دیگا اور وہ دُنیا کے بادشاہوں کی طرح نہیں ہے کہ ان کو بعض کے باب میں دھوکا ہو جاتا ہے اور کسی کا کام کسی اور کی طرف منسوب کر دیتے ہیں ؛

اور جناب رسولِ خدا نے فرمایا ہے کہ نماز کی مفتاح (کنجی) طہارت ہے اور اسکی تحریم (زینت) تکبیرۃ الاحرام ہے اور اسکی تحلیل (انجام) سلام ہے اور اللہ تعالیٰ بے طہارت کی نماز اور خیانت کے صدقہ کو قبول نہیں کرتا اور نماز کی سب سے اعلیٰ طہارت جو باعث قبولیت نماز ہے اور جس کے بغیر کوئی عبادت بھی قبول نہیں ہوتی وہ محمدؐ کی دوستی ہے بایں اعتقاد کہ وہ سردار انبیا ہے اور علیؑ کی دوستی ہے بایں اعتقاد کہ وہ سردار اوصیا ہے اور ان دونوں کے دوستوں کی دوستی اور ان کے دشمنوں کی دشمنی ہے ؛

نیز آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب بندہ وضو کرتا ہے اور اپنا منہ دھوتا ہے اسکے منہ کے گناہ اِدھر اُدھر گر جاتے ہیں اور جب ہاتھوں کو دھوتا ہے تو ہاتھوں کے گناہ جھڑ جاتے ہیں اور جب سر پر مسح کرتا ہے تو سر کے گناہ گر جاتے ہیں اور جب اپنے دونوں پاؤں پر مسح کرتا ہے یا بحالت تقیہ میں ان کو دھوتا ہے تو اسکے پاؤں کے گناہ جھڑ جاتے ہیں اور اگر وضو کے شروع میں بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کہے تو اس کے تمام اعضا گناہوں سے پاک ہو جاتے ہیں اور اگر وضو یا غسل جنابت کے اخیر میں کہے سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ وَاَشْهَدُ اَنَّ عَلِيًّا وَلِيُّكَ وَخَلِيْفَتُكَ بَعْدَ نَبِيِّكَ عَلٰى خَلِيْقَتِكَ وَاَنَّ اَوْلِيَاءَهٗ اَوْصِيَاءُهٗ[1] تو اس کے سب گناہ اِس طرح جھڑ جاتے ہیں جیسے درخت کے پتے جھڑ جایا کرتے ہیں اور اللہ تعالےٰ اس وضو یا غسل کے قطرات کی تعداد کے موافق فرشتے پیدا کرتا ہے جو اللہ کی تسبیح ۔ تقدیس ۔ تہلیل اور تکبیر کرتے ہیں اور محمدؐ و آلِ محمدؐ پر درود بھیجتے ہیں اور اس کا ثواب اس وضو یا غسل کرنے والے کو ملتا ہے پھر خدا کے حکم سے اس شخص کے وضو یا غسل کے پانی پر مُہر پروردگار ثبت ہوتی ہے اور فرشتے اسکو اُٹھا کر عرش کے نیچے لیجاتے ہیں جہاں نہ چور اسکو لے سکتا ہے نہ کیڑا لگتا ہے اور نہ دشمن اسکو بگاڑ سکتا ہے یہانتک کہ اس سے زیادہ کر کے اس کو واپس دیا جاتا ہے اس حال میں جبکہ وہ نہایت حاجتمند اسکے ثواب کا ہوتا ہے پھر اسکی عوض جنت کی نعمتیں اسقدر اس کو عطا کرتا ہے کہ نہ گننے والے اسکو گن سکتے ہیں اور نہ حفاظت کرنے والے اسکی حفاظت کر سکتے ہیں اور اللہ اسکے تمام گناہ بخشدیتا ہے یہانتک کہ اسکی نماز نوافل میں شمار ہوتی ہے پھر جب وہ شخص نماز پڑھنے کے لئے اپنے مصلے پر جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے کہتا ہے اے میرے

---

[1] اے اللہ تو پاک و پاکیزہ ہے اور میں تیری حمد و ثنا کرتا ہوں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا اور کوئی قابل عبادت و پرستش نہیں ہے میں تجھ سے بخشش طلب کرتا ہوں اور اپنے گناہوں سے تیری جناب میں توبہ کرتا ہوں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ تیرا بندہ اور رسول ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ علیؑ تیرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد تیری مخلوقات پر تیرا ولی اور خلیفہ ہے اور گواہی دیتا ہوں کہ اس کے ولی یعنی ائمہ طاہرین علیہم السلام اس کے جانشین اور وصی ہیں (مترجم)

فرشتو تم میرے اس بندے کو دیکھتے ہو کہ کس طرح تمام خلقت سے علیحدہ ہو کر میری طرف آیا ہے اور میری رحمت اور بخشش اور مہربانی کا امیدوار ہے میں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے اس کو اپنی رحمت اور کرامت کے ساتھ مخصوص کیا اور جب وہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتا ہے اور اپنے دونوں ہاتھوں کو بلند کرتا ہے اور اسکے بعد خدا کی ثناؑ شروع کرتا ہے تو پروردگار فرشتوں سے فرماتا ہے اے میرے بندو تم دیکھتے ہو کہ اس نے کس طرح سے میری بڑائی اور عظمت بیان کی اور شریک اور شبیہ اور نظیر سے میرا پاک ہونا ظاہر کیا اور میرے دشمن جو شرک کے اقوال میری نسبت کہتے ہیں ان سے بیزاری ظاہر کرنے کے لئے اپنے ہاتھوں کو اُٹھایا اے فرشتو میں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ میں عنقریب اس کو اپنے خانۂ جلالت و عظمت میں بزرگ اور عظیم کرونگا اور اپنے دارِ کرامت کی پاکیزگیوں کے ساتھ اس کو پاکیزہ کرونگا اور اس کو گناہوں اور خطاؤں سے پاک کرکے آخرت کے عذاب اور جہنم کی آگ سے بری کرونگا۔

اور جب وہ شخص بِسْمِ اللّٰہ کہہ کر سورہ حمد اور دوسرا سورہ پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں سے فرماتا ہے تم دیکھتے ہو کہ وہ میرے کلام کو کیسا مزے لے لے کر پڑھ رہا ہے اے میرے فرشتو میں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ قیامت کے دن میں اس سے کہونگا کہ اے میرے بندے میری جنت میں جا کر قرآن کی تلاوت کر اور اپنے درجات بڑھا جوں جوں وہ قرآن پڑھیگا حروف کی شمار کے موافق درجات میں ترقی ہوگی ایک درجہ سونے کا ہوگا اور ایک چاندی کا اور ایک موتی کا اور ایک جوہر کا اور ایک زبرجد کا اور ایک درجہ نُور پروردگار عزیز کا ہوگا۔ اور جب وہ شخص رکوع کرتا ہے تو خدا فرماتا ہے اے فرشتو تم دیکھتے ہو کہ وہ میرے جلال عظمت کے سامنے کیونکر تواضع اور فروتنی کر رہا ہے میں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ میں اسکو اپنے خانۂ کرامت و جلالت میں عظمت اور رفعت عطا کرونگا۔ اور جب رکوع سے سر اُٹھاتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے اے فرشتو تم دیکھتے ہو کہ وہ کیونکر کہہ رہا ہے کہ میں جس طرح تیرے دوستوں کے سامنے متواضع ہوتا ہوں اور تیری خدمت میں فروتنی سے کھڑا ہوتا ہوں اسی طرح تیرے دشمنوں کے رُو برو اپنے تئیں بلند مرتبہ ظاہر کرتا ہوں اے فرشتو میں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ میں عاقبت کی نیکی اس کے لئے مقرر کرونگا اور اس کو اپنی جنت میں

---

[1] یعنی تکبیر کے بعد دعائے استفتاح پڑھتا ہے وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضَ .... الخ۔ مترجم۔

جگہ دونگا اور جب وہ سجدہ کرتا ہے تو خدا فرماتا ہے اے فرشتو دیکھو اس نے بلند ہونے کے بعد تواضع اور فروتنی اختیار کی ہے اور کہتا ہے کہ اگرچہ مَیں تیری دُنیا میں صاحب جلالت و مکنت ہوں مگر حق کے سامنے ذلیل ہوں جبکہ وہ مجھ پر ظاہر ہوا اے فرشتو مَیں عنقریب اس کو حق کے ساتھ رفعت دونگا اور اس کے سبب باطل کو دُور کرونگا اور جب وہ سجدۂ اوّل سے سر اُٹھاتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے اے فرشتو دیکھو وہ کس طرح سے کہہ رہا ہے کہ اگرچہ مینے تیرے لئے تواضع کی لیکن پھر بھی مَیں تیری طاعت میں ذلت سے تیرے سامنے قائم ہوتا ہوں اور جب دوسرے سجدہ میں جاتا ہے تو خدا فرشتوں سے فرماتا ہے کہ میرا یہ بندہ پھر کس طرح سے میرے سامنے متواضع ہو گیا میں بھی اپنی رحمت کو مکرّر اس پر نازل کرونگا۔ پھر جب سجدے سے سر اُٹھا کر کھڑا ہوتا ہے تو اللہ تعالےٰ فرشتوں سے فرماتا ہے مَیں اس کو تواضع کی عوض ضرور رفعت عطا کرونگا جس طرح یہ اپنی نماز میں اُٹھا ہے۔ بعد ازاں خدا ہر رکعت میں فرشتوں سے اسی طرح فرماتا رہتا ہے یہانتک کہ جب وہ تشہد اوّل و دوم کے لئے بیٹھتا ہے تو فرماتا ہے کہ اے فرشتو اس نے میری خدمت اور عبادت کو پُورا کر دیا اور اب پھر میری صفت و ثنا کرتا ہے اور میرے پیغمبر پر درود بھیجتا ہے مَیں بھی آسمانوں اور زمینوں کی سلطنت میں اس کی تعریف کرونگا اور عالم ارواح میں اسکی رُوح پر درود بھیجونگا اور جب وہ نماز میں امیر المومنین علیہ السلام پر درود بھیجتا ہے تو خدا فرماتا ہے کہ جس طرح تو نے اس پر درود بھیجا ہے اسی طرح میں بھی تجھ پر درود بھیجونگا اور اس کو تیرا شفیع کرونگا جیسا کہ تو نے اس سے شفاعت طلب کی ہے اور جب وہ نماز میں سلام پھیرتا ہے تو اللہ اور اس کے فرشتے اس پر سلام کرتے ہیں۔

اور آنحضرتؐ نے فرمایا ہے کہ خدا فرماتا ہے وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ اور اپنے مالوں میں سے زکوٰۃ ادا کرو اور فقیر اور ضعیف لوگ جو اس کے مستحق ہیں ان کو دو اور ان کے حقوق میں کمی نہ کرو اور اگر ان کو دو تو پاک کے ساتھ ناپاک کا ارادہ مت کرو کیونکہ جو کوئی پاکیزہ دلی اور طیبتِ قلبی سے اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کرتا ہے تو حق تعالیٰ اس کو ہر حبّہ کی عوض جو اس نے دیا ہے جنت میں ایک محل سونے کا اور ایک محل چاندی کا اور ایک موتی کا اور ایک زبرجد کا اور ایک زمرد کا اور ایک جوہر کا اور ایک محل نُور رب العزت کا عطا فرماتا ہے۔

اور جب کوئی بندہ نماز میں خدا کی طرف متوجہ نہیں ہوتا تو اللہ تعالیٰ اس سے فرماتا ہے اے میرے بندے تو کدھر کا ارادہ کرتا ہے اور کس کو طلب کرتا ہے کیا میرے سوا کوئی اور پروردگار چاہتا ہے یا میرے سوا کوئی اور محافظ تلاش کرتا ہے یا میرے سوا کوئی اور بخشش کرنے والا طلب کرتا ہے میں ہی سب کریموں سے زیادہ کریم اور تمام سخیوں سے زیادہ سخی اور سب بخشش کرنیوالوں سے افضل اور اشرف ہوں تجھ کو بے اندازہ ثواب عطا کرونگا تو میری طرف توجہ کر کیونکہ میں بھی تیری طرف متوجہ ہوں اور میرے فرشتے بھی تیری طرف متوجہ ہیں اگر وہ متوجہ ہو جاتا ہے تو جو گناہ اس سے بے توجہی کے سبب سرزد ہوا ہے وہ اس سے زائل ہو جاتا ہے پھر اگر تیسری دفعہ پھر بے توجہ ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ پہلے کی طرح پھر اس کو اپنی طرف توجہ دلاتا ہے اب بھی اگر وہ اپنی نماز میں متوجہ ہو جاتا ہے تو جو گناہ اس سے سرزد ہوا ہے اس کو معاف کر دیتا ہے اور اگر چوتھی دفعہ پھر وہ بے توجہ ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف سے منہ پھیر لیتا ہے اور فرشتے بھی اپنا منہ پھرا لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اس سے فرماتا ہے کہ اے میرے بندے تیری روگردانی کے سبب میں نے بھی اپنا منہ تیری طرف سے پھیر لیا ۔

اور اگر کوئی شخص زکوٰۃ میں کمی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُس سے فرماتا ہے اے میرے بندے کیا تو مجھ سے بخل کرتا ہے یا تو مجھ کو اس بات میں متہم سمجھتا ہے کہ میں تیرا حق نہ دونگا یا تو یہ گمان کرتا ہے کہ میں عاجز ہوں اور تیرے ثواب کے دینے کے قابل نہیں اگر تو میرے حکم کے موافق زکوٰۃ ادا کریگا تو میں تجھ کو اس کا بدلا اس روز واپس دونگا جبکہ تو سب سے زیادہ محتاج اور تنگدست ہوگا اور اگر تو نے بخل کیا تو اس روز جبکہ تو سب سے زیادہ گھاٹے اور نقصان میں ہوگا اس بخل کا بدلا تجھ کو دیا جائیگا ۔

جب مسلمانوں نے حضرتؐ کا یہ ارشاد سُنا تو عرض کی کہ یا رسول اللہ ہم نے سُنا اور اطاعت کی حضرتؐ نے فرمایا کہ واجبی نمازوں اور فرض زکوٰتوں کے ادا کرنے میں خدا کی اطاعت کرو پھر نافلہ عبادتوں کے ذریعہ قربِ خدا حاصل کرو کیونکہ حق تعالیٰ ان کی عوض بڑے بڑے ثواب عطا فرماتا ہے مجھے اُس ذات کی قسم ہے جسنے مجھ کو سچا پیغمبر بنایا ہے کہ قیامت کے دن ایک بندہ میدان حشر میں کھڑا ہوگا اور اس پر ایک شعلہ جہنم سے نکل کر آئیگا جو دُنیا کے تمام پہاڑوں سے بڑا ہوگا یہانتک کہ اس شخص اور اس شعلہ کے درمیان کوئی چیز حائل نہ رہے گی اسی اثنا میں کہ وہ حیران ہوگا کہ میں کیا کروں ناگاہ ہوا میں

روٹی یا چاندی کا ریزہ جس سے اسنے باوجود اپنی تنگی کے اپنے کسی دینی بھائی کی غمخواری کی ہوگی اُڑتا ہوا آئیگا اور اس کے قریب آکر اُتریگا اور ایک بڑے پہاڑ کی مانند ہوکر اسکو چاروں طرف سے احاطہ کریگا اور اس شعلہ جہنم کو اسکے پاس آنے سے روک دیگا اور اسکی حرارت اور اسکا دُھواں ذرا بھی اسکو نہ پہنچنے دیگا یہاں تک کہ وہ جنت میں داخل ہوگا صحابہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ایسی حالت میں بھی اسکو برادران دینی کی غمخواری کرنی اتنا فائدہ دیگی فرمایا ہاں مجھے اُس ذات کی قسم ہے جس نے مجھکو پیغمبر برحق کیا ہے بعض مومنوں کو تو اس سے بھی بڑھکر نفع پہنچائیگی اور ایک بندہ ایسا بھی ہوگا کہ قیامت کے دن اسکے گناہ اور دینی بھائیوں سے اسکا بُرائیاں کرنا اسکے سامنے آئینگے اور بڑھکر اور چند در چند زیادہ ہوکر اسکے نامہ اعمال کو پُر کردینگے اور اس کے گناہوں کے مقابلے میں اس کی نیکیاں ڈوب جائینگی اسوقت اس کا ایک دینی بھائی جس سے وار دُنیا میں اسنے کچھ نیکی کی ہوگی اسکے پاس آکر اس سے کہیگا کہ تو نے دُنیا میں جو نیکی مجھ سے کی تھی اس کی عوض میں آج میں نے اپنی سب نیکیاں تجھ کو بخشدیں تب اللہ تعالےٰ ان نیکیوں کی وجہ سے اس کو بخش دیگا اور اس مومن سے فرمائیگا اب تو کس ذریعہ سے جنت میں جائیگا وہ عرض کریگا اے میرے پروردگار تیری رحمت کے ذریعے سے تب اللہ اس سے فرمائیگا کہ تُو نے اپنی ساری نیکیاں اس کو بخشی ہیں اور ہم جُود و کرم کرنے کے زیادہ تر سزاوار ہیں ان کو تیرے دینی بھائی کی طرف سے قبول کیا اور پھر ان کو مضاعف دو چند کرکے تجھ کو واپس دیا پس اس طرح وہ جنت کے اعلیٰ اور افضل باشندوں میں سے ہوگا ✤

قولہ عزوجل وَقَالُوا لَنْ يَدْخُلَ الْجَنَّةَ إِلَّا مَنْ كَانَ هُودًا أَوْ نَصَارَىٰ تِلْكَ أَمَانِيُّهُمْ قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۝ بَلَىٰ مَنْ أَسْلَمَ وَجْهَهُ لِلَّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهُ أَجْرُهُ عِنْدَ رَبِّهِ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝ ترجمہ اور یہودیوں نے کہا کہ یہودیوں کے سوا اور کوئی جنت میں داخل نہ ہوگا اسی طرح نصاریٰ کا قول ہے کہ ہمارے سوا اور کوئی داخل بہشت نہ ہوگا یہ ان کی اپنی اپنی آرزوئیں ہیں اے محمدؐ تو اُن سے کہدے کہ اگر تم اپنے قول میں سچے ہو تو اپنی دلیلیں لاؤ ہاں وہ شخص جنت میں جائیگا جس نے اپنی ذات کو خاص اللہ کے تابع کیا اور نیکی کی اس کو بیشک اپنے پروردگار کی طرف سے اجر ملیگا اور اس قسم کے لوگوں کو کسی طرح کا خوف نہیں ہے اور وہ

کبھی غمگین نہ ہونگے ٭

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ جناب امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ خدا ارشاد فرماتا ہے وَقَالُوْا اور یہودیوں اور نصرانیوں نے کہا لَنْ يَّدْخُلَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ كَانَ هُوْدًا یہودیوں نے تو کہا کہ جو کوئی یہودی ہوگا صرف وہی جنت میں جائیگا اور اسکے سوا اور کوئی اس میں داخل نہ ہوگا اَوْ نَصٰرٰى اور نصارے نے کہا کہ جنت میں وہی داخل ہوگا جو نصرانی ہوگا ٭

اور جناب امیرؑ نے ان کے سوا اور مذاہب کے اقوال بھی نقل فرمائے کہ دہریہ کہتے ہیں کہ موجودات عالم کی کوئی ابتدا نہیں ہے اور وہ ہمیشہ سے اسی طرح ہے اور جو کوئی ہمارا مخالف ہے وہ گمراہ اور خطاکار ہے اور ثنویہ یعنی مجوسی کہتے ہیں کہ نور اور ظلمت دونو مدبر عالم ہیں اور جو لوگ مذہب میں ہمارے مخالف ہیں وہ گمراہ ہیں اور عرب کے مشرکوں کا قول ہے کہ ہمارے بت معبود ہیں جو کوئی اس باب میں ہمارے برخلاف ہے وہ گمراہ ہے۔ اسلئے حق تعالیٰ (ان کی تردید میں) فرماتا ہے تِلْكَ اَمَانِيُّهُمْ یہ ان کی آرزوئیں ہیں جن کی وہ تمنا کرتے ہیں قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ اے محمدؐ ان لوگوں سے کہدے کہ تم اپنے اقوال پر دلیلیں دو اگر تم اپنے اقوال میں سچے ہو ٭

اور امام جعفر صادق علیہ السلام کے سامنے دینی مباحثہ کا ذکر ہوا اور یہ بھی بیان کیا گیا کہ رسولخدا اور ائمہ ہدیٰ علیہم السلام نے اس سے منع فرمایا ہے حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ مطلق ممانعت نہیں ہے بلکہ ایسے مباحثہ سے منع کیا ہے جو احسن اور پسندیدہ طرز پر نہ ہو کیا تم نے نہیں سُنا کہ خدا فرماتا ہے وَلَا تُجَادِلُوْا اَهْلَ الْكِتٰبِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ یعنی اہل کتاب سے مباحثہ نہ کرو مگر اس طرز پر جو نہایت احسن اور پسندیدہ ہو۔ نیز فرماتا ہے اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ یعنی اپنے پروردگار کے رستے کی طرف حکمت (یعنی محکم باتوں اور مضبوط دلیلوں سے جو حق کے ظاہر کرنے والی اور شبہ مٹانے والی ہوں) اور نیک نصیحت سے لوگوں کو بُلا اور ان سے ایسے طرز سے بحث کر جو نہایت پسندیدہ اور عمدہ ہے پس بحث کا جو عمدہ اور احسن طریقہ ہے اس کا علماء کو دین کے باب میں حکم دیا گیا ہے اور اس کا غیر احسن اور ناپسندیدہ طرز پر کرنا حرام ہے اور خدا نے اسکو ہمارے شیعوں پر حرام کیا ہے اور یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مباحثہ کرنا کلی طور پر حرام کرے حالانکہ وہ خود

پارہ ۲۱ سورہ ۲۹ عنکبوت

پارہ ۱۴ سورہ ۱۶ نحل آخر

فرماتا ہے وَقَالُوا لَنْ يَدْخُلَ الْجَنَّةَ إِلَّا مَنْ كَانَ هُودًا أَوْ نَصَارَىٰ قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ٥ الغرض دلیل و برہان کو راستیٔ ایمان کی علامت ٹھیرایا اور مباحثہ احسن ہی میں دلائل پیش کی جایا کرتی ہیں کسی نے عرض کی اے فرزند رسولؐ مجادلہ احسن اور غیر احسن میں کیونکر شناخت کی جائے فرمایا مجادلہ غیر احسن کی صورت تو یہ ہے کہ تو کسی باطل مذہب والے سے مباحثہ کرے اور وہ تجھ پر باطل کو وارد کرے اور تو اس پر ان دلائل کو جو اللہ نے قائم کی ہیں وارد نہ کرے بلکہ یا تو اس کی بات کا منکر ہو جائے یا کسی امر حق کا جس سے وہ اہل باطل اپنے باطل کی امداد کرنا چاہتا ہے اس خوف سے انکار کر دے کہ کہیں ایسا تجھ پر کوئی حجت نہ قائم ہو جائے کیونکہ اس سے مخلصی کی صورت تجھ کو معلوم نہیں ہے اس قسم کا مباحثہ ہمارے شیعوں پر حرام ہے تاکہ وہ اپنے ضعیف بھائیوں اور باطل مذہب والوں کے لئے باعث فتنہ نہ بنیں کیونکہ تم میں سے جب کوئی ضعیف آدمی اہل باطل سے مباحثہ کرتا ہے اور ان کے مقابلے میں ہار جاتا ہے تو وہ لوگ اسکے ضعف کو اپنے باطل کی صداقت کی دلیل ٹھیرا لیتے ہیں اور ضعیف شیعہ جب دیکھتے ہیں کہ اہل حق کو اہل باطل نے ضعیف کر دیا ہے تو اپنے دلوں میں مغموم اور محزون ہوتے ہیں۔ اور مجادلہ احسن وہ ہے جس کے کرنے کا اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولؐ کو حکم دیا تھا کہ جو لوگ مرنے کے بعد اُٹھنے اور زندہ ہونے کے منکر ہوں اُن سے اِس قسم کا مباحثہ کیا جائے چنانچہ خدا اس کا ذکر فرماتا ہے وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَنَسِيَ خَلْقَهُ قَالَ مَنْ يُحْيِي الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيمٌ قُلْ يُحْيِيهَا الَّذِي أَنْشَأَهَا أَوَّلَ مَرَّةٍ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيمٌ الَّذِي جَعَلَ لَكُمْ مِنَ الشَّجَرِ الْأَخْضَرِ نَارًا فَإِذَا أَنْتُمْ مِنْهُ تُوقِدُونَ أَوَلَيْسَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ بِقَادِرٍ عَلَىٰ أَنْ يَخْلُقَ مِثْلَهُمْ بَلَىٰ وَهُوَ الْخَلَّاقُ الْعَلِيمُ ٥ إِنَّمَا أَمْرُهُ إِذَا أَرَادَ شَيْئًا أَنْ يَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ فَسُبْحَانَ الَّذِي بِيَدِهِ مَلَكُوتُ كُلِّ شَيْءٍ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ٥

اور ہمارے واسطے مثل بیان کی اور اپنی پیدائش کو بھول گیا اور سرکشی اور عناد کی رو سے کہا کہ ہڈیوں کو کون زندہ کر سکتا ہے جبکہ وہ بوسیدہ ہو گئی ہوں اے محمدؐ تو اس سے کہدے کہ ان کو وہی شخص زندہ کر سکتا ہے جس نے ان کو پہلی دفعہ پیدا کیا ہے اور وہ ہر مخلوق کے پیدا

کرنے کو جانتا ہے وہ خدا جس نے تمہارے واسطے درخت سبز سے آگ کو پیدا کیا پس سو تم اس سے آگ روشن کرتے ہو، اور جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا کیا وہ اس بات پر قادر نہیں ہے کہ ان (آدمیوں) کی مثل اور پیدا کر دے ہاں وہ قادر ہے اور وہ بہت پیدا کرنے والا اور ہر ایک کے احوال کا جاننے والا ہے جب وہ کسی چیز کے پیدا کرنے کا ارادہ کرے تو صرف اس کا کام یہ ہے کہ اس چیز کو کن یعنی ہو جا کہدے پس وہ چیز ہو جاتی ہے پس وہ خدا (دوبارہ پیدا کرنے کی قدرت کے نہ ہونے سے) پاک ہے جس کے ہاتھ میں ہر چیز کی بادشاہی ہے اور اسی کی طرف تم پھرو گے،

پس اللہ تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ اسکا پیغمبر اس اہل باطل سے مباحثہ کرے جو کہتا ہے کہ یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ گلی سڑی ہوئی ہڈیاں دوبارہ زندہ کرکے اُٹھائی جائیں اس لئے ارشاد فرمایا قُلْ يُحْيِيهَا الَّذِي أَنشَأَهَا أَوَّلَ مَرَّةٍ اے محمد اُس شخص سے جو دوبارہ زندہ ہونیکا منکر ہے کہدے کہ ان بوسیدہ ہڈیوں کو وہی شخص (یعنی خدا) زندہ کرسکتا ہے جسنے ان کو پہلی دفعہ پیدا کیا ہے آیا وہ شخص جس نے بغیر کسی چیز کے اس کو ابتداءً پیدا کیا ہے اس کے بوسیدہ ہونے کے بعد اس کے دوبارہ پیدا کرنے سے عاجز ہو سکتا ہے؟ بلکہ تمہارے نزدیک اسکی ابتدا اس کے دوبارہ پیدا کرنے کی نسبت زیادہ تر دشوار ہے۔ بعد ازاں فرمایا الَّذِي جَعَلَ لَكُم مِّنَ الشَّجَرِ الْأَخْضَرِ نَارًا وہ خدا جسنے سبز درخت سے آگ کو تمہارے واسطے پیدا کیا ہے یعنی جو خدا کہ گیلے درخت سے گرم آگ کے نکالنے پر قادر ہے وہ گلی ہوئی چیزوں کے دوبارہ پیدا کرنے پر بہت اچھی طرح قادر ہوگا أَوَ لَيْسَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ بِقَادِرٍ عَلَىٰ أَن يَخْلُقَ مِثْلَهُم بَلَىٰ وَهُوَ الْخَلَّاقُ الْعَلِيمُ کیا وہ خدا جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا وہ اس بات پر قادر نہ ہوگا کہ (ان آدمیوں) کی مثل پیدا کرے ہاں وہ قادر ہے اور وہ بہت پیدا کرنے والا اور خوب جاننے والا ہے یعنی جبکہ آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنا تمہارے خیالوں اور قدرتوں کے نزدیک اگر تم اس پر قدرت پاؤ بوسیدہ چیز کے دوبارہ واپس لانے سے نہایت مشکل اور سخت دشوار ہے تو پھر کیا سبب ہے کہ جو چیز تمہارے نزدیک نہایت عجیب اور سخت دشوار ہے خدا کو اس کا پیدا کرنیوالا تو تجویز کرتے ہو اور بوسیدہ چیز کا دوبارہ پیدا کرنا جو تمہارے خیال میں اس کی نسبت نہایت آسان ہے اس سے جائز نہیں جانتے،

پھر امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ طریق مجادلہ احسن کا ہے کیونکہ اس میں کافروں کے عُذر قطع کئے گئے ہیں اور ان کے شُبہات کو رفع کیا ہے اور مجادلہ غیر احسن کی صورت یہ ہے کہ تو کسی امر حق کا انکار کرے جبکہ تو اس امر حق اور اپنے سے مجادلہ کرنے والے کے امر باطل میں فرق نہ کر سکے بلکہ اس امر حق کا انکار ہی کر سکے اس کو اس کے باطل سے ہٹائے اس قسم کا مجادلہ حرام ہے اس لئے کہ تو بھی اس کی مانند ہو گیا اس نے ایک امر حق کا انکار کیا تھا تُو نے دوسرے امر حق کا انکار کردیا اسوقت کسی شخص نے کھڑے ہو کر عرض کی اے فرزند رسولؐ کیا رسولؐ خدا نے بھی مجادلہ کیا تھا حضرتؑ نے فرمایا اے شخص جب تو رسولؐ خدا کی نسبت کچھ گمان کرے تو اس سے اللہ کی کسی مخالفت کا گمان مت کر کیا خدا نے نہیں فرمایا ہے وَجَادِلْهُم بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ کہ ان سے پسندیدہ طور پر مجادلہ کر اور اس شخص کے باب میں فرمایا جس نے خدا کے لئے مثال بیان کی تھی قُلْ يُحْيِيهَا الَّذِي أَنشَأَهَا أَوَّلَ مَرَّةٍ تا آخر آیات کیا تو یہ گمان کر سکتا ہے کہ حضرتؐ نے خدا کے حکم کی مخالفت کی ہو گی اور جس طرح خدا نے فرمایا تھا اس طرح مجادلہ نہ کیا ہو گا اور جس بات سے مطلع کرنے کا حکم دیا تھا اس سے خدا کی طرف سے مطلع نہ کیا ہو گا ؂

پانچ مذہبوں کے لوگوں کا حضرت سے مناظرہ

اور میرے والد ماجد نے آبائے کرام کی زبانی مجھ سے روایت کی ہے کہ امیرالمومنینؑ نے فرمایا ہے کہ ایک دن رسولؐ خدا کے پاس پانچ مذہبوں کے آدمی جمع ہوئے یہودی نصارےٰ دہریہ ثنویہ (مجوس) اور عرب کے مُشرک۔ یہودیوں نے عرض کی کہ ہم لوگ قائل ہیں کہ عزیرؑ خدا کا بیٹا ہے اور ہم اس غرض سے تیرے پاس آئے ہیں کہ دیکھیں تو اس باب میں کیا کہتا ہے اگر تُو نے ہماری پیروی کی تو ہم راہ صواب میں تجھ پر سبقت کرنے والے اور تجھ سے بہتر ہیں اور اگر تُو نے ہماری مخالفت کی تو ہم تجھ سے مباحثہ کرینگے اور نصارےٰ نے کہا کہ مسیحؑ خدا کا بیٹا ہے اور اس کے ساتھ متحد ہے اور ہم تیرے پاس اس لئے آئے ہیں کہ دیکھیں تو اس باب میں کیا کہتا ہے اگر تو بھی اس کا قائل ہے تو ہم راہ صواب میں تجھ سے سابق اور افضل ہیں اور اگر ہمارے برخلاف ہوا تو تجھ سے مباحثہ کرینگے۔ اور دہریہ نے عرض کی کہ ہم اس امر کے قائل ہیں کہ موجودات عالم کی کوئی ابتدا نہیں ہے اور یہ دائمی ہیں اور ہمیشہ یونہی رہیں گی یعنی ہمیشہ سے اسی طرح چلی آتی ہیں اور ہم تیرے پاس اس لئے آئے ہیں کہ دیکھیں تو اس باب میں کیا کہتا ہے اگر ہماری

متابعت کی تو سمجھ لے کہ ہم صواب کی طرف تجھ پر سابق ہو چکے ہیں اور تجھ سے افضل ہیں اور اگر مخالفت کی تو ہم تجھ سے بحث کرینگے مجوس نے عرض کی کہ نُور اور ظلمات دونوں مدبّر عالم ہیں اور ہم تیرے پاس اس لئے آئے ہیں کہ دیکھیں تو کیا کہتا ہے اگر تو نے ہماری پیروی کی تو ہم ثواب کی جانب تجھ سے سابق اور افضل ہیں اور اگر ہماری مخالفت کی تو تجھ سے مخاصمہ کرینگے اور مُشرکانِ عرب نے عرض کی اے محمدؐ ہم اِس بات کے قائل ہیں کہ ہمارے بُت ہمارے معبود ہیں اور تیرے پاس اِس واسطے آئے ہیں کہ دیکھیں تو اس باب میں کیا کہتا ہے اگر تُو نے ہماری متابعت کی تو ہم صواب کی طرف تجھ سے سبقت کرنے والے اور افضل ہیں اور اگر ہماری مخالفت کی تو تجھ سے مناظرہ کرینگے ؛

جب وہ سب اپنے اپنے عقیدے بیان کر چکے تو حضرتؐ نے فرمایا میں خدائے واحد پر ایمان رکھتا ہوں جس کا کوئی شریک نہیں ہے اور اس کے سوا تمام معبودوں کا منکر ہوں بعد ازاں ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو تمام آدمیوں کی طرف رسولِ بشیر و نذیر مقرر کر کے بھیجا ہے اور تمام عالم کے لئے مجھ کو حُجت قرار دیا ہے اور وہ عنقریب اپنے دین کے برخلاف تدبیریں کرنے والوں کے مکر و فریب کو انہی کی طرف رد کریگا ؛ پھر یہودیوں سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ تم میرے پاس اس لئے آئے ہو کہ میں تمہاری بات کو بلا دلیل تسلیم کر لوں انہوں نے عرض کی کہ نہیں فرمایا پھر کس چیز نے تم کو اس بات کے کہنے پر آمادہ کیا کہ عزیرؑ خدا کا بیٹا ہے وہ بولے اس سبب سے ہم اس امر کے قائل ہیں کہ اس نے بنی اسرائیل کے لئے توریت کو اس کے تلف ہو جانے کے بعد دوبارہ زندہ کیا اور اس سے یہ کام اسی سبب سے بن پڑا ہے کہ وہ اللہ کا بیٹا ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ عزیرؑ کیونکر خدا کا بیٹا بن گیا اور موسیٰؑ اسکا بیٹا نہ ہوا حالانکہ توریت کو وہی ان کے پاس لایا تھا اور اس سے بہت سے معجزے ظہور میں آئے جو تم کو معلوم ہیں اگر عزیرؑ اس وجہ سے خدا کا بیٹا ہے کہ توریت کے دوبارہ زندہ کرنے سے اسکی بزرگی ظاہر ہوئی تو موسیٰؑ تو اس کا بیٹا ہونے کا بدرجۂ اولےٰ مستحق اور قابل ہو گا اور اگر یہی بزرگی عزیرؑ کے لئے خدا کا بیٹا ہونا واجب کرتی ہے تو موسیٰؑ کی اس سے چند در چند بزرگیاں اس کے لئے بیٹا ہونے سے بھی کوئی بہت بڑا درجہ واجب کرینگی اس لئے کہ اگر تم اس بیٹا ہونے سے وہی بیٹا ہونا مراد لیتے ہو

کتب خانہ ... (حاشیہ)

جو دُنیا میں مشاہدہ کرتے ہو کہ مرد اور عورت کے ہم صحبت ہونے سے اولاد پیدا ہوتی ہے تو تم کافر ہو گئے اور اس کو تم نے اس کی مخلوق کے مشابہ کر دیا اور ممکنات عالم کی صفات اس جل جلالہ تعالیٰ میں ثابت کر دیں اور تمہارے بیان کے موافق لازم آتا ہے کہ وہ حادث اور مخلوق ہے اور اس کا کوئی اور خالق ہے جس نے اس کو پیدا کیا ہے انہوں نے عرض کی کہ اس سے ہماری یہ مراد نہیں ہے جیسا کہ تُو کہتا ہے کیونکہ یہ کفر ہے ۔ بلکہ ہم یہ مراد لیتے ہیں کہ وہ کرامت کے لحاظ سے بیٹا ہے اگرچہ ولادت متحقق نہیں ہے جس طرح ہمارے بعض علماء اس شخص کو جسے اور لوگوں پر شرف اور منزلت دینی مقصود ہوتی ہے اپنا بیٹا کہہ دیا کرتے ہیں اور یا بُنیّ کہہ کر پکارا کرتے ہیں وہ ثبوت ولادت کے سبب سے اس کو بیٹا نہیں کہتے کیونکہ کبھی ایسے شخص کو بھی بیٹا کہہ دیتے ہیں جو اجنبی ہوتا ہے اور اس کو ان سے کسی قسم کی مناسبت نہیں ہوتی اسی طرح عُزیرؑ کو بلحاظ کرامت اور شرافت کے خدا نے اپنا بیٹا بنایا ہے نہ کہ بلحاظ ولادت کے حضرتؑ نے فرمایا یہ تو وہی بات ہوئی جو میں نے تم سے کہی ہے اب اگر اسی وجہ سے عُزیرؑ خدا کا بیٹا ہے تو موسیٰؑ کو ہی یہ رُتبہ ملنا چاہیئے اور یہ ضروری امر ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر اہل باطل کو اسی کے اقرار سے رُسوا کرتا ہے اور اس کی حجت کو اسی پر پلٹ دیتا ہے تم نے جو بات اپنے دلائل میں پیش کی ہے وہ اس سے بھی بڑھ کر تمہاری بُری حالت بنائے گی جو میں نے تم سے بیان کی کیونکہ تم نے کہا ہے کہ ہم میں سے کوئی بزرگ آدمی ایک اجنبی کو جس سے اس کا کسی قسم کا نسبی تعلق نہیں ہے اپنا بیٹا کہہ دیتا ہے حالانکہ وہ شخص بلحاظ ولادت کے اس کا بیٹا نہیں ہوتا پس کبھی تم اسی سردار کو دیکھو گے کہ وہ کسی اجنبی شخص کو کہتا ہے کہ یہ میرا بزرگ ہے اور کسی اور اجنبی شخص کو کہتا ہے یہ میرا باپ ہے اور کسی اور کو کہتا ہے یہ میرا سردار اور اے میرے سردار وغیرہ کلمات کہتا ہے اور وہ یہ بات بطور عزت اور اکرام کے کہتا ہے اور جو کرامت اور بزرگی میں زیادہ ہوتا ہے اسکے لئے الفاظ تعظیمی بھی ویسے ہی زیادہ ہوتے ہیں پس تمہارے نزدیک اس طرح کہنا جائز ہوگا کہ موسیٰؑ خدا کا بھائی ہے یا اسکا بزرگ ہے یا اسکا باپ ہے یا اسکا سردار ہے کیونکہ اسنے عزیرؑ کی نسبت اسکو زیادہ مکرم اور معظم کیا ہے جیسے کوئی شخص جب کسی کا زیادہ اکرام کرتا ہے تو بطور اکرام اسکو کہتا ہے اے میرے سردار اے میرے بزرگ اے میرے رئیس اے میرے چچا اور جسکی زیادہ تر بزرگی کرنی منظور ہو اس کو اس قسم کے کلمات اور

زیادہ کہے جائینگے تو کیا تمہارے نزدیک جائز ہے کہ موسیٰ خدا کا بھائی یا اس کا بزرگ یا اسکا چچا یا اسکا سردار یا اسکا رئیس یا اس کا حاکم ہو کیونکہ اس نے اس کو اس شخص کی نسبت زیادہ عزت دی ہے جسکو کہا جاتا ہے اے میرے بزرگ اے میرے سردار اے میرے چچا اے میرے رئیس اے میرے حاکم یہودیوں نے جب آنحضرتؐ کی یہ تقریر سُنی تو حیران اور سرگردان ہو گئے اور عرض کی کہ اے محمدؐ ہم کو مہلت دے تاکہ اس بات میں جو تو نے کہی ہے غور کریں۔ حضرتؐ نے فرمایا منصف دلوں کے ساتھ اس میں غور کرو خدا تم کو ہدایت دیگا۔

بعد ازاں نصاریٰ کی طرف متوجہ ہوئے اور ان سے فرمایا کہ تم نے کہا ہے کہ خدائے بزرگ و برتر جو قدیم ہے اپنے بیٹے مسیح کے ساتھ متحد ہے بتاؤ اس بات سے تمہارا کیا منشا ہے کیا تم اس سے یہ مراد لیتے ہو کہ خدائے قدیم عیسیٰؑ حادث کے وجود کے سبب حادث ہو گیا یا یہ کہ عیسیٰؑ جو حادث ہے خدائے قدیم کے وجود کے سبب قدیم ہو گیا یا تمہارے قول اِتَّحَدَ بِهٖ (یعنی اس کے ساتھ متحد ہو گیا) سے یہ مراد ہے کہ خدا نے اس کو ایسی کرامت سے مخصوص کیا ہے کہ اس کے سوا اور کسی کو وہ کرامت نصیب نہیں ہوئی اور اگر تم یہ کہتے ہو کہ قدیم حادث ہو گیا تو تمہارا یہ قول باطل ہو گیا کیونکہ قدیم کا بدل کر حادث بن جانا ناممکن ہے اور اگر تم یہ کہو کہ حادث قدیم بن گیا ہے یہ بھی ناممکن ہے کیونکہ حادث کا قدیم بن جانا بھی محال ہے اور اگر اِتَّحَدَ بِهٖ کے کہنے سے تمہارا یہ مطلب ہے کہ اس نے اس کو مخصوص کیا ہے اور اپنے سب بندوں میں سے اسکو منتخب کر لیا ہے تو تم عیسیٰؑ کے حادث ہونے کے قائل ہو گئے اور اس بات کے مُقِر ہو گئے کہ جس معنی سے وہ خدا کے ساتھ متحد ہے وہ معنی بھی حادث ہیں جبکہ عیسیٰؑ حادث ہوا اور وہ خدا کے ساتھ اس معنی میں متحد ہوا کہ اس سے اس قسم کے امور حادث ہوئے جن کے سبب سے وہ خدا کے نزدیک تمام مخلوقات سے بزرگ قرار پایا تو عیسیٰؑ اور یہ معنی دونوں حادث ہوئے اور یہ بات تمہارے پہلے قول کے برخلاف ہے نصاریٰ نے جواب دیا کہ اے محمدؐ چونکہ اللہ تعالیٰ نے عیسیٰؑ کے ہاتھ پر عجیب عجیب چیزیں ظاہر کی ہیں اس لئے اس کو از روئے کرامت کے اپنا بیٹا بنا لیا ہے حضرتؐ نے فرمایا اے نصاریٰ اس بات کا جو تم نے بیان کی جو جواب میں نے یہودیوں کو دیا ہے وہ تو تم نے سُن لیا ہے یہ کہہ کر حضرتؐ نے اسی تقریر کا اعادہ فرمایا یہ سُن کر اور تو سب خاموش ہو گئے مگر ایک شخص نے اُٹھ کر عرض کی اے محمدؐ تم کہتے ہو

مناظرہ نصاریٰ

کہ ابراہیمؑ خدا کا خلیل ہے جب تم اس بات کے قائل ہو تو پھر ہم کو کس لئے عیسیٰؑ کو ابن اللہ کہنے سے منع کرتے ہو حضرتؑ نے فرمایا یہ دونو باتیں یکساں نہیں ہیں ہم کہتے ہیں کہ ابراہیمؑ خلیل اللہ ہے اور خلیل خَلّت یا خُلّت سے مشتق ہے اگر خَلّت سے مشتق ہے جس کے معنے فقر و فاقہ کے ہیں تو خلیل اللہ کے یہ معنی ہونگے کہ وہ اپنے پروردگار کا محتاج اور سب سے جدا ہو کر اسکی طرف رجوع کرنے والا ہے اور اس کے غیر سے بچنے والا اور روگرداں اور مستغنی ہے اور اس پر یہ واقعہ شاہد ہے کہ جب اس کو آگ میں ڈالنے کے ارادہ سے منجنیق میں رکھا گیا تو اللہ تعالیٰ نے جبرئیلؑ کو بھیجا اور اس سے فرمایا کہ جا کر میرے بندے کی خبر لے جبرئیلؑ حاضر خدمت ہو کر ہوا میں ان سے ملے اور عرض کی کہ یا خلیل اللہ جو کچھ حاجت ہو مجھ سے بیان کیجئے کیونکہ حق تعالیٰ نے مجھ کو تیری مدد کے لئے بھیجا ہے خلیل اللہ نے جواب دیا کہ خدا ہی مجھ کو کافی ہے اور وہ بہت اچھا کفیل ہے میں اسکے سوا کسی اور سے کچھ نہیں چاہتا اور مجھ کو صرف اسی کی ضرورت اور احتیاج ہے اس لئے حق تعالیٰ نے اسکو خلیل کے نام سے نامزد کیا یعنی اس کا فقیر اور محتاج اور اسکے غیر کو چھوڑ کر اس کی طرف رجوع کرنے والا اور اگر خُلّت سے مشتق ہو جس کے معنی یہ ہیں کہ وہ خدا کے رموز حقایق میں در آیا اور سب سے مطلع ہوا اور ایسے اسرار سے واقف ہو گیا جن سے اسکے سوا اور کوئی آگاہ نہیں ہے تو خلیلؑ اللہ کے یہ معنی ہونگے کہ وہ اس کا اور اس کے امور کا عالم ہے اور اس سے خدا کی اسکی مخلوقات سے مشابہت لازم نہیں آتی دیکھو جبکہ وہ سب کو چھوڑ کر اس کی طرف رجوع نہ ہوتا خلیل قرار نہ پاتا اور جب تک کہ اس کے اسرار سے واقف نہ ہوتا خلیل نہ ہوتا اور جو شخص کہ کسی مرد کے نطفہ سے پیدا ہوا ہے اگرچہ اس کا باپ اس کو کتنا ہی ذلیل کرے یا اس کو اپنے ہاں سے نکال دے وہ اسکی ولدیت سے خارج نہ ہوگا کیونکہ ولدیت کے معنی قائم ہیں اب چونکہ خدا نے ابراہیمؑ کو اپنا خلیل فرمایا ہے اس لئے اگر تم اس پر قیاس کر کے عیسیٰؑ کو ابن اللہ کہنا واجب جانو تو یہ بھی تم کو ضروری ہوگا کہ موسیٰؑ کو بھی ابن اللہ کہو کیونکہ موسیٰؑ کے معجزے عیسیٰؑ کے معجزوں سے کچھ کم درجہ نہ تھے پس واجب ہوا کہ موسیٰؑ کو بھی ابن اللہ کہو اور اسی طرح یہ بھی کہنا جائز ہوگا کہ وہ اس کا بزرگ اور سردار اور چچا اور رئیس اور حاکم ہے جیسا کہ میں نے یہودیوں سے بیان کیا ؀

ایک نصرانی نے عرض کی کہ انجیل میں لکھا ہے کہ عیسیٰؑ نے کہا ہے کہ اب میں اپنے باپ کی طرف جاتا ہوں

حضرت نے فرمایا اگر تم اس کتاب کے عالم ہو تو اس میں تو یہ بھی لکھا ہے کہ میں اپنے اور تمہارے باپ کی طرف جاتا ہوں اس لئے تم کو کہنا چاہیئے کہ جن کو اس نے تمہارے کے لفظ سے مخاطب کیا ہے وہ سب اسی وجہ سے خدا کے بیٹے ہیں جس وجہ سے کہ عیسیٰؑ خدا کا بیٹا ہے پھر وہی کتاب تمہارے اس گمان کی بھی تردید کرتی ہے جو تم کہتے ہو کہ عیسیٰؑ خصوصیت کی وجہ سے خدا کا بیٹا ہے کیونکہ تم نے کہا ہے کہ ہم عیسیٰؑ کو خدا کا بیٹا اس سبب سے کہتے ہیں کہ خدا نے اس کو ایسی چیزوں سے مخصوص کیا ہے جن سے اس کے سوا اور کسی کو خصوصیت نہیں بخشی اور یہ تم جانتے ہی ہو کہ جن خصائص سے عیسیٰ مخصوص ہوا اُن سے وہ لوگ مخصوص نہیں ہوئے تھے جن سے خطاب کر کے عیسیٰؑ نے کہا تھا کہ میں اپنے اور تمہارے باپ کی طرف جاتا ہوں اس سے عیسیٰؑ کا اختصاص باطل ہوا کیونکہ تم کو ثابت ہو چکا ہے کہ عیسیٰؑ نے وہ فقرہ (تمہارے باپ کی طرف جاتا ہوں) اُن لوگوں سے کہا تھا جن کو اس کی سی خصوصیت حاصل نہ تھی کیونکہ تم کو عیسیٰؑ کے لفظوں سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ وہ لوگ بھی (جن سے عیسیٰؑ نے خطاب کیا تھا) عیسیٰؑ کی طرح خدا کے بیٹے تھے حالانکہ ان کو اس جیسا خدا سے اختصاص حاصل نہ تھا مگر تم نے ان لفظوں کی تاویل بیجا طور پر کی ہے اس لئے کہ جب اس نے کہا تھا کہ میں اپنے اور تمہارے باپ کی طرف جاتا ہوں تو اس کے کہنے سے اس کی یہ مراد نہ تھی جو تم نے سمجھی ہے اور ممکن ہے کہ شاید اس کی یہ غرض ہو کہ میں آدمؑ یا نوحؑ کی طرف جاتا ہوں کہ اللہ مجھ کو ان کی طرف بلند کریگا اور اُن میں شامل کر دیگا اور آدمؑ میرا اور تمہارا باپ ہے اور اسی طرح نوحؑ بھی ہم سب کا باپ ہے (کیونکہ نوحؑ کو بھی طوفان کے بعد سے آدمؑ ثانی کہتے ہیں) بعدازاں حضرتؑ نے فرمایا بلکہ اس کے سوا عیسیٰؑ کا اس قول سے اور کچھ مقصود ہی نہ تھا یہ سُن کر نصاریٰ خاموش ہوگئے اور کہنے لگے کہ ہم نے ایسا مناظرہ کرنے والا جیسا کہ آج دیکھا ہے اس سے پہلے کبھی نہ دیکھا تھا اب ہم اپنی باتوں میں غور کرینگے ۔

بعدازاں حضرتؑ نے دہریہ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ تم کس وجہ سے کہتے ہو کہ اشیا کی کوئی ابتدا نہیں ہے اور وہ دائمی (ازلی اور ابدی) ہیں ہمیشہ اسی طرح ہیں اور اسی طرح ہمیشہ رہیں گی انہوں نے جواب دیا کہ ہم تو مشاہدہ ہی پر حکم لگاتے ہیں اور ہم نے اشیا کو حادث نہ پایا اس لئے یہ حکم لگایا کہ یہ ہمیشہ سے اسی طرح چلی آئی ہیں اور ہم نے ان میں انصرام اور فنا کا دخل نہ پایا اسلئے یہ اصول بنایا کہ ہمیشہ

اسی طرح رہیں گی حضرتؑ نے فرمایا کہ کیا تم نے معلوم کیا کہ وہ قدیم ہیں یا یہ معلوم کیا کہ وہ ابد تک باقی رہیں گی اب اگر تم یہ کہو کہ ہم نے ایسا ہی پایا ہے تو تم نے اپنے لئے ثابت کر دیا کہ ہمیشہ سے تمہاری شکلیں اور عقلیں ایسی ہی ہیں اور ہمیشہ تک ایسی ہی رہیں گی اگر تم اس بات کے قائل ہو تو تم نے ظاہر اور بدیہی امر کا انکار کیا اور ان تمام جاننے والوں کو جھٹلایا جو تم کو مشاہدہ کر رہے ہیں دہریہ نے جواب دیا کہ ہم نے تو ان کے قدیم ہونے کو مشاہدہ کیا ہے نہ ان کے ابد تک باقی رہنے کو حضرتؑ نے فرمایا کہ پھر تم کیونکر اس قول میں کہ اشیائے عالم کے قدم اور بقا کا حکم لگاتے ہو محض اس سبب سے کہ تم نے ان کا حادث ہونا اور ختم ہونا مشاہدہ نہیں کیا اس شخص سے بہتر ہو گئے جو ان میں تمہاری طرح تمیز کو ترک کرنے اور ان کے لئے حادث ہونے اور فنا ہو جانے کا حکم کرے اس سبب سے کہ نہ تو اس نے ان کا قدیم ہونا مشاہدہ کیا ہے اور نہ ابدالآباد تک باقی رہنا۔ آیا تم نے رات اور دن کو مشاہدہ نہیں کیا کہ ایک دوسرے کے بعد ہوتا ہے انہوں نے عرض کی کہ ہاں دیکھا ہے فرمایا تم دیکھتے ہو کہ وہ دونو ہمیشہ سے اسی طرح یکے بعد دیگرے چلے آتے ہیں اور اسی طرح چلے جائینگے وہ بولے کہ ہاں فرمایا کیا تمہارے نزدیک رات اور دن کا جمع ہونا جائز ہے وہ بولے کہ نہیں فرمایا جبکہ ایک دوسرے سے الگ ہو گیا تو ایک باقی رہا اور دوسرا اس کے بعد حادث ہوگا عرض کی کہ ایسا ہی ہے فرمایا اب تم نے گذشتہ راتوں اور دنوں کے حادث ہونے کا حکم لگایا جن کو تم نے دیکھا اب تم خدا کی قدرت کے منکر نہ بنو بعد ازاں ارشاد فرمایا کہ تم گذشتہ راتوں اور دنوں کو متناہی بتلاتے ہو یا غیر متناہی اگر تم غیر متناہی بتاتے ہو تو پہلی چیز کے ختم ہوئے بغیر دوسری چیز تم تک کس طرح پہنچی اور اگر تم یہ کہو کہ وہ متناہی ہیں تو تم کو اس امر کا قائل ہونا پڑیگا کہ ایک وقت ایسا بھی تھا جب ان دونوں میں سے ایک بھی موجود نہ تھا انہوں نے عرض کی کہ ہاں۔ بعد ازاں فرمایا کہ کیا تم اب بھی اس بات کے قائل ہو کہ عالم قدیم ہے اور حادث نہیں ہے حالانکہ تم خود اس بات کو بخوبی سمجھ سکتے ہو جس کا اقرار یا انکار کرتے ہو وہ بولے کہ ہاں پھر حضرتؑ نے فرمایا کہ یہ چیزیں جن کو ہم مشاہدہ کرتے ہیں ان میں سے بعض بعض کی محتاج ہیں کیونکہ جب تک کہ بعض بعض کے متصل نہ ہو قائم نہیں رہتی عمارت کو دیکھو کہ اس کا ایک حصہ دوسرے کا محتاج ہے ورنہ کبھی منتظم اور مستحکم نہ ہوگی اور یہی حال باقی اشیا کا بھی ہے جبکہ یہ چیز جس کا ایک حصہ دوسرے حصے کا محتاج ہے تاکہ وہ مضبوط اور مکمل ہو قدیم ہے تو تم مجھ کو یہ بتاؤ کہ اگر یہ چیز حادث ہوتی تو کیونکر

ہوتی اور اس کی صفت کیا ہوتی حضرتؑ کا یہ ارشاد سُن کر وہ حیران ہو گئے اور انہوں نے سمجھ لیا کہ کوئی صفت ایسی نہیں ہے جس سے ہم حادث کو موصوف کریں اور وہ ان اشیا میں جن کو ہم قدیم جانتے ہیں موجود نہ ہو یہ سمجھ کر وہ خاموش ہو رہے اور عرض کی کہ ہم اس باب میں غور کرینگے ۔

بعدازاں حضرتؑ مجوس کی طرف متوجہ ہوئے جو کہتے تھے کہ نور اور ظلمت دونو مدبرانِ عالم ہیں اور فرمایا اے لوگو تم کس وجہ سے اس قول کے قائل ہوئے ہو انہوں نے عرض کی کہ ہم نے عالم کو دو قسموں پر منقسم پایا خیر اور شر اور خیر کو شر کی ضد دیکھا اسوجہ سے ہم منکر ہو گئے کہ شر اور اسکی ضد یعنی خیر کا فاعل ایک ہی ہو بلکہ ہر ایک کا فاعل جدا جدا ہے دیکھو جیسا کہ برف کا گرمی پہنچانا محال ہے اسی طرح آگ کا سردی پہنچانا ناممکن ہے اس سے ہم کو ثابت ہو گیا کہ اس عالم کے صانع قدیم دو ہیں ظلمت اور نور جب وہ اپنی تقریر ختم کر چکے تو حضرتؑ نے ان سے فرمایا کہ کیا تم نے سیاہی سفیدی ۔سُرخی ۔ زردی ۔سبزی ملامت کو نہیں دیکھا کہ یہ سب باہم ایک دوسرے کی ضد ہیں اس لئے کہ ان میں سے کوئی دو کا ایک جگہ جمع ہونا محال ہے جس طرح گرمی اور سردی ایک دوسری کی ضد ہیں کیونکہ وہ دونو ایک مقام میں جمع نہیں ہو سکتیں مجوس نے عرض کی کہ بیشک ایسا ہی ہے حضرتؑ نے فرمایا تو پھر تم نے ہر ایک رنگ کے لئے ایک ایک صانع قدیم کیوں نہ قرار دیا تا کہ ان رنگوں میں سے ہر رنگ کا فاعل اسکے مخالف رنگ کے فاعل کے سوا ہوتا یہ سُن کر وہ خاموش رہ گئے اور کچھ جواب نہ دے سکے بعدازاں حضرتؑ نے ان سے فرمایا کہ نور اور ظلمت میں باہم اختلاط (ملاپ) کیونکر ہو گیا حالانکہ نور بالطبع صعود کو چاہتا ہے اور ظلمت نزول کو دیکھو اگر ایک شخص مشرق کو جائے اور دوسرا مغرب کو کیا وہ چلتے چلتے کبھی آپس میں ملیں گے؟ انہوں نے جواب دیا کہ نہیں فرمایا اس سے ثابت ہوا کہ نور اور ظلمت بھی کبھی آپس میں نہ ملیں گے کیونکہ ان دونو کی چال مختلف سمتوں میں ہے اب تم بتاؤ کہ یہ عالم ایسی دو مختلف چیزوں سے جن کا آپس میں ملنا محال ہے مل کر کیونکر بن گیا یہ بات نہیں ہے بلکہ یہ دونو مدبر عالم خدا کی مخلوق ہیں تب انہوں نے عرض کی کہ ہم اپنے معاملہ میں غور کرینگے ۔

بعدازاں حضرتؑ نے عرب کے مُشرکوں سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ تم اللہ کے سوا بتوں کی کس لئے پرستش کرتے ہو انہوں نے عرض کی کہ ہم ان کی پرستش کی وساطت سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرتے ہیں فرمایا کیا وہ (تمہاری عبادت کو) سُنتے اور اپنے پروردگار کی اطاعت اور عبادت کرتے ہیں جو تم ان کی تعظیم

مناظرہ مجوس

سے قُرب خدا حاصل کرتے ہو انہوں نے عرض کی کہ یہ صفات تو ان میں موجود نہیں فرمایا تم نے اپنے
ہاتھوں سے تراش کر ان کو بنایا ہے اب اگر وہ (بُت) تمہاری عبادت کرتے (بشرطیکہ فعل عبادت کا صادر
ہونا ان سے ممکن بھی ہوتا) تو یہ زیادہ تر مناسب تھا بہ نسبت اس کے کہ تم ان کی پرستش کرتے ہو کیا تم کو
ان کی تعظیم و تکریم کرنے کا اس ذات باری تعالیٰ نے حکم دیا ہے؟ جو تمہاری مصلحتوں اور انجاموں کو
جانتا پہچانتا ہے اور جس امر کا تم کو مکلف بنانا چاہتا ہے حکمت کے ساتھ اس کی تم کو تکلیف دیتا
ہے حضرتؑ کی یہ تقریر سُن کر ان میں باہم اختلاف پڑ گیا بعض تو کہنے لگے کہ اللہ تعالیٰ نے ایسے
مردوں کی صورتوں میں حلول کیا تھا جن کی صورتیں ایسی ہی تھیں اس لئے ہم ان صورتوں کی تعظیم
کرنے کے لئے جن میں ہمارے پروردگار نے حلول کیا تھا ان بُتوں کی تعظیم کرتے ہیں اور بعض یُوں
کہنے لگے کہ یہ اُن لوگوں کی صورتیں ہیں جو زمانہ گزشتہ میں تھے اور وہ خدا کی اطاعت کرتے تھے
اس لئے ہم نے انہی کی سی صورتوں کے بُت بنائے اور اللہ کی تعظیم کے لئے انکی عبادت کرتے ہیں
اور بعض نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے جب حضرت آدمؑ کو پیدا کیا اور فرشتوں کو حکم دیا کہ اسے سجدہ کرو
ہم فرشتوں کی نسبت آدمؑ کو سجدہ کرنے کے زیادہ تر سزاوار تھے چونکہ وہ موقع تو ہمارے ہاتھ
سے نکل گیا اس لئے ہم نے اس کی مُورت بنالی ہے اور اللہ کا قُرب حاصل کرنے کے لئے اس مُورت
کو سجدہ کرتے ہیں جس طرح فرشتوں نے آدمؑ کو سجدہ کرکے قُرب خدا حاصل کیا اور جس طرح تم کو
تمہارے گمان میں مکّہ کی طرف سجدہ کرنے کا حکم ہوا اور تم نے اس کی تعمیل کی بعد ازاں تم نے
اپنے ہاتھ سے اس شہر کے سوا اور مقامات میں محرابیں قائم کرکے ان کی طرف سجدہ کیا اور کعبہ کا
ارادہ کیا نہ کہ ان محرابوں کا اور کعبہ کی طرف سجدہ کرنے میں بھی تمہارا قصد اللہ کی طرف ہوتا ہے نہ کہ
کعبہ کی طرف حضرتؑ نے فرمایا کہ تم لوگ رستہ بھول گئے اور گمراہ ہوگئے بعد ازاں حضرتؑ نے
پہلے اس فریق کی طرف خطاب کیا جو اس بات کے قائل تھے کہ اللہ نے ان مردوں کی صورتوں
میں حلول کیا تھا جو کہ ان صورتوں کے تھے اور فرمایا کہ تم نے اپنے پروردگار کو مخلوق کی صفات
سے موصوف کیا کیا تمہارا پروردگار کسی شے میں حلول کرتا ہے یہاں تک کہ وہ شے اسکو گھیر لیتی
ہے پھر اس میں اور باقی اور چیزوں میں جو اس چیز میں حلول کرتی ہیں (مثلاً) اس کا رنگ۔
ذائقہ۔ بو۔ نرمی سختی بوجھ اور ہلکا پن) کیا فرق ہوا اور محلول فیہ یعنی جس چیز میں خدا نے

حلول کیا ہے وہ حادث کیوں ہوئی اور خدا قدیم کیوں ہُوا اور ایسا کیوں نہ ہوا کہ محلول فیہ قدیم ہوتی اور حال (حلول کرنے والا) حادث ہوتا حالانکہ وہ باری تعالیٰ ہمیشہ سے موجود ہے جبکہ تم نے صفت حلول کو اس میں قرار دے کر اس کو محدثات کی صفات سے موصوف کیا تو تم پر لازم ہوا کہ اسکو صفت زوال سے بھی موصوف کرو اور جس چیز کو تم حدوث اور زوال کی صفت سے موصوف کرتے ہو اس کو فنا کی صفت سے بھی موصوف کرو یعنی اس کو فانی بھی کہو کیونکہ یہ سب حال اور محال فیہ کی صفات ہیں اور یہ سب صفات متغیر الذات یعنی ذات میں تغیر کرنے والی ہیں اور اگر اس باری تعالیٰ کی ذات کسی شے میں حلول کرنے سے متغیر نہیں ہوتی تو ممکن ہے کہ متحرک اور ساکن اور سیاہ اور سفید اور سُرخ اور زرد ہونے سے بھی متغیر نہ ہو اور اس میں سب صفتیں حلول کریں جو یکے بعد دیگرے اپنے موصوف میں حلول کیا کرتی ہیں یہاں تک کہ اس میں محدثین (حادث ہونے والوں) کی سب صفات موجود ہو جائیں اور وہ حادث ہو جائے اور اللہ تعالیٰ ان تمام صفات سے بزرگ و برتر ہے بعد ازاں حضرتؑ نے ان سے فرمایا کہ جب تمہارا یہ گمان کہ اللہ تعالیٰ کسی شے میں حلول کرتا ہے باطل ہوا تو تمہارا دعویٰ بھی فاسد ٹھیرا یہ ارشاد حضرت کا سُن کر وہ لوگ چپ ہو گئے اور بولے کہ ہم اپنے معاملہ میں غور کرینگے ؛

اس کے بعد آنحضرتؐ نے دوسرے فریق سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ تم ہم کو یہ بتاؤ کہ جب تم خدا کے عبادت کرنے والوں کی صورتوں کی پرستش کرتے ہو اور ان کو سجدہ کرتے ہو اور نماز پڑھتے ہو اور اپنے بزرگ چہروں کو ان کو سجدہ کرنے کی غرض سے خاک پر دھرتے ہو تو تم پروردگار عالمین کے واسطے کونسی چیز باقی رکھتے ہو اور یہ بات تم کو معلوم ہی ہے کہ جس کی تعظیم اور عبادت لازم ہو وہ اس امر کا مستحق ہے کہ اسکو اسکے بندے کے برابر نہ کیا جائے دیکھو جب کسی عظیم الشان بادشاہ کی تعظیم اور خشوع و خضوع اسکے کسی غلام کے برابر کی جائے تو اس میں اس بادشاہ کی حقارت ہوگی یا ایسا کرنے میں جس قدر چھوٹے کی تعظیم میں زیادتی کی جائیگی اسی قدر بڑے کی شان میں کمی ہوگی انہوں نے عرض کی کہ ہاں بیشک ایسا ہی ہوگا فرمایا تو کیا تم اتنا نہیں سمجھتے کہ جب تم جس طرح سے خدا کے فرمانبردار اور مطیع بندوں کی تعظیم کرتے ہو اسی طرح سے خدا کی تعظیم بجا لاتے ہو تو تم خدا کی بے عزتی کرتے ہو حضرت کے اس کلام کا جواب کچھ ان سے نہ بن پڑا فقط

اتنا کہا کہ ہم اس معاملہ میں غور کرینگے ٭

پھر حضرتؑ نے فریق سوم سے مخاطب ہو کر فرمایا تم نے ہمارے لئے مثال بیان کی اور ہم کو اپنے مشابہ بتلایا حالانکہ ہم تم اس معاملے میں یکساں نہیں ہیں ہم خدا کے بندے اور اس کی مخلوق ہیں اور اس نے ہم کو پرورش کیا ہے ہم کو چاہیئے کہ جس کام کے کرنے کا وہ ہم کو حکم دے اس کو بجالائیں اور جس بات سے منع کرے اس سے باز رہیں اور جس طریق پر وہ ہم سے اپنی عبادت کرانا چاہے اسی طرح سے اس کی عبادت کریں جب وہ ہم کو کسی قسم کا حکم دے اس میں اس کی اطاعت کریں اور اس کے سوا اور طریق کو اختیار نہ کریں جس کا اُس نے ہم کو حکم نہیں دیا اور اس کے کرنے کی اجازت نہیں دی کیونکہ ہم کو کیا معلوم ہے کہ شاید وہ پہلا ہی کام ہم سے کرانا چاہتا ہو اور دُوسرے کو ناپسند کرتا ہو اور اس نے ہم کو اپنے سامنے پیش قدمی کرنے سے منع کیا ہے جبکہ اس نے ہم کو کعبہ کی طرف مُنہ کرنے کا حکم دیا تو ہم نے اس کی اطاعت کی بعدازاں امر فرمایا کہ جن شہروں میں تم ہوا کرو وہیں سے اس کی طرف مُنہ کرکے عبادت کر لیا کرو ہم نے اس حُکم میں بھی اس کی اطاعت کی اس لئے ہم کسی حالت میں اُس کی فرمانبرداری سے باہر نہیں ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے جبکہ تم کو آدمؑ کے سجدہ کرنے کا حکم دیا تو اس کی صورت کو (جیسے آج تم سجدہ کرتے ہو) جو اس کے سوا اور ایک غیر چیز ہے سجدہ کرنے کا امر نہیں فرمایا تھا اس لئے تم کو مناسب نہیں ہے کہ تم اُس کو اس پر قیاس کرو کیونکہ تم جانتے ہو کہ جب تم وہ کام کرو جس کے لئے تم کو اس نے حکم نہیں دیا۔ شاید اس کو ناپسند ہو۔ بعدازاں ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی شخص کسی دن تم کو اپنے گھر میں داخل ہونے کی اجازت دے تو کیا اس کے بعد پھر کبھی اس کی اجازت کے بغیر تم کو اس کے گھر میں داخل ہونے کا اختیار ہوگا ؟ یا اس کے کسی اور گھر میں اس کی اجازت بغیر داخل ہو سکتے ہو یا یہ کہ کوئی شخص اپنا ایک کپڑا یا ایک غلام یا ایک سواری تم کو بخش دے اب تم کو اسی کے لینے کا اختیار ہوگا ؟ یا یہ کہ اگر اس چیز کو نہ لو تو ویسی ہی دوسری چیز کو لے لو ؟ انہوں نے عرض کی کہ نہیں کیونکہ اس نے جس طرح اوّل چیز کے لینے کی ہم کو اجازت دی ہے دوسری کے لئے نہیں دی فرمایا اب تم یہ بتاؤ کہ آیا اللہ تعالیٰ زیادہ تر اس بات کا مستحق اور سزاوار ہے کہ اس کی سلطنت میں اس کی اجازت بغیر پیش قدمی نہ کی جائے یا اس کے بعض بندے جن کی بابت ابھی تم

اقرار کر چکے ہو انہوں نے جواب دیا کہ نہیں بلکہ اللہ زیادہ تر اس بات کا مستحق ہے کہ اس کے مُلک میں اس کی اجازت کے بغیر تصرف نہ کیا جائے فرمایا تو پھر تم نے ایسا کیوں کیا اور اس نے کب تم کو حکم دیا ہے کہ ان صورتوں کے ذریعے میری عبادت کرو اس بات کا وہ کچھ جواب نہ دے سکے اور یہ کہہ کر خاموش ہو گئے کہ ہم اپنے معاملے میں غور کرینگے ‎۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ مجھ کو اُس ذات کی قسم ہے جسنے آنحضرتؐ کو نبی برحق مبعوث کیا ہے کہ ان لوگوں کو تین دن بھی نہ گزرے تھے کہ سب کے سب حاضر خدمت ہو کر مسلمان ہو گئے اور یہ کُل پچیس آدمی تھے ہر فرقہ کے پانچ پانچ نفر تھے اور عرض کی کہ اے محمدؐ ہم نے تیری حجت کی مانند کہیں کسی کی حجت نہیں دیکھی ہم گواہی دیتے ہیں کہ تُو خدا کا پیغمبر ہے ‎۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ آیۂ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ ثُمَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ یَعْدِلُوْنَ (یعنی تمام تعریفیں اسی خدا کے واسطے سزاوار ہیں جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے اور ظُلمات (اندھیرے) اور نُور (روشنی) کو خلق کیا ہے پھر جو لوگ کہ کافر ہو گئے ہیں غیر خدا یعنی بُتوں کو اپنے پروردگار کے برابر کرتے ہیں) ان مذکورہ بالا پانچ فرقوں میں سے تین فرقوں کی تردید ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ میں تو دہریہ کو رد کیا ہے جو کہتے تھے کہ موجودات عالم قدیم ہیں ہمیشہ سے اسی طرح چلی آئی ہیں اور ان کی کوئی ابتدا نہیں ہے اور وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ میں مجوس کی تردید کی گئی ہے جو کہتے تھے کہ نُور اور ظُلمت دو نو مدبّر عالم ہیں اور ثُمَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ یَعْدِلُوْنَ میں مُشرکانِ عرب کو رد کیا ہے جو کہتے تھے کہ ہمارے بُت ہمارے معبود ہیں۔ بعد ازاں حق تعالیٰ نے ان لوگوں کی تردید میں جو غیر خدا کو خدا کا مقابل یا اس کا مثل قرار دیتے تھے سورۂ توحید نازل کی اور فرمایا اے محمدؐ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ‎۝ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ‎۝ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ ‎۝ وَلَمْ یَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ‎۝ تو کہدے وہ خدا ایک ہے وہ خدا بے نیاز ہے اس نے کسی کو نہیں جنا اور نہ وہ کسی سے جنایا گیا ہے اور کوئی اس کا ہمسر اور ہم رُتبہ نہیں ہے ‎۔

پارہ ۷ سورہ ۱۱ شروع

بعد ازاں حضرتؑ نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہو اِیَّاکَ نَعْبُدُ یعنی ہم ایک ہی خدا کی عبادت کرتے ہیں اور دہریہ کی طرح اس بات کے قائل نہیں ہیں کہ عالم قدیم ہے اور اسکی کوئی ابتدا نہیں ہے اور ہمیشہ سے اسی طرح چلا آیا ہے اور نہ مجوس کی طرح یہ کہتے ہیں کہ ظلمت اور نور دونو مدبر عالم ہیں اور نہ مشرکانِ عرب کی طرح بتوں کو اپنا معبود قرار دیتے ہیں ہم کسی کو تیرے ساتھ شریک نہیں کرتے اور نہ ان کافروں کی طرح تیرے سوا اور کسی کو خدا کہتے ہیں اور نہ یہود و نصاریٰ کی طرح کسی کو تیرا بیٹا بتاتے ہیں تو اس بات سے بزرگ و برتر ہے ۔

امام علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ آیۂ ذیل کا بھی یہی مطلب ہے وَقَالُوا لَنْ يَدْخُلَ الْجَنَّةَ إِلَّا مَنْ كَانَ هُودًا أَوْ نَصَارَىٰ یعنی یہودیوں نے کہا کہ یہودی ہی جنت میں جائیں گے اور نصاریٰ نے کہا کہ صرف ہم ہی جنت میں داخل ہونگے اور ان کے سوا اور کافروں نے اسی طرح اپنے اپنے اقوال بیان کئے (کہ ہم ہی جنت میں جائینگے) اب خدا فرماتا ہے اے محمدؐ تِلْكَ أَمَانِيُّهُمْ یہ ان کی آرزوئیں ہیں جن کی وہ بے حجت و برہان تمنا کرتے ہیں قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ اے محمدؐ ان سے کہدے کہ اگر تم سچے ہو تو اپنے دعوے کی دلیل بیان کرو۔ جس طرح محمدؐ نے اپنی دلیلیں بیان کی ہیں جو تم نے نہیں سُنیں بعد ازاں فرماتا ہے بَلَىٰ مَنْ أَسْلَمَ وَجْهَهُ لِلَّهِ ہاں بیشک وہ شخص جنت میں داخل ہوگا جو اپنی ذات کو خاص خدا کا مطیع کرے جیسا کہ ان لوگوں نے کیا ہے کہ محمدؐ کی دلائل و براہین کو سُن کر ایمان لے آئے وَهُوَ مُحْسِنٌ حالانکہ وہ اپنے اعمال خاص خدا کے لئے بجا لا کر نیکی کرنے والا ہو فَلَهُ أَجْرُهُ عِنْدَ رَبِّهِ پس اس کو معاملات کے فیصل ہونے کے دن یعنی قیامت کے روز اپنے پروردگار کی طرف سے اس کا ثواب ملیگا وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ اور اس قسم کے لوگوں کو کسی طرح کا ڈر نہ ہوگا جبکہ کُفار عذابُ عقاب کو مشاہدہ کرکے خائف و ترساں ہونگے وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ اور مرتے وقت ان کو کسی قسم کا حزن و ملال لاحق نہ ہوگا کیونکہ اسوقت ان کو جنت کی خوشخبری دی جائیگی ۔

قولہ عز و جل وَقَالَتِ الْيَهُودُ لَيْسَتِ النَّصَارَىٰ عَلَىٰ شَيْءٍ وَقَالَتِ النَّصَارَىٰ لَيْسَتِ الْيَهُودُ عَلَىٰ شَيْءٍ وَهُمْ يَتْلُونَ الْكِتَابَ كَذَٰلِكَ قَالَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ مِثْلَ قَوْلِهِمْ فَاللَّهُ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ہ ترجمہ اور یہودیوں نے کہا کہ نصارے کسی دین پر نہیں ہیں اور نصارے نے کہا کہ یہودی کسی دین پر نہیں حالانکہ وہ دونوں کتاب توریت و انجیل کو پڑھتے ہیں ایسا ہی ان کی طرح ان لوگوں نے کہا ہے جو حق کو نہیں جانتے ہیں پس خدا قیامت کے دن اُن میں حکم کریگا جس بات میں کہ وہ باہم اختلاف کرتے ہیں ؛

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے وَقَالَتِ الْيَهُودُ لَيْسَتِ النَّصَارٰى عَلٰى شَيْءٍ کہ یہودیوں نے کہا کہ نصارے کے مذہب کی کوئی حقیقت نہیں ہے بلکہ ان کا دین باطل ہے اور وہ کافر ہیں وَقَالَتِ النَّصَارٰى لَيْسَتِ الْيَهُودُ عَلٰى شَيْءٍ اور نصارے کہتے ہیں کہ یہودیوں کے مذہب کی کوئی اصل نہیں ہے بلکہ ان کا دین باطل ہے اور وہ کافر ہیں وَهُمْ يَتْلُونَ الْكِتَابَ حالانکہ یہ اور وہ دونوں بلا حجت و دلیل تقلید کرتے ہیں اور کتاب خدا کو پڑھتے ہیں مگر اس میں تامل و غور نہیں کرتے تاکہ جس چیز کو وہ واجب ٹھیراتی ہے اس پر عمل کریں اور گمراہی اور ضلالت سے نجات پائیں بعد ازاں فرماتا ہے كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ مِثْلَ قَوْلِهِمْ اسی طرح ان لوگوں نے جو حق کو نہیں جانتے اور حکم خدا کے موافق انہوں نے اس میں غور نہیں کیا ہے یہود و نصارے کی طرح ایک دوسرے کو کافر اور اہل باطل کہا فَاللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ہ پس خدا ان کے درمیان قیامت کے دن اس باب میں حکم کریگا جس میں وہ دُنیا میں باہم اختلاف رکھتے ہیں اور ان کی گمراہی اور فسق و فجور کو ظاہر کریگا اور ہر ایک کو اس کے استحقاق کے موافق بدلا دیگا ؛

اور امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام نے اس آیت کی شان نزول میں فرمایا ہے کہ یہ آیت اس لئے نازل ہوئی ہے کہ چند یہودی اور چند نصارے حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ اے محمدؐ ہمارا فیصلہ کر حضرتؐ نے ان سے فرمایا کہ اپنا مقدمہ میرے روبرو بیان کرو تب یہودیوں نے کہا کہ ہم خدائے واحد حکیم پر اور اس کے اولیاء پر ایمان رکھتے ہیں اور نصارے کسی دین اور حق پر نہیں ہیں پھر نصارے نے بیان کیا کہ ان کا قول درست نہیں ہے بلکہ ہم خدائے واحد حکیم اور اس کے اولیاء پر ایمان رکھتے ہیں اور یہ یہودی کسی دین اور حق پر نہیں ہیں حضرتؐ نے فرمایا کہ تم سب کے سب خطا کار اور جھوٹے اور خدا کے دین اور اس کے حکم سے باہر ہو یہ سُنکر یہودیوں نے

عرض کی کہ ہم کیونکر کافر ہوئے حالانکہ توریت جو کتاب خدا ہے ہمارے پاس موجود ہے اور ہم اس کی تلاوت کرتے ہیں اور نصاریٰ نے عرض کی کہ ہم کیونکر کافر ہیں حالانکہ ہمارے پاس انجیل جو کتاب خدا ہے موجود ہے اور ہم اس کو پڑھتے ہیں حضرتؐ نے فرمایا کہ اے یہود و نصاریٰ تم نے کتاب خدا کی مخالفت کی ہے اور اس پر عمل نہیں کیا اگر تم اس پر عامل ہوتے تو بے دلیل ایک دوسرے کو کافر نہ کہتے کیونکہ خدا کی نازل کی ہوئی کتابیں کوردلی سے شفا دیتی ہیں اور گمراہی کو صاف ظاہر کر دیتی ہیں اور ان پر عمل کرنے والوں کو راہ راست کی طرف ہدایت کرتی ہیں اور جب تم کتاب خدا پر عمل نہیں کرتے تم تو وہ تم پر باعث وبال ہے اور تم خدا کی حجتوں کی پیروی نہیں کرتے تو خدا کے نافرمان بن گئے اور عتاب و عقاب الٰہی کے سزاوار ہو گئے بعد ازاں حضرتؐ یہودیوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ اے یہودیو امر خدا کی خلاف ورزی اور اس کی کتاب کی مخالفت سے پرہیز کرو ایسا نہ ہو کہ تم پر بھی اس کے باعث تمہارے گزشتہ بزرگوں کی طرح عذاب خدا نازل ہو جنکے بارے میں خدا فرماتا ہے فَبَدَّلَ الَّذِينَ ظَلَمُوا قَوْلًا غَيْرَ الَّذِي قِيلَ لَهُمْ پس جن لوگوں نے کہ اپنے نفسوں پر ظلم کیا انہوں نے اس قول کو جسکے کہنے کا ان کو حکم دیا گیا تھا دوسرے قول سے بدل ڈالا فَأَنْزَلْنَا عَلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا رِجْزًا مِنَ السَّمَاءِ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ تب ہم نے ان لوگوں پر کہ انہوں نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا تھا ان کے فسق و فجور کے باعث عذاب طاعون کو آسمان سے نازل کیا کہ ان میں سے ایک لاکھ بیس ہزار آدمی اس عارضہ سے ہلاک ہو گئے بعد ازاں پھر ان کو اس عذاب نے گھیرا اسی طرح ایک لاکھ بیس ہزار آدمی مرے اور انہوں نے یہ خلاف ورزی کی تھی کہ جب وہ شہر کے دروازے پر پہنچے تو دیکھا کہ دروازہ بہت بلند ہے تب وہ کہنے لگے کہ ہم کو اس میں داخل ہوتے وقت رکوع کرنے کی ضرورت نہیں ہے ہم تو یہ سمجھتے تھے کہ دروازہ بہت چھوٹا ہوگا اس لئے ہم کو وہاں رکوع کرنا ضروری ہوگا یہ دروازہ تو بہت بلند ہے اور حضرت موسیٰؑ اور یوشعؑ بن نون کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ یہ لوگ ہم سے کب تک مسخراپن کرتے اور مہمل باتوں میں ہم سے سجدہ کراتے رہینگے اور اپنی پیٹھیں دروازے کی طرف کر لیں اور حِطَّةٌ کہنے کی بجائے جس کا ان کو حکم دیا گیا تھا حطا سمقانا کہا جس کے معنی گندم سرخ کے ہیں یہ تبدیلی تمہارے بزرگوں نے کی تھی ٭

اور امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ان بنی اسرائیل کے لئے باب حطہ نصب کیا گیا تھا اے امت محمدی تمہارا باب حطہ اہلبیت محمدؐ ہیں اور تم کو حکم دیا گیا ہے کہ ان کی ہدایت کی متابعت کرو اور ان کے طریق کو اپنے اوپر لازم کر لو تا کہ اس عمل سے تمہاری خطائیں اور گناہ معاف کئے جائیں اور نیکوں کی نیکی میں زیادتی ہو اور تمہارا باب حطہ بنی اسرائیل کے باب حطہ سے افضل ہے کیونکہ وہ لکڑی کا دروازہ تھا اور ہم ناطق اور صادق اور قائم ہونے والے اور ہدایت کرنے والے اور صاحبانِ فضیلت ہیں چنانچہ رسول خدا نے ارشاد فرمایا ہے کہ آسمان کے ستارے غرق ہونے سے نجات پانے کا ذریعہ ہیں اور میری اہلبیتؑ میری امت کے لئے دین میں گمراہ ہونے سے بچنے کا باعث ہیں وہ زمین میں کبھی ہلاک ہونگے جب تک ان کے درمیان میری اہلبیتؑ میں سے کوئی ایسا شخص موجود رہیگا جس کی ہدایت اور طریقوں کی وہ لوگ پیروی کریں گے اور سنو آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص چاہے کہ اس کی زندگی میری دنیاوی زندگی کی مانند ہو اور اس کی موت مثل میری موت کے ہو اور جنت عدن میں ساکن ہو جس کا میرے پروردگار نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے اور اس درخت میں ہاتھ مارے جس کو حق تعالیٰ نے اپنے دست قدرت سے لگایا ہے اور اسکو فرمایا ہے کُن یعنی ہو جا پس وہ ہو گیا ہے اسکو چاہیئے کہ علیؑ ابن ابی طالب کی ولایت کو اختیار کرے اور اسکی امامت کا اقرار کرے اور اس کے دوست کو دوست رکھے اور اس کے دشمن کو دشمن رکھے اور اسکے بعد اسکے فرزندوں (ذریت) کی (جو صاحبان فضیلت اور مطیعانِ پروردگار ہیں) ولایت کو اختیار کرے کیونکہ وہ میری طینت سے پیدا ہوئے ہیں اور خدا نے میرا علم و فہم ان کو روزی کیا ہے پس وائے ہو میری امت کے ان لوگوں پر جو ان کی فضیلت کی تکذیب کریں اور میرے پیوند کو ان سے قطع کریں اور ان کی نافرمانی کریں خدا میری شفاعت ان کو نصیب نہ کرے۔

اور جناب امیرؑ نے فرمایا ہے کہ جس طرح بعض بنی اسرائیل اطاعت کرنے کے سبب سے معزز و مکرم ہوئے اور بعض نافرمانی کی وجہ سے عذاب خدا میں گرفتار ہوئے اسی طرح تمہارا حال بھی ہوگا اصحاب نے عرض کی کہ یا امیر المومنینؑ وہ نافرمانبردار لوگ کون ہیں فرمایا وہ لوگ ہیں جن کو ہم اہلبیتؑ کی تعظیم کرنے اور ہمارے حقوق کو بزرگ جاننے کا حکم ہوا پس انہوں نے اسکے خلاف کیا اور نافرمانی کی اور ہمارے حق کا انکار کیا اور اس کو خفیف اور سبک سمجھا اور اولادِ رسولؐ کو جن کی تعظیم کرنے اور ان سے محبت

کرنے کا ان کو حکم دیا گیا تھا۔ قتل کیا ہوگا صحابہ نے عرض کی کہ یا امیرالمومنینؑ کیا ایسا بھی وقوع میں آئیگا فرمایا ہاں یہ خبر سچ ہے اور یہ امر شدنی ہے عنقریب یہ لوگ میرے دونو فرزندوں حسنؑ اور حسینؑ کو قتل کرینگے بعد ازاں فرمایا کہ ان ظالموں میں سے اکثروں کو بہت جلد دُنیا ہی میں اس شخص کی تلواروں کا عذاب لاحق ہوگا جس کو اللہ تعالیٰ ان کے فسق و فجور کا انتقام لینے کے لئے ان پر مسلط کریگا جیسا کہ بنی اسرائیل پر دُنیا ہی میں عذاب نازل ہوا تھا اصحاب نے عرض کی وہ کون شخص ہوگا فرمایا بنی ثقیف میں سے ایک لڑکا ہوگا جس کا نام مختار ابن ابو عبیدہ ہوگا ؞

اور امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ یہ واقعہ جناب امیرؑ کے خبر دینے کے کچھ عرصہ بعد وقوع میں آیا اور کسی شخص نے جناب امام زین العابدینؑ کی زبانی حجاج ابن یوسف علیہ لعاین اللہ کو یہ خبر پہنچائی وہ ملعون بولا کہ رسولؐ خدا نے تو یہ کہا ہی نہیں اور علیؑ ابن ابی طالب نے جو خبریں رسولؐ خدا کی طرف سے بیان کی ہیں مجھے ان میں شک ہے اور علیؑ بن حسینؑ ایک مغرور لڑکا ہے وہ جھوٹی باتیں بنایا کرتا ہے اور اس کے پیروان باتوں پر فریفتہ ہو جاتے ہیں تم جا کر مختارؓ کو میرے پاس بُلالاؤ جب وہ حسب الطلب گرفتار ہو کر سامنے آیا تو حکم دیا کہ اس کو فرش چرمیں (نطع) پر لے جا کر قتل کر ڈالو آخر کار اس ملعون کے حکم سے فرش بچھا کر مختارؓ کو اس پر بٹھایا مگر غلام اِدھر اُدھر پھرتے تھے اور تلوار کوئی نہ لاتا تھا حجاج نے ان سے کہا تم کو کیا ہوگیا قتل کیوں نہیں کرتے وہ بولے خزانہ کی کنجی گم ہوگئی اور ملتی نہیں اور تلوار خزانہ میں ہے مختارؓ نے کہا کہ اے حجاج تو ہرگز مجھ کو قتل نہ کر سکیگا اور رسولؐ خدا کا قول ہرگز جھوٹا نہ ہوگا اور اگر تو مجھے قتل بھی کردیگا تو اللہ تعالیٰ پھر مجھ کو زندہ کریگا تاکہ میں تم میں سے تین لاکھ تراسی ہزار آدمیوں کو قتل کروں تب حجاج نے اپنے ایک حاجب کو حکم دیا کہ اپنی تلوار جلاد کو دیدے تاکہ وہ اس سے مختار کو قتل کرے الغرض جلاد اس حاجب کی تلوار لے کر مختار کو قتل کرنے کے ارادہ سے آیا اور حجاج اس کو اکساتا تھا۔ اور جلدی کر رہا تھا اسی اثنا میں کہ وہ مختار کے قتل کی تدبیر کر رہا تھا ناگاہ اس کو اونگھ آگئی اور تلوار جو اس کے ہاتھ میں تھی اسی کے پیٹ میں لگی اور پیٹ شق ہو کر مر گیا بعد ازاں اس ملعون نے دوسرے جلاد کو طلب کیا اور تلوار اس کے حوالے کی جب اس نے تلوار کو مختار کی گردن پر مارنے کے لئے بلند کیا تو اس کو ایک بچھو نے ڈنک مارا اور وہ گر کر مر گیا جب لوگوں نے

اِدھر اُدھر جستجو کی تو کیا دیکھتے ہیں کہ بچھو ہے انہوں نے بچھو کو مار ڈالا اسوقت پھر مختار نے حجاج سے کہا کہ تو میرے قتل کرنے پر قادر نہ ہوسکے گا وائے ہو تجھ پر نزار ابن معد ابن عدنان کے قول سے عبرت حاصل نہیں کرتا جو اس نے شاپور ذوالاکتاف سے کہا تھا جبکہ وہ اہل عرب کو قتل کرتا تھا اور ان کی بیخ کنی کر رہا تھا اسوقت نزار نے لوگوں سے کہا کہ مجھ کو ایک زنبیل میں ڈال کر شاپور کے رستہ میں رکھ دو آخر کار جب شاپور نے اس کو دیکھا تو پوچھا کہ تو کون ہے نزار نے جواب دیا میں ایک مردِ عرب ہوں تجھ سے یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ تو اہل عرب کو بے قصور کیوں قتل کرتا ہے اور جو لوگ سرکش تھے اور تیری سلطنت میں فساد برپا کرتے تھے ان کو تو قتل کر ہی چکا ہے اب اس ناحق خونریزی کا کیا باعث ہے شاپور نے جواب دیا کہ میں نے کتابوں میں پڑھا ہے کہ ان میں ایک شخص محمّد نامی پیدا ہوگا جو نبوت کا دعوےٰ کریگا اور سلاطین عجم کی سلطنت اس کے ہاتھ سے برباد اور تباہ ہوگی اس لئے میں ان کو قتل کرتا ہوں تاکہ ان میں وہ شخص پیدا نہ ہو نزار نے کہا کہ اگر یہ بات تُو نے جھوٹوں کی کتابوں میں لکھی دیکھی ہے تو جھوٹے لوگوں کے کہنے سے بے خطا لوگوں کو کیوں قتل کرتا ہے اور اگر یہ سچے لوگوں کا قول ہے تو اللہ تعالیٰ ضرور اس اصل کی حفاظت کریگا جس سے وہ شخص پیدا ہوگا اور تو ہرگز اس کے باطل کرنے پر قادر نہیں ہوسکے گا اور اس کا حکم جاری ہوگا اور وہی ہوکر رہیگا اگرچہ عرب میں ایک ہی شخص باقی رہ جائے نزار کی یہ لاجواب تقریر سُن کر شاپور نے کہا کہ اس نزار (جو فارسی میں ہمزدل یعنی لاغر کے معنی میں ہے) نے سچ کہا اہل عرب کے قتل کرنے سے ہاتھ ہٹا لو اسکے حکم سے اہل لشکر ان کے قتل سے باز رہے بعد ازاں مختار نے کہا اے حجاج اللہ تعالیٰ نے مقرر کیا ہے کہ میں تم میں سے تین لاکھ تراسی ہزار آدمی کو قتل کروں اب تیرا جی چاہے میرے قتل کا ارادہ کر اور چاہے نہ کر یا تو اللہ تعالیٰ تجھ کو میرے قتل سے باز رکھیگا یا اسکے بعد پھر مجھ کو زندہ کریگا کیونکہ رسول خدا کا قول سچا ہے اس میں کسی طرح کا شک نہیں اس ملعون نے جلاد سے کہا کہ اس کو قتل کر مختار نے کہا کہ یہ ہرگز مجھ کو قتل نہ کرسکے گا میں چاہتا ہوں کہ جس کام کے کرنے کا تو اس کو حکم دیتا ہے تو خود ہی کر اور تیرے اوپر ایک سانپ مسلط ہو جیسے اس شخص پر بچھو مسلط ہوا تھا الغرض وہ جلاد مختار کی گردن پر تلوار مارنے کا ارادہ ہی کر رہا تھا کہ یکایک عبدالملک ابن مروان کا ایک خاص

وہاں آیا اور آتے ہی جلاد کو چیخ کر پکارا کہ وائے ہو تجھ پر اپنی تلوار کو اس کی گردن سے ہٹالے اس شخص کے پاس عبدالملک ابن مروان کی چٹھی تھی جو حجاج ملعون کے نام تھی جس کا مضمون یہ تھا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اما بعد اے حجاج ابن یوسف میرے پاس ایک پرندہ ایک چٹھی لے کر آیا ہے اس میں لکھا ہے کہ تو نے مختار کو گرفتار کیا ہے اور اس خیال سے تو اس کو قتل کرنا چاہتا ہے کہ تو نے سنا ہے کہ رسول خدا نے فرمایا ہے کہ وہ بنی امیہ کے اعوان وانصار میں سے تین لاکھ تراسی ہزار آدمیوں کو قتل کریگا جب میری یہ چٹھی تیرے پاس پہنچے اسی وقت اس کو چھوڑ دے اور نیکی کے سوا اس سے کسی قسم کا تعرض نہ کر کیونکہ وہ میرے بیٹے ولید ابن عبدالملک بن مروان کی دایہ کا شوہر ہے اور روایت کہ تو نے سنی ہے اگر وہ جھوٹی ہے تو جھوٹی خبر سے ایک مسلمان مرد کا قتل کرنا کیا معنی اور اگر سچ ہے تو تو رسول خدا کے قول کو ہرگز نہ جھٹلا سکے گا آخر کار حجاج نے مختار کو چھوڑ دیا اور وہ چھوٹتے ہی کہنے لگا میں عنقریب ایسا کرونگا اور فلاں وقت خروج کرونگا اور اتنے آدمیوں کو قتل کرونگا اور یہ لوگ یعنی بنی امیہ ذلیل و حقیر ہونگے جب حجاج کو یہ خبر پہنچی تو پھر پکڑوا منگایا اور گردن مارنے کا ارادہ کیا مختار نے کہا تو ہرگز اس امر پر قدرت نہ پاسکے گا حکم خداوند متعال کی تردید پر مت آمادہ ہو یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ ناگاہ ایک پرندہ عبدالملک ابن مروان کی چٹھی لے کر آن پہنچا اس میں یہ مضمون درج تھا بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اما بعد اے حجاج مختار سے کچھ تعرض نہ کر۔ کیونکہ وہ میرے بیٹے ولید کی انا کا شوہر ہے اور اگر وہ سچا ہے تو تو اسکے قتل کرنے سے منع کیا جائیگا جیسے دانیال کو بخت نصر کے قتل سے منع کیا گیا جس کو اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے قتل کرنے کیلئے مقرر کیا تھا الغرض حجاج نے اس کو چھوڑ دیا اور بہت ڈرایا اور دھمکایا کہ خبردار پھر کبھی اس قسم کی باتیں نہ کرنا مگر مختار نے چھوٹتے ہی وہی باتیں کرنی چھوڑ دیں جب حجاج کو یہ خبر معلوم ہوئی تو اس کو طلب کیا مگر وہ کہیں پوشیدہ ہو گیا اور ایک مدت تک چھپا رہا آخر کار پکڑا گیا جب اس نے مختار کے قتل کا ارادہ کیا تو پہلی طرح سے پھر عبدالملک کی چٹھی پہنچی تب اس نے مختار کو قید کر دیا اور عبدالملک کو ایک عرضی لکھی جس کا مضمون یہ تھا کہ تو ایسے کھلم کھلا دشمن کو کیونکر اپنا سمجھتا ہے جو گمان کرتا ہے کہ میں بنی امیہ کے

اعوان وانصار میں سے اس قدر آدمیوں کو قتل کرونگا۔ عبدالملک نے اس کے جواب میں کہلا بھیجا کہ اے حجاج تو ایک جاہل آدمی ہے اگر یہ خبر جھوٹی ہے تو ہم کو اس کی زوجہ کے حق کی وجہ سے جس نے ہماری خدمت کی ہے اس کے حق کی رعایت ضروری ہے اور اگر یہ بات سچ ہے تو ہم عنقریب دیکھیں گے کہ وہ ہم پر مسلط ہوگا جس طرح فرعون نے موسیٰ کی پرورش کی اور وہی اس پر مسلط ہوا القصہ حجاج نے مختار کو اس کے پاس بھیج دیا بعدازاں مختار کا معاملہ جو کچھ ہوا سو ہوا اور جس جس کو قتل کیا سو کیا ۔

امام زین العابدینؑ کے اصحاب نے عرض کی کہ یا حضرت جناب امیرالمومنین علیہ السلام نے مختار کے معاملہ کا ذکر تو فرمایا مگر یہ نہ فرمایا کہ یہ واقعہ کب ظہور میں آئیگا اور کس کس کو قتل کریگا۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ امیرالمومنینؑ نے سچ فرمایا ہے کہ کیا تم چاہتے ہو کہ میں تم کو اس واقعہ کے وقت وقوع سے مطلع کروں اصحاب نے عرض کی کہ اے فرزند رسولؐ ارشاد فرمائیے فرمایا کہ فلاں روز (اور یہ بات جس روز حضرت نے ان لوگوں سے فرمائی تھی اس کے تیسرے برس کے آخری روز یہ واقعہ ہوا) اور فلاں دن عبداللہ ابن زیاد اور شمر ابن ذوالجوشن علیہما اللعن والعذاب کے سر ہمارے پاس آئینگے اور اُسوقت ہم کھانا کھاتے ہونگے اور ان کی طرف دیکھیں گے الغرض جب وہ دن آیا جس کی بابت حضرتؑ نے خبر دی تھی کہ اس روز مختار بنی امیہ کو قتل کریگا تو امام زین العابدین اپنے اصحاب سمیت دسترخوان پر کھانا تناول فرمارہے تھے کہ ناگاہ ان سے فرمایا اے بھائیو اپنے دلوں کو خوش کرو اور کھانا کھاؤ تم تو کھانا کھا رہے ہو اور ظالمان بنی امیہ قتل ہورہے ہیں اصحاب نے عرض کی کہ کہاں فرمایا فلاں مقام پر مختار ان کو قتل کررہا ہے اور فلاں روز وہ دونو سر ہمارے پاس لائینگے جب وہ دن آیا تو حضرتؑ نماز سے فارغ ہوکر دسترخوان پر بیٹھنے لگے تھے کہ یکایک وہ دونو سر پہنچے جب حضرتؑ کی نظر ان سروں پر پڑی تو جھٹ سجدہ میں گئے اور فرمایا کہ اُس خدا کا شکر ہے جس نے مرنے سے پہلے مجھ کو انہیں دکھایا پھر کھانا تناول کرنا شروع کیا اور ان کی طرف دیکھتے جاتے تھے اور جب حلوا کھانے کا وقت آیا تو خدمتگار حلوا نہ لائے کیونکہ ان سروں کی خبر پانے کے سبب ان کو اسکے تیار کرنے کی فرصت نہ ملی تھی حضرت کے مصاحبوں نے عرض کی کہ آج حلوا نہیں آیا فرمایا ان سروں کی طرف نظر کرنے سے زیادہ تر

شیریں کسی حلوے کی ہم کو خواہش نہیں ہے بعدازاں حضرتؑ نے جناب امیرؑ کے قول کی طرف رجوع کی کہ اس وصی رسولِ مختار نے فرمایا ہے کہ جو عذاب کافروں اور فاسقوں کے لئے خدا کے پاس مہیا کیا گیا ہے وہ بہت بڑا اور زیادہ تر دیرپا ہے اس کے بعد جناب امیرؑ نے ارشاد فرمایا کہ ہم اپنے فرمانبرداروں کے لئے خدا سے مغفرت طلب کرتے ہیں اور وہ انکی نیکیوں کو زیادہ کرتا ہے اصحاب نے عرض کی کہ یا امیرالمومنینؑ تمہارے مطیع و فرمانبردار کون لوگ ہیں فرمایا وہ لوگ جو اپنے پروردگار کو واحد جانتے ہیں اور ان صفات سے اس کو موصوف کرتے ہیں جو اس کے لایق ہیں اور اس کے پیغمبر محمدؐ پر ایمان رکھتے ہیں اور اس کے فرائض کے ادا کرنے اور محرمات کے ترک کرنے میں خدا کی اطاعت کرتے ہیں اور اپنے وقتوں کو ذکر خدا کرنے اور محمدؐ و آلِ محمدؐ پر درود بھیجنے میں صرف کرتے ہیں اور حرص اور بخیلی کو اپنے نفسوں سے دُور کرتے ہیں اور زکواۃ کو جو اُن پر فرض کی گئی ہے ادا کرتے ہیں اور اس کو روکتے نہیں ۔

قوله عزوجل وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰى فِيْ خَرَابِهَا اُولٰٓئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ اَنْ يَّدْخُلُوْهَآ اِلَّا خَآئِفِيْنَ ۵ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَّلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۵ **ترجمہ** اور اُس شخص سے زیادہ ظالم کون شخص ہے جو اللہ کی مسجدوں میں اُس کا نام لینے سے منع کرے اور ان کے خراب اور ویران کرنے میں کوشش کرے ایسے لوگوں کو سزاوار نہیں ہے کہ وہ ان مسجدوں میں داخل ہوں مگر ڈرتے ہوئے (حکم و عدل خدا سے) ان کے لئے دُنیا میں رُسوائی اور خواری ہے اور آخرت میں ان کو عذاب عظیم دیا جائیگا ۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ امام زین العابدین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت محمدؐ کو مکہ میں مبعوث کیا اور حضرتؐ نے اپنی دعوت کو ظاہر کیا اور آپکا کلمہ وہاں پھیل گیا اور حضرتؐ نے بُت پرستی کے سبب ان لوگوں کے دینوں کو عیب لگایا اور ان مشرکوں نے حضرتؐ پر ہجوم کیا اور بُری معاشرت کو بُرا سمجھا اور حضرتؐ کے نیک اصحاب شیعوں اور علیؑ ابن ابی طالب کے شیعوں نے جو مسجدیں صحن کعبہ میں بنائی تھیں جن میں بیٹھ کر ان باتوں کو زندہ کرتے تھے جن کو ان ناحق پرستوں نے ضائع کر دیا تھا (یعنی عبادت خدا اور دعوت اسلام کرتے تھے) ان کے گرانے اور خراب کرنے میں ساعی ہوئے اور ان

مُشرکوں نے ان مسجدوں کے خراب کرنے اور محمدؐ اور آپکے اصحاب کی ایذا رسانی میں یہانتک کوشش کی کہ حضرتؐ کو ناچار مکہ چھوڑ کر مدینہ جانا پڑا جاتے وقت حضرتؐ نے پیچھے مڑ کر مکہ سے مخاطب ہو کر فرمایا اے شہر مکہ تو جانتا ہے کہ میں تجھ کو دوست رکھتا ہوں اگر تیرے باشندے مجھ کو نہ نکالتے تو میں کسی شہر کو تجھ پر ترجیح نہ دیتا اور تجھ سے کسی کو بدلنا نہ چاہتا اور میں تیری جُدائی سے نہایت مغموم و محزون ہوں اسوقت جبرئیلؑ امین نازل ہوئے اور عرض کی یا محمدؐ اللہ تعالیٰ بعد تحفۂ درود وسلام کے ارشاد فرماتا ہے کہ میں عنقریب پھر تجھ کو با فتح وظفر صحیح وسالم قادر اور غالب کر کے اس شہر میں واپس لاؤنگا چنانچہ خدا قرآن میں فرماتا ہے اِنَّ الَّذِیۡ فَرَضَ عَلَیۡکَ الۡقُرۡاٰنَ لَرَآدُّکَ اِلٰی مَعَادٍ جسنے تجھ پر قرآن کو فرض کیا ہے (کہ تو اس پر عمل کرے اور اسکو لوگونکو پہنچائے) وہی ضرور تجھ کو مظفر و منصور کرکے مکہ میں پھر واپس لائیگا حضرتؐ نے اپنے اصحاب کو اس حال سے مطلع فرمایا اہل مکہ کو جب یہ خبر پہنچی تو وہ سُن کر ہنسنے لگے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولؐ سے فرمایا کہ میں عنقریب تجھ کو شہر مکہ پر غالب کرونگا اور ان پر میرا حُکم جاری ہوگا اور بہت جلد مُشرکوں کو اِس شہر میں داخل ہونے سے منع کردونگا اور ان میں سے اگر کوئی وہاں داخل بھی ہوگا تو ڈرتا ہوا اور چھپ چھپا کر اگر حضرتؐ کو خبر ہو گئی تو قتل کیا جاؤنگا ۔

سیپارہ سورہ قصص

جب فتح مکہ کے بارے میں حُکم خدا جاری ہو چکا اور حضرتؐ کا عمل دخل خوب طرح اس شہر پر ہو گیا تو حضرتؐ نے عتاب بن اسید کو ان پر حاکم مقرر کیا جب اسکے حاکم مقرر ہونے کی خبر مکہ والوں نے سُنی تو کہنے لگے کہ محمدؐ ہمیشہ ہم کو خفیف سمجھتا ہے اور ذلیل و خوار کرتا ہے یہانتک کہ اٹھارہ برس کے ایک نوجوان لڑکے کو ہم پر حاکم کیا ہے اور ہم میں بڑی بڑی عمروں والے پُرانے تجربہ کار بڈھے موجود ہیں اور ہم بیت اللہ الحرام کے خدام ہیں اور اس کے اس حرم کے ہمسائے ہیں جو امن دینے والا اور روئے زمین پر تمام بقعہ ہائے خدا یعنی مقامات متبرکہ سے بہتر ہے ۔ الغرض حضرتؐ نے امارت مکہ کی بابت عتاب ابن اسید کے لئے ایک پروانہ تحریر فرمایا اور اسکے شروع میں لکھا بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ پروانہ محمدؐ رسولؐ اللہ کی طرف سے ہمسائگان بیت اللہ وساکنان حرم اللہ کے نام ہے بعد ازاں تم کو معلوم ہو کہ جو کوئی تُم میں سے اللہ تعالیٰ پر ایمان لایا ہے اور محمدؐ رسول خدا کو اپنے اقوال میں سچّا اور افعال میں صواب اور درستی پر جانتا ہے اور اس کے بھائی علیؑ ابن ابی طالب سے جو اس کا وصی اور وصی اور اس کے بعد تمام خلایق سے بہتر ہے موالات (دوستی) رکھتا ہے وہ ہم میں سے ہے اور اسکی بازگشت

ہماری طرف ہے اور جو کوئی ان باتوں کا (جو مینے لکھی ہیں) یا ان میں سے کسی ایک بات کا منکر ہوگا پس خدا اس کو دُور کرے کیونکہ وہ اہل جہنم میں سے ہے خدا اسکے کسی عمل کو خواہ وہ کتنا ہی بزرگ اور عظیم کیوں نہ ہو قبول نہ کریگا اور اس کو جہنم میں ڈالیگا اور وہ ابدالآباد تک اسی میں پڑا رہیگا اور محمد رسول اللہ نے تمہاری حکومت کا ذمہ دار عتاب ابن اسید کو ٹھیرایا ہے اور یہ امور اس کو سپرد کئے ہیں کہ تمہارے غافلوں کو تنبیہ کرے اور تمہارے جاہلوں کو تعلیم دے اور تمہاری راہ کی کجی کو سیدھا کرے اور جو کوئی تم میں سے آداب الہی سے تجاوز کرے اسکی تادیب کرے کیونکہ مینے معلوم کرلیا ہے کہ وہ محمد رسول اللہ کی دوستی اور علیؑ ولی اللہ کی پیروی اور متابعت میں تم سب پر فوقیت اور فضیلت رکھتا ہے پس وہ ہمارا خادم ہے اور دین خدا میں ہمارا بھائی ہے اور ہمارے دوستوں کا دوست ہے اور ہمارے دشمنوں کا دشمن اور تمہارے واسطے سایہ ڈالنے والا آسمان اور پاک زمین اور روشنی دینے والا سورج اور مصفا چاند ہے اور خدا نے اسکو تم سب پر فضیلت دی ہے کہ وہ محمدؐ اور علیؑ اور ان دونو کی آلِ اطہار کی موالات اور محبت میں تم پر فوقیت رکھتا ہے میں نے اس کو تم پر حاکم مقرر کیا ہے وہ ارادہ الہی کے موافق عمل کریگا اور خدا اس کو کبھی توفیق سے خالی نہ رکھیگا جیسا کہ محبت محمدؐ و علیؑ سے اس کو شرف کامل اور بہرۂ وافر عطا فرمایا ہے اس کو رسولؐ خدا سے مشورہ اور صلاح کرنے کی ضرورت نہ پڑے گی بلکہ وہ نہایت درست کردار راست گفتار اور امانت گزار ہے پس جو کوئی تم میں سے اس کی اطاعت کرے وہ خداوند جلیل کی طرف سے جزائے جمیل اور عطائے جلیل کا امیدوار رہے اور جو کوئی اس کی مخالفت کرے وہ بادشاہ قہار و غلاب کے غضب و عذاب شدید کی زیادتی سے پرحذر رہے اور تم میں سے کوئی شخص اس کی کم سنی کو حجت میں پیش نہ کرے کیونکہ بڑی عمر والا افضل نہیں ہوتا بلکہ افضل بزرگ تر ہوتا ہے اور وہ ہمارے دوستوں کی دوستی اور ہمارے دشمنوں کی دشمنی میں تم سب سے دانا تر اور افضل ہے اسی لئے میں نے اس کو تم پر رئیس اور حاکم مقرر کیا ہے پس جو کوئی اس کی اطاعت کریگا اس کا حال بہت اچھا ہے اور جو کوئی اس کا مخالف ہوگا خدا اس کو اپنی رحمت سے دُور کریگا ۔

الغرض جب عتاب ابن اسید حضرتؐ کا فرمان لے کر مکۂ معظمہ میں وارد ہوا تو وہاں ایک کھلے مقام میں جا کر کھڑا ہوا اور بُلایا کہ سب یہاں آکر جمع ہوں وہ سب وہاں آکر جمع ہوئے تب عتاب نے

بہ آواز بلند پکار کر کہا کہ اے اہل مکہ میں رسولِ خدا کا فرستادہ ہوں حضرتؐ نے مجھ کو تمہاری طرف بھیجا ہے کہ منافقوں کے لئے جلانے والا شہاب اور مومنوں کے لئے باعث رحمت، برکت ہوں اور میں تمہارے حالات سے اور تمہارے منافقوں کے حالات سے بخوبی واقف ہوں اور میں عنقریب تم کو نماز کا حکم دونگا کہ اسکے لئے حاضر ہوا کرو پھر میں پوشیدہ طور پر لوگوں کی دیکھ بھال کرونگا جس کو جماعت کا پابند پاؤنگا اسکے لئے مومن کا حق مومن پر لازم کرونگا (یعنی اس پر حکم مومنین جاری کرونگا) اور جس کو جماعت سے غیر حاضر دیکھونگا اسکی تفتیش کرونگا اگر وہ کچھ عذر رکھتا ہوگا تو اس کے عذر کو قبول کروں گا اور اگر کوئی عذر نہ پاؤنگا تو اس کو قتل کرونگا یہ حکم تم سب کے لئے اللہ کی طرف سے حتمی طبیعہ پر جاری ہو چکا ہے تاکہ میں حرم خدا کو منافقین سے پاک کر دوں۔ بعد ازاں معلوم رہے کہ صدق راستی امانت ہے اور فسق و فجور خیانت اور جس قوم میں بدکاری پھیل جاتی ہے اللہ تعالیٰ ان کو ذلت میں مبتلا کرتا ہے اور معلوم رہے کہ تمہارا قوی میرے نزدیک ضعیف ہے یہاں تک کہ میں ضعیفوں کا حق اُس سے لونگا اور تمہارا ضعیف میرے نزدیک قوی ہے یہاں تک کہ اسکا حق زبردستوں سے دلاؤنگا تم خدا سے خوف کرو اور طاعت خدا سے اپنے نفسوں کو شریف اور بزرگ بناؤ اور اپنے پروردگار کی مخالفت کرکے ان کو ذلیل و خوار مت کرو۔

القصہ خدا کی قسم عتاب ابن اسید نے جیسا کہا تھا ویسا ہی کیا اور عدل و انصاف کی داد دی۔ اور ہدایت الٰہی سے ہدایت یافتہ ہو کر احکام جاری کئے نہ تو کسی امر میں کسی سے مشورہ کرنے کی ضرورت ہوئی اور نہ کبھی حکم سابق سے رجوع کرنے کی حاجت ہوئی۔

پھر آنحضرتؐ نے ابو بکرؓ ابن ابو قحافہ کو سورہ برات کی دس آیتیں دے کر مکہ کی طرف روانہ کیا جن میں کافروں سے عہد کا توڑنا اور مشرکوں پر قرب مکہ کا حرام ہونا مذکور تھا اور اسکو حکم دیا کہ اپنے ہمراہیوں سمیت ایام حج میں مکہ معظمہ میں جاکر حج کرے اور یہ آیتیں ان کو پڑھ کر سنا دے۔ جب ابو بکرؓ وہاں سے روانہ ہوگیا تو جبرئیلؑ نور کا طوق پہنے حضرتؐ پر نازل ہوئے اور عرض کی کہ یا محمدؐ خدائے علی اعلےٰ بعد تحفہ درود و سلام کے ارشاد فرماتا ہے کہ تمہاری پیغامبری دوسرا شخص کوئی نہیں کر سکتا یا تو تم خود جاؤ یا کوئی ایسا آدمی جائے جو تم سے ہو لہٰذا علیؑ کو بھیجو کہ وہ ان آیات کو ابو بکرؓ سے لے لے اور وہی کفار کے عہد کو توڑے اور ان آیتوں کو ان کے سامنے پڑھ کر سنائے اے محمدؐ تیرے پروردگار نے جو

تم کو حکم دیا ہے کہ وہ آیات ابو بکرؓ سے لے کر علیؓ کو دیدے بھول چوک اور شک شبہ کی وجہ سے نہیں ہے اور نہ اس سے پہلے غلطی ہو گئی ہے کہ اس کا تدارک کیا ہے بلکہ اس سے خدا کا یہ منشا ہے کہ ضعیف مسلمانوں پر ظاہر کر دے کہ جس مقام پر تیرا بھائی علیؓ مقیم ہوتا ہے اے محمدؐ اس مقام پر تیرے سوا اور کوئی غیر شخص ہرگز قائم نہیں ہو سکتا اگرچہ اس غیر شخص کا مرتبہ تیری امت کے ان ضعیف مسلمانوں کی نظر میں کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو اور انکے نزدیک اسکی منزلت کتنی ہی شریف اور بزرگ کیوں نہ ہو ؛

الغرض جب علیؓ نے جاکر ابو بکرؓ سے وہ آیتیں لے لیں تو ابو بکرؓ نے رسولِ خدا کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ یا رسولؐ اللہ میرے ماں باپ آپ پر سے فدا ہوں ان آیات کا مجھ سے واپس لینا کیا کسی خفگی کی وجہ سے ہے حضرتؐ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ خدائے بزرگ و برتر نے مجھ کو امر فرمایا ہے کہ تیرا نائب وہی شخص ہو سکتا ہے جو تجھ سے ہو لیکن اللہ تعالیٰ نے جو ان آیات کو تجھ پر بار کیا تھا اور اپنی طاعت کی تجھ کو تکلیف دی تھی اس کی عوض میں تجھ کو درجات رفیعہ اور مراتب شریفہ عطا فرمائیگا بشرطیکہ تو ہماری موالات پر قائم رہیگا اور ان عہدوں کو جو ہم نے تجھ سے لئے ہیں پورا کر کے میدان قیامت میں ہمارے پاس آئیگا تو تو ہمارے برگزیدہ شیعوں اور بزرگ دوستوں میں داخل ہوگا حضرتؐ کا یہ ارشاد سن کر ابو بکرؓ کا ملال رفع ہو گیا ؛

القصہ جناب امیرؑ امر الٰہی کے پہنچانے اور دشمنانِ خدا کے عہد توڑنے اور اس سال کے بعد مشرکوں کو حرم خدا میں داخل ہونے سے نا امید کرنے کے لئے روانہ ہوئے اگرچہ ان لوگوں کی جمعیت اور کثرت بہت تھی مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے نور سے اس نورِ خدا کو ڈھانپ لیا اور اسکا رعب و جلال ان مشرکوں پر ایسا غالب کر دیا کہ ان کو کسی قسم کی مخالفت کے اظہار کرنے اور کوئی برا ارادہ کرنے کی ذرا بھی جرأت نہ ہوئی۔ چنانچہ خدا ارشاد فرماتا ہے وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسَاجِدَ اللّٰہِ اَنْ یُّذْکَرَ فِیْہَا اسْمُہٗ اور اس شخص سے زیادہ تر ظالم کون شخص ہے جو خدا کی مسجدوں میں خدا کا ذکر کرنے کو منع کرے اور وہ مسجدیں نیک مومنین کی تھیں جو مکہ میں واقع تھیں کہ ان مشرکوں نے ان مومنوں کو ان میں بیٹھ کر خدا کی عبادت کرنے سے منع کر دیا تھا یہاں تک کہ مجبور ہو کر حضرتؐ کو مکہ چھوڑنا پڑا تھا وَسَعٰی فِیْ خَرَابِہَا اور ان مسجدوں کے خراب اور ویران کرنے میں کوشش کرے کہ طاعت خدا سے وہ آباد نہ ہوں یعنی اس شخص سے زیادہ ظالم کون ہے جو مساجد میں ذکرِ خدا کو منع کرے اور انکی ویرانی میں سعی کرے

اُولٰٓئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ اَنْ يَّدْخُلُوْهَآ اِلَّا خَآئِفِيْنَ اس قسم کے لوگ حرم خدا کے ان مقامات میں جہاں وہ مسجدیں ہیں امن وامان کی حالت میں داخل نہ ہوسکیں گے مگر اسکے عدل اور اس حکم سے جو بجالت کفر اُن کے مقامات میں داخل ہونے میں اس کی تلواروں اور کوڑوں سے ان پر جاری ہوگا ڈرتے اور خوف کرتے داخل ہونگے لَهُمْ فِى الدُّنْيَا خِزْیٌ وَّلَهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ان مشرکوں کے لئے دُنیا میں رُسوائی اور خواری ہے اور وہ یہ ہے کہ ان کو حرم خدا سے نکالا گیا اور آخرت میں عذاب عظیم ان کے واسطے مہیا کیا گیا ہے ۔

اور امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ رسولخدا کے ہمراہ مدینہ منورہ میں بھی منافق اور ضعیف مسلمان جو منافقوں کی مانند تھے موجود تھے اور انھوں نے مدینہ کی مسجدوں کے خراب کرنے اور تمام دُنیا کی مساجد کے ویران کرنے کا ارادہ کیا تھا جب ان ملعونوں نے عزم کیا تھا کہ علیؑ کو مدینہ میں اور رسولخدا کو رستے میں عقبہ (گھاٹی) پر سے گزرتے ہوئے قتل کر ڈالیں اور اللہ تعالیٰ نے جنگ تبوک کے اس سفر میں اہل بصیرتوں کے بڑھانے اور سرکش اور باغی منافقوں کے عذروں کے قطع کرنے کے لئے آنحضرتؐ کے دست حق پرست پر ایسے معجزات ظاہر کئے جو جلال الٰہی اور اس کے اپنے بندوں پر جود وکرم کرنے کے شایاں اور مناسب تھے منجملہ ان کے ایک یہ ہے کہ جب وہ تبوک کے سفر میں آنحضرتؐ کے ہمراہ تھے تو انھوں نے بنی اسرائیل کی طرح یہ درخواست کی تھی کہ یارسول اللہ ہم ایک قسم کے کھانے پر ہرگز صبر نہ کرینگے اور اس باب میں جو معجزہ آنحضرتؐ سے ان کے لئے ظاہر ہوا وہ اس معجزے سے جو موسیٰؑ نے اپنی قوم کو دکھایا تھا بہت بڑھ کر ہے۔ جب حضرتؐ سفر کو تیار ہوئے تو حکم خدا سے علیؑ کو مدینہ میں اپنا جانشین کیا جناب امیرؑ نے عرض کی کہ یارسول اللہ میں آپ کے کسی امر میں آپ کی مخالفت کرنی نہیں چاہتا اور آپ کے جمال انور کے دیکھنے اور حضرتؐ کے خصائل حمیدہ و اخلاق پسندیدہ کے مشاہدہ سے محروم رہنا پسند نہیں کرتا حضرتؐ نے فرمایا کہ اے علیؑ کیا تم اس بات پر رضامند نہیں ہو کہ تمہارا مرتبہ میرے نزدیک ایسا ہو جیسا موسیٰؑ کے نزدیک ہارونؑ کا مرتبہ تھا مگر یہ فرق ہے کہ میرے بعد کوئی پیغمبر نہ ہوگا یا علیؑ تم کو یہاں رہنا ہوگا اور تم کو یہاں رہنے میں وہی ثواب ملیگا جو میرے ساتھ سفر کرنے میں ملتا اور جو لوگ کہ میرے ساتھ یقین اور فرمانبرداری سے جلتے ہیں تمہارا ثواب ان سب کے ثواب کے برابر ہوگا اور چونکہ تم چاہتے ہو

کہ تمام احوال میں میرے اطوار و آثار اور خصائل اور طریقوں کا مشاہدہ کرتے رہو اسلئے اللہ تعالیٰ تمہاری خاطر سے جبرئیلؑ کو امر فرمائیگا کہ وہ ہمارے اس تمام سفر میں ان زمینوں کو جن پر ہم چلیں اور اس زمین کو جس پر تم ہو بلند کرے اور تمہاری نظر کو اتنا تیز کریگا کہ تم مجھ کو اور میرے اصحاب کو ہر حال میں مشاہدہ کروگے اور جو اُنس کہ تم کو میرے اور میرے اصحاب کے دیکھنے سے حاصل ہوتا ہے فوت نہ ہوگا اور اس طرح سے تم کو خط و کتابت کرنے کی بھی ضرورت نہ ہوگی ۔

جب حضرتؐ کی تقریر یہاں تک پہنچی تو ایک شخص نے اُٹھ کر عرض کی اے فرزند رسولؐ یہ بات علیؑ کے لئے کیونکر میسر ہوسکتی ہے یہ تو انبیاء ہی کے لئے مخصوص ہے امام زین العابدین علیہ السلام نے جواب دیا کہ یہ آنحضرتؐ کا ہی معجزہ تھا نہ کسی اور کا کیونکہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے حضرتؐ کی دعا سے زمینوں کو بلند کیا اسی طرح ان کی دعا سے جناب امیرؑ کی نگاہ کو بھی تیز کردیا کہ اس ولی خدا نے تمام واقعات اور سوانح کو مشاہدہ کیا ۔

پھر امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ اس امت کے لوگ علیؑ ابن ابی طالب کے حق میں نہایت ظلم کرتے ہیں اور اُن کے باب میں کس قدر کم انصاف ہیں کہ جن امور کو دیگر صحابہ کی نسبت بیان کرتے ہیں ان سے علیؑ کے باب میں مضائقہ کرتے ہیں اور اس جناب کو ان سے محروم رکھتے ہیں حالانکہ علیؑ ان سب سے افضل ہیں پھر کیونکر ہوسکتا ہے کہ جو مرتبہ وہ اور صحابہ کے لئے بیان کرتے ہیں وہ علیؑ کو نہ دیا گیا ہو جو تمام اصحاب سے افضل اور اعلیٰ ہیں ۔ اصحاب نے عرض کی کہ اے فرزند رسولؐ ہم کو اس کی کیفیت سے مطلع فرمائیے فرمایا وہ لوگ ابو بکرؓ ابن ابو قحافہ کے دوستوں کو دوست رکھتے ہیں اور اس کے دشمنوں سے بیزار ہیں خواہ کوئی ہو اور اسی طرح عمر ابن خطاب کے دوستوں کو دوست رکھتے ہیں اور اس کے دشمنوں سے بیزار ہیں خواہ کوئی ہو ایسا ہی عثمان ابن عفانؓ کے دوستوں کو دوست رکھتے ہیں اور اسکے دشمنوں سے بیزار ہیں خواہ کوئی ہو اور جب علی ابن ابی طالب پر پہنچتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم اسکے دوستوں کو دوست رکھتے ہیں اور اسکے دشمنوں سے بیزار نہیں ہیں نہ معلوم ان لوگوں نے اس امر کو کیونکر جائز کر لیا حالانکہ رسولؐ اللہ نے علیؑ کے بارے میں فرمایا ہے اے خدا تو اس شخص کو دوست رکھ جو علیؑ کو دوست رکھتا ہے اور دشمن رکھ اس شخص کو جو علیؑ کو دشمن رکھتا ہے اور اس شخص کی نصرت کر جو علیؑ کی نصرت کرے اور اس شخص کی

امداد نہ کرے تو اس کی امداد نہ کرے پس اس جناب کے دشمنوں سے دشمنی نہ کرنا انصاف میں داخل نہیں ہے ؛

اور ایک اور ناانصافی یہ ہے کہ جب ان لوگوں کے سامنے علیؑ کی ان خصائص کا جن سے خدا نے رسول اللہ کی دُعا برکت سے اِس جناب کو مخصوص فرمایا اور ان فضیلتوں اور شرافتوں کو جو خدا کے نزدیک آپ کو حاصل ہیں ذکر کیا جاتا ہے تو انکار کر دیتے ہیں۔ اور جو دیگر اصحاب کے بارے میں کچھ بیان کیا جائے تو قبول کر لیتے ہیں پھر آخر کس بات نے ان کو روک دیا ہے کہ وہ علیؑ کے لئے اس فضیلت کو بیان نہ کریں جو دیگر اصحاب کے لئے ثابت کی ہے ؛

چنانچہ بیان کرتے ہیں کہ عمرؓ بن خطاب ایک روز منبر پر خطبہ پڑھ رہے تھے کہ یکایک اثنائے خطبہ میں پکار اُٹھے یَا سَارِیَۃَ الْجَبَلْ یعنی اے ساریہ پہاڑ کو۔ صحابہ نہایت حیران ہوئے کہ خطبہ میں یہ کیا کہا جب خطبہ اور نماز سے فارغ ہوئے تو صحابہ نے پوچھا آج خطبہ میں حضور نے یہ کیا فرمایا یا ساریہ الجبل عمرؓ نے جواب دیا میں نے خطبہ پڑھتے ہوئے اس نواح کی طرف نظر کی جہاں تمہارے مسلمان بھائی سعد ابن ابی وقاص کے ماتحت کافروں سے جہاد کر رہے ہیں پس اللہ تعالیٰ نے میری نظر کے سامنے سے سب پردے اُٹھا دئے یہانتک کہ میں نے دیکھا کہ انہوں نے ایک پہاڑ کے سامنے جو وہاں واقع ہے صفیں باندھ رکھی ہیں اور کچھ کافر وہاں آئے ہیں کہ سعد کو اسکے ہمراہیوں سمیت پیچھے سے آکر گھیر لیں اور احاطہ کر کے سب کو قتل کر ڈالیں یہ حال دیکھ کر میں نے کہا یاسارِیَۃَ الجبل

سلئے پوچ تاویلیں کرتے ہیں یا اسکے راویوں پر جرح و قدح کرتے ہیں غرض اصلی منشا یہ ہوتا ہے کہ کسی طرح وہ مضمون فضیلت غیر معتبر اور ناقابل قبول ثابت ہو جائے اور دیگر صحابہ کی فضیلت کے باب میں جو مضمون وارد ہو خواہ وہ خلاف عقل ہی کیوں نہ ہو اور اسکے راوی کتنے ہی مجروح و مقدوح کیوں نہ ہوں اسکو نہایت شوق و ذوق سے بچون و چرا تسلیم کر لیتے ہیں بلکہ یہاں تک نوبت پہنچی ہے کہ محبان علیؑ و اولاد علیؑ کے نقائص بیان کرنے میں نہایت کد کی جاتی ہے اور مخالفان علیؑ و اولاد علیؑ کی اوصاف و محامد کے شائع کرنے میں اس درجہ ساعی ہیں کہ معمولی نظر والے آدمی کسی طرح ان کو قابل مذمت و طعن نہیں کر سکتے بلکہ ان کو بزرگان دین اور حامیان اسلام سمجھتے ہیں اور نہایت تعظیم و تکریم کی نگاہوں سے ان کو دیکھتے ہیں اور بزرگی اور عزت کے الفاظ سے ان کو یاد کرتے ہیں۔ چنانچہ کتب تاریخ و فضائل اس بیان کی شاہد ہیں + مترجم عفی عنہ

تاکہ پہاڑ کی آڑ میں آجائیں اور دشمنوں کے گھیرے میں آنے سے محفوظ رہیں پھر ان سے مقابلہ کریں اور اللہ تعالیٰ نے کفار کے گاؤں اور بستیاں تمہارے دینی بھائیوں کو عطا کر دی ہیں اور ان کے شہروں پر ان کو فتحیاب کر دیا ہے تم اس وقت کو یاد رکھو عنقریب اس واقعہ کی خبر تم کو پہنچے گی اور مدینہ اور نہاوند میں پچاس دن سے بھی زیادہ کی راہ کا فاصلہ ہے ۔

امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ جب عمرؓ کے لئے اس قسم کی باتیں ہوسکتی ہوں تو علیؑ ابن ابی طالب کیلئے کیونکر نہ ہوں لیکن یہ لوگ کچھ نہیں سمجھتے اور حق کے ساتھ کلام نہیں کرتے بلکہ مکابرہ کرتے ہیں ۔

بعد ازاں امام زین العابدینؑ کی حدیث کی طرف رجوع کی کہ حضرت سید الساجدین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جب آنحضرتؐ جنگ تبوک کو تشریف لے گئے تو اللہ تعالیٰ اس زمین کو جہاں حضرتؐ تشریف رکھتے تھے اور جس زمین پر چلتے تھے جناب امیر المومنینؑ کے لئے بلند کرتا تھا اور وہ ان کے سب احوال کو مشاہدہ کرتے تھے ۔

امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جب آنحضرتؐ کسی جہاد پر جانے کا ارادہ کرتے تھے تو اس جگہ کے سوا دیگر مقامات کا ذکر فرمایا کرتے تھے اور اس کو پوشیدہ رکھتے تھے مگر غزوۂ تبوک کو نہ چھپایا بلکہ صاف طور پر ظاہر فرمایا کہ میرا ارادہ وہاں جانے کا ہے اور سب کو سامان سفر کے درست کرنے کا حکم دیا اور انہوں نے اس سفر کے لئے رستے میں روٹیاں پکانے کیلئے آٹا ۔ خشک اور نمکین گوشت ۔ شہد اور کھجوروں کا سامان تیار کیا اور اس دفعہ لوگوں نے کثرت سے زادراہ ہمراہ لیا تھا کیونکہ حضرتؐ نے زیادتی تکلیف و مشقت اور بیابانوں اور جنگلوں کی صعوبت اور کمیابیٔ اسباب کے باعث رستے کے سازوسامان کے لئے بہت تاکید فرمائی تھی الغرض جب ان لوگوں کو سفر میں کئی روز گزر گئے اور ان کا کھانا دیر کا ہو گیا اور باقی ماندہ کھانے سے ان کے دل متنفر ہو گئے اور ان کو تازہ طعام کی طرف رغبت ہوئی تو کچھ لوگوں نے حضرتؐ کی خدمت میں عرض کی یا رسول اللہ ہم کو اس کھانے سے جو ہمارے ہمراہ ہے کراہت آتی ہے اسلئے کہ کئی دن کا اور باسی ہوگیا ہے اور بدبودار ہونے کی وجہ اب ہم سے یہ کھانا نہیں کھایا جاتا حضرتؐ نے فرمایا تمہارے پاس کون کونسی چیزیں ہیں عرض کی کہ روٹی ۔ خشک اور نمکین گوشت ۔ شہد اور کھجوریں ہیں حضرتؐ نے فرمایا کہ اب تم قوم موسیٰؑ کی مانند ہو گئے کہ انہوں نے کہا تھا کہ ہم ایک طعام پر بس نہ

کرینگے اب تم بتاؤ کہ کونسی چیز چاہتے ہو انہوں نے عرض کی ہم تازہ اور خشک گوشت پرندوں کے گوشت کے کباب اور بنا ہوا حلوہ چاہتے ہیں فرمایا تم اس ایک بات میں بنی اسرائیل کے برخلاف ہو کہ انہوں نے سبزی۔ ککڑی۔ لہسن۔ مسور اور پیاز کی خواہش کی تھی اور اعلےٰ کی عوض میں ادنےٰ چیزوں کو تبدیل کرنا چاہا تھا اور تم ادنےٰ کی عوض اعلےٰ کو لینا چاہتے ہو اور میں عنقریب تمہارے واسطے خدا سے سوال کرونگا انہوں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ہم میں کچھ آدمی ایسے بھی ہیں جو بنی اسرائیل کی طرح ساگ۔ ککڑی۔ لہسن۔ مسور اور پیاز کی خواہش کرتے ہیں فرمایا اللہ تعالیٰ میری دعا سے یہ سب چیزیں تم کو عطا فرمائیگا تم کو چاہیئے کہ مجھ پر ایمان لاؤ اور میری تصدیق کرو پھر فرمایا اے بندگان خدا عیسیٰ کی قوم نے جب حضرت عیسیٰ سے درخواست کی کہ ہم پر آسمان سے ایک دسترخوان نازل کر تو جس وقت عیسیٰ نے نزول مائدہ کی دعا کی تو قَالَ اللّٰهُ اِنِّیْ مُنَزِّلُهَا عَلَیْكُمْ ۚ فَمَنْ یَّكْفُرْ بَعْدُ مِنْكُمْ فَاِنِّیْ اُعَذِّبُهٗ عَذَابًا لَّاۤ اُعَذِّبُهٗۤ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِیْنَ ۝ خدا نے فرمایا کہ میں دسترخوان تم پر ضرور نازل کرونگا مگر جو کوئی اس کے بعد تم میں سے کافر ہوگا اسکو ایسا عذاب کرونگا کہ اہل عالم میں سے کسی کو ویسا عذاب نہ دونگا۔ بعد ازاں اللہ تعالیٰ نے مائدہ ان پر نازل کیا اور اسکے بعد ان میں سے جو لوگ کافر ہوئے اللہ تعالیٰ نے ان کو مسخ کر دیا کسی کو سور کی صورت میں کسی کو بندر کی صورت میں کسی کو ریچھ کی شکل میں بعض کو بلی کی صورت میں بعض کو بری اور بحری پرندوں اور چارپاؤں کی صورت میں وغیرہ وغیرہ غرض چار سو قسم کے جانوروں کی شکل میں مسخ کیا تھا اس لئے میں تمہاری درخواستوں کے بموجب آسمان سے مائدہ نازل ہونے کی التجا نہیں کرتا۔ ورنہ تم میں سے جو لوگ کافر ہونگے ان پر بھی وہی عذاب نازل ہوگا جو قوم عیسیٰ پر ہوا تھا اس لئے کہ میں تمہارے حال پر نہایت مہربان ہوں اور تمہارا اس عذاب میں مبتلا ہونا مجھ کو گوارا نہیں ہے۔ بعد ازاں حضرت نے ایک پرندہ اوپر ہوا میں اڑتا دیکھا اور اپنے ایک اصحاب سے فرمایا اس پرندے سے جا کر کہہ کہ رسول خدا تجھ کو حکم دیتا ہے کہ زمین پر گر پڑ اس نے حضرت کا پیغام اس پرندے کو پہنچایا اور وہ پرندہ زمین پر آگیا پھر حضرت نے اس پرندے سے فرمایا اے پرندے اللہ تعالیٰ تجھ کو حکم دیتا ہے کہ تو بڑھ کر اور پہلوؤں کی جانب سے پھیل کر ایک بڑے ٹیلے کی مانند ہو جا پھر اصحاب سے فرمایا کہ تم اسکے گرد احاطہ کر لو اصحاب نے اسکو احاطہ

سپارہ ۶ سورہ

میں لے لیا اور وہ پرندہ قدرت خدا سے اتنا بڑا ہو گیا تھا کہ حضرتؐ کے اصحاب نے جو وہیں ہموار سے کچھ
اُوپر تھے اس کے گرد صف باندھی اور ان کی صف اسکے گرد ایک دائرے کی صورت ہو گئی اسکے بعد
ارشاد فرمایا اے پرندے خدا کے حکم سے اپنے بال و پر جدا کر دے اسنے ان کو الگ کر دیا اور ہڈیاں اور
گوشت اور کھال باقی رہ گئی پھر فرمایا حکم خدا سے اپنے بدن کی ہڈیاں اور پاؤں اور چونچ کو الگ کر
اسنے ان کو بھی علیحدہ کر دیا اور یہ سب پر پڑے اس پرندے کے گرد پڑے تھے اور سب لوگ بھی اسکے
گرد موجود تھے پھر حضرتؐ نے ہڈیوں کو حکم دیا کہ گکڑیاں بنجاؤ وہ گکڑیاں بن گئیں پھر ارشاد فرمایا کہ
اللہ تعالیٰ ان بازوں اور چھوٹے اور بڑے پروں کو حکم دیتا ہے کہ ساگ۔ پیاز۔ لہسن اور انواع
واقسام کی ترکاریاں بن جائیں وہ فوراً ان چیزوں کی صورت میں بدل گئے اور بعد ازاں حضرتؐ نے
اصحاب سے مخاطب ہو کر فرمایا اے بندگان خدا اپنے ہاتھ بڑھاؤ اور ہاتھوں سے توڑ کر اور چھریوں سے
کاٹ کر کھاؤ انہوں نے ایسا ہی کیا پھر کسی منافق نے کھاتے ہوئے کہا کہ محمدؐ گمان کرتا ہے کہ بہشت
میں ایسے پرندے ہیں کہ بہشتی ان کی ایک طرف سے خشک گوشت اور دوسری طرف سے کباب کھائینگے
ہم کو اسکی نظیر اس نے دنیا میں نہ دکھائی اللہ تعالیٰ نے اس منافق کی اس بات کا علم حضرتؐ کے دل میں
پہنچایا تب حضرتؐ نے صحابہ سے فرمایا اے بندگانِ خدا تم کو چاہیئے کہ ہر ایک شخص اپنا لقمہ اٹھائے
اور بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهِ الطَّيِّبِيْنَ کہہ کر اس کو منہ میں رکھے تو خشک گوشت
یا کباب یا شوربا یا کسی قسم کا حلوا غرض جس چیز کو اسکا جی چاہتا ہو وہی مزہ اس میں سے آئیگا
صحابہ نے ایسا ہی کیا اور ویسا ہی ظہور میں آیا جیسا کہ حضرتؐ نے فرمایا تھا اور طرح طرح کے کھانوں
سے متلذذ ہوئے اور سب سیر ہو گئے بعد ازاں عرض کی کہ یا رسول اللہ کھانے سے تو ہم سیر ہو گئے اب
کوئی پینے کی چیز کی ضرورت ہے فرمایا کیا تم دودھ اور باقی تمام قسم کی پینے والی چیزیں چاہتے ہو۔
عرض کی کہ ہم میں سے بعض لوگ ان چیزوں کی بھی خواہش کرتے ہیں فرمایا ہر ایک شخص اس
پرندے میں سے ایک لقمہ توڑ کر منہ میں رکھ لے اور بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ
وَّاٰلِهِ الطَّيِّبِيْنَ کہے وہ لقمہ صورت بدل کر پانی یا دودھ یا کوئی اور پینے والی چیز جس کو
کسی کا دل چاہتا ہو گا بن جائیگا انہوں نے ایسا ہی کیا اور جیسا حضرتؐ نے فرمایا تھا ویسا ہی ظہور
میں آیا پھر حضرتؐ نے اس پرندے سے فرمایا اے پرندے خدا تجھ کو حکم دیتا ہے کہ اپنی اصلی حالت

آچا اور وہاں بازؤں اور چونچ اور بالوں اور پروں اور ہڈیوں کو جو ساگ اور گلڈیاں اور پیاز اور لسن بنے تھے حکم دیتا ہے کہ پھر پلٹ کر بازو اور پروبال اور ہڈیاں بن جائیں اور اپنے بجرکے مطابق ہو جائیں وہ سب اپنی اصلی حالت پر آگئے اور پرندے کے قد کے موافق ہو کر باہم مل گئے پھر ارشاد فرمایا کہ اے پرندے اللہ تعالیٰ تیری روح کو جو تجھ میں سے نکل گئی ہے واپس آنے کا حکم دیتا ہے تب اس کی روح اس کے جسم میں پھر آگئی پھر فرمایا کہ اے پرندے خدا فرماتا ہے کہ تو زمین سے اٹھ کر ہوا میں اڑ جس طرح پہلے اڑ رہا تھا وہ سب کے سامنے وہاں سے اٹھا اور ہوا میں اڑنے لگا بعد ازاں صحابہ نے جو اپنے آنے کی طرف نگاہ کی تو دیکھا کہ اس ساگ پات اور گلڈیوں اور پیاز و لسن میں سے کوئی چیز بھی وہاں باقی نہیں رہی۔ سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۔

اس مقام پر تفسیر امام حسن عسکری علیہ السلام کا جزء اوّل جو سورۂ حمد سے آیۂ مذکورۂ بالا تک سلسلہ وار دستیاب ہوا ہے ختم ہوا اب دوسرا جزء شروع ہوتا ہے جو پارۂ سیقول کے انیسویں رکوع کی آیۂ اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ ۚ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ کی تفسیر سے شروع ہوتا ہے مگر اس آیت کے شروع حصہ کی تفسیر بھی ضائع ہو گئی ہے خداوند متعال اپنے فضل و کرم سے اس تفسیر کے ضائع شدہ مقامات کو دستیاب کرے اور جملہ مومنین کو اس کے مطالعہ سے مستفیض فرمائے۔ آمین ثم آمین ۔

جزو دوم از تفسیر

امام حسن عسکری علیہ السلام متعلقہ پارہ سیقول ع ۱۹

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قولہ عزوجل اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ ...... اس آیت کی تفسیر کا صرف اتنا فقرہ اصل کتاب میں موجود ہے جس کا ترجمہ یہ ہے - پھر حضرت نے فرمایا اے مادرِ صفا اور مروہ کے بارے

میں خدا کا قول حق اور درست ہے فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَاِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِيْمٌ بس جو کوئی کہ بیت اللہ کے حج کا ارادہ کرے یا عمرہ بجالائے تو صفا اور مروہ دونو کا طواف کرنے میں اس شخص پر کوئی گناہ نہیں ہے اور جو کوئی خوشی اور رغبت سے نیکی کو بجالائے اور طواف کو زیادہ کرے تو بیشک اللہ تعالیٰ اسکا شکرگزار ہوگا کہ اس کو اس کی نیکی کی بہت اچھی جزا دیگا اور وہ اس کی نیت کا حال جانتا ہے اور اسی کے موافق اس کے ثواب کو بڑھائیگا اور اپنی طرف اس کے واپس آنے کے وقت اس کا اکرام کریگا اے مادر گرامی رسول اللہ نے مجھ کو علیؑ ابن ابی طالب کے فرزند ہونے کے سبب شرف بخشا آپ کو بھی چاہیئے کہ خدا کی نعمتوں کا شکریہ ادا کریں کیونکہ جو کوئی نعمتوں کا شکر کرتا ہے وہ زیادہ نعمتوں کا مستحق ٹھیرتا ہے جس طرح کفران نعمت کرنے والا زیادہ محرومی کا استحقاق رکھتا ہے اس بات کی خبر بھی رسول اللہ کو پہنچائی گئی پس رسول خدا نے فرمایا کہ اس سے کئی بزرگوار پیدا ہونگے اور وہ عنقریب کئی ائمہ اطہار کا اور قائم آل محمد کا باپ ہوگا کہ جو زمین کو عدل و داد سے معمور کریگا جس طرح کہ وہ ظلم و جور سے پُر ہو گئی ہوگی ٭

قولہ عزوجل اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَالْهُدٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا بَيَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِي الْكِتٰبِ اُولٰٓئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَبَيَّنُوْا فَاُولٰٓئِكَ اَتُوْبُ عَلَيْهِمْ وَاَنَا التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ

ترجمہ جو لوگ کہ ان ظاہر اور روشن دلیلوں اور رہنمائی کو جو ہم نے نازل کی ہیں بعد اس کے کہ ہم نے ان کو لوگوں کے واسطے کتاب توریت میں بیان کر دیا ہے پوشیدہ کرتے ہیں ان پر خدا لعنت کرتا ہے اور لعنت کرنے والے بھی (کہ وہ ملائکہ اور مومنین جن وانس ہیں) لعنت کرتے ہیں مگر جن لوگوں نے کہ توبہ کی اور نیکی اختیار کی اور حق کو بیان کیا ان کی توبہ کو میں قبول کرتا ہوں اور میں توبہ قبول کرنے والا اور مہربان ہوں ٭

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَالْهُدٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا بَيَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِي الْكِتٰبِ جو لوگ کہ محمدؐ اور علیؑ کے اوصاف و محامد کی ظاہر نشانیوں کو جو ہم نے نازل کی ہیں اور اس ہدایت اور

رہنمائی کو جو ہم نے نازل کی ہے بعد اس کے کہ ہم نے اسکو لوگوں کے واسطے کتاب میں بیان کردیا ہے پوشیدہ کرتے ہیں اور وہ ہماری نشانیاں ہیں جو ان کے فضائل اور مراتب کو ظاہر کرتی ہیں مثلاً بادل جو سفروں میں رسول خدا پر سایہ کرتا تھا کوؤں اور چشموں کے کھاری پانی جو حضرتؐ کے آب دہن ڈالنے سے شیریں ہو جاتے تھے اور وہ درخت جو حضرتؐ کے ان کے نیچے قیام کرنے کے سبب اپنے میوے لٹکا دیتے تھے اور وہ آفتیں اور بلائیں جو آفت زدوں اور بلا نصیبوں کے جسموں پر دست مبارک پھیرنے یا آب دہن لگانے سے زائل ہو جاتی تھیں اور اسی طرح وہ معجزات جو علیؑ کے ہاتھ پر ظاہر ہوئے جیسے پہاڑوں اور پتھروں اور درختوں نے بایں الفاظ سلام کیا۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا وَلِیَّ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا خَلِیْفَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اور وہ زہرہائے قاتل جن کو ایک شخص نے اس ولی خدا کا نام لے کر تناول کیا اور اُن سے اسکو کچھ بھی اذیت نہ پہنچی اور بڑے بڑے کام جو آپ سے ظاہر ہوئے جیسے ٹیلوں اور پہاڑوں کو اکھاڑا اور ایک چھوٹی کنکر کی طرح اُٹھا کر پھینک دیا اور آفات و بلیات جو آپ کی دعا کی برکت سے زائل ہوئیں اور وہ آفتیں اور مصیبتیں جو آپکی بددعا سے تندرستوں پر پڑیں۔ علاوہ ازیں دیگر فضائل جو حق تعالیٰ نے جناب امیرؑ سے مخصوص کئے ہیں پس یہی وہ امور ہدایت ہیں جن کو اللہ نے لوگوں کے لئے اپنی کتاب میں بیان کیا ہے اُولٰٓئِكَ وہ لوگ جو محمدؐ اور علیؑ کی ان صفات کو پوشیدہ کرتے ہیں اور ان کو ان کے طالبوں سے چھپاتے ہیں جن کو زوال تقیہ کی صورت میں ان صفات کا بتانا لازم ہے ان کو یَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ خدا لعنت کرتا ہے یعنی ان صفات کے چھپانیوالوں پر خدا لعنت کرتا ہے وَیَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ اور ان کو لعنت کرنے والے لعنت کرتے ہیں اور اسکی کئی صورتیں ہیں منجملہ ان کے اوّل یہ کہ ان کو لعنت کرنے والے لعنت کرتے ہیں یعنی ہر ایک شخص خواہ اہل حق ہو یا اہل باطل کہتا ہے کہ خدا ان ظالموں پر جو ان آیات و دلائل کو پوشیدہ کرتے ہیں لعنت کرے اس صورت میں وہ تمام لعنت کرنے والوں کی لعنت میں اور خود اپنے نفسوں کی لعنت کے تحت میں داخل ہیں۔ دوم یہ کہ جب دو آدمی باہم ایک دوسرے سے ناراض اور تنگ دل ہوتے ہیں اور ایک دوسرے پر لعنت کرتے ہیں تو دونوں کی لعنتیں آسمان کی طرف بلند ہوتی ہیں اور اپنے پروردگار سے اس شخص پر پڑنے کی اجازت طلب کرتی ہیں جس کے لئے ان کو بھیجا ہے اسوقت اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں سے فرماتا ہے دیکھو اگر لعنت کرنے والا خود ہی قابل لعن ہے اور جس پر اس نے لعنت کا

ارادہ کیا ہے وہ اس قابل نہیں ہے تو دونو لعنتوں کو اسی لعنت کرنے والے پر ڈال دو اور اگر مشارٌالیہ قابل لعن ہے اور لعنت کرنے والا قابل لعنت نہیں تو دونو لعنتوں کو اُسی کی طرف واپس کر دو اور اگر دونو شخص قابل لعنت ہوں تو اُس کی لعنت اِس پر اور اِس کی لعنت اُس پر ڈال دو۔ اور اگر دونو مومن ہونے کی وجہ سے قابل لعن نہیں ہیں اور صرف ناراضی اور خفگی کے باعث اِس امر پر آمادہ ہوئے ہیں تو ان دونو لعنتوں کو یہودیوں کی طرف جو محمدؐ کی صفت وثنا اور علیؑ کے ذکر واوصاف کو پوشیدہ کرتے ہیں اور نواصب کی طرف جو علیؑ کے فضائل کو چھپاتے ہیں اور اس کی فضیلتوں کا انکار کرتے ہیں۔ پلٹا دو ۔

بعد ازاں خدا فرماتا ہے اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا مگر جن لوگوں نے ان آیات الٰہی کے پوشیدہ کرنے سے توبہ کی وَاَصْلَحُوْا اور اپنے اعمال کو درست کیا اور خراب تاویلیں کرکے جو فساد اور خرابیاں برپا کی تھیں کہ صاحب فضیلت کے فضائل اور حقدار کے حقوق کے منکر ہو گئے تھے انکی اصلاح کی۔ وَبَیَّنُوْا اور محمدؐ کے نعت وصفات جو خدا نے ذکر کئے ہیں اور علیؑ کے ذکر وصفات جو محمدؐ نے بیان کئے ہیں ان کو بیان کیا اُولٰٓئِکَ اَتُوْبُ عَلَیْھِمْ ایسے لوگوں کی توبہ کو میں قبول کر لیتا ہوں وَاَنَا التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ اور میں توبہ قبول کرنے والا اور مہربان ہوں ۔

قولہ عزوجل اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَھُمْ کُفَّارٌ اُولٰٓئِکَ عَلَیْھِمْ لَعْنَةُ اللّٰہِ وَالْمَلٰٓئِکَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ خٰلِدِیْنَ فِیْھَا لَا یُخَفَّفُ عَنْھُمُ الْعَذَابُ وَلَا ھُمْ یُنْظَرُوْنَo ترجمہ جن لوگوں نے کفر کیا اور حالت کفر ہی میں مر گئے اُن پر خدا کی اور فرشتوں کی اور تمام آدمیوں کی لعنت ہے اور وہ ہمیشہ اس لعنت میں مبتلا رہیں گے۔ ان پر سے عذاب کم نہ کیا جائیگا اور نہ ان کو کچھ مہلت اور فرصت ملے گی (کہ کچھ عذر معذرت کریں) ۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَھُمْ کُفَّارٌ (جو لوگ کہ محمدؐ کی نبوت اور علیؑ اور ان دونو کی آل اطہار کی ولایت کی تردید کرکے کافر ہوئے اور حالت کفر ہی میں مر گئے اُولٰٓئِکَ عَلَیْھِمْ لَعْنَةُ اللّٰہِ ان پر خدا کی لعنت ہے یعنی وہ انکے لئے اپنی رحمت اور ثواب کے استحقاق سے دُور ہونا لازم کرتا ہے وَالْمَلٰٓئِکَةِ اور ان پر فرشتوں کی لعنت ہے یعنی وہ ان پر لعنت کرتے ہیں وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ اور تمام آدمیوں کی ان پر لعنت ہے یعنی وہ

سب کے سب ان پر لعنت کرتے ہیں کیونکہ جو لوگ کہ اوامر و نواہی کے قبول کرنے والے ہیں سب کے سب کافروں پر لعنت کرتے ہیں اور کافر خود بھی کہتے ہیں کہ خدا کافروں پر لعنت کرے اس لئے وہ خود بھی اپنی لعنت میں داخل ہیں خَالِدِيْنَ فِيْهَا آتش جہنم میں اس لعنت میں ہمیشہ مبتلا رہیں گے لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ اور ایک دن اور ایک ساعت بھی وہ عذاب اُن پر سے کم نہ کیا جائیگا، وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ اور نہ ان کو ذرا سی مہلت اور تاخیر ملے گی اور عذاب خدا ان پر نازل ہوگا ۔

امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جناب رسالتمآب نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو لوگ محمد رسول خدا کے صفات کو چھپاتے ہیں اور علیؑ ولی خدا کے اوصاف کا انکار کرتے ہیں جب ملک الموت قبض روح کے لئے ان کے پاس آتا ہے تو نہایت قبیح اور شنیع صورت سے ان کے سامنے ظاہر ہوتا ہے اور جانکنی کے وقت ان کے سرکش شیاطین جو ان کو شناخت کرتے ہیں آکر ان کو گھیر لیتے ہیں پھر ملک الموت اس مرنے والے کافر سے کہتا ہے اے نفس خبیث تو اپنے نبیؐ کی نبوت اور اسکے وصی علیؑ کی امامت کا انکار کرکے اپنے پروردگار کا منکر اور کافر ہوگیا ہے تجھ کو خدا کی لعنت اور اسکا قہر و غضب مبارک ہو پھر اس سے کہتا ہے اپنا سر اُٹھا اور آنکھ اُٹھا کر دیکھ جب وہ اوپر کی طرف نظر کرتا ہے تو دیکھتا ہے کہ محمدؐ ایک تخت پر جو عرش کے سامنے ہے بیٹھے ہیں اور علیؑ ان کے سامنے ایک کرسی پر بیٹھے ہیں اور باقی ائمہ اطہار علیہم السلام اپنے اپنے مراتب شریفہ پر ان کے حضور میں حاضر ہیں پھر دیکھتا ہے کہ بہشت کے دروازے کھلے ہیں اور ایسے محل اور درجے اور منزلیں دیکھتا ہے جن سے تمنا کرنے والوں کی تمنائیں بھی عاجز اور قاصر ہیں اسوقت ملک الموت اس سے کہتا ہے اگر تو اپنے ان سرداروں کا دوست ہوتا تو تیری روح ان بہشتوں میں ان حضرات کی بارگاہ کی طرف بلند کی جاتی اور یہ جنت تیرا مقام ہوتا اور اس میں تیری منزلیں ہوتیں اور چونکہ تو ان کا مخالف ہے اس لئے ان کی حضوری سے محروم ہوا اور ان کی ہمسائگی اور ان منزلوں سے منع کیا گیا اور دیکھ یہ لوگ تیرے ہمسائے اور قریبی ہیں اسوقت ہاویہ کے پردے ان کو اٹھا دیا جاتا ہے اور وہ وہاں کی بلاؤں اور آفتوں اور بچھوؤں اور سانپوں اور اژدہاؤں اور انواع و اقسام کے عذابوں اور تکلیفوں کو دیکھتا ہے اور اس کو بتایا جاتا ہے کہ یہ تیرے مقامات ہیں بعد ازاں اسکے شیاطین جو اسکو فریب دیتے تھے اور یہ ان کی باتوں کو قبول کرتا تھا بیڑیوں اور طوقوں میں جکڑے ہوئے اس کو دکھائے جاتے ہیں اور اس کی موت نہایت سخت اور دشوار ہوتی ہے ۔

قولہ عزوجل وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ہ

ترجمہ اور تمہارا خدا ایک ہی خدا ہے اس رحمٰن و رحیم کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے ۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا ارشاد فرماتا ہے وَاِلٰهُكُمْ اور تمہارا خدا جس نے محمد اور علی کو فضیلت کے ساتھ مکرم کیا ہے اور ان کی آل اطہار کو خلافت کے ساتھ معزز فرمایا ہے اور ان کے شیعوں کو نسیم و ریحان اور کرامت اور اپنی خوشنودی سے مشرف کیا ہے اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ایک خدا ہے کہ کوئی اس کا شریک اور نظیر اور ہمسر نہیں ہے لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اسکے سوا اور کوئی قابل پرستش نہیں ہے اور وہ خالق اور باری اور مصور اور رازق اور باسط اور مُغنی اور مُعز اور مُذِل ہے اَلرَّحْمٰنُ رحم کرنے والا ہے کہ مومن اور کافر اور نیک اور بد سب کو رزق دیتا ہے اپنے فضل و کرم اور رزق کو ان سے بند نہیں کرتا اگرچہ وہ اس کی اطاعت اور فرمانبرداری کو ترک کردیں اَلرَّحِيْمُ اور اپنے مومن بندوں پر کہ وہ شیعہ آل محمد ہیں مہربان ہے کہ ان کو تقیہ کی گنجائش عطا کی ہے کہ جب عاجز ہوں تو اپنے اس عقیدے کو پوشیدہ رکھیں ۔

اور رسولخدا نے فرمایا ہے کہ اگر خدا چاہتا تو تقیہ کو تم پر حرام کرتا اور اظہار حق کے وقت جو مصیبتیں تمہارے دشمنوں کے ہاتھ سے تم پر پڑتیں ان میں صبر و تحمل کرنے کا حکم تم کو دیتا مگر اے ہمارے شیعو اور محبو ہماری محبت اور ہمارے دشمنوں کی عداوت کے فرض ہونے کے بعد خدا کا جو سب سے بڑا فرض تم پر ہے وہ یہ ہے کہ اپنے نفسوں کے لئے اور اپنے مومن بھائیوں کے لئے تقیہ کا استعمال کرو۔ آگاہ ہو کہ اللہ تعالیٰ اس کے بعد ہر ایک گناہ کو معاف کردیگا اور اس کا پورا بدلا نہ لیگا مگر یہ دونو امر ایسے ہیں کہ ان سے عذاب شدید میں مبتلا ہوئے بغیر کم ہی لوگ نجات پائیں گے مگر ہاں اس صورت میں جبکہ ان کے مظلمے نواصب اور کفار کے ذمے ہوں تو ان حقوق کی عوض میں ان دونو امروں کی تقصیر کا عذاب انہیں نواصب و کفار پر ڈال دیا جائیگا جب کہ ان کا کوئی مظلمہ تمہارے ذمے نہ ہو تم کو چاہیے کہ خدا سے ڈرو اور تقیہ کو ترک کرکے اور اپنے مومن بھائیوں کے حقوق میں تقصیر کرکے خدا کی دشمنی کا سامنا مت کرو ۔

قولہ عزوجل اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَالْفُلْكِ الَّتِيْ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِمَا يَنْفَعُ النَّاسَ وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ مَّآءٍ

فَاَحْیَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِیْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ وَّتَصْرِیْفِ الرِّیٰحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَیْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ ۝ ترجمہ البتہ آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات اور دن کی آمد و رفت میں اور کشتیوں میں جو دریا میں چلتی ہیں اور لوگوں کو نفع پہنچاتی ہیں اور اللہ نے آسمان سے جو بارش کو نازل کیا ہے اور اس کے ذریعہ زمین کو اس کے مُردہ ہونے کے بعد زندہ کیا ہے اور زمین میں ہر قسم کے چوپائے پھیلائے اس میں اور ہواؤں کے بدلنے میں اور بادلوں میں جو آسمان اور زمین کے درمیان ٹھیرائے گئے ہیں سمجھدار اور عقلمند لوگوں کے لئے خدا کی شناخت کی بہت سی نشانیاں ہیں ۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جب آنحضرتؐ نے یہودیوں اور ناصبیوں کو انکار نبوت و خلافت کے باب میں سرزنش کی تو سرکشان یہود و ناصب نے کہا کہ ایسا کون شخص ہے جو محمدؐ و علیؑ کی ان کے دشمنوں کے مقابلے میں مدد کرے اسوقت اللہ تعالےٰ نے یہ آیت نازل کی اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کہ آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں کہ ان کے نیچے کوئی ستون نہیں دیا جو ان کو گرنے سے بچائے اور نہ ان کے اوپر کوئی بندش ایسی ہے جو ان کو تم پر گرنے نہیں دیتی اور اے میرے بندو اور کنیزو تم میرے قیدی ہو اور میرے قبضے میں ہو اور زمین تمہارے نیچے ہے اور تم اس میں سے بھاگ کر کہیں جا نہیں سکتے اور آسمان تمہارے اوپر ہے اگر تم جاؤ تو تم کو کہیں اس سے فرار اور خلاصی کی صورت نہیں ہے اگر میں چاہوں تو تم کو ان سے ہلاک کر دوں پھر آسمانوں میں سُورج ہے جو تمہارے دن کو روشن کرتا ہے تاکہ تم اپنی معاش کی تلاش میں اِدھر اُدھر پھرو اور تمہارے لئے راتوں کو روشن چاند ہے تاکہ اندھیری رات میں تم کو نظر آئے اور کاروبار کی محنت جو تمہارے جسموں کو تھکا دیتی ہے تاریکی کو ان کے ترک کرنے کا باعث بنا کر تم کو آرام لینے پر مجبور کیا جاتا ہے وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ اور رات اور دن کی آمد و رفت میں جو ایک دوسرے کے بعد آتے ہیں اور نیک بختی اور بدبختی اور عزت اور ذلت اور فراخی اور تنگی اور گرمی اور سردی اور فصل خریف اور ربیع اور ارزانی اور قحط سالی اور خوف اور امن طرح طرح کے عجائبات ظاہر کرتے ہیں جن کو تمہارا پروردگار عالم میں حادث کرتا ہے وَالْفُلْكِ الَّتِیْ تَجْرِیْ فِی الْبَحْرِ بِمَا یَنْفَعُ النَّاسَ اور ان کشتیوں میں جو کہ دریا میں چلتی ہیں اور لوگوں کو نفع پہنچاتی ہیں اللہ نے وہ ایسی سواریاں بنائی ہیں کہ رات دن کبھی نہیں

تھتی اور نہ تم سے گھاس اور پانی مانگتی ہیں اور ہواؤں کو ان کے چلانے کا ذریعہ بنا کر تمہارے قوائے بدنی کو تکلیف سے بچایا جو ہوا نہ چلنے کی صورت میں تم کو ان کے چلانے میں لگانے پڑتے تا کہ تمہاری مصلحتوں اور لقموں کی تکمیل ہو اور تم اپنی نفسانی حاجتوں میں کامیاب ہو وَمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَاءِ مَآءٍ اور اس پانی میں جو اللہ نے آسمان سے نازل کیا یعنی مینہ جو کبھی موسلا دھار اور جھڑ لگے کا برستا ہے اور کبھی ہلکا ہلکا یکبارگی برسا کر تم کو غرق اور تمہاری معاشوں کو تباہ نہیں کرتا بلکہ اس کو جدا جدا کر کے بلندی سے نازل کرتا ہے تا کہ نشیبوں اور ٹیلوں اور پشتوں سب جگہوں پر پہنچے فَاَحْیَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا پس زمین کو اس کے مُردہ ہونے کے بعد اسکے ذریعہ سے زندہ کیا تا کہ اس سے نباتات اور میوجات اور غلے پیدا ہوں وَبَثَّ فِيهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ اور زمین میں ہر قسم کے چوپائے پھیلائے بعض تو تمہارے کھانے میں کار آمد ہیں اور زندگانی دنیا کا سرمایہ بنتے ہیں اور بعض تیز رفتار درندے ہیں جو تمہارے چوپاؤں کے محافظ ہیں تا کہ انکے پھاڑ کھانے کے ڈر سے کہیں بھاگ کر نہ جائیں اور تمہیں تکلیف میں نہ ڈالیں وَتَصْرِيفِ الرِّيٰحِ اور ہواؤں کے بدلنے میں جو کہ تمہارے غلوں کو پرورش کرتی ہیں اور میوؤں کو پکاتی ہیں اور ہوا کے تم جانے اور تمہاری تنگی کو دُور کرتی ہیں وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اور بادلوں میں جو آسمان اور زمین کے درمیان ٹھیرائے گئے ہیں اور بارشوں کو اُٹھاتے ہیں اور اللہ کی اجازت سے چلتے ہیں اور جہاں کے لئے حکم ہوتا ہے وہیں جا کر برساتے ہیں لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ البتہ ان لوگوں کے لئے روشن اور واضح نشانیاں ہیں جو اپنی عقلوں سے غور و فکر کرتے ہیں کہ جیسے آثار قدرت میں یہ ایسی ایسی عجیب چیزیں ہیں وہ محمدؐ اور علیؑ اور ان کی آلؑ اطہار کا انکے دشمنوں کے مقابلے میں معین و مددگار رہے اور اس نے نیک انجام اس کے واسطے مقرر کیا ہے جو اسکو دوست رکھے کیونکہ جہاد دُنیا کے واسطے نہیں ہے بلکہ آخرت کے واسطے ہے جس کی نعمتیں ہمیشہ رہیں گی اور اس کے عذاب کبھی زائل نہ ہونگے۔

اور جناب سالتمآبؐ نے فرمایا ہے کہ شیعیان محمدؐ و علیؑ میں سے اس بندہ مومن کا حال قابل تعجب ہے جو دنیا میں اپنے دشمنوں پر منصور و فتحیاب ہو کہ اسکے لئے دُنیا اور آخرت دونوں جگہ کی بھلائی جمع ہو گئی اور اگر دُنیا میں بلا میں مبتلا ہو تو آخرت میں اسکے لئے اسقدر نعمتیں مہیا کی جائنگی کہ دنیاوی محنت و رنج کی

ان نعمتوں کے آگے کچھ بھی حقیقت نہ ہوگی اسی طرح ہمارے اس مخالف شخص کا حال قابل تعجب ہے
جو دنیا میں یاری و مددگاری نہ کیا گیا ہو اور مومنوں کے مقابلے میں مغلوب ہو کیونکہ اس کے لئے
دونو جہانوں کا عذاب جمع ہو گیا اور اگر دنیا میں اس (مخالف) کو مہلت دی گئی ہو اور عذاب دنیوی
کو اس سے الگ رکھا گیا ہو تو اسکے لئے آخرت میں عجیب عجیب عذاب اور اسقدر طرح طرح کی تکالیف مہیا
کی جائیں گی کہ وہ آرزو کریگا کہ کاش میں دنیا میں مسلمان ہوتا اور ان عذابوں کے مقابلے میں ان
دنیاوی نعمتوں کی جو اس کو میسر تھیں کچھ بھی حقیقت اور حیثیت نہ ہوگی اگر ہمارے کسی مخالف کو جو
بلحاظ دنیوی نعمتوں کے سب سے زیادہ خوشحال اور فارغ البال ہو اور سب سے زیادہ عمر پائی ہو قیامت
کے دن آتش جہنم میں ایک غوطہ دے کر پوچھا جائے کہ تجھ کو کبھی نعمت بھی نصیب ہوئی تھی وہ بیشک
یہی جواب دیگا کہ نہیں پس اے لوگو تم ان نعمتوں کو جن میں یہ خوبیاں ہیں کیسا گمان کرتے ہو پس
تم ان نعمتوں کو طلب کرو اور ان عذابوں سے خوف کرو ⋄

قولہ عزوجل وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ
اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ، وَلَوْ يَرَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اِذْ يَرَوْنَ الْعَذَابَ
اَنَّ الْقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا وَّاَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعَذَابِ ۝ اِذْ تَبَرَّاَ الَّذِيْنَ اتُّبِعُوْا مِنَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا
وَرَاَوُا الْعَذَابَ وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْاَسْبَابُ ۝ وَقَالَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا لَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَتَبَرَّاَ مِنْهُمْ كَمَا تَبَرَّءُوْا مِنَّا
كَذٰلِكَ يُرِيْهِمُ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ حَسَرٰتٍ عَلَيْهِمْ وَمَا هُمْ بِخٰرِجِيْنَ مِنَ النَّارِ ۝

ترجمہ اور بعض آدمی ایسے ہیں کہ وہ خدا کے شریکوں کو اختیار کرتے ہیں وہ ان (شریکوں) کو خدا
کی طرح دوست رکھتے ہیں اور جو لوگ کہ ایمان لائے ہیں وہ خاص خدا سے دوستی کرنے میں زیادہ مضبوط
ہیں (یعنی خدا پرستوں کی دوستی خدا کے ساتھ مشرکوں کے اپنے بتوں کو دوست رکھنے سے اور انکے ساتھ
دوستی کرنے سے بہت زیادہ اور پختہ ہے۔ اور اگر وہ لوگ جنہوں نے (بت پرستی کرکے) اپنے نفسوں پر
ظلم کیا ہے دیکھیں کہ جب وہ قیامت کے روز عذاب کو دیکھیں گے تو جانیں گے کہ تمام قوت خاص
خدا ہی کے واسطے ہے اور البتہ خدا سخت عذاب دینے والا ہے جو وقت کہ متبوع اور پیشوا اپنے تابع
اور پیرووں سے بیزار ہونگے اور وہ سب عذاب کو دیکھیں گے اور انکے باہمی تعلق اور رابطے سب قطع
ہو جائینگے اور وہ لوگ جنہوں نے (بتوں کی) پیروی اور تابعداری کی تھی کہیں گے کاش ہم کو دنیا میں

پھر جانا ملے تو ہم ان سے اسی طرح بیزار ہوں جس طرح (آج) یہ ہم سے بیزار ہوئے اسی طرح خدا ان کو ان کے اعمال کو ان پر باعثِ حسرت افسوس کر کے دکھلائیگا اور وہ کبھی آتش دوزخ سے نکلیں گے

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جب مومن ایمان لائے اور عاقلوں نے محمدؐ اور علیؑ کی ولایت کو قبول کیا اور معاندوں نے ان دونوں سے روگردانی کی تو اللہ تعالی نے فرمایا وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا اے محمدؐ بعض لوگ ایسے ہیں جو اللہ کے سوا اسکے اور شریک قائم کرتے ہیں اور ان کو اللہ کی نظیر قرار دیتے ہیں يُحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ ان بتوں کو جن کو وہ خدا کا شریک اور ہمسر سمجھتے ہیں اس طرح دوست رکھتے ہیں جس طرح وہ خدا کو دوست رکھتے ہیں۔ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ اور جو لوگ کہ ایمان لائے ہیں وہ ان مشرکوں کے ان شریکوں کو جن کو انہوں نے خدا کا ہمسر قرار دیا ہے دوست رکھنے کی نسبت اللہ کو زیادہ تر دوست رکھتے ہیں کیونکہ مومنین پروردگاری اور قدرت خاص خدائے واحد ہی کے لئے مخصوص سمجھتے ہیں اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہیں کرتے پس ان کی محبت خدا کے لئے خالص ہے بعد ازاں خدا فرماتا ہے کہ اے محمدؐ وَلَوْ يَرَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اِذْ يَرَوْنَ الْعَذَابَ اگر وہ لوگ جنہوں نے بتوں کو اللہ کا شریک ٹھیرا کر اور کافروں اور فاجروں کو محمدؐ اور علیؑ کا ہمسر قرار دے کر اپنے نفسوں پر ظلم کیا ہے دیکھیں جبکہ ان کے کفر و عناد کی وجہ سے ان پر عذاب وارد ہوگا اور اس عذاب کو دیکھ کر وہ معلوم کرینگے کہ اَنَّ الْقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا سب قسم کی قوت اللہ ہی کے لئے مخصوص ہے جس کو چاہتا ہے عذاب دیتا ہے اور کفار کو کسی قسم کی قوت نہیں ہے کہ وہ اسکے ذریعہ اس کے عذاب سے محفوظ رہیں وَّاَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعَذَابِ اور جانیں گے کہ اللہ تعالی ان لوگوں کو جو اسکے ساتھ شریکوں کو قرار دیتے ہیں سخت عذاب دیگا بعد ازاں خدا فرماتا ہے کہ اِذْ تَبَرَّاَ الَّذِيْنَ اتُّبِعُوْا مِنَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا اگر وہ کفار جو خدا کے ساتھ شریک قرار دیتے ہیں دیکھیں جبکہ سردار اور متبوع لوگ اپنی رعایا اور تابعدار لوگوں سے بیزار ہونگے وَرَاَوُا الْعَذَابَ وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْاَسْبَابُ اور انکے باہمی تعلقات اور رابطے جن سے وہ باہم ملتے جلتے ہیں قطع ہو جائینگے اور ان کے حیلے اور ذریعے سب جاتے رہینگے اور عذاب خدا سے نجات پانے پر کسی طرح قادر نہ ہونگے وَقَالَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا لَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً اور وہ لوگ جو ان کے تابع تھے تمنا کرینگے اور کہیں گے کہ کاش ہم کو دنیا میں واپس بھیجا جاتا

فَلَنَتَبَرَّءَ مِنْهُمْ كَمَا تَبَرَّءُوْا مِنَّا تو ہم بھی وہاں جاکر ان سے اسی طرح بیزار ہوتے جس طرح یہ لوگ ہم سے یہاں بیزار ہوئے ہیں اب اللہ تعالیٰ فرماتا ہے كَذٰلِكَ يُرِيْهِمُ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ حَسَرَاتٍ عَلَيْهِمْ اسی طرح جیسا کہ وہ باہم ایک دوسرے سے بیزار ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے اعمال کو ان پر ان کے حسرتوں کا باعث ظاہر کریگا اور اس کا باعث یہ ہے کہ انہوں نے دُنیا میں غیر خدا کے لئے عمل کئے تھے اور وہ اور لوگوں کے اعمال کو دیکھیں گے جو خدا کے لئے کئے گئے تھے کہ اللہ نے ان کو ان عملوں کا بہت بڑا ثواب عطا فرمایا ہے اور ہمارے اعمال چونکہ غیر خدا کے لئے کئے گئے تھے کہ اللہ نے ان کو ان عملوں کا بہت بڑا ثواب عطا فرمایا ہے اور ہمارے اعمال چونکہ غیر خدا کیلئے کئے گئے تھے یا وہ حکم خدا کے موافق نہ کئے گئے تھے اس لئے ہم کو ان کا کچھ بھی ثواب نہیں ملا اس طرح انکی حسرت زیادہ ہوگی مگر حسرت سے کیا حاصل) اب خدا فرماتا ہے وَمَا هُمْ بِخَارِجِيْنَ مِنَ النَّارِ اور وہ آتش جہنم سے نہ نکلیں گے کیونکہ ان کا عذاب دائمی اور ابدی ہوگا اور ان کے گناہ کفر کے حکم میں ہونگے اور ان کو کسی نبیؑ اور وصیؑ اور ان کے کسی برگزیدہ شیعہ کی شفاعت نصیب نہ ہوگی ۔

امام زین العابدین نے فرمایا ہے کہ جناب رسالتمآبؐ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو مرد یا عورت ہماری ولایت کو ترک کردے اور ہمارے طریق کی مخالفت اختیار کرے اور ہمارے ناموں اور ہمارے اہلبیتؑ کے نیک اور برگزیدہ شخصوں (جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے دین و دُنیا کے قائم کرنے کے لئے منتخب کیا ہے) کے ناموں سے ہمارے غیر کو نامزد کرے اور ہمارے القاب سے ہمارے غیر کو ملقب کرے اور اسکا یہ عمل دلی اعتقاد سے ہو تقیہ یا کسی دینی مصلحت کی تدبیر کرنے کی وجہ سے نہ ہو اس کو اور اس غیر شخص کو جسکو اسنے اللہ کے سوا اپنا ولی اختیار کیا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن زندہ کرکے اُٹھائیگا اور جو شیاطین اسکو گمراہ کیا کرتے تھے وہ بھی اسکے پاس جمع کئے جائینگے پھر پروردگار عالم اس سے فرمائیگا اے میرے بندے آیا میرے ساتھ کوئی پروردگار ہے ؟ تو ان ہی کی عبادت کرتا تھا اور ان ہی کو طلب کرتا تھا آج ان ہی سے اپنے عملوں کا ثواب طلب کر تو انکے ساتھ ہی اپنے جرموں کی سزا پائیگا بعد ازاں حکم ہوگا کہ اُن شیعوں کو لاؤ جو محمدؐ اور علیؑ کی ولایت رکھتے تھے خواہ وہ تقیہ کرتے تھے اور اپنے اعتقادات کو ظاہر نہ کرتے تھے خواہ تقیہ نہ کرتے تھے اور اپنے عقیدوں کو ظاہر کرتے تھے اس کے بعد فرشتوں کو ندا ہوگی کہ شیعیان محمدؐ و علیؑ کے حسنات کو دیکھو اور ان کو مضاعف کرو تب انکے حسنات چند در چند

زیادہ کردئے جائیں گے پھر ارشاد ہوگا کہ اے فرشتو شیعیانِ محمدؐ و علیؑ کے گناہوں کو دیکھو تب وہ دیکھیں گے پس بعض کے گناہ تو بہت تھوڑے ہونگے اور اس کی طاعتوں اور عبادتوں میں دبے ہوئے ہونگے پس یہ لوگ اپنے اولیا و اصفیا کے ساتھ سعادت پانے والے ہیں اور بعض لوگ ایسے ہونگے کہ ان کے گناہ نہایت کثیر اور عظیم ہونگے اسوقت خدا فرمائیگا کہ دوستانِ محمدؐ و علیؑ میں سے ان لوگوں کو لاؤ جن پر کسی قسم کا تقیہ واجب نہ تھا تب وہ حاضر کئے جائیں گے اس وقت اللہ تعالیٰ حکم دیگا کہ میرے ان ناصبی بندوں کے حسنات کو دیکھو جنہوں نے محمدؐ اور علیؑ اور ان دونوں کے جانشینوں کو چھوڑ کر غیروں کو ان کا ہمسر بنایا تھا اور ان نیکیوں کو ان مومنوں کے لئے مقرر کرو کیونکہ جب یہ مومن ان ناصبیوں کے ہاتھوں میں جا پڑتے تھے تو یہ ملعون ان کو ہلاک کر دیتے تھے اور ان کی ایذا رسانی کا قصد کرتے تھے فرشتے ایسا ہی کرینگے اور ان ناصبیوں کی نیکیاں ہمارے ان شیعوں کو مل جائیں گی جن پر تقیہ واجب نہ تھا بعد ازاں پروردگار عالم فرشتوں سے فرمائیگا کہ اب ان شیعوں کے گناہوں کو دیکھو اگر ان نواصب کے ذمے انکے اب بھی کچھ حقوق باقی رہ گئے ہیں اس سبب سے کہ وہ ان کی بدگوئیاں کیا کرتے تھے تو ان حقوق کے موافق ان شیعوں کے گناہ ان ناصبیوں کی گردنوں پر دھر دو فرشتے ایسا ہی کرینگے پھر حکم ہوگا کہ ان شیعوں کو لاؤ جو دشمنوں کے خوف سے تقیہ کرتے تھے اور ان کی نیکیوں اور بدیوں اور ان نواصب کی نیکیوں اور بدیوں کے بارے میں وہی طریق عمل میں لاؤ جیسا کہ فریق اول کے باب میں کیا گیا ہے اسوقت وہ ناصبی عرض کرینگے کہ اے پروردگار یہ لوگ ہمارے جلسوں میں شریک ہوتے تھے۔ اور ہماری باتوں کے قائل تھے اور ہمارے مذاہب کے معتقد تھے جواب ملیگا اے ناصبیو خدا کی قسم وہ ہرگز تمہارے مذاہب کے معتقد نہ تھے بلکہ محض رضائے خدا کے لئے دل سے تمہارے مخالف تھے اگرچہ وہ ظاہر میں از روئے تقیہ تم جیسی باتیں کیا کرتے تھے اور تمہاری طرح سے اعمال بجالاتے تھے اے گروہ کفار ہم نے ان کے ان اقوال و اعمال کی عوض اپنے فرمانبردار اور نیک بندوں کے سے ثواب مہیا کئے ہیں کیونکہ یہ لوگ ہمارے حکم سے ایسا کرتے تھے الغرض جب وہ ناصبی اپنی نیکیاں ہمارے شیعوں کے میزانِ اعمال میں دیکھیں گے اور ان کے گناہوں کو اپنی پیٹھوں پر لدا ہوا پائیں گے تو ان کو نہایت حسرت اور افسوس لاحق ہوگا چنانچہ خدا نے فرمایا ہے کَذٰلِکَ یُرِیۡھِمُ اللّٰہُ

اَعْمَالَهُمْ حَسَرَاتٍ عَلَيْهِمْ ۔

قولہ عز وجل يَا اَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِمَّا فِي الْاَرْضِ حَلَالًا طَيِّبًا وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ اِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۰ اِنَّمَا يَاْمُرُكُمْ بِالسُّوْءِ وَالْفَحْشَاءِ وَاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَالَا تَعْلَمُوْنَ ترجمہ اے لوگو جو چیزیں کہ زمین میں ہیں ان کو کھاؤ درانحالیکہ وہ تم پر حلال اور پاکیزہ ہوں اور شیطان کے قدموں (رفتار اور چال ڈھال) کی پیروی مت کرو کیونکہ وہ تمہارا ظاہر دشمن ہے وہ تم کو یہی حکم دیتا ہے کہ گناہ اور بدکاریاں کرو اور اللہ کے حق میں وہ باتیں کہو جو تم کو معلوم نہیں ہیں ۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے يَا اَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِمَّا فِي الْاَرْضِ حَلَالًا طَيِّبًا اے لوگو زمین میں جو قسم قسم کے میوے اور طرح طرح کے کھانے موجود ہیں ان میں سے کھاؤ درانحالیکہ وہ تمہارے لئے حلال اور پاکیزہ ہوں اور وہ حلال اور طیب جب ہونگے جبکہ تم اپنے پروردگار کی اطاعت کروگے اِس طرح پر کہ جس کو اس نے معظم اور معزز کیا ہے اسکی تعظیم اور عزت کرو اور جسکو اسنے ذلیل اور حقیر کیا ہے اسکو ذلیل اور حقیر سمجھو وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ اور جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے ایسا پیغمبر کیا ہے جو تمام پیغمبروں سے افضل ہے اور جسکو اسنے حکم دیا ہے کہ اس شخص کو اپنا وصی مقرر کرکے جو افضل جمیع اوصیا ہے اس افضل پیغمبراں کی مخالفت اور اس افضل اوصیا کی معاندت میں جسکی طرف شیطان تم کو لیجاتا ہے اور اسکے ساتھ تم کو ورغلاتا ہے اسکے قدمونکی پیروی مت کرو اِنَّمَا يَاْمُرُكُمُ الشَّيْطَانُ بِالسُّوْءِ وَالْفَحْشَاءِ کیونکہ شیطان تم کو صرف سوء مذہبی اور محمد رسول اللہ خیر خلق اللہ کے باب میں بداعتقادی اور محمد رسول اللہ کے بعد بہترین اولیاء اللہ کی ولایت کے انکار کرنیکا حکم دیتا ہے وَاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَالَا تَعْلَمُوْنَ اور یہ حکم دیتا ہے کہ جس شخص کا امامت میں خدا نے کوئی حصہ مقرر نہیں کیا اور جس کو اپنا رذیل تر دشمن اور سب سے بڑا اپنا کافر قرار دیا ہے اسکی امامت کے باب میں اللہ تعالیٰ کے حق میں وہ باتیں کہو جو تم کو معلوم نہیں ہیں ۔

امام زین العابدین علیہ السلام نے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو تمام مخلوقات پر فضیلت دی ہے اور تمام پیغمبروں پر مجھ کو شرف عنایت فرمایا ہے اور قرآن عظیم کے ساتھ مجھ کو خاص کیا ہے اور سید اوصیا علیؑ ابن ابیطالب کے ساتھ مجھ کو عزت بخشی ہے اور شیعوں کے ساتھ جو تمام انبیا

والا ومیا کے شیعوں سے بہتر ہیں مجھ کو معظم اور مکرم فرمایا ہے اور مجھ سے ارشاد فرمایا ہے کہ اے محمدؐ مینے جو نعمتیں تجھ کو عطا کی ہیں ان کی عوض میں میرا ایسا شکرادا کر جو زیادتی نعمات کا باعث ہو اسوقت مینے عرض کی کہ اے میرے پروردگار وہ افضل چیز کیا ہے جس سے تیرا شکر بجالاؤں فرمایا اے محمدؐ میرا افضل شکر یہ ہے کہ اپنے بھائی علیؑ کے فضائل کو پھیلا اور میرے اور بندوں کو رغبت دلا کہ وہ اسکی اور اسکے شیعوں کی تعظیم وتکریم کریں اور ان کو حکم دے کہ وہ سب طرح کی محبتیں اور عداوتیں صرف میری رضا کیلئے کریں اور ابلیس اور سرکش نافرمانوں سے جو میری مخالفت کی طرف لوگوں کو دعوت کرتے ہیں جنگ برپا کریں اور محمدؐ اور علیؑ کے دشمنوں سے دشمنی کرنے کو ان سے بچنے کیلئے اپنی سپر بنائیں اور ابلیس اور اسکے لشکروں کے مقابلے میں سب سے عمدہ ہتھیار اس بات کو بنائیں کہ محمدؐ کو تمام پیغمبروں سے افضل جانیں اور علیؑ کو اسکی تمام اُمت سے اشرف سمجھیں اور یہ اعتقاد رکھیں کہ وہ فخر انبیا ایسا راست گو ہے کہ کبھی جھوٹ نہیں بولتا اور ایسا دانا اور صاحب حکمت ہے کہ کبھی جہالت اور نادانی نہیں کرتا اور ایسا ہوشیار اور صائب الرائے ہے کہ کبھی غافل نہیں ہوتا اور وہ ایسا شخص ہے کہ اسکی محبت کے سبب مومنوں کے میزان ہائے اعمال گرانبار ہو جائینگے اور اس کی مخالفت نواصب کے اعمال کی ترازوں کو ہلکا کرے گی جب وہ اس طرح کرینگے تو ابلیس اور اسکے سرکش لشکروں کو بہت بڑی شکست ہوگی اور وہ نہایت ہی ضعیف ہو جائیں گے ۔

قولہ عزوجل وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَآ اَلْفَيْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ شَيْئًا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ ۝ ترجمہ اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اس چیز کی پیروی کرو جسکو اللہ نے نازل کیا ہے تو وہ جواب دیتے ہیں (کہ نہیں) بلکہ ہم تو اسی طریق کی پیروی کرتے ہیں جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے (اب خلاق کا جواب دیتا ہے) کیا اگر انکے باپ (دین میں) کچھ نہ سمجھتے ہوں اور ہدایت یافتہ نہ ہوں تو بھی یہ ان کی پیروی کرینگے ۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کا حال بیان کرتا ہے جو شیطان کے قدموں (رفتار) کی پیروی کرتے ہیں اور فرماتا ہے وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ کہ جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو اپنی کتاب میں محمدؐ کے وصف اور علیؑ کی تعریف اور اسکے فضائل و مناقب نازل کئے ہیں اسکی پیروی کرو اور رسولؐ کی طرف آؤ تاکہ وہ جو کچھ حکم تم کو دے اسکو قبول کرو ۔ قَالُوْا

تقلید آباؤ کی مذمت

بَلْ نَتَّبِعُ مَآ اَلْفَيْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا تب وہ جواب دیتے ہیں کہ بلکہ ہم تو اسی طریق کی پیروی کرتے ہیں جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے اور وہی ہم کو کافی ہے پس انہوں نے رسول اللہ کی مخالفت اور علیؑ ولی اللہ کی دشمنی ظاہر طور پر کرنے میں اپنے باپ دادا کے طریق کی پیروی اختیار کی ہے اب حق تعالیٰ فرماتا ہے اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ شَيْئًا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ اگر ان کے باپ دادا کسی بات کو نہ سمجھتے ہوں اور راہ صواب کی طرف ذرا بھی ہدایت یافتہ نہ ہوں تو کیا پھر بھی یہ ان کی پیروی کرینگے ،

امام زین العابدین علیہ السلام نے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے اے بندگان خدا حکم خدا سے میرے بھائی اور وصی علیؑ ابن ابی طالب کی متابعت کرو اور ان لوگوں کے مشابہ مت ہو جنہوں نے اپنے جاہل اور کافر باپ دادا کی پیروی کر کے اللہ کے سوا اور پروردگار مقرر کئے ہیں کیونکہ جو کوئی دین میں ایسے شخص کا پیرو ہوتا ہے جو دین حق سے بالکل بے خبر ہے وہ عذاب خدا میں گرفتار ہوتا ہے اور ابلیس لعین کا قیدی بنتا ہے اور آگاہ ہو کہ خدائے بزرگ و برتر نے میرے بھائی علیؑ کو میری عترتؑ طاہرہ کی اعلےٰ زینت بنایا ہے اور فرمایا ہے کہ جو اسکو اور اسکے دوستوں کو دوست رکھے اور اسکے دشمنوں سے دشمنی کرے میں اسکو اپنی جنت کی اعلےٰ زینت بناؤنگا اور اپنا بزرگتر دوست اور مخلص قرار دونگا بعد ازاں حضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ جو کوئی ہم اہلبیتؑ کی محبت پر قائم رہیگا اللہ تعالیٰ اس کے واسطے بہشت کے آٹھوں دروازے کھول دیگا اور سب کو اس کے لئے مباح کر دیگا کہ جس دروازے سے اس کا جی چاہے داخل ہو اور جنت کے تمام دروازے اس کو پکارینگے اے خدا کے دوست اے خدا کے دوست کیا تو مجھ سے داخل نہ ہوگا اور ہم سب میں سے مجھ کو خصوصیت نہ بخشے گا ،

قولہ عزوجل وَمَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا كَمَثَلِ الَّذِيْ يَنْعِقُ بِمَا لَا يَسْمَعُ اِلَّا دُعَآءً وَّنِدَآءً

صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ترجمہ اور جو لوگ کہ کافر ہوئے ان کی مثال اس شخص کی سی ہے جو ایسی آواز سے بولتا ہے جو صرف ایک پکار اور آواز سنائی دیتی ہے اور جو کچھ سمجھ میں نہیں آتی وہ بہرے گونگے اور اندھے ہیں پس وہ کچھ نہیں سمجھتے ہیں ،

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ مَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا جو لوگ کہ کافر ہوئے انکی مثال بتوں کی پرستش کرنے اور محمدؐ و علیؑ کے ساتھ شرکاء قرار دینے میں كَمَثَلِ الَّذِيْ يَنْعِقُ

بِمَا لَا يَسْمَعُ اِلَّا دُعَآءً وَّ نِدَآءً اُس شخص کی سی ہے جو ایسی آواز سے بولتا ہے جو محض ایک پکار اور آواز سنائی دیتی ہے اور اس کا کچھ مطلب سمجھ میں نہیں آتا جو کوئی فریاد رس اس کی فریاد کو پہنچے اور جس سے وہ مدد طلب کرے وہ اس کی امداد کرے صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْیٌ وہ ہدایت کے باب میں بہرے اور گونگے اور اندھے ہیں کیونکہ وہ اللہ کے سوا بتوں کی جن کو انہوں نے خدا کا شریک بنایا ہے عبادت کرتے ہیں اور دوستانِ خدا کے مخالفوں کی متابعت کرتے ہیں جن کو انہوں نے خدا کے پسندیدہ خلفاء کے ناموں سے نامزد کیا ہے اور بہترین ائمہ (جن کو خدا نے اپنے دین کے قائم کرنے کے لئے نصب کیا ہے) کے القاب سے ملقب کیا ہے) فَهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ پس وہ امرِ خدا کو نہیں سمجھتے ہیں ؛

امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ یہ آیت بت پرستوں اور نواصبِ اہلبیتِ محمدؐ اور ان لوگوں کے حق میں نازل ہوئی ہے جو اس سے باغی اور سرکش ہیں عنقریب فرشتے ان کو جہنم میں لے جائینگے ؛

پھر رسولؐ خدا نے فرمایا کہ ہم شیطان رجیم سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں کیونکہ جو کوئی اس ملعون سے خدا کی پناہ مانگتا ہے خدا اسکو پناہ دیتا ہے نیز ہم اسکے ہمزات اور نفخات اور نفثات سے خدا کی پناہ مانگتے ہیں آیا تم جانتے ہو وہ کونسی چیزیں ہیں سُنو اس کے ہمزات ہم اہلبیتؑ کا بُغض ہے جو وہ تمہارے دلوں میں ڈال دیتا ہے صحابہ نے عرض کی کہ یا رسولؐ اللہ ہم کیونکر تم سے بُغض رکھیں گے جبکہ ہم نے خدا کے نزدیک تمہارے مراتب کو پہچان لیا فرمایا اس طرح سے کہ ہمارے دوستوں سے بُغض رکھو اور ہمارے دشمنوں سے دوستی کرو پس تم کو چاہیئے کہ ہمارے دشمنوں کی محبت اور دوستوں کی عداوت سے اللہ کی پناہ مانگو تب تم ہمارے بُغض اور ہماری عداوت سے بچے رہوگے کیونکہ جو کوئی ہمارے دشمنوں کو دوست رکھے وہ ہمارا دشمن ہے اور ہم اس سے بیزار ہیں اور خدائے بزرگ و برتر بھی اس سے بیزار ہے (نفخات و نفثات کے معنی آیۂ ذیل کے ضمن میں درج ہیں ۔ مترجم عفی عنہ) ؛

قوله عزوجل يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَاشْكُرُوْا لِلّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ۝ اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ

وَمَا أُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ؁ ترجمہ اے ایمان والو کہ جو چیزیں کہ ہم نے تم کو دی ہیں ان میں سے پاکیزہ چیزوں کو کھاؤ اور خدا کا شکر کرو اگر تم خاص اس کی عبادت کرتے ہو سوائے صرف مُردار اور خُون اور سؤر کا گوشت اور وہ چیز جس پر غیر خدا کا نام پکارا جائے تم پر حرام کی ہے پس جو شخص مضطر ہوا و زیادتی کرنے والا اور حد سے گذرنے والا نہ ہو تو اس کو ان حرام چیزوں کے کھانے میں کچھ گناہ نہیں ہے کیونکہ خدا بخشنے والا اور مہربان ہے ۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اے وہ لوگو جو اللہ کی وحدانیت اور محمدؐ رسول اللہ کی نبوت اور علیؑ ولی اللہ کی امامت پر ایمان لائے ہو كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَاشْكُرُوْا لِلّٰهِ ان چیزوں میں سے جو ہم نے تم کو دی ہیں پاکیزہ چیزوں کو کھاؤ اور ہماری عطا کردہ نعمتوں پر ہمارا شکرا دا کرو منجملہ ان نعمتوں کے جو ہم نے تم کو دی ہیں ایک یہ ہے کہ تم کو محمدؐ اور علیؑ کی ولایت پر قائم کیا تاکہ تم کو اسکی بدولت شیاطین کی شرارتوں سے محفوظ رکھے جو اپنے پروردگار عزوجل کے نافرمان ہیں اس لئے کہ جب تم اپنے نفسوں پر ولایت محمدؐ و علیؑ کو تازہ کرتے ہو تو خدا کی لعنتیں اُن سرکش شیطانوں پر از سر نو پڑنی شروع ہو جاتی ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کے نفخات اور نفثات سے تم کو اپنی پناہ میں لے لیتا ہے ۔ جب حضرتؑ اس مقام پر پہنچے تو کسی نے عرض کی کہ یا رسولؐ اللہ نفخاتِ شیطانی کیا چیز ہیں بیان فرمائیے فرمایا نفخہ وہ چیز ہے جسکو شیاطین غصہ کے وقت انسان میں پھونک دیتے ہیں جو اسکے دین و دنیا کی بربادی اور تباہی کا باعث بنتی ہے اور کبھی عدم غضب کے وقت بھی ایسا عمل کرتے ہیں جس سے وہی نتائج پیدا ہوتے ہیں پھر فرمایا کیا تم کو معلوم ہے کہ سخت ترنفخ شیطانی کیا ہے ؟ وہ چیز ہے جسکو کسی آدمی میں پھونک کر اسکو ہم میں ٹال دیتے ہیں کہ اس اُمت کا ایک آدمی ہم اہلبیتؑ سے افضل ہے یا ہمارا ہمسر اور ہم رتبہ ہے خدا کی قسم ہرگز ایسا نہیں ہے کہ اُمت کا کوئی آدمی ہم سے افضل یا ہمارا ہم رتبہ ہو اللہ تعالیٰ نے اول تو محمدؐ کو اور اسکے بعد آل محمدؐ کو اس ساری اُمت پر فوقیت دی ہے جیسے آسمان کو زمین پر فوقیت بخشی ہے اور جیسے سُورج اور چاند کی روشنی کو سُہا ستارہ کی روشنی پر فوق دیا ہے اور نفثات شیطانی میں یہ بات داخل ہے کہ تم میں سے کوئی شخص اپنے دل میں

سمجھ لیتا ہے کہ قرآن کے بعد ہم اہلبیتؑ کے ذکر کرنے اور ہم پر درود وسلام بھیجنے کی نسبت زیادہ تر اس کو شفا دینے والی کوئی اور چیز بھی ہے اور حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم اہلبیتؑ کے ذکر کو سینوں کے لئے باعث شفا اور ہم پر درود بھیجنے کو گناہوں اور قصوروں کا مٹانے والا اور عیبوں سے پاک کرنے والا اور نیکیوں کا بڑھانے والا بنایا ہے۔

پھر خدا فرماتا ہے اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ اگر تم خاص اسی خدا کی عبادت کرتے ہو تو تم کو جس کی اطاعت کرنے کا اسنے حکم دیا ہے اسکی اطاعت بجا لا کر اسکا شکر ادا کرو اور جن کی اطاعت کا خدا نے حکم دیا ہے وہ محمدؐ اور علیؑ اور ان کے خلفائے طاہرین علیہم الصلوٰۃ والسلام ہیں۔

پھر خدا فرماتا ہے اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ خدا نے تم پر صرف مُردہ جو کہ حکم خدا کے موافق ذبح کئے بغیر خود ہی مر گیا ہو اور خون اور سُور کا گوشت اور جو چیز کہ غیر خدا کا نام لے کر ذبح کی گئی ہو ان سب کا کھانا حرام کیا ہے اور مَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ میں وہ ذبائح داخل ہیں جن کو کفار اپنے بتوں کے نام پر جن کو وہ خدا کا شریک کہتے ہیں اور اللہ کے سوا ان کو اختیار کرتے ہیں قربانی کرتے ہیں فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ مگر جو کوئی ان حرام چیزوں میں سے کسی چیز کے کھانے پر مضطر اور مجبور ہو اور وہ ضرورت کے وقت امام ایت کنندہ سے باغی نہ ہو اور جو شخص کہ پیغمبر نہ ہو اسکی پیغمبری کے باب میں اور جو امام نہ ہو اس کی امامت کے بارے میں جھوٹی بات کہہ کر حد سے تجاوز نہ کر گیا ہو تو اس کو ان حرام چیزوں کے کھانے میں کچھ گناہ نہیں ہے اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ بے شک اللہ اے مومنو تمہارے عیبوں کا چھپانے والا اور تمہارے حال پر رحم کرنے والا ہے کہ جن چیزوں کا کھانا فراغبالی کے وقت حرام کیا ہے ضرورت کے وقت ان کو تمہارے لئے حلال کر دیا ہے۔

اور امام زین العابدینؑ نے روایت کی ہے کہ جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا ہے اے مومنو تمام امور حرام سے پرہیز کرو اور یہ سمجھ لو کہ شیعیانِ آلِ محمدؐ میں سے اپنے کسی دینی بھائی کی غیبت کرنی حرام ہونے میں مُردہ کھانے سے بھی بڑھ کر ہے چنانچہ حق تعالیٰ فرماتا ہے وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ۭ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ یعنی تم ایک دوسرے کی غیبت مت کرو آیا تم میں کوئی شخص یہ بات پسند کرتا ہے کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے اور اگر مُردہ بھائی کا

۱۲ ۲۶ حجرات

گوشت تمہارے سامنے پیش کیا جائے تو تم کراہت کرو گے اور ہرگز نہ کھاؤ گے۔ اور خون کی حرمت (حرام ہونا) شیعیان محمدؐ و آلِ محمدؐ میں سے کسی مومن کی بادشاہ جابر کے پاس چغلی کھانے کی حرمت سے بہت ہی کم ہے کیونکہ اس حالت میں اس چغلخور نے اپنے نفس کو بھی اور اپنے برادر دینی اور اس بادشاہ کو بھی ہلاک کیا ॥

اور سور کے گوشت کی حرمت خدا کے ذلیل و خوار کئے گئے شخص کو معزز و معظم سمجھنے اور جن لوگوں کو خدا نے فاسقوں کے نام سے نامزد کیا ہے ان کو ہمارے ناموں سے نامزد کرنے اور جن کو خدا نے فاجر و نجس لقب سے ملقب کیا ہے ان کو ہمارے القاب سے ملقب کرنے کی حرمت سے بہت ہی خفیف ہے ॥

اور وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ یعنی غیر خدا کا نام لے کر ذبح کی گئی چیز کی حرمت تمہارے واسطے اس فعل کی حرمت سے بہت ہی کم ہے کہ تم عدم تقیہ کی صورت میں ہمارے دشمنوں کے ناموں کو جو ہمارے حقوق کے غصب کرنے والے ہیں خطبہ نکاح یا خطبۂ نماز جمعہ میں داخل کرو ॥

پھر خدا فرماتا ہے فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ کہ جو کوئی ان حرام چیزوں میں سے کسی چیز کے کھانے پر مجبور ہو بشرطیکہ وہ باغی اور حد سے گزرنے والا نہ ہو تو اسکے کھانے میں کوئی گناہ اسکے ذمے نہیں ہے جس شخص کو حالت تقیہ ان حرام چیزوں میں سے کسی چیز کے تناول کرنے کی طرف مضطر کرے اور تقیہ کے زائل ہونے کی حالت میں طاعت الٰہی کا معتقد ہو تو کچھ گناہ اس کے ذمے نہیں ہے اسی طرح اگر کسی کو مجبوراً اپنے کسی دینی بھائی کی بدگوئی کرنی پڑے تاکہ اس عمل سے اپنے نفس یا اپنے اس دینی بھائی پر سے کفار و نواصب کے ہاتھ سے مارے جانے کی بلا کو دفع کرے۔ اور اگر کوئی شخص مومن بھائیوں کی یا بہت سے مسلمانوں کی ان کے ہلاک کرنے کی نیت سے چغلی کھائے اور وہ لوگ اس سے انتقام لینا چاہیں اور اسکی چغلی کھائیں اور وہ عیب بیان کریں جو فی الواقع اسمیں موجود ہوں اور جو کوئی کسی ایسے شخص کو بزرگ اور قابل تعظیم سمجھے جو حکم خدا میں ذلیل و خوار ہے یا کسی ایسے شخص کی حقارت کا خیال دلائے جو دین خدا میں معظم اور مکرم ہے بایں غرض کہ وہ شخص اور خود اپنا نفس دشمنوں کے شر سے محفوظ رہے اور جو کوئی دشمن دین کو اپنے نفس کے خوف سے بزرگ ناموں سے نامزد کرے اور جو کوئی از روئے تقیہ کے مخالفان دین کے احکام کو قبول کرے ان تمام صورتوں میں اس شخص پر کسی قسم کا گناہ عائد نہیں ہوتا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کے واسطے تقیہ کو وسیع کیا ہے ॥

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے اپنے کسی شیعہ کو کسی منافق کے پیچھے نماز پڑھتے دیکھا اور اس شیعہ کو بھی یہ حال معلوم ہو گیا کہ حضرتؑ نے مجھ کو نماز پڑھتے دیکھ لیا ہے اسلئے وہ حاضر خدمت ہوا اور عرض کی اے فرزند رسولؐ میں حضرتؑ سے عذر کرتا ہوں کہ میں نے تقیہ کے سبب فلاں منافق کے پیچھے نماز پڑھی اور اگر یہ بات نہ ہوتی تو میں ضرور تنہا ہی نماز کو ادا کرتا حضرتؑ نے فرمایا اے مرد مومن تجھ کو عذر کرنے کی کچھ حاجت نہیں ہے ہاں ترک کرنے کی صورت میں عذر کرنے کی بیشک تجھ کو ضرورت تھی اے خدا کے مومن بندے اسوقت ساتوں آسمانوں اور ساتوں زمینوں کے فرشتے برابر تجھ پر درود بھیج رہے ہیں اور تیرے اس پیش نماز پر لعنت کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے امر فرمایا ہے کہ تیری اس نماز کو جو حالت تقیہ میں تو نے ادا کی ہے سات سو نمازوں کے برابر لکھیں جو تو تنہا ادا کرتا پس تجھ پر تقیہ لازم ہے اور یہ جان لے کہ اللہ تعالیٰ تقیہ کے تارک کا ایسا ہی دشمن ہے جیسے اسکے منکر کا پس تو اپنے نفس کے لئے اس بات کو پسند نہ کر کہ خدا کے نزدیک تیرا درجہ اسکے دشمنوں کے برابر ہو ٭

قولہ عزوجل اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ الْكِتٰبِ وَيَشْتَرُوْنَ بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۙ اُولٰۗىِٕكَ مَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ اِلَّا النَّارَ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى وَالْعَذَابَ بِالْمَغْفِرَةِ ۚ فَمَآ اَصْبَرَهُمْ عَلَي النَّارِ ○ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ نَزَّلَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ ۭ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِي الْكِتٰبِ لَفِيْ شِقَاقٍۢ بَعِيْدٍ ○

ترجمہ۔ جو لوگ کہ خدا کی نازل کی ہوئی کتاب کو پوشیدہ کرتے ہیں اور اس پوشیدہ کرنے کے عوض میں تھوڑی سی قیمت خریدتے ہیں یہ لوگ اپنے پیٹوں میں صرف آگ کھاتے ہیں اور قیامت کے دن خدا ان سے کلام نہ کریگا اور نہ ان کو ان کے اعمال کی ناپاکی سے پاکیزہ کریگا اور ان کے لئے عذاب دردناک ہے یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے گمراہی کو ہدایت کی عوض میں اور عذاب کو مغفرت کی عوض میں خرید کیا ہے پس کس چیز نے ان کو آتش دوزخ پر صابر اور دلیر کر دیا ہے؟ یہ عذاب اس سبب سے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کتاب کو حق کے ساتھ نازل کیا ہے (اور ان لوگوں نے اس کو جھٹلایا اور ترک کیا) اور جن لوگوں نے کتاب خدا میں اختلاف کیا ہے وہ بیشک مخالفت بعید میں ہیں ٭

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہم اہلبیتؑ کے فضائل پوشیدہ کرنے والوں کا حال

بیان کرتا ہے اور فرماتا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ مِنَ الْکِتٰبِ جو لوگ کہ خدا کی نازل کی ہوئی کتاب کو جس میں یہ مذکور ہے کہ محمدؐ تمام پیغمبروں سے افضل اور علیؑ تمام اوصیاء سے برتر ہے پوشیدہ کرتے ہیں وَیَشْتَرُوْنَ بِہٖ ثَمَنًا قَلِیْلًا اور اس پوشیدہ کرنے کی عوض میں تھوڑی سی قیمت خرید کرتے ہیں یعنی اس کے چھپانے سے ان کا منشا یہ ہے کہ اس کی عوض میں قدرے قلیل مال ومتاع دُنیوی حاصل کریں اور اس کے سبب دُنیا میں خدا کے جاہل بندوں کے نزدیک ریاست اور سرداری پائیں اُولٰٓئِکَ مَا یَاْکُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِھِمْ اِلَّا النَّارَ یہ لوگ حق کو چھپا کر اس دنیا کا مال قلیل حاصل کرنے کی عوض اپنے پیٹوں میں صرف آگ ہی کھاتے ہیں وَلَا یُکَلِّمُھُمُ اللّٰہُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان سے نیک کلام نہ کریگا بلکہ ان سے اس طرح کلام کریگا کہ ان پر لعنت کریگا اور ان کو رسوا کریگا اور ان سے فرمائیگا کہ تم میرے بُرے بندے ہو تم نے میری ترتیب کو پلٹ دیا اور جس کو میں نے مقدم کیا تھا اس کو تم نے موخر کیا اور جس کو میں نے موخر کیا تھا اس کو تم نے مقدم کیا اور میرے دشمنوں کو تم نے دوست رکھا اور میرے دوستوں کو دشمن وَلَا یُزَکِّیْھِمْ اور نہ ان کو گناہوں سے پاکیزہ کریگا کیونکہ گناہ اسی وقت زائل اور مضمحل ہوتے ہیں جبکہ ولایت محمدؐ وعلیؑ ان کے ساتھ ملحق ہو مگر جن گناہوں سے ولایت محمدؐ وعلیؑ کا زائل ہونا قریب ہوتا ہے وہ گناہ مضاعف کئے جاتے ہیں اور وہ جُرم بڑھائے جاتے ہیں اور ان کا عذاب نہایت سخت اور عظیم ہوتا ہے وَلَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ اور ان کو جہنم میں دردناک عذاب دیا جائیگا۔ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَۃَ بِالْھُدٰی یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے گمراہی کو ہدایت کی عوض میں خرید کیا اور دار القرار یعنی بہشت میں جو نیک اور ابرار لوگوں کا مقام ہے سعادت ابدی حاصل کرنے کی عوض میں دار البوار یعنی جہنم میں ہلاک ہونے کو قبول کیا وَالْعَذَابَ بِالْمَغْفِرَۃِ اور عذاب کو کہ دشمنان خدا کو دوست رکھنے کے سبب اسکے مستحق ہوئے ہیں مغفرت کی عوض مول لیا جس کے مستحق وہ اسوقت ہوتے جبکہ وہ دوستان خدا کو دوست رکھتے فَمَآ اَصْبَرَھُمْ عَلَی النَّارِ پس کس چیز نے ان کو جہنم کی آگ پر صابر کیا یعنی کس چیز نے اُن کو ایسے عمل کی جرأت دلائی جو آتش جہنم کے عذاب کو ان پر لازم کرتا ہے ذٰلِکَ بِاَنَّ اللّٰہَ نَزَّلَ الْکِتٰبَ بِالْحَقِّ یہ عذاب جو اپنے امام کی مخالفت کرنے اور پیغمبر خدا محمدؐ کے وصی اور صفی اور اسکے بعد تمام مخلوق سے

افضل یعنی علیؑ ابن ابی طالب کی ولایت سے الگ ہونے کی وجہ سے ان کے گناہوں اور جرموں کی عوض ان کے لئے لازم کیا گیا ہے اس کا باعث یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب کو حق کے ساتھ نازل کیا اور اس میں ان لوگوں کو جو اہل حق کی مخالفت کریں اور صادق لوگوں سے علیحدگی اختیار کریں اور فاسقوں کے مطیع ہوں عذاب کا وعدہ دیا ہے اور جو کچھ وعدہ کیا گیا ہے وہ ضرور ان کو پہنچیگا اور اس میں ذرا بھی خطا نہ ہوگی وَاِنَّ الَّذِیْنَ اخْتَلَفُوْا فِی الْکِتٰبِ اور جن لوگوں نے کہ کتاب خدا میں اختلاف کیا وہ اس پر ایمان نہیں لائے اور بعض نے کہا کہ یہ جادو ہے اور بعض نے اس کو شعر بتلایا اور بعضوں نے کہا کہ یہ تو کہانت یعنی فال گوئی ہے لَفِیْ شِقَاقٍ بَعِیْدٍ وہ کتاب خدا میں اختلاف کرنے والے لوگ حق کے بڑے مخالف ہیں کہ جس شق میں حق ہے وہ اسکی مخالف شق میں ہیں ؀

امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ یہ حال ہے اُس شخص کا جو ہمارے فضائل کو پوشیدہ کرے اور ہمارے حقوق کا منکر ہو اور ہمارے ناموں کو اپنے نام مقرر کرے اور ہمارے القاب سے ملقب ہو اور ہم پر ظلم کرنے والوں کی ہمارے حقوق کے غصب کرنے میں مدد کرے اور ہمارے دشمنوں کو ہم پر برانگیختہ کرے اور تقیہ اسکو ان امور پر مجبور نہ کرتا ہو اور اپنی جان اور مال کے خوف سے ایسا کرنا اسکے لئے ضروری نہ ہوا ہے ہمارے شیعو خدا سے ڈرو کہ جب تقیہ تم پر واجب نہ ہو تو تم ہماری خواہش کے موافق عمل نہ کرو اور جب تقیہ تم کو منع کرے تو ہم سے علیحدگی اختیار نہ کرو یعنی تقیہ کی صورت میں ہم سے علیحدگی اختیار کرو اور عدم تقیہ کے وقت ہمارا ساتھ دو اور علیحدہ مت ہو) اور اب میں ایک واقعہ بیان کرتا ہوں جو تم کو امر ناجائز سے مانع ہوگا اور اس سے تم کو نصیحت حاصل ہوگی ؀

ایک روز دو شخص جو جناب امیر المومنین علیہ السلام کے اصحاب میں سے تھے حضرتؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ ان میں سے ایک کا تو سانپ پر پاؤں پڑ گیا تھا اور اس موذی نے اسکو کاٹ کھایا تھا اور دوسرے کو رستے میں کسی دیوار پر سے بچھو گر کر کاٹ گیا تھا اور وہ دونوں گر پڑے اور اس صدمے سے انکی یہ کیفیت تھی کہ گویا قتل کر کے زمین پر ڈال دئے ہیں اور ذبح کئے گئے ہیں لوگوں نے حضرت کو انکے احوال سے مطلع کیا فرمایا ان کو جانے دو کیونکہ ابھی ان کا وقت نہیں آیا اور ان کی محنت پوری نہیں ہوئی لوگ ان کو اُٹھا کر گھر لے گئے اور وہ دو مہینے تک بیمار رہے اور سخت تکلیف اُٹھائی اور بہت درد و دکھ جھیلے اسکے بعد جناب امیرؑ نے ان کو بلوایا لوگ اٹھا کر حضرتؑ کی خدمت میں لائے اور سب یہی کہتے تھے کہ یہ

دو تو مرنے کے قریب ہیں اور اٹھانے والوں کے ہاتھوں میں ہی مر جائیں گے امیرالمومنین علیہ السلام نے ان سے پوچھا تمہارا کیا حال ہے انہوں نے عرض کی یا امیرالمومنین ہم نہایت دُرد اور سخت عذاب میں گرفتار ہیں فرمایا تم دو تو خدا سے اپنے گناہ کی بخشش طلب کرو جس کے سبب تمہاری یہ حالت ہوئی ہے اور ایسی خطلے اللہ کی پناہ مانگو جس سے تمہارے ثواب باطل ہو جائیں اور عذاب اور وبال بڑھ جائے انہوں نے عرض کی یا امیرالمومنینؑ آپ یہ کیا فرماتے ہیں فرمایا تم میں سے ہر ایک کو یہ حادثہ اپنے کسی گناہ کے سبب پہنچا ہے پھر ایک کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا اے فلاں تجھ کو یاد ہوگا کہ فلاں روز فلاں شخص نے سلمانؓ فارسی کی عیب چینی کی اور ہماری دوستی کے سبب اس پر طعن کیا حالانکہ تجھ کو اپنی جان یا اہل وعیال یا اولاد یا مال کے بارے میں کسی قسم کا خوف اس طعن کی تنفید سے مانع نہ تھا مگر حیا کے سبب خاموش رہا اس لئے یہ صدمہ تجھ کو پہنچا مگر میں چاہتا ہوں کہ اللہ تیری اس تکلیف کو رفع کرے اس لئے اب تو اپنے دل میں عہد کر کہ اس کے بعد پھر کبھی کسی محب اہلبیتؑ کی حقارت کو گوارا نہ کرونگا جبکہ اس کی غیبت میں اس کی نصرت پر قادر ہونگا تو ضرور نصرت کرونگا بشرطیکہ اپنی جان یا اہل وعیال اور اولاد اور مال کے بارے میں کسی قسم کا خوف نہ ہو، پھر دوسرے سے فرمایا تجھے معلوم ہے کہ تجھ کو یہ صدمہ کس لئے پہنچا؟ اسنے جواب دیا کہ نہیں۔ فرمایا کیا تجھ کو یاد نہیں ہے کہ ایک دن تُو فلاں ناصبی کے ہاں موجود تھا اور میرا خادم قنبر وہاں گیا اور تو میری تعظیم کے سبب اسکی تعظیم کو کھڑا ہو گیا یہ دیکھ کر وہ ناصبی بولا تو میرے سامنے اس شخص کی تعظیم کرتا ہے اُسوقت تُو نے جواب دیا کہ میں کیونکر اس کی تعظیم کے لئے کھڑا نہ ہوں جبکہ فرشتے راہ میں اس کے پاؤں کے نیچے اپنے پر بچھاتے ہیں اور یہ ان پر پاؤں رکھ کر چلتا ہے جب تو نے یہ بات کہی تو اس ناصبی نے کھڑے ہو کر قنبر کو مارا اور نہایت ایذا دی اور اس کو اور مجھ کو نہایت خوف دلانے والی باتیں کہیں اور اس کے غضب ناک ہونے سے میرے دل پر نہایت صدمہ پہنچا اس لئے تجھ پر بچھو گرا اگر تُو چاہتا ہے کہ خدا تجھ کو اس مرض سے شفا عنایت کرے تو عہد کر لے کہ کبھی ہمارے دشمنوں کے رُوبرو ہمارے ساتھ یا ہمارے کسی دوست کے ساتھ ایسا برتاؤ نہ کریگا کہ جس سے تجھ کو ہم پر یا ہمارے دوستوں پر ہمارے مخالفوں کی طرف سے کسی قسم کے ضرر پہنچنے کا خوف ہو دیکھو جناب سو تُجدا حالانکہ مجھ کو سب سے افضل جانتے تھے مگر جب میں انکی مجلس میں حاضر ہوتا تھا تو کبھی میری تعظیم کے لئے

کھڑے نہ ہوتے تھے جیسا کہ بعض اشخاص کے لئے جن کو ان فضائل کا کروڑواں حصہ بھی حاصل نہ تھا جو آنحضرتؐ میرے لئے ثابت کرتے تھے کھڑے ہو جاتے تھے کیونکہ حضرتؐ کو معلوم تھا کہ یہ بات بعض دشمنانِ خدا کو اس امر پر برانگیختہ کرتی ہے جو آنحضرتؐ اور میرے اور مومنین کیلئے غم و ملال کا باعث ہوتی ہے اور جن لوگوں کی تعظیم کے لئے کھڑا ہونے میں اپنے لئے اور انکے لئے کسی قسم کی خرابی کا اندیشہ نہ ہوتا تھا جیسا کہ میری تعظیم کرنے میں ہوا کرتا تھا ان کے لئے کھڑے ہو جاتے تھے۔

قولہ عزوجل لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِي الرِّقَابِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا وَالصّٰبِرِيْنَ فِي الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِيْنَ الْبَاْسِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ترجمہ۔ نیکی یہ نہیں ہے کہ تم مشرق اور مغرب کی طرف اپنے منہ پھیرو لیکن نیکی یہ ہے کہ اللہ پر اور قیامت کے دن پر اور فرشتوں اور کتاب خدا اور تمام پیغمبروں پر ایمان لائیں اور باوجود مال کی محبت کے اپنا مال قریبی رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں اور سائلوں کو دیں اور کنیزوں اور غلاموں کے آزاد کرانے میں صرف کریں اور نماز کو قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں اور جب عہد کریں تو اس کو پورا کریں اور مصیبتوں اور تنگیوں میں اور سختی کے وقت میں صبر کریں یہ لوگ صادق ہیں اور یہی لوگ متقی اور پرہیزگار ہیں۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے روایت کی ہے کہ جب جناب رسالتمآبؐ نے علیؑ کو سب پر فضیلت دی اور خدائے عزوجل کے نزدیک اسکی جلالت کا حال بیان کیا اور اسکے شیعوں اور اسکی دعوت میں اسکی نصرت کرنے والوں کی فضیلتیں ظاہر فرمائیں اور یہود و نصاریٰ کو انکے کافر ہونے اور انکی کتابوں میں جو محمدؐ و علیؑ کے فضائل اور محاسن کا ذکر ہے اسکے چھپانے پر زجر و توبیخ کی تو یہود و نصاریٰ فخر کرنے لگے اور یہودیوں نے فخریہ بیان کیا کہ ہم نے اسقدر بیشمار نمازیں اپنے قبلہ کی طرف پڑھی ہیں اور بعض لوگ ہم میں ایسے ہیں جو ادھر کو منہ کرکے شب بھر نمازیں پڑھتے ہیں اور وہ قبلہ موسیٰ ہے جسکی طرف منہ کرنے کا اسنے ہم کو حکم دیا ہے اور نصاریٰ نے کہا کہ ہم نے اپنے قبلہ کی

طرف بیشمار نمازیں پڑھی ہیں اور ہم میں ایسے لوگ بھی ہیں جو اس کی طرف منہ کر کے نمازیں پڑھنے میں رات گزار دیتے ہیں اور وہ عیسیٰؑ کا قبلہ ہے جس کے لئے اس نے ہم کو حکم دیا ہے بعدازاں دونو فریقوں نے کہا کہ اے محمدؐ کیا تیری رائے ہے ہمارا پروردگار ہمارے ان اتنے عملوں اور اپنے قبلہ کی طرف ہماری اس قدر ادا کی ہوئی نمازوں کو باطل کر دیگا اس سبب سے کہ ہم خود محمدؐ اور اسکے بھائی کی جس کو وہ اپنی رائے کے موافق حکم خدا کہتا ہے متابعت نہیں کرتے اسوقت حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی کہ اے محمدؐ ان سے کہدے کہ لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ ۔ یعنی طاعت خدا جو تم کو جنت میں پہنچائے اور جس کے باعث تم بخشش اور خوشنودی خدا کے مستحق ٹھیرو۔ یہ نہیں ہے کہ تم نمازوں میں اے نصاریٰ مشرق کی طرف اور اے یہود مغرب کی طرف منہ کرو حالانکہ تم امر الٰہی کے مخالف ہو اور ولی خدا پر غضب ناک ہو وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ بلکہ وہ طاعت (جکی تعریف اوپر بیان ہوئی) یہ ہے کہ اللہ پر ایمان لائیں یعنی اس بات پر کہ وہ واحد اور احد اور فرد اور صمد (بے نیاز) ہے جس کو چاہتا ہے عظمت عطا کرتا ہے اور جسکو چاہتا ہے کرامت دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ذلیل و خوار کرتا ہے کوئی اس کے امر کو روکنے والا اور اسکے حکم کو موڑنے والا نہیں ہے وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اور اس روز قیامت پر ایمان لائیں جسکے قیام کرنے والوں میں سب سے افضل سردار انبیا محمدؐ ہیں اور انکے بعد سب سے افضل انکے بھائی اور صفی سید الاوصیا علیؑ ابن ابیطالب ہیں اور اس روز قیامت پر ایمان لائیں کہ اس میں جب کوئی شیعہ محمدؐ و علیؑ حاضر ہو گا اسکے انوار اس میدان میں روشن ہونگے اور اسی روشنی میں وہ خود اور اس کے بھائی اور اسکی بیویاں اور اسکی اولاد اور اس کے ساتھ نیکی کرنے والے اور دنیا میں اسکی تکلیفوں اور سختیوں کو دفع کرنے والے جنت میں جا داخل ہونگے ۔ اور اس روز قیامت پر لائیں ۔ کہ جس میں جب کوئی دشمن محمدؐ وارد ہوگا تو وہاں کے اندھیرے اسکو گھیرے ہونگے اور وہ خود اور وہ لوگ جو اعتقاد اور دین اور مذہب میں اسکے شریک تھے اور دیگر متفرق لوگ جو دنیا میں عدم تقیہ کی حالت میں ان سے ملحق تھے تاریکیوں میں گھرے ہوئے جہنم میں دردناک عذاب میں جا پہنچیں گے اور اس روز قیامت پر ایمان لائیں جس میں جنت محمدؐ اور علیؑ کے دوستوں اور انکے شیعوں کو ندا کریگی کہ ہماری طرف آؤ ہماری طرف آؤ اور محمدؐ اور علیؑ کے دشمنوں اور ان کے مخالفوں کو کہیگی ہم سے دور ہو ہم سے دور ہو

اور جہنم دستاں و شیعیاں محمدؐ و علیؑ سے کہے گی کہ ہم سے پرے ہٹو ہم سے پرے ہٹو! اور محمدؐ اور علیؑ اور ان کے شیعوں کے دشمنوں اور مخالفوں کو پکارے گی ہماری طرف آؤ ہماری طرف آؤ جس روز کہ بہشتیں آواز دینگی یا محمدؐ یا علیؑ اللہ تعالیٰ نے ہم کو آپ دونو حضرات کی فرمانبرداری کا حکم دیا ہے اور جس کو تم ہمارے اندر داخل کرواسکے داخل کر لینے کی اجازت دی ہے پس آپ اپنے شیعوں سے ہم کو بھر دو ان کو مبارک اور گوارا ہو اور مبث و نرخ پکار ینگے یا محمدؐ یا علیؑ اللہ تعالیٰ نے ہم کو آپ دونو حضرات کی اطاعت کرنے اور جس کے جلانے کا آپ ہم کو حکم کریں اسکے جلانے کا حکم دیا ہے پس آپ دونو حضرات اپنے دشمنوں سے ہم کو پُر کر دیں وَالْمَلٰٓئِكَةِ اور فرشتوں پر ایمان لائیں کہ وہ معصوم اور بے گناہ بندے ہیں اور کبھی خدا کی نافرمانی نہیں کرتے اور جو حکم ان کو دیا گیا ہے اسی کو کرتے رہتے ہیں اور ان کا سب سے بڑا عمل ان مراتب میں جن میں وہ ثرےٰ سے لے کر عرش تک مرتب کئے گئے ہیں یہ ہے کہ محمدؐ و آل محمدؐ پر درود بھیجیں اور انکے پرہیزگار اور متقی شیعوں کے لئے خدا کی رحمت اور اسکی خوشنودی طلب کریں اور انکے ظاہری دشمنوں اور منافقوں کی پیروی اور متابعت کرنے والوں پر لعنت کریں وَالْكِتٰبِ اور اس کتاب پر ایمان لائیں جسکو خدا نے نازل کیا ہے اور اس میں محمدؐ سید المرسلین اور علیؑ سید الوصیین کا ذکر ہے اور ان کے وہ خصائص اسمیں بیان کئے ہیں جن سے اہل عالم میں سے کسی کو مخصوص نہیں کیا اور ان دونو کی متابعت اور اطاعت کرنے والے مومنوں کی فضیلت اور ان کے مخالف معاندین و منافقین کے بُغض کا ذکر اس میں درج ہے۔ وَالنَّبِيّٖنَ اور تمام پیغمبروں پر ایمان لائیں کہ وہ تمام مخلوق خدا سے افضل ہیں اور ان سب نے محمدؐ سید المرسلین اور علیؑ سید الوصیین کی فضیلت اور ان کے شیعوں کے تمام پیغمبروں پر ایمان لانے والوں سے افضل ہونے پر رہنمائی کی ہے اور وہ سب محمدؐ اور علیؑ کی فضیلت کے مُقر تھے اور ان کے خصائص کو تسلیم کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ نے محمدؐ کو وہ فضل و شرف عطا فرمایا ہے کہ جس نبی کے نفس نے اسکی طرف رغبت کی اللہ تعالیٰ نے اس کو منع کیا اور اسکو باز رکھا اور اسے حکم دیا کہ محمدؐ اور علیؑ اور ان دونو کی آل اطہار کے فضائل کو تسلیم کرے اور اللہ تعالیٰ نے محمدؐ کو سورۂ فاتحہ کے ساتھ تمام پیغمبروں پر فضیلت دی ہے اور اس سے پہلے کسی اور نبی کو عطا نہیں فرمائی مگر ہاں سلیمانؑ ابن داؤدؑ کو اس میں سے فقط بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ عنایت کی تھی جس کو اس نے اپنی تمام سلطنت سے جو خدا کی طرف سے اس کو عطا ہوئی تھی اشرف اور اعلیٰ سمجھا اور عرض کی اے میرے پروردگار یہ کلمات کس قدر بزرگتر ہیں

کہ میں ان کو اپنی تمام سلطنت سے جو تُو نے مجھ کو عطا کی ہے بہتر سمجھتا ہوں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے سلیمانؑ یہ کلمات کیونکر ایسے بزرگ اور شریف نہ ہوں جبکہ ان کی شرافت اس درجہ کو پہنچی ہے کہ جب کوئی بندہ یا کنیز ان کلمات سے مجھ کو موسوم کرتا ہے تو میں اسکے لئے اس شخص کی نسبت ہزار گُنے ثواب واجب کرتا ہوں جو تیری سلطنت سے ہزار گنی بادشاہی کو میری راہ میں تصدق کرے اے سلیمانؑ یہ کلمات سورۂ فاتحہ کا جس کو میں مکمل طور پر محمدؐ کو عطا کرونگا ساتواں حصہ ہیں تب سلیمانؑ نے عرض کی اے پروردگار آیا مجھ کو اجازت ہے؟ کہ میں اس کی تکمیل کی درخواست کروں فرمایا اے سلیمانؑ جو کچھ مینے تجھ کو عطا کیا ہے اسی پر قناعت کر کیونکہ تو محمدؐ کے شرف و منزلت کو ہرگز نہیں پہنچیگا خبردار محمدؐ کے درجہ اور اسکی فضیلت اور جلالت کی کبھی درخواست نہ کرنا ورنہ میں تجھ کو تیری سلطنت سے نکال دونگا جس طرح آدمؑ کو جنت سے نکال دیا تھا کیونکہ اس نے اس درخت کی خواہش کرکے محمدؐ کے درجہ کی آرزو کی تھی جسکی جڑ محمدؐ اور سب سے بڑا تنہا علیؑ اور باقی ٹہنے علےٰ حسب مراتب آل محمدؐ اور اس کی شاخیں درجہ بدرجہ اسکے شیعہ اور اسکی اُمت کے لوگ ہیں اس لئے کہ کسی کو محمدؐ کے سے درجات اور مراتب حاصل نہیں ہیں جب سلیمانؑ نے یہ ارشاد باری تعالیٰ سُنا تو عرض کی کہ یا اللہ مجھ کو اسی چیز پر جو تو نے مجھ کو مرحمت فرمائی ہے قناعت عطا کر اللہ تعالیٰ نے اس کو اسی پر قانع کر دیا تب اسنے عرض کی مینے قبول کیا اور رضامند ہوا اور قناعت کی اور مجھ کو معلوم ہو گیا کہ تیری درگاہ میں محمدؐ کے سے مراتب اور درجات اور کسی شخص کو حاصل نہیں ہیں وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِي الرِّقَابِ اور اپنا مال باوجود محبت اور شدت ضرورت کے کہ ان کو اپنی زندگی کی آرزو ہے اور فقیری کا خوف ہے اس لئے کہ تندرست اور بخیل ہیں راہ خدا میں مستحق مومنین کو جن کی تفصیل ذیل میں ہے دے ڈالیں پیغمبر کے محتاج اور تنگ دست قریبی رشتہ داروں کو بطور ہدیہ اور نیکی کے دیں نہ کہ بطور تصدق کے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے صدقہ سے اُن کو بزرگ و برتر کیا ہے اور اپنے قریبیوں کو صدقہ اور نیکی اور جس طرح پر چاہیں دیں اور محتاج یتیموں کو دیں بنی ہاشم کے یتیموں کو بطور نیکی کے دیں اور صدقہ کر کے نہ دیں اور دیگر یتیموں کو صدقہ اور صلہ رحمی کے طور پر دیں اور مسکینوں کو اور مسافروں کو جو راستے میں ہوں اور زادِ راہ ان کے پاس نہ ہو عطا کریں اور ان سائلوں کو دیں جو لوگوں سے روزی طلب کریں اور صدقات کا سوال کریں اور اُن غلاموں کی جو مکاتبہ کر چکے ہوں یعنی اپنے آقا کو لکھ کر دے چکے ہوں کہ اگر ہم اس قدر روپیہ دیدیں

تو ہم کو آزاد کیا جائے) اعانت کریں تاکہ وہ اپنا مقررہ روپیہ ادا کر کے آزاد ہو جائیں۔

بعد ازاں حضرتؑ نے فرمایا کہ اگر کسی شخص کے پاس مال نہ ہو جس سے وہ کسی کی غمخواری اور ہمدردی کرے اسکو چاہیے کہ اللہ کی وحدانیت اور محمدؐ رسول اللہ کی نبوت کا از سرنو اقرار کرے اور ہم اہلبیتؑ کے واجب حقوق کا مقر ہو کر ہمارے فضائل کا اعلان کرے اور ہم کو تمام پیغمبروں کی آل پر اور محمدؐ کو جملہ انبیا پر فضیلت دے اور ہمارے دوستوں کی دوستی اور ہمارے دشمنوں کی دشمنی کو ظاہر کرے اور ہمارے دشمنوں سے بیزار ہو خواہ وہ ماں باپ اور قریبی رشتہ دار اور دوست ہی کیوں نہ ہوں کیونکہ ولایت الٰہی حاصل نہیں ہوتی جب تک کہ اس کے دوستوں کو دوست اور اس کے دشمنوں کو دشمن نہ رکھے۔

وَاَقَامَ الصَّلٰوۃَ اور نماز کو قائم کریں حضرتؑ نے فرمایا کہ اس شخص کی نیکی زبردست نیکی شمار ہوتی ہے جو نماز کو باشرائط ادا کرے اور یہ جانے کہ نماز کی سب سے بڑی شرط یہ ہے کہ اسکے شروع سے لیکر اخیر تک سردار انبیا محمدؐ کی فضیلت اور سردار اوصیا افضل اتقیا علیؑ ابن ابی طالب (جو نبی زکی مختار کے بعد تمام نیکوں کے سردار اور تمام اہل خیر کے پیشوا اور تمام اہل بہشت سے افضل ہیں) کی ولایت کا اقرار و اعتراف رکھے وَاٰتَی الزَّکٰوۃَ اور زکوٰۃ واجب اپنے مومن بھائیوں کو دیں اور اگر کسی کے پاس مال نہ ہو جس کی وہ زکوٰۃ نکالے تو اپنے بدن اور عقل کی زکوٰۃ نکالے اور وہ یہ ہے کہ جب مقدور اور قدرت ہو تو محمدؐ و آل محمدؐ کی فضیلت کو ظاہر کرے اور جب بلائیں عام ہوں اور مصیبتیں نازل ہوں اور ہمارے دشمن غالب ہوں تو تقیہ کا استعمال کرے اور بندگان خدا سے اس طرح معاشرت کرے جس سے اس کے دین میں رخنہ نہ پڑے اور اسکی آبرو میں فرق نہ آئے اور اسکے دین اور دنیا دونو محفوظ رہیں ایسا شخص تقیہ کے استعمال کے سبب اپنے مولا کی عبادت میں اپنے نفس کو زیادہ کرتا ہے اور اپنی آبرو کو جسکا بچانا اللہ تعالےٰ نے اس پر فرض کیا ہے محفوظ رکھتا ہے اور اپنے مالوں کی جن کو خدا نے اسکے نفس اور دین اور آبرو اور بدن کے قیام کا باعث بنایا ہے حفاظت کرتا ہے اور خدا کی لعنت ہو اُن لوگوں پر جن پر خدا غضب ناک ہے جنہوں نے رذیل خصائل اور قابل عذاب عادات کو اختیار کر لیا ہے اس لئے کہ انہوں نے اہل حقوق سے ان کے حقوق کو تلف کیا اور ولایت الٰہی کو اُن لوگوں کے سپرد کیا جو اس کے مستحق نہ تھے۔

بعد ازاں خدا فرماتا ہے وَالْمُوْفُوْنَ بِعَھْدِھِمْ اِذَا عَاھَدُوْا اور جب کسی سے عہد کریں تو اپنے عہد کو پورا کریں اور حضرتؑ نے فرمایا ہے کہ سب سے بڑا عہد جو ان سے لیا گیا ہے یہ ہے کہ جس شخص کو اللہ نے

شرف اور فضیلت عطا کی ہے اسکے شرف اور فضیلت کو جوان کو معلوم ہیں پوشیدہ نہ کریں اور جو کہ ناموں سے ان خطا کاروں اور حد سے گزرنے والوں اور گمراہوں کو نامزد نہ کریں جوان پاک ناموں کے مستحق نہیں ہیں پس جن کی طرف کہ خدا نے اپنی دلیلیں اور نشانیاں دکھا کر رہبری کی تھی انکے ناموں سے جن لوگوں نے ایسے خطا کاروں اور سرکشوں کو جو کسی طرح ان خاصان خدا کے ہمسر نہ تھے نامزد کیا وہ راہ خدا سے گمراہ ہو گئے اب خدا فرماتا ہے وَالصّٰبِرِیْنَ فِی الْبَاْسَآءِ اور سختیوں یعنی دشمنوں کی لڑائی میں صبر کریں اور ابلیس اور اسکے سرکش شیاطین سے بڑھ کر لڑنے والا دشمن اور کوئی نہیں ہے اسکو اوران کو محمدؐ اور آل محمدؐ پر درود بھیجنے سے للکاریں اور اپنی طرف سے دفع کریں وَالضَّرَّآءِ اور فقیری اور سختی میں صبر کریں اور کوئی محتاجی اس سے بڑھ کر نہیں ہے کہ مومن کو دشمنان آل محمدؐ کے ہاتھ سے روزی مانگنے کی ضرورت پڑے اس مصیبت پر صبر کرے اور جو کچھ کہ ان کے مال میں سے لیتا ہے اسکو غنیمت جانے اور اسکی عوض میں ان پر لعنت کرے اور جو کچھ کہ لیتا ہے اس سے ہادیان طیبین و طاہرین کی ولایت کا از سر نو ذکر کرنے میں مدد لے وَحِیْنَ الْبَاْسِ اور شدت قتال جدال کے وقت صبر کریں اس طرح سے کہ اللہ کا ذکر کریں اور محمدؐ رسول اللہ اور علیؑ ولی اللہ پر درود بھیجیں اور اپنے دل اور زبان سے دوستان خدا کو دوست رکھیں اور دشمنان خدا کو دشمن اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ صَدَقُوْا وَاُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ یہ لوگ جن کے اوصاف اوپر بیان ہوئے وہ ہیں صادق یعنی اپنے ایمان میں سچے ہیں کہ انہوں نے اپنے اقوال کی اپنے افعال سے تصدیق کرا دی اور یہی لوگ وہ ہیں جو متقی اور پرہیزگار ہیں کہ عذاب دوزخ اور شرور نواصب و کفار سے ڈرتے اور بچتے ہیں جن سے بچنے کا ان کو حکم دیا گیا ہے ٭

قولہ عز و جل یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الْقِصَاصُ فِی الْقَتْلٰی اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْاُنْثٰی بِالْاُنْثٰی فَمَنْ عُفِیَ لَهٗ مِنْ اَخِیْهِ شَیْءٌ فَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوْفِ وَاَدَآءٌ اِلَیْهِ بِاِحْسَانٍ ذٰلِکَ تَخْفِیْفٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَرَحْمَةٌ فَمَنِ اعْتَدٰی بَعْدَ ذٰلِکَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِیْمٌ وَلَکُمْ فِی الْقِصَاصِ حَیٰوةٌ یّٰٓاُولِی الْاَلْبَابِ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ ترجمہ اے ایمان والو مقتولوں کے باب میں قصاص لینا تم پر واجب کیا گیا ہے آزاد کی عوض میں آزاد سے اور غلام کی عوض میں غلام سے اور عورت کی عوض میں عورت سے قصاص لینا چاہیئے اگر کسی (قاتل) کو

اس کا دینی بھائی یعنی وارث مقتول (قصاص) معاف کردے تو اس سے خونبہا طلب کرنے میں نیکی کی پیروی کرنی چاہیئے (یعنی زیادہ نہیں لینا چاہیئے) اور اس قاتل کو بھی خونبہا کے ادا کرنے میں مقتول کے وارثوں سے نیکی کرنی چاہیئے کہ اس میں کمی نہ کرے اور پورا ان کو پہنچا دے یہ قصاص کو معاف کرکے خونبہا لینا تمہارے پروردگار کی طرف سے تخفیف اور مہربانی ہے پس جو شخص کہ اسکے بعد حد سے تجاوز کرے (یعنی خونبہا لینے کے بعد قاتل کو قتل کرے یا قاتل اسکی ادائگی کے بعد اور کو قتل کردے) اسکے لئے عذاب دردناک مہیا کیا گیا ہے اور اے صاحبان عقل قصاص میں تمہارے واسطے زندگی ہے تاکہ تم ناحق قتل کرنے سے پرہیز کرو اور ڈرو۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلَى اے ایمان والو مقتولوں کے باب میں تم پر قصاص بطور مساوات واجب کیا گیا ہے اور اس بات کو واجب کیا ہے کہ قاتل نے جس طریق سے مقتول کو قتل کیا ہے اسکے ساتھ بھی وہی طریقہ برتا جائے الْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْأُنْثَى بِالْأُنْثَى آزاد کی عوض میں آزاد قتل کیا جائے اور غلام کی عوض میں غلام اور عورت کی عوض میں عورت جبکہ عورت کو عورت قتل کرے فَمَنْ عُفِيَ لَهُ مِنْ أَخِيهِ شَيْءٌ پس جس کسی کو اس کا (دینی) بھائی کچھ معاف کردے یعنی قاتل کو اگر مقتول کا وارث قتل معاف کردے اور وہ دونو اس امر پر راضی ہو جائیں کہ قاتل خونبہا ادا کرے اور اس کی عوض میں قتل اس کو معاف کردیا جائے فَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوفِ تو وارث مقتول کو خونبہا کے مطالبہ میں نیکی کی پیروی کرنی چاہیے کہ قاتل پر زیادہ خونبہا لے کر ظلم نہ کرے اور اسکو تنگ نہ کرے (یہ وصیت وارث مقتول کے لئے ہے) وَأَدَاءٌ إِلَيْهِ بِإِحْسَانٍ اور قاتل جس کو خونبہا کی عوض خون معاف کیا گیا ہے خونبہا نیکی کے ساتھ اسکو یعنی وارث مقتول کو پہنچا دے نہ تو اس کے خلاف کرے اور نہ اس کے ادا کرنے میں دیر کرے ذَٰلِكَ تَخْفِيفٌ مِنْ رَبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ یہ (ولی مقتول کا خونبہا کی عوض میں قاتل کو خون معاف کرنا) پروردگار کی طرف سے تخفیف اور رحمت ہے کہ اس نے اس امر کی اجازت دی ہے کہ مقتول کا وارث خونبہا لے کر قاتل کو خون معاف کردے کیونکہ اگر قتل یا معافی کے سوا اور کوئی صورت نہ ہوتی تو مقتول کے وارث کم ہی اس بات پر رضامند ہوتے کہ قاتل سے خون کا بدلا نہ لیں اور اس کو معاف کردیں اور کم ہی ایسا ہوا کرتا کہ قاتل قتل کئے جانے سے محفوظ رہے فَمَنِ اعْتَدَىٰ بَعْدَ ذَٰلِكَ فَلَهُ عَذَابٌ أَلِيمٌ پس جو کوئی کہ اس معاملہ کے بعد

حد سے تجاوز کرے اس کے لئے عذاب دردناک مہیا کیا گیا ہے یعنی جو وارثِ مقتول کہ خونبہا لے کر معافی سے درگزر کرے اور خونبہا لینے اور اس پر رضامند ہونے کے بعد پھر اس قاتل کو قتل کر ڈالے اس کے واسطے آخرت میں خدائے بزرگ و برتر کے پاس عذاب دردناک مہیا گیا ہے اور دنیا میں اس شخص کے قتل کی عوض قتل کیا جائیگا جس کا قتل کرنا اس کے لئے حلال نہ تھا وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ اے امت محمدی قصاص میں تمہارے واسطے زندگی ہے کیونکہ جو کوئی کسی شخص کے قتل کا ارادہ کرتا ہے تو یہ سمجھ کر کہ مجھ سے اس کا قصاص لیا جائیگا یعنی اس کے عوض میں مارا جاؤنگا اس کے قتل سے باز رہتا ہے ایک تو یہ شخص زندہ رہا جس کو وہ قتل کرنا چاہتا تھا اور ایک وہ گنہگار جو اس کے قتل کا ارادہ کرتا تھا جیتا رہا اور ان دونوں کے سوا اور لوگوں کے لئے بھی باعث زندگی ہے کیونکہ جب ان کو معلوم ہوگا کہ قصاص واجب ہے تو وہ اسکے خوف سے کسی کے قتل کرنے کی جرأت نہ کرینگے يٰۤاُولِي الْاَلْبَابِ اے عقل والو لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ تاکہ تم ناحق قتل کرنے سے پرہیز کرو اور اس سے ڈرو۔

امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا ہے اے بندگان خدا یہ اس شخص کے قتل کا قصاص ہے جس کو تم دُنیا میں قتل کرتے ہو اور اس کی روح کو فنا کرتے ہو آیا تم چاہتے ہو کہ میں تم کو اس قتل سے مطلع کروں جو اس قتل سے عظیم تر ہے اور اللہ تعالیٰ جو قصاص اس کے قاتل پر واجب کرتا ہے وہ تمہارے اس قصاص سے بہت بھاری ہے اصحاب نے عرض کی اے فرزند رسولؐ ضرور ارشاد فرمائیے فرمایا اس قتل سے بڑھ کر وہ قتل ہے کہ تو ایسا قتل کرے کہ پھر اسکا انجبار یعنی بستگی اور اصلاح نہ ہو سکے اور نہ وہ اس کے بعد کبھی زندہ ہو سکے اصحاب نے عرض کی وہ کونسا قتل ہے حضرتؑ نے فرمایا وہ یہ ہے کہ کوئی کسی شخص کو محمدؐ کی نبوت اور علیؑ ابن ابی طالب کی ولایت سے گمراہ کرے اور اسکو خدا کے مخالف طریق پر چلائے اور اس کو اس بات پر برانگیختہ کردے کہ دشمنانِ علیؑ کے طریق کی پیروی کرے اور ان کی امامت کا قائل ہو اور علیؑ کے حق اور اسکی فضیلت کا منکر ہو اور اس کی تعظیم واجبی کے ادا کرنے کی پروا نہ کرے یہ ہے وہ قتل جو اس مقتول کو ہمیشہ آتش جہنم میں رکھیگا اور اسی طرح اس قتل کا عوض بھی یہی ہے کہ اس کا قاتل بھی مقتول کی طرح ہمیشہ آتش جہنم میں جلتا رہیگا۔

ایک دن ایک شخص ایک اور شخص کو امام زین العابدین علیہ السلام کی خدمت میں لایا جس کو وہ اپنے باپ کا قاتل سمجھتا تھا وہاں آکر اس شخص نے اقرار کر لیا کہ میں نے اسکے باپ کو قتل کیا ہے حضرتؑ نے قصاص کا

اس پر لازم کیا اور وارث مقتول سے ارشاد فرمایا کہ اس کو قصاص معاف کردے تاکہ اللہ تعالےٰ
تجھ کو ثواب عظیم عطا فرمائے مگر اس شخص نے منظور نہ کیا حضرتؑ نے اس مدعی خون سے جو خون کا وارث اور
قصاص لینے کا مستحق تھا فرمایا اے شخص اگر تجھ کو یاد ہے کہ اس قاتل کا تجھ پر کچھ حق ہے تو اسکا یہ گناہ معاف
کردے اور اس کی یہ خطا بخشدے اس نے عرض کی اے فرزند رسولؐ خدا اس شخص کا مجھ پر حق تو ضرور ہے مگر وہ
اس درجہ کا نہیں ہے کہ میں اسکی عوض میں اس کو اپنے باپ کا خون معاف کردوں فرمایا تو پھر تو اور کیا
چاہتا ہے اسنے عرض کی کہ خونبہا لینا چاہتا ہوں اگر یہ چاہے کہ میں خونبہا لے کر اسکے اس حق کے سبب
اس سے صلح کرلوں تو میں صلح کرلونگا اور اس کی خطا معاف کردونگا حضرتؑ نے فرمایا تجھ پر اسکا حق کیا
ہے اسنے جواب دیا اے فرزند رسولؐ اس نے مجھ کو اللہ کی وحدانیت اور رسولؐ خدا کی نبوت اور علیؑ ابن
ابی طالب کی امامت تلقین کی ہے فرمایا کیا یہ امر تیرے باپ کے قتل کے برابر نہیں ہے؟ ہاں خدا کی قسم
یہ تو اول دنیا سے لے کر آخر دنیا تک جملہ اہل عالم کے خونوں کا عوض ہو سکتا ہے سوا پیشوایان دین کے
اگر وہ قتل کئے جائیں کیونکہ ان کے خونوں کی کوئی چیز برابری نہیں کرسکتی اے شخص کیا تو اس سے
خونبہا لینے پر قناعت کرتا ہے؟ اسنے عرض کی کہ ہاں تب حضرتؑ نے اس قاتل سے فرمایا کہ آیا تو اپنی اس
تعلیم کا جو تو نے اس شخص کو دی ہے ثواب مجھ کو دیتا ہے؟ تاکہ میں اسکی عوض تیری طرف سے خونبہا
ادا کروں اور تو قتل کئے جانے سے نجات پائے اسنے عرض کی اے فرزند رسولؐ مجھے تو اسکی ضرورت ہے
اور آپ اس سے مستغنی ہیں کیونکہ میرے گناہ بہت بڑے ہیں اور میں نے جو اس مقتول کا گناہ کیا ہے
اسکا معاملہ بھی میرے اور اس مقتول کے درمیان ہے نہ کہ میرے اور اس وارث مقتول کے درمیان
حضرتؑ نے فرمایا تو کیا تجھ کو اپنا قتل ہونا اس تلقین کے ثواب کے ہبہ کرنے کی نسبت زیادہ پسند ہے
اسنے عرض کی کہ اے فرزند رسولؐ ہاں ایسا ہی ہے تب حضرتؑ نے وارث مقتول سے فرمایا اے بندۂ
خدا اسنے جو گناہ تیرا کیا ہے اس میں اور اسنے جو تجھ پر احسان کیا ہے اس میں باہم مقابلہ کر اسنے تیرے
باپ کو قتل کرکے اس کو لذت دنیوی سے اور تجھ کو اس سے دنیاوی فائدہ حاصل کرنے سے محروم کردیا
مگر جو تو اس حادثہ میں صبر کریگا اور خدا کی رضا پر راضی ہوگا تو جنت میں اپنے باپ کا رفیق ہوگا اور
اس شخص نے تجھ کو ایمان سکھایا ہے اور اسکے ذریعہ سے تیرے لئے جنت خدا کے ملنے کا جو دائمی ہے باعث
ہوا ہے اور خدا کے ابدی عذاب سے تجھ کو نجات دی ہے پس اسنے جو احسان تجھ پر کیا ہے وہ اس خطا سے

جو اس نے تیرے حق میں کی ہے چند در چند زیادہ ہے اب یا تو تو اسکے احسان کی عوض میں اسکی خطا کو معاف کر دے اور اگر تو معاف کر دیگا تو میں تم دونو کو فضائل رسولخدا کی ایک حدیث سناؤنگا جو تمہارے واسطے دنیا و مافیہا سے بہتر ہے اور یا اسکی خطا کے معاف کرنے سے انکار کر دے اس صورت میں میں خود خونبہا ادا کرونگا اور تمہاری صلح کرا دونگا پھر میں وہ حدیث صرف اسی شخص کو سناؤنگا اور اس حالت میں اس حدیث کے نہ سننے سے جو نقصان تجھ کو ہوگا وہ اس سے ظاہر ہو سکتا ہے کہ اگر تو اس سے عبرت حاصل کرتا تو تیرے واسطے دنیا و مافیہا سے بہتر ہوتا حضرت کا یہ ارشاد سن کر اس جوان نے عرض کی کہ اے فرزند رسولؐ خدا میں نے خونبہا اور کوئی اور شے لئے بغیر محض خوشنودی خداوند متعال کے لئے اور حضرتؑ کی سفارش سے اس کی خطا معاف کی اب جناب اس حدیث کو بیان فرمائیں۔

اسوقت جناب امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا کہ جب رسولؐ خدا تمام آدمیوں کی طرف سچے بشیر و نذیر اور خدا کے حکم سے اسکی طرف دعوت کرنے والے اور ہدایت کیلئے روشن چراغ مقرر ہوئے تو ادھر اُدھر سے لوگ آنے شروع ہوئے اور بحث کرنے والوں کی بہت کثرت ہوئی پس جو شخص طالب حق اور منصف ہوتا تھا وہ رسولخدا کی ان نشانیوں کو جو آنحضرتؐ اس کو دکھاتے تھے اور ان معجزوں کو جو آپ اسکے سامنے ظاہر کرتے تھے قبول کر کے حضرتؐ کے نزدیک خلق خدا سے محبوب تر اور زیادہ معزز ہو جاتا تھا۔ اور جو کوئی معاند (دشمن حق) ہوتا تھا وہ جس بات کو جانتا تھا اسکا انکار کرتا تھا اور جس بات کو وہ سمجھتا تھا اس میں آنحضرتؐ سے فضول جھگڑا کرتا تھا اور ایک لعنت پر دوسری لعنت کا سزاوار بنتا تھا کیونکہ اس نے اپنے عناد کو ظاہر کیا اور باوجود عالم ہونے کے جاہل بن کر آیا تھا۔

القصہ ایک دفعہ چند گروہ جمع ہو کر حضرتؐ سے مناظرہ کرنے آئے ان میں بعض تو محض معاند در مکابر تھے اور بعض منصف مزاج اور حق کی طرف رجوع کرنے والے اور صاحبان فہم و ہوش تھے ان میں سات یہودی پانچ نصرانی - چار ستارہ پرست - دس مجوس - دس ثنوی - دس براہمہ - دس دہریا در معطلہ اور دس عرب کے مشرک تھے اور حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہونے سے پہلے سب کے سب ایک منزل میں جمع ہو گئے اسی منزل میں کچھ نیکوکار مسلمان بھی اترے ہوئے تھے کہ ان میں عمار ؓ ابن یاسر - خباب ؓ ابن ارتؓ - مقداد ؓ ابن اسود اور بلال ؓ موجود تھے الغرض تمام کفار جمع ہو کر رسولخدا کی نسبت باتیں کرنے لگے اور حضرتؐ کے معجزات و آیات کا ذکر شروع کیا تب ان میں سے کسی نے کہا

کہ اس منزل میں ہمارے ساتھ اسکے کچھ اصحاب بھی فروکش ہیں آؤ اس کے مشاہدہ کرنے سے پہلے ان سے چل کر اس کے کچھ حالات دریافت کریں شاید ہم کو ان کے ذریعہ اس کے صدق اور کذب کے کچھ حالات معلوم ہو جائیں آخر کار انہوں نے ان کے پاس جا کر آداب سلام و پیام کے بجالانے کے بعد کہا کہ کیا تم محمدؐ کے اصحاب ہو وہ بولے کہ ہاں ہم محمدؐ کے اصحاب ہیں جو سردار اولین و آخرین ہے اور قیامت کے دن افضل شفاعات سے مخصوص ہے اور ایسا شخص ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ اپنے تمام پیغمبروں کو زندہ کرے اور وہ آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوں تو سب کے سب ان کے علوم سے مستفید اور ان کے علم و حکمت سے بہرہ ور ہوں اللہ تعالیٰ نے ان کو خاتم الانبیا کیا ہے اور بزرگیوں اور خوبیوں کا آپ پر خاتمہ کر دیا ہے پھر ان کافروں نے پوچھا کہ محمدؐ نے تم کو کیا حکم دیا ہے وہ بولے کہ حضرتؐ نے ہم کو حکم دیا ہے کہ ہم خدائے واحد کی عبادت کریں اور اسکے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں اور نماز پڑھیں اور زکوٰۃ ادا کریں اور صلہ رحمی کریں یعنی قریبیوں سے احسان و مروت سے پیش آئیں اور خلق خدا سے انصاف کریں اور بندگان خدا سے ایسا سلوک نہ کریں جس کو ہم ان کی طرف سے اپنے واسطے پسند نہ کریں اور یہ اعتقاد رکھیں اور اس امر کا اقرار کریں کہ محمدؐ سردار اولین و آخرین ہے اور ان کا بھائی علیؑ سردار اوصیا ہے اور اس کی ذریت طاہرہ جو امامت سے مخصوص ہیں وہی تمام مکلفین کے امام ہیں اور سب مکلفین پر اللہ تعالیٰ نے ان حضرات علیہم السلام کی اطاعت اور محبت اور متابعت کو واجب اور لازم کیا ہے یہ سن کر وہ کفار کہنے لگے کہ یہ امور ایسے ہیں کہ ظاہری حجتوں اور روشن دلیلوں اور واضح امور کے بغیر سمجھ میں نہیں آتے اور کسی شخص کو مناسب نہیں ہے کہ کوئی نشانی دکھائے اور کوئی دلیل دئیے بغیر ان امور کو دوسرے شخص پر لازم کر دے کیا تم نے اس سے ایسی نشانیاں اور معجزے دیکھے ہیں کہ انہوں نے تم کو عاجز کر کے ان امور کا ماننا تم پر لازم کر دیا اصحاب نے جواب دیا کہ ہاں ہم نے ایسے معجزات اور علامات دیکھے ہیں جن سے ہم کو کسی طرح جائے گریز باقی نہیں رہی اور منکر کے لئے عذاب خدا سے بچنے کی کوئی صورت نہیں ہے تب ہم نے معلوم کر لیا کہ وہ اللہ کی رسالتوں سے مخصوص اور خدا کی نشانیوں سے مؤید (تائید کیا گیا) اور اللہ کے ان علوم سے جن سے خدا نے اس کو خاص کیا ہے مشرف اور معزز ہے انہوں نے پوچھا وہ نشانیاں کیا ہیں جو تم نے دیکھی ہیں تب عمار بن یاسرؓ نے کہا کہ میں نے جو نشانی دیکھی ہے وہ یہ ہے کہ میں ایک روز حضرتؐ کی خدمت میں حاضر

ہوا اور اسوقت مجھ کو آپؐ کی نبوت میں شک تھا اور عرض کی کہ میں آپ کی تصدیق کیونکر کروں جبکہ شک میرے دل پر غالب ہو رہا ہے آیا کوئی دلیل ہے جو مجھ کو راہ حق کی طرف رہبری کرے فرمایا ہاں ہے جو تم نے عرض کی وہ کیا ہے فرمایا اپنے گھر کو واپس جا اور پتھروں اور درختوں سے میری بات سوال کر وہ میری رسالت کی تصدیق کرینگے اور تیرے سامنے میری نبوت کی شہادت دینگے یہ سُن کر میں واپس چلا رستے میں جس پتھر کے پاس سے گذرا اور جس درخت کو دیکھا اس سے یہی کہا کہ اے پتھر اور اے درخت محمدؐ اپنی نبوت کے لئے تیری شہادت طلب کرتا ہے اور اپنی رسالت کے واسطے تیری تصدیق چاہتا ہے اب تو کیا شہادت دیتا ہے اسوقت ہر ایک پتھر اور درخت یہی کہتا تھا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ ہمارے پروردگار کا رسولؐ ہے ✦

حصہ دوم یہاں پر ختم ہوا افسوس صد افسوس خدائے کریم و رحیم اپنے فضل و کرم سے باقی حصوں کا مطالعہ ہم کو نصیب کرے خصوصاً اس حدیث کا تتمہ دستیاب ہو جو عجیب غریب معجزات پر مشتمل ہے آمین ثم آمین

حصہ سوم تفسیر

امام حسن عسکری علیہ السلام

یہ حصہ آیۂ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ کی تفسیر کے آخری حصہ سے دستیاب ہوا۔ شروع حصہ نہیں ملا ✦

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ؕ

قولہٗ عزّ وجل لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ ترجمہ۔ اس بات میں تم پر کچھ گناہ نہیں ہے کہ تم اپنے پروردگار کا فضل طلب کرو (اس آیت کی تفسیر کا شروع حصہ دستیاب نہیں) حضرتؐ نے فرمایا کہ ایک مومن جناب سرور خدا کی خدمت میں حاضر ہوا حضرتؐ نے اس سے فرمایا کہ اے شخص تو اپنے دل کو اپنے ان دینی بھائیوں کے لئے کیسا پاتا ہے جو محمدؐ اور علیؑ کی محبت اور انکے دشمنوں کی دشمنی میں تیرے موافق ہیں اس نے عرض کی کہ میں ان کو اپنے نفس کے برابر سمجھتا ہوں جس چیز سے ان کو

رنج ہوتا ہے اس سے مجھ کو بھی رنج ہوتا ہے اور جس بات سے ان کو خوشی حاصل ہوتی ہے اس سے میں بھی
خوش ہوتا ہوں اور جو چیز ان کو غمگین کرتی ہے اُس سے مَیں بھی غمگین ہوتا ہوں حضرتؑ نے فرمایا اگر یہ
بات ہے تب تو تُو خدا کا دوست ہے دُنیاوی تنگیوں اور بلاؤں کی کچھ پروا نہ کر کہ حق تعالیٰ اس عمل کے
سبب جو تونے بیان کیا تجھ کو اس قدر نعمت عطا کریگا کہ میں تمام خلق خدا میں کسی کو نہیں دیکھتا جو
تیرے برابر فائدہ اُٹھائے سوا اس شخص کے جس کی حالت تیری مانند ہو اے شخص جس اعتقاد پر تو
قائم ہے وہ بیشک تیرے لئے اموال اور اولاد اور عیال کی عوض ہے تُو اس پر خوشنود اور مسرور رہ
کیونکہ تو اس حال نیک میں جو کہ تیرا ہے سب تونگروں اور مالداروں سے زیادہ غنی ہے پس تو محمدؐ
اور علیؑ اور ان کی آلِ اطہار پر درود بھیجنے سے اپنے اوقات کو زندہ رکھ وہ شخص حضرتؑ کا یہ ارشاد
سُن کر نہایت خوش ہُوا اور ہر وقت درود کا ورد کرنے لگا ایک دن ابن ابی ہاقم اور ابوالشرور
اس سے ملے اوّل نے کہا کہ اے شخص محمدؐ نے تجھ کو بھوک اور پیاس کا توشہ عطا کیا ہے اور ابوالشرور نے کہا کہ
اے بندۂ خدا محمدؐ نے جھوٹی آرزوؤں کا توشہ تجھ کو دیا ہے خواہ تو کتنا ہی ان کلمات کا ورد کیا کرے مگر
اس سے تجھ کو کچھ فائدہ حاصل نہ ہوگا دوسرے روز وہ شخص بازار میں گیا اور وہ دونوں بھی وہاں
موجود تھے جب انہوں نے اس مومن کو دیکھا تو آپس میں کہنے لگے آؤ چلیں اس شخص سے جو محمدؐ کے
فریب میں آگیا ہے مسخراپن کریں غرض اسکے پاس گئے اور ابوالشرور نے اسسے کہا اے بندۂ خدا آج
اس بازار میں لوگوں نے سوداگریاں کی ہیں اور نفع کمائے ہیں تو بتا تونے کیا تجارت کی ہے اسنے
جواب دیا میں تو سیر کرنے اور دیکھنے آیا ہوں میرے پاس کچھ موجود نہ تھا جو میں کچھ خرید فروخت کرتا
ہاں محمدؐ اور علیؑ اور ان کی آلِ اطہار پر درود بھیجتا رہا ہوں یہ سُن کر ابوالشرور نے اس سے کہا تو نے
نامرادی کا نفع کمایا ہے اور محرومی اور بے نصیبی کا سرمایہ حاصل کیا ہے اور تیرے واسطے گھر میں
بھوک کا دستر خوان تجھ سے پہلے پہنچ گیا ہے کہ اس پر آرزوؤں کے طعام اور نامرادی کے انواع واقسام
کے کھانے اور سالن موجود ہیں جن کو وہ فرشتے لے کر آئے ہیں جو محمدؐ کے اصحاب پر نامرادی بھوک پیاس
برہنگی اور ذلت لے کر نازل ہوتے ہیں اس شخص نے جواب دیا ہرگز ایسا نہیں ہے قسم خدا کی محمدؐ خدا کا
رسولؐ ہے اور جو کوئی اس پر ایمان لائے وہ اہل حق اور سعادتمند ہے اور جو لوگ اس پر ایمان لائے
ہیں حق تعالیٰ ان کو بہت جلد جس چیز سے چاہے گا معزز اور مکرم فرمائیگا خواہ وہ اپنے فضل و کرم سے

فراخی عطا کرے اور خواہ اپنے عدل و احسان سے تنگی میں مبتلا کرے تاکہ معلوم ہو کہ اس کے نزدیک
سب لوگوں سے افضل اور اسکے احکام کو سب سے بڑھ کر تسلیم کرنے والا کون ہے یہی ذکر تھا کہ اتنے میں ایک
شخص وہاں سے گزرا جس کے ہاتھ میں ایک مچھلی تھی جو بُو کر گئی تھی ابوالشرور نے طنزاً اس مچھلی والے
سے کہا کہ اس مچھلی کو ہمارے اس رفیق کے ہاتھ جو اصحاب رسولؐ ہے بیچ ڈال مومن نے کہا کہ میرے پاس
دام موجود نہیں مچھلی والے نے از روئے طنز کے اس مومن سے کہا کہ اس مچھلی کو خرید لے کہ اسکی قیمت سو تجھ کو خدا
دیدیگا کیا تو رسولؐ خدا پر اتنا بھی اعتماد نہیں کرتا اور اتنی سی چیز کی بھی اسکی طرف جرأت نہیں کرتا اس
مومن نے کہا کہ ہاں یہ مچھلی میرے ہاتھ فروخت کر دے مچھلی والے نے کہا کہ میں نے دو دانگ میں تیرے
ہاتھ فروخت کی مگر اس شرط پر کہ اس کی قیمت رسولؐ خدا سے دلا دے اس مومن نے مچھلی لے لی اور
مچھلی والے کو لے کر حضرتؐ کی خدمت میں آیا حضرتؐ نے اسامہ سے فرمایا کہ اسکو ایک درہم دیدے
وہ شخص درہم لے کر نہایت خوش ہوا اور کہنے لگا کہ مجھ کو مچھلی کی کئی گنی قیمت وصول ہو گئی پھر اس مومن نے
مچھلی کو ان کے روبرو چیرا اور اسکے پیٹ میں سے دو نفیس جواہر نکلے جن کی قیمت دو لاکھ درہم تھی یہ بات
ابوالشرور اور ابن ابوہفاقم کو نہایت شاق گزری اور مچھلی والے سے جا کر کہا کہ کیا تو نے وہ دو جواہرات
نہیں دیکھے تو نے تو مچھلی ہی فروخت کی ہے نہ کہ اسکے پیٹ کی اندر کی چیزیں اب جا کر وہ جواہرات
اس سے لے لے اسنے آکر خریدار سے وہ جواہرات لے لئے اور ایک کو داہنے ہاتھ میں رکھ لیا اور دوسرے کو
بائیں ہاتھ میں اللہ تعالیٰ نے ان کو بچھوؤں کی صورت میں بدل دیا اور انہوں نے مچھلی والے کو کاٹ
کھایا اسنے آہ کی اور چیخ مار کر ان کو ہاتھ سے پھینک دیا اور بولا کہ محمدؐ کا جادو کیسا عجیب ہے بعد ازاں
پھر جو اس مومن نے مچھلی کے پیٹ کی طرف نگاہ کی تو اسکو دو جواہر اور نظر آئے ان کو اٹھا کر مچھلی والے
سے کہا اے میاں یہ بھی تیرے ہی ہیں وہ ان کے لینے کو آگے بڑھا ناگاہ وہ دونو جواہر دو سانپ کی
صورت میں تبدیل ہو کر اس پر حملہ آور ہوئے اور اس کو کاٹ لیا تب وہ چیخنے چلانے اور آہ و زاری
کرنے لگا اور اس مومن سے کہا ان کو میرے پاس سے لیجا مومن نے جواب دیا کہ یہ تو تیرے گمان میں تیرا ہی
مال ہیں اور تو ہی ان کا زیادہ تر مستحق ہے مچھلی والے نے کہا خدا کے واسطے ان کو پکڑ لے میں نے تجھی کو دئے
اس مردِ مومن نے ان دونو کو اسکے پاس سے اٹھا لیا اور اسکو ان کے ہاتھ سے نجات دی ناگاہ وہ دونو
مومن کے ہاتھ میں آ کر جواہر بن گئے پھر دونو بچھوؤں کو اٹھایا وہ بھی ہاتھ میں آتے ہی جواہر ہو گئے

یہ واقعہ دیکھ کر ابوالشرور نے ابوالدواہی سے کہا تو نے محمدؐ کا جادو اور اس کام میں اسکی مہارت اور ہُشیاری دیکھی اس مرد مومن نے اس سے کہا اے دشمن خدا تو اس کو جادو سمجھتا ہے اگر یہ جادو ہے تو بہشت اور دوزخ بھی جادو ہی ہونگے پھر اس نے کہا کہ تم دونو کا اس امر میں تکذیب کرنا گویا بہشت اور دوزخ پر تمسخر کرنا ہے آخر کار مچھلی والا وہاں سے چلا گیا اور وہ چاروں جواہرات اس مومن کے لئے ثروت کا باعث ہوئے پھر اس مومن نے ابوالشرور اور ابوالدواہی سے کہا کہ وائے ہو تم پر تم اس شخص پر ایمان لاؤ کہ اللہ تعالیٰ اپنی نعمتوں کو اس پر اور ان لوگوں پر جو اس پر ایمان لائیں تمام کرتا ہے کیا تم نے یہ عجیب واقعہ نہیں دیکھا اس کے بعد وہ چاروں جواہر لے کر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور باہر کے سوداگر تجارت کے لئے وہاں آئے اور چار لاکھ درہم دے کر ان جواہرات کو خرید لے گئے اس مومن نے عرض کی یا رسول اللہ آج کا دن میرے لئے کیسا مبارک تھا حضرتؐ نے فرمایا کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ تو محمدؐ رسول اللہ کی توقیر کرتا ہے اور اسکے بھائی اور وصی علیؑ ابن ابی طالب کی تعظیم بجالاتا ہے سو اللہ تعالیٰ نے اس کا ثواب تجھ کو عطا کیا ہے اور تیرے اس عمل کا یہ نفع ہے جو تو نے کیا۔ آیا تو چاہتا ہے کہ میں تجھ کو ایسی تجارت بتاؤں جس میں تو اس مال کو صرف کرے اس نے عرض کی یا رسول اللہ ارشاد فرمائیے فرمایا اس کو جنت کے درختوں کے بیج بنا اس نے عرض کی کہ کس طرح کروں فرمایا اس سے اپنے دینی بھائیوں کی جو ہماری اور ہمارے دوستوں کی دوستی اور ہمارے دشمنوں کی دشمنی میں تیرے برابر ہیں غمخواری اور ہمدردی کر اور اس میں ان مومنوں کو جو ہمارے حق کی معرفت اور ہماری شان کی توقیر کرنے اور ہمارے امر کو عظیم جاننے میں تجھ سے افضل ہیں اپنے نفس پر ترجیح دے تاکہ یہ مال جنت کے درختوں کا بیج بن جائے آگاہ ہو کہ ہر حبہ جو تو اپنے ان مومن بھائیوں پر جن کا میں نے ذکر کیا ہے خرچ کریگا وہ تیرے لئے بڑھا یا جائیگا یہانتک کہ بڑھتے بڑھتے کوہ ابوقبیس واحد و ثور و ثبیر سے ہزار گنا ہو جائیگا پھر اس سے تیرے واسطے جنت میں محل تعمیر کئے جائینگے جن کے کنگرے یاقوت کے ہونگے اور سونے کے محل تیار کئے جائینگے جن کے کنگرے زبرجد کے ہونگے اسوقت ایک اور شخص نے کھڑے ہو کر عرض کی کہ یا رسول اللہ میں تو فقیر ہوں اور اس کی طرح سے مال مجھ کو میسر نہیں ہوا فرمائیے میرا کیا حال ہو گا حضرتؐ نے فرمایا تجھ کو ہماری خالص محبت اور شفاعت نافع حاصل ہے جو کہ تجھ کو بلند ترین مراتب کو

پہنچائیگی کیونکہ تو ہم اہلبیت کو دوست رکھتا ہے اور ہمارے دشمنوں کا دشمن ہے ۔

قولہ عز وجل فَإِذَا أَفَضْتُم مِّنْ عَرَفَاتٍ فَاذْكُرُوا اللَّهَ عِندَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ ۖ وَاذْكُرُوهُ كَمَا هَدَاكُمْ وَإِن كُنتُم مِّن قَبْلِهِ لَمِنَ الضَّالِّينَ ۝ ثُمَّ أَفِيضُوا مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ وَاسْتَغْفِرُوا اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝ فَإِذَا قَضَيْتُم مَّنَاسِكَكُمْ فَاذْكُرُوا اللَّهَ كَذِكْرِكُمْ آبَاءَكُمْ أَوْ أَشَدَّ ذِكْرًا ۗ فَمِنَ النَّاسِ مَن يَقُولُ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا وَمَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ۝ وَمِنْهُم مَّن يَقُولُ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝ أُولَٰئِكَ لَهُمْ نَصِيبٌ مِّمَّا كَسَبُوا ۚ وَاللَّهُ سَرِيعُ الْحِسَابِ ۝ ترجمہ

جب تم عرفات سے مشعر الحرام کی طرف پھرو تو مشعر الحرام کے قریب پہنچ کر خدا کا ذکر کرو اور اُس کو یاد کرو جیسا کہ اس نے تم کو ہدایت کی ہے اور بیشک تم اس سے پہلے ضرور گمراہ تھے پھر تم اُلٹے پھرو جہاں سے کہ سب لوگ پھرتے ہیں اور اللہ سے بخشش طلب کرو بیشک اللہ بخشنے والا اور مہربان ہے پس جس وقت کہ تم اپنے حج کے اعمال کو پورا کر لو تو تم اللہ کا ذکر اس طرح سے کرو جس طرح اپنے باپوں کا ذکر کرتے ہو یا اس سے بھی زیادہ ذکر کرو پس آدمیوں میں سے بعض ایسے ہیں کہ کہتے ہیں اے ہمارے پروردگار ہم کو دُنیا میں دے (کہ دُنیا میں راحت سے رہیں اور آخرت کی ان کو کچھ پروا نہیں) اور ان طالبان دُنیا کے واسطے آخرت میں کچھ حصہ نہیں ہے اور بعض آدمی ان میں سے ایسے ہیں جو کہتے ہیں اے ہمارے پروردگار ہم کو دُنیا میں بھی نیکی دے اور آخرت میں بھی نیکی عطا کر اور ہم کو آتش دوزخ کے عذاب سے محفوظ رکھ ان ہی لوگوں کو اپنے اعمال کا حصہ ملیگا اور اللہ بہت جلد حساب لینے والا ہے ۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ حاجیوں سے ارشاد فرماتا ہے فَإِذَا أَفَضْتُم مِّنْ عَرَفَاتٍ کہ جب تم عرفات سے پھرو اور مزدلفہ کی طرف جاؤ فَاذْكُرُوا اللَّهَ عِندَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ تو مشعر الحرام کے پاس پہنچ کر اللہ کا ذکر کرو کہ اس کی نعمتوں اور بخششوں کو یاد کرو اور اسکے تمام پیغمبروں کے سردار محمدؐ پر اور اسکے تمام برگزیدہ بندوں کے سردار علیؑ ابن ابی طالب پر درود بھیجو۔ وَاذْكُرُوهُ كَمَا هَدَاكُمْ اور اللہ کو یاد کرو جس طرح کہ اس نے تم کو اپنے دین اور اپنے رسول پر

ایمان لانے کے لئے ہدایت کی ہے وَاِنْ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الضَّآلِّيْنَ اور البتہ تم اس سے
پہلے کہ تم کو دین خدا کی طرف ہدایت کی جائے اسکے دین سے گمراہ تھے ثُمَّ اَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ
پھر تم مشعر الحرام سے روانہ ہو جیسا کہ اور لوگ (یعنی اور حاجی) جمع سے عرفات کو روانہ ہوئے
ہیں (جمع مزدلفہ کا نام ہے) اور ناس کے لفظ سے یہاں حجاج یعنی حاجی مراد ہیں سوائے جماعت
حمس کے کہ وہ جمع سے آگے نہ جاتے تھے وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ اور اللہ
سے اپنے گناہوں کی بخشش طلب کرو البتہ خدا توبہ کرنے والوں کو بخشنے والا اور مہربان ہے
فَاِذَا قَضَيْتُمْ مَّنَاسِكَكُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَكُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا پس جب
تم مناسک حج (اعمال حج) کو جو تمہارے لئے حج میں مقرر کئے گئے ہیں پورے کر چکو تو تم اللہ کا ذکر
کرو اس طرح سے کہ اس کی نعمتوں کو جو اس نے تم کو عطا کی ہیں ذکر کرو اور اس کے اس احسان کو
یاد کرو جو اس نے تم پر کیا ہے کہ تم کو سردار مخلوقات محمدؐ کی نبوت پر ایمان لانے اور اسکے بھائی زینت
اہل اسلام علیؑ ابن ابی طالب علیہ السلام کی وصایت کے معتقد ہونے کی توفیق دی جس طرح کہ اپنے
آباء و اجداد کے افعال و آثار کو یاد کرتے تھے بلکہ اس سے بھی زیادہ اللہ کو یاد کرو اس میں اللہ تعالیٰ نے
اپنے بندوں کو اختیار دیدیا ہے اور یہ لازم نہیں کیا کہ مجھ کو اپنے باپ دادا کی نسبت زیادہ
یاد کرو اگرچہ اللہ نے جو نعمتیں ان کو عطا کی ہیں وہ ان نعمتوں سے بہت زیادہ اور عظیم تر ہیں
جو ان کے باپ دادا نے ان کو دی ہیں پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ
اٰتِنَا فِى الدُّنْيَا وَمَا لَهٗ فِى الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ پس بعض لوگ ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ اے
ہمارے پروردگار ہم کو دنیا کے مال و اسباب اور اسکی نادر و نفیس اشیا عطا فرما اور آخرت
میں ان کو کچھ حصہ نہ ملیگا کیونکہ وہ وہاں کے لئے کوئی عمل نہیں کرتے اور وہاں کی بہتری طلب
نہیں کرتے وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِى الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِى الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً اور
بعض لوگ ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو دنیا کی نعمتیں اور اسکی نفیس اور
عمدہ چیزیں عطا فرما اور آخرت میں بھی جنت کی نعمتیں عطا کر وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ اور
آتش دوزخ کے عذاب سے نجات دے اور وہ لوگ اللہ پر ایمان رکھتے ہیں اور اسکی طاعت اور
فرمانبرداری کو عمل میں لاتے ہیں اور اسکے نافرمان اور سرکش بندوں سے پرہیز کرتے ہیں اُولٰٓئِكَ لَهُمْ

حمس بضم ح و سکون میم - قریش کی ایک جماعت کا نام ہے ۱۲

نَصِيبٌ مِّمَّا كَسَبُوا وَاللّٰهُ سَرِيعُ الْحِسَابِ یہ لوگ جو اس طریق (آخر) پر دعا کرتے ہیں
ان کو دنیا اور آخرت میں ان کے اعمال کا ثواب ملیگا اور اللہ بہت جلد حساب لینے والا ہے۔
کیونکہ اس کو ایک کام دوسرے کام سے نہیں روکتا اور ایک کا محاسبہ دوسرے شخص کے حساب لینے
سے باز نہیں رکھتا اس لئے کہ جب وہ ایک شخص سے حساب لیگا تو اُسی وقت میں وہ سب سے حساب لیگا
اور ایک شخص کا حساب ختم ہونے کے ساتھ ہی سب کا حساب ختم ہو جائیگا چنانچہ حق تعالیٰ اور مقام میں
ارشاد فرماتا ہے مَا خَلْقُكُمْ وَلَا بَعْثُكُمْ اِلَّا كَنَفْسٍ وَّاحِدَةٍ تمہارا پیدا کرنا اور تمہارا
قیامت کے دن زندہ کر کے اُٹھانا ایک نفس کے پیدا کرنے اور ایک نفس کو زندہ کر کے اُٹھانیکی
مانند ہے اور ایک کا پیدا کرنا دوسرے کی پیدایش میں اور ایک کا زندہ کر کے قیامت کے دن اُٹھانا
دوسرے شخص کے اُٹھانے میں حارج نہیں ہے، امام زین العابدین علیہ السلام نے جبکہ آپ مقام عرفات
میں تشریف رکھتے تھے زہری سے فرمایا اے زہری تیرے حساب میں یہاں کس قدر آدمی (حاجی)
موجود ہونگے اس نے عرض کی کہ میرے حساب میں پینتالیس لاکھ آدمی ہونگے جو سب کے سب حاجی
ہیں اور انہوں نے اپنے مالوں کو راہ خدا میں صرف کیا ہے اور اپنی فریاد و زاری کی آوازوں سے
خدا کو پکارتے ہیں حضرت نے فرمایا اے زہری فریاد و زاری کرنے والے تو بیشمار ہیں مگر حاجی
بہت ہی کم ہیں زہری نے عرض کی یا حضرت یہ تو سب کے سب حاجی ہیں کیا یہ تھوڑے ہیں فرمایا
اے زہری اپنا منہ میرے پاس لا اس نے جب اپنا منہ حضرت کے نزدیک کیا تو حضرت نے اپنا
دست حق پرست اسکے منہ پر پھیر کر فرمایا اب ان لوگوں کی طرف دیکھ زہری کہتا ہے مینے دیکھا کہ وہ
تمام خلقت بندر معلوم ہوتے ہیں اور ان میں فی دس ہزار ایک شخص انسان نظر آتا ہے بعد ازاں
حضرت نے ارشاد فرمایا اب پھر اپنا منہ میرے قریب لا جب مینے اپنا منہ حضرت کے نزدیک کیا تو اپنا
ہاتھ میرے منہ پر پھیر کر فرمایا اب پھر ان کو دیکھ کیا دیکھتا ہوں کہ وہ سب کے سب سؤر نظر آتے ہیں پھر
فرمایا کہ پھر اپنا منہ میرے پاس لا جب مینے اپنا منہ حضرت کے نزدیک کیا تو اپنا ہاتھ اس پر پھیر کر فرمایا
اب پھر دیکھ جب مینے دیکھا تو معلوم ہوا کہ اُن خاص قدرے قلیل آدمیوں کے سوا سب کے سب ریچھ ہیں اس وقت
مینے عرض کی اے فرزند رسول خدا آپکی نشانیوں نے مجھ کو مدہوش کر دیا اور آپکے عجائبات نے مجھ کو عالم تحیر
میں ڈال دیا اے زہری اس تمام جم غفیر اور خلق کثیر میں ان چند نفر کے سوا جن کو تو نے انسانی صورت

سیپارہ ۲
سورہ ۲

میں دیکھا اور کوئی حاجی نہیں ہے بعدازاں مجھ سے فرمایا کہ اپنے منہ پر ہاتھ پھیر لے جب میں نے ایسا کیا تو وہ تمام مخلوقات میری نظر میں بدستور سابق آدمی معلوم ہونے لگے پھر حضرتؑ نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ اے زہری حج جو کوئی حج کرے اور ہمارے دوستوں کو دوست رکھے اور ہمارے دشمنوں کو ترک کرے اور اپنے نفس کو ہماری متابعت پر قائم کرے اور اللہ نے ہماری امامت کا قلادہ (گلوبند) جو اسکی گردن میں ڈالا ہے اسکو حجر اسود کے سپرد کرے (یعنی اسکے سامنے اقرار کرے) اور ہمارے جو معاہدے اس پر لازم کئے تھے ان پر وفا کرے پھر اس مقام میں حاضر ہو وہ شخص حاجی ہے اور باقی لوگ وہ ہیں جو تو نے دیکھے ہیں اے زہری میرے والد ماجد نے روایت کی ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ منافق لوگ جو محمدؐ اور علیؑ اور ان کے ان محبوں سے عناد رکھتے ہیں جو محمدؐ اور علیؑ کو دوست رکھتے ہیں اور ان کے دشمنوں کو دشمن وہ حاجی نہیں ہیں کیونکہ یہ مومن جو ہمارے دوست ہیں اور ہمارے دشمنوں کے دشمن میدان حشر میں ان کے ہم کو دوست رکھنے کے درجہ کے موافق ان کے نور ساطع ہونگے بعض کا نور تو ہزار برس کی راہ تک اپنی روشنی پھیلائیگا اور بعض کا نور تین لاکھ برس کی راہ تک جو اس میدان کی کل مسافت ہے اپنی روشنی ڈالیگا اور بعض کے انوار بیچ کی مسافتوں تک اپنی روشنی پھیلائینگے اور ان کی مسافت کی کمی زیادتی ان لوگوں کے ہم کو دوست رکھنے اور ہمارے دشمنوں کو دشمن رکھنے کے موافق ہوگی اور تمام اہل محشر خواہ مسلمان ہوں یا کفار ان کو شناخت کرینگے کہ وہ ہمارے دوست ہیں اور ہمارے دشمنوں سے بیزار ہیں ان میں سے ہر ایک کو آواز دی جائیگی اے ولی خدا اس میدان میں سا نظر کر اور جس کسی نے دنیا میں تیرے ساتھ کسی قسم کی بھلائی کی ہے یا تیری کسی تکلیف کو رفع کیا ہے یا مظلومی کے وقت میں تیری اعانت کی ہے یا کسی دشمن کو تجھ سے باز رکھا ہے یا کسی معاملہ میں تجھ پر کچھ احسان کیا ہے اسکا تو آج کے دن شفیع ہے پس اگر وہ شخص جسکی وہ مومن شفاعت کریگا مومن اور اہل حق ہوگا تو اسکی شفاعت سے خدا کی نعمتیں اس پر زیادہ کی جائینگی اور اگر تقصیروار ہوگا تو اسکی شفاعت سے اسکی تقصیریں معاف ہو جائینگی اور اگر وہ بندہ کافر ہوگا تو اسکے احسان کے موافق اسکے عذاب میں تخفیف ہو جائیگی اور گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ یہ ہمارے شیعہ اُس میدان میں بازوں اور شکروں کی طرح اُڑتے پھرتے ہیں اور اپنے محسنوں پر اس طرح جھپٹتے ہیں جس طرح باز اور شکرے گوشت کے اُٹھانے اور اُچک لیجانے کے لئے جھپٹا کرتے ہیں اور اس طرح سے ان لوگوں کو جنھوں نے دنیا میں

ان کے ساتھ احسان کیا تھا اور ان کو اُٹھا کر جنت میں لے جاتے ہیں ۔
اور ایک شخص نے امام زین العابدین علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی لے فرزند رسولؐ جب ہم
عرفات اور منیٰ میں ٹھیرتے ہیں اور خدا کو یاد کرتے ہیں اور اسکی بزرگیوں کا ذکر کرتے ہیں اور محمدؐ و آل محمدؐ
پر درود بھیجتے ہیں نیز اپنے باپ دادا کے آثار و مناقب اور ان کے افعال شریفہ کو یاد کرتے ہیں اس فعل کے
بجالانے سے ہم کو ان کے حقوق کا ادا کرنا مقصود ہوتا ہے حضرتؑ نے اسکے جواب میں حاضرین سے مخاطب ہو کر
فرمایا آیا تم چاہتے ہو کہ میں تم کو ایسا طریقہ بتلاؤں جو حقوق کے ادا کرنے میں اس سے بڑھ کر اور بہتر ہو
انھوں نے عرض کی اے فرزند رسول خدا ہاں ارشاد فرمائیے فرمایا اس سے بہتر یہ طریقہ ہے کہ تم خدا کی
توحید اور اسکی شہادت اور محمدؐ رسول اللہ کے ذکر اور اس کے لئے اس امر کی شہادت کہ وہ سردار
انبیاء ہے اور علیؑ ولی اللہ کے ذکر اور اس کے لئے اس امر کی شہادت کہ وہ سردار اوصیاء ہے اور محمدؐ کی
آلؑ اطہار کے ائمہ طاہرین کے ذکر اور ان کے لئے اس امر کی شہادت کو کہ وہ خدا کے مخلص بندے
ہیں اپنے نفسوں میں تازہ کرو کیونکہ جب عرفہ کی شام اور یوم منیٰ کی دوپہر ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے
ملائکہ کرام کے سامنے جو عرفات و منیٰ میں مقیم ہیں فخر و مباہات کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ یہ میرے
بندے اور کنیزیں بال پریشان کئے اور گرد و غبار میں بھرے ہوئے دُور دراز کے شہروں سے میرے
دربار میں حاضر ہوئے ہیں اور محض میری خوشنودی کے حاصل کرنے کے لئے اپنی نفسانی خواہشوں
اور وطنوں اور دوستوں کو ترک کیا ہے تم ان کے دلوں اور ان کے دلی خیالات کو دیکھو لے میرے فرشتو
مینے تمہاری نظروں کو ان کے دلوں پر واقف ہونے کے لئے قوی کر دیا ہے اسوقت وہ فرشتے انکے دلوں پر
مطلع ہوتے ہیں اور عرض کرتے ہیں لے ہمارے پروردگار ہم ان کے دلوں سے واقف ہو گئے بعض کے
دل تو نہایت سیاہ اور تاریک ہیں کہ ان میں سے جہنم کا دھواں اُٹھتا ہے اسوقت اللہ تعالیٰ ان فرشتوں
سے فرماتا ہے اے میرے فرشتو یہ وہ اشقیا ہیں جن کی دُنیاوی زندگی کی کوشش بیکار گئی حالانکہ وہ
گمان کرتے ہیں کہ ہم نیک عمل کرتے ہیں ان کے یہ دل نیکیوں سے خالی اور طاعتوں سے عاری ہیں
اور مہلک گناہوں پر مُصر ہیں اور جس کو ہم نے ذلیل کیا ہے اسکو بزرگ جانتے ہیں اور جسکو ہم نے
بزرگی عطا کی ہے اس کو کم درجہ سمجھتے ہیں اگر اسی حالت میں یہ لوگ مجھ سے ملاقات کرینگے تو میں ضرور
ان کے عذاب کو شدید اور سخت کرونگا اور ان کے حساب کو طول دونگا اے فرشتو یہ وہ دل ہیں جن کا اعتقاد

یہ ہے کہ محمدؐ رسول اللہ نے خدا پر جھوٹ باندھا یا خدا کی طرف سے اپنے بھائی اور وصی کو بندگانِ خدا کی
بھیوں (ٹیڑھا پن) کو سیدھا کرنے اور ان کی سیاستوں کا مختار کرنے کے لئے اپنا جانشین کرنے میں غلطی
کھائی آخران لوگوں نے اپنے دین کی درستی میں ہلاک ہونے والوں کی پیروی اور جاہلوں کی تعلیم اور
ان غافلوں اور بے خبروں کی تنبیہ میں امن دیکھا جن کی نہایت بری سواریاں ہونگی جو انہیں جہنم میں
لے جائینگی (یعنی ان کے اعمال بد) "

بعد ازاں اللہ تعالیٰ ان فرشتوں سے فرماتا ہے کہ تم پھر نظر کرو تب وہ دیکھ کر عرض کرتے ہیں کہ
اے پروردگار ہم نے ان باقی لوگوں کے دلوں کو دیکھا یہ تو سفید اور چمکدار ہیں اور ان سے نور ساطع ہو کر
آسمانوں اور حجابوں کی طرف بلند ہوتا ہے اور اے خدائے رحمٰن وہ نور ان کو چیر کر تیرے عرش کی ساق
تک پہنچتا ہے تب خدائے بزرگ و برتر ارشاد فرماتا ہے اے فرشتو یہ وہ سعادت مند اور نیک بخت بندے
ہیں جن کے اعمال اللہ نے قبول کر لئے ہیں اور وہ ان کی دنیوی زندگی کی کوشش کا ممنون ہے کیونکہ
انہوں نے دنیا میں نیک عمل کئے ہیں اے فرشتو یہ دل نیکیوں کے حصول کرنے کیلئے طاعات خدا بجا
لاتے ہیں اور نجات دینے والے اور شرف کرنے والے اعمال پر ہمیشہ کاربند ہیں جکو ہم نے معظم اور
مشرف کیا ہے اسکی عظمت اور شرافت کے معتقد ہیں اور جس کو ہم نے ذلیل و خوار کیا ہے اسکی ذلت کا
اعتقاد رکھتے ہیں اگر یہ لوگ اسی حالت میں مجھ سے ملاقات کرینگے تو میں ان کے حسنات کی میزانوں کو
گرانبار کرونگا اور ان کے گناہوں کی میزانوں کو ہلکا کرونگا اور ان کے انوار کو زیادہ کرونگا اور
اپنے رحمت و کرامت کے گھر میں ان کا محل و منزل مقرر کرونگا یہ وہ دل ہیں جو معتقد ہیں کہ محمدؐ
رسول اللہ اپنے تمام اقوال میں سچا اور اپنے تمام افعال میں حق پر ہے اور سب حالتوں میں شریف اور
بزرگ اور اپنی تمام خصائل میں نیک اور پسندیدہ ہے اور امیرالمومنینؑ علیؑ ابن ابی طالب کو امام اور
دین خدا کا روشن نشان مقرر کرنے میں عین درستی پر ہے اور امیرالمومنینؑ کو ہدایت کا پیشوا اور ہلاکت سے
بچانے والا جانتے ہیں جس امر کی طرف وہ دعوت کرتا ہے وہ حق اور درست ہے اور جس بات کی
طرف وہ راہبری کرتا ہے وہ عین حکمت اور صواب ہے اور نیک بخت وہ شخص ہے جو اپنی رسی کو اسکی
رسی کے ساتھ جوڑے۔ اور بدبخت اور ہلاک ہونے والا وہ شخص ہے جو اس پر ایمان لانے والوں اور اسکی
اطاعت کرنے والوں کی شمار سے خارج ہو جائے جو سواریاں ان کو جنت میں لے جائینگی وہ بہت اچھی

سواریاں ہیں عنقریب ہم ان کو جنت کے غرفوں (بالاخانوں) میں اُتارینگے اور کنیزوں اور غلاموں کے ہاتھوں سے مُہر کردہ شراب سے ان کو سیراب کرینگے اور بہت جلد ان کو دار السلام میں زین الاسلام یعنی محمد علیہ وآلہ الصلوٰۃ والسلام کا رفیق بنائینگے اور اللہ تعالیٰ بہت جلد ان کو بزرگ مہمانی میں شیعوں کی جماعت سے ملحق کریگا پھر اسکے ساتھ ان کو جنات نعیم کا بادشاہ بنائیگا اور یہ وہاں عیش سلیم اور نعیم مقیم میں ہمیشہ رہیں گے اور ان کے اعتقادات اور اقوال کی جزا میں یہ تمام نعمتیں ان کے لئے گوارا اور مبارک ہیں اور خدائے کریم ورحیم کے فضل وکرم سے یہ سب کچھ ان کو حاصل ہوا ہے ۔

قولہ عز وجل وَاذْكُرُوا اللَّهَ فِي أَيَّامٍ مَعْدُودَاتٍ فَمَنْ تَعَجَّلَ فِي يَوْمَيْنِ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ وَمَنْ تَأَخَّرَ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ لِمَنِ اتَّقَىٰ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّكُمْ إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ ۝ ترجمہ اور اللہ کو شمار کئے گئے دنوں میں یاد کرو پس جو کوئی دو دنوں میں جلدی کرے تو اس کے ذمے کوئی گناہ نہیں ہے اور یہ اُس شخص کے لئے ہے جو اللہ سے ڈرے اور جو کوئی تاخیر کرے تو اُس پر بھی کوئی گناہ نہیں ہے اور تم اللہ سے ڈرو اور یہ جان لو کہ تم اس کی طرف جمع کئے جاؤ گے (قیامت کے دن) ۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے وَاذْكُرُوا اللَّهَ فِي أَيَّامٍ مَعْدُودَاتٍ اور اللہ کو گنے ہوئے دنوں میں یاد کرو اور وہ تین دن ہیں جو قربانی کے دن (دسویں) کے بعد آتے ہیں (یعنی گیارھویں ۔ بارھویں ۔ تیرھویں ماہ ذی الحجہ) اور ایام تشریق کہلاتے ہیں اور ذکر سے مراد اس آیت میں تکبیر ہے جو واجبی نمازوں کے بعد پڑھی جاتی ہے روز قربانی کے ظہر سے پڑھنا شروع کرتے ہیں اور آخر روز تشریق کی نماز صبح تک پڑھتے ہیں اور وہ تکبیر یہ ہے اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ وَلِلَّهِ الْحَمْدُ اللَّهُ أَكْبَرُ عَلَىٰ مَا هَدَانَا اللَّهُ أَكْبَرُ عَلَىٰ مَا رَزَقَنَا مِنْ بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ ۝ بعد ازاں خدا فرماتا ہے فَمَنْ تَعَجَّلَ فِي يَوْمَيْنِ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ لِمَنِ اتَّقَىٰ پس جو کوئی کہ ایام تشریق کے دو روز (گیارھویں بارھویں) میں جلدی کرے اور حج سے فارغ ہو کر (اور دو روز منا میں رہ کر) اپنے مُلک کی طرف واپس چلا جائے (اور تیرھویں تک منا میں نہ ٹھیرے) تو اسکے پچھلے گناہوں میں سے کوئی گناہ اس شخص کے ذمے باقی نہیں رہتا کیونکہ وہ اس حج کرنیکے سبب معاف ہو جاتے ہیں جس میں اسنے اپنے گناہوں سے ندامت اور پشیمانی کا اظہار کیا ہے اور

ان سے توبہ کرلی ہے لیکن یہ عنایت اس شخص کے لئے ہے جو مہلک گناہوں میں پڑنے سے ڈرے اسلئے کہ اگر ان میں پڑگیا تو یہ گناہ (جدید) اسکے ذمے لکھے جائینگے اور گزشتہ گناہ اس توبہ کے سبب جو اس نے کی ہے معاف نہ ہونگے کیونکہ اسنے اس توبہ کو ان مہلک گناہوں میں پڑنے کے سبب جو اس توبہ کرنے کے بعد کئے ہیں باطل کردیا ہے اور اب ازسرِ نو توبہ کرنے سے ہی معاف ہونگے وَاتَّقُوا اللّٰهَ اور اے حاجیو کہ تمہارے تمام گزشتہ گناہ اس حج کے سبب جو مقرون بہ توبہ تھا معاف ہوگئے ہیں خدا سے ڈرو اور پھر مہلک گناہوں کی طرف رجوع نہ کرو نہیں تو گزشتہ گناہ پھر عود کر آئینگے اور ان کا اُٹھانا تم کو گرانبار اور بوجھل کردیگا اور بعد میں وہ گناہ ازسرِ نو توبہ کئے بغیر کبھی معاف نہ ہونگے وَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ۝ اور جان لو کہ قیامت کے دن زندہ ہو کر اسکی طرف جاؤگے اور وہ تمہارے اعمال کو دیکھے گا اور ان کے موافق وہ تمہارا پروردگار تم کو بدلا دیگا ۔

اور امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اپنے حج کو مقبول اور مبرور بناؤ اور خبردار ایسا نہ کرنا کہ وہ بُری طرح سے تم ہی کو واپس کردیا جائے اور قیامت کے دن بہشت میں جانے سے بہت بُری طرح پرے کئے جاؤ۔ آگاہ ہو جو چیز کہ حج کو محل قبول میں پہنچاتی ہے وہ یہ ہے کہ اس کے ساتھ محمدؐ اور علیؑ اور ائمۂ آلِ اطہار کی موالات (دوستی) شامل ہو اور جو چیز کہ اس (حج) کو پستی میں ڈالتی ہے اور زائل کردیتی ہے وہ پیشوایانِ حق اور والیانِ صدق یعنی علیؑ ابن ابی طالب اور اسکی ذریت اور اہلبیتؑ کے نجیب پسندیدگانِ خداوند متعال کو ترک کرکے اوروں کو ان کا ہمسر مقرر کرنا ہے ۔

بعدازاں فرمایا کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ علیؑ کے دوستوں کو جو محمدؐ پر ایمان رکھتے ہیں اور اسکے قول کی تصدیق کرتے ہیں خوشخبری ہو کہ اللہ تعالیٰ اپنے عرش معلے پر نہایت اشرف اور اعلےٰ ذکر سے ان کو یاد فرماتا ہے اور عرش اور کرسی اور حجابوں اور آسمانوں اور زمین اور ہوا اور اسکے بیچ کے فرشتے اور زمین کے نیچے ثریٰ تک کے فرشتے ان پر درود بھیجتے ہیں اور بادلوں اور بارشوں اور تری اور خشکی کے فرشتے اور آسمان کے سورج چاند اور ستارے اور زمین کے سنگریزے اور ریت کے ذرّے اور باقی تمام اقسام کے زمین پر چلنے والے حیوانات بھی ان پر درود بھیجتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر ایک شے کے درود کی عوض میں انکے مراتبِ منازل کا اوج شرف عطا فرماتا ہے اور اپنے نزدیک انکی عظمت اور جلالت کو بڑھاتا ہے یہانتک کہ قیامت کے دن حاضر بارگاہ ایزدی ہونگے

اور سب کے سامنے کرامت ہائے الٰہی سے مشہور کئے جائینگے اور محمدؐ اور علیؑ صفیؑ پرور دگار عالمین کے رفیق بنائے جائینگے اور وائے ہو ان معاندوں پر جنہوں نے محمدؐ کی نبوت کا انکار کیا اور آنحضرتؐ کے اقوال کو جھٹلایا کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے عرش پر نہایت رسوائی کے ساتھ ان پر لعنت کرتا ہے اور حاملانِ عرش اور کرسی اور حجابہائے نور اور آسمانوں اور زمین اور ہوا اور اسکے بیچ کے فرشتے اور زمین سے نیچے ثریٰ تک کے فرشتے بہت بری طرح سے اُن پر لعنت بھیجتے ہیں اور بادل اور بارش اور خشکی اور تری کے فرشتے اور آسمان کے سورج چاند اور ستارے اور زمین کے سنگریزے اور ریت کے ذرے اور باقی تمام اقسام کے زمین پر چلنے والے حیوانات بھی اُن پر لعنت کرتے ہیں اور ہر ایک شے کی لعنت سے اللہ تعالیٰ انکے درجات کو پست کرتا جاتا ہے اور ان کے احوال اس کے نزدیک بدتر ہوتے جاتے ہیں یہانتک کہ قیامت کے دن اللہ کے حضور میں حاضر ہونگے اور سب کے روبرو اللہ کی لعنت اور عداوت کے ساتھ مشہور کئے جائینگے اور دشمنان خدا ابلیس ۔ نمرود اور فرعون کے رفیق بنائے جائینگے اور وہ عظیم الشان عمل جس کے ذریعہ فرشتگان خیار اور حجابہائے نور اور آسمان قرب خدا حاصل کرتے ہیں وہ ہم اہلبیتؑ کے دوستوں پر درود بھیجنا اور ہمارے دشمنوں پر لعنت کرنا ہے ۔

قولہ عز و جل وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّعْجِبُكَ قَوْلُهٗ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيُشْهِدُ اللّٰهَ عَلٰى مَا فِيْ قَلْبِهٖ وَهُوَ اَلَدُّ الْخِصَامِ ۝ وَاِذَا تَوَلّٰى سَعٰى فِي الْاَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيْهَا وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ ۝ وَاِذَا قِيْلَ لَهُ اتَّقِ اللّٰهَ اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْاِثْمِ فَحَسْبُهٗ جَهَنَّمُ وَلَبِئْسَ الْمِهَادُ ۝ ترجمہ اور بعض آدمیوں میں سے وہ شخص ہے کہ زندگانی دنیا میں اسکی بات تجھ کو (اے محمدؐ) بھلی معلوم ہوتی ہے اور وہ اپنے دل کی بات پر خدا کو گواہ کرتا ہے حالانکہ وہ بہت سخت جھگڑنے والا اور دشمن خدا ہے اور جب (وہ مجلس نبوی سے) پھر جاتا ہے تو وہ زمین میں دوڑتا ہے اور سعی کرتا ہے کہ اُس میں فساد کرے اور کھیتی اور نسل حیوانی کو ہلاک اور برباد کرے اور خدا فساد کو دوست نہیں رکھتا اور جب اس (منافق) سے کہا جاتا ہے کہ خدا سے ڈر تو عزت (غیرت اور حمیت جاہلیت) اس کو گناہ پر لگاتی ہے (یعنی جُوں جُوں منع کرو زیادہ گناہ کرتا ہے) پس جہنم اس کو کافی ہے اور البتہ وہ بہت بُرا بچھونا ہے ۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے گزشتہ آیت میں ظاہری و باطنی پرہیزگاری کا

حکم فرمایا تھا اب حضرتؐ کو مطلع فرماتا ہے کہ بعض لوگ ایسے ہیں جو ظاہر میں تو پرہیز گاری کرتے ہیں اور
اس کے خلاف کو باطن میں پوشیدہ رکھتے ہیں اور خدا کے گناہوں کے مرتکب ہوتے ہیں چنانچہ فرماتا ہے
وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّعْجِبُكَ قَوْلُهٗ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا اے محمدؐ بعض آدمیوں میں سے وہ شخص ہے
کہ زندگانی دُنیا میں اس کی بات تجھ کو بھلی لگتی ہے کہ دین اسلام کو تیرے سامنے ظاہر کرتا ہے اور
تیرے آگے پرہیزگاری اور نیکی سے آراستہ بنتا ہے وَيُشْهِدُ اللّٰهَ عَلٰى مَا فِيْ قَلْبِهٖ اور اپنے دلی اعتقادات
پر خدا کو گواہ کرتا ہے اور تیرے سامنے قسمیں کھاتا ہے کہ میں خالص مومن ہوں اور اپنے قول کی اپنے فعل سے
تصدیق کرتا ہوں وَاِذَا تَوَلّٰى سَعٰى فِي الْاَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيْهَا اور جب وہ تیرے پاس سے واپس
جاتا ہے تو زمین میں دوڑتا ہے اور سعی کرتا ہے کہ اس میں فساد کرے یعنی اپنے اس قول کے برخلاف جو
اسنے تیرے سامنے ظاہر کیا ہے کہ میں مومن ہوں کفر کرے اور ظلم اختیار کرے جو اس وعدے کے مخالف
ہے جو اسنے تیرے روبرو کیا ہے عاصی اور گنہگار بنتا ہے وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ اور کوشش کرتا ہے کہ کھیتی
کو ہلاک کردے کہ اسکو جلادے یا خراب کردے وَالنَّسْلَ اور اس امر میں ساعی ہوتا ہے کہ حیوانات کو قتل
کرکے انکی نسل کو قطع کرے وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ اور اللہ تعالیٰ فساد کو پسند نہیں کرتا اور اسکی
عوض میں عذاب کرنے اور سزا دینے کو ترک نہ کریگا وَاِذَا قِيْلَ لَهُ اتَّقِ اللّٰهَ اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْاِثْمِ اور
جب اس شخص سے جسکی بات تجھ کو بھلی لگتی ہے یہ کہا جاتا ہے کہ تو خدا سے ڈرو اور یہ بدکاریاں ترک کر تو عزت
اسکو اس گناہ پر لگاتی ہے جس کو وہ پوشیدہ رکھتا ہے پس وہ اپنے شر میں اور شر زیادہ کرلیتا ہے اور اپنے
ظلم میں اور ظلم بڑھا لیتا ہے فَحَسْبُهٗ جَهَنَّمُ وَلَبِئْسَ الْمِهَادُ پس اسکی بدکاریوں کی عوض میں آتش
جہنم اسکے جلانے اور عذاب دینے کیلئے کافی ہے اور وہ بیشک بہت بُرا بچھونا ہے اور وہ ہمیشہ اسی میں پڑا رہیگا ؛

امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس آیت میں اُس ظالم کی مذمت کرتا ہے جو ظاہر میں
مخالفان دین پر تعدی کرتا ہو اور جو کچھ زبان سے کہے اسکے برخلاف دل میں پوشیدہ رکھتا ہو اور مومنوں سے
بدی کرنے کا ارادہ دل میں چھپائے رکھتا ہو اے بندگان خدا جو ہماری محبت کا دعوے کرتے ہو خدا سے
ڈرو اور ان گناہوں سے پرہیز کرو جن پر اصرار کرنے والا شاید ہی اس رُسوائی سے بچا ہو جو محمدؐ اور علیؑ اور
ان کی آلؑ اطہار کی دوستی سے خارج کردیتی ہے اور ان کے دشمنوں کی محبت میں داخل کرتی ہے
اور جو کوئی اس امر پر مصر ہو تو اس کی رُسوائی اور ذلت اسکو بدترین شقاوت پر پہنچا دیتی ہے کہ وہ صلجبان

عقل و دانش کے سردار (علیؑ ابن ابی طالب) کی ولایت کی مفارقت ہے اور ایسا شخص سب سے زیادہ نقصان اُٹھانے والا ہے حاضرین نے عرض کی اے فرزندِ رسولؐ وہ کونسے گناہ ہیں جو خذلانِ عظیم (بزرگ رسوائی) پر پہنچا دیتے ہیں حضرتؑ نے فرمایا تمہارا اپنے ان دینی بھائیوں پر جو علیؑ کو فضیلت دینے اور اس کی امامت اور اسکی ذریت طاہرہ علیہم السلام کی امامت کے قائل ہونے اور مخالفان و نواصب اہلبیتؑ کو دشمن رکھنے میں تمہارے ساتھ متفق ہیں ظُلم کرنا اور اللہ تعالیٰ جو تمہارے ساتھ تحمل اور بُردباری برتتا ہے اور تم کو بہت مہلت دیتا ہے اس پر مغرور اور فریفتہ مت ہو اگر تم ایسا کرو گے تو تم اس شخص کی مثل ہو جاؤ گے جس کے بارے میں خدا ارشاد فرماتا ہے کَمَثَلِ الشَّیْطَانِ اِذْ قَالَ لِلْاِنْسَانِ اکْفُرْ فَلَمَّا کَفَرَ قَالَ اِنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّنْکَ اِنِّیْٓ اَخَافُ اللّٰہَ رَبَّ الْعَالَمِیْنَ یعنی اُنکی مثال شیطان کی مانند ہے کہ جب اس نے انسان سے کہا کہ تو کافر ہو جا پس جب وہ کافر ہو گیا تو کہا کہ میں تجھ سے بیزار ہوں کیونکہ میں اللہ پروردگار عالمین سے ڈرتا ہوں ۔ یہ شخص جس کا اس آیت میں ذکر ہے زمانہ سابق میں بنی اسرائیل میں ایک عابد اور زاہد آدمی تھا اور اس کو یہ بتایا گیا تھا کہ سب سے عمدہ زُہد یہ ہے کہ اپنے بھائیوں پر جو محمدؐ اور علیؑ اور ان کی آلِ اطہار پر ایمان لائے ہیں ظُلم کرنے سے کنارہ کشی کرے اور سب سے بزرگتر عبادت یہ ہے کہ تو اپنے برادرانِ ایمانی کی خدمت کرے جو سیدالوریٰ محمد مصطفےٰ اور علیؑ مرتضےٰ اور ان برگزیدگانؑ مختار کو جو مخلوق خدا کی حفاظت اور حکومت کے قائم کرنے کے لئے منتخب کئے گئے ہیں سب سے افضل جاننے میں تیرے ساتھ متفق ہیں اس شخص نے حقیقت حال کو سمجھ لیا اور زہد ظاہر کرنے لگا اور اس کے مومن بھائی اس کے پاس امانتیں رکھتے تھے اور وہ ان سے کہہ دیتا تھا کہ وہ مال چوری چلے گئے حالانکہ اسی مال کو خود خورد بُرد کر جاتا تھا اور جب کبھی مال کے چرائے جانے کا دعوےٰ اس کو ممکن نہ ہوتا تھا تو امانت سے مُنکر ہو جاتا تھا اور خود ہپ (ہضم) کر جاتا تھا اور وہ برابر اسی طرح کرتا رہا اور اسکے بارے میں کسی کا دعویٰ قبول نہ ہوتا تھا اور لوگوں کو اس کی نسبت نیک گمان تھا اور اس کی جھوٹی اور خلاف حق قسموں پر لوگ اس سے درگزر کرتے تھے آخرکار اللہ تعالیٰ نے اس کو مخذول و منکوب کیا اور یہ واقعہ اس طرح ظہور میں آیا کہ ایک نہایت خوبصورت لڑکی تھی جس کو جنون ہو گیا تھا اس کے وارثوں نے اس کو اس غرض سے اس عابد کے پاس چھوڑ دیا کہ وہ کچھ افسون پڑھ کر اس پر دم کرے اور کسی دوا سے

سو

تفسیر حضرت امام حسن عسکری

اسکا علاج کرے الغرض خذلان نے اس زاہد کو اس مجنونانہ لڑکی سے غلبہ جنون کے وقت زنا کرنے پر آمادہ کیا اور وہ حاملہ ہوگئی جب وضع حمل کا وقت قریب آیا تو شیطان نے اس زاہد کے پاس آکر یہ وسوسہ اسکے دل میں ڈالا کہ اب یہ جنے گی اور اسکے ساتھ تیرے زنا کرنیکا حال سب کو معلوم ہوجائیگا اور اس جرم میں تجھ کو قتل کر ڈالینگے اس لئے تو اسکو قتل کر کے اپنے جانماز کے نیچے دفن کر دے آخرکار اس نے اغوائے شیطانی سے اس لڑکی کو قتل کر کے دفن کر دیا اور جب اسکے وارثوں نے اسکو طلب کیا تو کہنے لگا کہ اس پر جنون کا غلبہ ہوگیا تھا اس لئے وہ مرگئی لوگوں نے اس کو متہم کیا اور جانماز کے نیچے کی زمین کو جو کھودا تو معلوم ہوا کہ اس کو قتل کر کے دفن کیا ہے اور وہ حاملہ قریب وضع تھی تب انہوں نے اس زاہد کو گرفتار کر لیا اور اس دعویٰ کے ساتھ اور بہت سے لوگوں کے دعوے شامل ہوگئے جنکی امانتوں کا اس نے انکار کیا تھا اور اس طرح وہ تہمت اس پر بہت قوی ہوگئی اور اس کو بہت تنگ کیا گیا آخر اس نے اس لڑکی کے ساتھ زنا کرنے اور اسکے قتل کرنے کا اقرار کر لیا پھر تو اسکے پیٹ اور پیٹھ پر بہت کوڑے لگائے گئے اور ایک درخت کے اوپر سولی پر چڑھا دیا اسوقت ایک انسانی شیطان اسکے پاس آکر کہنے لگا تجھ کو تیرے معبود کی عبادت اور محمدؐ اور علیؑ اور ان کی آل اطہار کی محبت نے کیا نفع دیا جنکے باب میں تو گمان کرتا تھا کہ وہ تیرے ناصر و مددگار ہیں اور مصیبتوں میں تیرے معاون ہیں جو کچھ کہ تو تمنائیں کرتا تھا وہ سب خاک میں مل گئیں اور ان کی باتیں تجھ پر منکشف ہوگئیں اور تجھ کو ان کا طمع دلانا بہت بڑا فریب اور محض باطل اور سراسر جھوٹ نکلا اور میں ہوں وہ امام جس کی طرف تجھ کو دعوت کی جاتی ہے اور میں ہوں وہ صاحب حق جس کی طرف تجھ کو رہنمائی کی جاتی ہے اور تو اس سے پہلے میرے غیر کی امامت کا معتقد ہوکر دھوکے میں رہا اس لئے میں نے ارادہ کیا کہ تجھ کو ان لوگوں کے ہاتھ سے چھڑا کر کسی دور کے ملک میں پہنچاؤں اور وہاں لیجا کر تجھ کو رئیس اور سردار بناؤں اب تو مجھ کو بہ خشوع و خضوع اور اس امر کا مقر و معترف ہوکر کہ میں تجھ کو نجات دینے پر قادر ہوں سجدہ کر تو میں بیشک تجھ کو نجات دونگا اسوقت اس زاہد پر شقاوت اور خذلان غالب ہوئی اور اس کے قول کا معتقد ہوکر اسکو سجدہ کیا پھر اس سے کہا کہ اب مجھ کو نجات دے تب شیطان نے اس سے کہا کہ میں تجھ سے بیزار ہوں کیونکہ میں پروردگار عالمین سے ڈرتا ہوں اور اس کی ہنسی اڑانے لگا اور اس پر طنز کرنا شروع کیا جب یہ حال دیکھا کہ وہ مصلوب نہایت حیران ہوا اور اس کا اعتقاد بگڑ گیا اور نہایت بدانجامی کے ساتھ مرا

پس اس بات نے اس زاہد کو اس خذلان پر پہنچایا ۔

قولہ عزوجل وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِي نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ رَؤُوفٌ بِالْعِبَادِ ۔ ترجمہ اور بعض لوگ ایسے ہیں جو اپنی جان کو خوشنودی خدا کے طلب کرنے کے لئے بیچ ڈالتے ہیں اور اللہ اپنے بندوں پر مہربان ہے ۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِي نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ اور بعض لوگ اپنی جان کو خوشنودی خدا کے طلب کرنے کے لئے بیچ ڈالتے ہیں اور طاعت خداوندی کو بجالاتے ہیں اور اور لوگوں کو اسکے بجالانے کا حکم دیتے ہیں اور طاعت خدا میں جو ایذائیں ان کو لاحق ہوتی ہیں ان پر صبر کرتے ہیں گویا انہوں نے اپنے نفسوں کو فروخت کر دیا ہے اور ان کی عوض میں خدا کی خوشنودیوں کو تسلیم کر لیا ہے اور جب ان کو اپنے پروردگار کی خوشنودیاں حاصل ہو جاتی ہیں تو جو مصیبتیں اور بلائیں ان کی جانوں پر وارد ہوتی ہیں ان کی کچھ پروا نہیں کرتے وَاللّٰهُ رَؤُوفٌ بِالْعِبَادِ اور اللہ اپنے تمام بندوں پر مہربان ہے ان میں سے جو لوگ اسکی رضامندی کے طالب ہوتے ہیں ان کو ان کی آرزوں کے انتہا پر پہنچاتا ہے اور ان کے علاوہ اپنے فضل وکرم سے اور نعمتیں اتنی زیادہ کرتا ہے جو ان کی حد آرزو وتمنا سے بڑھ کر ہوتی ہیں اور جو لوگ اس کے دین میں فسق و فجور کرتے ہیں ان کو مہلت دیتا ہے اور نرمی اور مدارات سے ان کو اپنی اطاعت کی طرف بلاتا ہے اور جس شخص کی نسبت اس کو یہ معلوم ہے کہ وہ اپنے گناہوں سے ایسی توبہ کریگا جو اس کے واسطے اس کی کرامتہائے عظیمہ کے حصول کا باعث ہوگی اس سے جدا نہیں ہوتا (یعنی اس سے قطع تعلق نہیں کرتا) ۔

امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ یہ سو نُخدا کے نیک اصحاب ہیں جنکو انکے دین کے لئے تکلیف میں ڈالا گیا ہے منجملہ انکے بلالؓ ۔ صہیبؓ ۔ خبابؓ اور عمارؓ ابن یاسر اور اسکے ماں باپ ہیں ۔

بلالؓ کی سرگزشت اس طرح پر ہے کہ اس کو ابو بکرؓ ابن ابو قحافہ نے اپنے دو حبشی غلاموں کی عوض میں خرید کیا تھا اور جب وہ آنحضرتؐ کی خدمت میں آیا تو علیؑ ابن ابی طالب کی تعظیم ابو بکرؓ کی نسبت چند در چند زیادہ کرتا تھا مفسد لوگوں نے اس سے کہا کہ اے بلالؓ تو نے کفران نعمت کیا اور ترتیب فضیلت کو بھلا دیا ابو بکرؓ تیرا آقا ہے جسنے تجھ کو خرید کیا اور عذاب سے چھڑایا اور تیری جان

اور کسب مال کو تجھے آزاد کرکے زیادہ کیا اور علیؑ ابن ابی طالب نے ان میں سے کوئی کام بھی نہیں کیا اور تُو ابوالحسن علیؑ کی اتنی بڑی توقیر کرتا ہے جتنی ابوبکرؓ کی نہیں کرتا یہ امر تیرے کفران نعمت اور جہالت ترتیب میں داخل ہے بلالؓ نے جواب دیا کہ کیا یہ مجھ پر لازم ہے کہ ابوبکرؓ کی رسولؐ خدا سے بڑھ کر توقیر کروں انہوں نے جواب دیا کہ توبہ توبہ بلالؓ نے کہا کہ تمہارا یہ قول تمہارے پہلے قول کے برخلاف ہوا جو تم نے کہا تھا کہ تیرا علیؑ کو ابوبکرؓ سے افضل جاننا جائز نہیں ہے کیونکہ اسنے تجھے آزاد کیا ہے اسی طرح سے میرا رسولؐ خدا کو ابوبکرؓ سے افضل جاننا بھی درست نہ ہوا کیونکہ اسنے مجھ کو آزاد کیا ہے وہ بولے کہ محمدؐ اور علیؑ دونو یکساں نہیں ہیں کیونکہ رسولؐ اللہ تمام مخلوق خدا سے افضل ہیں بلالؓ نے جواب دیا کہ ابوبکرؓ اور علیؑ بھی یکساں نہیں ہیں اس لئے کہ علیؑ افضل مخلوقاتِ الٰہی کا نفس ہے تو وہ بعد پیغمبرؐ خدا کے تمام مخلوقات سے افضل ہے اور خدا کے نزدیک تمام خلق خدا سے زیادہ تر محبوب ہے کیونکہ اس نے رسولؐ خدا کے ساتھ شامل ہوکر اس پرندہ کو کھایا ہے جس کے باب میں رسولؐ خدا نے دُعا کی تھی اے اللہ اسوقت میرے پاس اس شخص کو بھیج دے جو تجھ کو اپنی تمام مخلوقات سے زیادہ پیارا ہو اور وہی (علیؑ) تمام مخلوق خدا میں رسولؐ خدا سے زیادہ تر مشابہ ہے کیونکہ خدا نے اس کو دین خدا میں آنحضرتؐ کا بھائی بنایا ہے اور ابوبکرؓ مجھ سے یہ بات نہیں چاہتا جو تم چاہتے ہو کیونکہ وہ علیؑ کے ان فضائل کو جانتا ہے جن سے تم ناواقف ہو یعنی اس کو معلوم ہے کہ مجھ پر علیؑ کا حق اس کے حق سے زیادہ ہے کیونکہ اُس نے مجھ کو عذاب ابدی کی غلامی سے چُھڑایا ہے اور میرے اس کو دوست رکھنے اور اس کو سب پر فضیلت دینے کے سبب سے جنت کی ابدی نعمتیں میرے واسطے واجب ہوگئیں ؛

اور صہیبؓ کا واقعہ اس طرح پر ہے کہ اسنے اپنی قوم سے کہا کہ میں ایک بُوڑھا آدمی ہوں میری موافقت یا مخالفت سے تم کو کچھ ضرر نہیں پہنچ سکتا میرا مال و اسباب مجھ سے لے لو اور مجھ کو چھوڑ دو انہوں نے اسکا مال لے کر اسکو چھوڑ دیا جب وہ رسولؐ خدا کی خدمت میں (مدینہ میں) حاضر ہوا تو حضرتؐ نے اس سے فرمایا اے صہیبؓ تیرا مال کس قدر تھا جو تُو وہاں چھوڑ آیا ہے اسنے عرض کی کہ سات ہزار فرمایا کیا اسکے چھوڑنے پر تیرا دل خوش ہے عرض کی یا رسولؐ اللہ مجھے اُس ذات کی قسم ہے جسنے حضرتؐ کو سچا پیغمبر کرکے بھیجا ہے کہ اگر تمام دُنیا سُرخ سونا ہو جائے تو میں اس تمام کو حضرتؐ پر

ایک نظر کرنے اور حضرتؐ کے بھائی اور وصی علیؑ ابن ابی طالب کو ایک آنکھ بھر کر دیکھنے کے عوض میں دے ڈالوں حضرتؐ نے فرمایا اے صہیبؓ اللہ تعالیٰ نے تیرے اس مال اور اس اعتقاد کی عوض میں جو مال جنت میں تیرے واسطے مقرر کیا ہے خازنانِ جنت اس کے شمار اور حساب کرنے سے عاجز ہیں اور خدا کے سوا اور کوئی اس کا حساب نہیں جانتا ۔

اور خبابؓ ابن ارتؓ کو کفار مکہ نے بیڑی اور طوق میں قید کر لیا تھا اس نے محمدؐ اور علیؑ اور انکی آلؑ اطہار کا واسطہ دے کر خدا سے دُعا کی اللہ تعالیٰ نے بیڑی کو اسکے سوار ہونے کے لئے گھوڑا بنا دیا اور طوق کو کمر میں لگانے کے لئے تلوار کر دیا اور وہ ان کے ہاتھ سے نکل گیا جب انہوں نے محمدؐ کی ان نشانیوں کو جو خبابؓ پر ظاہر ہوئی تھیں مشاہدہ کیا اور کسی کافر کو اسکے پاس آنے کی جرأت نہ ہوئی اور خبابؓ نے تلوار کھینچ کر آواز دی جس کا جی چاہے میرے پاس آئے کیونکہ میں محمدؐ و آلؑ محمدؐ کا نام لے کر اگر کوہ ابوقبیس پر بھی تلوار ماروں تو اس کو دو ٹکڑے کر ڈالوں تمہاری تو بساط ہی کیا ہے اس پر کوئی کافر اس کا مزاحم نہ ہوا اور وہ حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہو گیا ۔

اور عمارؓ کے باپ اور ماں دونوں صبر کے ساتھ راہ خدا میں قتل ہو گئے ۔

اور عمارؓ کو ابوجہل ملعون تکلیفیں دیتا تھا تب اللہ تعالیٰ نے اس ملعون کی انگوٹھی کو اسکی انگلی میں ایسا تنگ کیا کہ اسکو زمین پر گرا دیا اور نہایت ذلیل و خوار کیا اور اسکے کرتے کو اسکے بدن پر اتنا بھاری کر دیا کہ لوہے کی زرہوں سے بھی زیادہ بوجھل معلوم ہوتا تھا یہ حال دیکھ کر وہ ملعون عمارؓ سے کہنے لگا مجھ کو اس سے چھڑا جو تیرے ساتھی (محمدؐ) ہی کا کام ہے تب عمارؓ نے اسکی انگوٹھی کو انگلی سے اور اسکے کرتے کو اسکے بدن سے اُتار دیا اور وہ ملعون عمارؓ سے کہنے لگا کہ میں تیرا مکہ میں رہنا پسند نہیں کرتا تو محمدؐ کے پاس چلا جا کسی شخص نے عمارؓ سے پوچھا کیا سبب ہے کہ خباب کو تو ان نشانیوں کے ذریعے قید کفار سے چھڑا لیا اور تیرے ماں باپ کو اس عذاب میں پڑا رہنے دیا یہاں تک کہ وہ قتل کئے گئے عمارؓ نے جواب دیا کہ یہ اس ذاتِ پاک کا حکم ہے جسنے حضرت ابراہیمؑ کو تو آگ سے نجات دی اور یحییٰؑ ابن زکریاؑ کو قتل کی بلا میں ڈالا جناب سرورِ خداؐ نے فرمایا اے عمارؓ تو بڑا فقیہ ہے عرض کی یا رسول اللہ مجھ کو اتنا ہی علم کافی ہے کہ میں پہچانتا ہوں کہ تو پروردگار عالم کا رسولؐ ہے اور تمام مخلوقات کا سردار ہے اور تیرا بھائی علیؑ تیرا وصی اور تیرا جانشین ہے اور تیرے بعد سب سے بہتر ہے اور قولِ حق تیرا ادر

اسکا قول ہے اور فعل حق تیرا اور اسکا فعل ہے اور اللہ تعالیٰ نے مجھ کو اسی لئے تم سے محبت کرنے اور تمہارے دشمنوں کو دشمن رکھنے کی توفیق عطا کی ہے کہ وہ اس امر کا ارادہ کر چکا ہے کہ مجھ کو دنیا اور آخرت میں آپ دونوں حضرات کے ہمراہ رکھے حضرتؑ نے فرمایا کہ اے عمارؓ ایسا ہی ہے جیسا کہ تو کہتا ہے البتہ حق تعالیٰ تیرے ذریعہ سے اپنے دین کی حمایت کریگا اور سرکشوں کے عذروں کو قطع کریگا اور معاندوں کے عناد کو واضح کریگا جبکہ تجھ کو ایک گروہ قتل کریگا جو کہ امام حق سے باغی ہوگا بعد ازاں حضرتؑ نے فرمایا اے عمارؓ تو نے علم ہی سے اس قدر فضیلت حاصل کی ہے پس ہماری طرف سے اپنی فضیلت کو اور زیادہ کر کیونکہ جب کوئی شخص علم کی تلاش میں نکلتا ہے تو اللہ تعالیٰ عرش پر سے اس کو آواز دیتا ہے اے میرے بندے شاباش کیا تجھ کو معلوم ہے کہ تو کس درجہ کی تلاش میں نکلا ہے اور کونسا درجہ حاصل کرنا چاہتا ہے تو ملائکہ مقربین کا قرین ہونے کے لئے انکی مشابہت کو تلاش کرتا ہے میں تجھ کو تیری مراد کو پہنچاؤنگا اور تیری حاجت کو پورا کرونگا۔ کسی نے امام زین العابدینؑ سے عرض کی کہ خدا نے یہ جو فرمایا ہے کہ تو ملائکہ مقربین کے مشابہ ہونا چاہتا ہے تاکہ تو ان کا قرین ہو اسکے معنی کیا ہیں حضرتؑ نے جواب دیا کہ کیا تو نے خدا کا یہ قول نہیں سنا کہ قرآن میں فرماتا ہے شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًاۢ بِالْقِسْطِ ؕ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ؕ اللہ نے گواہی دی کہ اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے اور فرشتوں اور صاحبانِ علم نے بھی وحدانیت خدا کی گواہی دی اور وہ قائل ہیں کہ وہ حق سبحانہٗ عادل و منصف ہے اور اس خدائے غالب و حکیم کے سوا اور کوئی معبود یعنی قابل عبادت نہیں ہے اس آیت میں خدا نے پہلے اپنا ذکر کیا پھر ملائکہ کا پھر صاحبانِ علم کا جو ملائکہ کے قرین ہیں اور ان کا سردار محمدؐ ہے اور اس سے دوسرے درجہ پر علیؑ ہے اور تیسرے درجہ پر وہ لوگ ہیں جو اسکے اہلبیتؑ میں اسکے زیادہ قریبی اور اسکے بعد اسکے مرتبہ کے زیادہ ترحقدار ہیں اسکے بعد حضرت سجاد علیہ السلام نے فرمایا کہ اے ہمارے شیعوں ان کے بعد وہ علماء ہیں جو ہمارے پیرو ہیں اور ہمارے اور خدا کے مقرب فرشتوں کے قرین ہیں اور اللہ کی توحید اور اسکے عدل اور کرم وجود کے شاہد ہیں۔ اور معاندوں کے عذروں کو قطع کرتے ہیں اور اس کی خاص کنیزوں اور غلاموں میں سے ہیں پس تم نے اپنے نفس کے لئے بہت اچھی رائے پسند کی اور خوب بہرہ وافر اختیار کیا اور بہت بڑی سعادت سے کامیاب ہوئے جبکہ تم محمدؐ اور اسکی آلؑ اطہار کے قرین ہوئے اور خدا کی زمین میں اس کی توحید

۲۵ آل عمران

اور تمجید کو مشہور کرکے خدا کے نزدیک عادل اور منصف قرار پائے اور تم کو مبارک ہو کہ محمدؐ سردار اولین و آخرین ہے اور اس کی آلِ اطہار تمام انبیاؑ کی آل سے بہتر ہے اور اصحاب محمدؐ جو محمدؐ اور علیؑ کو دوست رکھتے ہیں اور انکے دشمنوں سے بیزار ہیں تمام پیغمبروں کے صحابہ سے افضل ہیں اور امتِ محمدیؐ جو محمدؐ اور علیؑ کی دوستدار اور ان کے دشمنوں سے بیزار ہے تمام پیغمبروں کی امتوں سے بہتر ہے اور اللہ تعالےٰ کسی شخص کے اعمال کو اس اعتقاد کے بغیر قبول نہیں فرماتا اور نہ اس کا کوئی گناہ معاف کرتا ہے اور نہ اس کی کوئی نیکی قبول فرماتا ہے اور نہ اس کا کوئی درجہ بلند کرتا ہے ۔

قولہ عزوجل يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ادْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَافَّةً وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ ۚ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ ۝ فَإِنْ زَلَلْتُمْ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَتْكُمُ الْبَيِّنَاتُ فَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۝ ترجمہ اے (ظاہر میں) ایمان لانے والو تم سب دل سے اسلام میں داخل ہو اور شیطان کے قدموں کی پیروی مت کرو کیونکہ وہ تمہارا ظاہر دشمن ہے اور اگر تم بعد اس کے کہ خدا کی نشانیاں تمہارے پاس آچکیں لغزش کھا جاؤ تو جان لوکہ اللہ تعالیٰ غالب اور صاحب حکمت ہے ۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ اوپر کی دو آیتوں وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُعْجِبُكَ قَوْلُهُ الخ اور وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْرِي نَفْسَهُ الخ میں دو فریقوں کا حال ذکر کرچکا اور ان کے حالات کو بیان فرما چکا تو لوگوں کو اس شخص کے حال کی طرف دعوت کی جسکے افعال پسندیدہ ہیں اور ارشاد فرمایا ۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ادْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَافَّةً اے ایمان لانے والو ۔ مجتمع ہو کر سلم یعنی دین اسلام کی مسالمت میں داخل ہو یعنی باہم مصالحت رکھو اور کامل اسلام میں داخل ہو پس اس کو قبول کرو اور اس کے موافق عمل کرو اور اس شخص کی مانند مت ہو جو اسلام کی بعض باتوں کو قبول کرے اور ان پر عمل کرے اور بعض باتوں کا منکر ہو اور ان کو ترک کردے پھر حضرتؑ نے ارشاد فرمایا کہ جس طرح اسلام میں داخل ہونے کے لئے محمدؐ رسول اللہ کی نبوت کا قبول کرنا ضروری ہے اسی طرح علیؑ ابن ابی طالب کی ولایت کا قبول کرنا بھی اس میں داخل ہونے کے لئے لازم ہے پس وہ شخص مسلمان نہیں ہے جو اِس بات کا قائل ہو کہ محمدؐ رسول خدا ہیں اور اس کا اقرار کرے اور وہ اس بات کا مقر نہ ہو کہ علیؑ آنحضرتؐ کے

کے وصی اور ان کے جانشین اور آپ کی امامت میں سب سے بہتر ہیں بلکہ مسلمان وہی شخص ہے
جو محمدؐ کی رسالت کے قائل ہونے کے بعد یہ اقرار کرے کہ علیؑ آنحضرتؐ کے وصی اور انکے جانشین
اور آپ کی اُمت میں سب سے بہتر ہیں وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ اور شیطان جو تم کو
گمراہی اور ضلالت کے راستوں کی طرف لے جاتا ہے اور اس طرح سے تم کو مُہلک گناہوں کے
مُرتکب ہونے کا حکم دیتا ہے اس کی پیروی اور متابعت مت کرو۔ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ
کیونکہ وہ تمہارا ظاہر دُشمن ہے کہ اپنی عداوت کے باعث تم کو ثواب عظیم کے حاصل کرنے
سے محروم رکھنا چاہتا ہے۔ اور سخت عذاب سے تمہارے ہلاک کرنے کا ارادہ رکھتا ہے
فَاِنْ زَلَلْتُمْ مِّنْ بَعْدِ مَا جَآءَتْكُمُ الْبَيِّنٰتُ پس اگر تم سلم اور اسلام سے جسکی تکمیل ولایت
علیؑ ابن ابی طالب کے معتقد ہونے سے ہوتی ہے لغزش کھا جاؤ تو انکار نبوت کی حالت میں اقرار
توحید تم کو کچھ نفع نہ دیگا اگر تم لغزش کھا جاؤ بعد اس کے کہ تمہارے پاس قولِ رسول اللہؐ اور اسکی
فضیلت کی نشانیاں آئیں اور اس باب میں واضح اور روشن دلیلیں تم پر ظاہر ہوگئیں کہ محمدؐ جو علیؑ
کی امامت کی طرف رہبری کرتا ہے سچا پیغمبر ہے اور اسکا دین سچا دین ہے فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ
تو تم جان لو کہ اللہ اپنے دین کے مخالفوں اور اپنے پیغمبر کی تکذیب کرنیوالوں کے عذاب دینے پر قادر ہے
اور کوئی اسکو اپنے مخالفوں سے انتقام لینے سے روک نہیں سکتا نیز اپنے دین سے موافقت کرنے والوں
اور اپنے نبیؐ کی تصدیق کرنے والوں کو ثواب دینے پر قادر ہے اور کسی کی مجال نہیں ہے کہ اسکو اپنے
اطاعت گزاروں اور فرمانبرداروں کو ثواب کے عطا کرنے سے منع کر سکے حَكِيْمٌ یعنی عذاب دُنیا
اور ثواب عطا کرنا جو کام کرتا ہے وہ عین حکمت اور دانائی پر مبنی ہے اگر وہ اپنے مطیع اور فرمانبردار
بندے کو بہت سی نعمتیں اور کرامتیں عطا فرمائے تو وہ اس میں زیادتی اور فضول خرچی نہیں کرتا۔
اور ان خیرات و کرامات کو بیجا مقام میں نہیں رکھتا اور اگر اپنے نافرمان اور سرکش بندے پر سخت
عذاب بھی کرے تو بھی وہ ظُلم نہیں کرتا۔ جناب امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جناب
امیرالمومنین علیہ السلام نے ان آیات کو دیگر آیات سمیت روز شوریٰ[1] ان لوگوں کے سامنے بطور حجت کے

---

[1] شوریٰ اس کمیٹی کا نام ہے جو خلیفہ دوم نے اپنی وفات کے وقت اپنا جانشین انتخاب کرنے کے لئے مقرر کی تھی اس میں چھ آدمی تھے۔ علیؑ۔ عثمانؓ۔ طلحہؓ۔ زبیرؓ۔ عبدالرحمن بن عوف۔ سعد ابن ابی وقاص ۱۲ مترجم عفی عنہ

پیش کیا تھا جنھوں نے اس وصی رسولؐ کو اپنے حق سے باز رکھا اور ان کو اپنے مرتبے سے پیچھے ہٹایا اگرچہ ان لوگوں نے اس میں اپنا ہی نقصان کیا کیونکہ علیؑ بمنزلہ کعبہ کے ہے کہ جس کی طرف نماز میں مُنہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ نے علیؑ کو امور دین و دُنیا میں پیشوا اور امام مقرر کیا ہے جیسا کہ کافروں کا کعبہ سے منحرف ہونا اسکے فضل و شرف میں کچھ کمی نہیں کرتا اسی طرح اگر مقصروں اور کوتاہ اندیشوں نے علیؑ کو اسکے حق سے ہٹایا اور ظالموں نے اس وصی رسولؐ کو اس کے درجے سے باز رکھا علیؑ کی شان و منزلت میں کچھ نقصان نہیں کرتا روز شوریٰ جب جناب امیرالمومنین علیہ السلام غدرات بیان کر چکے اور خوف خدا سے ڈرا چکے اور اپنے بیانات کو واضح اور مشرح طور پر بیان فرما چکے تو بعد ازاں اپنی اثنائے تقریر میں ارشاد فرمایا اے عقلمند دوستو کیا تم کو اللہ تعالیٰ نے منع نہیں کیا کہ ان چیزوں کو جو نہ عقل رکھتی ہیں اور نہ سُنتی اور دیکھتی ہیں اور نہ سمجھانے سے کسی بات کو سمجھ سکتی ہیں اسکا شریک اور رحمت قرار دو کیا رسولِ خدا نے مجھ کو تمہارے دین اور دُنیا کا قوام یعنی درست کرنے والا اور محافظ مقرر نہیں کیا کیا آنحضرتؐ نے مجھ کو تمہارا جائے پناہ قرار نہیں دیا کیا حضرتؐ نے تم سے یہ نہیں فرمایا تھا کہ علیؑ حق کے ساتھ ہے اور حق علیؑ کے ساتھ ہے کیا حضرتؐ نے یہ نہیں فرمایا تھا کہ مَیں شہر علوم ہوں اور علیؑ اس شہر کا دروازہ ہے کیا تم نے یہ نہیں دیکھا کہ مجھ کو تمہارے علوم کی کچھ پروا نہیں ہے اور تم میرے علوم کے محتاج ہو کیا علماء کو یہ حکم ہے کہ وہ جاہلوں کی متابعت اور پیروی کریں یا جاہلوں کو علماء کی پیروی کا حکم دیا گیا ہے اے لوگو عقلوں کی ترتیب کو کیوں توڑتے ہو اور جس شخص کو خدائے کریم و وہاب نے مقدم کیا ہے اس کو موخر کیوں کرتے ہو کیا رسولِ خدا نے جبکہ تم میں سے بڑے افضل اور معزز آدمی نے فاطمہؑ کے ساتھ نکاح کرنے کی درخواست کی تھی اور آنحضرتؐ نے اسکی درخواست نامنظور کی تھی میری درخواست درباب نکاح فاطمہؑ قبول نہ کی تھی اور جبکہ آنحضرتؐ نے مجھ کو اپنے ساتھ پرندے کا گوشت کھلایا تھا تو کیا اللہ تعالیٰ نے اسوقت مجھ کو اپنی تمام مخلوقات سے محبوب تر نہیں بنایا تھا کیا اس نے مجھ کو تمام مخلوق سے زیادہ آنحضرتؐ کے مشابہ نہیں کیا یہ کیا بات ہے کہ تم اس شخص کو جو آنحضرتؐ سے سب لوگوں کی نسبت زیادہ تر مشابہ ہے موخر کرتے ہو اور جو شخص آنحضرتؐ سے مشابہت رکھنے میں سب لوگوں سے کمتر ہے اِس کو مقدم کرتے ہو تم کو کیا ہو گیا کہ تم غور و فکر نہیں کرتے اور سوچ بچار سے کام نہیں لیتے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جناب امیرالمومنین علیہ السلام براہین حجج و براہین اور مثل ان کی اور

دلیلوں سے ان لوگوں پر احتجاج کرتے تھے مگر وہ اپنی تدبیروں کی وجہ سے جن کو وہ قائم کر چکے تھے حضرتؐ کے کلام کو نہ سمجھے اور جس چیز کو انہوں نے اختیار کر لیا تھا اس کے سوا اور بات کو پسند نہ کیا (یعنی علی علیہ السلام کو خلافت سے محروم رکھا اور عثمانؓ کو خلیفہ کر دیا۔ مترجم) ۔

قولہ عزوجل هَلْ يَنظُرُونَ إِلَّا أَن يَأْتِيَهُمُ اللَّهُ فِي ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ وَالْمَلَائِكَةُ وَقُضِيَ الْأَمْرُ ۚ وَإِلَى اللَّهِ تُرْجَعُ الْأُمُورُ ترجمہ وہ لوگ نہیں انتظار کرتے ہیں مگر اس بات کا کہ عذاب خدا سفید بادل کے سائبانوں میں ان کے پاس آئے اور عذاب کے فرشتے ان کے پاس آئیں اور حکم خدا ادا کیا جائے اور سب امور خدا کی طرف رجوع کرینگے ۔

امام حسن عسکریؑ نے فرمایا کہ جب آنحضرتؐ نے اپنی نشانیوں سے کفار کو ساکت اور لاجواب فرمایا اور اپنے معجزات سے اُنکے عذروں کو قطع کیا تو اُن میں سے بعض نے ایمان لانے سے انکار کیا اور آنحضرتؐ سے باطل درخواستیں کیں چنانچہ حق تعالیٰ انکی درخواستوں کو قرآن میں نقل فرماتا ہے وَقَالُوا لَن نُّؤْمِنَ لَكَ حَتَّىٰ تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْأَرْضِ يَنبُوعًا ۔ الخ (اسکا ترجمہ مع تفسیر پہلے گزرا) پس خدا نے فرمایا کہ اے محمدؐ هَلْ يَنظُرُونَ إِلَّا أَن يَأْتِيَهُمُ اللَّهُ فِي ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ وَالْمَلَائِكَةُ باایں ہمہ کہ ہم نے اپنی نشانیوں کو انکے سامنے ظاہر اور واضح کیا اور معجزات دکھا کر ان کے عذروں کو قطع کر دیا مگر یہ تکذیب کرنے والے اسی بات کے منتظر ہیں کہ اللہ بادلوں کے سائبانوں میں اُنکے پاس آئے اور فرشتے ان کے پاس آئیں اس سبب سے کہ انہوں نے تجھ سے درخواست کی ہے کہ اللہ کو دنیا میں لا جس کا آنا جائز نہیں ہے اور فرشتوں کے لانے کا باطل سوال تجھ سے کیا ہے جو کہ صرف اسوقت آتے ہیں جبکہ اس تعبد یعنی بندگی لینے کا وقت جاتا رہتا ہے اور ظالموں کے ظلم کی وجہ سے انکی ہلاکت کا وقت آجاتا ہے اور اے محمدؐ یہ تیرا وقت بندگی لینے کا وقت ہے نہ کہ ہلاکت لے کر فرشتوں کے آنے کا وقت ہے پس یہ لوگ جو فرشتوں کے آنے کی تجھ سے درخواست کرتے ہیں جاہل ہیں وَقُضِيَ الْأَمْرُ یعنی وہ لوگ صرف اسی بات کے منتظر ہیں کہ فرشتے آئیں حالانکہ جب فرشتے آئینگے تو ان کی ہلاکت کا حکم نافذ ہو جائیگا وَإِلَى اللَّهِ تُرْجَعُ الْأُمُورُ اور سب امور خدا ہی کی طرف رجوع کرینگے اور وہ جملہ امور میں حاکم ہے اپنے نافرمان بندوں کے لئے عذاب کا حکم دیتا ہے اور جو کوئی اس کو خوشنود کرتا ہے اس کے لئے آخرت کی تعظیم و تکریم لازم کرتا ہے ۔

اور امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ان کافروں نے نشانیاں طلب کیں اور جو معجزے حضرتؐ نے ان کو دکھائے حالانکہ وہ انکے لئے کافی وافی تھے ان پر انہوں نے قناعت نہ کی یہانتک کہ ان سے کہا گیا هَلْ يَنظُرُونَ إِلَّا أَن يَأْتِيَهُمُ اللَّهُ یعنی جبکہ انہوں نے واضح دلیلوں اور ان کے عذروں کو دفع کرنیوالی حجتوں پر قناعت نہ کی تو بس وہ اسی بات کے منتظر ہیں کہ اللہ ان کے پاس آئے اور یہ محال اور ناممکن ہے کیونکہ اللہ کے لئے آنا جائز نہیں ہے۔ ایسا ہی جب جناب رسالتمآبؐ نے امیرالمومنین علیؑ کو عہدۂ امامت پر نصب فرمایا تو نواصب نے حضرتؐ سے سوالات کئے اور وہ بھی محال سوال تھے۔ چنانچہ جب رسول خدا نے علیؑ کی فضیلت اور امامت پر نص کیا اور مومنوں کے دل اس بات سے مطمئن اور خوش ہوئے اور منکروں نے جو اہل عناد میں سے تھے اس باب میں اپنے عناد کو ظاہر کیا اور شک کرنیوالے ضعیف مسلمانوں نے اس امر میں شک کیا اور حضرتؐ کے دشمنوں میں سے منافقوں کی ایک جماعت نے آنحضرتؐ اور آپکے اصحاب خیار سے دو نو بیٹوں کی صلح کے باب میں حیلہ کیا اور انکے سینوں میں عداوت اور بغض اور حسد اور دشمنی کی یہانتک زیادتی ہوئی کہ ایک منافق نے کہا کہ محمدؐ نے اول تو اپنی مدح میں خوب مبالغہ کیا پھر اپنے بھائی علیؑ کی مدح سرائی میں خوب زیادتی کی اور یہ بات پروردگار عالم کی طرف سے ہرگز نہیں ہے بلکہ وہ اس کی محبت میں ڈوبا ہوا ہے اور اسی محبت کی وجہ سے چاہتا ہے کہ اسکو اپنی وفات کے بعد ہم پر سردار بنایا جائے اسوقت اللہ تعالیٰ نے وحی نازل کی کہ اے محمدؐ ان سے کہدے کہ تم ان باتوں میں سے کس بات کا انکار کرتے ہو وہ خدا نہایت عظیم اور کریم اور حکیم ہے اس نے اپنے بندوں میں سے چند بندوں کو منتخب کیا ہے اور چونکہ ان کی حسن طاعات کو معلوم کر چکا ہے اور اپنے امر میں ان کی فرمانبرداری کو دیکھ لیا ہے اس لئے ان کو اپنی کرامتوں سے مخصوص کیا ہے اور اپنے بندوں کے کاروبار ان کے سپرد کئے ہیں اور اس حکیمانہ تدبیر کے ساتھ جسکی انکو توفیق بخشی ہے اپنی خلقت کی حکومت انکے لئے مقرر کی ہے کیا تم نے نہیں دیکھا کہ دنیا کا کوئی بادشاہ جب اپنے کسی خدمتگار کی خدمت کو پسند کرتا ہے اور سلطنت کے جس کام پر اس کو لگاتا ہے اس میں اس کی قرارداد اور تجویز پر بھروسا کر لیتا ہے تو اسکے علاوہ اور امور کو بھی اسکے حوالے کر دیتا ہے اور اپنے لشکروں اور رعایا کے انتظامات میں اس پر اعتماد کرتا ہے محمدؐ کا اس تدبیر میں جو پروردگار عالم نے اس کی سپرد کی ہے ایسا ہی حال ہے اور بعینہ وہی حال علیؑ کا ہے جس کو محمدؐ نے اپنا وصی اور اپنی

اہلبیتؑ میں اپنا جانشین اور اپنے قرضوں کا ادا کرنے والا اور اپنے وعدوں کا پورا کرنے والا اور اپنے دوستوں کا مددگار اور اپنے دشمنوں کا دشمن مقرر کیا ہے مگر ان منافقوں نے اُن دلیلوں پر قناعت نہ کی اور ان کو تسلیم نہ کیا اور کہنے لگے کہ جو کام محمدؐ نے علیؑ سے منسوب کیا ہے وہ کوئی چھوٹا سا کام نہیں ہے وہ خلقت کے خونوں اور ان کی عورتوں اور اولادوں اور مالوں اور حقوں اور حصولوں ان کی دُنیا اور آخرت کے معاملات ہیں اس لئے اس کو چاہیئے کہ ایسے شخص کو ہمارے سامنے پیش کرے کہ جو اس حکومت کی جلالت کی قابلیت رکھتا ہو تب رسولؐ خدا نے فرمایا کیا تم کو علیؑ کا وہ نور کافی نہیں ہے جو اس تاریکی میں تھا اور جس کو تم نے اس رات کو دیکھا تھا جبکہ وہ میرے پاس سے اپنے گھر گیا تھا کیا تم کو یہ بات کافی نہیں ہے کہ وہ اپنے سامنے کی دیواروں میں سے گزر گیا اور وہ اسکے سامنے سے شق ہو گئیں اور رستہ بن گیا پھر از سر نو آکر باہم مل گئیں کیا تم کو غدیر خم کا واقعہ کافی نہیں ہے جبکہ میں نے علیؑ کو اپنا جانشین کیا تم نے دیکھا کہ آسمان کے دروازے کھل گئے تھے اور فرشتے ان میں سے سر نکالے جھانک رہے تھے اور تم کو پکار رہے تھے یہ ولی خدا ہے اس کی متابعت کرو ورنہ تم پر عذاب خدا نازل ہو گا اس سے ڈرو کیا تم کو یہ بات کافی نہیں ہے کہ تم نے دیکھا کہ علیؑ چلتا تھا اور پہاڑ سامنے سے ہٹتے جاتے تھے تاکہ موڑ کھانے کی ضرورت نہ پڑے جب وہ گزر گیا تو پہاڑ پھر اپنی جگہ پر آگئے بعد ازاں علیؑ نے دُعا کی کہ اے خدا ان لوگوں کو پھر اپنی نشانیاں دکھا کہ یہ امر تیرے نزدیک سہل ہے تاکہ تیری حجت ان پر اور زیادہ تاکید کرے الغرض جب وہ لوگ اپنے گھروں کی طرف واپس گئے تو اندر داخل ہونا چاہا زمین نے ان کے پاؤں پکڑ لئے اور ان کو اندر جانے سے روک دیا اور آواز دی کہ ہمارے اندر قدم رکھنا تم کو حرام ہے جبتک کہ ولایت علیؑ ابن ابی طالب پر ایمان نہ لاؤ تب انہوں نے کہا کہ ہم ایمان لائے اور یہ کہہ کر گھروں میں داخل ہوئے پھر اندر جا کر دوسرے کپڑے بدلنے کے لئے اپنے لباس اُتارنے کا ارادہ کیا تب وہ لباس ان پر بھاری ہو گئے اور وہ ان کو نہ اُتار سکے اور کپڑوں نے ان کو آواز دی کہ تم پر ہمارا اُتارنا آسان نہ ہو گا جب تک کہ ولایت علیؑ ابن ابی طالب کا اقرار نہ کرلو تب انہوں نے اس کی ولایت کا اقرار کیا اور کپڑوں کو اُتار دیا پھر رات کا لباس پہننے کا ارادہ کیا تب وہ بھاری ہو گئے اور ان کو آواز دی کہ تم پر ہمارا پہننا حرام ہے جب تک کہ ولایت علیؑ ابن ابی طالب کا اقرار نہ کرلو اس وقت

انہوں نے اقرار کیا پھر کھانا کھانے لگے اسوقت لقمہ ان کے لئے بھاری ہوگیا اور جو لقمے بھاری نہ ہوئے تھے وہ ان کے منہ میں جا کر پتھر بن گئے اور ان کو آواز دی کہ تم پر ہمارا کھانا حرام ہے کہ جب تک کہ ولایت علیؑ ابن ابی طالب کا اقرار نہ کرو تب انہوں نے ولایت علیؑ کا اقرار کیا بعد ازاں وہ پیشاب و پاخانہ کی ضروریات کو رفع کرنے گئے تب وہ عذاب میں مبتلا ہوئے اور ان کا دفعیہ ان کو متعذر رہا اور ان کے پیٹوں اور آلات تناسل نے آواز دی کہ ہمارے ہاتھ سے خلاصی پانا تم کو حرام ہے جب تک کہ ولایت علیؑ ابن ابی طالب کا اقرار نہ کرلو اسوقت انہوں نے اس ولی خدا کی ولایت کا اقرار کیا پھر ان میں سے بعض نے دلتنگ ہو کر اس طرح پر دُعا کی اَللّٰھُمَّ اِنْ کَانَ ھٰذَا ھُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِکَ فَاَمْطِرْ عَلَیْنَا حِجَارَۃً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ ۝ اے خدا اگر یہ وہی حق ہے جو تیری طرف سے ہے تو ہمارے اوپر آسمان سے پتھر برسا یا کوئی عذاب دردناک ہم پر نازل کر اسوقت اللہ تعالیٰ نے وحی نازل کی اور یہ آیت بھیجی وَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیُعَذِّبَھُمْ وَاَنْتَ فِیْھِمْ اور اللہ کو شایاں نہیں ہے کہ ان کو عذاب کرے حالانکہ اے محمدؐ تو ان میں موجود ہو کیونکہ عام بیخ کنی کرنے والا عذاب اسوقت نازل ہوگا جبکہ تو ان میں سے نکل جائیگا وَمَا کَانَ اللّٰہُ مُعَذِّبَھُمْ وَھُمْ یَسْتَغْفِرُوْنَ اور اللہ ان کو عذاب نہیں دیتا حالانکہ وہ طلب بخشش کرتے ہوں اور توبہ اور رجوع عیث ظاہر کرتے ہوں کیونکہ دُنیا میں اس نے یہ حکم جاری کیا ہے کہ ظاہری ایمان قبول کرنا کافی ہے اور باطن کی تلاش اور تفتیش کو ترک کرو کیونکہ دُنیا فرصت اور مُہلت کا گھر ہے اور آخرت جزا کا گھر ہے وہاں کوئی عبادت نہ کرائی جائیگی حضرتؐ نے فرمایا اور اللہ ان کو عذاب نہیں کرتا اور آنحالیکہ طلب مغفرت کرنے والے لوگ ان میں موجود ہیں کیونکہ یہ لوگ وہ ہیں کہ یا تو ان میں بعض لوگ ایسے ہیں جن کی بابت خدا کو معلوم ہے کہ وہ عنقریب ایمان لائینگے یا ان کی نسل سے کوئی پاک اولاد پیدا ہوگی اور تیرا پروردگار ان کو ایمان اور اپنا ثواب عطا فرمائیگا اور ان کے کافر باپ دادا کے گناہوں کے سبب سے ان کو ایمان و ثواب سے محروم نہ رکھیگا اگر یہ امر مانع نہ ہوتا تو ضرور ان کو ہلاک کردیتا پس آنحضرتؐ کے قول کا یہی مطلب ہے جو حضرتؑ نے فرمایا ہے کہ اسی طرح ناصبیوں نے علیؑ کے باب میں احکام خدا کی ناواقفیت کی وجہ سے خدا کی نسبت لغویات اور باطلات کی

درخواست کی تھی جو کسی حکم عقلی میں کسی طرح جائز الوقوع نہیں ہیں ۔

قولہ عز وجل سل بنی اسرائیل ...... یہاں پر یہ حصہ بھی ختم ہوا ۔

تفسیر امام علیہ السلام کا آخری حصہ

اِس میں سورۂ بقر کی چند آیات کی تفسیر مندرج ہے ۔ سورۂ بقر پارہ سوم ۔ ع ۳۹

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قولہ عز وجل فَإِنْ كَانَ الَّذِي عَلَيْهِ الْحَقُّ سَفِيهًا أَوْ ضَعِيفًا أَوْ لَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يُمِلَّ هُوَ فَلْيُمْلِلْ وَلِيُّهُ بِالْعَدْلِ وَاسْتَشْهِدُوا شَهِيدَيْنِ مِنْ رِجَالِكُمْ فَإِنْ لَمْ يَكُونَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَامْرَأَتَانِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَاءِ أَنْ تَضِلَّ إِحْدَاهُمَا فَتُذَكِّرَ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرَىٰ وَلَا يَأْبَ الشُّهَدَاءُ إِذَا مَا دُعُوا

ترجمہ پس اگر وہ شخص جس کے ذمے حق ہے بے عقل ہو یا ضعیف ہو یا وہ نہ لکھ سکتا ہو اُس وقت چاہیئے کہ اس کا ولی انصاف کے ساتھ لکھے اور تم اپنے معاملہ پر دو مردوں کو گواہ کرو اگر دو مرد نہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں ہوں ۔ اور یہ گواہ ان شخصوں میں سے ہوں جن کو تم پسند کرو ۔ اور دو عورتیں اس لئے ہیں کہ اگر ایک عورت اس معاملہ کو بھول جائے تو دوسری اس کو یاد دلا دے اور گواہ گواہی قبول کرنے میں انکار نہ کریں جبکہ ان کو گواہ ہونیکے لئے بلایا جائے ۔

التماس مترجم ۔ اصل کتاب میں فَإِنْ كَانَ عَلَيْهِ الْحَقُّ سَفِيهًا کی تفسیر موجود نہیں اسلئے مجبوراً ترک کرتا ہوں صرف ربط کے لئے ترجمہ میں کل آیت کو درج کر دیا ہے ۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ آیہ أَوْ ضَعِيفًا أَوْ لَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يُمِلَّ هُوَ فَلْيُمْلِلْ وَلِيُّهُ بِالْعَدْلِ کی تفسیر میں جناب امیر المومنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ وہ شخص جس کے ذمے حق ہے بے وقوف ہو یا ضعیف ہو یعنی بدن کا کمزور ہو کہ لکھنے کی طاقت نہ رکھتا ہو یا اپنے فہم اور علم میں کمزور ہو کہ لکھنے پر قادر نہو اور ان لفظوں میں جو اس کے حق میں مفید ہوں اور ان لفظوں میں جو اس کے یا اس کے دوست کے حق میں مضر ہوں تمیز نہ کر سکتا ہو اَوْ لَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يُمِلَّ هُوَ یا وہ سمجھنے کی استطاعت نہ رکھتا ہو یعنی وہ زندگانی دنیا کے لئے

اپنے بدن کو درست کر رہا ہو یا عاقبت کے لئے کچھ سامان اور زادراہ مہیا کرنے میں مصروف ہو یا کسی حلال لذت میں مشغول ہو کیونکہ یہ شغل ایسے ہیں کہ عقلمند کو مناسب نہیں ہے کہ ان کو ترک کر کے اسوقت اور کام کو شروع کرے جبکہ وہ شخص جس کے ذمے حق ہے صفات مذکورہ بالا سے موصوف ہو تو چاہیے کہ اس کا نائب اور مختار کار عدل و انصاف سے تحریر کرے جس میں مکتوب لہ (قرضخواہ) اور مکتوب علیہ (قرضدار) کسی پر ظلم نہو۔

اور جناب رسالتماب نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو کوئی کسی ضعیف بدن آدمی کی اس کے کام میں مدد کرے اللہ تعالےٰ اس کے کام میں اس کا معین و مددگار ہوگا اور قیامت کے دن فرشتوں کو مقرر کریگا جو اس روز کے خوفوں اور ہولوں کے قطع کرنے اور آتش جہنم کی خندقوں سے عبور کرنے میں اسکی امداد کرینگے یہاں تک کہ صراط سے گزرتے وقت اس کا دھواں اور گرم ہوا اسکو بھی اس تک نہ پہنچیگی اور وہ صحیح سلامت با امن و امان بہشت میں جا داخل ہوگا - اور جو کوئی ایسے آدمی کی مدد کرے جو فہم اور معرفت میں ضعیف ہو اور سخت دشمن کے مقابلے میں جو باطل کا خواہاں ہے اس کو حجت تعلیم کرے اسکے صلے میں اللہ تعالےٰ نزع کے وقت اس کی مدد کریگا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ کی شہادت، اور جو چیز ان دونوں شہادتوں سے متصل ہے (یعنی ولایت علیؑ) اس کے اقرار کرنے اور معتقد ہونیکی توفیق عطا فرمائیگا یہاں تک کہ اس کا دنیا سے نکلنا اور خدا کی طرف رجوع کرنا ایسی صورت میں واقع ہوگا کہ اس کے اعمال نہایت افضل اور اس کا احوال نہایت پسندیدہ ہوگا اسوقت اس کو روح و ریحان کا تحفہ مرحمت ہوگا اور یہ مژدہ اس کو دیا جائیگا کہ اس کا پروردگار اس سے رضامند اور نہایت خورسند ہے۔ اور جو کوئی کسی ایسے شخص کی امداد کرے جو اپنے دنیاوی یا دینی مصلحتوں میں مصروف ہو یہاں تک کہ اس کو اپنے امور میں منتشر نہ ہونے دے اس کے صلے میں اللہ تعالیٰ قیامت کے دن جبکہ بادشاہ جبار کے روبرو ایک شغل[1] دوسرے شغل کا مزاحم ہوگا اور احوال منتشر ہوں گے اس کا معین و مددگار رہوگا اور اس کو شریر بندوں سے الگ کر کے اپنے نیک بندوں میں شامل فرمائیگا

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ جناب امیر المومنین علیہ السّلام چند عوام مسلمانوں کے پاس سے گذرے جو مہاجرین و انصار میں سے تھے اور وہ مسجد میں بیٹھے تھے اور اس دن ماہ شعبان کی پہلی تاریخ تھی اور وہ

---

[1] سب اپنے اپنے شغل میں لگے ہوں گے اور کسی کو دوسرے کا دکھ بٹانے کی فرصت نہوگی ۔ مترجم

لوگ مسئلہ قضاو قدر اور دیگر مختلف فیہ مسائل میں خوض و فکر کر رہے تھے اور شور و غل بلند ہو رہا تھا اور
اور ان کا مباحثہ اور مجادلہ نہایت زور پر تھا یہ حال دیکھ کر حضرت وہاں ٹھیر گئے اور ان کو سلام کیا
انہوں نے جواب سلام دیا اور جگہ چھوڑ کر کھڑے ہو گئے اور حضرت سے بیٹھنے کی التماس کی مگر آپ نہ بیٹھے
اور ان سے پکار کر فرمایا اے ایسے امر میں گفتگو کرنیوالو جو تم کو کچھ فائدہ نہیں دیتا اور نہ کسی فائدے کو تمہاری
طرف رجوع کرتا ہے کیا تم کو معلوم نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ایسے بھی ہیں جو درحقیقت اندھے اور
گونگے نہیں ہیں اور اس کے خوف نے ان کو ساکت اور صامت کر دیا ہے اور وہی لوگ فصیح عاقل دانا اور
اس کی مخلوق کے عالم ہیں لیکن ان کا یہ حال ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کی عظمت ان کو یاد دلائی جاتی ہے
تو اس کی عظمت وجلالت کے باعث ان کی زبانیں شکستہ ہو جاتی ہیں اور ان کے دل پاش پاش
اور پارہ پارہ ہو جاتے ہیں اور ان کی عقلیں حیران اور سرگشتہ ہو جاتی ہیں اور جب ان کو اس حال
سے افاقہ ہوتا ہے تو پاک اعمال کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف سبقت کرتے ہیں اور اپنے آپ کو ظالموں
اور خطاکاروں میں شمار کرتے ہیں حالانکہ وہ لوگ افراط اور تفریط کرنے والے لوگوں سے بیزار ہیں آگاہ ہو
کہ وہ خدا کے لئے تفریط (کمی) کو پسند نہیں کرتے اور نہ اس کے لئے افراط (زیادتی) کرنا چاہتے ہیں اور وہ
اپنے اعمال کے سبب اس پر ناز نہیں کرتے بلکہ جب کوئی ان کو دیکھتا ہے تو وہ غمگین اور خوف زدہ اور
خائف و ترساں نظر آتے ہیں اے بدعت کرنیوالے لوگو تم ان میں کب داخل ہو سکتے ہو کیا تم کو معلوم
نہیں ہے کہ مسئلہ قضاو قدر کو وہ شخص سب سے زیادہ جانتا ہے جو سب سے زیادہ اس میں ساکت
اور خاموش رہتا ہے اور اس مسئلہ میں سب سے جاہل وہ شخص ہے جو اس میں سب سے زیادہ گفتگو

وجہ تسمیہ ماہ شعبان و فضائل ماہ مذکور

کرتا ہے اے بدعتیوں کے گروہ آج شعبان مکرم کی پہلی تاریخ ہے۔ ہمارے پروردگار نے اس مہینے کو
اس لئے شعبان کے نام سے نامزد کیا ہے کہ اس میں سب قسم کی نیکیاں منشعب ہوتی ہیں یعنی پھیلتی ہیں
اور تمہارے پروردگار نے اس میں اپنی جنت کے دروازے کھول دئے ہیں اور اس کے محلوں اور
تمام نفیس چیزوں کو نہایت ارزاں قیمتوں اور نہایت سہل امور کی عوض میں تمہارے سامنے
پیش کیا ہے پس تم گمراہی اور سرکشی میں برابر ساعی ہو اور ابلیس کی راہوں کو نہایت مضبوطی سے اختیار
کرتے ہو اور خیر کے راستوں سے جس کے دروازے تمہارے واسطے کھولے گئے ہیں الگ رہتے ہو یہ شعبان کی
پہلی تاریخ ہے اور اس کی نیکیوں کی راہ نماز روزہ۔ زکوٰۃ۔ امر بالمعروف۔ نہی عن المنکر والدین اور قریبی رشتہ داروں

اور ہمسایوں سے نیکی کرنا باہم اصلاح کرنا اور فقیروں اور مسکینوں کو صدقہ دینا ہے جو چیز کہ تمہارے ذمے
نہیں رکھی گئی ہے اور جس میں غوض و فکر کرنے سے تم کو منع کیا گیا ہے یعنی اسرار خدا کو نہ کھولو۔ اور جو
کوئی ان کو کھولتا ہے وہ ہلاک ہو جاتا ہے تم خواہ مخواہ اس کی تفتیش کرنے کی تکلیف اٹھاتے ہو سنو
ہمارے پروردگار نے اپنے فرماں بردار بندوں کے لئے جو امور آج کے دن میں مقرر کئے ہیں اگر تم ان
سے واقف ہوتے تو تم اس بحث و مباحثے سے جس میں تم مبتلا ہو باز رہتے اور جن امور کا تم کو حکم دیا
ہے انکو بجالاتے انہوں نے عرض کی کہ یا امیر المومنینؑ وہ کیا چیز ہے جو اللہ تعالےٰ نے اپنے فرمانبردار
بندوں کے لئے مقرر کی ہے حضرتؑ نے فرمایا کہ میں وہی بیان کروں گا جو میں نے رسول خداؐ سے سنا ہے
ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ آں حضرتؐ نے ایک لشکر نہایت سخت کافروں کی ایک قوم کی سرکوبی کے لئے روانہ
فرمایا تھا اتفاقاً ان کی خبر کے آنے میں دیر لگی اور خاطر اقدس کو ان کی خبر کے سننے کا نہایت خیال تھا آخر کار
ارشاد فرمایا کہ کاش کوئی ایسا ہو جو ان کے حالات کو معلوم کرے اور اُن کی خبریں مجھ کو پہنچائے ابھی حضرتؐ
یہ فرما ہی رہے تھے۔ کہ ناگاہ ایک شخص یہ خوشخبری لایا کہ انہوں نے اپنے دشمنوں پر فتح پائی اور ان کے اسباب
لوٹ لئے اور ان میں سے بعض کو قتل کیا اور بعض کو زخمی اور بعض کو اسیر کر لیا اور ان کے مالوں کو غارت
کیا اور ان کے عیال و اطفال کو قید کر لیا آخر کار جب وہ لشکر مدینے کے قریب پہنچا تو آں حضرتؐ
اپنے اصحاب سمیت ان کی ملاقات کے لئے مدینہ سے باہر تشریف لائے جب ان سے ملاقی ہوئے تو زید ابن
حارثہ نے جو ان کا سردار تھا اور آگے آگے آرہا تھا جب حضرتؐ کو دیکھا تو اپنے ناقہ پر سے اتر پڑا اور حضرتؐ
کی طرف آیا اور حضرتؐ کے پاؤں اور ہاتھوں کا بوسہ لیا حضرتؐ نے اس کو بغل میں لیا اور اس کے سر کا
بوسہ دیا پھر عبداللہ ابن رواحہ اپنی سواری سے اترا اور آگے بڑھ کر حضرتؐ کے پاؤں اور ہاتھوں
کا بوسہ لیا حضرتؐ نے اس کو بھی گلے لگایا پھر قیس ابن عاصم منقری پیادہ پا حاضر ہوا اور آکر حضرتؐ
کے دست و پا کا بوسہ لیا حضرتؐ اس سے بھی بغلگیر ہوئے بعدازاں باقی اہل لشکر اپنی اپنی سواریوں
سے اتر کر حاضر ہوئے اور حضرتؐ پر درود و سلام بھیجا حضرتؐ نے ان کو دعائے خیر دی۔ پھر ان سے
ارشاد فرمایا۔ کہ اب تم اپنے حالات سے مطلع کرو کہ دشمنوں سے کیونکر گزری اور اسوقت انکے ساتھ کفار
کے قیدی اور انکے اسیر شدہ عیال و اطفال اور زر و سیم اور دیگر مال و متاع بیشمار موجود تھے
تب انہوں نے عرض کی کہ یا رسول اللہؐ اگر آپ ہمارے حالات سے آگاہ ہوتے تو نہایت متعجب ہوتے

حضرتؐ نے فرمایا کہ میں ان حالات سے ناواقف تھا مگر اب جبرئیلؑ امین نے مجھ کو مطلع کر دیا ہے۔ اور میں اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اس کے دین سے بھی اسوقت تک ناواقف تھا جب تک کہ میرے پروردگار نے اس سے مجھ کو واقف نہ کیا تھا چنانچہ خدا ارشاد فرماتا ہے وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَا اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا مَا كُنْتَ تَدْرِيْ مَا الْكِتٰبُ وَلَا الْاِيْمَانُ وَلٰكِنْ جَعَلْنٰهُ نُوْرًا نَّهْدِيْ بِهٖ مَنْ نَّشَآءُ مِنْ عِبَادِنَا وَاِنَّكَ لَتَهْدِيْۤ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ یعنی اسی طرح ہم نے روح کو اپنے حکم سے تیری طرف وحی کیا کہ تو وحی سے پہلے یہ نہ جانتا تھا کہ قرآن کیا چیز ہے۔ اور نہ ایمان کو جانتا تھا لیکن ہم نے اس (قرآن) کو نور کیا ہے کہ اپنے بندوں میں سے جس بندے کو چاہتے ہیں اس سے ہدایت کرتے ہیں اور البتہ تو اے محمدؐ راہ راست کی طرف ھدایت کرتا ہے) مگر تم اس واقعہ کو اپنے ان مومن بھائیوں سے بیان کرو تاکہ یہ تمہاری تصدیق کریں کیونکہ جبرئیلؑ نے مجھ کو تمہاری اس بات سے مطلع کر دیا ہے کہ تم سچ سچ بیان کرو گے تب انہوں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ جب ہم دشمن کے قریب پہنچے تو ہم نے اپنے جاسوس کو ان کی طرف بھیجا کہ انکے حالات اور تعداد کو معلوم کرے اس نے آکر ہم کو خبر دی کہ وہ ایک ہزار آدمی ہیں اور ہم دو ہزار تھے اور یکایک دشمن کے ہزار آدمی شہر سے باہر نکلے اور تین ہزار آدمی اندر چھوڑے اور ہم کو خیال ہوا کہ یہ ہزار ہی آدمی ہیں اور ہم کو جاسوس نے خبر دی تھی۔ کہ وہ باہم گفتگو کرتے تھے کہ ہم ایک ہزار آدمی ہیں اور وہ دو ہزار ہیں اور ہم انکے مقابلے کی طاقت نہیں رکھتے اور اس کے سوا اور کچھ چارہ نہیں ہے۔ کہ ہم شہر کے اندر قلعہ بند ہو جائیں تاکہ یہ لوگ ہماری لڑائی سے تنگ ہو کر واپس چلے جائیں اس سبب سے ہم نے دلیری کرکے اُن پر حملہ کیا اور وہ شہر میں داخل ہو گئے اور دروازے بند کر لئے تب ہم نے ان کے مقابلے کے ارادے سے قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔ جب آدھی رات گزر گئی تو انہوں نے شہر کے دروازے کھولے اور ہم بے خبر پڑے سوتے تھے اور چار شخصوں کے سوا اور کوئی نہ جاگتا تھا ایک تو زیدؓ ابن حارثہ تھا جو لشکر کے ایک طرف نماز اور تلاوت قرآن میں مشغول تھا۔ اور دوسرا عبداللہ ابن رواحہ لشکر کے دوسری طرف نماز اور تلاوت قرآن میں مصروف تھا۔ تیسرا قتادہ ابن نعمان دوسری طرف نماز پڑھتا اور قرآن کی تلاوت کرتا تھا ایک طرف قیس ابن عاصم نماز اور تلاوت کلام مجید میں مصروف تھا الغرض وہ لوگ اس اندھیری رات میں شہر سے نکلے اور ہم پر تیروں کا مینہ برسایا

چونکہ ان کا شہر تھا اور وہ اس کی راہوں اور گزرگاہوں سے واقف تھے اور ہم بالکل ناواقف اور ناآشنا اس لئے ہم نہایت خائف و ترساں ہوئے اور دل میں کہنے لگے کہ ہم مورد ہلاکت میں آ پڑے اور اس شب تاریک میں ہم کسی طرح دشمنوں کے تیروں سے نہیں بچ سکتے کیونکہ ان کے تیر ہم کو نظر نہیں آتے اسی اثنا میں ناگاہ ہم نے دیکھا کہ قیس ابن عاصم کے منہ سے ایک بہت بڑی روشنی نمودار ہوئی جو جلتی آگ کی طرح روشن تھی اور دوسری طرف سے ایک روشنی قتادہ ابن نعمان کے منہ سے نمایاں ہوتی ہم کو نظر آئی جو زہرہ اور مشتری کی طرح چمک رہی تھی اور عبداللہ ابن رواحہ کے منہ سے ایک روشنی نکلی جو اس طرح معلوم ہو رہی تھی جیسے اندھیری رات میں ماہتاب روشن تھا ان چاروں نوروں نے ہمارے لشکر گاہ کو ایسا روشن کر دیا کہ دن سے بھی زیادہ تر روشنی وہاں پر ہوگئی اور ہمارے دشمن نہایت تاریکی میں تھے اور ہم ان کو دیکھتے تھے اور وہ ہم کو نہ دیکھتے تھے پس یدنے ہم کو کئی طرف تقسیم کر دیا۔ اور ادھر اُدھر پھیلا دیا اور ہم نے ان کو گھیر لیا اور ہم ان کو دیکھتے تھے اور وہ ہم کو نہ دیکھتے تھے۔ اور ہم گویا آنکھوں والے تھے اور وہ گویا اندھے تھے تب ہم تلواریں کھینچ ان پر جا پڑے بعض کو قتل کیا اور بعض کو زخمی اور باقیوں کو قید کر لیا اور بعد ازاں ہم ان کے شہر میں داخل ہوئے اور جا کر انکی عورتوں اور بچوں کو قید کر لیا اور ان کے مال و اسباب پر قابض ہو گئے اور یہ ان کی عورتیں اور بچے اور مال لیکر خدمت اقدس میں حاضر ہوئے ہیں اور یا رسول اللہ ہمنے ان نوروں سے جو ان چار شخصوں کے منہ سے ظاہر ہوا عجیب تر کوئی چیز نہیں دیکھی کہ ان سے ہمارے دشمنوں پر ایسا اندھیرا چھا گیا کہ ہم انکے قتل کرنے پر قادر ہو گئے۔ یہ حال سنکر حضرتؐ نے ان سے فرمایا کہ تم پروردگار عالمین کا شکر ادا کرو کہ اس نے ماہ شعبان کیوجہ سے تم کو فضیلت دی اور یہ رات ماہ شعبان کی پہلی رات تھی اور رجب جو ماہ حرام ہے ختم ہو چکا تھا اور وہ نور تمہارے ان برادران ایمانی کے غرۂ ماہ شعبان میں اعمال بجالانے کے باعث ظہور میں آئے ہیں اور حق تعالیٰ نے ان اعمال کے وقوع میں آنے سے پہلے انکو وہ انوار اس رات کو عطا فرمائے تھے اصحاب نے عرض کی یا رسول اللہ فرمائیے وہ کیسے اعمال ہیں تاکہ ہم بھی بجالائیں اور ثواب پائیں حضرتؐ نے فرمایا کہ قیس ابن عاصم منقری نے ماہ شعبان کی پہلی تاریخ لوگوں کو نیکی (امر بالمعروف) کرنے کا حکم دیا اور برائی (نہی عن منکر) سے منع کیا اور ان کو خیر و صلاح کی طرف رہنمائی کی اس لئے حق تعالیٰ نے ان اعمال کے بجالانے سے پہلے اس کو اس رات وہ نور عطا فرمایا جبکہ وہ تلاوت قرآن میں مصروف تھا اور قتادہ ابن نعمان نے اپنا قرض جو

اس کے ذمے تھا ماہ شعبان کی پہلی تاریخ (دن کو) ادا کیا اس لئے خدائے جلشانہ نے اس کو اس سے پہلی رات کو وہ نور عنایت فرمایا۔ اور عبداللہ ابن رواحہ چونکہ اپنے والدین سے بہت نیکی کرتا تھا اس سبب سے اس رات کو اس نیکی کا ثواب اور زیادہ مرحمت ہوا جب دن ہوا تو اس کے والدین نے اس سے کہا کہ ہم تجھے دوست رکھتے ہیں اور تیری فلاں بیوی ہم کو بہت ستاتی ہے اور برا بھلا کہتی ہے اور ہمکو خوف ہے کہ کسی لڑائی میں ہم کو زک پہنچے اور دشمن ہمپر غالب ہوں اور تو مارا جائے اور تیری عورت تیرے مال میں ہمارے ساتھ شریک ہو اور اس سبب سے وہ اور زیادہ ظلم و ستم ہمپر کرنے لگے اور زیادہ ضرر پہنچائے عبداللہ نے جواب دیا۔ کہ مجھ کو پہلے سے معلوم نہ تھا کہ وہ تم پر ظلم کرتی ہے اور تم اس سے ناراض ہو اور اگر مجھ کو معلوم ہوتا تو میں اس کو طلاق دیدیتا مگر خیر اب میں اس کو طلاق دیتا ہوں اور الگ کرتا ہوں تاکہ تم اس کے شر سے بےخوف ہو جاؤ اور یہ بات ہرگز نہیں ہو سکتی کہ میں اس شخص کو دوست رکھوں جس سے تم ناراض ہو اس سبب سے حق تعالیٰ نے یہ نور اس کو عطا فرمایا۔ اور زید ابن حارثہ جو سردار قوم اور ان سب سے افضل ہے اسکے منہ سے جو آفتاب سے بھی زیادہ تر روشن نور طالع ہوا اس کا باعث یہ تھا کہ حق تعالیٰ کو معلوم تھا۔ کہ اس سے ایک بہت بڑا عمل صادر ہوگا اس لئے حق سبحانہ نے اس کو خاص کیا اور اس عمل خیر کے باعث جو اس کے منہ سے نور کے ساطع ہونیکا سبب ہوا اسکو اور لوگوں پر فضیلت عنایت فرمائی یہاں تک کہ مسلمانوں نے اس نور کی وساطت سے مشرکوں پر فتح پائی اور وہ عمل یہ تھا کہ جبرات اس آفتاب کی مدد سے جو کہ اس کے منہ سے طلوع کر رہا تھا۔ مسلمانوں نے کافروں پر فتح پائی اس کے دن میں (روز اول ماہ شعبان) ایک شخص اسی لشکر کے منافقوں میں سے اس کے پاس آیا جس کا قصد یہ تھا کہ اس کے اور علی ابن ابی طالب کے درمیان نزاع ڈلوا دے اور ان کے باہمی رابطۂ الفت کو فاسد کر دے، اور آکر کہنے لگا تجھ کو مبارک ہو مبارک ہو اے وہ شخص کہ اہلبیت و اصحاب رسول اللہ میں کوئی تیرا نظیر اور ہمسر نہیں ہے یہ تیری تلاوت قرآن اور یہ نور جس کو ہم نے تجھ سے مشاہدہ کیا! سبحان اللہ زید نے اس سے کہا اے بندۂ خدا خدا سے ڈر اور حد سے بڑھ کر بات نہ کر اور میری قدر و منزلت سے زیادہ میری تعریف مت کر کیونکہ اس بات سے تو مخالف خدا و کافر ہو جائیگا۔ اور اگر میں بھی تیری اس گفتگو کو قبول کر لوں تو میں بھی تیری طرح کافر بن جاؤں اے بندۂ خدا کیا تو چاہتا ہے کہ میں تجھ کو ان واقعات سے آگاہ کروں جو ابتدائے اسلام میں اور اس کے بعد وقوع میں آئے یہاں تک کہ حضرتؐ مدینہ منورہ میں تشریف لائے اور فاطمۂ زہرا کا جناب امیرالمومنین

علیؑ ابن ابیطالب کے ساتھ نکاح کیا اور حسنؑ اور حسینؑ اس معصومہؑ کے بطن سے پیدا ہوئے اس منافق نے کہا کہ ہاں زیدؓ نے کہا کہ جناب رسالتمآبؐ مجھ کو نہایت دوست رکھتے تھے یہاں تک کہ مجھ کو اپنا بیٹا بنا لیا تھا اور لوگ مجھ کو زیدؓ ابن محمدؐ کہتے تھے یہاں تک کہ جناب امیرؑ کے گھر میں امام حسنؑ اور امام حسینؑ پیدا ہوئے اسوقت میں نے ان دونو حضرات کیخاطر سے آں حضرتؐ کا فرزند کہلانا پسند نہ کیا اور جو کوئی مجھ کو آں حضرتؐ کا فرزند کہکر پکارتا تھا میں اس سے کہتا تھا کہ میں نہیں چاہتا کہ تم مجھ کو اس طرح پکارو بلکہ یوں کہو کہ زید آزاد کردۂ رسولخدا کیونکہ میں اس بات کو ناپسند کرتا ہوں کہ میں حسنؑ اور حسینؑ کے مشابہ ہوں اور برابر ایسا ہی ہوتا رہا یہاں تک کہ حق تعالےٰ نے میرے گمان کی تصدیق کی اور یہ آیت نازل فرمائی مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِي جَوْفِهٖ یعنی اللہ تعالےٰ نے کسی شخص کے اندر دو دل نہیں بنائے کہ ایک دل سے تو محمدؐ و آل محمدؐ کو دوست رکھے۔ اور ان کو ان پر فضیلت دے بلکہ واقعی بات یہ ہے کہ جو کوئی ان کے دشمنوں کو دوست رکھتا ہے وہ ان سے بغض رکھتا ہے اور ان کا دوست نہیں اور جو کوئی ان کے دوستوں کو ان کے مساوی جانتا ہے وہ بھی ان سے بغض رکھتا ہے اور ان کا دوست نہیں ہے۔ وَمَا جَعَلَ اَزْوَاجَكُمُ اللَّآئِي تُظَاهِرُوْنَ مِنْهُنَّ اُمَّهَاتِكُمْ اور جن عورتوں سے کہ تم ظہار[1] کرتے ہو اور ان کو اپنی ماؤں سے تشبیہ دیتے ہو اللہ نے ان کو تمہاری مائیں قرار نہیں دیا وَمَا جَعَلَ اَدْعِيَآءَكُمْ اور تمہارے متبنّےٰ لڑکوں کو تمہارا بیٹا نہیں کیا بعد ازاں چند آیات کے بعد فرمایا وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُهَاجِرِيْنَ اِلَّآ اَنْ تَفْعَلُوْٓا اِلٰٓى اَوْلِيَآئِكُمْ مَّعْرُوْفًا كَانَ ذٰلِكَ فِي الْكِتَابِ مَسْطُوْرًا ۝ کتاب خدا اور اس کے فرائض میں بعض رشتہ دار بعض رشتہ داروں سے بہ نسبت اور مومنوں اور مہاجروں کے زیادہ سزاوار اور مستحق ہیں یعنی حسنؑ اور حسینؑ رسول خدا کی نبوّتؐ کے زیادہ تر سزاوار ہیں مگر یہ کہ تم اپنے دوستوں سے نیکی اور اکرام کرو پر یہ اولاد کے مرتبے کو نہیں پہنچتے یہ بات کتاب خدا یعنی لوح محفوظ میں لکھی ہے جب یہ آیت نازل ہوئی تب سے لوگوں نے مجھ کو فرزند رسول اللہ کہنا چھوڑ دیا اور زید برادر رسولؐ خدا کہنے لگے اور لوگ ایسا ہی کہتے تھے اور مجھ کو یہ بات بھی ناپسند تھی یہاں تک کہ آں حضرتؐ نے علیؑ ابن ابیطالب کو اپنا بھائی

[1] ظہار کے معنی یہ ہیں کہ شوہر اپنی عورت سے کہے کہ تیری لپشت میری ماں کی پشت کی مانند ہے ۱۲ مترجم سے پیشا ہونا

بنایا اس کے بعد کسی نے مجھ کو رسولِ خدا کا بھائی نہ کہا پھر زیدؓ نے اس منافق سے کہا اے بندۂ خدا زیدؓ علیؑ کا آزاد کردہ غلام ہے جیسے رسولِ خدا کا آزاد کردہ اس لئے تو زیدؓ کو علیؑ کا نظیر اور ہمسر مت سمجھ اور اس کے مرتبے کو علیؑ کے مرتبے سے بڑھ کر مت گمان کر ورنہ تو نصاریٰ کے مشابہ ہو گا کہ انہوں نے عیسیٰؑ کو اس کے درجہ سے بڑھ کر سمجھا اور کافر ہو گئے اس تقریر کے بعد حضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ اے صحابہ حق تعالےٰ نے اس وجہ سے وہ فضیلت عطا کی اور اس نور و ضیا سے اسکو منور کیا کہ اس نے علیؑ کے مرتبے کو پہچانا اور خود کو اس کی محبت میں کامل کیا مجھ کو اس خدا کی قسم ہے جس نے مجھ کو اپنی خلقت کی طرف راستی کے ساتھ بھیجا ہے۔ کہ حق تعالےٰ نے زید کے اس اعتقاد کی بدولت جو نورانی مرتبہ اس کے لئے آخرت میں مہیا کیا ہے۔ اس کے مقابلے میں وہ نور جس کو تم نے دنیا میں مشاہدہ کیا ہے نہایت ہی کمتر ہے جب زیدؓ میدانِ قیامت میں وارد ہو گا تو اس کا نور اس کے آگے پیچھے دائیں بائیں اور سر کے اوپر اور پاؤں کے نیچے کیطرف ہزار برس کی راہ تک اس کے ساتھ ساتھ جائے گا +

بعد ازاں آں حضرتؐ نے صحابہ سے مخاطب ہو کر فرمایا تم چاہتے ہو۔ کہ میں اس ہزیمت کا حال بیان کروں جو ابلیس اور اس کے اعوان و انصار اور لشکریوں میں پڑتی ہے اور تمہارے ان دشمنوں کی ہزیمت سے زیادہ تر سخت ہوتی ہے انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ بیان فرمایئے فرمایا مجھ کو اس ذات کی قسم ہے جس نے مجھ کو خلقت کی طرف راستی کے ساتھ مبعوث کیا ہے کہ جب ماہ شعبان کی پہلی تاریخ ہوتی ہے۔ تو ابلیس اپنے لشکروں کو اطراف زمین اور آفاقِ عالم میں پھیلا دیتا ہے۔ اور اُن سے کہتا ہے۔ کہ آج تم بعض بندگان خدا کو اپنی طرف کھینچنے کی کوشش کرو اور اللہ تعالےٰ اپنے فرشتوں کو اطراف زمین و آفاق عالم میں پھیلاتا ہے اور ان کو حکم دیتا ہے کہ اے فرشتو میرے بندوں کو راستی پر لاؤ اور ان کو راہ راست کیطرف رہبری کرو۔ کہ وہ سب تمہارے ذریعہ سے سعادت حاصل کرینگے مگر ہاں جو کوئی انکار کریگا اور سرکشی اور طغیان اختیار کرے گا وہ ابلیس کے گروہ اور اس کے لشکر میں سے ہوگا اور جب ماہ شعبان کی پہلی تاریخ ہوتی ہے تو حکم خدا سے جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں اور درخت طوبےٰ کی شاخیں دنیا کی طرف جھک جاتی ہیں نیز حکم خدا سے دوزخ کے دروازے کھلجاتے ہیں اسکے حکم سے درخت زقوم کی شاخیں دنیا کی طرف جھک جاتی ہیں۔ پھر ایک منادی آواز دیتا ہے۔ کہ اے بندگانِ خدا یہ طوبےٰ کی شاخیں جھک رہی ہیں ان میں جھپٹ جاؤ کہ یہ تم کو اٹھا کر جنت میں لیجائیں گی اور یہ درخت زقوم کی شاخیں لٹک رہی ہیں خبردار ان سے بچنا ورنہ یہ تم کو جہنم میں لیجائیں گی +

بعدازاں حضرتؐ نے فرمایا کہ میں اس ذات کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس نے مجھ کو سچا پیغمبر کیا ہے کہ جو کوئی اُس روز کسی قسم کی نیکی حاصل کرتا ہے وہ طوبےٰ کی ایک شاخ میں لٹک جاتا ہے۔ اور وہ اس کو جنت میں پہنچا دیتی ہے اور جو کوئی اس روز کسی قسم کی بدی کا مرتکب ہوتا ہے وہ زقوم کی ایک شاخ میں چمٹ جاتا ہے کہ وہ اس کو دوزخ میں لے ڈالتی ہے ✣

پھر آں حضرتؐ نے فرمایا جو کوئی اس روز ایک سنتی نماز بجالائے وہ طوبےٰ کی ایک شاخ میں چمٹ جاتا ہے اور جو کوئی اس روز روزہ رکھے وہ اس کی ایک شاخ میں لٹک جاتا ہے اور جو کوئی میاں بیوی یا باپ بیٹے یا دو رشتہ داروں یا دو ہمسایوں یا اجنبیوں میں صلح کرائے وہ بھی اس کی ایک شاخ میں لٹک جاتا ہے اور جو کوئی کسی محتاج کے قرض کو ہلکا کرے یا اسکو ادا کر دے وہ بھی اس کی ایک شاخ میں لٹک جاتا ہے اور جو کوئی اپنے حساب میں غور کرے اور پرانا قرض دیکھے کہ قرضخواہ اس سے ناامید ہو گیا ہو۔ اور اس کو ادا کرے وہ بھی اس کی ایک شاخ میں لٹک جاتا ہے اور جو کوئی کسی یتیم کا کفیل ہو وہ بھی اس کی ایک شاخ میں لٹک جاتا ہے اور جو کوئی کسی سفیہ اور بے سمجھ آدمی کو کسی مومن کی بےعزتی کرنے سے باز رکھے وہ بھی اس کی ایک شاخ میں لٹک جاتا ہے اور جو کوئی بیٹھ کر اللہ کی نعمتوں کو یاد کرے اور ان نعمتوں کے عوض میں اس کا شکر ادا کرے وہ بھی اس کی ایک شاخ میں لٹک جاتا ہے اور جو کوئی کسی بیمار کی عیادت کو جائے وہ بھی اس کی ایک شاخ میں لٹک جاتا ہے۔ اور جو کوئی اس روز کسی جنازے کی مشایعت کرے وہ بھی اس کی ایک شاخ میں لٹک جاتا ہے اور جو کوئی اس روز اپنے والدین سے یا ان میں سے کسی ایک کے ساتھ نیکی کرے وہ بھی اس کی ایک شاخ میں لٹک جاتا ہے اور جس کسی نے اس دن سے پہلے اپنے والدین کو ناراض کیا ہو اور اس روز اُن کو رضامند کرلے وہ بھی اسکی ایک شاخ میں لٹک جاتا ہے

بعدازاں حضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ میں اس ذات پاک کی قسم کھاتا ہوں جس نے مجھ کو سچا پیغمبر کیا ہے کہ جو کوئی اُس روز کسی قسم کا شر یا نافرمانی پروردگار بجالائے وہ درخت زقوم کی ایک شاخ میں لٹک جاتا ہے اور وہ اس کو دوزخ میں پہنچا دیگی ✣

پھر ارشاد فرمایا کہ مجھ کو اس ذات کی قسم ہے جس نے مجھ کو نبی برحق کر کے بھیجا ہے کہ جو کوئی نماز واجبی میں کوتاہی کرے اور اسکو ضائع کرے وہ اس (زقوم) کی ایک شاخ میں لٹک جاتا ہے اور جس کسی کے ذمے کوئی واجبی روزہ ہو اور وہ اس کے ادا کرنے میں اپنی وزکمی کرے اور اسکو ضائع کرے وہ بھی اس کی ایک شاخ

میں لٹک جاتا ہے اور جس کسی کے پاس اس روز ایک ضعیف محتاج آدمی آکر اپنی بدحالی بیان کرے اور وہ اس شخص کے خوشحال کرنے پر بلا اپنے کسی قسم کے ضرر کے قادر ہو اور وہاں کوئی اور شخص ایسا نہ ہو جو اس کا قائم مقام ہو سکے باایں ہمہ وہ اسکو ضائع اور ہلاک ہونے دے اور اس کی دستگیری نہ کرے وہ بھی اسکی ایک شاخ میں لٹک جاتا ہے اور جس شخص کے پاس کوئی خطا کار اپنا عذر بیان کرے اور وہ اس کا عذر قبول نہ کرے اور اس کی خطا کے موافق سزا دینے پر بھی اکتفا نہ کرے بلکہ اسپر زیادتی کرے وہ بھی اسکی ایک شاخ میں لٹک جاتا ہے اور جو کوئی بیوی اور میاں یا باپ اور بیٹے یا دو بھائیوں یا دو رشتہ داروں یا دو ہمسایوں یا دو دوستوں یا دو اجنبی شخصوں میں نزاع ڈالوا دے وہ بھی اس کی ایک شاخ میں لٹک جاتا ہے اور جو کوئی کسی تنگدست آدمی پر سختی کرے اور اس کی تنگدستی کا حال اسکو معلوم ہو اسپر بھی اس کے غیظ و غضب اور سختی کرنے میں زیادتی کرے وہ بھی اس کی ایک شاخ میں لٹک جاتا ہے اور جس کسی کے ذمے کچھ قرض ہو اور وہ قرضخواہ کے قرض کو ضائع کرنا چاہے اور اسپر ظلم و تعدی کرے یہانتک کہ اس قرض کو کالعدم کر دے وہ بھی اس کی ایک شاخ میں لٹک جاتا ہے اور جو کوئی کسی یتیم پر ظلم کرے اور اسکو اذیت پہنچائے اور اس کا مال ہضم کر جائے وہ بھی اس کی ایک شاخ میں لٹک جاتا ہے اور جو کوئی کسی برادر ایمانی کی عزت کے درپے ہو اور لوگوں کو اس کی ہتک حرمت پر برانگیختہ کرے وہ بھی اس کی ایک شاخ میں لٹک جاتا ہے اور جس شخص کا ہمسایہ بیمار ہو اور وہ اسکے حق کو ضعیف و حقیر سمجھ کر اس کی عیادت کو ترک کرے وہ بھی اس کی ایک شاخ میں لٹک جاتا ہے اور جس کسی کا ہمسایہ مر جائے اور وہ اسکو ذلیل و حقیر جان کر اسکے جنازے کے ساتھ نہ جائے وہ بھی اس کی ایک شاخ میں لٹک جاتا ہے اور جو کوئی کسی مصیبت زدہ اور آفت رسیدہ شخص سے روگردانی کرے اور اس کو ذلیل و حقیر جانکر اسپر جور و ستم کرے وہ بھی اسکی ایک شاخ میں لٹک جاتا ہے اور جو کوئی ماں باپ ان میں سے کسی کی نافرمانی کرے وہ بھی اس کی ایک شاخ میں لٹک جاتا ہے اور جو کوئی اس روز سے پہلے عاق والدین ہوا اور اس دن انکو رضامند نہ کرے حالانکہ انکے رضامند کرنے پر قادر ہو وہ بھی اس کی ایک شاخ میں لٹک جاتا ہے اسی طرح جو کوئی اور کسی قسم کی برائی عمل میں لائے وہ بھی اس کی ایک شاخ میں لٹک جاتا ہے ۔

بعد ازاں حضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ میں اس ذات کی قسم کھاتا ہوں جس نے مجھ کو سچا پیغمبر بنایا ہے کہ جو لوگ طوبے کی شاخوں میں لٹکتے ہیں وہ شاخیں انکو اٹھا کر جنت میں لیجاتی ہیں اور جو لوگ کہ زقوم کی شاخوں میں لٹکتے ہیں وہ ان کو دوزخ میں لیجا کر گرا دیتی ہیں پھر حضرتؐ نے سر مبارک اٹھا کر آسمان کی طرف نگاہ کی اور خندہ فرمایا اور خوش ہوئے اس کے بعد زمین کی طرف سر جھکایا اور نہایت ترش رو اور چیں بجبیں ہو گئے بعد ازاں اصحاب کی طرف

متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ میں اس ذات باریتعالےٰ کی قسم کھاتا ہوں جس نے مجھ کو سچا پیغمبر کیا ہے کہ میں نے درخت طوبےٰ کو دیکھا کہ اس کی شاخیں بلند ہوتی ہیں اور جو لوگ ان میں لٹکے ہوئے ہیں انکو جنت میں لیجاتی ہیں اور میں نے دیکھا کہ بعض شخص تو ایک شاخ میں لٹکے ہیں اور بعض اپنی طاعات و حسنات کے موافق دو یا زیادہ شاخوں میں لٹکے ہیں اور میں نے زید ابن حارثہ کو دیکھا کہ وہ اس کی سب سے بڑی اور سب شاخوں پر چھائی ہوئی شاخ میں لٹکا ہوا ہے اور وہ اس کو جنت کے بلند تر محلوں میں پہنچاتی ہے یہی دیکھ کر میں ہنسا اور خوش ہوا تھا پھر میں نے زمین کی طرف نگاہ کی میں اس ذات کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس نے مجھ کو برحق پیغمبر کر کے بھیجا ہے۔ کہ میں نے درخت زقوم کو دیکھا کہ اس کی شاخیں نیچے کو جھکتی ہیں اور جو لوگ ان میں لٹکے ہیں ان کو جہنم کی طرف جھکاتی ہیں اور میں نے بعض شخصوں کو دیکھا کہ وہ ایک ایک شاخ میں لٹکتے ہیں اور بعض کو دیکھا کہ اپنی برائیوں اور گناہوں کے موافق دو یا زیادہ شاخوں میں لٹک رہے ہیں اور ایک منافق کو میں نے دیکھا کہ وہ اس درخت کی سب سے بڑی شاخ میں لٹک رہا ہے اور وہ اس کو جہنم کے درجہ اسفل کی طرف جھکا رہی ہے اسی لئے میں ترش رو اور چیں بجبیں ہوا تھا ❖

امامؑ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد پھر حضرتؐ نے آسمان کی طرف آنکھ بھر کر دیکھا اور دیکھ کر نہایت خرم و خورسند ہوئے پھر زمین کی طرف آنکھ بھر کر دیکھا اور نہایت ترشرو اور چیں بجبیں ہوئے پھر اصحاب کیطرف متوجہ ہوکر فرمایا اے بندگان خدا جو کچھ تمہارے پیغمبر محمدؐ نے دیکھا ہے اگر تم اس کو دیکھو تو تم بیشک اس کے لئے دنوں میں اپنے جگروں کو پیاسا اور اپنے پیٹوں کو بھوکا رکھو اور اس کی خاطر راتوں کو بیدار رہو اور ان میں اپنے قدموں اور بدنوں کو سختی میں ڈالو اور اپنے مالوں کو صدقات میں خرچ کرو اور جہاد میں اپنی جانوں کو معرض تلف میں جا ڈالو یہ سن کر صحابہ نے عرض کی کہ یا رسولؐ اللہ ہمارے ماں باپ اولاد اہل و عیال اور خویش و اقارب آپ پر فدا ہوں وہ کونسی چیز ہے جو حضرتؐ نے مشاہدہ فرمائی ہے فرمایا مجھ کو اس ذات مقدس کی قسم ہے جس نے مجھ کو سچا نبی کر کے بھیجا ہے کہ میں نے طوبٰی کی ان ٹہنیوں کو دیکھا کہ جب وہ ہٹ کر جنت میں گئیں تو ہمارے پروردگار بزرگ و برتر کے منادی نے جنت کے خزانچیوں کو ندا دی کہ اے میرے فرشتو ان لوگوں کو جو آج طوبےٰ کی شاخوں میں لٹک رہے ہیں دیکھو اور نگاہ کرو کہ وہ شاخ کہاں تک پہنچتی ہے جہاں تک وہ ختم ہوتی ہے اس کے موافق اسکے اطراف کی پیمائش کر کے محل اور مکان عطا کرو۔ اور فرشتوں نے حسب الحکم محل اور مکان عطا کئے بعض کو تو ہر طرف سے ہزار برس کی راہ کے موافق عطا ہوئے اور بعض کو اس سے دُگنے اور بعض کو ان کے ایمان اور

بزرگی اعمال کے موافق تھے اور چوگنے اور اس سے بھی زیادہ عطا کئے گئے۔
اور میں نے دیکھا۔ کہ تمہارے رفیق زید ابن حارثہ کو ان سب کے عطیات
کے مجموعے سے ہزار گنے محل و مکانات عطا ہوئے۔ کیونکہ اس کی قوت ایمانی اور
جلالت عمل ان سب سے اسی قدر بڑھ کر اور برتر تھی اسی لئے میں خورسند اور شاد ہوا تھا۔ اور پھر
میں نے زقوم کی شاخوں کو دیکھا کہ وہ پھر کر جہنم کی طرف گئیں اور ہمارے پروردگار کے منادی نے جہنم کے خزانچیوں کو
کو پکارا کہ اے میرے فرشتو تم ان لوگوں کو دیکھو جو آج زقوم کی ان شاخوں میں لٹک رہے ہیں اور ان شاخوں کے
ساتھ اور اسکے اندھیرے کی انتہا کی طرف نظر کرو جہاں پر وہ ختم ہوتا ہے اسکی پیدائش کے موافق ہر طرف میں
آگ کی نشست گاہیں محل گہری جگہیں سانپ بچھو زنجیریں طوق بیڑیاں اور انواع و اقسام کے عذاب
و نکال اسکے لئے مہیا کرو الغرض کسی کے لئے ایک سال کی راہ کے موافق جہنم میں مذکورہ بالا عذاب کے سامان تیار ہوتے ہیں
اور کسی کے لئے دو سال کی راہ کے موافق کسی کے لئے سو برس کی راہ کے موافق اور کسی کے لئے ہزار برس راہ کے برابر بعض کیلئے
اس سے بھی زیادہ برسوں کی راہ کے موافق اور ان کی کمی بیشی انکے ضعف ایمان اور بد عملیوں کے مراتب کے موافق ہوتی ہے
اور میں نے ایک منافق کو دیکھا کہ اس کے لئے ان سب سے ہزار گنا عذاب مہیا کیا گیا ہے جو کہ اسکے کفر اور شرارت کی
زیادتی کے موافق ہے اسی لئے میں ترش رو اور چیں بجبیں ہوا تھا۔

اس کے بعد حضرتؐ نے زمین کی طرفوں اور گوشوں کی طرف نگاہ کی کبھی متعجب ہوتے تھے اور کبھی خائف و ترساں
پھر اصحاب کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا فرمانبردار بندوں کو بشارت ہو کہ اللہ تعالے فرشتوں کے ذریعے ان کی کیسی
تعظیم و تکریم کراتا ہے اور عذاب ہے فاسقوں اور نافرمانوں پر کہ اللہ تعالے کیسے انکو چھوڑ دیتا ہے اور ان کے
شیطانوں کے حوالے کر دیتا ہے مجھ کو اس ذات پاک کی قسم ہے جس نے مجھ کو سچا پیغمبر کیا ہے۔ کہ میں نے دیکھا کہ جو لوگ
طوبےٰ کی شاخوں میں لٹکے ہیں شیاطین انکو ان شاخوں سے اتار لینے کیلئے کیسے ان پر حملہ آور ہوتے ہیں یہ دیکھکر
فرشتے ان پر جھپٹتے ہیں اور ان کو قتل کر ڈالتے ہیں اور نیچے گرا دیتے ہیں اور ان لوگوں سے ہٹا دیتے ہیں۔ اس
وقت ہمارے پروردگار کا منادی ان فرشتوں کو ندا کرتا ہے کہ اے میرے فرشتو جو زمین میں مقرر ہو خبردار ہر
ایک فرشتہ اس حد تک نگاہ کرے جہاں تک اس شاخ کی جس میں کوئی مومن لٹکا ہوا ہے ہوا پہنچتی ہے۔ اور
شیطانوں سے مقابلہ کرکے اس مومن سے پیچھے ہٹائے کیونکہ میں کوئی حصہ ان شیطانوں کے لئے اس مومن میں
نہیں پاتا ہوں پس اس مومن کے پاس بعض فرشتے آگئے اور شیاطین پر اسکو نصرت دی اور سرکش شیطانو

کو اس سے ہٹا دیا اے لوگوں آگاہ ہو تم شعبان کے اس دن کی بڑی عظمت کرو علاوہ اس کے کہ تم مطلق شعبان کے مہینے کی عظمت بھی کرو کیونکہ بہت سے لوگ اس مہینے میں خدا کے سعید بندے ہوں گے اور بہت سے محروم اور بے نصیب پس تم سعیدوں میں داخل ہو۔ اور بد بخت نہ بنو۔

قولہ عز وجل وَاسْتَشْهِدُوا شَهِيدَيْنِ مِن رِّجَالِكُمْ اور اپنے مردوں میں سے دو گواہ کرو۔

جناب امیر المومنین علیہ السلام نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ شَهِيدَيْنِ مِن رِّجَالِكُمْ سے یہ مراد ہے کہ حلول اور آزاد مسلمانوں میں سے دو مردوں کو گواہ کرو پھر فرمایا کہ اُن کو گواہ کرو تاکہ انکے سبب سے اپنے دینوں اور مالوں کو بچاؤ اور اللہ کی تعلیم اور اس کی وصیت کو استعمال کرو کیونکہ ان دو نوامردوں کی پابندی میں نفع اور برکت ہے اور ان کی مخالفت نہ کرو ورنہ تم کو ندامت لاحق ہوگی اور اسوقت ندامت سے کچھ نفع نہ ہوگا۔

اور جناب امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ میں نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ تین شخصوں کی دعا قبول نہیں کرتا بلکہ ان سے روگردانی کرتا ہے اور انکو سرزنش اور زجر و توبیخ فرماتا ہے ایک تو وہ شخص جو کسی بُری عورت کے ساتھ مبتلا ہو اور وہ اسکو ایذا دیتی اور ضرر پہنچاتی ہو۔ اور اس کی دنیا کو اسکے لئے خراب اور خاسد کرتی ہو اور اس کی آخرت کو خراب کرتی ہو اور وہ شخص دعا کرے کہ اے خدا مجھ کو اس عورت کے پنجے سے نجات دے اور باوجود صورت طلاق اسکو طلاق نہ دیتا ہو اللہ تعالےٰ اس کے جواب میں ارشاد فرماتا ہے اے منکر میں نے تجھ کو خلاصی دیدی اور اس کے طلاق دینے اور اسکے پنجے سے رہائی پانے کا تجھ کو اختیار دیا ہے تو اس کو طلاق دے اور اس کو اپنے سے اس طرح الگ کر دے جیسے پرانی جراب کو پاؤں سے اتار کر پھینک دیتے ہیں۔ دوسرا وہ شخص ہے جو کسی شہر میں رہتا ہو اور وہاں رہنے میں اس کو تکلیف ہو اور جن چیزوں کی اس کو ضرورت ہو وہ وہاں اسکو دستیاب ہوتی ہوں اور جس چیز کی وہ خواہش کرتا ہو اس سے محروم رہتا ہو اور وہ دعا کرے کہ اے خدا مجھ کو اس شہر سے چھڑا جس میں میں رنج و بال میں پڑا ہوں (اور وہاں سے نکلتا نہ ہو) اللہ تعالےٰ اس کو جواب دیتا ہے کہ اے میرے بندے میں نے تجھ کو اس شہر سے خلاصی دیدی اور اس سے باہر جانے کے رستے تجھ پر واضح کر دئے ہیں اور تجھ کو اس بات کی قدرت بھی عطا کی ہے پس تو کسی اور شہر میں چلا جا۔ اور میری عافیت اور آرام میں آمد و رفت کر اور مجھ سے رزق طلب کر۔ تیسرا وہ شخص ہے جس کو خدا نے وصیت کی ہے کہ اپنے قرض کو گواہوں اور نوشتہ سے استوار اور پختہ کرے اور اس نے اس وصیت پر عمل نہ کیا ہو۔ اور اپنا

تین شخصوں کی دعا قبول نہیں ہوتی

مال بلا تمسک اور وثیقہ تحریر کرائے کسی غیر معتبر شخص کو دیدیا ہو اور وہ اس سے منکر ہو گیا ہو - اور اس کے مال کو ضبط کر لیا ہو تب وہ قرضخواہ دعا کرے کہ اے میرے پروردگار میرا مال مجھ کو واپس کرا اللہ تعالیٰ اس کو جواب دیتا ہے اے میرے بندے میں نے تجھ کو تیرے مال کے استوار کرنے کا طریقہ تعلیم کیا تھا تاکہ وہ محفوظ رہے اور قرضدار اس سے متعرض نہو اور وہ تلف نہو مگر تو نے اس طریق کو اختیار نہ کیا اب تو مجھ سے دعا کرتا ہے حالانکہ خود تو نے ہی اپنے مال کو ضائع اور تلف کیا ہے اور میری وصیت کی مخالفت کی ہے اب میں تیری ہی دعا کو قبول نہیں کرتا ✦

بعد ازاں آں حضرتؐ نے ارشاد فرمایا اے بندگانِ خدا خبردار اللہ تعالیٰ کی وصیت پر عمل کرو اور فلاح و نجاح حاصل کرو اور اس کی مخالفت نہ کرو ورنہ نادم اور پشیمان ہو گے ✦

ذکر محافظان و شاہدان احوال

پھر فرمایا اے لوگو جس طرح اللہ تعالیٰ نے تم کو حکم دیا ہے کہ اپنی جانوں اور قرضوں اور مالوں کی گواہوں کے ذریعے حفاظت کرو اسی طرح اس نے ہر ایک بندے پر اسکے پیچھے سے نگہبان اور محافظ مقرر کئے ہیں اور اسکے آگے اور پیچھے نگہبان قائم کئے ہیں جو خدا کے حکم سے اسکی حفاظت کرتے ہیں اور اس کے اعمال اقوال الفاظ اور اس کے آنکھ بھر دیکھنے کی نگہبانی کرتے ہیں اور جن جن مقاموں پر وہ جاتا ہے وہ ان مقامات میں اس کے پروردگار کے گواہ ہیں جو اس شخص کے موافق یا مخالف گواہی دیں گے اور رات دن اور مہینے بھی گواہ ہیں جو اس کے موافق یا مخالف شہادت دینگے اور تمام بندگانِ مومن بھی اس کے گواہ ہیں جو اس کے موافق یا مخالف گواہی دیں گے اور اس کے محافظ فرشتے جو اسکے اعمال کے کاتب ہیں وہ بھی اسکے گواہ ہیں جو اس کے موافق یا مخالف گواہی دینگے الغرض قیامت کے دن بعض لوگ تو ان گواہوں کے موافق گواہی دینے سے سعادتمند اور کامگار ہونگے اور بعض لوگ انکی مخالف شہادت سے بدبخت اور ناکامیاب ہونگے کیونکہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اپنے بندوں اور کنیزوں کو ایک ہی زمین پر مبعوث کریگا اور ان کی نظر کو تیز کریگا اور پکارنے والے کی آواز ان کو سنائیگا اور راتوں اور دنوں کو محشور کریگا اور مقامات اور مہینے بندوں کے اعمال پر گواہی دینگے جس نے نیک اعمال کئے ہونگے اس کے اعضا اور اس کے مقامات اور اس کے مہینے اور سال اور دن اور جمعہ کی راتیں اور اسکی گھڑیاں اور دن اس کے موافق گواہی دینگے اور وہ ان کی شہادت سے سعادت ابدی سے بہرہ ور ہوگا اور جس نے برے اعمال کئے ہونگے اسکے اعضا اور مقامات اور اسکے مہینے اور سال اور گھڑیاں اور دن اور جمعہ کی راتیں اور اس کی گھڑیاں اور دن اسکے

برخلاف گواہی دینگے اور وہ ان کی گواہی سے شقاوت ابدی میں گرفتار ہوگا۔ اے بندگانِ خدا آگاہ ہو روز قیامت کے لئے عمل کرو اور اس دن کیواسطے جو روز جمع اور یوم تناد ہے توشہ اور سامان مہیا کرو۔ اور گناہوں سے پرہیز کرو کیونکہ اللہ تعالےٰ کے تقویٰ اور پرہیزگاری کو عمل میں لانے سے نجات کی امید ہو سکتی ہے پس جو کوئی ماہ رجب و شعبان کی حرکت کو پہچانے گا اور ان کو ماہ رمضان سے جو خدا کا بزرگ مہینہ ہے وصل کریگا تو قیامت کیدن یہ مہینے اس کے حق میں شہادت دینگے اور چونکہ اس نے ان مہینوں کی تعظیم کی ہے اس لئے وہ اس کے گواہ ہونگے اور ایک منادی ندا کریگا کہ اے رجب اے شعبان اے ماہ رمضان اس بندے نے تم میں کیسے اعمال کئے تھے اور یہ بندہ کیسی طاعت خدا بجالاتا تھا۔ اس وقت رجب اور شعبان اور رمضان کے مہینے عرض کرینگے۔ کہ اے ہمارے پروردگار اس بندے نے ہم سے تیری طاعت کی استعانت اور تیرے اسباب فضل کی طلب امداد کا سامان حاصل کیا ہے اور اپنے مقدور کے موافق تیری رضامندی کے حاصل کرنے کی کوشش کرتا رہا ہے اور اپنی طاقت کے مطابق تیری محبت کا ذکر کیا ہے تب ان فرشتوں کو جو ان مہینوں پر موکل ہونگے خطاب ہوگا۔ کہ اے فرشتو یہ مہینے جو اس بندے کی بابت شہادت دیتے ہیں تم اس میں کیا کہتے ہو وہ عرض کریں گے۔ کہ اے ہمارے پروردگار رجب شعبان اور ماہ رمضان نے سچ کہا ہم نے بھی دیکھا ہے۔ کہ تیرا یہ بندہ تیری طاعت میں سرگرم اور مصروف اور تیری رضامندی اور خوشنودی کا طالب رہتا تھا اور نیکی اور احسان کو عمل میں لاتا تھا اور ان مہینوں کے آنے سے نہایت خوش ہوتا تھا ان میں تیری رحمت کیطرف متوجہ ہوتا تھا۔ اور تیرے عفو اور مغفرت کو ان میں نگاہ رکھتا تھا اور جن امور سے تو نے اسکو منع کیا تھا ان سے باز رہتا تھا اس نے اپنے پیٹ اور شرمگاہ اور کان آنکھ اور باقی اعضا کا روزہ رکھا انکے دنوں میں تیری عبادت کیلئے لکلا اور راتوں کو نماز میں کھڑا رہا اور ان مہینوں میں فقیروں اور مسکینوں پر بہت اچھی طرح محبت مصروف رکھی اور نہایت پسندیدہ طور پر ان کو وداع کیا ان کے ختم ہونے پر بھی تیری طاعت پر قائم رہا کرتا تھا اور تیری حرمتوں کی پردہ دری نہیں کرتا تھا الغرض یہ تیرا بہت اچھا بندہ ہے اس وقت اللہ تعالےٰ اس بندے کے لئے جنت میں لیجانیکا حکم فرمائیگا اور فرشتگان خدا بخشش و کرامات الٰہی لیکر اس سے ملاقات کریں گے اور نور کے ناقوں اور برق کے گھوڑوں پر اس کو اٹھائیں گے۔ اور وہ ایسی نعمتوں میں داخل ہوگا جو کبھی ختم اور تمام نہونگی اور وہاں کے رہنے والے کبھی وہاں سے نکالے نہ جائیں گے اور وہاں کے جوان کبھی ادھیڑ اور وہاں کے بچے کبھی بوڑھے نہونگے اور وہاں کی خوشیاں نعمتیں

کبھی ختم نہ ہوگی اور وہاں کی نئی چیزیں پرانی نہ ہوگی اور وہاں کی خوشی کبھی غم سے تبدیل نہ ہوگی۔ وہاں کے رہنے والوں کو وہاں پر کسی قسم کی سختی اور تکلیف محسوس نہ ہوگی اور نہ کسی طرح کی خستگی اور تکان معلوم ہوگی اور وہ عذاب سے امن میں اور سختی عذاب اور کربتِ آمد و رفت و قیام سے محفوظ و مصون رہیں گے ✦

قولہ عزوجل فَاِنۡ لَّمۡ يَكُوۡنَا رَجُلَيۡنِ فَرَجُلٌ وَّامۡرَاَتٰنِ ۝ اور اگر گواہی کیلئے دو مرد موجود نہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں گواہ ہونی چاہئیں جناب امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ گواہی میں دو عورتیں ایک مرد کے برابر ہیں جبکہ مرد یا ایک اور دو عورتیں گواہی دیں تو ان کی شہادت پر فیصلہ ہوجاتا ہے بعدازاں جناب امیرؑ نے فرمایا کہ ہم جناب سالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے اور آں حضرتؐ آیۂ وَاسۡتَشۡهِدُوۡا شَهِيۡدَيۡنِ مِنۡ رِّجَالِكُمۡ کا تذکرہ فرما رہے تھے اسی کے ضمن میں حضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ اس آیت میں مردوں سے مراد آزاد مرد ہیں نہ کہ غلام کیونکہ اللہ تعالےٰ نے غلاموں نے اپنے آقاؤں کی خدمت میں مشغول رہنے کے باعث بار شہادت اٹھانے اور ان کے ادا کرنے کی تکلیف سے بری کر دیا ہے اور گواہ تم مسلمانوں میں سے ہونے چاہئیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے عادل مسلمانوں کو یہ شرف عطا کیا ہے کہ ان کی شہادتیں قبول کیجاتی ہیں اور ان کے عالم آخرت میں وارد ہونے سے پہلے یہ شرف بزرگ اور ثواب دنیوی ان کے لئے مقرر فرمایا ہے اسی اثنا میں ایک عورت وہاں آئی اور حضرتؐ کے سامنے کھڑی ہوکر عرض کی یارسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں میں عورتوں کی طرف سے آپکی طرف ایلچی بن کر حاضر خدمت ہوئی ہوں جس عورت کو میرے اس آپکی خدمت میں حاضر ہونیکا حال معلوم ہوگا وہ اس حال کو سنکر نہایت خوش ہوگی یارسول اللہ اللہ تعالےٰ تمام مردوں اور عورتوں کا پروردگار ہے اور سب مردوں اور عورتوں کا خالق ہے اور کل مردوں اور عورتوں کا رازق ہے اور آدمؑ سب مردوں اور عورتوں کا باپ ہے اور حواؑ سب مردوں اور عورتوں کی ماں ہے، اور حضرتؐ سب مردوں اور عورتوں کی طرف پیغمبر ہوکر آئے ہیں پھر کیا سبب ہے۔ کہ شہادت اور میراث میں دو عورتوں کو ایک مرد کے برابر رکھا گیا ہے حضرتؐ نے جواب میں ارشاد فرمایا ہے اے عورت یہ اس بادشاہ عادل و حکیم کا حکم ہے جو کسی پر ظلم نہیں کرتا اور نہ کسی پر بیجا مشقت و رنج ڈالتا ہے جو چیز کہ اس نے تم سے روک رکھی ہے اس سے اسکو کچھ نفع نہیں اور جو کچھ اس نے دیا ہے اس سے اسکو کچھ نقصان نہیں لیکن اے عورت چونکہ اس کو معلوم ہے کہ تمہارا دین اور عقل دونوں

ناقص ہیں اس لئے وہ اپنے علم کے موافق تدبیر کرتا ہے اس نے عرض کی یارسُول اللہ فرمائیے ہمارے دین میں کیا نقص ہے فرمایا کہ تم میں سے بعض عورتیں اپنے آدھے زمانے میں بیٹھی رہتی ہیں اور حیض کیوجہ سے نماز نہیں پڑھتیں اور تم لعنت ملامت بہت کرتی ہو اور قوم کی ناشکری اور کفران نعمت کرتی ہو ایک عورت کسی مرد کے پاس دس برس یا زیادہ مدت تک رہتی ہے کہ وہ اس سے نیکی اور احسان سے پیش آتا ہے اور طرح طرح کی نعمتوں سے اس کو مالامال کرتا ہے جب کبھی کسی دن وہ مرد تنگ دست ہو جاتا ہے تو وہ اس سے لڑنے لگ جاتی ہے اور کہتی ہے کہ میں نے تجھ سے کبھی کسی قسم کی بھلائی نہیں دیکھی پس جس عورت کی عادت اس قسم کی نہو اس کو جو اس طرح کا نقصان اس کے امتحان اور آزمائش کے لئے پہنچے اس کو چاہیئے کہ صبر کرے اللہ تعالیٰ اس صبر کی عوض میں اسکو ثواب عظیم عطا فرمائیگا پس تم خوش ہو پھر حضرت نے فرمایا کہ کوئی بدعمل مرد ایسا نہیں ہے جس سے بدعمل عورت زیادہ تر بدعمل نہو اور کوئی نیکوکار عورت ایسی نہیں جس سے نیکوکار مرد زیادہ تر نیک اور افضل نہو اور اللہ تعالیٰ نے کسی عورت کو مرد کے برابر نہیں کیا سوائے فاطمہؑ کے کہ اس کو علی کے برابر اور اس سے ملحق کیا ہے جو تمام عالم کے مردوں سے افضل ہے اور حسنؑ اور حسینؑ کا بھی ایسا ہی حال ہے اللہ تعالیٰ نے ان دونو کو انہیں دو افضل اور اکرم شخصوں (علیؑ و فاطمہؑ) کے ساتھ ملحق کیا جبکہ فاطمہؑ کو مباہلہ میں داخل کیا پس اللہ تعالیٰ نے فاطمہؑ کو محمدؐ اور علیؑ کے ساتھ شہادت میں شامل کیا اور حسنؑ اور حسینؑ کو ان سب کے ساتھ ملحق کیا چنانچہ ارشاد فرماتا ہے فَمَنْ حَآجَّكَ فِيهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَةَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ ۝ یعنی اے محمدؐ جو کوئی کہ تجھ کو عیسیٰؑ کے باب میں بعد اس کے کہ علم تیرے پاس آچکا ہے مباحثہ کرے تو تو اس سے کہدے کہ آؤ ہم اپنے بیٹوں کو بلائیں اور تم اپنے بیٹوں کو بلاؤ اور ہم اپنی عورتوں کو بلائیں اور تم اپنی عورتوں کو بلاؤ اور ہم اپنے نفسوں کو بلائیں اور تم اپنے نفسوں کو بلاؤ پھر ہم بہ تضرع وزاری دعا مانگیں اور جھوٹوں پر خدا کی لعنت کریں ✤

پارہ ۳ سورہ آل عمران ع ۷

ذکر مباہلہ و فضیلت پنجتن علیہم السلام

اس موقع پر بیٹوں میں حسنؑ اور حسینؑ تھے کہ حضرتؐ اُن کو اپنے ہمراہ لائے تھے اور دونو کو دو شیر بچوں کی طرح اپنے سامنے بٹھایا تھا اور عورتوں میں فاطمہؑ زہرا علیہا التحیۃ والثنا کو ساتھ لائے تھے اور ان کو مثل شیرنی کے اپنے پیچھے بٹھایا تھا اور نفسوں کی جگہ علیؑ ابن ابی طالبؑ کو ہمراہ لائے تھے اور ان کو شیر کی طرح اپنے دائیں طرف بٹھایا تھا اور خود بمنزلہ ایک شیر کے بیچ میں مقیم ہوئے اور اہل نجران سے

ارشاد فرمایا کہ اے اہل نجران آؤ مباہلہ کریں اور جھوٹوں پر خدا کی لعنت کریں۔ بعد ازاں حضرتؐ نے علیؑ کی طرف اشارہ کرکے بارگاہ الٰہی میں عرض کی اے خدا یہ میرا نفس ہے اور وہ میرے نفس کے برابر ہے پھر فاطمہؑ کی طرف اشارہ کرکے عرض کی اے خدا یہ وہ عورت ہے جس کو تو نے نساءنا کے لفظ سے ممتاز فرمایا ہے جو تمام عالم کی عورتوں سے افضل ہے پھر حسنینؑ کی طرف اشارہ کرکے جناب ربی میں عرض کی اے خدا یہ دونوں میرے بیٹے اور نواسے ہیں جس سے یہ سب لڑائی کریں میں بھی اُس سے لڑتا ہوں اور جس سے صلح کریں میں بھی اس سے صلح کرتا ہوں القصہ اسوقت اللہ تعالےٰ نے صادقوں کو کاذبوں سے متمیز اور جدا کیا کہ محمدؐ۔ علیؑ۔ فاطمہؑ۔ حسنؑ اور حسینؑ کو سب سچوں سے زیادہ سچا اور تمام مومنوں سے بہتر قرار دیا محمدؐ تو تمام عالم کے مردوں سے افضل ہے اور علیؑ نفس محمدؐ ہے اور اس کے بعد تمام عالم کے مردوں سے افضل ہے اور فاطمہؑ تمام عالم کی عورتوں سے افضل ہے اور حسنؑ اور حسینؑ بہشت کے تمام جوانوں کے سردار ہیں سوا دو خالہ زاد بھائیوں عیسٰیؑ ابن مریمؑ اور یحییٰؑ ابن زکریاؑ کے کہ اللہ تعالےٰ عیسیٰ کا قصہ اس طرح ذکر فرماتا ہے فَاَشَارَتْ اِلَیْہِ قَالُوْا کَیْفَ نُکَلِّمُ مَنْ کَانَ فِی الْمَھْدِ صَبِیًّا ط یعنی حضرتؑ مریمؑ نے حضرت عیسیٰؑ کی طرف اشارہ کیا کہ تم اس سے دریافت حال کرو یہودیوں نے جواب دیا کہ ہم اس شخص سے کیونکر کلام کریں جو ابھی بچہ ہے اور گہوارے میں پڑا ہے بعد ازاں اللہ تعالےٰ عیسیٰؑ کے قول کو ذکر کرتا ہے قَالَ اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰہِ اٰتٰنِیَ الْکِتٰبَ وَجَعَلَنِیْ نَبِیًّا الخ یعنی عیسیٰؑ نے گہوارے میں پڑے ہوئے ان یہودیوں کو جواب دیا کہ میں خدا کا بندہ ہوں اس نے مجھ کو کتاب (انجیل) عطا فرمائی ہے اور مجھ کو پیغمبر بنایا ہے اور یحییٰؑ ابن زکریاؑ کے قصہ کو اس طرح بیان فرماتا ہے اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلٰمِ ۨ اسْمُہٗ یَحْیٰی لَمْ نَجْعَلْ لَّہٗ مِنْ قَبْلُ سَمِیًّا ۝ یعنی اے زکریاؑ ہم تجھ کو ایک لڑکے کی خوشخبری دیتے ہیں جس کا نام یحییٰ بیان کرکے ارشاد فرماتا ہے یٰیَحْیٰی خُذِ الْکِتٰبَ بِقُوَّۃٍ وَاٰتَیْنٰہُ الْحُکْمَ صَبِیًّا یعنی اے یحییٰؑ میری کتاب کو مضبوط کرکے پکڑ اور ہم نے اس کو بچپن میں حکمت (کہ وہ توریت اور احکام دین کا سمجھنا تھا) عطا کی ؞

بعد ازاں آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ اسی حکمت کا باعث تھا کہ بچپن میں جب اور بچوں نے یحییٰ سے کہا کہ آؤ کھیلیں تو یحییٰؑ نے جواب دیا کہ واہ خدا کی قسم ہم کھیلنے واسطے پیدا نہیں ہوئے بلکہ ہم ایک امر عظیم میں

پارہ ۱۶ سورہ مریم ع ۲

سعی و کوشش کرنے کیلئے پیدا ہوئے ہیں پھر اللہ تعالیٰ قصہ یحییٰؑ میں ارشاد فرماتا ہے وَحَنَانًا مِّنْ لَّدُنَّا اور ہم نے اس کو اپنے پاس سے مہربانی عطا کی کہ وہ اپنے والدین اور ہمارے باقی بندوں پر مہربانی اور رحم کرتا تھا وَزَكٰوةً اور ہم نے اسی کو اس پر ایمان لانیوالوں اور اس کی تصدیق کرنے والوں کے لیئے باعث طہارت و پاکیزگی بنایا وَكَانَ تَقِيًّا اور وہ متقی اور پرہیزگار تھا کہ بدیوں اور گناہوں سے پرہیز کرتا تھا وَبَرًّا بِوَالِدَيْهِ اور اپنے والدین کے ساتھ نیکی کرنیوالا اور ان کا مطیع فرمان تھا وَلَمْ يَكُنْ جَبَّارًا عَصِيًّا اور سرکش اور نافرمان نہ تھا کہ غضب میں آکر قتل کرے اور غضب کیحالت میں مارے بلکہ خدا کا کوئی بندہ ایسا نہیں ہے جس نے خطا نہ کی ہو یا خطا کا قصد نہ کیا ہو سوائے یحییٰؑ ابن زکریاؑ کے کہ اس نے کبھی ایسا نہیں کیا بعد از اں حق تعالےٰ فرماتا ہے وَسَلٰمٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ يَمُوْتُ وَيَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا اور اسپر ہمارا سلام ہے جس روز وہ پیدا ہوا اور جس روز کہ وہ مریگا اور جس روز کہ وہ زندہ کرکے اٹھایا جائیگا نیز قصہ یحییٰ علیہ السلام میں فرماتا ہے هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهٗ ۚ قَالَ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ۚ اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَآءِ اسوقت زکریاؑ نے اپنے پروردگار سے دعا کی کہ اے میرے پروردگار مجھ کو اپنے پاس سے ایک پاک اولاد عطا فرما کیونکہ تو دعا کا قبول کرنے والا ہے یعنی جبکہ زکریاؑ نے مریمؑ کے پاس گرمی کے موسم میں سردی کے میوے اور سردی کے موسم میں گرمی کے میوے دیکھے تو اس سے پوچھا کہ اے مریمؑ اَنّٰى لَكِ هٰذَا ۖ قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۖ اِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝ یہ میوے تیرے پاس کہاں سے آئے مریمؑ نے جواب دیا کہ خدا کے پاس سے البتہ خدا جس کو چاہتا ہے بحساب رزق عطا فرماتا ہے اور زکریاؑ کو یقین ہوا کہ وہ اللہ کی طرف سے ہیں کیونکہ اس کے پاس میرے سوا اور کوئی شخص نہیں آتا اسوقت اپنے دل میں کہا کہ جو خدا اس بات پر قادر ہے کہ مریمؑ کو گرمی میں سردی کے میوے دیتا ہے اور سردی میں گرمی کے میوے۔ وہ البتہ اس امر پر بھی قادر ہے کہ مجھ کو بیٹا عطا کرے اگرچہ میں بوڑھا ہو گیا ہوں اور میری بیوی بانجھ ہے۔ تب زکریاؑ نے دعا کی رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ۚ اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَآءِ اے میرے پروردگار مجھ کو اپنے پاس سے ایک پاک اولاد عطا فرما کیونکہ تو دعا کو قبول کرنے والا ہے اب اللہ تعالےٰ زکریاؑ کی دعا کے قبول ہونے کا ذکر فرماتا ہے فَنَادَتْهُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَهُوَ قَآئِمٌ يُّصَلِّيْ فِي الْمِحْرَابِ

پارہ ۳ سورہ آل ع ۴

اَنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيٰى مُصَدِّقًا بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَسَيِّدًا وَّحَصُوْرًا ٥ پس فرشتوں نے زکریاؑ کو آواز دی جبکہ وہ محراب میں کھڑا نماز پڑھ رہا تھا کہ اللہ تعالےٰ تجھ کو یحییٰؑ کی خوش خبری دیتا ہے جو کہ کلمۂ خدا یعنی عیسیٰؑ کی تصدیق کریگا اور طاعت خدا میں سردار اور رئیس ہوگا اور حصور ہوگا یعنی کبھی عورتوں کے نزدیک نہ جائیگا وَنَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ اور نبی نیکوں سے پیدا ہونیوالا ہوگا ٭

اور امام علیہ السلام نے فرمایا کہ یحییٰؑ نے جو عیسےٰؑ کی پہلی دفعہ تصدیق کی ہے اس کا قصہ اس طرح پر ہے کہ مریمؑ کے حجرے میں زکریاؑ کے سوا اور کوئی شخص نہ جاتا تھا وہی سیڑہی لگا کر وہاں چڑھا کرتے تھے جب وہاں سے اترتے تو قفل لگا جاتے اور ہوا کے آنے کے لئے ایک چھوٹا سا سوراخ کھول جایا کرتے تھے جب زکریاؑ کو معلوم ہوا کہ مریمؑ حاملہ ہے تو وہ نہایت غمگین ہوئے اور دل میں کہا کہ اس کے پاس میرے سوا اور کوئی شخص نہیں آتا اور یہ حاملہ ہوگئی ہے اب بنی اسرائیل مجھ کو رسوا کرینگے اور وہ یہی جانیں گے کہ وہ مجھ ہی سے حاملہ ہوئی ہے اور یہ سارا حال اپنی بیوی سے جاکر بیان کیا اس نے کہا کہ اے زکریاؑ کچھ خوف نہ کر کیونکہ اللہ تعالےٰ تیرے ساتھ نیک ہی سلوک کریگا مریم کو میرے پاس لا تاکہ میں اس کو دیکھوں اور اس سے اس کا حال دریافت کروں الغرض زکریاؑ مریمؑ کو اپنی بیوی کے پاس لائے اور اللہ تعالےٰ نے مریمؑ کو اس سوال کے جواب دینے کی تکلیف سے بچایا جب مریمؑ اپنی بڑی بہن مریم کبرےٰ زوجۂ زکریاؑ کے پاس آئیں تو مریم کبرےٰ اپنی چھوٹی بہن مریم صغرےٰ کی تعظیم کے لئے کھڑی نہ ہوئیں اسوقت یحییٰؑ نے جو ماں کے پیٹ میں تھے اپنے ہاتھ سے پیٹ میں اشارہ کیا اور اس کو مضطرب کیا اور قدرت خدا سے بکارے کہ اے ماں تو زنان عالم کی سردار تیرے پاس آتی ہے جس کے پیٹ میں مردان عالم کا سردار ہے اور تو اس کی تعظیم کے لئے کھڑی نہیں ہوتی اور اپنی ماں کو حرکت میں لائے اور وہ مریمؑ کی تعظیم کو کھڑی ہوگئی اور یحییٰؑ نے ماں کے پیٹ میں عیسیٰؑ کو سجدۂ تعظیمی کیا یہ پہلا موقع تھا کہ یحییٰؑ نے حضرت عیسیٰؑ کی تصدیق کی پس قول رسول خداؐ سے یہی مراد ہے جو انہوں نے حسنؑ اور حسینؑ کے باب میں فرمایا کہ وہ دونوں جوانان بہشت کے سردار ہیں سوائے دو خالہ زاد بھائیوں عیسےٰؑ اور یحییٰؑ کے ٭

پھر جناب رسول خداؐ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے ان چار شخصوں عیسےٰؑ اور یحییٰؑ اور حسنؑ اور حسینؑ کو سن طفولیت میں اپنی حکمت عطا کی ہے اور ان کو صدق کے سبب کاذبوں سے جدا کیا

ہے اور اپنے زمانہ میں سب صادقوں سے افضل قرار دیا ہے اور ان کو بالغ اور صاحب فضیلت مردوں کے ساتھ شامل کیا ہے اور فاطمہؑ کو سب صادقوں سے افضل گردانا ہے۔ جبکہ صادقوں کو کاذبوں سے جدا کیا اور علیؑ کو نفسِ رسولؐ اللہ کیا اور محمدؐ رسولؐ اللہ کو اپنی تمام مخلوقات سے بہتر قرار دیا۔

اس کے بعد آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے اپنی تمام مخلوقات میں سے اپنے واسطے چند چیزوں کو منتخب کیا ہے بعض مقاموں اور بعض راتوں اور بعض دنوں اور بعض مہینوں اور بعض بندوں کو انتخاب فرمایا ہے پھر ان منتخب اشیا میں سے بھی انتخاب کیا ہے مقامات میں سے تو مکہ مدینہ اور بیت المقدس کو منتخب کیا ہے اور میری اس مسجد (مسجد نبویؐ) میں ایک نماز پڑھنا ہزار نمازوں سے بہتر ہے۔ جو سوائے مسجد الحرام اور بیت المقدس کے اور مسجدوں میں پڑھی جائیں اور راتوں میں سے شب جمعہ اور شب نصفِ شعبان (ماہ شعبان کی پندرہویں رات) اور شب قدر اور شب عید کو برگزیدہ کیا ہے اور دنوں میں سے روز جمعہ اور روز عید کو منتخب فرمایا ہے اور مہینوں میں سے رجب شعبان اور ماہ رمضان کو پسند فرمایا ہے اور بندوں میں سے بنی آدمؑ کو برگزیدہ کیا اور بنی آدمؑ میں سے جن کو منتخب کیا ہے وہ لوگ ہیں جن کو اس نے بخوبی معلوم کر لیا ہے کہ وہ کیسے ہیں پس اللہ تعالےٰ نے جب اپنی مخلوق کو برگزیدہ کیا۔ تو بنی آدمؑ کو برگزیدہ کیا پھر بنی آدمؑ میں سے عرب کو انتخاب فرمایا پھر عرب میں سے قبیلہ بنی مضر کو منتخب کیا پھر بنی مضر میں سے قریش کو پھر قریش میں سے بنی ہاشم کو پھر بنی ہاشم میں سے مجھ کو اور میرے اہلبیت کو منتخب فرمایا پس جو کوئی عرب کو دوست رکھتا ہے وہ مجھ کو اور ان کو بھی دوست رکھتا ہے اور جو کوئی عرب سے بغض رکھتا ہے وہ مجھ سے اور ان سے بھی بغض رکھتا ہے اور حق تعالےٰ نے مہینوں میں سے رجب شعبان اور ماہ رمضان کو منتخب فرمایا ہے۔ پس ماہ شعبان سوائے ماہ رمضان کے باقی سب مہینوں سے افضل ہے اور ماہ رمضان شعبان سے بھی افضل ہے اور اللہ تعالےٰ ماہ رمضان میں اپنی رحمت کو اور مہینوں کی نسبت ہزار گنی نازل فرماتا ہے اور قیامت کے دن ماہ رمضان نہایت پسندیدہ صورت میں محشور ہو گا اور اللہ تعالےٰ اس کو ایک قلعہ پر مقیم کرے گا۔ کہ تمام اہلِ محشر اس کو دیکھ سکیں گے پھر حکم سے اس کو بہشتی لباس اور خلعت اور انواع واقسام کے سندس اس قدر پہنائے جائیں گے کہ وہ اس قدر عظیم ہو جائیگا کہ آنکھ اس کو خوب طرح دیکھ

نہ سکیگی اور کان اس کی مقدار کے علم کو سن نہ سکیگا اور کوئی دل اس کے کنہ (حقیقت) کو معلوم نہ کر سکیگا پھر وسط عرش سے ایک منادی کو ندا کرنیکا حکم ہوگا اور وہ ندا کریگا اے گروہ ہائے خلائق کیا اس کو نہیں پہچانتے تمام مخلوق جواب دیگی لبیک اے ہمارے پروردگار کی طرف سے پکارنیوالے لبیک وسعدیک ہم اس کو نہیں پہچانتے تب وہ منادی کہیگا کہ یہ ماہ رمضان ہے بہت سے تو تم میں سے اس کے سبب سعید اور نیک بخت ہوگئے ہیں اور بہت سے اس کے باعث بدبخت اور شقی بن گئے ہیں آگاہ ہو تمام مومن جو اس مہینے میں طاعت خدا بجا لا کر اس کی تعظیم کرتے تھے وہ اس کے پاس آئیں اور ان خلعتوں سے اپنا اپنا حصہ لے لیں اور اس مہینے میں طاعت خدا بجا لانے اور سعی کرنے کے موافق ان کو آپس میں تقسیم کر لیں یہ ندا سنکر تمام مومن جو اس مہینے میں طاعت خدا میں مصروف رہے ہونگے اس کے پاس آئیں گے اور ان خلعتوں کو اپنی زندگانی دنیا میں طاعت خدا بجالانے کے موافق لے لینگے ان میں سے بعض کو تو ہزار خلعت ملینگے بعض کو دس ہزار بعض کو اس سے زیادہ اور کم اور پھر اللہ تعالیٰ ان کو اپنی کرامتوں سے مشرف فرمائیگا اسوقت ایک قوم اپنے دلوں میں یہ خیال کر کے کہ ہم بھی تو اللہ پر ایمان رکھتے تھے اور اسکی وحدانیت کے قائل تھے اور اس مہینے کی فضیلت کے مُقِر (اقراری) تھے ان خلعتوں کو لینگے اور لیکر پہن لیں گے تب وہ خلعت ان کے بدنوں پر آگ کے ٹکڑے اور قطران کے پیراہن ہو جائیں گے اور ہر ایک شخص پر ان کپڑوں کے تاروں کی شمار کے موافق افعی اور بچھو اور سانپ نکلیں گے اور ان لوگوں نے اپنے اپنے گناہوں کی تعداد کے موافق ان کپڑوں کی مختلف تعداد لی ہوگی جس کے گناہ بہت عظیم ہوں گے اس کے کپڑوں کی تعداد بھی زیادہ اور وہ ان کے بدنوں پر اس کی نسبت زیادہ بھاری معلوم ہوں گے جیسے کمزور ضعیف شخصوں پر اونچے پہاڑ گراں بار معلوم ہوتے ہیں اور اگر اللہ تعالےٰ نے انکے نہ مرنیکا حکم نہ دیا ہوتا تو وہ اس بوجھ اور عذاب کے نہایت کمتر حصے سے بھی مرجاتے پھر ان لوگوں پر قطران کے ان پیراہنوں کی تاروں اور آگ کے ٹکڑوں کی تعداد کے موافق افعی اور سانپ اور بچھو اور آگ کے درندوں میں سے شیر اور چیتے اور کتے نکلیں گے اور افعی اور سانپ ان کو ڈسیں گے اور بچھو کاٹیں گے اور شیر پھاڑیں گے اور چیتے اور کتے انکو ٹکڑے ٹکڑے کریں گے تب یہ لوگ فریاد کریں گے افسوس یہ کیا ہوا یہ کپڑے تو سندس اور استبرق کے اور جنت کے نہایت عمدہ اور نفیس لباسوں میں سے تھے ہمپر آگ کے ٹکڑے اور قطران کے پیراہن کیوں بن گئے اور یہی خلعت ان لوگوں (مومنوں) پر نہایت فاخرہ لباس معلوم ہوتے ہیں

اور وہ ان میں لذت پا رہے ہیں اور چین کر رہے ہیں اسوقت ان کو کہا جائیگا۔ کہ اس کا باعث یہ ہے
کہ یہ لوگ ماہ رمضان میں خدا کی اطاعت کرتے تھے اور تم سرکشی اور نافرمانی عمل میں لاتے تھے۔
یہ عفیفہ اور پاکیزہ رہتے تھے۔ اور تم زنا کرتے تھے یہ لوگ اپنے پروردگار سے ڈرتے تھے۔ اور
تم دلیری اور جرات کرتے تھے یہ چوری سے بچتے تھے اور تم چوری کرتے تھے یہ بندگان خدا
پر ظلم کرنے سے پرہیز کرتے تھے اور تم لوگوں پر ظلم و ستم کرتے تھے پس یہ ان کے نیک عملوں کے نتیجے
ہیں اور یہ تمہارے بدفعلوں کے نتیجے وہ ہمیشہ جنت میں رہیں گے نہ انہیں کبھی نکالے ہونگے نہ او ٹیڑا اور نہ کبھی ہاں
سے تبدیل کئے جائینگے اور کبھی وہاں سے خارج ہونگے اور وہ کبھی قلق و غم میں مبتلا نہونگے بلکہ ہمیشہ انہیں مسرور اور
خوشحال اور فرحناک ہونگا امن اور مطمئن رہیگی اور انکو کسی قسم کا خوف نہ ہوگا اور وہ کبھی محزون و مغموم نہوں گے اور
تم ہمیشہ جہنم کے عذاب میں مبتلا ہوگے اور اسمیں ذلیل و خوار ہوگے اور اس طبقہ سے ان طبقہ زمہریر کی طرف
منتقل ہوتے رہوگے اور دوزخ کے گرم پانی میں ڈبائے جاؤ گے اور اسکا زقوم تم کو کھلایا جائیگا اور اس کے کوڑوں سے
تم کو خوب مارا جائیگا اور وہاں کے انواع و اقسام کے عذابوں سے تم کو سزا دی جائیگی اور تم ابدالآباد تک
نہ تو اس میں کبھی زندہ ہوگے اور نہ کبھی مروگے آگاہ ہو کہ تم میں سے جس کسی سے پروردگار عالمین کی
رحمت ملحق ہوگی وہ محمدؐ افضل انبیا صلے اللہ علیہ و آلہ کی شفاعت سے عذاب الیم اور نکال شدید کے بعد جہنم سے نجات
پا جائیگا بعد ازاں جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا اے بندگان خدا وہاں بہت سے لوگ وہ ہونگے جو
عبادت ماہ شعبان کے سبب سعید اور نیکبخت ہونگے اور بہت سے وہاں ایسے ہونگے جو اس کے سبب بدبخت ہونگے
کیا میں تم کو محمدؐ و آل محمدؐ کی مثال سے اطلاع دوں صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ ہاں مطلع فرمائیے
تب حضرتؐ نے فرمایا کہ محمدؐ کی مثال تمام بندوں میں ایسی ہے جیسے تمام مہینوں میں ماہ رمضان
اور تمام بندوں میں آل محمدؐ کی مثال ایسی ہے جیسے تمام مہینوں میں ماہ شعبان اور آل محمدؐ میں علیؑ
ابن ابیطالب ماہ شعبان کے افضل شب و روز کی مانند ہے کہ وہ نصف ماہ شعبان کی رات اور دن ہے
یعنی پندرھویں رات اور پندرھواں دن اور آل محمدؐ کی نسبت باقی مومنین ایسے ہیں جیسے ماہ شعبان
کی نسبت ماہ رجب اور اللہ کے نزدیک درجہ بدرجہ اور طبقہ بطبقہ ہیں جو کوئی ان میں سے طاعت خدا کے
بجالانے میں زیادہ سعی و کوشش کرتا ہے وہی ان کی نسبت آل محمدؐ سے زیادہ تر قریب ہے پھر ارشاد فرمایا کیا تم
چاہتے ہو کہ میں تم کو ایسے شخص کے حال سے مطلع کروں جسکو اللہ تعالے نے آل محمدؐ سے ایسی نسبت دی ہے

جیسے ماہ رجب کے ابتدائی دنوں کو ماہ شعبان کے ابتدائی دنوں سے نسبت ہے اصحاب نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ہمیں مطلع فرمائیے فرمایا وہ ایسا شخص ہے کہ عرشِ خدا اس کے مرنے سے حرکت میں آئے گا اور اس کے آنے سے آسمانوں کے فرشتے نہایت خوش ہونگے اور میدانِ قیامت اور جنت میں اس قدر فرشتے اس کے خدمتگار ہونگے جن کی تعداد تمام اہل دنیا سے جو اول دنیا سے لیکر آخر دنیا تک ہونگے ہزار گنی ہوگی اور اللہ تعالےٰ اس دنیا میں اس کو نہ ماریگا جبتک کہ اس کو اور اس کے ساتھی اور اس کے دوست اور برادر ایمانی کو جو آل محمدؐ کی تعظیم و تکریم کے باب میں اس کا مدد و معاون ہے اس کے دشمنوں اور مخالفوں کیطرف سے مطمئن اور خوش دل نہ کرے صحابہ نے عرض کی کہ وہ شخص کون ہے۔ فرمایا یہ وہ شخص ہے جو غضب و غصہ کی حالت میں تمہاری طرف آرہا ہے تم اس سے اس کے غضبناک ہونے کی وجہ دریافت کرنا اس کا غضب آل محمدؐ خاص کر علیؑ ابن ابیطالب کیخاطر ہوگا۔ جب انہوں نے حضرتؐ کا یہ ارشاد سنا تو اپنی گردنیں اٹھائیں اور آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اس طرف دیکھنے لگے ناگاہ اول ہی اول جو شخص ان کی طرف آیا وہ سعدؓ ابن معاذ تھا اور وہ غیظ و غضب میں بھرا ہوا تھا۔ جب وہ سامنے آیا اور آنحضرتؐ نے اس کو دیکھا تو فرمایا اے سعدؓ جس سبب سے تو غضب ناک ہوا ہے اسی سبب سے اللہ تعالےٰ بھی نہایت غضبناک ہے۔ اب اپنے غضبناک ہونے کی وجہ بیان کر اور حالت غضب میں جو تونے کہا ہے اس کو میرے سامنے ذکر کر۔ پھر میں تجھ کو بتاؤں کہ فرشتوں نے اس شخص سے کیا کہا ہے جس کو تونے کہا ہے اور ملائکہ نے اللہ تعالےٰ سے کچھ عرض کیا ہے اور اس نے ان کی درخواست کو قبول فرمالیا ہے تب سعدؓ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں میں اپنے گھر کے دروازے پر بیٹھا تھا۔ اور اس وقت چند انصار میرے پاس موجود تھے کہ ان میں سے دو شخص باہم جھگڑ پڑے اور ان میں سے ایک شخص میں میں نے نفاق کو محسوس کیا اور ان میں دخل دینا مجھ کو بُرا معلوم ہوا کہ مبادا ان کا شر کہیں بڑھ نہ جائے اور میں نے چاہا کہ وہ دونو لڑائی سے باز آجائیں اور صلح کرلیں مگر وہ باز نہ آئے اور ان کی شرارت اور زیادہ ہوگئی اور یہاں تک نوبت پہنچی کہ دونوں نے ایک دوسرے پر تلواریں کھینچ لیں اور ہر ایک نے اپنی اپنی تلوار اور ڈھال پر روکتا رہا اور میں نے اس خوف سے ان میں دخل دینا پسند نہ کیا۔ کہ کہیں کسی کا ہاتھ غلطی سے مجھ پر نہ پڑ جائے اور میں نے اپنے دل میں دعا کی کہ لے خدا ان دونوں میں سے جو کوئی محمدؐ و آل محمدؐ کو زیادہ تر دوست رکھتا ہے تو اس کی امداد کر القصّہ وہ دونوں لڑتے رہے اور کسی ایک نے دوسرے پر قابو نہ پایا یہاں تک کہ

فضیلت سعد ابن معاذ

ایک مومن اور ایک منافق کا قصہ

حضرتؐ کے بھائی علیؑ ابن ابیطالب وہاں آ نکلے تب میں نے چیخ کر ان دونو سے کہا کہ یہ علیؑ ابن ابیطالب موجود ہیں اور تم ان کی تعظیم نہیں کرتے ان کی عزت کرو اور ایک دوسرے سے الگ ہٹ جاؤ کیونکہ یہ رسولؐ خدا کے بھائی اور آل محمدؐ میں سب سے افضل ہیں ایک شخص نے جب میری یہ بات سنی اپنی تلوار اور ڈھال ہاتھ سے پھینک دی مگر دوسرے نے میری اس بات کی کچھ بھی پروا نہ کی اور اپنے رفیق کے گردن جھکا لینے اور میری بات مان لینے کے سبب اس کو اپنی تلوار سے ٹکڑے کر ڈالنے پر قابو پایا اور اس کو بائیس زخم لگے اور یہ حال دیکھ کر میں اس شخص پر نہایت غضبناک ہوا۔ اور اس حادثہ سے نہایت غمگین اور اندوہ ناک ہو کر اس سے کہا۔ کہ اے بندۂ خدا تو بہت بد آدمی ہے کہ تو نے برادر رسولؐ اللہ کی تعظیم نہ کی اور جس شخص نے ان کا وقار کیا تھا۔ اس کو تو نے زخمی کر دیا۔ حالانکہ وہ اپنے نفس سے تجھ کو دفع کرنے میں تیرا ہم پلہ تھا۔ اور تو اس پر صرف اس وجہ سے قابو پا گیا۔ کہ اُس نے برادرِ رسولؐ اللہ کا وقار کیا یہ بات سنکر حضرتؐ نے سعدؓ سے پوچھا کہ جب تیرے اس رفیق نے اپنا ہاتھ روک لیا اور دوسرے نے اس پر تعدی کی تو علیؑ ابن ابیطالب نے کیا کیا سعدؓ نے عرض کی کہ وہ اس شخص کو اپنی تلوار سے مارتا تھا اور علیؓ دیکھتے تھے اور کچھ نہ کہتے تھے اور نہ اسکو مارتے تھے اور اسی حال میں ان کو چھوڑ کر آگے چلے گئے اور اس زخمی شخص میں اسوقت شاید کچھ آخری رمق باقی ہو گی تب حضرتؐ نے فرمایا اے سعدؓ شاید تو نے سمجھا ہو گا کہ اس باغی نے اس (مومن) پر فتح پائی ظلم سے فتح حاصل نہیں ہو سکتی۔ اس لئے کہ ظالم مظلوم کی دنیا سے جسقدر حصہ لیتا ہے مظلوم اس ظالم کے دین میں سے اس کی نسبت زیادہ حصہ پاتا ہے کیونکہ تلخی سے شیرینی حاصل نہیں ہوتی اور شیرینی سے تلخی نہیں ملتی اور تو جو اس مظلوم کیخاطر اس ظالم پر غضبناک ہوا تو اللہ تعالےٰ اس کے لئے اس (ظالم) پر اس تیرے غضب سے زیادہ تر غضب ناک ہوا ہے اور فرشتے بھی اس پر غضب ناک ہیں اور علیؑ ابن ابیطالب نے جو اس مظلوم کی مدد کرنے سے اپنا ہاتھ روکا سو اس کا یہ باعث ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس باب میں محمدؐ کی نشانیوں کے اظہار کا ارادہ کیا ہے اور اے سعدؓ جو کچھ اللہ تعالےٰ نے اور فرشتوں نے اس ظالم اور مظلوم اور تجھ کو کہا ہے اس کو ضرور تجھ سے بیان کرونگا۔ جبکہ تو اس مجروح آدمی کو میرے پاس لے آئے گا تاکہ تو اس میں ایسی نشانیاں مشاہدہ کرے جو محمدؐ کی تصدیق کرینگی سعد نے عرض کی کہ یا رسولؐ اللہ اس کو کیونکر لایا جائے کہ اس کی گردن تو کٹی ہوئی ایک پتلی سی کھال کے ساتھ لٹک رہی ہے اور اسکے ہاتھ اور پاؤں کا بھی یہی حال ہے اور اگر میں نے اس کو ہلایا تو اس کے اعضا جُدا جُدا ہو کر گر پڑینگے حضرتؐ نے

فرمایا کہ جو خدا کہ بادل کو پیدا کرتا ہے۔ جبکہ اس کا کوئی حصہ بھی موجود نہیں ہوتا یہاں تک کہ وہ گاڑھا
اور تہ در تہ ہو کر آسمان کے گوشوں اور اس کے کناروں میں قائم ہو جاتا ہے پھر اس کو پراگندہ کرتا ہے یہاں
تک کہ وہ معدوم اور ناپدید ہو جاتا ہے اور اس کا نشان بھی باقی نہیں رہتا وہی اب ان اعضا کے اگرچہ وہ الگ الگ
ہو گئے ہیں جوڑنے اور وصل کرنے پر بھی قادر ہے جس طرح پہلے سے جبکہ ان میں سے کچھ بھی موجود نہ تھا انکو وصل کیا تھا سعدؓ نے
عرض کی یا رسول اللہ آپ سچ فرماتے ہیں یہ کہہ کر اسکے لانیکے لئے وہاں سے روانہ ہوا اور اس زخمی کو لا کر حضرتؐ کے
سامنے رکھدیا اور اس میں آخری رمق باقی تھی۔ جب سعدؓ نے اس کو دیکھا تو اس کا سر گردن سے اور ہاتھ کلائی
سے اور ران اپنی جڑ سے الگ ہو گئی حضرتؐ نے سر ہاتھ اور پاؤں کو اپنے اپنے مقام پر رکھا۔ پھر اپنا
لعاب دہن اس شخص پر ڈالا اور دستِ حق پرست زخموں کی جگہ پر پھیرا اور اس طرح دعا کی اے خدا
تو مردوں کا زندہ کرنے والا اور زندوں کا مارنیوالا ہے اور ہر شے پر جس کو تو چاہے قادر ہے۔ اور یہ تیرا
بندہ ان زخموں سے اس لئے گھائل ہوا ہے کہ اس نے پیغمبر خدا کے بھائی علیؑ ابن ابی طالب کی توقیر
کی تھی اے خدا اپنی شفا سے اسے شفا عنایت فرما اور اپنی دوا سے اس کا علاج کر اور اپنی عافیت سے
اس کو عافیت عطا کر جناب امیرؑ روایت فرماتے ہیں کہ مجھ کو اس ذات کی قسم ہے جس نے آنحضرتؐ کو پیغمبر برحق
مبعوث فرمایا ہے۔ کہ جب حضرتؐ نے اس طرح دعا کی تو اس شخص کے سارے اعضا اپنے اپنے مقام پر جڑ گئے
اور خون رگوں میں دورہ کرنے لگا اور وہ صحیح و سالم ہو کر اٹھ کھڑا ہوا کہ کچھ تکلیف اس کے جسم میں
باقی نہ تھی اور جو زخم اس کو لگے تھے ان کا کوئی نشان بدن پر ظاہر نہ ہوتا تھا۔

بعد ازاں رسول خدا نے سعدؓ اور دیگر صحابہ کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ اب جبکہ محمدؐ کی تصدیق
کرنیوالی خدا کی نشانیاں ظاہر ہو چکیں تو میں تم کو وہ باتیں سناتا ہوں جو فرشتوں نے اے سعدؓ تجھ کو اور
تیرے اس رفیق کو اور اس ظالم کو کہی ہیں اے سعدؓ جبکہ تو نے اس شخص مظلوم سے کہا کہ اے شخص تو نے خوب
کیا۔ کہ برادر رسولخدا کی توقیر و تعظیم کے باعث لڑائی سے ہٹ گیا اور اس کے حریف سے کہا کہ اے شخص
تو نے برا کیا کہ اس شخص پر ظلم و تعدی کی جو علیؑ ابن ابیطالب کی توقیر کے باعث تیرے مقابلہ سے ہٹ گیا حالانکہ وہ تیرا ہم پلہ
اور ہمسر تھا اسوقت تمام فرشتوں نے بھی اسکو کہا تھا اے دشمن خدا تو نے بہت برا کیا اور تو بہت بد آدمی ہے
کہ تو نے اس شخص پر تعدی کی جو برادر رسول اللہ علیؑ ابن ابیطالب کی توقیر کی وجہ سے تیرے آزار کو اپنے نفس سے رد کرنے
سے باز رہا اور اللہ تعالیٰ نے بھی اس سے فرمایا تو برا بندہ ہے کہ تو نے اس شخص پر دست درازی کی جو برادر رسولِ خدا

کی تعظیم کے باعث تیرے مقابلہ سے ہٹ گیا تھا پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے عرش پر سے اس ظالم پر لعنت کی اور اے سعدؓ تجھ پر اور تیرے اس رفیق پر اپنی رحمت بھیجی اس لئے کہ تو نے علیؓ ابن ابیطالب کی توقیر کرنیکی رغبت دلائی اور اس نے تیری بات کو قبول کیا بعد ازاں فرشتوں نے عرض کی اے ہمارے پروردگار اگر ہمکو اجازت ہو تو ہم اس ظالم سے انتقام لیں اللہ تعالیٰ نے ان کے جواب میں ارشاد فرمایا اے میرے بندو میں عنقریب سعدؓ ابن معاذ کو ان ظالموں سے انتقام لینے کی قدرت عطا کروں گا اور اس کے غیظ کو ساکن کروں گا۔ یہاں تک کہ وہ اپنے دلی منشا کو ان کے باب میں جاری کرے اور اس مظلوم کو اس ظالم اور اس کے اصحاب پر ایسی قدرت دوں گا جو تمہارے اس ظالم کو ہلاک کرنیکی نسبت انکو زیادہ مرغوب اور محبوب ہوگی تب فرشتوں نے عرض کی کہ اے ہمارے پروردگار کیا تو ہمکو اجازت دیتا ہے کہ ہم اس زخمی کے پاس جنت کی شراب اور ریحان لیکر جائیں جس سے وہ تندرست ہو جائے اللہ تعالیٰ نے انکے جواب میں فرمایا کہ میں عنقریب محمدؐ کے لعاب دہن کو ان سے بہتر قرار دوں گا جس کو وہ اس شخص پر ڈالیگا اور اپنا ہاتھ اس شخص پر پھیریگا اور اس سے وہ شفا پائیگا اے میرے بندو میں ہی تندرست کرنے اور زندہ کرنے اور مارنے اور غنی اور تنگدست اور بیمار اور تندرست کرنے اور بلند و پست کرنے اور ذلیل کرنے اور عزت دینے کا مالک و مختار ہوں نہ تم اور میری باقی مخلوقات فرشتوں نے عرض کی اے ہمارے پروردگار تو ایسا ہی ہے ✤

پھر سعدؓ نے عرض کی کہ یارسول اللہ میری رگ ہفت اندام (اکحل) میں صدمہ پہنچا ہے اور کبھی کبھی اس سے خون جاری ہو جاتا ہے اور مجھے خوف ہے کہ میں پیشتر اس کے کہ بنی قریظہ سے اپنا دل ٹھنڈا کروں مر جاؤں یا ضعیف ہو جاؤں حضرتؐ نے اپنا ہاتھ اس مقام پر پھیرا اور وہ تندرست ہو گیا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے بنی قریظہ سے اس کے دل کو ٹھنڈا کیا کہ انکے تمام مرد تو مارے گئے اور انکے مال غارت ہوئے اور عیال و اطفال قید ہو گئے اس واقعہ کے بعد سعدؓ کا وہ زخم بہنے لگا اور ملک بقا کو راہی ہوا اور اللہ تعالیٰ کی رضوان اور خوشنودی کی طرف چلا گیا ✤ رحمۃ اللہ علیہ

جبکہ سعدؓ کی ہفت اندام کا خون بند ہو گیا تو حضرتؐ نے فرمایا اے سعدؓ اللہ تعالیٰ عنقریب تیرے سبب سے مومنوں کے غیظ کو رفع کرے گا اور منافقوں کا غیظ تیرے باعث زیادہ ہو گا ✤

اس واقعہ کو تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا کہ سعدؓ بنی قریظہ کے معاملہ میں حَکَم (منصف) مقرر ہوا جبکہ انہوں نے اس کا حکم ہونا منظور کیا اور وہ سات سو پچاس مردان دلیر اور شمشیر زن جوان بھتے سعدؓ

نے ان سے کہا کہ کیا تم میرے حکم پر راضی ہو وہ بولے کہ ہاں اور وہ سمجھتے تھے کہ سعدؓ ہم کو زندہ رکھیگا
کیونکہ اس کے اور ان کے درمیان قرابت اور رضاعت اور دامادی کا رشتہ تھا۔ اس وقت سعدؓ نے
ان سے کہا کہ اپنے ہتھیار رکھ دو انہوں نے ہتھیار رکھ دیئے پھر سعدؓ نے ان سے کہا کہ ایک طرف
ہو جاؤ وہ الگ ہو گئے پھر کہا کہ اپنے قلعہ کو حوالہ کر دو انہوں نے حوالہ کر دیا تب حضرتؐ نے فرمایا
کہ اے سعدؓ ان کے بارے میں حکم کر سعدؓ نے عرض کی کہ میں نے حکم کیا ہے کہ ان کے مردوں کو قتل کیا
جائے اور ان کی عورتوں اور بچوں کو قید کیا جائے اور ان کے مال لوٹ لئے جائیں جب مسلمانوں نے
تلواریں کھینچ کر ان کو قتل کرنا چاہا تو سعدؓ نے کہا کہ یا رسول اللہ میں ان کو اس طرح سے قتل کرانا نہیں چاہتا
حضرتؐ نے فرمایا کہو کس طرح قتل کرانا چاہتے ہو مگر عذاب کی درخواست نہ کرنا کیونکہ اللہ تعالیٰ
ہر چیز میں نیکی درج کرتا ہے یہاں تک کہ قتل میں بھی سعدؓ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ میں ایک
شخص کے سوا اور کسی کے لئے عذاب کی درخواست نہیں کرتا اور وہ وہ شخص ہے جس نے ہمارے اس رفیق
پر اسوقت جبکہ اس نے علیؑ ابن ابیطالب کی توقیر و تعظیم کے سبب اسکے مقابلہ سے اپنا ہاتھ روک لیا تھا
ظلم کیا اور وار چلایا اور وہ اپنے یہودی بھائیوں سے میل جول رکھتا ہے اس لئے وہ ان ہی میں شامل
ہے۔ اب ان کو ایک ایک کر کے لایا جائے اور شمشیر تیز سے قتل کیا جائے سوا اس شخص کے کہ اس کو اس
مومن مظلوم کے ہاتھ سے عذاب چکھایا جائیگا تب حضرتؐ نے فرمایا آگاہ ہو خواہ کوئی اپنے
دشمن کے لئے عذاب ناحق کی درخواست کرے مگر تو نے حق عذاب کی درخواست کی ہے اسوقت سعدؓ نے
اس جوان مظلوم سے کہا کہ یہ اپنی تلوار لیکر اپنے رفیق کی طرف جا جس نے تجھ پر ظلم کیا تھا اور اس سے
قصاص لے یہ سنتے ہی وہ جوان اس ظالم کیطرف بڑھا اور اس کو اپنی تلوار سے مارنے لگا یہانتک
کہ ستائیس ۲۷ ضربیں اس کو لگائیں جیسے اس نے اس کو لگائی تھیں پھر بولا کہ اس نے اسی قدر ضربیں مجھ کو
لگائی تھیں اور یہی مجھ کو کافی ہیں پھر اس کی گردن کاٹ ڈالی پھر وہ جوان ان لوگوں کو جو اس
سے دور کھڑے تھے قتل کرنے لگا اور جو نزدیک تھے ان کو چھوڑ دیا پھر اپنا ہاتھ روک لیا۔ اور
پکارا کہ اب تم قتل کرو یہ سنکر سعدؓ نے اس سے کہا کہ تلوار مجھ کو دے اس نے تلوار سعدؓ کے حوالے
کی اور کچھ تمیز نہ کی اور جو لوگ اس کے بہت نزدیک تھے ان میں سے بہت سے لوگوں
کو قتل کیا جب تھک گیا تو تلوار کو پھینک کر پکارا کہ اب تم قتل کرو۔ القصہ مسلمان

اُن کو قتل کرتے رہے اور آخر کار سب کو قتل کر دیا پھر حضرتؐ نے اس جوان سے دریافت کیا۔ کیا سبب ہے کہ تو نے ان لوگوں کو تو قتل کیا جو تجھ سے دُور کھڑے تھے اور نزدیک والوں کو چھوڑ دیا۔ اُس نے عرض کی کہ یا رسُول اللہ میں نے قرابت والوں کو چھوڑ دیا۔ اور غیروں کو قتل کیا اور حضرتؐ نے فرمایا۔ کہ ان میں بعض لوگ ایسے بھی تھے جو تیرے قریبی نہ تھے۔ اور پھر بھی تو نے ان کو چھوڑ دیا اُس نے عرض کیا کہ یا رسُول اللہ زمانہ جاہلیت میں اُنہوں نے کچھ احسان مجھ پر کئے تھے اس لئے مجھ کو مکروہ معلوم ہوا۔ کہ میں اُنکو قتل کروں حالانکہ ان کے احسان مجھ پر ہوں تب حضرتؐ نے فرمایا۔ کہ اگر تم ہم سے اُن کی سفارش کرتے تو ہم ضرور قبول کر لیتے اُس نے عرض کی کہ میں عذاب خدا کو اس کے دشمنوں پر سے ٹالنا نہیں چاہتا تھا۔ اگرچہ میں خود اس کام کو سر انجام دینا پسند نہیں کرتا تھا بعد ازاں حضرتؐ نے سعدؓ سے فرمایا کیا سبب ہے۔ کہ تو نے اُن کے قتل کرنے میں کسی قسم کی تمیز نہ کی اُس نے عرض کی کہ یا رسُول اللہ میں اُن کو خدا کے لئے دشمن رکھتا تھا۔ اور اُن کے ساتھ میری عداوت محض خدا کے واسطے تھی اس لئے میں حضرتؐ اور حضرتؐ کے دوستوں کے سوا اور کسی کا لحاظ کرنا نہیں چاہتا یہ سُن کر حضرتؐ نے فرمایا کہ اے سعدؓ تو اُن لوگوں میں سے ہے۔ جو راہ خدا میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی کچھ پروا نہیں کرتے الغرض جب اس قوم کا آخری مرد قتل ہو چکا تو سعدؓ کا وہ زخم پھٹ گیا اور وہ راہی جنت ہوا رحمہ اللہ اس وقت حضرتؐ نے فرمایا۔ یہ دوستان خدا میں سے ایک دوست ہے کہ عرش رحمٰن اسکی جنبش میں آیا اور جنت میں جو مسندیں اُس کو مرحمت ہوں گی وہ تمام دنیا سے افضل اور بہتر ہیں یہ سب محض اس سبب سے ہیں کہ رسُول خدا کے بھائی (علیؑ) کی توقیر کرتا تھا۔

قولہ عزوجل مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَاءِ (اُن لوگوں میں سے جن کو تم گواہ بنانا پسند کرو سو دو مردوں کو گواہ بناؤ) جناب امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَاءِ کے معنے یہ ہیں کہ جس کی دینداری امانت گزاری، نیکی۔ پارسائی اور اس کے بیان شہادت میں اس کے تیقن اور اس کی تحقیق اور تمیز کو تم پسند کرو اس کو اچھا گواہ بناؤ) کیونکہ ہر ایک نیکوکار صاحب تمیز و دانش اور واقف کار نہیں ہوتا اور نہ ہر ایک صاحب علم و تمیز نیکوکار اور صالح ہوتا ہے اور بعض لوگ تو ایسے ہوتے ہیں۔ کہ وہ اپنی نیکی اور پارسائی

کے سبب اہل جنت سے ہوتے ہیں۔ لیکن اگر وہ گواہی دیں تو قلت تمیز کے باعث ان کی گواہی قبول نہیں کیجاتی۔ مگر جبکہ وہ نیک۔ پارسا۔ اور صاحب تمیز اور دانشمند ہوں۔ اور گناہ اور اور ہوا و ہوس اور خواہش نفسانی اور ظلم سے پرہیز کرتے ہوں باب شہادت میں وہی شخص فضل ہیں پس تم ایسے ہی شخص کا دامن مضبوط کر کے پکڑ لو۔ اور اس کی ہدایت کی پیروی کرو اگر بارش زبر سے تو اس کے واسطے سے بارش کو طلب کرو اور اگر تمہارے لئے نباتات کا اگنا بند ہو جائے ہو جائے تو اس کے ذریعے سے اُسکے اگنے کی درخواست کرو اور اگر تم پر رزق متعذر اور تنگ ہو جائے تو اس کے واسطے سے اس کی فراخی اور وسعت کو طلب کرو کیونکہ وہ ان لوگوں میں سے ہے جو اپنی مرادمیں کبھی ناکامیاب اور محروم نہیں ہوتے اور جن کا سوال کبھی رد نہیں ہوتا +

نیز جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ رسول خدا لوگوں کے دعووں کا فیصلہ گواہیوں اور قسموں پر فرمایا کرتے تھے اس طرح کرنے سے دعووں اور دعویداروں کی کثرت ہو گئی تب حضرت نے فرمایا کہ اے لوگو میں صرف ایک بشر ہی ہوں اور تم آپسمیں جھگڑتے ہو اور شاید تم میں سے ایک شخص دوسرے شخص کی نسبت اپنی دلیل و حجت کے بیان کرنے میں غلطی کرے اور میں اس کے بیان کے موافق جو کہ اس سے سنتا ہوں فیصلہ کر دوں پس جس کسی کے لئے میں اس کے بھائی کے حق میں سے کسی شے کا حکم دیدوں وہ اس کو نہ لے کیونکہ میں اس کے لئے آگ کا ایک ٹکڑا قطع کرتا ہوں +

اور جب دو شخص کسی معاملہ میں جھگڑتے ہوئے حضرت کے پاس آتے تھے تو حضرت مدعی سے فرماتے تھے کہ اپنے وجوہات اور دلائل بیان کر اگر وہ ایسی دلیل قائم کرتا تھا جسکو آں حضرت پسند کرتے تھے اور[1] اس کو پہچانتے تھے تو مدعی علیہ پر حکم جاری فرماتے تھے اور مدعی کوئی دلیل پیش نہ کرتا تھا تو مدعی علیہ سے فرماتے تھے کہ خدا کی قسم کھا کر کہدے کہ مدعی نے جو دعوے مجھ پر کیا ہے وہ میرے ذمے نہیں ہے اور نہ اس کا کچھ حصہ میری طرف ہے اور جب مدعی ایسے گواہ پیش کرتا تھا جن کے نیک و بد کا حال معلوم نہ ہوتا تھا تو گواہوں سے فرماتے تھے کہ تم کس قبیلے کے ہو اور کس بازار میں رہتے ہو۔ اور تمہارا گھر کہاں ہے جب وہ بیان کر چکتے تھے تو مدعی اور مدعا علیہ اور گواہوں کو اپنے سامنے سے رخصت فرماتے تھے پھر دوسرے وقت بلواتے تھے بعد ازاں اس معاملہ

[1] یعنی اس دلیل اور ان گواہوں وغیرہ سے حضرت واقف ہوتے تھے +

کو اپنے نیک اصحاب میں سے جدا جدا دو شخصوں کے سپرد کرتے تھے اور ہر ایک سے فرماتے تھے کہ تم اسطرح سے اپنے قبیلوں بازاروں محلوں اور بستیوں میں جہاں یہ رہتے ہیں جاؤ کہ ایک کو دوسرے کی خبر نہو۔ اور وہاں جاکر ان کا حال دریافت کرتے تھے اگر ان لوگوں کی نیکی اور فضیلت کا حال معلوم ہوتا تھا تو حاضر خدمت ہوکر حضرتؐ سے ان کا حال بیان کرتے تھے اور جن لوگوں سے ان کی بابت دریافت کیا جاتا تھا ان کو حضرتؐ کے سامنے حاضر کرتے تھے اور گواہوں کو بھی بلایا جاتا تھا اور جن لوگوں سے ان کا حال تحقیق کیا جاتا تھا ان سے کہا جاتا تھا کہ یہ فلاں ابن فلاں ہے اور یہ فلاں ابن فلاں تم ان کو پہچانتے ہو؟ وہ جواب دیتے تھے ہاں پھر ان سے فرماتے تھے کہ فلاں اور فلاں شخصوں نے تمہاری طرف سے ان دونو شخصوں کی بابت نیک خبر اور پسندیدہ ذکر بیان کیا ہے کیا یہ بات جو انہوں نے بیان کی ہے درست ہے؟ جب وہ ہاں کہدیتے تھے تو اسوقت ان دونو کی شہادت کے موافق مدعی علیہ کے اوپر حکم جاری کیا جاتا تھا اور اگر وہ دونو اصحاب ان کی بابت بُری خبر لاتے تھے اور ان کو عیب دار بیان کرتے تھے تو ان لوگوں کو بلاکر ان سے دریافت کرتے تھے کہ تم فلاں فلاں شخصوں کو پہچانتے ہو وہ کہتے تھے ہاں پھر ان سے فرماتے تھے کہ بیٹھ جاؤ یہاں تک کہ دونو آجائیں تب وہ بیٹھ جاتے تھے پھر ان کو وہاں حاضر کیا جاتا تھا پھر ان لوگوں سے فرماتے تھے کہ یہ دونو وہی ہیں تب وہ کہتے تھے کہ ہاں جب حضرتؐ کے نزدیک ان دونو کی برائی ثابت ہوجاتی تھی تو سب کے سامنے ان کی پردہ دری نہ فرماتے تھے اور نہ اُن پر ناراض ہوتے تھے اور نہ کچھ زجر و توبیخ کرتے تھے بلکہ مدعی اور مدعا علیہ کو باہم صلح کر لینے کے لئے فرماتے تھے اور برابر ان کو فہمایش کرتے تھے یہانتک کہ وہ باہم صلح کر لیتے تھے اور اس سے حضرتؐ کی یہ غرض ہوتی تھی کہ وہ گواہ رسوا نہ ہوں اور اُن کی پردہ پوشی فرماتے تھے اور آں حضرتؐ اپنی اُمت پر نہایت بخشش کرنیوالے اور مہربان اور پردہ پوش تھے اور اگر وہ گواہ عام لوگوں میں سے اور غریب الوطن ہوتے تھے کہ ان کو کوئی نہ پہچانتا تھا اور ان کا کوئی قبیلہ اور بازار اور گھر وہاں نہ ہوتا تھا تو مدعی علیہ کی طرف مخاطب ہوکر فرماتے تھے کہ تو ان دونو کی بابت کیا کہتا ہے۔ اگر وہ کہتا تھا کہ میں یوں تو انکو نیک ہی جانتا ہوں مگر یہ ضرور ہے کہ انہوں نے جو میرے مخالف گواہی دی ہے اس میں غلطی پر ہیں اسوقت ان کی گواہی کے موافق فیصلہ کیا جاتا تھا اور اگر مدعا علیہ ان گواہوں پر جرح کرتا اور ان کو مطعون ٹھیراتا تو مدعی مدعی علیہ کے درمیان یا تو صلح کرا دیتے تھے یا مدعی علیہ کو حلف دیتے تھے اور باہمی جھگڑے کو قطع فرماتے تھے ✦

قولہ عزوجل اَنْ تَضِلَّ اِحْدٰىهُمَا فَتُذَكِّرَ اِحْدٰىهُمَا الْاُخْرٰى (اور دو عورتیں اس لئے مقرر کی گئی ہیں) کہ اگر ایک عورت اس معاملہ کو بھول جائے تو دوسری اس کو یاد دلائے ۔

جناب امیر المومنین علیہ السلام نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ اگر ایک عورت شہادت میں گمراہ ہو جائے اور اس کو بھول جائے تو دوسری عورت اس کو یاد دلا دے اور دونوں عورتیں شہادت کے ادا کرنے میں درست اور مستقیم ہو جائیں اور اللہ تعالیٰ نے دو عورتوں کی گواہی کو ایک مرد کی گواہی کے برابر اس لئے رکھا ہے۔ کہ عورتوں کی عقلیں اور ان کا دین ناقص ہوتا ہے بعد ازاں جناب امیرؑ نے فرمایا ہے اے عورتو تم ناقص العقول پیدا کی گئی ہو۔ اس لئے تم کو چاہیے کہ شہادتوں میں غلطی سے بچو کیونکہ اللہ تعالیٰ الشہادت کے یاد رکھنے والے مردوں اور عورتوں کو ثواب عظیم عطا فرماتا ہے۔ اور میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے سنا ہے کہ جو دو عورتیں شہادتیں اچھی طرح ادا کریں اور ایک عورت دوسری عورت کو یاد دلائے یہاں تک کہ وہ دونوں حق کو قائم کریں اور باطل کو رفع کر دیں تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن جب ان دونوں کو محشور کریگا تو ان کے ثواب عظیم کریگا اور انپر اللہ کی نعمتیں برابر پہنچتی رہیں گی اور فرشتے انکی جلدوں کو جو دنیا میں انہوں نے کی ہونگی اور طرح طرح کے دنیاوی غموم وہموم کو جو طاعت خدا کے منافی ہوتے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ نے جس قدر غموں اور رنجوں کو ان سے زائل کیا ہوگا ذکر کرینگے یہاں تک کہ ان دونوں عورتوں کو جنت میں ہمیشہ کے لئے داخل فرمائیگا اور قیامت کے دن بعض عورتیں ایسی محشور ہونگی کہ ان میں سے بعض کو کتاب اعمال کے دینے سے پہلے منہ پھیر کر دیکھنے کا حکم ہوگا پس وہ دیکھے گی کہ بدیاں اسے گھیرے ہوئے ہیں۔ اور نیکیاں بہت کم ہیں اسوقت خطاب ہوگا اے کنیز خدا یہ تو بدیاں ہیں تیری نیکیاں کہاں ہیں وہ کہے گی کہ مجھ کو اپنی نیکیاں تو یاد نہیں ہیں اسوقت اللہ تعالیٰ اس عورت کے حافظان اعمال فرشتوں سے فرمائیگا اے میرے فرشتو اس کی نیکیاں اور اعمال ایک دوسرے کو یاد دلاؤ تب وہ فرشتے اس عورت کی نیکیاں ایک دوسرے کو یاد دلائیں گے اور دائیں طرف والا فرشتہ بائیں طرف کے فرشتے سے کہیگا کہ کیا تجھ کو اس کی فلاں نیکیاں یاد نہیں ہیں؟ وہ جواب دیگا کہ ہاں یاد ہیں مگر مجھ کو اس کی فلاں بدیاں یاد ہیں۔ اور سب بدیوں کو بیان کریگا اسوقت دائیں طرف والا فرشتہ اس سے کہیگا۔ کہ کیا تجھے یاد نہیں ہے کہ اس نے ان بدیوں سے توبہ کر لی تھی وہ جواب دیگا کہ مجھ کو یاد نہیں۔ تب دائیں طرف والا فرشتہ اس سے کہیگا۔ کہ کیا تجھ کو یاد نہیں ہے۔ کہ اس نے اور اس کے ساتھ والی عورت نے اس شہادت کو جو ان کے ذمے تھی ایک دوسری کو یاد دلا دیا تھا یہاں تک کہ دونوں کو اس کا یقین ہو گیا تھا اور دونوں نے گواہی دی تھی اور راہ خدا میں

ملامت کرنے والوں کی ملامت کی کچھ پرواہ نہ کی تھی تب وہ فرشتہ کہیگا کہ ہاں مجھ کو یاد ہے پھر داہیں طرف کا فرشتہ
بائیں طرف کے فرشتے سے کہیگا کہ اس عورت کی یہ گواہی دینا ایسی توبہ ہے جو ان دونو کے گذشتہ گناہوں
کو محو کرتی ہے۔ پھر ان دونو عورتوں کو انکے نامہائے اعمال داہیں ہاتھوں میں دیئے جائیں گے۔ تب وہ
دیکھیں گی کہ ان کی تمام نیکیاں ان میں درج ہیں اور ان کی بدیاں سب محو ہوگئی ہیں اور ہر ایک اپنی
کتاب اعمال کے اخیر میں لکھا پائے گی اے میری کنیز تونے اہل باطل کے برخلاف ضعیفوں کے حق میں
گواہی دی اور راہ حق میں ملامت کرنیوالوں کی ملامت کی کچھ پرواہ نہ کی اس لئے میں نے تیرے اس
عمل کو تیرے گذشتہ اعمال کا کفارہ کیا اور تیرے پہلے گناہوں کے محو کرنے کا ذریعہ بنایا ÷

قولہ عزوجل وَلَا يَأْبَ الشُّهَدَاءُ إِذَا مَا دُعُوا اور جب گواہوں کو گواہ ہونے کے
لئے بلایا جائے تو وہ انکار نہ کریں ÷

جناب امیر المومنین علیہ السلام نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ جو شخص کسی معاملہ میں گواہ
ہو جب اس کو گواہی ادا کرنے کے لئے طلب کیا جائے تو وہ انکار نہ کرے اور اس کو چاہیے کہ گواہی کو
کامل طور پر ادا کرے اور اس میں کسی قسم کی رو رعایت نہ کرے اور ملامت کرنیوالے کی ملامت کی پروا
نہ کرے۔ اور لازم ہے کہ نیکی کرنے کا حکم دے اور امر بد سے منع کرے ÷

اور دوسری حدیث میں اس طرح وارد ہوا ہے کہ جناب امیرؑ نے فرمایا کہ آیۂ وَلَا يَأْبَ الشُّهَدَاءُ
إِذَا مَا دُعُوا اس شخص کے لئے نازل ہوئی ہے کہ جب اس کو شہادت کے سننے (یعنی گواہ بننے) کے
لئے بلایا جائے تو وہ انکار کردے اور جو کوئی کہ شہادت کے ادا کرنے سے باز رہے جبکہ شہادت اس کے
پاس موجود ہو اس کے باب میں آیۂ ذیل نازل ہوئی ہے وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ وَمَنْ يَكْتُمْهَا
فَإِنَّهُ آثِمٌ قَلْبُهُ اور گواہی کو نہ چھپاؤ اور جو کوئی گواہی کو پوشیدہ کرتا ہے۔ البتہ اس کا دل آثم
یعنی کافر ہے ÷

تمت بالخیر

التماس مترجم

اس ذات واحد و معبود حقیقی کا ہزار ہزار شکر ہے کہ کتاب آثار حیدری یعنی اردو ترجمہ تفسیر عسکری منسوب
امام حسن عسکری علیہ و علی آبائہ السلام اختتام کو پہنچی اصل کتاب مطبوعہ ایران و لکھنو ہے اور قلمی نسخہ نایاب دونو
نسخوں میں بہت سے مقام ایسے مشکوک ہیں کہ جن کا ترجمہ اسی حالت میں نہایت مشکل ہے اور کچھ مطلب سمجھ میں نہیں آتا۔
چنانچہ ناظرین تفسیر ہذا پر بخوبی روشن ہے۔ اور صاحبان مطبع نے تبرکاً و تیمناً جوں کا توں نقل کرا دیا ہے تحقیق و تصحیح سے
ذرا بھر کام نہیں لیا اگرچہ یہ کام مجھ بے بضاعت کی لیاقت سے باہر تھا مگر اس معطی مطلق کے فضل و کرم اور محمدؐ و آل
علیہم السلام کی تائید سے تمام شبہات رفع ہو گئے اکثر مقامات کو کتاب احتجاج طبرسیؒ و تفسیر صافی سے مقابلہ
کیا اور جو جو مقام فخر المتقدمین و المتاخرین علامہ محمدؐ باقر مجلسی اعلی اللہ مقامہ نے اپنی کتاب حیات القلوب
میں ترجمہ فرمائے ہیں ان سے بھی مدد لی اور ترجمہ میں حتی الامکان اصل کتاب کے الفاظ اور محاورہ اردو کا بہت لحاظ رکھا
بعد ازاں اصل مسودہ کو بنظر اصلاح بخدمت اقدس عالیجناب فضیلت مآب سیادت انتساب نجم
العلماء زبدۃ الفقہاء عالم کامل فخر الاماثل ممتاز الافاضل مولانا و مقتدانا مولوی سید محمدؐ ہارون
صاحب زنگی پوری مدظلہ العالی پیش کیا آنجناب نے اول سے آخر تک اس مسودہ کو اصل مسودہ سے
کو مقابلہ کرکے دیکھا اور جابجا مناسب اصلاح و حواشی سے مزین فرمایا حقیر جناب قبلہ و کعبہ کا تہ دل
سے شکر گذار ہے۔ اور صدق نیت سے دعا کرتا ہے کہ پروردگار عالمین بحق محمدؐ و آلہ الطاہرین علیہم
السلام اپنی رحمت بیکراں و فضل بے پایاں سے اس جناب کو دین و دنیا میں شادکام اور بہرہ ور
فرما کر آپ کے سایۂ ہما پایہ کو ہمارے سروں پر قائم رکھے۔ آمین +

اب حضرات ناظرین کتاب ہذا کی خدمت بابرکت میں التماس ہے کہ جہاں کہیں کوئی غلطی
پائیں قلم عفو سے اس کی تصحیح فرمائیں اور اس حقیر سراپا تقصیر کو دعائے خیر سے یاد کریں۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَصَلَّی اللّٰهُ عَلٰی مُحَمَّدٍ
وَّاٰلِهِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاهِرِیْنَ وَخِیَارِ اَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ ہ

العبد

حقیر سید شریف حسین بھر بلوی عفی عنہ

صورۃ ما کتبہ افضل العلماء اکمل الفضلاء افقہ الفقہاء اسوۃ المتکلمین المناہبین زبدۃ المتورعین العارفین مولانا و مقتدانا مولوی سید نجم الحسن صاحب قبلہ مجتہد العصر و الزمان مدرس اعلیٰ مدرسہ مشارع الشرائع لکھنو مدظلہ العالی مقرظاً علیٰ ھٰذا الکتاب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی جعل القرآن نوراً یھتدی بہ المھتدون والصلوٰۃ علی محمد والہ الذین ھم و شیعتھم ھم الفائزون اما بعد پس یہ امر خوب واضح ہے کہ قرآن مجید اگرچہ زبان عربی میں ہے اور جو مطالب اُس میں مندرج ہیں وہ عرب کے محاورات میں بیان ہوئے ہیں لیکن چونکہ فصاحت و بلاغت کا اعلیٰ درجہ جس تک کلام بشر کسی طرح نہیں پہنچ سکتا اُس کیلئے حاصل ہے اور بالیقین ثابت ہو چکا کہ بعض آیات کا ظاہری مطلب ہرگز مراد نہیں ہے پس لازم ہوا کہ فہم مطالب میں اُن حضرات کی طرف رجوع کی جائے جو ہبط قرآن اور واقف اسرار خدا ہیں جن کے گھر میں قرآن نازل ہوا فان اہل البیت ادریٰ بما فی البیت اور تفسیر جلیل الشان جو کہ منسوب ہے حضرت امام ہادی عشر جناب امام حسن عسکری علیہ السلام کی طرف مشتمل ہے اُن رموز خفیہ اور اسرار الٰہیہ پر جس کے ملاحظہ سے چشم دل روشن و منور ہو جاتی ہے بہت ضرورت تھی کہ تفسیر مذکور زبان اردو ترجمہ ہو کر فیض رسان عامہ مومنین ہو الحمد للہ کہ سید جلیل و فاضل جلیل جناب مولوی سید شریف حسین صاحب نے کتاب مذکور کا سلیس بامحاورہ ترجمہ اردو میں کر کے اجر و ثواب حاصل کیا۔ اس ترجمہ کو نحیف نے بھی دیکھا اور مطابق بھی پایا لیکن اتنی مہلت نہ ملی کہ تمام پر نظر کر سکتا خداوند عالم مومنین کو اس سے انتفاع حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے ۔ فقط

نقل مہر

لا الٰہ الا اللہ والذی نہ
نجم الحسین ۱۳۰۸ھ
السید

نقل تقریظ عالی جناب معلّے القاب عالیجناب فضیلتمآب ممتاز الافاضل زبدۃ الاماثل مولٰنا و مقتدانا سیّد محمد ہارون صاحب زنگی پوری مدظلہ العالی

باسمہ سبحانہ

واقعی امر یہ ہے کہ پروردگار عالم نے اپنے بندوں میں بعض کو بعض پر فضیلت عطا فرمائی ہے اور اس باب میں خود اس کا کلام محکم شاہد صلوق ہے کبھی کسی سے ایک نیک کام انجام پاتا ہے۔ اور جو اس سے اہم ہے دوسرے کا حصہ ہوتا ہے۔ دیکھئے یہی تفسیر امامؑ جو باوجود اپنے بہت سے اجزا کے تلف ہو جانے کے جن میں معلوم نہیں کیسے کیسے جواہر معانی رہے ہوں گے جن سے آج ہم محروم ہیں اب بھی جتنے مطالب نفیسہ پر مشتمل ہے ان کا احصا ایک تیمم آل کی دستگیری کے لئے اس سے زیادہ کافی ہے جو گنج شائگان سے ہو سکتا تھا۔ جاہل کو عالم غیر متدین کو متدین ضعیف الاعتقاد کو قوی الاعتقاد بنا دینا اس کا ذمہ ہے مگر چونکہ مقتضیات زمانہ ہمیشہ متبدل ہوتی رہتی ہیں اس سبب سے عقلا کا دستور بھی اسی کے بموجب بدلتا رہا ہے۔ ایک زمانہ ایسا بھی تھا۔ کہ عربی کتابیں عام طور سے ہر شخص سمجھ سکتا اور ان سے بہ حسب استعداد کام لے سکتا تھا۔ پھر فارسی کا دور ہوا اور عربی فہم یا لکم ہو گئے یا دوسرے شہروں کی ضرورتوں نے اس بات پر مجبور کیا کہ عربی کتابوں کا ترجمہ فارسی میں کیا جائے چنانچہ مجلسی علیہ الرحمہ نے ایسا ہی فرمایا۔ یہاں تک کہ قرآن مجید کا ترجمہ مستقل علیحدہ فارسی میں کرکے اردو عام فہم میں پبلک پسند کتابیں شائع کریں۔ چنانچہ اب ایسا ہی ہوتا جاتا ہے اور ہونا بھی یہی چاہیئے اسی لحاظ سے ہمارے مخلص کرم فرما جید فاضل کامل جناب مولوی سید شریف حسین صاحب جو فی الحقیقت اپنے ثقہ اور متدین اور خیر خواہ ایمان و اسلام ہونے میں علاوہ اپنی روشن خیالی اور نکادت نظریہ کے اپنی آپ ہی نظیر ہی کہے جا سکتے ہیں اس طرف متوجہ ہوئے ہیں پروردگار ان کی توفیقات کو زیادہ کرے

اور دین کی حمایت پر ان کو پوری مدد دیتا رہے اس تفسیر کا ترجمہ جسے آپ ملاحظہ فرما رہے ہیں
انہیں جناب مجدہ کی حمایت ایمانی کا ایک نمونہ ہے اگرچہ اس تفسیر عظیم القدر کا پورا ترجمہ سلیس
اُردو عام فہم میں کر دینا ہر شخص کا کام نہیں ہے اور یہ بات وہی شخص خوب سمجھ سکتا ہے جو اصل
تفسیر کو من اولہ لٰے آخرہ دیکھ چکا ہو۔ صحیح نسخوں کی نایابی ایک طرف کاتبوں کے تصرفات بیجا
ایک طرف محاورات عرب عربا اس کے کافی ترجمہ کرنے کے لئے بہت بڑے مانع تھے اور جو
شخص اس کا قصد کرتا اس کے لئے ان تمام مرحلوں کا طے کرنا بھی ضروری تھا۔ مگر سبحان اللہ
اور ماشاء اللہ کس خوبی سے یہ ترجمہ کیا گیا ہے کہ شاید و باید جزاء اللہ المترجم خیر الجزاء اس
بے بضاعت کم علم کم فہم سید محمد ہارون غازی پوری نے تمام ترجمہ لفظ بلفظ غائر نظر سے دیکھا
ہے الا ما زاغ البصر اپنی کوتاہ نظر میں تو ضرور کل عیوب سے پاک پایا ہے خدا بھی ایسا ہی کرے۔
تمام مومنین کو جناب مولوی صاحب قبلہ کا ممنون ہونا چاہیے۔ کہ ایسا عظیم الشان ہدیہ
حضرات کی خدمت میں جناب ممدوح کی طرف سے پیش کیا جاتا ہے۔ جس کی مثل پر کامیابی
دشوار ہی نہیں بلکہ محال ہے اور اس بات کی دعا کرنی چاہیئے کہ مولوی صاحب قبلہ کی عمر میں پروردگار
از دیاد عطا فرمائے اور دینی حمایت پر ہمیشہ اسی طور سے اعانت کرتا رہے میں بھی اپنے اس کلام کو
اسی دعا پر ختم کرتا ہوں اور تمام مومنین کی خدمت میں اس کتاب کی قدر دانی کی درخواست دیتا
ہوں ۔۔ والسلام۔ کتبہ اقل الناس عملاً و اکثرہم زللاً محمد ہارون عفی اللہ جرائمہ غفر مآثمہ

نقل تقریظ جناب فضیلت مآب فاضل جلیل عالم نبیل مولٰنا و مقتدانا مولوی سید احمد کبیر صاحب مدظلہ العالی مدرس گورنمنٹ سنٹرل ماڈل ہائی سکول لاہور

یہ امر مسلم ہے کہ دنیا میں ایک تو وہ محسن ہیں جو ہماری جسمانی تربیت کے متکفل ہیں دوسرے
وہ جن سے ہماری اخلاقی اور روحانی تعلیم کے متعلق ہے جسمانی تربیت کے فائدے محدود

اور فانی ہیں اخلاقی اور روحانی تعلیم کے فوائد ابدی اور غیر فانی بسا اوقات جسمانی تربیت منجر بہلاکت وغوایت ہو جاتی ہے۔ مگر روحانی تعلیم ہمیشہ مہالک ومخاطر ابدی سے بچاتی ہے اس روحانی تعلیم کے سرچشمے انبیا و اوصیا و ائمہ کرام علیہم الصلوۃ والسلام ہیں۔ کہ منعم حقیقی نے ان کو مبعوث و منصوب فرما کر اپنے بندوں پر اتمام نعمت فرمایا۔ اور اپنے دین کو ان پر کامل کیا۔ علر الشکر والحمد علے اتمام نعمت واکمال دینہ علینا ان روحانی معلموں کے بعد وہ بزرگ ہمارے عظمترین شکریہ کے مستحق ہیں جو اپنی عمریں ترویج دین و حمایت ملت میں صرف کرتے ہیں علوم معارف وحقائق مدون فرماتے ہیں۔ تحقیق و تدقیق کے آسمان پر نجوم ہدایت بنکر چمکتے ہیں اور غوایت وضلالت کی تاریکیوں کو ایمان و یقین کے نور سے زائل کرتے ہیں زمانہ کا رُخ دیکھ کر مختلف زمانوں میں تالیف وتصنیف کا بارگراں اپنے سر پر اٹھاتے ہیں۔ تاکہ ہدایت کا فائدہ عام و تام ہو اور ایمان کی گراں قیمت جنس کی خریداری مایہ دار و کم مایہ سب پر آسان ہو جائے چنانچہ اس زمانہ کی ضرورت محسوس کر کے عالم محقق و فاضل مدقق مخدومنا و مخدوم الکونین جناب مولوی سید شریف حسین صاحب ادام اللہ فیوضہ نے تفسیر عربی منسوب بامام حسن عسکری علیہ السلام کو با محاورہ اردو زبان میں محض برادران ایمانی کے فائدے کے لئے ترجمہ فرمایا۔ تاکہ اس تفسیر کثیر المنفعت کے فوائد سے اردو داں بھائی بھی مستفیض ہوں مولوی صاحب کا ہم سب پر ایک بڑا روحانی احسان ہے۔ اور اس پر وہ کل مومنین کے شکریہ کے مستحق ہیں۔ اپنے اس مقدس ترجمہ کو اول سے آخر تک بنظر غور دیکھا۔ حق یہ ہے۔ کہ جس صحت اور حسن و خوبی سے یہ ترجمہ مولوی صاحب نے کیا ہے۔ وہ انہیں کا حصہ تھا فجزاہ اللہ منا خیر الجزا خدا مولوی صاحب کی عمر و توفیق میں برکت عطا کرے اور ایسے ہی اور بہت سے کام دینی بھائیوں کے فائدہ کے اُن کے ہاتھ سے انجام کو پہنچائے۔

المفتقر بہ القدیر سید احمد کبیر عفا اللہ عن ذنبہ الکثیر مورخہ یکم جمادی الاول ۱۳۲۰ھ

دافع وہم مصنفہ میر سجاد حسین صاحب جس میں مسئلہ تقیہ کے ہر پہلو کی نسبت بحث کرکے یہ دکھایا گیا ہے۔ کہ تقیہ شعار اسلام ہے۔ اور کن مواقع پر شریعت نے اس کی اجازت دی ہے قیمت صرف آٹھ آنہ ۸ر

التطہیر جس میں نہایت شرح وبسط کے ساتھ عقلی ونقلی دلائل سے اس امر کو ثابت کیا گیا ہے کہ آیۂ تطہیر کے مصداق سوائے خمسۂ نجبا آل عبا اور کوئی نہیں مصنف نے بڑی محنت سے فریقین کی معتبر کتب سے علاوہ دیگر مشہور انگریز مورخوں کی تصنیف سے حوالہ جات دیئے ہیں۔ قیمت صرف ۶ر

رسالہ العقد مصنفہ ومؤلفہ رئیس المبلغین، عمدۃ الواعظین عالی جناب مولانا مولوی مرزا یوسف حسین صاحب قبلہ صدر الافاضل۔ ملا فاضل دبیر کامل۔ مبلغ مدرسۃ الواعظین لکھنؤ۔ اس رسالہ میں۔ نکاح۔ طلاق۔ خلع۔ متعہ۔ وغیرہ کے تمام طریقے درج ہیں قیمت ۴ر

مسح رجلین بجواب غسل رجلین مؤلفہ رئیس المبلغین عمدۃ الواعظین عالیجناب مولانا مولوی مرزا یوسف حسین صاحب قبلہ صدر الافاضل۔ ملا فاضل دبیر کامل۔ مبلغ مدرسۃ الواعظین لکھنؤ۔ اس رسالہ کی نسبت مولانا ومقتدانا جناب مولوی سید نجم الحسن صاحب قبلہ مجتہد العصر تحریر فرماتے ہیں کہ یہ رسالہ اپنی طرز میں بے مثل وبے نظیر ہے۔ حوالہ جات نہایت صحیح اور درست ہیں۔ قیمت صرف پانچ آنے ۵ر

وفات عثمان مصنفہ ومبلغہ رئیس المبلغین عمدۃ الواعظین عالی جناب مولانا مولوی مرزا یوسف حسین صاحب قبلہ صدر الافاضل۔ ملا فاضل۔ دبیر کامل۔ مبلغ مدرسۃ الواعظین لکھنؤ جس میں قتل عثمان کے اسباب ووجوہ اور کیفیت مشتمل اور اس کے بعد کے حالات پر اہل سنت کی کتب پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ قیمت صرف چار آنے ۴ر

النار الجحیم جس میں قریباً وہ تمام اعتراضات جو حضرات اہلسنت کی طرف سے دوبارہ کمی وبیشی قرآن مذہب حقہ امامیہ پر کیا کرتے ہیں عقلی ونقلی دلائل سے محققانہ طور پر رد کئے ہیں نیز اہلسنت کے جامع القرآن کے قرآن سے سلوک انہی کتب سے ثبوت۔ قیمت صرف نو آنے ۹ر علاوہ محصول ڈاک

خلافت مقربین مناظرہ کی جدید کتاب آیات قرآنی سے استدلال ہر طرح سے قابل دید کتاب ہے۔ قیمت صرف بارہ آنے ۱۲ر

خلفائے ثلاثہ کا ایمان ایک محقق فاضل سابق سنی المذہب کی تحقیق کا نتیجہ ہے۔ قیمت صرف تین آنے ۳ر

سُنّی مذہب کے ڈھول کا پول اس میں اہلسنت کے تمام در پردہ مسئلے جو کہ ابو حنیفہ نے رائج کئے ہوئے ہیں۔ درج کئے گئے ہیں۔ جن سے فرقہ اسلام غیر مذاہب کے سامنے شرمسار ہونا پڑتا ہے قیمت صرف ۲ر

زاد العقبیٰ اردو ترجمہ مودۃ القربیٰ حضرت سید علی ہمدانی جو محقق سابق علمائے اہل سنت ہیں ہونے کے علاوہ صوفیائے کرام میں قطب الاقطاب گزرے ہیں۔ جن کی اعلیٰ تصانیف میں سے کتاب مودۃ القربیٰ آسمانِ شہرت کا آفتاب ثانی جا چکی ہیں۔ چونکہ یہ کتاب عربی ہونیکی وجہ سے اردو دنیا کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتی تھی۔ اس لئے اس کا اردو ترجمہ معہ اصل عبارت مودۃ القربیٰ کے بار دوم مؤلف ممدوح کے سوانح عمری پر کافی روشنی ڈال کر طبع ہوا ہے۔ قیمت صرف چودہ آنے۔ ۱۴ر

ریویو الفاروق جو بجائے خود دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ علی گڑھ کالج کے مشہور پروفیسر مولوی شبلی نعمانی کی کتاب الفاروق پر محققانہ ریمارکس۔ قیمت صرف ۳ر

امامیہ بچوں کیلئے دینی کتب کا سلسلہ مصنفہ مؤلفہ رئیس المبلغین عمدۃ الواعظین عالیجناب مولانا مولوی مرزا یوسف حسین صاحب قبلہ صدر الافاضل۔ ملا فاضل۔ دبیر کامل۔ مبلغ مدرسۃ الواعظین لکھنؤ۔ شیعہ بچوں کے لئے یہ دینی کتب کے سلسلہ کو نہایت آسان اور عام فہم عبارت میں تیار کرایا ہے۔ انشاء اللہ یہ سلسلہ کم عمر بچوں اور بچیوں کے لئے نہایت ہی مفید ہے قیمت دینیات کی پہلی کتاب ۴ر دوسری ۴ر تیسری ۵ر چوتھی ۶ر پانچویں ۱۲ر کامل سیٹ دو روپے دو آنے صرف عہ۲ر

نماز امامیہ با ترجمہ مع اصول دین و خطبات عیدین وغیرہ بمطابق فتویٰ اعلیٰ حضرت حجۃ الاسلام والمسلمین نائب الائمۃ المطہرین صدر المفسرین رئیس الملت والدین شمس العلماء مولینا السید علی الحائری القمی مجتہد العصر والزمان اعلیٰ اللہ مقامہ و افضل العلماء اکمل الفضلاء افقہ الفقہاء اسوۃ المتکلمین التابعین زبدۃ المتورعین عین العارفین مولانا و مقتدانا مولوی سید نجم الحسن صاحب قبلہ مجتہد العصر والزمان اعلی اللہ مقامہ اسمیں صاف و سادہ عام فہم اردو زبان میں اصول دین بادلائل و مقدمات نماز۔ فروعات دین غسل وضو۔ نقشہ اوقات نماز۔ نجاست غسل طہارت۔ نقشہ شکیات نماز۔ طریق نماز جماعت۔ نماز جمعہ خطبات عیدین تکبیرات عیدین نماز عیدین۔ زکوٰۃ فطرہ۔ قربانی عید الضحےٰ نماز آیات۔ نماز نذر و عہد۔ نماز قسم۔ نماز طواف۔ نماز اجارہ۔ نماز قضاء والدین۔ نماز سفر۔ نماز احتیاط۔ نماز قضا۔ غسل میت ترکیب کفن نماز میت تلقین میت وغیرہ یہ تمام چیزیں اسمیں درج ہیں بیان سلیس اور آسان ہے۔ ہر کوئی اس کو بآسانی پڑھ سکتا ہے۔ سائز $\frac{20 \times 30}{16}$ حجم ۱۰۰ صفحات لکھائی۔ کاغذ چھپائی نہایت عمدہ سرورق چار رنگہ قیمت صرف آٹھ آنہ ۸ر علاوہ محصول ڈاک۔